

# باقیاتِ فتاویٰ ارشیدیہ

محدث دُورائے افقہ زمانِ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی  
کے

ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ ارشیدیہ  
میں شامل نہیں اور اب تک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی  
نور الحسنیٰ راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پر بدھ نگر (مظفر نگر) لوئی، انڈیا



# باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدثِ دوراں، افقہ زماں حضرت مفتی

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

تلاش، تحقیق، ترتیب، حواشی و مقدمہ: نور الحسن راشد کاندھلوی صاحب

مزید حواشی و افادات: شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری

صاحب

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

معاونین خصوصی: مفتی محمد اقبال صاحب + مفتی محمد امجد حسین صاحب

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)



# باقیات فتاویٰ ارشیدیہ

محدث دُورالِ، فقیہ زمانِ حَضْرَتِ مولانا رشید گنگوہی

کے ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ ارشیدیہ  
میں شامل نہیں اور اب تک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاشِ جمع و ترتیب اور حواشی  
نور الحسنِ راشد کاندھلوی

ناشر

حَضْرَتِ مفتی ابی الحسن اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پر بدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا



# باقیات فتاویٰ رشیدیہ

[ محدث دوراں، افقِ زمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے  
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ  
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت  
نادر و کمیاب تھے ]

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالمن پوری دام ظلہ

شیخ الحدیث و مدرس المدینہ دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پرہسہ نگر (مظفرنگر) یوپی - انڈیا

ملفوظات مولانا رشید احمد گنگوہیؒ



© Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

# BAQIYAT-E- FATAWA RASHIDIA

Compiled by, Footnotes & Preface :

Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

جملہ حقوق شروحات برائے جامع و مرتب محفوظ ہیں!  
پاکستان میں ہماری تمام موقوفات و مطبوعات اور باقیات فتاویٰ رشیدیہ کے جملہ حقوق طبع و نشر

جناب سجاد الہی صاحب

27/A لوہا بازار، مال گودام روڈ، لاہور: ۵۳۹۲۷

Ph: 3004682752

کے نام محفوظ ہیں۔

اشاعت کے خواہاں اصحاب اور ادارے سجاد الہی صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

پاکستان میں ہماری کتابوں کی طبع و نشر کے لئے جن اداروں یا شخصیات کے نام ہماری گذشتہ کتابوں پر چھپے ہیں، وہ سب منسوخ اور کالعدم ہیں۔

کتاب : باقیات فتاویٰ رشیدیہ  
فتاویٰ : حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی  
جمع و ترتیب اور حاشیہ مقدمہ وغیرہ : نور الحسن راشد کاندھلوی  
کل صفحات : الف : ابتدا اور فرست مندرجات

ب : مقدمہ و متعلقات  
ج : اصل کتاب مع ضمیمہ  
طبع اول : ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ / مارچ ۲۰۰۲ء  
قیمت : تین سو پچاس روپے 350/-  
کمپوزنگ : شہاب الدین قاسمی بستوی مفتی امی بخش ایڈی کاندھلوی (مظفرنگر) لاہور  
مطبع : ایچ۔ ایس۔ آف سیٹ پرنٹرز، دریا گنج، نئی دہلی فون: 23244240

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پرہندہ نگر (مظفرنگر) یو پی، انڈیا

Mufti Elahi Bakhsh Academy

HAULVIYAN-KANDHLAD Distt. Parbuth Nagar. 147775

Mb.09358667219

مفتی امی بخش ایڈی کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

فتاویٰ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَبَّنَا

تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

میری قسمت سے الہی پائیں یہ رنگ قبول  
پھول، کچھ میں نے چنے ہیں، ان کے دامن کے لئے  
[اقبال]

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

حاکم بن محمد بن ابی طالب  
 علیه السلام  
 امداد القلوب  
 علی بن ابی طالب  
 علیه السلام



## فہرست مشتملات

ایک نظر میں

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	آغاز و ابتداء	۳
۲	فہرست مقدمہ	۸
۳	فہرست مندرجات باقیات فتاویٰ رشیدیہ	۱۲
۴	توثیق حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب	۵۱
۵	کلمات خیر و برکت حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی	۵۲
۶	تصدیق و تعلیق حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	۵۳
۷	تحسین حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی	۵۵
۸	معروضات مؤلف	۵۶
۹	فہرست مقدمہ [حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ]	۶۷
۱۰	توضیح و اشارات و مخففات کتب و مجموعہ فتاویٰ [جن سے یہ فتاویٰ اخذ کئے گئے ہیں]	الف، ب
۱۱	آغاز باقیات فتاویٰ رشیدیہ	۱
۱۲	حضرت مولانا گنگوہی کے آثار علمیہ، خودنوشت فتاویٰ اور فتاویٰ رشیدیہ کی پہلی اور قدیم اہم طباعتوں کے عکس	۶۰۱:۱۱ ۶۰۸:۱۳

# فہرست مضامین مقدمہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ

اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
۱	وطنی تاریخی پس منظر	۶۸	۱۵	تھانہ بھون کا ایک غیر متوقع سفر اور حضرت	۸۳
۲	شجرہ نسب	۷۰	۱۶	حاجی صاحب سے چائیک بیعت	
۳	والد ماجد	۷۰		مولانا شیخ محمد صاحب سے اختلاف اور	۸۵
۴	ولادت و طفولیت	۷۱		منظرہ کی روایت پر ایک نظر	
۵	ابتدائی تعلیم اور ان کے استاذ	۷۱	۱۷	حضرت مولانا سے پہلی بیعت اور افادہ	۸۶
۶	حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا	۷۲		کا سلسلہ دراز	
۷	محمد قاسم کے ہم سبق ہونے کی روایات	۷۳	۱۸	برسکیل مذکورہ	۸۶
۸	تلاش معاش، ملازمت اور تجارت کتب	۷۳	۱۹	حضرت مولانا کا ایک اہم خواب اور حضرت	۸۷
۹	درس تعلیم کی ابتدا اور پہلے شاگرد	۷۴		مولانا مظفر حسین کا مذکورہ صوفی سلسلے کی تعبیر	
۱۰	محمد ثناء شاہ اور فقہائے محدثین میں عالی	۷۵	۲۰	سلوک قرابت میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	۸۸
۱۱	مکتبہ بخاری ترقی فیہ کی دوری تقریریں	۷۸		خصوصاً حضرت سید احمد بخاری کی تعلیمات،	
۱۲	حضرت کے شاگرد اور مستفیدین کی	۸۰		کو پسند کرتے تھے۔	
۱۳	تعداد و ایک اندازہ	۸۱	۲۱	حضرت مولانا کا مقام و مرتبہ و روح و مرشد کی	۸۹
۱۴	فہم میں عالی مرتبہ اور شان و کھد	۸۱		لگاؤ میں	
۱۵	ذوق سلوک و معرفت	۸۳	۲۲	حضرت گنگوہی خود اپنی لگاؤ میں	۸۹
۱۶	شان سلیمان تونسوی یا شاہ عبدالغنی مجددی	۸۴	۲۳	حضرت مولانا کا حضرت حاجی احمد ابراہیم	۹۰
	سے بیعت کا خیال			سے اپنی خاص کیفیت کا تذکرہ	
			۲۴	حضرت حاجی صاحب کا ثناء و ارشاد	۹۰

(۲)

فقہ و فتاویٰ نیز فتاویٰ رشیدیہ کے خطی اور مطبوعہ نسخے

۳۸	صاحب	۱۰۶
۳۹	چند شاعر	۱۰۷
۴۰	چند شاعر	۱۰۸
۴۱	۲۔ مجموعہ مرتب مولانا عبد الغفور چند پانوی	۱۰۹
	۱۔ فتویٰ رشیدیہ	
۴۲	۳۔ مجموعہ مولانا نظیر حسین فرخ آبادی	۱۱۰
	۱۔ کتاب	
۴۳	۴۔ مجموعہ مولانا محمد علی صاحب	۱۱۱
۴۴	۵۔ مجموعہ مولانا محمد علی صاحب	۱۱۲
۴۵	۶۔ مجموعہ مولانا محمد علی صاحب	۱۱۳
۴۶	۷۔ مجموعہ مولانا محمد علی صاحب	۱۱۴
۴۷	۸۔ مجموعہ مولانا محمد علی صاحب	۱۱۵
۴۸	۹۔ چند فتاویٰ علمی	۱۱۶
۴۹	۱۰۔ چند فتاویٰ علمی	۱۱۷
۵۰	مطبوعہ مولانا محمد علی صاحب	۱۱۸
۵۱	۱۱۔ الف لیلا رشیدیہ	۱۱۹
۵۲	۱۲۔ ب فتاویٰ رشیدیہ	۱۲۰
۵۳	۱۳۔ ج رسالہ تحقیق النہد والصلو	۱۲۱
۵۴	۱۴۔ د حضرت کے تذکرے میں شامل ہوئے فتاویٰ	۱۲۲
۵۵	۱۵۔ ہ حضرت کے تذکرے میں شامل ہوئے فتاویٰ	۱۲۳
۵۶	۱۶۔ ز اشہار کی صورت میں شامل ہوئے فتاویٰ جو میرے پاس موجود ہیں	۱۲۴

۵۷	۱۷۔ مولانا اور مولانا رشیدیہ کے لئے	۱۲۵
۵۸	۱۸۔ تحریک رشیدیہ ۱۸۵۷ء میں شرکت اور اس کی عملی جدوجہد	۱۲۶
۵۹	۱۹۔ مجموعی اصلاحی خدمات نیز دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے فکر و مزاج کی تشکیل	۱۲۷
۶۰	۲۰۔ وفات	۱۲۸
۶۱	۲۱۔ حضرت مولانا گنگوئی لکھنؤ اور پراگ کی نظر میں	۱۲۹
۶۲	۲۲۔ حضرت مولانا فضل حج مراد آبادی کے ارشادات	۱۳۰
۶۳	۲۳۔ حضرت حاجی عبد اللہ کے کلمات عالیہ	۱۳۱
۶۴	۲۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے کلمات	۱۳۲
۶۵	۲۵۔ مولانا شاہ محمد حسین الدہلوی کی نظر میں مولانا کا مرتبہ	۱۳۳
۶۶	۲۶۔ مولانا سید ابوالفتح الدہلوی کا زمانہ و مرتبہ	۱۳۴
۶۷	۲۷۔ مولانا سید ابوالفتح الدہلوی کے کلمات	۱۳۵
۶۸	۲۸۔ مولانا سید ابوالفتح الدہلوی کے کلمات	۱۳۶
۶۹	۲۹۔ مولانا سید ابوالفتح الدہلوی کے کلمات	۱۳۷
۷۰	۳۰۔ مولانا سید ابوالفتح الدہلوی کے کلمات	۱۳۸



۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳
۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶
۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸
۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰

۸۳	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۳	تاریخ تہذیب و تمدن
۸۴	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۴	تاریخ تہذیب و تمدن
۸۵	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۵	تاریخ تہذیب و تمدن
۸۶	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۶	تاریخ تہذیب و تمدن
۸۷	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۷	تاریخ تہذیب و تمدن
۸۸	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۸	تاریخ تہذیب و تمدن
۸۹	تاریخ تہذیب و تمدن	۸۹	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۰	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۰	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۱	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۱	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۲	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۲	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۳	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۳	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۴	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۴	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۵	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۵	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۶	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۶	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۷	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۷	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۸	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۸	تاریخ تہذیب و تمدن
۹۹	تاریخ تہذیب و تمدن	۹۹	تاریخ تہذیب و تمدن
۱۰۰	تاریخ تہذیب و تمدن	۱۰۰	تاریخ تہذیب و تمدن
۱۰۱	تاریخ تہذیب و تمدن	۱۰۱	تاریخ تہذیب و تمدن
۱۰۲	تاریخ تہذیب و تمدن	۱۰۲	تاریخ تہذیب و تمدن

# فہرست مندرجات

## باقیات فتاویٰ رشیدیہ

سہ ماہیہ			
کتاب الایمان والعقائد			
ایمان اور کفر کے مباحث و متعلقات			
صفحہ	مندرجات و مسائل	صفحہ	مندرجات و مسائل
۱	ایمان اور اسلام کی پہچان اور ان کا باہمی امتیاز کیا ہے؟	۱۰	حزرات اور غیر اللہ کو کچھ کرنا؟
۲	مسلم اور منافق میں فرق؟	۱۱	طواف قبور کے شرک ہونے اور قیام تعظیسی کے شرک نہ ہونے کی وجہ؟
۳	کافر اور شرک کی پہچان؟	۱۲	کعبہ کے علاوہ اور مسجدوں کے طواف میں کفر کا خوف ہے
۴	اللہ تعالیٰ کی خاص صلاحت کا کسی اور کے لئے ثابت رہا؟	۱۳	جس سے جان بوجھ کر یا استہزاء کلمہ کفر سرزد ہو اس کے اعمال کا کیا حکم ہے؟
۵	مؤمن وہ ہے جو خدا پر ایمان رکھے	۱۴	ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟
۶	ایمان اور دل کا فعل حادث؟	۱۵	ایمان کے کم زیادہ ہونے میں علماء کے اختلاف کی نوعیت؟
۷	کلمات کفر کا ارتکاب اور اس کا حکم؟	۱۶	ایمان میں تجزی کا مسئلہ؟
۸	قرآن کریم سے جملہ حقیقت کا منسوخ ہونا کس طرح ثابت ہے؟	۱۷	دین میں مشتبہ حدت سے احتیاط ضروری ہے
۹	قرآن کریم کے الفاظ کو تصرف کر کے پڑھنا؟	۱۸	یاس کی توبہ مقبول ہے ایمان قبول نہیں؟
		۱۹	تقدیر کا منکر گمراہ ہے
		۲۰	علماء اور دینی کتابوں کی توجہ نہ کرنے والا قاسق اور بددین ہے۔
		۲۱	کسی مسلمان کو بلا کسی وجہ کے کافر کہنا؟
		۲۲	دنیاوی معاملات کی وجہ سے کسی عالم کو برا نہ کہنا؟



۲۳	نیچر یوں کے متعلق کیا حکم ہے؟	۳۷	حضرت حسنینؑ سے منسوب ایک بے حقیقت قلم کا تذکرہ
۲۴	یزید کو کافر کہنا کیسا ہے؟	۳۸	مرزا شبلی، تین میں جہرہ امتیں نفس کی نفی تیس ان کی کیا حیثیت ہے؟
۲۵	مروان بن الحکم کے متعلق چند سوالات	۳۹	حضرت علیؑ کی تعداد کہاں نفی؟
۲۶	اہل عرب کے جو اقوال خلاف شریعت ہوں وہ مردود ہیں		<b>مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت</b>
	<b>”شیعیت“</b>		
۲۷	ہندوستان کے شیعوں کا کافر ہونا صحیح ہے	۴۰	مرزا قادیانی کا نقش عینی ہونے کا عقیدہ فی سہو اور سلف و خلف کے خلاف ہے۔
۲۸	فضیلت شیخین کا منکر رافضی ہے	۴۱	نزد الہی حقیقی علیہ السلام کا انکار عقیدہ مختار یا صواب و ناحق
۲۹	حضرات شیخین کی حضرت علیؑ پر فضیلت قطعاً ہے یا نفی؟	۴۲	مرزا باہرہ جو بشارت عینی و عہدی کو اپنے پر محقق کرتے ہیں درحقیقت کس آیت ہیں
۳۰	کلمات و آیات کی وجہ سے حضرت علیؑ کی افضلیت کا رد ہے؟	۴۳	مرزا غلام احمد کا خیال القادسی شیعہ خانی ہے
۳۱	حضرت علیؑ کی تہنیت سے متعلق ایک معروف روایت کی حقیقت	۴۴	مرزا احمد علیہ شریف کے مطابق ایک کذاب و دجال پیدا ہوا ہے
۳۲	حضرات حسنینؑ حضرت امیر معاویہؓ سے افضل ہیں		<b>مرزا قادیانی اور قادیانیت کے متعلق علمائے دیوبند کے فتاویٰ</b>
۳۳	حضرت حسینؑ نے یزید سے بیعت کیوں نہیں کی تھی؟		
۳۴	یزید کی خلافت کے انعقاد اور حضرت حسینؑ کے خروج کی حقیقت	۴۵	الف: حضرت مولانا ظہیر احمد انیسوی ب: حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی ج: فتویٰ شیخ ابند مولانا محمود حسن دیوبندی
۳۵	سب شیخین کافر ہے تو قاتلان حسین کیوں کافر نہیں؟		
۳۶	حضرت حسینؑ کا ر مبارک کہاں دفن ہے؟		





۸۹	قبر کے پانی میں زہر ادرت بیکر قرآن	۱۰۶	مفرق بدعات	۱۰۰
۹۰	شریف پڑھنے کا حکم	۱۰۶	پہنہ مسامحہ تحقیق جن کو ایک شخص نے	۱۱۶
۹۱	ایساں ثواب کے لئے ادرت جائز نہیں	۱۰۸	اہل سنت کا عقیدہ بتایا ہے	۱۱۵
۹۲	قبروں پر پھول اور شجرہ کی اذان کیسا ہے؟	۱۰۸	صلو اور عاب بدعت ہے	۱۲۰
۹۳	مزارات پر دست بستہ کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟	۱۰۸	بدعات کا مرکب گنہگار ہے	۱۲۰
۹۴	مزارات لالہاء کے سامنے سر جھکا کر	۱۰۸	مرکب کیر و مرہر بدعات میں موٹ شخص کی	۱۲۰
۹۵	اور دست بستہ کھڑا ہونا کیسا ہے؟	۱۰۸	یعنی غلطی کا ذکر نسبت ہے یا نہیں ہے؟	۱۲۰
۹۶	بزرگوں کی قبروں کا طواف حرام ہے	۱۰۸	بابا فرید خج شکر کے متعلق مباحذ آمیز	۱۲۰
۹۷	تصویح روئے مطہرہ وغیرہ کو بوسہ دینا؟	۱۰۸	اشعار کا حکم؟	۱۲۰
۹۸	قبر کا بوسہ دینا حرام ہے	۱۰۸	بر شخص تھوڑے سیان کو برا کہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟	۱۲۳
۹۹	قبروں پر گنبد اور پلٹے عمارتیں بنانا منع	۱۰۸		
۱۰۰	بلکہ حرام ہے	۱۰۸		
۱۰۱	باب زہر ادرت	۱۰۸		
۱۰۲	باب زہر ادرت	۱۰۸		
۱۰۳	اذان سے متعلق بدعات	۱۰۸		
۱۰۴	اذان کے وقت غم و سوگند	۱۰۸		
۱۰۵	جواب کے اذکار اہل بدعت	۱۰۸		
۱۰۶	مذکورہ بالا غم و سوگند اور مسرت	۱۰۸		
۱۰۷	شیدائہ مشکوٰۃ	۱۰۸		
۱۰۸	اذان کے وقت غم و سوگند	۱۰۸		
۱۰۹	اذان کے وقت غم و سوگند	۱۰۸		

دوسرا باب  
کتاب الطہارت  
پانی کے مسائل

۱۰۰	مذہب و مسائل	۱۰۰
۱۰۱	پانی کی آفتاب مندر پاک و پاک ہے؟	۱۲۳
۱۰۲	کس کتاب کا کس قدر پانی پاک ہوتا ہے؟	۱۲۳
۱۰۳	اگر کتا کتو میں چھوٹا کر نہ تو؟	۱۲۳
۱۰۴	اگر کتو میں کوئی چاند لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۲۳
۱۰۵	اگر کتو میں مراد ہو اس پر نیکے تو کیا حکم ہے؟	۱۲۳



۱۲۲	اگر بیک ہو آتا جس میں سے پانی نکلے۔۔۔ ہے پانی پر نہ جھپٹے تو کیا حکم ہے؟	۱۲۲	سکون کے پانی کے مسائل میں وسعت ضروری ہے	۱۲۲
۱۲۳	اگر جیسے ہوئے کے کراہنے سے تعلیق میں پانی ہو چکا ہو تو کیا حکم ہے؟	۱۲۳	تحقیق از حضرت مولانا مشکوی	☆
۱۲۴	کتے کے جو بگڑا ہوا قطرہ چلنے میں لگ تھی ۱۰۰ پانی پر نہ جھپٹے تو کیا حکم ہے؟	۱۲۴	اگر دو سکونیں ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہوں تو ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک ہو جائے گا؟	۱۱۲
۱۲۵	گھوڑے یا نسل کی اور ساری کے لگ جائے تو کیا حکم ہے؟	۱۲۵	بامیٹھل کے کھینچے ہوئے پانی کا حکم	۱۱۳
۱۲۶	بستوں میں جو گا کچھ ہو جائے اس کی چھینٹوں کا حکم؟	۱۲۶	بہ پانی درختوں کے پتوں کی وجہ سے خراب ہوئے ہوں یا حکم؟	۱۱۴
۱۲۷	اگر کپڑے کا ایک حصہ ناپاک ہے بکھر ناپاک ہے اس پر نماز پڑھنے کا حکم	۱۲۷	سکونین میں استعمل جو نہ پڑے تو؟ اگر گود سکونین میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟	۱۱۵ ۱۱۶
۱۲۸	اگر بوریہ یا فرش دھیر ہو لو اس کا ایک حصہ ناپاک ہو جائے تو دوسرے رخ پر نماز کا حکم؟	۱۲۸	<b>پاکی اور ناپاکی کے مسائل</b>	
۱۲۹	گودے ناپاک رہن اگر طہ پاکی ہوں گے؟	۱۲۹	اگر نجاست قلیل پر پانی ۱۱۰ بہہ کر بھل گیا تو یہ پتہ کیا ہے؟	۱۱۷
۱۳۰	ناپاک گھڑی یا راجست خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں؟	۱۳۰	اگر بدن پاک ہے اور کپڑا امیڈ یا اس کا تھک تو کیا کیا جائے؟	۱۱۸
۱۳۱	اگر کچھ کپے یا کپے فرش پر چڑھا کر اسے توڑ دے کہ طہ پاکی ہوئی؟	۱۳۱	اگر بدن کا نصف حصہ نجاست سے آلودہ موتو چارے جسم کا جو حصہ ضروری ہے بائیں؟	۱۱۹
۱۳۲	گودہ کوئی میں نہ کر سکیا ہو یا اسے نماز گودہ کوئی میں نہ کر سکیا ہو یا اسے نماز	۱۳۲	خشکی کا پینہ ناپاک ہے لیکن اگر اس کے میں نجاست ہو تو؟	۱۲۰
۱۳۳	گودہ کوئی میں نہ کر سکیا ہو یا اسے نماز کی ضمانت کی گئی ہے یا حکم؟	۱۳۳	اگر بھیکے ہوئے ناپاک کچھ سے پر ناپاک کیا رکھ گیا تو یہ حکم ہے؟	۱۲۱





۱۲۶	شادی شدہ ہوتے کہ طہر حلال و حرام کے بہی کی طرح رکھنا اس کی ممانعت؟	۱۲۰	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۱	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۲۷	بیوی کی حکومت سے حلال کرے اس کی امانت کبھی ہے؟	۱۲۱	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۲	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۲۸	اگر امام نے عورت کی نیت کی اگر کوئی نماز میں شامل ہوں تو کیا حکم ہے؟	۱۲۲	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۳	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۲۹	عورت کا نام پڑا کیا ہے؟	۱۲۳	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۴	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۰	مذہبی امام کا شافعی مقتدیوں کو اپنی دینوں سے متعلق اطلاع دینا مناسب ہے	۱۲۴	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۵	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۱	بیروقتہ بیروقتہ کی ممانعت کا حکم؟	۱۲۵	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۶	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۲	بیویوں سے بیروقتہ بیروقتہ کی ممانعت کا حکم؟	۱۲۶	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۷	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۳	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۷	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۸	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۴	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۸	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۹	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۵	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۲۹	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۰	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۶	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۰	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۱	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۷	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۱	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۲	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۸	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۲	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۳	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۳۹	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۳	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۴	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۴۰	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۴	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۵	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۴۱	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۵	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۶	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۴۲	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۶	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۷	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۴۳	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۷	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۸	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۴۴	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۸	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۹	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے
۱۴۵	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۳۹	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے	۱۴۰	انہی کے لئے وہی جو وہی طہر سے پہلے









## ابواب الجنائز

مہرہ کا تعین فی میلہ و اسلحہ مختلف مسائل

- ۱۳۱۔ اگر شہید کو تلوار سے لگا دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۲۔ اسلحہ پہرہ میں سے کون سا ہے؟  
 ۱۳۳۔ اگر کسی نے اس پر اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۴۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۵۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۶۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۷۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۸۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۳۹۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۰۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۱۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۲۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۳۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۴۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۵۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۶۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۷۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۸۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۴۹۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۰۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں

- ۱۵۱۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۲۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۳۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۴۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۵۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۶۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۷۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۸۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۵۹۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۰۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں

## مسائل فی الجنائز

- ۱۶۱۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۲۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۳۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۴۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۵۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۶۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۷۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۸۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۶۹۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں  
 ۱۷۰۔ اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے دیا ہو تو اس میں



۱۹۱	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۱
۱۹۲	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۲
۱۹۳	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۳
۱۹۴	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۴
۱۹۵	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۵
۱۹۶	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۶
۱۹۷	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۷
۱۹۸	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۸
۱۹۹	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۱۹۹
۲۰۰	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۲۰۰
۲۰۱	قرآن کی آیتوں میں سے کون سی آیت ہے؟	۲۰۱

### پانچواں باب

## کتاب الزکوٰۃ

۲۰۲	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۲
۲۰۳	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۳

۲۰۴	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۴
۲۰۵	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۵
۲۰۶	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۶
۲۰۷	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۷
۲۰۸	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۸
۲۰۹	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۰۹
۲۱۰	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۰
۲۱۱	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۱
۲۱۲	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۲
۲۱۳	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۳
۲۱۴	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۴
۲۱۵	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۵
۲۱۶	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۶
۲۱۷	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۷
۲۱۸	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۸
۲۱۹	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۱۹
۲۲۰	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۲۰
۲۲۱	زکوٰۃ کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۲۱

### پانچواں باب

## کتاب الصوم

۲۲۲	صوم کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۲۲
۲۲۳	صوم کی رو سے کون سی چیز ہے؟	۲۲۳





## پیشاب کتاب الاضحیہ قرہانی اور چرم قرہانی کے مسائل

نمبر شمار	مستند احادیث و مسائل	صفحہ
۲۷۵	قرہانی واجب ہے۔	۲۲۳
۲۷۶	قرہانی ستر میں واجب نہیں قیام میں ہے۔	۲۲۳
۲۷۷	اسپتہ مکان میں ہار اوپر ڈالی الحجہ کی شام تک قرہانی صحیح ہے۔	۲۲۳
۲۷۸	اگر قرہانی واجب تھی اور ایام قرہانی گزر گئے تو کیا کرنا چاہئے؟	۲۲۴
۲۷۹	قیمت لینے سے قرہانی ادا نہیں ہوگی	۲۲۴
۲۸۰	برہہ کی جانب سے کی گئی قرہانی کا حکم؟	۲۲۵
۲۸۱	اگر کسی وجہ سے اس ڈالی الحجہ کو نماز نہیں پڑھی گئی تو اس دن زوال کے بعد قرہانی کا حکم؟	۲۲۵
۲۸۲	جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ایسے مقامات پر صبح صادق کے بعد قرہانی؟	۲۲۵
۲۸۳	عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قرہانی کا گوشت کھانا بہتر ہے۔	۲۲۵
۲۸۴	قرہانی میں کتنے حصے ضروری ہیں؟	۲۲۵
۲۸۵	قرہانی کے گوشت میں اگر سب شریک رضامند ہوں تو تقسیم گوشت میں کمی زیادتی کا حکم؟	۲۲۶

۲۸۸	ہر کے ذریعہ چاند کی شہر گزیر ہے۔	۲۸۸
۲۸۹	اگر کوئی شخص چارہ خط کے ذریعہ چاند ہونے کی اطلاع دے تو؟	۲۸۹
عیدین اور متعلقات عیدین		
۲۸۹	حدود فطر میں ستورینے کا کیا حکم ہے؟	۲۸۹
۲۹۰	حضرت عثمان کا خطبہ عیدین نماز سے پہلے پڑھنے کی وجہ اور اردو میں خطبہ کا حکم؟	۲۹۰
۲۹۱	کیا عیدین کی نمازوں میں زبان سے تکبیرات کی نیت کرنا ضروری ہے؟	۲۹۱
۲۹۲	عیدین اور جمعہ اگر فوت ہو جائیں تو کیا کریں؟	۲۹۲
۲۹۳	اگر کسی وجہ سے مقتدی کی جمعہ یا عید کی نماز قضا ہو گئی تو وہ کیا کرے؟	۲۹۳
۲۹۴	عید گاہ میں ممتاز اور با اثر لوگوں کے لئے جگہ خاص کر لینے کا حکم؟	۲۹۴
۲۹۵	عید کے موقع پر انعام و فیرہ دینا اور دعوت؟	۲۹۵
۲۹۶	عید کے دن سویاں پکانے کو ضروری سمجھتا؟	۲۹۶
۲۹۷	عصر کے بعد اور بعد از عید کے ساتھ عید کی نماز؟	۲۹۷
۲۹۸	عیدین کے بعد بطور خاص مصافحہ کرنے کا حکم؟	۲۹۸
۲۹۹	مصافحہ عیدین	۲۹۹
۳۰۰	تکبیرات تشریق عید کی نماز کے بعد بھی واجب ہیں	۳۰۰

۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱
۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲
۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴
۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵
۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶
۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷
۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸
۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹
۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳
۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶
۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸
۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰





۲۷۸	طلاق صریح کس کو کہتے ہیں؟	۲۷۹	عورت کی خلاقیت عام مزاج و معمول کے	۲۷۸	شوہر اور والد کے حقوق میں موازنہ
۲۷۹	زوجانی یا پونے تین طلاق کے الفاظ سے کوئی طلاق ہوتی ہے؟	۲۸۰	خلاف ہوتا ہے اس سے خلاف وضع فطری تحقیق صحیح نہیں	۲۷۹	نقل جواب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
۲۷۸	اگر دو طلاق، تین طلاق اور چھاس طلاق کہا تو کتنی طلاق واقع ہوں گی؟	۲۸۱	اگر عورت کو پاک ہونے کی غلط فہمی ہوئی اور شوہر نے قربت کی بعد میں خون آگیا تو؟	۲۸۰	نقل جواب دیگر حضرت از مولانا رشید احمد گنگوہی
۲۷۹	جب گھر سے چلی آئی تو طلاق ہی ہے، اس سے طلاق کا حکم؟	۲۸۲	عارضہ یا غصہ یا نفی عورت کو ان خاص دنوں میں کچھ وقفہ ہو جائے اس وقت صحت؟	۲۸۱	نقل جواب استخفا ماز علمائے دیوبند
۲۷۹	تیری ماں یا تری بھتی پر طلاق کہنے منلی طلاق کا حکم	۲۸۳	مردوں کے لئے کچھ سے ثبوت دور کرنی اور عورتوں کے لئے باہم برائی تعلق لازم ہے؟	۲۸۲	نقل فتویٰ مولانا محمد حسین بنالوی
۲۷۹	تعلق طلاق کے ایک مسئلہ کی تحقیق	۲۸۴	والد اور شوہر کے شرعی حق کس کو اولیت ہے، اس کی تحقیق		۲۷۸
۲۸۰	حبس و جبری طلاق؟	۲۸۵			
۲۸۰	طلاق سے بغیر گواہوں کے رجوع؟	۲۸۶	<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		
۲۸۰	طلاق میں شرط طلاق اور دوسرے شوہر سے قربت کے بغیر پہلے سے نکاح؟	۲۸۷			
۲۸۰	کلمہ ہار کا کفارہ؟	۲۸۸	<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		
<p style="text-align: center;"><b>منفوقہ شوہر کا حکم</b></p>		<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>			
					۲۸۹
۲۸۱	جس کا شوہر گم ہو گیا ہو اس کے لئے چار سال بعد نکاح کی اجازت؟	۲۹۰	<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		
۲۸۱	کیا منفوقہ شوہر کی زوجہ کا نکاح اعلان کر کر کے کرنے کی اجازت ہے؟	۲۹۱			
۲۸۲	منفوقہ بیوی نے اگر نکاح کر لیا پھر شوہر بول دلیس آگیا تو بیوی کس کو طلاق؟	۲۹۲	<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		
<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>			
					۲۷۸
۲۷۸	طلاق میں الفاظ کنایہ کا حکم؟	۲۷۹	<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		
۲۷۸	طلاق کنایہ سے بغیر نیت کے طلاق کا حکم؟	۲۷۹			
۲۷۸	طلاق دی یعنی چھوڑ دیا طلاق صریح ہے	۲۷۹	<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		
<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>		<p style="text-align: center;"><b>الطلاق</b></p>			

۲۸۲	رضاعت	۲۸۲	۲۸۲	۲۸۲	۲۸۲
۲۸۹	۵۰۵	۲۸۹	۲۸۹	۲۸۹	۲۸۹
۲۸۹	۵۰۶	۲۸۹	۲۸۹	۲۸۹	۲۸۹
۲۹۰	۵۰۷	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰
۲۹۰	۵۰۸	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰
۲۹۰	۵۰۹	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰
۲۹۰	۵۱۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰
۲۹۰	۵۱۱	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰
۲۹۱	۵۱۲	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۳	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۴	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۵	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۶	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۷	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۸	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۱۹	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۰	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۲	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۳	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۴	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۵	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۶	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۱	۵۲۷	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱





۳۱۱	۵۵۸	ہنری لٹاف اور اسٹاپ کی کمی زیادتی کے ساتھ فروخت اور مٹی آرڈر کا حکم؟	۳۰۲	۵۵۹	ان کی برہمن کا کر ہے یہ نہیں؟
۳۱۲	۵۵۹	روپے کے نرنے سے کم کیا زیادہ میسے لینے کا حکم؟	۳۰۳	۵۶۰	مٹی کے عوض دوسری فصل میں کیوں لیتا؟
		اجارہ	۳۰۴	۵۶۱	لحد کی کرنی پر خوش ہونے اور اس کا اٹھار کرنا؟
۳۱۳	۵۶۰	کرایہ کے ایک مکان کے معاملہ میں فتح کرایہ کا حکم؟	۳۰۴	۵۶۲	وہاں کے بدلہ یا زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟
۳۱۳	۵۶۱	کرایہ کا مکان خالی کرانے کے لئے ہجر کرنا؟	۳۰۵	۵۶۳	پیسوں کی فتح اس وقت کا کر ہے
۳۱۳	۵۶۲	۳ روپے بچنے کے لئے مقررہ مدت سے پہلے مکان خالی کر لینا؟	۳۰۵	۵۶۴	بردا نے سے پہلے خوش کا فروخت کرنا؟
۳۱۴	۵۶۳	جواب از حضرت مولانا گنگوہی کیا اپنے جائز حق کی بھون کے لئے کذب و تور یہ بھی کھش ہے۔	۳۰۵	۵۶۵	بھل عام ہونے سے پہلے خوش کی فروخت؟
۳۱۵	۵۶۴	ذیل پیسے کا منصوبہ دینی پیسے سے تبادلہ؟	۳۰۵	۵۶۶	پانچ کی فصل فروخت کرے وقت جس متعین کرنا سب صحیح ہے؟
		زمین	۳۰۵	۵۶۷	وہاں سند حق میں رکھے ہوئے سامان و بیعہ کیسے خریدنا؟
۳۱۵	۵۶۵	زمین کی زمین سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا یا نہیں؟	۳۰۶	۵۶۸	۱۰ خریداروں کے لئے شیعہ و کامل کے
۳۱۶	۵۶۶	شے ہر ہونے سے نفع لینے کا حکم؟		۵۶۹	پیسوں کا بیعہ و پانچ کی فتح کی تحقیق؟
۳۱۶	۵۶۷	زمین سے نفع لینے بدایہ کے ایک مسئلہ کی وضاحت	۳۰۶	۵۷۰	فتح مسلم کی شرائط اور اس کے احکام؟
۳۱۶	۵۶۸	کیا زمین دیکھی مٹی چھو کر زمین فروخت کر سکتا ہے؟	۳۰۸	۵۷۱	مٹی میں فتح مسلم؟
		ہیچہ	۳۰۹	۵۷۲	ہندو سے ایک معاملہ میں شرکت طے ہوئی تھی دوسری سال کا کوئی وارث شریعت؟
۳۱۶	۵۶۹	ہندو سے ایک معاملہ میں شریعت تحقیق؟	۳۰۹	۵۷۳	قرض خواہ نجوی میں قرضہ سے عدالت
۳۱۶	۵۷۰	۱۰ ہندو زمین دیکھی مٹی چھو کر زمین فروخت کر سکتا ہے؟		۵۷۴	۱۰ زمین کا قرض سے سنا ہے؟
		ہیچہ	۳۱۰	۵۷۵	۱۰ زمین کا قرضہ زمین کی فروخت؟
۳۱۶	۵۷۱	ہندو سے ایک معاملہ میں شریعت تحقیق؟	۳۱۰	۵۷۶	۱۰ زمین کا قرضہ زمین کی فروخت؟
۳۱۶	۵۷۲	۱۰ ہندو زمین دیکھی مٹی چھو کر زمین فروخت کر سکتا ہے؟	۳۱۰	۵۷۷	۱۰ زمین کا قرضہ زمین کی فروخت؟
		ہیچہ	۳۱۰	۵۷۸	۱۰ زمین کا قرضہ زمین کی فروخت؟
۳۱۶	۵۷۳	ہندو سے ایک معاملہ میں شریعت تحقیق؟	۳۱۰	۵۷۹	۱۰ زمین کا قرضہ زمین کی فروخت؟
۳۱۶	۵۷۴	۱۰ ہندو زمین دیکھی مٹی چھو کر زمین فروخت کر سکتا ہے؟	۳۱۰	۵۸۰	۱۰ زمین کا قرضہ زمین کی فروخت؟

۳۲۶	۵۸۳	حیلہ سود کے جواز کا فتویٰ؟	۳۱۷	۵۷۱	مرض الموت میں بہہ گئی جائیداد کا حکم؟
۳۲۶	۵۸۴	۱۰۰ کے لئے حیلہ کرتا بھی مناد سے خالی نہیں	۳۱۸	۵۷۲	بہہ کی ہوئی چیز کو واجب کے ورثہ واپس لے سکتے ہیں؟
۳۲۷	۵۸۵	کافر کی سود کے ذریعہ حاصل کی ہوئی رقم کا مسلمان لے لے سکتا؟	۳۱۹	۵۷۳	اگر ورثہ بہہ ہو تو بہہ چیز کو ذرا بقیہ واپس لے لیں تو؟
۳۲۷	۵۸۶	نہ وار سے ظلم سے بچنے کے لئے نہایت مجبوری میں سود کی رقم سے مطالبہ کرنا	۳۱۹	۵۷۴	بہہ مشاع میں واجب کے وارث کا رجوع کرنا؟
۳۲۷	۵۸۷	دفع ظلم اور اپنی مقصود چیز کے حوالے سے مجبوری میں سود لینے کا حکم؟	۳۲۰	۵۷۵	بہہ مشاع یا بیع کی تفصیل میں اختلاف کے ایک معاملہ کی تحقیق
۳۲۸	۵۸۸	مسلمانوں کے لئے شراب کی قیمت حرام ہے	۳۲۲	۵۷۶	باپ نے اگر اپنی زندگی میں اپنا مال کسی کو بہہ کر کے قبضہ کر دیا تو اس میں کسی اور کا حق نہیں
۳۲۸	۵۸۹	حوائف اور سود خور کی موت قبول کرتی ان سے اجرت لینی	۳۲۲	۵۷۷	اولاد کے حق میں بہہ کے معتبر ہونے کی تفصیل
<b>احکام الاراضی</b> <b>عشر اور متعلقہ مباحث و مسائل</b>			۳۲۳	۵۷۸	زکوٰۃ سا آقا کرنے کے لئے بہہ کے حیلہ کی تحقیق اور حکم؟
			<b>امانت</b>		
۳۲۹	۵۹۰	عشر کیا ہے اور یہ فرض ہے یا واجب؟	۳۲۳	۵۷۹	اگر امانت احتیاط کے باوجود ضائع ہوئی تو اس کا تاوان؟
۳۲۹	۵۹۱	عشری زمین کوئی ہے جس پر عشر واجب ہوتا ہے؟	۳۲۳	۵۸۰	مال عاریت کے گم ہونے پر ضمان؟
۳۲۹	۵۹۲	ہندوستان کی زمین عشری ہیں؟	۳۲۵	۵۸۱	امین اگر امانت کو رکھ کر بھول جائے تو یہ عذر نہیں
۳۲۹	۵۹۳	ہندوستان کی زمین عشری ہیں یا خراجی نیز غلہ میں سے عشر کا حساب کے بغیر مزدوروں کو خلد دینا کیسا ہے؟			<b>سود</b>
۳۳۰	۵۹۴	ہندوستان کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی؟	۳۲۵	۵۸۲	رشوت دینا اور سود کا کاروبار؟

## اراضی کے متفرق احکام و مسائل

۳۳۵	کسی والی ریاست کی دی ہوئی زمین کی شرعی حیثیت؟	۶۱۰	۵۹۵	بہائی کی صورت میں مشر مالک کے ذمہ ہے یا بہائی والے کے؟	۳۳۰
۳۳۶	ایک والی حکومت کی طرف سے مولا کی ہوئی زمین کا حکم؟	۶۱۱	۵۹۶	مشرک زمین کا مشرکوں سے کیا؟	۳۳۱
۳۳۶	ہندوستان میں زمین کے مالک، ان پر قابض افراد ہیں	۶۱۲	۵۹۷	کیا کافروں سے خریدی گئی زمین خرابی ہے؟	۳۳۱
۳۳۷	بھیتی میں شرکت کس طرح کی جاسکتی ہے؟	۶۱۳	۵۹۸	مشرک یا ایسی کسی کے ذمہ ہے؟	۳۳۱
۳۳۷	کاشتکار اور زمین دار کے معاہدہ کی طرفین کو پابندی ضروری ہے	۶۱۴	۵۹۹	مشرک پیداوار پر ہے یا خرچہ نکال کر باقی مانہ پر؟	۳۳۲
۳۳۹	ارعیاء کے لوگوں پر جو بیچارہ مقرر ہے اس کی اور زمیندار کے بعض نذرانوں کی شرعی حیثیت	۶۱۵	۶۰۰	مشرک کے مصارف کیا ہیں اور اس کا مصدر	۳۳۲
۳۳۹	بھیتی کے شرکاء نے اگر کسی زیادتی طے کر لی تو کیا یہ شرکت صحیح ہے؟	۶۱۶	۶۰۱	کے مصدر میں کی تکوین میں خرچ کرنا کیسا ہے؟	۳۳۲
۳۳۹	خود روگھاس پر پابندی یا محصول لگانا صحیح نہیں	۶۱۷	۶۰۲	مقررہ ہوتا ہے کدو بھی مشر ہے یا نہیں؟	۳۳۲
۳۴۰	خود روگھاس خشک لکڑی اور جینڈ کس کی ملکیت ہے؟	۶۱۸	۶۰۳	کیا کافر مالکوں کو ان کا زمین سے مشر ساقط ہو جاتا ہے؟	۳۳۲
۳۴۰	مہروئی کاشتکاری کے ناجائز ہونے کی تحقیق	۶۱۹	۶۰۴	مال گذاری اور اس کے مشر اور ہوتا ہے؟	۳۳۲
۳۴۲	مہروئی کاشتکاری شرعاً بے اصل ہے	۶۲۰	۶۰۵	بارش اور کنوئیں سے سینچائی کی جاسنے والی زمین پر مشر ہے یا نہیں؟	۳۳۲
			۶۰۶	مشر کے کدو جو نباتات پر ملانہ کراہی تصدیق	۳۳۳
			۶۰۷	نفاذ کی صورت میں مشر کس کے ذمہ ہے؟	۳۳۳
			۶۰۸	سینچائی کی زمین میں مشر کی ترتیب	۳۳۳
			۶۰۹	جو زمین نصیب پر دی گئی اس کا مشر کس کے ذمہ؟	۳۳۳
			۶۱۰	ہاں کا مشر مالک کے ذمہ ہے یا خریدار کے؟	۳۳۳
			۶۱۱	احکام کے نظم کی وجہ سے مشر ساقط نہیں ہوتا؟	۳۳۵

# دسوال باب

## کتاب الوقف

وقف، مساجد اور ان کے متعلق مسائل

فتویٰ نمبر	مسند بہات و مسائل	صفحہ
۶۶۱	یادو الخرب میں بھی مسجد بنانے کا ثواب ملے گا؟	۳۴۴
۶۶۲	جو نے میں بیعت ہوئی رقم سے مسجد بنانے کا حکم؟	۳۴۴
۶۶۳	جس مسجد میں حرام مال خرچ ہو اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۳۴۵
۶۶۴	شیعوں یا ہندو وقف کی ہوئی جائیداد پر نماز پڑھنے، ان کے بنوائے ہوئے مساجد اور مسجد کے لئے ان کے چندہ کا حکم؟	۳۴۵
۶۶۵	اگر ہندو اپنی زمین مسجد کے لئے دے یا اپنے پیسے سے مسجد بنوائے؟	۳۴۶
۶۶۶	اگر حلال آمدنی سے طوائف کا مکان خرید کر اس میں مسجد بنائی تو کیا مسلم ہے؟	۳۴۶
۶۶۷	قربانی کی محال کا صدقہ واجب ہے اور اس کا مسجد کی تعمیر یا خانقاہ میں استعمال؟	۳۴۸
۶۶۸	نظریات کے اختلاف میں جب سے ایک مسجد بنانا صحیح نہیں	۳۹۱
۶۶۹	برادری سے باہر نکاح کرنے والے کو مسجد آنے سے منع کرنا کیسا ہے؟	۳۴۹

۶۶۰	شادی یا خوشی کے موقع پر مسجد کے لئے جو دیکھتے ہیں کیا ہے؟	۳۵۰
۶۶۱	اگر نیچے دو گھنٹوں میں سے کوئی مسجد ہو تو کیا حکم ہے؟	۳۵۰
۶۶۲	مسجد کے فائدے کے لئے اس کی چھت گرانے کا حکم؟	۳۵۰
۶۶۳	آج مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اور دوسری مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو تو؟	۳۵۱
۶۶۴	جس نے مال صدقہ کرنے کی قسم کھائی مسجد میں خرچ کرے اور دینی کتابیں خریدے؟	۳۵۲
۶۶۵	مسجد سے ملحق مسجد کی زمین میں درخت بنائے اور اس پر مسجد کی آمد آمدنی خرچ کرنے کا حکم؟	۳۵۲
۶۶۶	تقاریر جانے کے لئے وقف شدہ جائیداد کا حکم؟	۳۵۳
۶۶۷	زمین وقف اور زمین مسجد کی فروخت کی طرح صحیح نہیں؟	۳۵۳
۶۶۸	مسجد یا مسافر خانہ تعمیر کے لئے چندہ مانگنا اور اس میں سے اپنا خرچ نکال لینا؟	۳۵۳
۶۶۹	مسجد کی دوکانوں کی برکن کی ایک صحت اور اس کی جگہ سے متولی کی معزولی کا حکم؟	۳۵۴
۶۷۰	متولی وقف، ذاتی ضروریات کے لئے کس قدر رقم خرچ کر سکتا ہے؟	۳۵۵
۶۷۱	متولی وقف و مال کرنے کا حق کون ہے؟	۳۵۶
۶۷۲	متولی اوقاف کو ب معزول یا باسٹل ہے؟	۳۵۶





۳۶۱	شوہر کے لئے بیوی کے پستان کا منہ میں لینا درست ہے مگر اس کا دودھ پینا؟	۶۷۱	ماہی معلوم کبوتر سے اپنے کبوتر کی نسل پیدا ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟
۳۶۲	بعض حرام و حلال چیزوں، کھیلوں اور آداب کا تذکرہ	۶۷۲	کاشی پائیس سے خریدے ہوئے جانوروں کا حکم؟
۳۶۳	مرغی ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے جوائڈے نکلیں ان کا حکم؟	۶۷۳	لا وارث بھینس کے پالنے اور اس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟
۳۶۴	ذبح شدہ مرغی کے پیٹ سے کچے انڈے نکلے ان کا کیا حکم ہے؟	۶۷۴	ہندو جو جانور اپنے دیوتاؤں کے لئے ہزاروں کر کے پھوز دیتے ہیں اس کی تفصیل؟
۳۶۵	مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے نکلے ہوئے انڈے کا حکم؟	۶۷۵	طوطا حلال ہے
۳۶۶	ذبح کے بعد ذبیحہ کے پیٹ سے جو بچہ نکلے اس کا کیا حکم ہے؟	۶۷۶	لو بھڑی انتڑی وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟
۳۶۷	مچھلی کے پیٹ سے نکلی ہوئی مچھلی کا کیا حکم ہے؟	۶۷۷	کیا شافع کے نزدیک سور کا کھانا جائز نہیں؟
۳۶۸	مچھلی اگر گرمی یا سردی سے مر جائے تو کیا حکم ہے؟	۶۷۸	شریر جانور کا زبردستی دودھ نکال لینا؟
۳۶۹	گرمی یا سردی سے مری ہوئی مچھلی کی کس طرح تعین ہو؟	۶۷۹	جانور کے بچے کو اس کی ماں سے علیحدہ کرنا؟
۳۷۰	طافی مچھلی کی پہچان کیا ہے؟	۶۸۰	گھوڑے نیل وغیرہ کا خصوصی کرنا کیا ہے؟
۳۷۱	مردہ بکری کے پستان کے دودھ کا حکم؟	۶۸۱	ٹھکر کے لئے گھوڑے گدھے کو ملانا کیا ہے؟
۳۷۲	اگرنا معلوم کبوتر اپنے کبوتروں میں آجائے تو اس کے پکڑنے اور کھانے کا حکم؟	۶۸۲	گائے بھینس دودھ نکالتے وقت اگر اس میں اپنی دم ذالہ سے تو کیا حکم ہے؟
		۶۸۳	کچا لہسن پیاز کھانا صحیح ہے مگر اس کو کھا کر مسجد میں جانا؟
		۶۸۴	ٹاپاک لوگوں کے ہاتھ کا بننا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم؟
		۶۸۵	حرام آمدنی والے کے ہاتھ پنا سامان پہننا؟





۴۳۵	موتے زیر ناف کا چھینی سے کاٹنا اور اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی دی گئی خواب کی تعبیر	۴۷۷	عورتوں کے لئے کون کون سے زیورات جائز ہیں اور کون سے جائز؟
۴۳۶	موتے زہار کو چھپانے کا حکم؟	۴۷۸	عورتوں کے لئے کس قسم کے زیور پہننا؟
۴۳۷	بال اور ناخن کا گندگی میں ڈالنے نیز ان کے متعلق چند احکام؟	۴۷۸	عورتوں کو ناک میں زیور پہننا؟
۴۳۸	مہندی اور سیاہ خضاب کا حکم؟	۴۷۸	عورت کے لئے کسی لگانے کا حکم؟
۴۳۹	تیل کے سیاہ خضاب کا حکم؟	۴۷۸	کاجل لگانے کا حکم؟
۴۴۰	سرخ رنگ کے کپڑے استعمال کرنا کیسا ہے؟	۴۷۸	گھٹ کا زیور پہننا جائز؟
۴۴۱	مردوں کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے کا حکم؟	<h2>الحظر والاباحہ</h2> <h3>(۳)</h3>	
۴۴۲	ولایتی چھینٹ کا کیا حکم ہے؟		
۴۴۳	مرد کو سونے چاندی کی ہوتام اور گھڑی کی زنجیر لینی کیسی ہے؟	۴۷۹	والدین کی عزت برادری کے اصولوں پر مقدم ہے
۴۴۴	مردوں کے لئے گھڑی کی چاندی کی زنجیر کا حکم؟	۴۷۹	بعض برادریوں کی رسومات اور ان کی شرعی حیثیت؟
۴۴۵	عورتوں مردوں کے لئے ایک دوسرے کی مشابہت کا حکم؟	۴۸۰	بلا لکاحی عورت رکھنے والے سے سلام و تعلقات رکھنا کیسا ہے؟
۴۴۶	کسی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگلی پہننے کا حکم؟	۴۸۰	غرض مذکورہ بالا کی حمایت کرنے والے گنہگار ہیں
۴۴۷	تعویذ کے لئے چاندی یا تانبے کے خول کا حکم؟	۴۸۱	قبلہ رخ ناپاکی (گندگی) پھینکنے اور استنجے کا حکم؟
۴۴۸	دانتوں میں سونے چاندی کی میخ لگانے کا حکم؟	۴۸۲	ننگے کو پردہ میں گھٹکھڑکنا کیسا ہے؟
۴۴۹	انگریزی بوٹ پہننے کا اور اس کی تجارت کا حکم؟	۴۸۳	استاذ سے بغیر پڑھتے صحیح علاج کرنا
۴۵۰	ہر قسم کا سوزہ پہننا صحیح ہے؟	۴۸۴	جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم؟

۳۸۸	کتبائے پر جو مدیدہ کس کے پر ہے؟	۷۶۹
۳۸۸	چوری اور صلہ وغیرہ کے چند مسائل	
۳۸۸	چوری کے مسائل کا خلاصہ ناچار نہیں	۷۷۰
۳۸۸	چوری کی دہائی چھ کاغذ اس کا جواب ہے	۷۷۱
۳۸۹	چوری کا جانوروں کو ہونے کے بعد کس کا ہے؟	۷۷۲
۳۸۹	چوری کی دہائی چھ کاغذ کے استعمال میں	۷۷۳
۳۸۹	دیدہ یا نہ دیدہ ہے یا اس کا مصدق کرنا؟	۷۷۴
۳۸۹	صرف ایک دہائی سے قتل کا حکم	۷۷۵
۳۸۹	دہائی سے قتل کا حکم	۷۷۶
وعظ و نصیحت کے چند احکام و تعلقات		
۳۹۰	وعظ و نصیحت اور بازاروں میں جگہ درست ہے	۷۷۷
۳۹۰	وعظ و نصیحت کے لئے صلاحیت اور مطلوبہ	۷۷۸
۳۹۱	قابلیت کیا ہے؟	۷۷۹
۳۹۱	جو باضابطہ عالم نہ ہو مگر محتاط اور باخبر	۷۸۰
۳۹۱	وہ اس کو وعظ کہنا بھی ہے؟	۷۸۱
۳۹۱	وعظ میں کیا کیا شرائط ضروری ہیں؟	۷۸۲
۳۹۲	جائیں پڑھ بکھڑکا وعظ کرنا جائز ہے	۷۸۳
۳۹۲	وعظ کہنا، کہانا ہر جگہ، ہر وقت ہر ایک	۷۸۴
۳۹۲	کے سامنے جائز ہے	۷۸۵
۳۹۲	وعظ کے بعد دعا اور مصافحہ میں حرج نہیں	۷۸۶
علم اور تعلیم سے متعلق چند مسائل و احکام		
۳۹۸	علم سے مراد علم دینا ہے طلب علم سے اسی	۷۸۷
۳۹۸	کی ترغیب دی گئی ہے	۷۸۸
۳۹۸	منطق و فلسفہ تعلیم نا پسندیدہ ہے	۷۸۹

۳۸۵	سروں کے سامنے کا بچا ہوا لکھا ہو تو	۷۵۵
۳۸۵	کے لئے کہنا ہے؟	۷۵۶
۳۸۵	رشتہ خونی اجرت اور عورت کا حکم؟	۷۵۷
۳۸۵	رشتہ کے کھانے پر اسمعہ پڑھنا صحیح نہیں؟	۷۵۸
۳۸۵	ایک برتن میں سے ایک آدمی دیکھ کر	۷۵۹
۳۸۵	کے سامنے سے کھائے؟	۷۶۰
۳۸۵	عصر کے بعد کھانا چنانچہ کرسنے کی کوئی	۷۶۱
۳۸۶	اسل نہیں؟	۷۶۲
۳۸۶	براعت طلبہ بحیثیت معلمین ہر دینی ہے؟	۷۶۳
۳۸۶	کیا ایک ہی بھائی دوسرے کو لگ جاتی ہے	۷۶۴
۳۸۶	اور اولاد میں باپ کے امراض کا اثر کیوں	۷۶۵
۳۸۶	ہوتا ہے؟	۷۶۶
۳۸۶	بخت کے دن سفر کرنا اور مکان کی بنیاد	۷۶۷
۳۸۶	ڈالنا کیسا ہے؟	۷۶۸
۳۸۶	سات ستاروں کی تائید کا یقین؟	۷۶۹
جانوروں سے متعلق چند مسائل		
۳۸۷	جانوروں کا نگہداشت کے اہتمام کے	۷۷۰
۳۸۷	ساقیہ پالنا؟	۷۷۱
۳۸۷	جانوروں کو کتے وغیرہ کا جھوٹا کھانا	۷۷۲
۳۸۷	کیسا ہے؟	۷۷۳
۳۸۷	گرم پانی سے کھٹکوں کا علاج بھی ہے؟	۷۷۴
۳۸۸	جلی جو بار بار نقصان پہنچانے جانوروں کو	۷۷۵
۳۸۸	کھانے کا ناز دانا	۷۷۶
۳۸۸	جان یا مال کی حفاظت کے لئے کتا پالنا؟	۷۷۷

۴۹۵	موتوں کو پانچ میں ٹھیک سمجھنا اور انگریزی	۴۹۵	توبہ بار بار کرتا رہے
۴۹۶	اس شخص پر عافیت کا حکم	۴۹۶	توبہ کی بار بار تجدید کرتے رہنا چاہئے
۴۹۷	انگریزی کا سینہ پر حنا اس وقت جائز ہے جب	۴۹۷	توبہ نصوص کا مفہوم کیا ہے؟
۴۹۸	انگریزی پر صابن کے روزگار	۴۹۸	توبہ کو بار بار پارتوڑنے والے کا حکم؟
۴۹۹	تقید اور عدم تقید کی شرعی حیثیت	۴۹۹	جس کام کے صوفی مجتہدین ہیں اس میں
۵۰۰	مہم کے لئے کسی ایک نام کی تقید ضروری ہے	۵۰۰	ان کی تقلید اور جس کے فقہاء مجتہدین ہیں
۵۰۱	اس وقت ایک نام محض کی تقید ضروری ہے	۵۰۱	اس میں ان کی تقلید کی جانی چاہئے
۵۰۲	مہم کے لئے تقلید انکار ضروری ہے	۵۰۲	بیعت کے چاروں سلسلے صحیح ہیں
۵۰۳	چاروں مذہب فقہ برحق ہیں ان پر طعن	۵۰۳	جو شخص کسی بزرگ کے متعلق توبہ چن کے
۵۰۴	محقق نہیں	۵۰۴	قلبت کہ اس کا حکم
۵۰۵	کسی کو لانا مذہب یا فہم مقلد کہتا ہے	۵۰۵	اپنے پیر کے علاوہ سے کسی اور سے حرم کا
۵۰۶	مقلدین کو مشرک کہنے والا فاسق ہے	۵۰۶	بیعت ہوتا ہے؟
۵۰۷	غیر مقلد کو کچھ یا نماز سے نکال دینا صحیح نہیں	۵۰۷	نسبت سلوک حاصل کئے بغیر کسی کو بیعت
۵۰۸	امت مقبول اور معتبر علماء کا اجماع ہر وقت	۵۰۸	کرنا صحیح نہیں نیز مظلوم و غنیمت کے آداب
۵۰۹	معتبر ہے	۵۰۹	ولی اگر چاہے اور جو کر گناہ کبیرہ کرے اس وقت
۵۱۰	مسائل شریعت میں کن لوگوں کا اختلاف	۵۱۰	کئے گئے احکامات سے خارج ہو جاتا ہے
۵۱۱	واجب قاتل اعتبار ہے اور مال سنت کا انیا	۵۱۱	توکل حقیقی کیا ہے؟
۵۱۲	مطلب ہے؟	۵۱۲	توکل کی ایک حدیث کا حوالہ
<b>سلوک و احسان</b> <b>توبہ، سلاسل تصوف، بیعت، ذکر کے</b> <b>درجات اور متعلقہ عنوانات</b>		۵۱۳	تعلیم و تدربیں چھوڑ کر اور اشغال میں
		۵۱۳	مصرف ہونا صحیح نہیں
<b>توبہ کی حقیقت کیا ہے؟</b>		۵۱۴	برہمت کی تسبیح میں کیا ہر مرتبہ درود شریف
		۵۱۴	پڑھنا ضروری ہے؟
<b>توبہ کی حقیقت کیا ہے؟</b>		۵۱۵	جبری ذکر جائز ہے اگر معتزوں سے خلی ہو
		۵۱۵	فصل حرام میں مشغولیت کے تحت ذکر کرنا؟

۴۳۱	ہر قسم کی تصویر بنانے کا ایک ہی حکم ہے
۴۳۱	آتش بازی وغیرہ کا قماش کتنا حرام ہے
۴۳۱	آتش بازی کے حرام ہونے اور عمدہ لباس اور کھانوں کے حرام ہونے کی وجہ؟
۴۳۲	زمین کے سات طبقوں کی کیوں وضاحت نہیں؟
۴۳۲	پادل بجلی اور کرک وغیرہ کے متعلق سائنس دانوں کے اقوال خلاف شریعت نہیں ہیں

## قبر، قیامت اور احوال آخرت وغیرہ

۴۳۳	امت محمدیہ کا حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا
۴۳۳	جنت میں داخلہ حساب کے بعد ہوگا
۴۳۳	کیا جنت میں اپنے لواحقین کو پہچان لیں گے؟
۴۳۳	حضرت مہدی کے عاشورا کے دن ظاہر ہونے کی روایت کی تحقیق
۴۳۳	امت نوح سے آج تک دجال سے ڈرانے کی وجہ
۴۳۳	موتوں کی معافی اور پیچھے ہے حساب کتاب اور
۴۳۳	قیامت میں روٹھنے والے ہو کر دوبارہ زندہ ہوں گی
۴۳۳	روحوں کا منبع ہونا ثابت ہے مگر تعزیرت صحیح نہیں

۴۳۳	زمین میں آتش فشاں کیوں نکلے گی؟
۴۳۳	معدنہ اور جود کی تحقیق
۴۳۳	سر و دست کی بحث
۴۳۳	فی زلزلہ تصور شیخ غفرلہ مشرور ہے
۴۳۳	سینہ و منہ کی کھانسی کی کھانسی کی تحقیق
۴۳۳	صوفیہ کے بعض شعراء اقوال میں بہت سب
۴۳۳	الغافہ و کھنک کی شریعت کی تحقیق
۴۳۳	مولانا محمد امجد علی وغیرہ کے عقائد
۴۳۳	سب سے تیز

## حجّات خواب اور ان کے تعلقات

۴۳۳	خواب اور ان کے تعلقات سے توجہ نہ لے کر اس سے متنبہ نہ ہونے کی ممانعت کی تحقیق؟
۴۳۳	جنت یا عذاب کی خبر؟
۴۳۳	جنت کی خبری سے غفلت کی تادیب
۴۳۳	شیخین کے اقوال سے ایسے واقعات کی جانب سے توجہ
۴۳۳	جنت آسپ وغیرہ کا اثر اور ان کا علاج
۴۳۳	برحق ہے
۴۳۳	جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے ایک پہلو کی تحقیق؟
۴۳۳	خواب میں جو مردے نظر آتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے؟
۴۳۳	گناہ کرنے والے آتش بازی وغیرہ کے احکام
۴۳۳	سب سے تیز



۸۴۲	مسلمانوں کی روحوں کا جمعہ کی شب میں اپنے گھروں پر آنا ثابت نہیں	۴۳۴	مسلمانوں کی ہندو کے تہواروں میں شرکت اور ان کا کھانا کھانے کا حکم؟	۸۵۳	۴۳۲
۸۴۳	مردوں کی روحیں گھروں پر نہیں آتیں	۴۳۵	ہندوؤں کے میلوں اور عرس میں دکانیں لگانا صحیح نہیں	۸۵۴	۴۳۲
۸۴۴	ایسے واقعات صحیح نہیں جس میں کسی شخص کے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات کہی جائے۔	۴۳۵	غیر مسلموں کے تہواروں کے موقع پر ان سے ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟	۸۵۵	۴۳۳
عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ملازمت، ان کے ساتھ کاروبار اور ملک کی سیاست میں تعاون اور شرکت				۸۵۶	۴۳۳
۸۴۵	یہود و نصاریٰ کی ملازمت صحیح ہے مگر اس کی وجہ سے خلاف شریعت کام انجام دینا جائز نہیں	۴۳۶	ہندوؤں کے مذہبی میلوں کی سیر کرنا اور اسکو اچھا سمجھنا	۸۵۷	۴۳۳
۸۴۶	انگریزوں کی، ہندو رئیسوں کی اور عدالتوں کی ملازمت کا حکم؟	۴۳۷	غیر مسلموں کے مجمع میں سیر و تفریح کے لئے جانے کا اور خرید و فروخت کرنے کا حکم	۸۵۸	۴۳۵
۸۴۷	انگریزوں کی حکومت کی شرعی حیثیت اور ان کے ماتحت مسلمانوں کی ذمہ داری	۴۳۸	رام لیلا وغیرہ میں چند درنا گناہ کبیرہ ہے	۸۵۹	۴۳۶
۸۴۸	عیسائیوں اور دوسری قوموں کے لباس کا حکم؟	۴۳۹	غیر مسلم کے گھر میں بیوہ عورت رکھنے کے معاملہ میں گواہی اور شرکت کا حکم؟	۸۶۰	۴۳۶
۸۴۹	یہود و نصاریٰ کو سلام میں بندگی وغیرہ کہنا؟	۴۴۰	سفید مرغ اور سیاہ گائے کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچنا کیسا ہے؟	۸۶۱	۴۳۷
۸۵۰	کانگریس میں شرکت اور سرسید احمد خاں کے ساتھ تعاون کا حکم؟	۴۴۰	ہندو اگر کسی مسلمان سے عطر وغیرہ کوئی چیز صورتی پر چڑھانے کے لئے خریدے تو کیا حکم ہے؟	۸۶۲	۴۳۷
۸۵۱	کافروں کے گھر کا اور ان کا پکایا ہوا کھانا کھانا؟	۴۴۱	اگر کسی مسلمان سے ہندو کوئی چیز خریدتا ہے اور وہ اس کو بتوں پر چڑھائے گا تو یہ فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟	۸۶۳	۴۳۷
۸۵۲	ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر ان سے کچھ لینے دینے کا حکم؟	۴۴۱	غیر مسلم کی نذر کا جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا؟	۸۶۴	۴۳۷
			ہندوؤں کے ساتھ شرکت معاملات و سیاست کا کیا حکم ہے؟	۸۶۵	۴۳۷



۴۵۱	حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک مشہور تاریخی	۴۵۱
۴۵۲	انجیل و مسیح کی شریعت کیسے تھی؟	۴۵۲
۴۵۳	انجیل و مسیح کی شریعت کیسے تھی؟	۴۵۳
<p><b>باب ہواں</b></p> <p><b>کتاب العلم والتحقیق</b></p> <p><b>”تجوید و قرأت اور متعلقات قرآن کریم“</b></p>		
۴۵۴	در افہام اللہ میں مد ہے یا نہیں؟	۴۵۴
۴۵۵	لا ینف میں ام کے بعد الف کیوں	۴۵۵
۴۵۶	نہیں لکھا جاتا؟	۴۵۶
۴۵۷	سورۃ بکہ میں ضیاء، ضیاء کیوں	۴۵۷
۴۵۸	لکھا جاتا ہے؟	۴۵۸
۴۵۹	سورۃ حج کے پہلے رکوع میں طے پر پیش	۴۵۹
۴۶۰	کیوں ہے؟	۴۶۰
۴۶۱	ضاد کا گھٹا غزین اور قنط کیا ہے؟	۴۶۱
۴۶۲	تحقیق قرأت ضاد	۴۶۲
۴۶۳	ضاد کی اداسگی قرأت سے ملتی چاہئے	۴۶۳
۴۶۴	ولیسری الدیس طلمو کی گنج	۴۶۴
۴۶۵	قرأت الحموی ترکیب اور ایک اہم اعتراض	۴۶۵
۴۶۶	کی تحقیق	۴۶۶
۴۶۷	ذلک تلموہ علیک من الآیات	۴۶۷
۴۶۸	والدکر الحکمہ کی حموی ترکیب؟	۴۶۸
۴۶۹	عن الیمین والشمائل میں یمن	۴۶۹
۴۷۰	مفردہ و شمل جمع کیوں ہیں؟	۴۷۰

۵۱۳	بسم اللہ قرآن کریم کا جز ہے یا نہیں؟	۵۱۳
۵۱۴	سورۃ ملک کا تورات میں نازل ہونا کس	۵۱۴
۵۱۵	حدیث میں ہے؟	۵۱۵
۵۱۶	آیت شریفہ یوم یكشف عن ساقی کا	۵۱۶
۵۱۷	کیا مطلب ہے؟	۵۱۷
۵۱۸	ان بعض الظن الہم میں بعض کی قید	۵۱۸
۵۱۹	کیوں لگائی ہے؟	۵۱۹
۵۲۰	وحملہ وفضالہ ثلاثون شهراً کا	۵۲۰
۵۲۱	کیا مطلب ہے؟	۵۲۱
۵۲۲	حماصسون میں عن صرار بعد کیسے پیدا	۵۲۲
۵۲۳	ہو گئے؟	۵۲۳
۵۲۴	ہدایت و ہدایت کا قصہ کس حد تک صحیح ہے؟	۵۲۴
۵۲۵	سورتوں کے فضائل میں انعامی ثواب	۵۲۵
۵۲۶	مراد ہے	۵۲۶
۵۲۷	تین ان سے کم میں قسم قرآن کیسا ہے؟	۵۲۷
۵۲۸	قرآن پاک پڑھاتے ہوئے تسبیح اور ذکر	۵۲۸
۵۲۹	میں مشغول ہوتا؟	۵۲۹
۵۳۰	اگر قرآن شریف ہاتھ سے گر جائے تو اس	۵۳۰
۵۳۱	کے بدلہ میں صدق کرنا؟	۵۳۱
۵۳۲	قرآن کی جلد کسی اور کتاب میں لگانا؟	۵۳۲
۵۳۳	قرآن شریف پر ساہو ورق رکھنا؟	۵۳۳
۵۳۴	اجرت دے کر ایصال ثواب کے لئے یا	۵۳۴
۵۳۵	تذکرہ میں قرآن شریف پڑھوانا؟	۵۳۵
۵۳۶	تذکرہ میں قرآن سننے میں بہر حال ثواب ہے	۵۳۶



۵۲۱	فرشتوں کو سہولتیں ممکن نہیں	۹۰۵	۸۹۱	ہندو کو آیات قرآنی کا تعویذ دینے کا حکم؟	۵۱۷
۵۲۲	عشاء کے بعد سورہ دخان اور سورہ ملک نماز میں یا بغیر نماز کے پڑھنا، کیا بہتر ہے؟	۹۰۶	۸۹۲	جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی پہنی ہوئی ہو، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا؟	۵۱۷
۵۲۲	اعراف کی حقیقت؟	۹۰۷	۸۹۳	قرآن شریف کی منسوخ اتلاوۃ آیتوں اور احادیث قدسی کو جنابت کی حالت میں یا بغیر وضو کے چھونے کا حکم؟	۵۱۷
۵۲۳	ساکت و مطلق میں تعارض نہیں ہوتا، مثبت و ثنائی میں ہوتا ہے	۹۰۸	۸۹۴	جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیت لکھی ہوئی ہے، اس کا جلانا؟	۵۱۸
احادیث شریفہ سے متعلق چند مباحث			۸۹۵	جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیات یا حدیث لکھی ہوں، ان کا جلانا؟	۵۱۸
۵۲۳	صحیح مسلم کی ایک روایت کی نحوی ترکیب؟	۹۰۹	۸۹۶	سجدہ تلاوت میں طہارت شرط ہے	۵۱۸
۵۲۳	صحیح مسلم کی حدیث کمالذی قال الاول کا مطلب؟	۹۱۰	۸۹۷	ذیل سے استنباط کرتے وقت قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار کا حکم؟	۵۱۹
۵۲۳	اسراف و تامل کے متعلق روایت کی تحقیق؟	۹۱۱	۸۹۸	اگر جنبی آیت پڑھ کر پھونک دے تو کیا حکم ہے؟	۵۱۹
۵۲۵	حدیث لا یفعل قورشی کے معنی؟	۹۱۲	۸۹۹	جنبی بچوں کو قرآن کریم کے جیسے کر سکتا ہے یا نہیں؟	۵۱۹
۵۲۵	علماء اہل امنی کا نبیاء بنی اسرائیل کا مفہوم؟	۹۱۳	۹۰۰	جنبی کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانا؟	۵۱۹
۵۲۶	واللعل باسفات لہا کے معنی؟	۹۱۴	۹۰۱	حائضہ اور نفاس والی عورتوں کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کا حکم؟	۵۱۹
۵۲۶	سجدہ شمس تحت العرش کی حدیث کا مفہوم کیا ہے؟	۹۱۵	۹۰۲	حالت جنابت میں ذکر کی نیت سے اور تلاوت کی نیت سے قرآن شریف پڑھنے میں کیا فرق ہے؟	۵۲۰
۵۲۷	صفت خشک کی حدیث کا مطلب؟	۹۱۶	۹۰۳	فرشتوں کو قرآن پاک کے سننے کا شوق؟	۵۲۰
۵۲۷	سورج، چاند گرہن کے متعلق دارقطنی کی ایک حدیث کی تحقیق	۹۱۷	۹۰۴	نوح محفوظ کا عرش سے اوپر ہونا ثابت نہیں	۵۲۰
۵۲۸	حضرات شیخین کو جنت کے بوزخوں کا اور حسنین کو جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے اس کی وجہ؟	۹۱۸			
۵۲۸	اللہم اغفر لی ان شئت کی وضاحت؟	۹۱۹			
۵۲۹	حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے توبہ مراد ہے	۹۲۰			

۵۳۰	۴۳۵	۵۳۱	۴۳۶
اگر مستحق عذاب ہے تو رمضان المبارک کے بعد عذاب ہوتا ہے	۵۳۲	۴۳۷	۵۳۳
حضرت مولانا خلیل احمد انبلیوی (شارح سنن ابوداؤد)	۵۳۳	۴۳۸	۵۳۴
کے چند شبہات و اعتراضات کے جواب	۵۳۴	۴۳۹	۵۳۵
۵۳۰ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کبھی شرب میں مبتلا نہ ہوئے اور بعض نے ان کے خلاف معلوم ہوتا ہے ان خوش باخوب	۵۳۵	۴۴۰	۵۳۶
۵۳۱ اب ہاؤر مختلف نسخوں کی قیامت کے دن تشریف لیں	۵۳۶	۴۴۱	۵۳۷
۵۳۲ یہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۳۷	۴۴۲	۵۳۸
۵۳۳ بعد ازاں ان کو اس حدیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۳۸	۴۴۳	۵۳۹
۵۳۴ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۳۹	۴۴۴	۵۴۰
۵۳۵ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۴۰	۴۴۵	۵۴۱
۵۳۶ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۴۱	۴۴۶	۵۴۲
۵۳۷ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۴۲	۴۴۷	۵۴۳
۵۳۸ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۴۳	۴۴۸	۵۴۴
۵۳۹ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۴۴	۴۴۹	۵۴۵
۵۴۰ اگرچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی تعداد کا شمار کیا جائے گا اور ان کی روایت سے ناممکن کا جائز بھی ثابت ہے ان خوش باخوب	۵۴۵	۴۵۰	۵۴۶



## ضمیمہ اولیٰ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

ہمس میں وہ فتویٰ درج کئے گئے ہیں جو اگرچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے لکھے ہوئے نہیں ہیں لیکن حضرت مولانا کے فتویٰ کے قلمی مجموعوں میں موقع بہ موقع شامل ہیں اور حضرت کی تصدیق و تحسین سے حرا ہیں۔ (تور)

صفحہ	مندرجات و مسائل	صفحہ	ارشاد اعلیٰ العین میں درج چند سبب اصل
۵۵۱	اولیاء اللہ میں تقدیر الٰہی کوالت دینے کی صلاحیت نہیں ہوتی	۵۷۹	پاتیں
۵۵۲	اولیاء اللہ یا شیخ سدوکی نہ مباح حرام اور باطل ہے	۵۸۰	سوال (۱)
۵۵۳	تقریبانی مسلمان پات سے پاتا پات؟	۵۸۱	سوال (۲)
۵۵۴	مذہب سے سننے والے یا مومن یا خدا کا نائب	۵۸۲	سوال (۳)
۵۵۵	بہ صورت میں یہاں فقیر اور سب سے	۵۸۳	سوال (۴)
۵۵۶	تقریب میں قرآن کے حجات و عقائد میں کتب	۵۸۴	سوال (۵)
۵۵۷	جہت میں	۵۸۵	سوال (۶)
۵۵۸	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۸۶	سوال (۷)
۵۵۹	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۸۷	عزیزوں پر حسن گفتگوئے اور اگر بڑی
۵۶۰	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۸۸	سوال میں پات سے پات کا حکم؟
۵۶۱	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۸۹	تحقیق افتخار و محفل مولانا شریف و زکوۃ وغیرہ
۵۶۲	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۰	[محفل مولانا محمد تاج محمد صاحب]
۵۶۳	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۱	افتخار و محفل مولانا شریف و زکوۃ وغیرہ
۵۶۴	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۲	محفل مولانا شریف و زکوۃ وغیرہ
۵۶۵	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۳	ایک نور ساریت اصول سے میاں و قیام
۵۶۶	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۴	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟
۵۶۷	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۵	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟
۵۶۸	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۶	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟
۵۶۹	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۷	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟
۵۷۰	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۸	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟
۵۷۱	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۵۹۹	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟
۵۷۲	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟	۶۰۰	تقریب کے فتویٰ میں قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا؟



# توفیق

## حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

سابق جسٹس شریعت ایڈوانسٹ ہائی کورٹ آف پاکستان..... دارالعلوم گورکھی کراچی

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد والنبي الكريم وعلى آله وصحبه اجمعين.

امام بعد: قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کو، اللہ تعالیٰ نے تفقہ کا وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنے دور میں ”ابوصنیفہ عصر“ کے لقب سے معروف تھے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ شاہ صاحب کشمیری علامہ ابن عابدین شامی صاحب رد المحتار کو ”فقیہ انفس“ قرار دینے میں تامل فرماتے تھے لیکن حضرت گنگوہی قدس سرہ کو بلا تامل ”فقیہ انفس“ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ کے نام سے شائع ہوا ہے، لیکن وہ ایک مختصر مجموعہ ہے، جس میں حضرت کے فتاویٰ کا بہت بڑا حصہ شامل نہیں ہو سکا، حضرت کے دوسرے فتاویٰ مختلف جگہوں پر منتشر تھے، اور ان سے استفادہ بہت مشکل تھا۔

برادر محترم جناب مولانا نور الحسن راشد صاحب زید مجدہم کو پوشیدہ علمی خزانے منظر عام پر لانے کا، اللہ تعالیٰ نے ذوق بھی عطا فرمایا ہے، اور اس کام کے سلیقے سے بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کے وہ فتاویٰ جمع فرمائے ہیں، جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد تو ان فتاویٰ کی ہے، جو خود حضرت کے قلم سے لکھے ہوئے دریافت ہوئے اور بہت سے وہ ہیں جو حضرت کے شاگردوں یا متشیبین نے، اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے تھے، اور کچھ وہ ہیں جو دوسری کتابوں میں شائع ہوئے ہیں، فاضل مرتب نے ان تمام فتاویٰ کو بڑی محنت سے یکجا کر کے، ان کی تہویب فرمائی، اور ان پر عنوانات قائم کئے ہیں، اور جہاں کسی وضاحت یا اضافے کی ضرورت تھی، یا حوالوں کی تخریج درکار تھی، وہاں حاشیہ پر تشریحی نوٹس کا اضافہ فرمایا ہے، اس طرح یہ کتاب حضرت گنگوہی قدس سرہ کے ان فتاویٰ کا مستند مجموعہ ہے، جو فتاویٰ رشیدیہ میں شائع نہیں ہو سکے تھے۔ فاضل مرتب اس خدمت پر علمی دنیا کی طرف سے مبارکباد اور قدردانی کے مستحق ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرما کر، امت کے لئے نافع بنا کر، اور اہل علم کو اس سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین ولله الحمد اولاً و آخراً.

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۰/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

# کلمات خیر و برکت

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی

حامداً و مصلياً و مسلماً الماعبد۔ حضرت اقدس، حضرت مولانا رشید احمد محدث کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کا نام اور اپنے زمانہ کے علماء مشائخ کبار اساتذہ فقہ و حدیث میں، ان کے اونچے مقام اور مرتبہ سے کون سا عالم ایسا ہے، جو ناواقف اور سب نے نہ ہو۔ حضرت مولانا کی علمی یادگاروں میں سے دو چیزیں خاص طور سے بہت ہی گراں قدر اور حدیث اور فقہ کے سب طالب علموں، جاننے پر مبنی دالوں کے لئے بڑی سعادت، بڑا تحفہ اور علم و نظر میں اضافہ اور رہنمائی کا بہت بڑا اور نہایت کامیاب ذریعہ ہیں۔ حضرت کے درس حدیث کے وہ افادات جو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قلم سے مزین و مصلح و کر لایع اور حکو تک کے نام سے چھپ کر شہرہ آفاق ہیں اور ساری دنیا کے اہل علم ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دوسرا بڑا تحفہ اور نام سب کے لئے بہت ہی نفع اور بہتری کا سامان، حضرت کے فتوؤں کا مجموعہ ہے جو فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے مشہور و معروف ہے اور اس کا مولف فقہ و فتاویٰ سے واقفیت رکھنے والا ان کو خوب جانتا ہے، اسی کی آیت اور نہایت مفید نثری اور حضرت کے وہ نامور علم و مہارت تھی جو اب تک چھپے نہیں تھے اور ہر ایک کی نگاہوں سے گزرتی تھی یہ کتاب ان ہی فتوؤں کا یہ نیا تازہ مجموعہ ہے جو باقیات فتوویٰ رشیدیہ کے نام سے مصلح و کر لایع ہونے کے لئے جاری ہے۔

یہ مجموعہ میرے فرزند عزیز مولوی نور الحسن راشد کاندھلوی سلمہ اللہ و خاندانہ و بارک فی علمہ نے خود اپنے شوق و کوشش اور محنت سے جمع کیا ہے، جس نے ایسا کچھ پڑھا، لکھا، یا تو بہت محنت اور نہایت خوشی ہوئی کہ ایسے نادر فتوے اور ایسے بے نظیر علمی افادات، انہیں چھپے ہوئے پاس تھے، میں راشد سلمہ اللہ سے اس طرح ان کا پتہ لگایا، فرمایا اور ان کو ایسے اچھے طریقہ پر، طبقہ سے مرتب کر دیا، بہت ہی بڑی خوش ہو اور ان سے مدد لے لی، اللہ تعالیٰ اس خدمت اور کام کو قبول فرمائے اور ان کے لئے زور و آفرینت بنا کر قبول فرمائے اور ان کو ایسے اور بہت سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بندہ افتخار الحسن کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ





غایت درجہ ایجاز ہے مگر وہ غور سے پڑھی جائیں تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض قیومی حضرات کے خطوط سے لئے گئے ہیں ان میں طور پر ان مکاتیب سے جو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب بہار نیوری (صاحب ہنس انجور) کے نام ہیں، وہ زیادہ تر اشکالات کے جواب ہیں اور چونکہ اشکالات سامنے نہیں، اور جوابات اشاروں میں ہیں، اس لئے بعض جگہ قابل فہم ہو گئے ہیں، حواشی میں ایسی جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ حضرت قدس سرہ کو امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہمارے مولانا کا نہ صوفی کو دارین میں بہترین مدد عطا فرمائیں، کہ انہوں نے ساروں کی محنت سے یہ قیمتی سوغات تیار کی ہے جس کی تفصیل وہ خود لکھیں گے۔ میں نے جب ضرورت کی جگہوں میں قیومی کو اصل آخذ سے حوالہ دیکھا، تو مجھے مولانا کا نہ صوفی کی محنت کا اندازہ ہوا، قیمتی تحریرات کو پڑھنا ہر کہ وہ کام نہیں، مولانا کا نہ صوفی اس پر خدادادی سے کامیاب گزرے ہیں، فواللہ یجزيہ جزيه المحسنين، وصلى الله على النبي الكريم، والحمد لله رب العالمين۔

نور

سعید احمد رضا اللہ عنہ پان پوری

خادم دارالعلوم دہلی

۲۲ شعبان ۱۴۲۸ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com





میرے اس شوق کا، یہاں کا نہ حلقہ میں، میرے بچپن کے، قرآن مجید کے ایک استاد، مولانا کامل، ایک صاحب کو بھی علم تھا اور مولانا کے ہمارے بزرگوں سے کئی پشتوں سے بہت قریبی اور گہرے روابط و مراسم تھے، مولانا نے ایک دن مجھے اپنے گھر پر یاد فرمایا اور اپنے خاندان کے ایک بزرگ حافظ اللہ دیا مرحوم اور ان کے ایک بھائی وقت رفیق، جم قدم اور غوثیہ تاش، مرزا الہی بخش گورگانی و ہلوی کے نام، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا گنگوہی کے، اس بارہ گرامی نائے عنایت فرمائے، راقم نے ان میں سے فارسی خطوط کا ترجمہ کیا، ان پر حاشیے لکھے اور اس مجموعہ کو تبرکات کے نام سے ۱۳۹۷ھ، ۱۹۷۷ء میں شائع کر دیا، یہ مجموعہ مکتوبات و تبرکات طبعیت کے غائبانہ چھ سات سال بعد، مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کے مطالعہ سے گذرا، مفتی صاحب نے ایک حاضری کے موقع پر، اس مجموعہ کے لئے پسندیدگی کے کلمات کہے اور فرمایا: ”حضرت گنگوہی کی کچھ تحریریں آجھ میں بھی تو تھیں“

آجھ، نانوتہ اور گنگوہ کے درمیان میں آیا، ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور چند سال پہلے تک ایسا تھا، کہ وہاں جانے کے لئے سواری بھی آسانی سے نہیں ملتی تھی، بہر حال مفتی صاحب تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے، اور مجھے ایک خلش سی لگ گئی، کہ وہاں کیا چیزیں تھیں، اب بھی ہوں گی یا نہیں، ان کے لئے کس سے معلوم کیا جائے۔ تذکرۃ الرشید پڑھی تھی، اس میں آجھ کے، حضرت مولانا کے ایک خاص نیازمند، حافظ نظیر حسین صاحب کا کئی موقعوں پر تذکرہ آیا ہے، خیال ہوا حضرت کی، یہ چیزیں شاید انہیں کے یہاں ہوں مگر ان کی وفات پر عرضہ کر گیا، ان کا وارث کون ہے، کیسے اور کس سے معلوم ہوا، نہ آجھ میں کسی سے واقفیت نہ معلومات کا کوئی ذریعہ:

كيف الوصول الى سعاد، ودونها قلل الجبال ويهين حنوف

مگر امید کا چراغ روشن اور جستجو کا عمل جاری رہا، بالآخر مجھے دو تین سال کے بعد پتہ چلا، کہ نظیر حسین صاحب مرحوم کے پوتے لائق محمد خاں صاحب ہیں، جو آجھ میں موجود ہیں، خیال ہوا ہر چند کہ تعارف نہیں ہے مگر جا کر ملاقات کر لینی چاہئے، اس ارادہ سے، آجھ کی قریب ترین ہستی، نانوتہ دو تین مرتبہ گیا مگر قسمت سے ایک مرتبہ بھی آجھ جانا نہیں ہوا، ایک مرتبہ تو راستہ خراب ہونے کی وجہ سے وہاں، ہر طرح کی سوار یوں کا آنا جانا بند تھا، ایک مرتبہ راستے میں معلوم ہوا کہ وہ صاحب گاؤں میں نہیں ہیں، کہیں سفر میں گئے ہوئے ہیں، اس لئے سفر نامہ کام ہوا، مقصد پورا نہیں ہوا مگر وہ خیال برابر تازہ رہا، بہت دنوں کے بعد سنا کہ ان صاحب کا کا نہ حلقہ میں، کسی کے یہاں، کبھی کبھی سال دو سال میں ایک مرتبہ آتا ہوتا ہے، فوراً ان صاحب سے ملا، انہوں نے اس اطلاع کی تصدیق کی، اور بتایا کہ اس مرتبہ جب ان کا آنا ہوگا، میں اطلاع دوں گا، چنانچہ شاید دو تین مہینوں کے بعد ان صاحب نے اطلاع دی، کہ وہ آجھ والے صاحب، ہفتہ بس دن کے بعد فلاں موقع سے، یہاں کا نہ حلقہ آنے والے





اور نقل کر کے پہلے سے دریافت اور نقل شدہ نسخوں کے ساتھ شامل کر کے اس کی نئی تقسیم بہ ترتیب قائم کرنا ایک ایک حوالہ ایک ایک جواب کو اس کے مضمون و مندرجات کے لحاظ سے علیحدہ کر کے اس مسودہ میں درج کرنا جو اس مقصد کے لئے تالیف و تحریر کی منزل میں تھا بھر چوں قطعی نسخوں کا طبع بہت دیر اور لمبے وقفوں کے بعد ہوتا تھا اور پھر ان کی معلومات کے بعد ان کا حاصل کرنا، گویا ایک بڑی مہم کا سر کرنے کے برابر کام تھا، اس لئے ایک نسخہ کی دریافت سے دوسرے نسخہ کی یافت کے درمیان میں لمبا وقفہ ہوتا بعض مرتبہ دو تین سال لگ جاتے تھے اور اس دوران یہ مسودہ محفوظ و آرام کر رہتا تھا۔ اسی طرح جب چندہ چندہ سال کی مسلسل چہدہ کاوش کے بعد یہ تمام فتاویٰ اور مجموعے ایک بڑی کتاب کی صورت میں نقل اور مرتب ہو گئے، اس وقت ان پر حاشیے لکھنے بعض مراجع اور اسول سے مطابقت کرنے بعض اہم پہلوؤں کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس مجموعہ کے اصل ناخذہ تو حضرت مولانا کے بدست خاص لکھے ہوئے تھے وہ فوتے ہیں، جو سازھے چار سو سے زائد ہوں گے نیز حضرت کی حیات میں مرتب حضرت مولانا کے فتاویٰ کے چند مجموعے اور فتاویٰ دو ہیں، جس میں سے اکثر حضرت مولانا کی حیات میں [وفات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء] مختلف موضوعات کی، چھوٹی بڑی تالیفات و رسائل میں علیحدہ علیحدہ شائع ہو چکے تھے، اور بنظاہر کوئی جہ نہیں کہ ان میں سے کسی فتوے کی اصلیت و استناد پر شک کیا جائے، اس لئے ان سب کو بھی زیر نظر فتاویٰ میں شامل کیا گیا ہے۔

مذکورہ ناخذہ میں جو چھوٹے بڑے، مستقل مجموعے ہیں، ان کا تعارف آئندہ صفحات میں آ رہا ہے، یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں اور حضرت کے قلم سے نوشتہ جو علیحدہ علیحدہ فتوے ہیں، ان میں ہر ایک کا تعارف، قطعی نسخوں کے تحت غیر ضروری محسوس ہوا لہذا ہم ان میں سے ہر اک کا حوالہ اس فتوے کے تحت لکھ دیا ہے، جو فتوے علیحدہ علیحدہ مختلف تالیفات و رسائل میں شامل ہیں، ان کی بھی لمبی فہرست تھی، اس لئے ان کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جا رہا، ان میں سے ہر ایک کا حوالہ اپنے اپنے موقع پر آئے گا، تاہم ان میں سے دو تالیفات ایسی ہیں، کہ ان کا ذکر کر دینا مناسب ہوگا۔

۱۔ فیوض رشیدیہ یہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کا ایک مختصر مگر نہایت کم یاب مجموعہ ہے، جس کو حضرت کے کسی

متوصل نے جمع کیا تھا اور مولانا عاشق الہی میرٹھی کے مطبع خیر المطلاع، میرٹھ سے شائع کرا دیا تھا۔ اس پر سز طہامت درج نہیں مگر قرآن سے ۱۳۱۱ھ معلوم ہوتا ہے، غالباً یہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کا سب سے پہلا مطبوعہ مجموعہ ہے۔

اس مجموعہ فتاویٰ کا ایک مختصر مگر نہایت اہم ضمیمہ بھی ہے، اس میں ہندوستان کی اراضی میں، مشر و خراج کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، یہ ضمیمہ حضرت شاہ مہد الرحیم رائے پوری کے مرتبہ سوالات کے جواب میں ہے، اس کو حضرت مولانا رائے پوری کے ایک نامور خلیفہ و متوصل اور برصغیر کے بہت بڑے خادم قرآن کریم [نورانی قاعدہ کے مؤلف] مولانا نور محمد لدھیانوی





اس مجموعہ میں فتاویٰ رشیدیہ کے محروف و مطبوعہ نسخوں میں شامل فتوے، اس مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ شامل نہیں، کوشش کی گئی ہے کہ ایسے فتاویٰ اس میں جگہ نہ پائیں مگر دو طرح کے فتوے اس سے مستثنیٰ ہیں:

الف: وہ آٹھ یا دس فتوے اگرچہ فتاویٰ رشیدیہ میں شامل ہیں مگر یہ ان مجموعوں سے لئے گئے ہیں، جو غیر متعارف، اور زیر نظر مجموعہ کے بنیادی مآخذ میں شامل ہیں، مثلاً جیسے سات فتوے، جو مجموعہ فرخ آباد کے ایک سلسلہ سوالات و جوابات سے لئے گئے ہیں، ہمارے اس مجموعہ میں بھی نہیں گئے، ان کو حذف کرنے کی وجہ سے مجموعہ فرخ آباد کے مندرجات کی ترتیب متاثر ہو سکتی تھی، اس لئے ان کو باقیات فتاویٰ رشیدیہ میں باقی رکھا گیا ہے۔ یہاں وہ چند فتاویٰ جو مجموعہ فرخ آباد سے فتاویٰ رشیدیہ میں نقل اور شامل کئے گئے مگر فتاویٰ رشیدیہ میں شامل متن اور مجموعہ فرخ آباد کی اصل میں واضح فرق اور اختلاف ہے، اس اختلاف یا کمزوری کے مشاہدہ کے لئے درج کئے جا رہے ہیں، تجربہ نے بتایا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں موجود فتاویٰ کی اگر قدیم اصل موجود ہو تو اس سے مقابلہ اور تصدیق و تحقیق ہونی چاہئے۔

ب: چند وہ فتاویٰ بھی باقیات میں شامل ہیں، جو اگرچہ فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہیں مگر پیش نظر قدیمی مجموعوں اور قدیم خطی مآخذ میں درج، ان کے متن اور فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نقل میں کچھ چھوٹا یا بڑا مگر واضح اختلاف ہے، اس وجہ سے قدیم نسخوں کو زیادہ مستند اور قریب العبد نقل سمجھتے ہوئے، باقیات کا بھی حصہ بنالیا گیا ہے۔

مطبوعہ فتوؤں میں سے وہ فتاویٰ بھی باقیات فتاویٰ رشیدیہ میں درج نہیں کئے گئے، جو اگرچہ فتاویٰ رشیدیہ کی طباعتوں میں موجود نہیں مگر معلوم و مطبوعہ اور عملاً پڑھنے والوں کی دسترس میں ہیں، مثلاً وہ فتوے جو تذکرۃ الرشید | تالیف مولانا عاشق الہی میرٹھی | میں نقل ہوئے ہیں، یا حضرت کے مکتوبات کے مجموعوں میں، ضمناً آ گئے ہیں، ان کو اس میں نہیں لیا گیا مگر جس کسی کا کسی اور حوالہ یا فتوے کی وجہ سے اندراج ضروری ہو گیا تھا، اس کے شامل کرنے میں تکلف نہیں ہوا۔ لیکن جو فتاویٰ مطبوعہ لیکن ناپید و کم یاب ہیں، ان کو جہاں تک میری دسترس میں آئے، اس مجموعہ میں لے لیا ہے، کہ ان میں ایک ایک فتوے کی تلاش اور اس تک رسائی، ایک مستقل سفر تھا۔

درج بالا دونوں قسم کے فتاویٰ کے شمار کا موقع نہیں ہوا مگر اندازہ یہ ہے کہ اس طرح کے جملہ فتاویٰ اٹھارہ بیس سے زائد نہ ہوں گے۔

بہر حال راقم سطحوں کو برسوں کی تلاش و جستجو میں جو کچھ حاصل ہو سکا اور اس کی جو بھی بہتر سے بہتر صورت و ترتیب ذہن میں آئی، اس کو عمل میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ کہنا تو آسان نہیں ہے کہ یہ کاش و کوشش کس وجہ مفید اور قابل پذیرائی ہوئی، تاہم راقم۔ طور کی معمولی لیاقت و استعداد کی روشنی میں جو کچھ ہو سکا اور زبان قلم پر آیا، وہ ایک بضاعت مزاج کی حیثیت ہی نذر قارئین ہے۔ امید ہے کہ حضرات اہل علم و فتویٰ کی بہترین رہنمائی، نئے فتاویٰ کی نشان دہی اور زیر نظر نسخہ کے سقطات، کمزوریوں، کوتاہیوں کا ادراک کرنے میں، ناچیز



مرتب کی معین و مددگار ہوگی، اور اہل علم کے مشوروں سے فائدہ اس مجموعہ فتاویٰ کو زیادہ بہتر اور مفید طور پر پیش کیا جاسکے گا۔ واللہ الامر من قبل ومن بعد۔

جب آجھ سے دریافت فتاویٰ کی طباعت کا خیال آیا تھا، اسی وقت اس مجموعہ کو، جو موجود فتاویٰ کا شاید چوتھائی حصہ تھا، ارباب فقہ و فتاویٰ کی نظر سے گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا، اس منصوبہ پر عمل کرتے ہوئے، ان فتاویٰ کی نقل کو جو خیرہ آجھ کا حصہ تھے، سب سے پہلے، دارالعلوم دیوبند، کے صدر مفتی، مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کے مطالعہ و ملاحظہ کے لئے پیش کیا گیا تھا، مفتی صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود، اس کا ایک حصہ خود پڑھا، باقی کی سماعت کی اور اس پر ایک دو جگہ مختصر افادہ، یا اشارہ بھی تحریر کیا، مگر اس وقت اس کی طباعت کا ارادہ ملتوی کر کے، اس سلسلہ کو آگے بڑھانے اور اس کو زیادہ سے جامع اور مفید بنانے کا عمل شروع ہو گیا تھا، چنانچہ قلمی فتاویٰ اور متفرق مجموعے فراہم ہوتے رہے اور کارواں آگے بڑھتا گیا، جب یہ کام ایک مرحلہ تک پہنچ کر گویا مکمل ہو گیا اور اس کے حواشی اور حسب ضرورت مراجع و مآخذ کی نشان دہی رو بہ عمل آ گئی، اس جلد کے اختتام کا فیصلہ کر لیا، اس وقت اس مجموعہ کو نظر ثانی اصلاح اور مشورہ کے خیال سے برصغیر کے برگزیدہ علماء اور اہل فتویٰ، خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ و دامت برکاتہ اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری [شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم، دیوبند] مدفیوضہ و دام برکاتہ کی خدمات میں پیش کیا گیا، کہ وہ ملاحظہ فرما کر، اپنی رائے گرامی سے مشرف و سرفراز فرمائیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان اکابر علماء کی عزت افزائی اور عنایت و کرم کا کسی طور پر بھی شکریہ ادا کر سکوں، دونوں حضرات نے اپنی انتہائی مصروفیات اور بے پناہ مشاغل کے باوجود، اس بضاعت مزجات پر پوری پوری توجہ فرمائی، اس کو پڑھا اور اس کے متعلق اپنی گراں قدر تحریرات سے مزین و معتمد فرمایا۔

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی نے اس کو ملاحظہ فرما کر، مفصل تقریظ تحریر فرما کر ارسال فرمائی تھی، جو میری کم نصیبی سے ڈاک میں ضائع ہو گئی، منزل آشنانہ ہو سکی، لمبے انتظار کے بعد حضرت مولانا سے دوبارہ تحریر فرمادینے کی درخواست بلکہ جسارت کی، کہ حضرت مولانا کی مصروفیات کا کچھ مجھے بھی علم ہے، تاہم حضرت مولانا نے اپنی کریمانہ مزاج اور ان عنایات کی پاسداری میں، جن سے یہ نایجز ہمیشہ ممنون اور نہال رہا ہے، دوبارہ لکھنے کی زحمت فرمائی، جو اس اشاعت کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔

حضرت مولانا پالن پوری کی عنایت و توجہ اس سے بڑھ کر رہی، حضرت مولانا نے اس مجموعہ کو پڑھا اور ملاحظہ کیا، تو فرمایا کہ میں نے اس پر کچھ حاشیے اور توضیح لکھنے کا ارادہ کر لیا ہے، یہ ارادہ عمل میں آیا، قارئین کرام، فتاویٰ پر حضرت مولانا کے حواشی سے استفادہ فرمائیں گے، مفتی صاحب نے فتاویٰ کو پڑھا تو بعض مقامات پر کچھ شبہ ہوا، اس شبہ کو دور کرنے کے لئے، فتاویٰ کے اصل مآخذ سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا، راقم نے جملہ اصل مآخذ، حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے، حضرت مولانا نے ان سے زیر غور فتاویٰ کا مقابلہ کر کے، اطمینان کر لیا تھا، مگر اس کے ساتھ حضرت مولانا نے یہ بڑا اور مشکل فیصلہ بھی کیا کہ وہ اس پورے مجموعہ کے، جملہ مندرجات و فتاویٰ کا، اصل مآخذ سے مقابلہ کریں گے، چنانچہ کیا اور بحمد اللہ تعالیٰ بعد میں یہ لکھا

کہ میں ایسے کلمی کسوں کو نہ اس قدر توجہ سے پڑھ سکتا ہوں اور نہ ان کی ایسی صحیح نقل کر سکتا ہوں، جیسی اس میں کی گئی ہے، بہر حال اس مقابلہ سے متن میں جو بعض تسامیحات ہو گئے تھے ان کی درجہ بندی و ترتیب ابواب کے لئے بھی مشورہ ہے۔ اور یہ مجموعہ ہر پہلو سے حق الیقینان ہو گیا۔ حضرت مولانا کے علاوہ اور بھی اسباب و علماء نے اس کو دیکھا، خصوصاً فاضل دوست، مولانا مفتی محمد ارشد صاحب، انجمنی، ملاحظہ فرمائے اپنے پورے مجموعہ، تمام حاشیوں اور اصلاحات کو گہری نظر سے، بہت توجہ سے دیکھ پڑھا، نہایت مفید مشورہ دے دئے، ان سے بھی پورا فائدہ بھی اٹھایا گیا۔

اس وقت جب یہ مجموعہ مکمل ہو رہا ہے اس کے ذریعہ پورے میرا فرائض اور اخلاقی علمی ذمہ داری ہے کہ ان تمام مساجد، کونفرنس کے ساتھ تہذیب سے علمات، تفسیر، عربی، ان کا اس بڑے کام یا علمی و دینی خدمت میں، قلم، قلم سے دور رہے، غرض کہ کم زیادہ تعاون شامل رہا۔

سب سے پہلے مولانا جناب شیخ محمد خاں صاحب، آجہائے لئے اجراء و مامات، مغفرت کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے حضور دست بردار ہیں، مولانا نے نہایت خوشی اور کمال سے اس کے ساتھ تعاون فرمایا اور اپنے یہاں موجود تمککات و تجربات حقیت فرمائیں، بڑے کام میں بیا، راجی اور اس طرح حضرت مولانا کی توفیق کے اس بڑے علمی سرمایہ فقہی افادات کی حفاظت و اشاعت کی خدمت میں ثابت ہوئے۔ فخر کہ اللہ حیر الحوائج و اعف عہد و اوقع حوائجہ

حضرت مولانا کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے چند فتویٰ میرے ایک بڑے علمی محسن اور کرم فرما اور ہر ایک علمی کتاب چاقو میں مہون و رفیق، جلد عقل و مقولہ پر مجھ سے زیادہ کرم اور مہم اس کی توفیق میں مشغول دوست نما بزرگ، جناب جانہ توفیق احمد صوفی یہ فتویٰ نے ثابت فرمائے تھے، اللہ حق مولانا کو ان کی ہر ایک عنایت و احسان کا اجر عظیم عطا فرمائے، ورحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ الامیر المصلحین

اپنے سب کچھ مراد حضرت مولانا مفتی مظہر حسین صاحب اجراء و مامات، سابق ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے شفقت و رحم و عنایت بزرگانہ کا کسی حرج بھی نہیں ہو گا، حق اور حق اور ان کے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ راقم مظاہر علوم سہارنپور میں تعظیم و توقیر کے دوران، پیش حضرت مفتی صاحب کی عنایت سے زیر سایہ رہا اور شفقت و عنایت و کرم کا یہ معائدہ حضرت مفتی صاحب کی وفات تک حق حرج نہ رہا۔ مجھے بعد ان میں یہ مظاہر علوم سہارنپور میں کتابوں کے عکس یا فتوئہ اسٹیت دیکھ پائے کہ یہ قانون و ضابطہ ہے کہ مولانا جناب شیخ محمد خاں صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے جب بھی اور جس کتاب کے لئے درخواست کی، اس کی کاپی بھی لکھ کر دے دیتے تھے، یہ ناقص تھا کہ ان کے لئے ہی تو ہیں، جب میں نے حضرت مفتی صاحب سے کتاب یا مظاہر علوم میں موجود حضرت توفیق کے فتوئہ اسٹیت کے لئے درخواست کی۔ اس وقت مفتی صاحب و اس کے بھائی نے ان کی کتاب یا مظاہر علوم میں نہایت چارہ دے دئے، اس کی نہ ہمیں خبر نہ اوروں کو۔

بہر حال بہت خوش ہوئے اور نہایت بشارت سے فوٹو اسٹیٹ کی اجازت دے دی اور مسٹر ویدرمنش نے بے درجہ اللہ تعالیٰ و ارفع درجۃتہ۔

کتاب خانہ مظاہر علوم کے کارکنوں کا میرے ساتھ ہمیشہ عزت و اخلاص کا حامی رہا ہے، میں اس کے لئے بھی ممنون ہوں۔ نسخہ چند یانویں مخطوطہ آتب خانہ خاص، انجمن ترقی اردو، پاکستان جواب پیش میوزیم پاکستان، امریکی لائبریری کے فوٹو اسٹیٹ کے لئے اس وقت انجمن کے صدر شمس، عالمی شہرت یافتہ شاعر اور ماہر ادب جناب شمس الدین حانی کا ممنون ہوں، عالی جی میری گزارش پر اس کا ککس فوراً بھیجا اور میں نے اس کے مصارف بھیجنے چاہے، تو لکھا۔ اس کا نسخہ میں میری انجمن چھ حصہ ہو جائے گا، بہر حال عالی صاحب کا بھی بہت بہت شکر ہے!

**مجموعہ فرخ آباد** اصل نسخہ پہلی مرتبہ مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی امر و ہوی کے ہاتھوں میں نظر سے گزرا تھا۔ مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے بھتیجے، ڈائریکٹر احمد صاحب فاروقی کی عنایت سے اس کا فوٹو اسٹیٹ بدست ہوا، مجموعہ رام پور مکتوبہ بدست مولانا سید احمد حسن امر و ہوی اکا فوٹو اسٹیٹ بھی ڈائریکٹر فاروقی صاحب نے فراہم کیا، اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

اوراق کراچی کا ککس پاکستان کی ایک علمی باذوق شخصیت، جناب راشد شیع کی کاوش کا مرہون منت ہیں، راشد شیع صاحب نے خاصی جدوجہد کے بعد مان تک رسائی حاصل کی اور ان کے ککس فراہم کئے، دینی شکر ہے! حضرت مولانا گیسوی کے بقلم خود نوشتہ و فتوے، برصغیر ہند پاکستان کے نامور خطاط اور راقم۔ طور کے نہایت مشفق، شاہ نقیسی لکھنوی صاحب کے ذاتی ذخیرہ میں تھے، حضرت شاہ صاحب نے ان کے ککس سے ممنون و شرف فرمایا، اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے، اور شاہ صاحب کے درجات بلند فرمائے۔

اپنے ایک علمی کرم فرما، جناب شعیب احمد صاحب میوانی لاہور، پاکستان اکو بھی کلمات تکرار پیش کرتا ہوں، میوانی صاحب سے علمی اشتراک اور قلموں کا رشتہ دسیوں سال پرانا ہے، اس کام میں بھی ان کی معلومات سے مفید مدد ملی، کئی نسخوں، فتویٰ کا پتہ ملا، حضرت گیسوی سے متعلق تحریریں، کتابوں تک رسائی ہوئی، اور یہ سلسلہ جاری ہے، اس سے بھی میوانی صاحب کا دینی شکر ہے واجب ہے۔ حزاہ اللہ خیر الجزاء و احسن البہ۔

آخر میں ان تمام معاونین اور رفقاء کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جن سے اس کام میں موقع بہ موقع ضلوع کی نقول، مقابلہ نواشی کے لئے، ماخذ اور عبارتوں کی جستجو وغیرہ میں کمزور یا دور کسی بھی وجہ کا چھوٹا بڑا تعاون حاصل رہا، ان سب کا بھی تہ دل سے ممنون و شکر گزار ہوں۔ اگرچہ کاغذ کے سفینہ پر ان کے نام و درج نہیں مگر دل کی گہرائیوں میں ان کی یاد اور ان کے لئے جذبہ تشکر موجزن ہے۔





محدث دوراں، افقہ زماں، عالم ربانی  
رحمہ اللہ

# حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

فتاویٰ رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

چند پہلو اور مختصر معلومات

نور الحسن راشد کاندھلوی

عاصمتہ الہند دہلی کے اس جنوبی (مائل بہ مشرق) خطہ یا علاقہ میں، جس کو دریائے گنگا و جمنہ سے گھرا ہوا ہوئے کی وجہ سے، دو آبہ [گنگا جمنہ] کہا جاتا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر، ایسی دس بارہ چھوٹی بڑی بستیاں، یا ایسے قصبہ آباد ہیں، کہ جن کا برصغیر ہند کی آخری دور کی، دینی علمی عرفانی کارناموں اور اصلاحی عملی جدوجہد میں بہت بڑا حصہ رہا ہے، ان بزرگوں، علمائے کرام، محدثین و مفسرین، مصنفین اور اہل فضل و کمال کی وجہ سے، اس خطہ کو پوری مسلم دنیا میں ایک احترام اور دینی نسبت حاصل ہے۔ اگرچہ اب وہ چراغ گل ہو چکے ہیں، ان محفلوں کے دما سے ٹھنڈے پڑ چکے ہیں اور بعض بستیوں میں تو یہ جاننے والا بھی کوئی نہیں رہا، کہ فلاں فلاں کون تھے، نہ ان کے اعمال اور طریقہ کار میں دلچسپی باقی ہے، نہ ان کے احوال و سوانح اور علمی ورثہ کو زندہ و تازہ کرنے میں، تاہم ان بزرگوں کی نسبت اور خدمات و اثرات کی وجہ سے اب بھی ان بستیوں کا نام، انکھوں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں زندہ ہے اور یہاں کے حضرات کی دینی علمی خدمات اور کارنامے، پوری دنیا اور ملت اسلامیہ کے لئے پیغام عمل اور اسوۂ حیات بنے ہوئے ہیں۔

بہر حال ان ہی بستیوں یا قصبہات میں سے ایک قصبہ، گنگوہہ [Gangoh] ابھی ہے، جو مغل دور حکومت سے ضلع سہارنپور کا حصہ چلا آ رہا ہے۔ اس قصبہ کی قدیم تاریخ بھی، اس علاقہ کے اور قصبہات کی طرح تاریخ کے اندھیریوں میں گم ہے۔ ان بستیوں بلکہ پورے علاقہ کی، ماقبل مسلمانوں کی سرگذشت کے متعلق کچھ کہنا ممکن نہیں۔ ہندو روایات





ایک آپ یہاں آتے اور آباد ہوتے رہتے اسی میں دو ایوبی، انصاری خاندان بھی تھا جس کا بندنستان میں سرسل (Sarsil) (۱) کے طرفین واقع ہوا۔ اس خاندان کے چند افراد سرسل سے ترک اقامت کر کے سہارنپور آئے سہارنپور سے اسی گھر ان کی ایک شاخ برہمچریہ بن گئی ہوئی گنگوہہ رام پور کے قریب ہے۔ دونوں بستیوں کے خاندانوں میں ارشد واریوں کی نسبت قائم ہوئی (دونوں خاندانوں میں عزیزانہ تعلقات اور قربت داری کا سلسلہ ہمیشہ رہا۔ حضرت مولانا گنگوہی کے دادا، قاضی پیر بخش تک یہ شاخ بھی برہمچریہ رہی تھی مگر قاضی پیر بخش اپنے ماموں، شہاب قطب علی کی گنگوہہ میں سخت مخالفت و حقارت کی وجہ سے برہمچر ترک کر کے گنگوہہ آئے تھے۔ قاضی پیر بخش کا گنگوہہ میں نکاح ہوا، اور تین فرزند تولد ہوئے مان میں سے ایک مولوی ہدایت احمد (حضرت مولانا گنگوہی کے والد ماجد) تھے۔

اس خاندان کے رامپور میں پیدا ہوا ہے اس کے گھرانے کا سبب آنے والے اصحاب ان کا دور اور اس سلسلہ کی معلومات  
معلوم ہیں یہ شجرہ نسب کی چند گزریاں یا واسطے معلوم ہیں جو اس طرح ہیں  
شجرہ نسب حضرت مولانا رشید احمد بن مولانا عبد اللہ بن قاضی محمد بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی بن  
قاضی اکبر بن قاضی محمد سالم انصاری۔

یہ سب دیکھتے ہوئے، جس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قاضی سالم گیارہویں صدی ہجری کے اوائل (سلاطین  
مصر) میں دہلی کے خرم میں حیات ہوں گے، قاضی سالم کے اجداد سلسلہ نسب اور دیگر تفصیلات دستیاب نہیں۔  
والد ماجد حضرت مولانا کے والد، مولانا تاج الدین احمد، خانم فاضل، صاحب نسبت شخص تھے، خانوادہ بولی اہلسنی کے  
شاہنشاہ بنو اسحاق سے؟ تمذقہ، حضرت شاہ غلام علی نقشبندی سے سلوک ملے کیا اور اجازت و خلافت سے نوازے  
گئے۔ (۲)

1. The first part of the document discusses the importance of maintaining accurate records of all transactions, including sales, purchases, and expenses. It emphasizes the need for a systematic approach to record-keeping, such as using a ledger or accounting software, to ensure that all financial data is properly documented and organized.

2. The second part of the document focuses on the importance of regular reconciliation. This involves comparing the company's internal records with external statements, such as bank statements or supplier invoices, to identify any discrepancies or errors. Regular reconciliation helps to ensure the accuracy of the financial records and allows for the timely identification and correction of any mistakes.

3. The third part of the document discusses the importance of budgeting and financial planning. It emphasizes the need to set realistic financial goals and to develop a budget that takes into account all expected income and expenses. By creating a budget, a company can better manage its cash flow, control its costs, and make informed decisions about its future financial direction.

4. The fourth part of the document discusses the importance of maintaining accurate financial statements. It emphasizes the need to prepare and review the company's financial statements, including the balance sheet, income statement, and cash flow statement, on a regular basis. These statements provide a clear and concise overview of the company's financial performance and position, and are essential for making informed decisions about the company's future.

5. The fifth part of the document discusses the importance of seeking professional advice. It emphasizes the need to consult with a qualified accountant or financial advisor to ensure that the company's financial records are accurate and that its financial statements are properly prepared. Professional advice can also help a company to identify areas for improvement and to develop strategies for achieving its financial goals.

[illegible]

حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم کے ہم سبق ہونے کی روایات؟ یہ دونوں حضرات  
 کے عقائد میں کئی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں حضرات آپس میں ملے جاتے ہیں۔ ان دونوں میں باطنی و ظاہری  
 حقیقت کی تلاش کی گئی ہے۔ ان حضرات کے ہاں فطرت سے جو بات آئی ہے، اسے انہوں نے اپنی روایت میں لایا ہے۔  
 ان حضرات کی فکر اور باتوں میں ہماری جو کچھ تعریفیں کی جاتی ہیں، ان حضرات کے عقائد سے ان حضرات کے عقائد  
 باطنی و ظاہری حقیقت کی تلاش میں ملے جاتے ہیں۔ ان حضرات کے عقائد سے ان حضرات کے عقائد  
 باطنی و ظاہری حقیقت کی تلاش میں ملے جاتے ہیں۔ ان حضرات کے عقائد سے ان حضرات کے عقائد

[illegible]



### تلاش معاش، ملازمت اور تجارت کتب

ملاش معاش میں رہنے والے ہر شخص کو یہ کتاب پڑھنی چاہیے۔ اس کتاب میں ملازمت اور تجارت کے بارے میں مفید اور نئے نئے طریقے دیے گئے ہیں۔

اس کتاب میں ملازمت کے بارے میں مفید اور نئے نئے طریقے دیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں ملازمت اور تجارت کے بارے میں مفید اور نئے نئے طریقے دیے گئے ہیں۔

ملازمت چھانڈنے کے بعد تصویب و حرمت کا مشورہ کیا گیا۔ اس وقت کے وطن میں رہنے والے ہر شخص کو یہ کتاب پڑھنی چاہیے۔ اس کتاب میں ملازمت اور تجارت کے بارے میں مفید اور نئے نئے طریقے دیے گئے ہیں۔

فہرست کتب

۱۔ کتاب الفوائد فی التاجرانہ  
۲۔ کتاب التاجرانہ فی التاجرانہ





الناس، فكان يأتي تروحيات في المشكلات الفقه ومعضلات الحديث، ما حلت عنها الاسفار الضخمة والمجلدات الكبير، وكان مؤلفاً طيلة حياته المساركة لدرس الانهيات الست، طول النهار غير فترة قليلة في الين، وبقي نصف قرن بدرس الحديث وكسب السنة، لا يلحقه ملل ولا ضجر ولا سامة ولا تعب مع اشتغاله بتربية النفوس وتربية القلوب بالاذكار والتوجه، فكان تصد الزكية لتحلي كل حين وهذا ماعدا الحياء في النوازل والمسائل (۱)

ترجمہ: پس فقید زمانہ حاضر، حضرت شیخ رشید احمد گنگوہی انصاری رحمۃ اللہ علیہ، مریہ علوم کے ساتھ ساتھ اہل دل کے علوم کے بھی جامع تھے، انہوں نے دلوں کو ایسا نور بخش، جس سے لوگوں پر اندھیرا روشن ہو گیا۔ آپ فقہ اور حدیث کے مشکلات کی ایسی ایسی توجہ فرماتے کہ جس سے بڑی بڑی ضخیم کتابیں بھی خالی ہیں، آپ اپنی ساری مبارک عمر میں، سارا سارا دن حوائج تھوڑے سے درمیانی وقفے کے، بھنسنے کی درس و تدریس کی توفیق سے سرفراز رہے، اور نصف صدی تک حدیث و کتب سنت کی اس طرح تدریس فرماتے رہے، کہ جس سے نہ آپ بھی شک و ظہر ہوئے اور نہ کبھی تھکے، باوجود اس کے کہ آپ کو ذکر کے ذریعے غصے کی تربیت و قلوب کے تصفیہ اور توجہ کے ساتھ مشغولی ہوتی تھی، جس آپ کا پائینہ نفس ہر وقت مجتہد رہتا تھا اور یہ کام، حوادث مسائل میں افتاء کے علاوہ تھا، آپ جس طرح کہ ارشاد و تربیت غصے اور محنت سے درس و تدریس کے لئے مرجع خلافت تھے، اسی طرح آپ حوادث کے مشکل مسائل کے بھی مرجع خلافت تھے۔“

حضرت مولانا درس حدیث میں جن نکات و خصوصیات پر توجہ فرماتے اور جن مسائل و مشکلات کے حل کرنے کی کوشش فرماتے تھے وہ خود حضرت مولانا کے الفاظ میں درس اور فہم حدیث کا اصل مقصود ہے۔ حضرت مولانا نے ایک مجلس میں اپنے طریقہ درس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۱ حدیث میں اصل مقصود کی طرف توجہ رہی، اصل مقصود یہ ہے کہ اشکال حدیث کا حل کیا جائے، تعارض رفع کیا جائے، مسئلہ ثابت کیا جائے، عقدہ حاصل ہو، اسی کی طرف میرا خیال رہا۔ حنفی شافعی جوہوں، اپنا مسئلہ ثابت کریں۔ (۲)

(۱) مقدمہ التلخیص الدارمی علی جامع البحاری

(۲) علی دہان کے طرف اشارہ ہے، علی دہان دہلی، جامعہ دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد امجد علی صاحبی، مؤلف، ترجمہ، المجلد ۱، ص ۱۳۸-۱۳۹، ص ۱۵۸، ۱۵۹

حضرت مولانا گیسوی کے افادات حدیث اور عقاید پر دوس کو پڑھا کر، کچھ کر، اور ان سے اخذ واقعات کر کے، مولانا بنوری نے بھی یہی کیا سمجھا تھا۔ مولانا بنوری نے ایک اور موقع پر لکھا ہے:

”حضرت شاہ ولی اللہ نے تفسیر فی الحدیث کا جو پورا لکھا تھا، حضرت گیسوی نے اسے تیار و درست بنا دیا، اسی طرح نور پاہن اور تعلق مع اللہ سے حدیث سمجھنے کا سلسلہ، حضرت گیسوی پر ختم ہو گیا۔ حضرت گیسوی کو اللہ تعالیٰ نے فقہ بہت نفس سے سرفراز فرمایا تھا، مسلک حنفی کو اذہ حدیث سے ثابت کرنا اور جو حدیث بظاہر مخالف نظر آئے، اس کا جواب دینا، حضرت گیسوی نے اس فریضہ کو کامیابی سے ادا کیا۔ اس کے علاوہ فقہاء حنفیہ متاخرین کی تفریحات جو حدیث کے خلاف تھیں، ان کی فقہ حنفی سے برأت کی، علاوہ ازیں فقہ میں توسع اور تحقیق کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی۔ شرح حدیث ابن بطل، مہلب، ابن اسحاق، ابن المہیر، قاضی عیاض، خطابی، ابن حجر عسقلانی، رحمہم اللہ سے بہتر احادیث کی شرح کی۔

الکلب الدرقی اور لامع الدار میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں، خصوصاً لامع میں صل تراجم کے سلسلے میں، حضرت گیسوی کی ایسی توجیہات ہیں، کہ عقل حیران ہے، حافظ ابن حجر اور یحییٰ رحمہم اللہ تعالیٰ کی توجیہات سے فائق ہیں۔ (۱)

مولانا محمد یوسف بنوری نے ایک سلسلہ گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز کے بعد حضرت گیسوی، وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے بخش اپنے نور قلب سے حدیث کی مشکلات حل کی ہیں اور کچھ تھوڑا سا حصہ حضرت شیخ الہند کو بھی اس سے ملا۔ (۲)

یہ کہنے اور لکھنے والے حضرات وہ ہیں، جو فن حدیث کے خواص، رمزشناس اور بڑے محقق ہیں اور جو باطنی اور بیرونی کر سکتے ہیں۔

ہر سخن فہم ہیں غالب کے طرف دار نہیں

وہ اس میں بھی ذرا شک نہیں کہ مولانا بنوری اور ان کے ہمنوا اصحاب کا یہ فرمان، بلاشبک و شبہ درست ہے، حضرت مولانا گیسوی جیسی وقت نظر اور فہم اعلیٰ حدیث سے سعادت، اور بے نظیر تبحر و مباحث کا استخراج، اس کا حصہ ہے، یقیناً یقیناً بسبق مقلد اس نے حضرت مولانا کے حدیثی افادات و علوم، کیونکہ یہاں غالب کا دوسرا منہ نہ بھی بلا ان مل دیا جاسکتا ہے۔

وہ تھیں، اس سہ سے بہتے، ولی بہتہ سہا

مولانا بنوری نے ایک سلسلہ گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ:





یہ مولانا نور محمد باجوہ کی ۱۹۳۱ء میں لکھی ہوئی تقریر کی نقل تھی، جو مولانا فتح محمد تھانوی کے قلم کی یادگار تھی، ان کے نسخے سے مولانا سید محمد فیض آبادی نے نقل کیا تھا۔ تاہم مولانا فتح محمد کی لکھی ہوئی اصل تقریر میں اور مولانا ماجد کی نیز مولانا رضی الحسن کے مکتوبہ افادات، مولانا موسیٰ سے دو اور مختصر اشاعت ہیں۔

حضرت مولانا تثنوی کے حدیثی افادات اور وقت نظر کا صحیح عرفان و فیضان اس وقت شروع ہوا، جب مولانا محمد عجمی کانہ حصولی کے فرزند و معید رشید شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کانہ حصولی نے اپنے والد ماجد کے اس قیمتی ورثہ اور اندوخت کو اپنی فکر و محنت اور توجہ کا موضوع بنایا۔ ایک ایک صفحہ اور پھر پرشایان شان محنت کی اس کے نقل کو مولانا رضی الحسن وغیرہ کی تقریروں سے کھل کیا اس کے لکھت کی وضاحت فرمائی، اس کے خصلتوں پر مفصل روشنی اُن اور ان افادات کو سنن ترجمہ کی اور صحیح بخاری کی شریعت کی صورت میں لکھ کر اللہ وی علی جمیع القوم مدی اور اللہ مع اللہ وی علی صحیح البخاری کے نام سے شائع کر دیا، ان دنوں کی اشاعت کے بعد ہی حدیث کے کثیر شائقین کو حضرت مولانا تثنوی کی محدثانہ حالات شان، بظاہر قبضہ شدت اور عجب کا محسوس ہوا۔ اس وقت سے اب تک ان سب کی اشاعت اور ان سے استفادہ کا سلسلہ روز افزوں ہے۔

حضرت مولانا تثنوی کا حصہ درس حدیث، اگرچہ طلبہ کی تعداد کے لحاظ سے غیر معمولی وسیع نہیں تھا، مگر اک حصہ درس میں چھپس چار ہفتے یہ ہمیشہ رہتے تھے، یہ تعداد بھی بڑھ چکی تھی، پینتالیس بھی ہو جاتی تھی، ان کے علاوہ ایسے اصحاب کی تعداد بہت تھی، جو خدمت میں حاضر ہوتے، چند دنوں قیام کرتے اور اوائل یا متون سن کر، اجازت سے سرفراز ہو کر واپس ہوتے تھے۔ دنوں قلم کے فیض و فطانت میں سے بڑی کثرت یا بہت عمت و تفتی، جس نے درس حدیث اور فقہ حدیث کو، اندلیج کر کے خدمت کا مجموعہ موضوع قرار دیا تھا، ان دنوں میں اپنے سن و سحر کے قدم بہ قدم رہنے کی ہمیشہ کوشش کی اور ان بھی اندھوں نے ان حالت اور جہان میں قرآنی جس کے نے حضرت مولانا کانہ زلزلہ ہے۔

### وہی عزت وہی عظمت وہی شان دلاویزی

حضرت مولانا کے شاگردوں کی اس خوبی اور ان سب کے ایک معاصر، مختلف اور بصر نے، پوری زندگی دیکھ رہا تھا، اپنی کتاب بعد از خود میں اس کا بیان کیا ہے۔

وقد رزقہ من السلام والحق، ما سدر وجود مثالبہ فی ہذا العصر، فی الاستقامة علی الدین، والباحث فی شریعہ العراء، وبشر العلم النافع، واحیاء السنن، وصالح المسلمین، ونفع بہم خلاقی لا تلخصی محد وعد (۱)

اور ان کو حق تعالیٰ نے ایسے شاگرد عطا فرمائے کہ اس دور میں دین پر استقامت، روشن شریعت کے اتباع، علم نافع کی اشاعت سنتوں کے احیاء اور مسلمانوں کی اصلاح میں ان کی مثال نہیں اور ان کے شاگردوں سے اس قدر افراد نے فائدہ اٹھایا ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔

حضرت مولانا کے درس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کرنے اور اس عالی قدر درس گاہ سے، طالب و معانی حدیث کا فیضان حاصل کرنے کے لئے، ہزاروں طلبہ حدیث اور دلائل وادکان حدیث کی طبیعتیں، بے تاب رہتی تھیں، حاضری کے لئے بے شمار دلوں میں آرزوئیں موجیں مارتی رہتی تھیں، مگر ہر اک کے لئے ممکن نہیں ہوتا، کہ وہ اپنے حالات و مسائل کو ایک طرف رکھ کر، اپنے مسائل اور مالی گنجائش و ضرورت کو یکسر نظر انداز کر کے، تعلیم اور خدمت دین کے لئے اپنے گھر اور علاقہ سے نکل سکے، پھر بھی بہت سے اصحاب توفیق، اہل علم و ذوق، حضرت مولانا سے استفادہ اور اجازت حدیث کے لئے، گنگوہ حاضر ہو کر اور اپنا دامن مراد حدیث کے علم، فہم مقاصد اور اس پر عمل کے جذبہ سے پُر کرتے ہوئے، واپس ہوتے تھے۔

**حضرت کے شاگرد اور مستفیدین کی تعداد، ایک اندازہ** حضرت مولانا کی خدمت میں کس قدر طلباء حاضر ہوئے اور اطراف عالم کے کس قدر علمائے کرام اور حدیث کے اساتذہ اور فاضلین نے، اجازت حدیث حاصل کی، اس کی نہ کوئی فہرست موجود ہے، نہ ہی اس کا حتمی شمار ممکن ہے، صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کے شاگردوں اور مجازین و مستفیدین حدیث کی تعداد، یقیناً ہزاروں میں ہوگی، اس وسعت استفادہ اور کثرت تلامذہ کا، خود حضرت مولانا کی ایک تحریر سے صاف اندازہ ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا نے اپنے پیرومرشد، حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر کی کے نام ایک خط [مکتوبہ ۱۳۰۶ھ] میں لکھا ہے:

”حضرت مرشد من! علم ظاہری کا تو یہ حال ہے کہ آپ کی خدمت سے دور ہوئے غالباً سات سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ہے، اس سال (۱۳۰۰ھ) سے اب تک دوسو سے چند عدد زیادہ آدمی، سند حدیث حاصل کر کے گئے اور اکثر ان میں وہ ہیں کہ انہوں نے درس جاری کیا اور سنت کے احیاء میں سرگرم ہوئے اور اشاعت دین ان سے ہوئی اور اس شرف سے زیادہ کوئی شرف نہیں، اگر قبول ہو جاوے۔“ (۱)

اس گرامی نامہ میں ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۰۶ھ تک چھ سال کے درمیان کے، تلامذہ اور اجازت حدیث سے مستفید اصحاب کی تعداد کا تذکرہ آیا ہے۔ ۱۳۰۶ھ سے ۱۳۱۲ھ تک جو حضرت مولانا کے درس حدیث کا آخری سن ہے اور اس وقت سے حضرت کے زمانہ وفات ۱۳۲۳ھ تک، کس قدر علماء اور اجازت حدیث کے طالب، حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر اور اجازت

(۱) کا تیب، رشیدیہ، مرتبہ مولانا عاشق الہی میرٹھی، ص ۱۰۰ طبع اول۔ عزیز المطبع۔ میرٹھہ جلد ۱

وہ حدیث سے گزرے ہوں گے، اس کا شیخ کا ترجمہ بھی نہیں جانتے تھے یہ تعداد کی طرف بھی وارد ہوئی ہوگی۔  
 انہیں کوئی اور یہ کہ حدیث کوئی دیکھے، انہوں نے یہاں سے جانے کے بعد ٹوٹو کو ان کا حکم سے  
 انہیں سے اور ان کی نسبت سے ان کی یاد میں یہ حدیثیں آقا و رسول حضرت مولانا کی ذات گرامی سے ایک خطاب  
 رسول کی صورت میں شروع ہوئی، اس کے لیے پایاں کی صورت میں جاری ہوئی، اس کا اثر اور بڑا اور بہت بڑا فیضان اس  
 طرف سے ہوا، ان وقت شہید دینا کے لیے آئے تھے، ان سے ان سے فیضیاب افراد ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ وہ  
 آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہم زدہ فرد۔

**فقہ میں عالی مرتبہ اور شان تفسیر** حضرت مولانا کی ذات گرامی ہمہ فیضان کے ہوئے تھے جاری ہوئے، اس میں  
 حدیث کوئی شریف کے بعد اس سے بڑا اور امر بن مولانا، مذکورہ حدیث کی اس حد میں گویا بعد میں اظہار و اقباط اس کے  
 ہر وقت صدق کی توثیق، اس میں قرآنی حرمون تحقیق، جو اس میں حدیث سے ثابت ہیں ان کے اوائل پر پوری نظر اور  
 ہر حدیث کی طرف میں اس کی واضح تائید ہے، انفرادی اور جمع کے ساتھ وہ ان کی تہری بصیرت اور ان کی قوت و کمروں کا  
 ہر حدیث میں اس کے ساتھ حضرت مولانا اس دور اور بعد کے تمام اہل فکر و فکر سے ملے، ان کا ہر وقت اور ہر وقت میں  
 ان کی صف میں ان کی ہے، وہ ان کے انوکھے اوائل سے باطن کی تہری و اقباط کے ساتھ ان کا انفاق و انفاق ہے  
 حضرت مولانا کی تہری میں ان کی بھی حد و صرف اس کے قول نہیں آتے اور ان کی تہریں دیتے، گو وہ ان کے  
 جو وہ ان کی تہری میں ان کے تحقیق کے بعد پڑھتے ہیں، اس کے لیے ان کے پیچھے اوائل کا ناخ کا ہونا ہے، وہ ان کے پاس  
 میں وہ ان کی تہری میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کی حد سے انہوں نے ان کے ساتھ ان کی بات پائی پہلی  
 سے انہوں نے ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں  
 ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں  
 ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں  
 ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں

اللہ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں  
 ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں

انہوں نے ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں  
 ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں ان کے ساتھ ان کی تہریں

کے جملہ مباحث، فقہائے اربعہ کے جملہ دلائل اور فقہ حنفیہ کے اکثر کی تحریرات و کتب پر وسیع نگاہ رکھتے تھے، ہر چند کہ حضرت مولانا نہایت جامع، نہایت مختصر بات فرماتے ہیں، بہت کم ایسا ہوتا کہ دلائل اور وجوہات کا تذکرہ فرماتے ہوں اور فقہاء اور مآخذ کی عبارتیں نقل فرماتے ہوں، مگر جانے والے جان لیتے ہیں کہ یہ جو کچھ فرمایا جا رہا ہے اس کے لئے نہایت مستحکم بنیادیں موجود ہیں۔

حضرت مولانا کی اسی گہرائی فکر، وقتِ نظر اور اندرونِ نبی کی وجہ سے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری جیسے، علامہ زماں اور بحر علوم نے [قادیانیوں سے متعلق مقدمہ میں] بہاد پور کی عدالت میں فرمایا تھا:

”دیے ہمارے نزدیک حضرت شاہ عبدالعزیز، علامہ شامی سے فقیہ ہیں اور حضرت گنگوہی کو بھی ہم نے، شامی سے فقیہ النفس (۱) پایا“ (۲)

یہی بات حضرت علامہ نے حضرت مولانا گنگوہی پر اپنے قصیدہ میں فرمائی تھی، جتنے ہیں:

لقد فرع الوری عملاً وعلماً	مکارم ساعدت کرم النجار
امام قدوة عدل امین	ونور منین کمال النہار
فقیہ حافظ علم شہیر	کصبح مستنیر ہدی سار
إلیہ المتہی حفظاً وفقہاً	واضحی فی الروایۃ کالمدار
فغی التحدیث رحلۃ کل راو	ولفی الاحبار عمدۃ کل قاری
فقیہ النفس مجتہد مطاع	و کوثر علمہ بالخیر جاری
واحی سنۃ کائنات امینت	واذ وضع النہار فلاحمار (۳)

(۱) انور شاہی (مجموعہ ذاتِ مطبوعات علامہ انور شاہ کشمیری) تالیف: مولانا محمد انور شاہی، ص ۵۰، (نکاح جلد ۱۳۸۰ء)

(۲) فقیہ النفس فقہانِ ایک اصحاب ہے۔ اس سے مراد نفس ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فقیہ کی حرمتِ مرامت کے بعد ایک میدانِ وسیع میں طر فربا، اور جس کی روشنی میں انسان کی ہر حرکت کے لیے ایک کچھ نکات ہو۔۔۔ ”میر سے علامہ میر سے فقہ“ تالیف: مولانا تقی عثمانی صاحب، ص ۵۹، (دبلی ۱۹۹۵ء)

اس کے بعد مولانا تقی عثمانی جیسے فقیہ و رئیسِ ائمہ عامہ نے، یہ بھی خواہ فرما دیا ہے کہ

”مجھے ہے ہم مولانا نفس کا یہ منصب جس سے کہ کسی سے، ہر سے میں فقیہ نفس ہونے کا فیصلہ کرے، کیونکہ فقیہ نفس کی پہچان بھی انہیں لوگوں کا ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہم عمر سے نوازا ہو۔ چنانچہ اس پہچان سے گئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحب تحریر کی جیسے انسان کی ضرورت ہے۔“ (۳) میر سے علامہ میر سے فقہ ص ۵۹

تقریباً کل درسی مذاہب و مذاہبِ اربعہ کی طرح فقہ فقیہ النفس کی حرمت بھی پاؤں ہو رہی ہے۔ بعد پاکستان میں غلطی و غلطی ہیں، جس میں شاید بعض لوگوں کے غلطی کی وجہ سے ان کے پاس نہ پائے گئے ہوں کہ ان کے پاس گاہ، اور کلمات سے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ان کا لفظ و الفاظہ و اجزائے

(۳) کلمۃ العصر فی حیات اہل العصر الشیخ نور تالیف: مولانا محمد جعفر، جلد ۱، ص ۱۶۳، (انکوائری ۱۳۹۹ء)



اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

”حضرت سے زیادہ ائمہ اربعہ کے مذہب کا ماہر، میں نے نہیں دیکھا“ (۱)

حضرت علامہ کے ایک ممتاز شاگرد، مولانا محمد یوسف بنوری نے، حضرت گنگوہی کے فقہی مرتبہ اور کمال نظر کے متعلق حضرت علامہ کے اشعار کی، گویا وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

”حضرت گنگوہی کو اللہ تعالیٰ نے فقہانہٴ نفس سے سرفراز فرمایا تھا، مسلک حنفی کو اولہٴ حدیث سے ثابت کرنا اور جو حدیث بظاہر مخالف نظر آئے، اس کا جواب دینا، حضرت گنگوہی نے اس فریضہ کو کامیابی سے ادا کیا اس کے علاوہ فقہاء حنفیہ مت فخرین کی، جو تقریبات حدیث کے خلاف تھیں، ان کی فقہ حنفی سے برأت کی، علامہ ازین فقہ میں توسع اور تحقیق کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی“ (۲)

حضرت مولانا کا یہ فضل و کمال، مجتہدانہ رویہ اور فقہ میں نرانی شان، حضرت مولانا کے فتاویٰ سے چھٹکی پڑ رہی ہے، ہر ایک ائمہ فتویٰ حضرت مولانا کی وسعت نظر، جامعیت اور گہری بصیرت اور مضبوط کیفیت کا ترجمان ہے، جس کا حضرت مولانا کے فقہ و فتاویٰ پر رسائل و مؤلفات، معروف و مطبوعہ فتویٰ رشیدیہ سے علم اور اندازہ ہوتا ہے۔ زیرِ نظر تازہ مجموعہ فتاویٰ، باقیات فتاویٰ رشیدیہ سے بطور خاص حضرت کے فقہی مقام و مرتبہ کا ترجمان و گواہ ہوگا، اور اس کے ذریعہ سے، حضرت مولانا کے اس مجتہدانہ فقہی مقام اور فقہانہٴ نفس کا اور زیادہ گہرا و وسیع مشاہدہ و تجربہ ہوگا، جس کی جانب حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے۔

**ذوق سلوک و معرفت** حضرت مولانا کا جس بستی اور جس خانوادہ سے وطنی اور نسبی تعلق تھا، اس میں علم کے ساتھ روحانیت اور تعلق مع اللہ کی چاشنی ہمیشہ شام رہی۔ بڑے اہل اللہ مشائخ اور باب طریقت سے وابستگی اور ان کے دامن تربیت میں سفر سوگ، ایک قدیم معمول تھا۔ حضرت مولانا کے والد بھی اپنے وقت کے ایک بلند پایہ شیخ، مولانا شاہ علامہ علی نقشبندی سے بیعت تھے، یہ اثرات اور نسبت حضرت مولانا میں بھی منتقل ہوئے۔ حضرت مولانا کا دینداری اور خدا ترسی کا طبعی مزاج تھا، جس پر تصوف و معرفت کی بعض تصانیف، خصوصاً مولانا ابوالحسن حسن کاندھلوی کی مشہور تالیف: گلزار ابراہیم بہت اثر انداز ہوئی۔ حضرت مولانا کو نوعمری سے مشغولی گلزار ابراہیم سے مناسبت تھی، مولانا عاشق الہی میرٹھی کی اطلاع ہے کہ:

(۱) علامہ محمد امجد علی دہلوی، حیات علامہ، ج ۱، ص ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴

خوش الحالی کی وجہ سے آپ کے رفقاء و احباب کی آپ سے فرمائشیں ہوا کرتی تھیں کچھ بڑھ کر سناؤ، مگر آپ اکثر گریز فرماتے تھے، ہاں! جب اصرار زیادہ ہوتا تو کوئی نظم خصوصاً [قصۃ ابراہیم بن ادہم، خوش الحالی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (۱)]

### شاہ سلیمان تونسوی یا شاہ عبدالغنی مجددی سے بیعت کا خیال

مشائخ و طریقت کو خوب دیکھا، برتا تھا، اور دہلی تو رشک بغداد بنا ہوا تھا، یہاں بڑے بڑے ارباب سلوک تشریف فرما تھے، اور تعلق مع اللہ کی دولت عام فرما رہے تھے، حضرت مولانا کے ایک بڑے استاذ، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی بھی سلسلہ نقشبندیہ کے مرشد اور رہنمائے کامل تھے۔ حضرت مولانا مملوکِ اعلیٰ کے بھی، دہلی کے مشائخ طریقت سے قریبی مراسم تھے، اور ان کے وطن اور نواح کے اہل ارشاد و تربیت بھی، مولانا مملوکِ اعلیٰ سے رابطہ ملاقات رکھتے تھے، جس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی بطور خاص شامل تھے، حضرت حاجی صاحب سے، حضرت مولانا کی بھی ملاقات و ارادت تھی مگر دل کے معاملات نزلے ہوتے ہیں، حضرت مولانا گنگوہی کا زمانہ طالب علمی سے، حضرت شاہ عبدالغنی یا ہندوستان کے ایک مشہور و ممتاز مرشد، مولانا شاہ سلیمان تونسوی سے بیعت ہونے کا خیال تھا، لیکن طبعی تقاضے کے باوجود، شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا، کہ تعلیم مکمل ہو جانے کی وجہ سے، دہلی سے وطن واپسی ہو گئی اور ہر چند کہ حضرت حاجی امداد اللہ سے گہری واقفیت تھی مگر حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا خیال تک نہیں تھا، بیعت کے لئے شاہ سلیمان صاحب تونسوی، اور مولانا شاہ عبدالغنی مجددی کی جانب نگاہ جاتی تھی، لیکن جس کے نصیب میں جہاں سے دولت و نعمت مقدر ہوتی ہے، وہیں سے پہنچ جاتی ہے۔

**تھانہ بھون کا ایک غیر متوقع سفر اور حضرت** **حاجی صاحب سے اچانک بیعت**

حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی سے کسی علمی مسئلہ پر مراسلت ہو رہی تھی، حضرت مولانا کی رائے یہ ہوئی کہ تحریر و مکاتبت سے، اس مسئلہ کا طے ہو جانا، مشکل معلوم ہوتا ہے، اس لئے تھانہ بھون کا سفر کر کے، حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی سے زبانی گفتگو کر لی جائے، اس میں بحث کے تمام پہلو واضح اور منہج ہو جائیں گے اور فریقین کسی بہتر رائے اور قول فیصل تک پہنچ سکیں گے۔ اس خیال کی وجہ سے رام پور منیہار ان سے تھانہ بھون آئے، یہاں اول حضرت حاجی امداد اللہ کی خدمت میں پہنچے، حضرت حاجی صاحب سے رام پور کے رشتہ سے کچھ قربت بھی تھی اور حضرت مولانا مملوکِ اعلیٰ کے ذریعہ سے تعارف اور عقیدت بھی، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کیسے آنا ہوا، اور جب حضرت مولانا شیخ محمد سے گفتگو کے ارادہ کا علم ہوا، تو اس سے منع فرمادیا، حضرت

(۱) تذکرۃ الرشید ص: ۲۶۔ حصہ اول۔ طبع اول اور اس کے عکس [Re print]



اس مختصر تحریر کے آخر میں، حضرت مولانا نے مولانا شیخ محمد کے لئے ایک مرتبہ اور استاذی کا حق ادا کیا ہے۔  
ملاحظہ ہو۔

”نز، بقیت حق ہمیں است کہ حضرت امین و مصنف رسالہ نہ تحریر فرمودہ۔ و امین العالی“ (۱)

جس شخص کو حضرت مولانا گنگوہی ایسا عانی مرتبہ تسلیم فرما رہے ہوں، استاذی و وحی سے یاد کرتے ہوں، ایک تحریر میں،  
دو، دو جگہ استاذی لکھ رہے ہوں، انہی سے مناظرہ کرنے آئے ہوں اور ان پر گزرتے ہیں شہ سوار میمان جنگ میں، کا فقرہ یا  
بھگتی کسی ہو، طبیعت قبول نہیں کرتی۔

**حضرت مولانا سے پہلی بیعت اور افادہ کا سلسلہ دراز** حضرت حاجی صاحب سے اجازت و خلافت

کے بعد، حضرت مولانا صاحب وطن پہنچے، اسی وقت سے بغیر اطلاع اور خبر کے، حضرت مولانا کی جانب راہ خدا کے مسافروں  
کا رجوع شروع ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے ایک خاتون، اپنے ذوق و شوق سے، حضرت حاجی امداد اللہ کی فرمائش پر، حاجی  
صاحب کی موجودگی میں بیعت ہوئیں، اس کے بعد اس سلسلہ میں بیرون اضافہ ہوتا رہا، ہزاروں افراد نے حضرت مولانا سے  
اسباق سلوک حاصل کئے، اور ایک بڑی تعداد (تقریباً) ستر ہجرت یا زیادہ اصحاب کو، اجازت و خلافت سے نوازا گیا، جس میں  
سے چند کے علاوہ تقریباً سب نے ہی اس عہد کو وفا کیا، جو انہوں نے حضرت مولانا سے کیا تھا اور اسی طریقہ پر قائم و استوار  
رہے، جس کی حضرت مولانا نے رہبری فرمائی تھی، اسی راستہ پر چلے آگئے بڑھے بڑھتے چلے گئے۔

**برسبیل تذکرہ** مگر انہوں نے آج وہ طریقہ جو تصوف کی اصل روح، اصل جان اور درحقیقت جو ہر شریعت و سنت  
ہے، گویا ہمارے یہاں سے فراموش ہو گیا ہے اور ہر شخص نے جس کو سلوک و معرفت کی خبر ہو نہ ہو، اس راوے (نرا ہونہ گزرا ہو،  
دین و شریعت اور سلوک و تصوف کے باہمی گہرے اور لایتنک رشتہ سے واقف ہو، یا نہ ہو، بی بی مریدی کا کام بلکہ مجھے معاف  
فرمایا جائے، دھندہ) اور کار و بار شروع کر دیا ہے، ہر شخص بڑم خود مرشد بنا ہوا ہے اور کسی نہ کسی کے حوالہ سے، کسی نہ کسی  
تدبیر سے، دوسروں کو اپنے دام فریب میں پھنسا لینا اور اس کے ذریعہ اپنی دنیاوی ضرورت پوری کرنا اور حطام دنیا  
حاصل کرنا، اپنا مقصد بنالیا ہے۔ ایسے میں سخت ضرورت ہے کہ اس طریقہ کی ایک مرتبہ پھر، پوری قوت سے، پوری  
شدت سے، پورے زور سے آواز لگائی جائے اور کہا جائے کہ تصوف کا صوف وہی راستہ قابل قبول اور دین و شریعت  
کا راستہ ہے، جس کی کڑیاں ماٹنا علیہ و اصحابی سے جڑی ہوں، جس کے سلف سلفین داعی و مبلغ رہے اور جس  
میں خارجی اثرات اور غیر اسلامی تصورات اور بدعات و رسومات کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں، اگر اس کے علاوہ کچھ ہے

(۱) دلائل الاذکار فی احیاء الجہر والاسرار، ص ۹۸، مکر المطابع دہلی ۱۳۵۰ھ۔ ۱۳۵۱ھ۔



اور وہ شخص اس طریقہ کی صحیح کامیابی و اقصیت، تربیت اور مسافرت کے بغیر اس سفر کو طے کر رہا ہے، اس کام میں لگ گیا ہے اور اس کے ذریعہ دوسروں کو پھنسا رہے اور انہیں ہمنوا اور یہ دعائیں دے کر کوشش کر رہا ہے تو اس کا راستہ نہ شریعت کا ہے نہ دین کا نہ تصوف کا اور اس سے صاف اُبعد چل رہے ہیں۔

میں راہ کہ میری بہر کشتان است

بہر حال حضرت مولانا مشکوی نے، مسوک کی تعمیرات اور تربیت میں، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی مطابقت کو پاند کیا۔ اپنے لئے بھی اچانک سنت کی راہ اختیار فرمائی اور اپنے زیر تربیت مریدین و متوسلین کو بھی اسی راہ سے سبق دینا لیا۔ اگرچہ حضرت مولانا کو پیش قدمیات میں گہری بصیرت، بلکہ کہنا چاہئے متہ امامت و اجتناب حاصل تھا اور حضرت مولانا جہاں میں حضرت حاجی احمد علیؒ کے ساتھ، حضرت شیخ عبد القادر مشکویؒ سے بھی ایک ذوقی نسبت ان کی فکر میں گہری بصیرت، وسیع فہمی و گہرائی کا پورہ کھلے تھے مگر حضرت مولانا ان مواقع سے اٹھ کر استفادہ اور ان سے اثر پذیر ہونے کے باوجود اپنے متوسلین کے لئے دورہ اختیار کیا، جس میں نہ جگہ اللہ کی شہرت تھی اور چنانچہ سنت کی داخلی اور بیرونی تلاش ہے۔

رفت زان را ہے کہ پیغمبر گذشت

حضرت مولانا کا ایک اہم خواب اور حضرت یہ حضرت مولانا کا صبی مزاج اور وہ خلقی تاثر تھا، جس کا یہ مولانا مظفر حسین کا نہ حلوی سے اس کی تعبیر خواب میں بھی اس دور میں ہی مشاہدہ کر لایا تھا۔ حضرت مولانا مشکوی نے اپنے پیسے خرچ کے دوران، مد عمرہ میں خواب دیکھا تھا کہ:

”حضرت مولاناؒ نے کہا: ”اے اللہ! میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی بات نہ سنی تھی کہ میں نے کبھی ایسی بات نہ سنی تھی۔“

حضرت مولاناؒ نے یہ خواب حضرت مولانا مظفر حسین کا نہ حلوی سے عرض کیا، جو اس وقت مد عمرہ میں موجود تھے اور ان کی تعبیر یہ تھی کہ مولانا مظفر حسینؒ فرمادے:

”میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی ایسی بات نہ سنی تھی کہ میں نے کبھی ایسی بات نہ سنی تھی۔“

حضرت مولاناؒ نے خواب دیکھا کہ اس کے بعد، آ کر عمرہ میں حاضر ہو گئے تھے۔

اس وقت کے ایک حکم نامہ میں مولانا مظفر حسینؒ صاحب مدعو نے فرمایا کہ: ”اپنی تعبیر

فرمائی تھی، لیکن اب کچھ کہجئے“ (۱)

حضرت مولاناؒ کے اس خواب و معرفت کا فیضان، اہل صحابہ اور اہل ذوق کی روحانی تربیت اور ان کو منزل تک پہنچانے کی راہ کا شیلہ بن چکی تھی اور اس کی تعبیر یہ تھی۔

حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ: ”میں نے کبھی ایسی بات نہ سنی تھی کہ میں نے کبھی ایسی بات نہ سنی تھی۔“





**حضرت مولانا کا مقام و مرتبہ پیر و مرشد کی نگاہ میں** حضرت حاجی صاحب کے رفقاء میں اور ان کا کمال تذکرہ، خود حضرت حاجی صاحب، حضرت مولانا کو اپنے تمام خلفاء پر ترجیح دیتے تھے، بلکہ یہاں تک فرماتے تھے کہ:

”اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ [میں] مولوی رشید احمد کو اپنے پیر کی جگہ جانتا ہوں“ (۱)

حضرت حاجی صاحب کی حیات میں ہی، حضرت مولانا کے بڑے اور ممتاز خلفاء، حضرت مولانا کو، حضرت حامی صاحب کا قائم مقام اور اپنا پیر و مرشد سمجھتے تھے اور حضرت کے ساتھ وہی معاملہ کرتے تھے، جو ان کا حضرت حاجی صاحب کے ساتھ تھا۔ مثلاً حضرت حاجی صاحب کے ممتاز اور محبوب خلفاء میں سے مولانا محمد یعقوب، حضرت مولانا گنگووی کو بجائے مرشد سمجھتے تھے“ (۲) حضرت حاجی صاحب کے اور بھی متعدد خلفاء کی تحریروں اور خطوط میں، اس طرح کی تصریحات اور اعتراف موجود ہے۔

حضرت حاجی صاحب اپنے خلفاء اور متعلقین میں حضرت مولانا پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے تھے، حضرت مولانا سے کوئی خدمت بھی نہیں لیتے تھے، کبھی پیر بھی نہیں دیواتے تھے، حال آں کہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے کبھی کبھی پیر دیوالیے تھے مگر حضرت مولانا گنگووی سے یہ خدمت گوارہ نہیں تھی، نیز حضرت حاجی صاحب کی اہلیہ محترمہ بہت اصرار کے بعد، حضرت حاجی صاحب کی فرمائش پر، حضرت مولانا گنگووی سے بیعت ہوئی تھیں۔ (۳)

**حضرت گنگووی خود اپنی نگاہ میں** ان تمام کمالات اور اس رفعت شان کے باوجود، جس کا اور ہزاروں دیکھنے جاننے والوں کے علاوہ، بہت سے فیر متعلق مشائخ اور بلند مرتبہ اہل علم و کمال بھی برملا اعتراف و اظہار کرتے تھے اور حضرت مولانا کی روحانی بلند پروازی اور علمی مقام، دونوں کی جانب اپنے متعلقین و متوسلین کو متوجہ فرماتے رہتے تھے، مگر حضرت مولانا خود کو ذرہ بے مقدار اور کچھ محض خیال فرماتے تھے۔ حضرت مولانا کے کتابات میں ایسے نمبروں اندراجات ہیں کہ انہیں پڑھنے والا حیرت میں ڈوب جاتا ہے، یا اللہ! کیسے لوگ تھے، کیسے بڑے عالم، خادم قرآن و سنت، برگزیدہ روزگار، نادر العہد و الزمان اور اپنے دور کے علاوہ، آنے والی نسلوں کے علماء کے مقتدا اور تواضع و مسکن، اللہ اللہ! ایسی بے نفسی، ایسا عرفان ذات و الٰہی خود گفتنی اور اس وجہ کی بے چارگی اور بے حیاشی کا اظہار اور بار بار:

عالم ہمہ افسانہ ملام و مانیج

کا اطلاق۔ مجھے یہاں مولانا عبدالحی حسنی کا وہ دلی تاثر بے ساختہ یاد آ رہا ہے، جو علمائے دیوبند سے ملاقات کے بعد ہوا تھا، جس کا مولانا حسنی نے اپنے سفر نامے میں اس طرح اظہار کیا ہے:

(۱) کتاب عام مولانا رفیع الدین دہلوی، مکتوبہ ہفت روزہ نوری، ج ۱، ص ۳۵۵۔ کتاب کا ردیو بندہ پیر مولانا خیر محمد فریدی ص ۳۸۸ و ج ۱، ص ۱۹۸۔

(۲) جمیل اکاؤنٹ مجموعہ مکتوبات حضرت مولانا نانوتوی، حصہ چہم، ص ۳۸۔ ص ۳۸۸۔ جمیل اکاؤنٹ جمیل اکاؤنٹ، ص ۱۰۱۔

(۳) جمیل اکاؤنٹ، ص ۱۰۱۔



اسی طرح اہل حق کے لئے بھی یہاں تک کاغذی وجوہ کا قیام نہ ہو تا کہ وہ اس کے خلاف کسی دینی عمل میں کوئی  
برائی نہ کر سکیں۔ خصوصاً ان حضرات کے معاملات کی غفلت کو اجازت نہ دے کہ وہ ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے  
بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
میت میں جاسوسی کو حد تک پہنچنے سے منع کی۔ اس سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
تھے۔ ان کے لئے حضرت مولانا کی خدمت میں تشریف لے کر آئے اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
کی مجال میں اسے نہیں دیا۔ وہ ان کا جواب دیا کہ اگر آپ ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
نی اور اس طرح نہ پالو گا کہ اس کا جواب دیا کہ اگر آپ ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
نہیں دیا کہ اس کا جواب دیا کہ اگر آپ ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
نہیں دیا کہ اس کا جواب دیا کہ اگر آپ ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔  
نہیں دیا کہ اس کا جواب دیا کہ اگر آپ ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔ اور ان کی غفلت سے جو برائی نکلے گی اس سے بچ سکیں۔

تحریک ۱۸۵۷ء میں شرکت اور اس کی عملی جدوجہد اہل قلم نظر اور ہر حالات کے ساتھ کامیابی سے معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد اہل قلم کی دینی و سماجی متوجہات انعام دہیتے ہوں لیکن جب کوئی دینی علمی ضرورت پیش آتی کام

مکی اور مدینہ کے مابین آتے ہیں اور اس وقت ان کے مکات کی فوجی کاروبار میں اور اس  
 میں کی اور اس کے کالے والے کھانا سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اسی طرح وہاں کے ایک بہت بڑی فوجی خدمت  
 اور خطرات میں وہ ان کے کھانے بھی آتے۔ تو حضرت مولانا نے بھی وہی فیصلہ فرمایا۔ یہ اس سے بڑھ کر  
 اور السالطین الاولوں کو مانا جاتا ہے۔ حضرت مولانا یہ ثابت کیا کہ ان میں اس سے اور اس فوجی قوت کا ایک حصہ ہے  
 اور یہاں ان کے اور شہنشاہان و حاکموں کے ہاتھوں وادارہ کی کھائی اور یہ ان کا کاروبار میں ہے۔ یہاں ان کے اور اس  
 کو پایا اور یہ ایک زمانہ کے جو ان کے ہاتھوں کے اپنے اہل وطن اور ملت اسلام کے یہ یاد دلایا کہ یہ یہ ہے کہ ان کے خلاف  
 اور اس کے اہل فوجی کا موقع تھا۔ اس میں چاروں ملک کے علمائوں اور اہل وطن کی ایک بڑی تعداد کے ہاتھوں سے یہاں موت بھی  
 پوری طرح سے ایک اور قہر پڑ گیا۔

اس کے بعد ان کی قیادت کے زمانہ سے یہاں کنگولی زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ ہے کہ حضرت مولانا کنگولی کے بچپن اور  
 طالب علمی میں یہ فوجی خدمت کا دور اور ان کے ساف محضوں اور ہاتھوں میں خدمت کا وقت اب گزرا تھا۔ اور یہ پتہ چکا تھا اور  
 وہاں سے چلا جاتا تھا۔ جس کے بعد ان کی فوجی قوت کا یہاں کی فوج میں جاتا تھا۔ اس کے ناکارہ و نا قابل سمجھ وارث اور اس کے  
 یہاں ان میں فوجوں اور بے حیثیت واقعہ رہتے اور اس قیام و انتظام کا یہاں اب بھی سمجھنے میں آتا تھا۔ اس کی زندگی نہ سمجھتے  
 معرفت نہ کنگولی بغیر ہر ایک پہاں تھی۔ ملک کے اور معاملات و انتظامات کا تو یہ بروہی کیا۔ خود ہی پتہ چکا کہ اس میں  
 اگر یہ قاضی ہو چکا تھا۔

اس کی خدمت تھی اسی کا انتظام تھا۔ اہل قاعدہ نے نہ انہیں کی نہ کوئی وقعت تھی۔ نہ حیثیت و مرتبہ اور یہ بات اس کی نہیں  
 تھی۔ جس کی مقامی زندگی و تانہاں اور اہل ہمسایہ و قریب سے تو تلافی نہ ہو۔ ان حالات کی وجہ سے ہر ایک میں انگریزوں کی  
 اس معاملہ میں جہازانہ و غیرہ مصافحہ و محرابی کے خلاف ایک جذبہ بے جہان تھا۔ ہر ایک کو اس خدمت اور اس کے نظام اور کارندوں  
 کے اختلاف تھا۔ وہ انگریزوں کی خلاف ورزی کرنے اور اس کو جہاں پٹاؤ پہنچنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اسی میں ایک دن ایسا آیا کہ وہاں اور  
 یہاں سے پتہ چلا کہ انگریزوں اور ظلم و ستم کی جس کیفیت سے مدت سے خبردار تھا۔ بے تاب ہو کر۔ بے قابو ہو کر بارشادہ جوالہ بن کر  
 چلت پڑی اور یہ ملک میں انگریزوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی آواز کوئی تھی۔ اور اسے آخر تک معرکہ قتال پر پاؤں نہ رکھا۔

ایک میں یہ حضرات و علماء جو حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحبزادگان کی نسبت تلمذ سے بہرہ ور تھے۔ ایک سید احمد شہید  
 نے خود یہاں کے علماء و اہل کے شاہزادہ اور حضرت حاجی امداد اللہ نے وہاں گرفتار تھے۔ ان کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ اس ازم  
 میں کی ضرورت اور وقت کے تقاضے سے صرف نظر فرمایا۔ اس لئے یہ حضرات بھی اسی جذبہ ان کو وصلہ اور مردانگی کے ساتھ۔















لا چھوڑی تے، سیہ

”موقوف رشید احمد ولی نے آ یہاں (۱)

حضرت مولانا گنگوہی اپنوں اور پراؤں کی نظر میں حضرت مولانا گنگوہی کی شخصیت

جفید و شلی و عطار، ہم مست

حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی کے ارشادات

”مولانا رشید احمد کا یہ حال یہ دیکھتے ہو، وہ تو دریائی گئے اور نہ کاشت نہیں کیا“ (۲)

ایک مجلس میں ارشاد ہوا:

”ایک میں ہوں اور دوسرے مولانا رشید احمد، قیسر نے ایسا کوئی مل جائے تو ظلمت فوسفور دور ہو جائے“ (۳)

حضرت حاجی امداد اللہ کے کلمات عالیہ حضرت حاجی امداد اللہ نے حضرت مولانا کا اپنی کئی تصانیف

(۴) خواہی کی تعلیمات کے لئے جاکھ ہو <sup>۱۳۱۶ھ</sup> ۱۹۰۱ء بروز جمعہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ میں علی اعجاز نے شریک احمد صاحب دہلوی کے ساتھ مل کر ۳۵۰ روپے میں ایک کتاب کی تعلیمات کے لئے جاکھ ہو <sup>۱۳۱۶ھ</sup> ۱۹۰۱ء بروز جمعہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ میں علی اعجاز نے شریک احمد صاحب دہلوی کے ساتھ مل کر ۳۵۰ روپے میں ایک کتاب کی

مذہبِ نبویؐ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت کی ولادت کے وقت حضور خداوند کا رخِ نورِ نبویؐ اور نورِ محبوبؐ میں اور محبوبہؐ اور

(۲) در صورتی که در هر یک از این موارد،

$$f(x) = \frac{1}{2} \ln(x^2 + 1) + C$$

ورثہ و وصیت میں نہایت اعتراف کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، ایک اقتباس گزر چکا ہے، ایک مفصل گرامی نامہ اسی موضوع پر، اسی سلسلہ میں ارقا مفرمایا تھا، اس میں فرماتے ہیں:

ارفقہ ابو اللہ ہشتی۔ بخدمت مجاہد۔ عموماً اندون بطن خطوط ہندوستان سے اس فقیر کے پاس آئے، ان میں یہ تحریر تھی کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ساتھ بعض لوگ سو فتن رکھتے ہیں، کہ ہم مولوی صاحب کو کیسا سمجھیں۔ لہذا فقیر کی جانب سے مشتہر کراؤ اور طبع کراؤ، کہ مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی، فاضل حقانی ہیں، سلف صالحین کا نمونہ ہیں، جامع بین الشریعہ و الطریقہ ہیں، شب و روز خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی میں مشغول رہتے ہیں، حدیث پر احاطے کا شغل رکھتے ہیں، مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب کے بعد میں، اس قسم کا فیض علمائے کرام مولوی صاحب سے جاری ہوا ہے۔ ہندوستان میں مولوی صاحب ایک فروغ دہندہ ہیں، مسائل مشککہ کی مقدمہ شنائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے، ہر سال میں پچاس آدمی کے قریب ہم حدیث پڑھ کر، ان سے سند لیتے ہیں۔ انہا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو ہیں محبت، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشق خداوندی میں مستغرق ہیں حق گو ہیں۔ لایب خالفون لومۃ لائمہ کے مصداق ہیں، خدا کے پورے طور سے توکل رکھتے ہیں، بدعات سے پورے طور سے بچتے ہیں، اشاعت سنت ان کا پیش ہے، بدعتیوں کو فتنہ و ناہان کا حرف ہے، ان کی صحبت اہل اسلام کے واسطے کیسے بیاہ اور کیسے افسوس ہے، ان کے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آتا ہے، ان کی اللہ والوں کی علامت ہے، متقی اور تارک الدنیا ہیں، برائے ان کو خیرہ ہیں تصوف اور سلف میں کام ہیں، مایہ و غریب ان کی نزویک یکسال ہیں، سب کی طرف توجہ رکھتے ہیں، مجمع میں فقیر نے جو چیز ان کی شان میں فرمایا، القلوب میں تحریر کیا ہے وہ حق، اور اب فقیر کا حسن ظن اور محبت چاہت ہے، ان کے ساتھ بہت زیادہ ہے، فقیر ان کو اپنے واسطے ذریعہ نجات کا سمجھتا ہے۔

میں صاف کہتا ہوں کہ جو شخص مولوی صاحب کو برا کہتا ہے، وہ میرا دل دکھاتا ہے میرے دو بازو ہیں، ایک مولوی محمد قاسم صاحب، دوسرے مولوی رشید احمد صاحب، ایک جو باقی ہے اسکو بھی نظر لگاتے ہیں، میرا دوسرا مولوی صاحب ایک عقیدہ ہے، میں بھی بدعات کو برا کہتا ہوں، جو مولوی صاحب کا وہ ورثہ ہے میں مخالف ہوں، وہ یہ مخالف ہے، اور خدا اور رسول کا مخالف ہے، اور بعض جہلا جو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے، حقیقت اس کے ٹکس کی منجھنی ہے۔ حقیقت یہ شریعت خدا کے کلمہ مقبول نہیں، اس خالی قلب کفار کو بھی

حاصل ہو جاتی ہے، قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے، آئینہ رنگ آلودہ ہے، تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے، اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ اگر طہارت کا ہے۔  
 ولی اللہ کے پہنچانے کے واسطے اتباع سنت سونے ہے، جو حق سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے، تو محض یہودہ ہے۔ خرق عادات تو، چاہے کتنی بہت ہوں لیٰ خدا فرماتا ہے: **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي** جو رسول اللہ کا پیرو نہ ہو، اور مومن پر حاکم ہو، وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا، اس فقیر سے جو اس علم بہت رکھتے ہیں یہ امر بجا عادت اتباع سنت کے ہے، جس کی مخالفت سے مولوی صاحب کا نقصان نہیں۔

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

مولوی صاحب وہ شخص ہیں، کہ خواص کو چاہتے کہ ان کی صحبت سے مستفید ہوں اور ان کی صحبت کو خیر سمجھیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی نسبت مجھے کوئی گھم نہ لگے، ان کا نہ سنا، اور تو حیر کرے، مجھ کو ان امور سے سخت ایذا ہوتی ہے۔ عجیب بات ہے کہ میر نے سخت جھگڑا ایذا پہنچایا اور اپنے آپ کو میرا دوست سمجھیں، ہرگز نہیں! مولوی صاحب کے یہ نقلی ائمہ بے صوفی امشب ہیں، باخدا انی کامل ہیں، ان کی زیارت و خیمت سمجھیں۔  
 واسلام ابدالہ اللہ فاروق

میرزا بنی اللہ اللہ کا قلم ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ (۱)

### حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ارشادات

کے بچپن سے دوست، ہم مرشد اور بے تکلف تھے لیکن حضرت مولانا کی نگاہ میں، حضرت مولانا گنگوہی کا جو مرتبہ تھا، وہ میر معمولی تھا۔ حضرت مولانا نانوتوی نے اپنی کتاب ہدایۃ الشیعہ (مولانا درجہ ۱۲۸۳ھ) ص ۱۸۶۶، ان تمہید میں، حضرت مولانا گنگوہی کا نام بڑے القاب و احترام کے ساتھ درج کیا ہے۔ فرماتے ہیں

بندہ یحییٰ مدان گنا محمد قاسم نام، متخلص بنی کپے علم، ناظران و راق کی خدمت میں عرض بردار ہے، کہ  
 او آخر رب ۱۲۸۳ھ بارہ سو ترای ہجری میں، بخدیوہ العلماء، مطاع الفضلاء، مجمع الکملات، منبع الکائنات،  
 زریب طریقت، حامی شریعت، فخر ادب، الفخر الہی، ابی، حاجی، مرجع خاص، و مہم، معطر قوانین اطاعت،  
 و انقیاد، محرک سلسلہ رشد و ارشاد، جامع کمالات، طابعی، بخدیوہ و مولانا، رشید احمد گنگوہی و امر شدہ  
 و ارشادہ (۲)

ان تحریر کے تقریباً سال بعد مرقومہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

عزیز من اند میں اس قلم کے خود کسی کی رہبری کروں، اور نہ اس قلم کے کسی رہبر کو پہچانوں اور دوسروں کو  
جداؤں، بہت دور بزرگوں سے عقیدت ہے، ایک توجہ صاحب حاجی امداد اللہ صاحب، دوسرے شہید عبد الغنی  
صاحب، ان کے بعد جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، ان بزرگوں میں سے جس کی محبت میر  
آجائے بغیرت جاؤ اور اپنے حصہ کی گفتیش میں نہ رہو۔

۶/ صفر ۱۲۹۳ھ از ناتوہ (۱)

### مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی کی نظر میں مولانا کامرتبہ

مولانا الہ آبادی، حضرت حاجی امداد اللہ کے  
مترترین خلفاء میں سے تھے، حضرت حاجی صاحب بھی مولانا کو اپنے خواص میں شمار فرماتے تھے اور یہ بات بھی قلم  
ذکر ہے کہ مولانا الہ آبادی بہت سے مسائل و نظریات میں، حضرت مولانا گنگوہی وغیرہ علماء سے واضح اختلاف رکھتے  
تھے، اور یہ اختلاف معروف تھا، اس کے باوجود حضرت مولانا کے دل سے قدردان اور نہایت مداح تھے۔ مولانا الہ آبادی  
کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

”ایک مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ توحید کے متعلق گفتگو فرمائی، مولانا نے تشفی بخش  
جواب دیئے، توحید پر سرور ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مولانا گنگوہی کے یہاں مجھے یہ باتیں نہ ملیں۔  
آپ نے ان سے اس طرف کیا کیا؟ مولانا گنگوہی بہت بڑے شخص ہیں، ان میں کسی بدی شان پائی جاتی ہے۔  
یہ صاحب جب مولانا گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پورا القہہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا الہ  
آبادی نے علماء پر یہ ویسا ہی کیا ہے، ان کو یہ ہونا چاہئے تھا۔ رشید احمد بھی اس مرتبہ میں نہیں ہے (یہ ان دو آدمیوں  
کے تعلقات ہیں، ان کے متعلق مختلف المسلسلہ ہوئے ان شہرت دی جاتی ہے)“ (۲)

مولانا الہ آبادی نے ایک حضرت مولانا تھانوی سے نام لیا میں نے

”آپ کو کہہ دیتی کہ حضرت مولانا گنگوہی کا تعلق اہل اہل سے، عالی ہمت، بلند حوصلہ ہیں۔ دولت دارین کے  
مہمان دار، جو کام کرنا چاہتے ہیں، ان کو ہرگز روک نہیں دیتی، ہر کام بخیر و خوبی انجام پاتے ہیں۔ ہم کلمے،  
تہارے کا نہیں لکھتے، جس کا کام کرنا چاہتے ہیں، اچھا مکتوب لکھتے۔ اگرچہ سہ ماہی ہے بھی تو ناکامی، کمائی ہے، تو  
معصیت، جفا کے لئے ہے، پتھر مار دینے، تو وہ یہی اور شامت اعمال“ (۳)

(۱) مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، تاریخ اہل اہل، ج ۱، ص ۱۳۵، (۲) مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، تاریخ اہل اہل، ج ۱، ص ۱۳۵، (۳) مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، تاریخ اہل اہل، ج ۱، ص ۱۳۵

مولانا سید دیدار علی الوری کا نذرانہ محبت و عقیدت مولانا سید دیدار علی الوریؒ کی شہور عالم الوریؒ سے خصوصاً مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی، مولانا الوریؒ کو ہندوستان کا سب سے بڑا اقلیت اور اقلیت میں اپنا سرفرازی سمجھتے تھے۔ اس کی تحقیق و تحقیق کے لئے مولانا الوریؒ سے ہر جگہ بھی کرتے رہے تھے۔

لیکن فاضل بریلوی کو شاید اس کا علم نہیں تھا یا خیال نہیں رہا ہوگا کہ مولانا الوریؒ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے بیجا اور اقلیت میں خاص تربیت یافتہ تھے، مولانا الوریؒ کا تائیدات حضرت مولانا گنگوہیؒ سے نیاز مندانه رابطہ رہا۔ مولانا الوریؒ حضرت مولانا کو جب خط لکھتے، ایسے القاب و آداب لکھتے، جس سے حضرت مولاناؒ کی کامل عظمت آپ تلمذ اور نیاز مندانی کا افسانہ بن جاتا۔ مولانا الوریؒ کے قوی کے مجموعہ تحقیق المسائل میں، مولانا الوریؒ نے، حضرت مولاناؒ کے نام کی خطوبہ موجود ہیں، اس سے سرتائے لائق مطالعہ ہیں۔ ایک خط کے آغاز پر لکھا ہے

عالی خدمت، فیض موبہت، حضور مجمع النور، رافع السنت، قاصع الہدیت، مولوی رشید احمد صاحب،  
ادام اللہ رشیدہ (۱)

دوسرے خط کی ابتدا ملاحظہ ہو

عالی خدمت، فیض موبہت، حضور مجمع النور، رافع السنت، قاصع الہدیت، مصدر فیہ و برکت، مولانا  
مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب، ادام اللہ رشیدہ (۲)

اور پھر بعینہ یہی الفاظ تحریر ہیں

عالی خدمت، فیض موبہت، حضور مجمع النور، رافع السنت، قاصع الہدیت، مصدر فیہ و برکت، مولانا رشیدنا  
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، ادام اللہ رشیدہ (۳)

ایک اور خط کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے

عالی خدمت و قدوة العلماء، زبدۃ الاصفا، مولانا رشیدنا، مولانا رشید احمد صاحب سلمہ اللہ (۴)

یہ سرتائے مولانا دیدار علی صاحب کے دل میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کی جلالت شان اور عظمت و مقام کے بہت بڑے گواہ ہیں، کسی اور شہادت و تہمیں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

(۱) تحقیق و تحقیق کے لئے مولانا دیدار علی الوریؒ ص ۳

(۲) تحقیق و تحقیق کے لئے مولانا دیدار علی الوریؒ ص ۹

(۳) تحقیق و تحقیق کے لئے مولانا دیدار علی الوریؒ ص ۱۹

(۴) تحقیق و تحقیق کے لئے مولانا دیدار علی الوریؒ ص ۳۸





## مؤلف نزمۃ الخواطر، مولانا عبدالحی حسنی کا مشاہدہ اور تاثر:

کمال کے بڑے تذکرہ نگار، مولانا حکیم عبدالحی حسنی صاحب نے اردو نزمۃ الخواطر میں بھی حضرت مولانا صاحب کا نہایت عمدہ جامع تعارف لکھا ہے مگر اصل وہ تحریریں ثر اور مشاہدہ دہ، جو مولانا صاحب نے اپنے تعارف و حق سے طرز میں لکھا ہے۔ حضرت کی رفاقت و محفل کا حال، حضرت نے دہلی کی بات، حضرت کا ذاتی شرف و مال و تاج و استقامت و جماع سنت و ہر اک پر روشنی ڈالی ہے، آخر میں کہتے ہیں اور وہی گویا مقطع کا بند ہے۔ جو اظہار

اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب بقیۃ المسدود ہیں، ان کا وجود، مقتضیات میں سے ہے، اس قدر و استقامت کا دوسرا شیخ، ان کے سوا اس زمانہ عالمہ آشوب میں نظر نہیں آتا، علم الہی میں جو کوئی بھروسہ کی خبر نہیں۔ مولوی صاحب کے اوصاف میں سب سے بڑا وصف تو یہ ہے، جو قیام و اوصاف کو شامل ہے، کف لسان اور صدق گفتار میں، مولوی صاحب ضرب المثل ہیں۔ (۱)



## فقہ و فتاویٰ نیز فتاویٰ رشیدیہ کے خطی اور مطبوعہ نسخے

حضرت مولانا کشموری کی دینی، علمی، فقہی، اصلاحی، تربیتی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا اور اس کا ایک ایک پہلو، اپنے اندر مختلف جہات اور اصلاح و تبلیغ کی مختلف نوعیتیں لئے ہوئے ہوتا تھا، یہاں ایسے تمام پہلوؤں پر گفتگو کی گنجائش نہیں، تاہم یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا کی بڑی اور ممتاز و موثر فقہی خدمات اور کارناموں کو، بنیادی طور پر چار بڑے حصوں پر تقسیم کر لیا جائے اور ہر اک حصہ کا یہ حصہ و حصہ جزوی، اجمالی تذکرہ کیا جائے۔ یہ تقسیم و ترتیب اس طرح ہو سکتی ہے:

(۱) فقہی موضوعات و مباحث پر تصنیفات و رسائل

(۲) روزمرہ کی ضروریات میں عوام کے سوالات اور علما کے مرام کے علمی فی استفسارات کے جوابات جس کا سلسلہ

ایک دائمی معمول اور لازمی وظیفہ کنیت کے طور پر زندگی کے تقریباً پچاس سال نصف صدی پر پھیلا ہوا تھا

(۳) صحیح عقائد و رسوم و بدعات اور ان کی شرعی حقیقت و حیثیت اور موقع بہ موقع، عوام میں پھیل جانے والی کسی بڑی

بدعتی، دوزین و شریعت کے کسی اصول کی بے توقیری و خلاف ورزی اور فقہی معاملات و مسائل میں عوام کی اطلاع

اور واقفیت کے لئے، مفصل فتویٰ کی تحریر و تالیف، ان کی اشتہار کی صورت میں اشاعت کا اہتمام اور پورے

برصغیر کے مسلمانوں اور اہل علم و فلاح تک ان کو پہنچانے کی مسلسل کوشش۔

(۴) فقہ و فتاویٰ اور احکام شریعت کی صحیح ترین اور عمیق و اعلیٰ ترین اس کی ہر ممکنہ حد آخری درجہ کا اہتمام، اس کی بقاء اور

آئندہ نسلیں تک اس جوہر خاص کو پہنچانے کے لئے علما، صاحب نظر، لائق اعتماد و خدا ترس اصحاب کی علمی، ملی،

قریبیت کے بعد ان کے کامیابی قدرتی نظر یا تو سہ ہوتی اور ان کے نکلے فتوؤں کی علمی تصحیح و تکرار، ناقدانہ نظر سے ان کا

جا نزہ اور ان کی فروگزاشتوں پر تہمید کا دائمی اہتمام۔

اگرچہ حضرت مولانا کی فقہی خدمات اور حالی مرتبہ کو جاننے کے لئے ان عنوانات کا مفصل تعارف اور جائزہ بہ حد ضروری

ہے مگر یہاں ان میں سے صرف عنوان نمبر ۳۰-۳۱ کا کچھ تذکرہ کیا جائے گا۔

**تصانیف:** حضرت مولانا کی تصانیف و مؤلفات کا سرمایہ، شمارِ کتاب اور صفحات کے لحاظ سے جہاں جہاں پہنچے اور پڑھیں گے، وہ تصانیف و مؤلفات کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہے۔ مولانا عہدِ اُمتی کے مصنف

و لم تکن له كثرة اشتغال بالتأليف (۱) | حضرت مولانا کا تصنیف و تالیف کا زیادہ معمول نہ تھا۔ دوسرے موقع پر لکھا ہے:

له مصنفات مختصرة قليلة منها تصيفة القلوب و ابعاد السلوك . و هداية الشيعة

جو تصانیف و مؤلفات ہیں، ان کے صفحات بھی غیر معمولی اور ہزاروں میں نہیں ہیں، لیکن ان کے مندرجات اور مباحث و مضامین اللہ اللہ! جس کو علم دیں خصوصاً حدیث و فقہ میں نظر ہو، دونوں کے مقاصد اور باہمی رشتہ کو کسی قدر پہنچاتا ہو اور علوم کے غوامض و اسرار کی قدر کر سکتا ہو، اس سے پوچھئے کہ حضرت نے اس طرح اپنی ایک ایک تالیف و تحریر اور اکثر

فتاویٰ کو بھی دریا بکوزہ کی مثال، اور ایک مثال و تحیل کو حقیقت کا پیر ابنِ عطا فرمایا ہے۔ ایک ایک صفحہ کی بات نہیں، بعض بعض مقوموں پر ایک ایک فقرہ اور سطر، باخبر اور بہت ذہین پڑھنے والوں کو بھی محو حیرت کر دیتی ہے، کہ کس طرح پوری ایک کتاب کے مندرجات کو، ایک بحث کے مضامین کو، ایک فقرہ یا سطر میں سمودیا ہے، یہی وہ کمال اور وصف ہے، جس کی حکیم الامت حضرت مولانا تقانوی نے ان الفاظ میں تعریف و تحسین فرمائی ہے، حضرت مولانا تقانوی کا قول ہے

”مولانا گنگوہی دریا کو، کوزہ میں بند کر تے تھے اور مولانا تقانوی کوزہ سے دریا نکالتے تھے“ (۲)

جس میں جس قدر علم و صلاحیت ہو، جس درجہ کی علمی بصیرت ہو، وہ اس سے اسی قدر وسیع، اور بے بہا نتائج اخذ کر سکتا ہے، اس کو پھیلا کر اس کی شریعت بھی لکھ سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت کے یہ تمام مؤلفات و کتاب، اگر چاروں میں لکھی گئی ہیں، نہ بان بھی بہت مشکل، اور غیر مفہوم نہیں ہے مگر پھر بھی اکثر تصانیف کے لئے ضروری سا ہے، کہ ان کو کسی ذی استعداد عالم سے، خوب محنت اور گہری توجہ سے حل کیا جائے۔

حضرت مولانا نے تحریر و تصنیف کا آبِ آغاز کیا، اس کا سرمایہ نہیں ملتا، تاہم حضرت کی جو پہلی تصنیف معروف اور مطبوعہ ہے، وہ فقہ و فتاویٰ سے متعلق نہیں بلکہ عقائد اور کام کے موضوع پر ہے۔ یہ ہدایۃ الشیعة ہے، جو ۱۲۸۸ھ میں لکھی گئی اور شائع ہوئی تھی، اس میں اہل تشیع کی جانب سے اہل سنت پر کئے گئے، چند احمقہ انسانیت کا تنبیہ، علمی مدلل جواب ہے، جس

(۱) لہذا الخواطر ص ۱۵۰۔ ج ۸۔ (حیدرآباد)

(۲) انیس کا نام محمد تقی دہلوی ص ۲۲

کے معصومیت مصنف کی مٹی میں غلطی نظر اور پلٹتے قلم کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ مصنف کی اور بھی مٹی  
خدا مات و تصانیف ہوں گی، جو محفوظ نہیں رہیں۔

(۱) فقہ وقوفی پر حضرت مولانا سب سے پہلی دریافت و مطبوعہ کتاب، زبدۃ المناسک ہے، جو

۱۹۹۹ء کی تصنیف ہے، اور اسی سال حضرت مولانا نیزہ حضرت مولانا نوری کے ایک ممتاز شاگرد مولانا فخر الحسن نقوی کی کوشش سے، طبع اہل المطابع، دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا کی صرف تین تصانیف درمائل ایسے ہیں، جن کا سراج ایف معلوم ہے:

(۲) الرأي النجيب في عدد ركعات التراويح مؤلفه (۱۳۱۵هـ)

(٣) الوثق العربي في تحقيق الجمعة في القرى مؤلفه ١٣١٤هـ

(۳) رد الطغیان فی اوقاف القرآن، مؤلفہ ۱۳۸۲ھ

اور ان کو نکاحات و رسالت پر سزا یافتہ ورنہ نہیں دے دیتے ہیں

(١) ميل الرشاد في التقليد والاحتياط.

(٢) الشمس اللامعة في كراهة الجماعة الثانية.

یہ جملہ رسائل اور کتابیات سترچہ محفوظ محفوظ ہیں بھارت کی معنویت اور دینی فقیہی مباحث میں دین کی اہمیت اور نشان راہ  
 ہونے کی وجہ سے دین کی تفصیلات کی کتب، احادیث اور قرآن میں بھی کتب ہیں۔ ان سے تائیدات اور نچر ان کے جوابات وغیرہ پر  
 بھی دیکھیں۔ کتابیں و جوائیں میں بھارتیہ طرز کتب اس تفصیل سے متعلق نہیں ہیں، البتہ تعالیٰ توارکر منظور ہوا تو کسی اور وقت  
 منظر ہوگی۔

اسی لحاظ سے کہ اس وقت بھی بعض ممالک میں مخصوص جماعتوں کے حقوق میں کمی ہے، مثلاً قومی میاں، قومی احتیاطی اقدار، تحقیق و ترقی، تعلیم و صحت، انسانی و دیگر حقوق، ممالک میں باقاعدہ تاریخات نہیں۔ جہاں ان موضوعات پر سادہ قومی تاریخیں ہیں، ممالک میں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں، ان کے الفاظ و عام معنی خیال سے جیسے جدید و نو افکار کی صورت میں مستقل افکار سے نکلے ہوئے ہیں، ان ممالک میں باقاعدہ و نو افکار و تصانیف میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

چند سالوں کے بعد ان کے پاس سے ایک شخص ملا جو کہ ایک صاحبزادی کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک صاحبزادی سے شادی کر لی ہے جس کا نام ہے "سیدہ"۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک صاحبزادی سے شادی کر لی ہے جس کا نام ہے "سیدہ"۔



سے کسی ایک فن میں لگا کر روزگار کرتے، لکھتے ہیں کہ وہ چیزوں میں نمایاں رہے۔ یہاں سے اصل میں یہ ہے جو ان میں سے ہر ایک منزل کے رفوہ اور ہر ایک درجے کے نقوش اور حدیث و فقہ و اصول و لغت و ہر ایک فن کی باطنی و ظاہری بصیرت و فکر سے سرفراز اور ہر ایک کی فکر و شغف میں اپنے مہر کے لئے نشان راہ اور مینار کا نور ہے۔

یوں تو حضرت مولانا کے شاگردوں اور مستفیدین کی ایک بڑی تعداد ہے مگر یہاں صرف ان حضرات کے نام ذکر کرتے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت مولانا کی خدمت میں قیام کر کے ایک مدت تک فقہ و فرائض کی تعلیم حاصل کی، فقہی و فرائضی کے اصول جانے، اس کی عملی مشق کی، اور بعد میں خود اپنے ثابت ہونے کے بعد اب ان کے نام اور ان کے کام عظیم الشان خدمات کے علاوہ اور فقہ و فرائض کی دنیا میں ان کا ایسا بلند مرتبہ ہے کہ ان میں سے بعض کے فقہی اور فقہی ہدایات و سبق کو نظر انداز کر کے صحیح سمت میں آگے بڑھنا سفر کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ ان میں کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔

(۱) مولانا حافظ احمد اعظمی حضرت مولانا محمد قاسم بن نونوی

(۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی قلی قلی قلی

(۳) حضرت علامہ انور شاہ کشمیری

(۴) حضرت مولانا صاحب الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی

(۵) حضرت مولانا فیض احمد انیسوی، ممبیا، جہدنی

(۶) مولانا صدیق احمد کاندھلوی

(۷) مولانا عبد الغفار صاحب اعظمی

(۸) مولانا مفتی عبد الکریم بن جانی

(۹) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی، دیوبندی

(۱۰) حضرت مولانا محمد عثمانی صاحب کاندھلوی

اسی فہرست میں مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کاندھلوی شامل کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ مفتی صاحب حضرت مولانا گنگوہی کے براہ راست شاگرد نہیں تھے، لیکن دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تعلیم میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور استفادہ کرتے تھے۔

ان حضرات میں سے ہر ایک کی فقہی خدمات اور ان کے عہد میں ہندو ملت اسلامیہ پر ان کے اثرات اور بعد کے اثرات فتویٰ کا ان سے استفادہ ان کے طریقہ کار اور روایت کی پاسداری کی تفصیلات، ایک ضخیم کتاب یا متعدد حصہ مفصل جامع مقالات کی طالب ہیں اور یہ صفحات اس کا کھل نہیں ہیں۔

یہاں اس دلچسپ حقیقت کا بھی کچھ تذکرہ ہو جانا چاہئے، کہ فاضل بریلوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ہم نوا، جن اصحاب کی فقہی میں مہارت اور کمال کے محرف ہیں، وہ یا تو براہ راست حضرت مولانا مکتوبی کے شاگرد ہیں، یا حضرت مولانا کے شاگردوں سے مستفید ہیں جس میں مولانا سید دیدار علی الوری سرفہرست تھے۔

حضرت مولانا احادیث کے متون پر نہایت گہری نگاہ، غیر معمولی وسعت نظر، رسائی ذہن اور وقت نظر سے کئی فقہی اختلافی بحثوں اور الجھے ہوئے معاملات و مسائل کو اس طرح حل کیا اور ان کے بعض اہم گوشوں کا حسن استدلال اور معنویت سے لبریز، ایسا خوبصورت اور عمدہ تجزیہ فرمایا، کہ اہل علم و نظر حیران رہ گئے۔ حضرت مولانا کے ایسے فتاویٰ میں عدت استدلال کے علاوہ اس وجہ پر بحثی گہرائی جامعیت ہے کہ اس دور کے علماء نے ان فتاویٰ کو، کمال فن، فہم، حدیث اور فقہ کا ایک گراں بہا خزانہ قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا کے معاصر جلیل القدر علماء نے ان سے پورا فائدہ اٹھایا اور اس طریقہ اخذ و استنباط کو اپنے لئے نمونہ اور شان راہ قرار دیا، بلکہ ان حضرات نے بھی، جو فقہی اختلافی مسائل میں دوسری رائے رکھتے تھے، اس حسن استدلال کی تحسین کی۔

حضرت مولانا سے عام مسائل اور روزانہ کے معمول کی چیزوں اور ضروریات کی نسبت، جب دریافت کیا جاتا تو مختصر جواب تحریر فرمانے کا معمول تھا، جو مسئلہ کی حد تک کامل طہینان بخش، مجتہد الفاظ پر مشتمل، عموماً حدیث شریف کے متون اور فقہی کتابوں کے حوالوں اور جزئیات سے خالی، مگر ایسا پُر مغز جامع اور پُر اثر مضمون ہوتا تھا، کہ اس سے اس مسئلہ کے عام جانے والے دریافت کرنے والے کا، پورا طہینان اور تشفی ہو جاتی ہے اور فقہ و فتویٰ میں بصیرت اور فقہی متون پر نظر رکھنے والے ابھی، اس کی گہرائی اور معنویت کو محسوس کئے بغیر نہیں رہتے تھے، کہ حضرت مولانا نے علم سے ہم چند الفاظ میں مسئلہ کے تمام ضروری گوشوں کا احاطہ کر لیا ہے، بلکہ اصول دین و شریعت اور فقہ میں فقہاء، ارشادات و اقوال کی جملہ ترمیمانی بھی فرمادی ہے۔

مگر ہر ایک مسئلہ اور ہر طبقہ کے فتویٰ کے جوابات، ایسے دیباچہ مند و دل پرانی مشتمل اور مجتہد نہیں ہوتے تھے، بلکہ وہ سوالات جو جو حید و عقائد، بدعات و رسوم، یا کسی اہم فقہی مسئلہ پر ہوں، جس میں اہل فتاویٰ کا اختلاف ہو، یا کسی دوسرے مسلک کے علماء کی تصریحات و کتبیات کی وضاحت کی ضرورت ہو، یا بدعات خصوصاً وہ بدعتیں، جو اس دور میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی وجہ سے عام پورشی تھیں، ان کی پردہ کشی کی ضرورت ہوتی، تو یہ بیچارہ و اختصار کا معمول باقی نہیں رہتا تھا، ان پر مفصل گفتگو ہوتی، جس میں آیات شریفہ احادیث و آثار، ائمہ فقہاء کے اقوال اور فقہائے حنفیہ میں و متاخرین کی روایات نقل فرماتے ان کا وجہ واضح کرتے اور تمام پہلوؤں کو اس طرح متجسّم اور روشن فرمادیتے تھے، کہ منصف مزاج حقیقت سے خطاب و تبیین باقی نہیں رہتی تھی۔

ایسے مباحث میں حضرت مولانا، صرف معروف و مأخذ و استدلال کا ذکر نہیں فرماتے، بلکہ کسی مرتبہ اس نظر سے کہ ثبوت میں ایسے دلائل پیش فرماتے ہیں اور احادیث شریفہ کے الفاظ کی توضیح کے ساتھ، اس سے اس طرح استدلال کرتے ہیں، جو اگرچہ بالکل نیا ہوتا ہے، اس سے پہلے شاید ہی کسی محدث فقیہ یا عالم نے، اس سے اس مقصد کے لئے اس طرح استدلال کیا ہو، مگر جب حضرت مولانا کے طریقہ تفہیم اور طریقہ استدلال پر نگاہ جاتی ہے تو یہ تسلیم کئے بغیر چاروی نہیں رہتا، کہ اس کا اقتضا یہی مفہوم ہے، جو حضرت مولانا نے اخذ کیا ہے، جس پر آج تک کسی کی نظر نہیں گئی تھی۔

حضرت مولانا، بلاشبہ فقہ حنفی کے ایک بڑے نمائندہ اور ترجمان تھے، لیکن اپنے عہد کے ایک حنفی فقیہانہ سے نہایت مختلف، بڑے غواص، نہایت دیدہ وور، فقہ حنفی کے مأخذ و جزئیات کے نہ صرف جاننے والے، بلکہ ان کے حافظہ، لیکن نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ۔ جس معروف فقہی روایات و اصول میں، استدلال و انطباق کی کمی رہ جاتی ہے، اس کی تصحیح بھی کرتے ہیں اور حسب ضرورت تنقیح و تجزیہ بھی۔ حدیث شریف سے فن کی مطابقت اور اصول فقہ وحدیث کے تمام تعلقات سے گذار کر، چھان کر، کسی بڑے اہم مسئلہ کی تشریح فرماتے ہیں، تو اس کی سطر سطر بلکہ حرف حرف پڑھنے اور غور کرنے کا ہوتا ہے، اس کی مدد سے اس مسئلہ کے حل کے علاوہ اور بھی کئی مباحث و مسائل کو گہرائی تک جاننے اور ان کے حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے، نیز اس طریقہ کار سے رہنمائی حاصل کر کے اور مسائل کی تفہیم بھی آسان ہو جاتی ہے۔

بہر حال حضرت مولانا گنگوہی نے تقریباً چالیس پینتالیس سال تک، تخریر قادی میں مشغول بسر کئے۔ حضرت مولانا غالباً ۱۲۶۵ھ یا ۱۸۴۹ء میں چار سال دہلی میں گزار کر، جب مولانا کی عمر اکیس سال تھی (ولادت ذی قعدہ ۱۲۳۳ھ۔ ۱۸۱۶ء) تعلیم مکمل ہونے پر وطن واپس آ گئے تھے، (۱) اس وقت سے مختصر ملازمتوں کے دو موقعوں کے علاوہ، حضرت مولانا کی زندگی کا بڑا حصہ، اپنے وطن گنگوہا ضلع سہارنپور، یوپی میں ہی گزارا، اور اگرچہ اس کی کوئی واضح شہادت یا اطلاع موجود نہیں، لیکن قرآن و آثار کہہ رہے ہیں کہ حضرت مولانا نے اسی وقت سے خود کو، دینی علمی خدمات کے لئے گویا وقف کر دیا تھا، جس میں اور مصروفیات کے علاوہ عوام کی دینی مسائل میں رہنمائی اور مسائل و فتاویٰ کی تحریر کا عمل بھی جاری تھا، لیکن اس دور کے لکھے ہوئے فتوؤں کی نقل یا تفصیل دریافت نہیں، صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ پر جلد ہی

(۱) تاریخ ولادت کے لئے ملاحظہ ہو: تذکرۃ الرشید مولانا عاشق انبی صریح ص ۱۳۰۔ جلد اول، سہارنپور، ۱۹۷۹ء اور تذکرۃ الرشید میں یہ صراحت بھی ہے کہ:

”اس وقت جب آپ کی عمر شریف تھی اکیس سال کی تھی، آپ کا زمانہ طالب علمی ختم ہو گیا اور آپ نے اپنے وطن مالویہ کی جانب

مراجعت فرمائی“ ص ۳۵

”دہلی میں یہ زمانہ طالب علمی جتنا بھی آپ کو قیام کا پڑا، اس کی مدت کو دیکھئے کہ بمشکل چار سال ہوتی ہے“ صفحہ ۳۱

اس نظر کو ملحوظ رکھنا تھا، عوام کے سوالات کے علاوہ بھی، اس وقت کی تحریروں اور فتویٰ پر، حضرت مولانا کی تصدیق و تائید کا درجہ ہونا استقامت کی علامت سمجھی جاتی تھی اور یہ صرف مولانا کے وطن اور اس کے اطراف کی بات نہیں تھی، بلکہ سب سے دور دراز علاقوں خصوصاً پنجاب میں، تالیف اور شائع، متعدد مختصر تاریخات یا فقہی مسائل و موضوعات کے جوابات و رسائل پر، حضرت مولانا کی تائید و تصدیق اور مہر ثبت ہے، وہی کے مطبوعہ چند رسائل و فتویٰ پر بھی، حضرت مولانا کی تصدیق درج ہے۔ ایسے جو رسائل و فتویٰ اس وقت تک میری نظر سے گزرے ہیں، ان میں سب سے قدیم رسالہ جس پر، حضرت مولانا کی بحیثیت فقیہ و مفتی کے تصدیق مہر شامل ہے ۱۲۵۵ھ | ۱۸۵۹ء | کا ہے، جو اس بات کی علامت ہے، کہ حضرت مولانا کا اس وقت تک، فقہی دنیا میں اعتبار و اعتماد قائم ہو چکا تھا، (۱) اور اطراف و افواج کے علاوہ، دور دراز علاقوں میں بھی، حضرت مولانا کا نام ایک جگہ، صاحب اعتماد و مفتی کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا، مسائل و فتویٰ پر مولانا کی مہر و تائید پڑھ کر، اس پر اعتماد ہو جاتا تھا۔ حضرت مولانا کی وقت نظر اور فقہ و فتویٰ میں بلند پروازی کے ساتھ ساتھ، حضرت مولانا سے رجوع اور اعتماد میں متواتر اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ حضرت مولانا کی حیثیت، بنگال سے صوبہ بہار اور بلوچستان تک، ایک بڑے مہتمم اور دیدہ و دور اور جلیل مفتی کی ہوتی تھی اور حضرت مولانا فقہ و فتویٰ پر بھی، راجا و عرصہ اور جمیع اہل نظر تسلیم کر لئے گئے تھے۔

اگرچہ حضرت مولانا کے فتوے، ملک کے دور، خطوں تک معروف و معتمد شمار ہوتے تھے اور کتب و رسائل کے علاوہ شہدات کی صورت میں چسپ کر بھی، بہت دور دور تک پہنچتے اور قوموں کے لئے اصلاح و عمل کا ذریعہ بنتے تھے، مگر اس دور میں حضرت مولانا کے فتویٰ کی نقل و نقل اور ان کے تبع کرنے کا وہی انتہا نہ ہوا، اور راقم بطور واس کا سراغ نہیں ملا۔ حضرت مولانا کے فتویٰ کے نقل کرنے اور ایک ہاؤز پر کرنے کا حال اس وقت شروع ہوا، جب حضرت مولانا نے دوسرے سفر حج سے واپسی کے بعد | غالباً نومبر ۱۲۶۲ھ | جون ۱۸۶۵ء | میں، حدیث تالیف و تصانیف میں، خصوصاً صحاح ستہ کے درس کا ارادہ کیا، جس سے یہ خبر عام ہوئی اور دراز کے علاقوں سے جدید فاضل، مہاجر و زمین و نہایت ذی استعداد فارغین اور طلبہ، حضرت مولانا کے درس حدیث میں شرکت کے لئے گنگوڑا آئے۔ ان طلبہ کے ذریعہ سے حضرت مولانا کے علم و عرفان کا فیضان، ایک بڑے درجہ کی صورت میں جاری ہوا اور اس کے بہار و اثرات و ثمرات کی خوشبو، برصغیر ہند کی سرحدوں سے گذر کر اور تک پہنچی، ملکوں ملکوں سے طلبہ درس حدیث اپنے گنگوڑا آئے، جو اپنے اپنے انتظام اور سہولت کے مطابق، گنگوہ میں قیام کرتے، حضرت کے درس حدیث میں حاضر ہوتے اور اپنے وطن و ممال سے جوابات سے ملا مال کرتے تھے۔

(۱) جن کی بعض کتابیں تھیں، ان سے اس سے بھی پہلی ہیں، مثلاً مولانا محمد صاحب قادیان کی کتاب الاہل و العیال کا ذکر حضرت مولانا گیسوئی کی تقریر ہے، جو ۱۲۵۳ھ | ۱۸۵۳ء | کی مکتوبہ مطبوعہ ہے۔

ان طلبہ کو، جب حضرت کے حدیثی افادات و ارشادات کی، خاص معنویت، گہرائی و گیرائی کا اندازہ ہوا تو ان افادات و مطالب کو محفوظ قلم بند کرنے کے، سلسلہ کا بھی آغاز ہوا، اسی وقت حضرت کے فتاویٰ کی نقلیں رکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ کا سب سے پہلا مجموعہ، جس نے مرتب کیا اس کا تذکرہ آسان نہیں ہے لیکن راقم بطور کوجہن چند مجموعوں کا علم ہے۔ ان میں سب سے پہلا مجموعہ افادات وہ ہے، جو مولانا شرف الحق دہلوی نے ۱۳۰۳ھ [۸۶۱-۱۸۸۵ء] میں مرتب و قلم بند کیا تھا۔ اس وقت سے حضرت مولانا کی وفات، بلکہ بعد تک، حضرت مولانا کے فتاویٰ کی جمع و ترتیب ہوتی رہی، کل اس قدر مجموعے مرتب ہوئے، ان کی صحیح تعداد بھی معلوم نہیں، لیکن اس ذخیرہ میں سے، بارہ چودہ، چھوٹے بڑے مجموعوں کا، مجھے تعارف یا سراغ ملا ہے۔ تفصیلات درج ذیل ہیں:

**نسخہ دہلی:** مولانا شرف الحق صاحب، دہلی کی پنجابی برادری سے تعلق رکھتے تھے، دہلی کے اساتذہ سے ابتدائی تعلیم کے بعد، مدرسہ دیوبند دارالعلوم اہلکے اساتذہ و علماء، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب وغیرہ سے اعلیٰ درسیات کی تعلیم مکمل کی، حدیث شریف کے درس و انتظام کے لئے، حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے، غالباً دو سال تک گنگوہی میں قیام کیا، جس میں سے خاصا وقت، حضرت مولانا کے ولایت کردہ پرنسزرا، اس دوران حضرت مولانا سے حدیث کی اعلیٰ کتابیں، خصوصاً وہ حدیث شریف، بہت عمدہ طریقہ پر پڑھا اور مکمل کیا۔

مولانا شرف الحق صاحب نے اس قیام کے دوران یہ فیصلہ کیا تھا، کہ وہ حضرت مولانا کی درس کی تقریریں محفوظ و قلمبند کریں گے، اس کے علاوہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کی نقلیں رکھنے کا بھی اہتمام کیا، حضرت مولانا کے ارشادات و ملفوظات بھی لکھتے رہے، اس طرح مولانا شرف الحق نے ایک بڑا ذخیرہ یک جا کر لیا تھا، جو فل سیکپ (A/4) ناپ کے ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل تھا، جس میں حضرت کے تقریباً پانچ سو فتاویٰ بھی درج تھے۔ مولانا شرف الحق کے فرزند امجد صابری صاحب نے لکھا ہے کہ:

”اس قلمی کتاب میں، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ جمیعہ کے ۱۳۸ چار سو ستاسی ا فتوے نقل کئے ہیں“ (۱)

یہ مجموعہ افادات و تقریریں ۱۳۰۳ھ [۸۶۱-۱۸۸۵ء] میں قلم بند ہوا۔ مولانا شرف الحق نے اسی مجموعہ میں، حضرت مولانا کا رسالہ کرامت جماعت ثانیہ القسوف الدانیہ بھی نقل کیا ہے، اس کے آخر میں تاریخ تحریر اور کشودہ میں اسی قیام کا، واضح تذکرہ کیا ہے۔ تحریر ہے:

(۱) داستان شرف مولانا شرف الحق دہلوی مدظلہ العالی ص ۲۰۰



”اضعف العباد، شرف الحق، خادم الدین دہلوی، بہ شب سہ شنبہ بمابہ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ، بہ مکان مولوی ابوالنصر اور مولانا رشید احمد۔“ (۱)

یہ مجموعہ جس میں حضرت مولانا کے بہت اہم اور خاص فتوے درج ہوئے ہیں، امداد صابری صاحب مرحوم کی وفات ۱۳۰۹ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء تک محفوظ تھا، اس کے بعد، اس قیمتی نسخہ پر کیا گزری، کہاں گیا، کچھ معلوم نہیں۔ بظاہر علوم معارف کا یہ عجیب ضائع ہو چکا ہے، ان کے ورثا سے بار بار رابطوں کے باوجود اس کا سراغ نہیں ملا، کیا کہا جائے، ہمارا للہ وانا الیہ راجعون۔

میری دق دعا اور تمنا ہے اور قارئین کرام بھی اس میں شامل ہوں اور اس پر آمین کہیں، کہ یہ گوہر گرانمایہ ضائع نہ ہوا ہو، ہمیں محفوظ ہو اور شائع ہو، اہل علم و ذوق کی تسکین کی خاطر اور رہنمائی کا سامان بن جائے۔

۲۔ **مجموعہ مرتبہ مولانا عبدالغفور چندیانوی، مکتوبہ ۱۳۱۱ھ:** حضرت مولانا گنگوئی کے مہتمم شاگردوں میں سے ایک عالم، مولانا عبدالغفور صاحب چندیانوی بھی تھے۔ چندیانہ، موجودہ ضلع بلند شہر مغربی یوپی کا ایک قصبہ ہے، یہاں کئی اہل علم پیدا ہوئے، ان میں سے مولانا چندیانوی بھی تھے، مولانا عبدالغفور صاحب نے بھی، حضرت مولانا گنگوئی کے فتاویٰ کا ایک نسخہ بخیر مجموعہ مرتب کیا تھا۔

یہ مجموعہ چھوٹی پیمائش کے ایک کم سو (تین سو) صفحات پر مشتمل ہے، فی صفحہ گیارہ سطریں ہیں، سادہ رواں نستعلیق قلم ہے، جو بہت عمدہ اور پختہ نہیں ہے۔ اس میں حضرت مولانا گنگوئی کے تینتیس فتوے نقل ہوئے ہیں، آخر میں ایک مفصل فتویٰ میانہ کے موضوع پر فارسی میں ہے، یہی اس مجموعہ کا سب سے مفصل فتویٰ ہے، جو نو صفحات پر مشتمل ہے، اس ۹۱ سے ۱۰۰ آگراں فتوے کے آخر میں حضرت مولانا گنگوئی کے نام کی نہ اخت نہیں، اسی فتوے کے اختتام پر یہ مجموعہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔ آخر میں کتاب نسخہ پانچ ماہ اور تاریخ کتابت تحریر کی ہے۔ الفاظ طراحت ہوئے:

”تمام شد، رقم اخرواف، انور وف، واشہور، سراپا قصور راجی رحمت ربہ الغفور، بندہ عبدالغفور چندیانوی۔

روز سہ شنبہ مورخہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ مطابق ۲ جنوری ۱۸۹۳ء۔

نسخہ چندیانوی، پاکستان میں، انجمن ترقی اردو، کراچی کے ذخیرہ خاص میں محفوظ تھا، اور اب یہ تمام کلکشن انجمن کی لائبریری سے نیشنل میوزیم، کراچی میں منتقل ہو گیا ہے۔ انجمن ترقی اردو، کراچی کی فہرست مخطوطات میں، اگرچہ اس نسخہ کا تعارف برآیا گیا ہے، مگر کتاب کا نام بہ صنف، اس کتابت سب لحاظ رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

(۱) پاکستان شرف، مولانا شرف الحق، تالیف امداد صابری صاحب، ص ۳۰۰، دہلی

رسالہ فقہ

صفحات ۹۹ - مطبوعہ تصنیف ۱۳۶۲ھ

سہ ماہیت ۱۳۶۲ھ

حریر قلم ہے:

"ترجمہ ترقی و تہذیب اسلامی کی جانب سے جس ادارہ کو مسیحا کی تعریف کا اعتراف کیا گیا ہے۔"  
(۱)

خطوطِ حقیقت اور دلائل ہے۔ مطبوعہ فہرست کے آخر میں ترجمہ مصنف کی نقل کیا ہے مگر اس میں بھی سہ ماہیت اور تہذیب کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔  
یہ کتاب جس کا یہاں ترجمہ کیا گیا ہے، درحقیقت مجموعہ فتاویٰ حضرت مولانا گنگوہی ہے جس میں سے صرف ایک فتویٰ اس کی صراحت گزاری مولانا محمد یعقوب ترقی کا شامل ہے۔ اس کے آخر میں صاف لکھا ہے۔  
"کتبہ اشرافی رحمت رب محمد یعقوب الانا ترقی"

بہر حال یہ مجموعہ مولانا عبد الغفور چند پانی کے قلم سے ہے ترجمہ کتاب فہرست خطوط انجمن میں بھی نقل کیا گیا ہے مگر اس میں بھی سہ ماہیت اور تہذیب کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔  
اس لیے سے جو تصدیق نہیں ہو سکتی، یہاں ۱۳۶۲ھ میں مولانا گنگوہی کا نقل و ترجمہ دہرایا گیا ہے جس میں قلم و تہذیب کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔  
نہایت ہے اصل ترجمہ کے ترجمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ ۱۳۶۲ھ کا مرتبہ ہے۔

دراصل مولانا گنگوہی کا تعلق ترقی انجمن ترقی اردو کے معتمد خصوصی (صدر) نہیں ایمانی شہادت و باطن۔  
شمارہ جناب ایس ایچ عارفی صاحب کی حمایت سے ملتا ہے اس کے بعد وہ ایک فریضہ کی طرح چھپا ہوا ہے۔  
نقل کرنے سے انکار کر دیا ہو گا کہ "تہذیب انجمن کا ترجمہ میں پتہ چھپا ہوا ہے" کا اس میں پوری کفایت ہے۔  
ترقی اردو اور تہذیب میں یہ کتنا بڑا کام ہے۔

۳- مجموعہ مولانا نظیر حسین، فرخ آباد۔ مکتوبہ قابل ۱۳۶۱ھ فرخ آباد، یوپی کے ایک عالم مولانا  
نظیر حسین صاحب کا حضرت مولانا گنگوہی سے خاص رابطہ تھا۔ فقہی مسائل میں مسابقت کے لیے حضرت مولانا

۱- انجمن ترقی اردو، عربی مدرسہ، مولانا گنگوہی، ۱۳۶۲ھ، فرخ آباد، یوپی

سے نہ اسات کرتے رہتے تھے۔ حضرت مولانا اپنے معمول کے مطابق ان کے جوابات لکھتے تھے، مولانا ظفر حسین صاحب کے بارے میں جانتے ہیں، ان کا منہ بول اور اسات کے جوابات، ایک مجموعہ میں یک جا نقل کرائے تھے، مگر اس کا فوٹو نہ لیا گیا، اسباب سے وہ محض نہیں ہے۔ خیال یہ ہے کہ مولانا ظفر حسین صاحب نے کسی کاتب یا نقل سے حضرت مولانا مفتی کے یہ قوافی اور مقامات کے علاوہ اور بھی چند کتابیں یا رسائل ایک مجموعہ کے طور پر نقل کرائے ہوں گے، لیکن اس مجموعہ قوافی کے ساتھ اور رسائل شامل نہیں، بلکہ اس کو اس مجموعہ سے علیحدہ کر لیا گیا اور صرف قوافی کا یہ محض حصہ ہے، انھیں میں نے۔

یہ نظم مجموعہ درمیان پوائے کے تیس ورق یا پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، انتہی حق پر ہے، مولانا مفتی صاحب نے اس میں بعض صفحات پر مولانا مفتی کے ہاتھ لکھے ہیں، اور ان کے کون پر ورق نمبر درج سے صفحات اس کا نشان بھی واضح ہے، یعنی اصل مجموعہ میں سے اس مقامات قوافی پر ہیں صفحات اس میں موجود نہیں ہیں، مگر اس کے بعد کے اکثر صفحات کی ترتیب نوہا شیت صاف نہ ہونے کی وجہ سے واضح نہیں رہی، شبہ ہوتا ہے کہ وہ میان سے بھی بعض صفحات اور مسائل کے جوابات کاتب میں لکھ دیا، اور ان کے بعض پر نہیں لکھے، لیکن اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ظفر حسین کا حضرت مولانا مفتی سے یہ وقت کے تمام مقامات کے جوابات شامل نہیں لکھے گئے، اس کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات اصحاب انہیں کے اس وقت میں شامل ہونے کے مضمحل پر ایک سال کا جواب ہو، حضرت کے ایک اور قلمی مجموعہ قوافی کا مجموعہ ۲۵ ورق ہے۔ یہ مجموعہ قوافی میں درج ہے، وہاں ان کے مولانا مفتی ہیں۔

اس مجموعہ میں شامل حضرت مولانا مفتی کے ایک خط کے آخر میں ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء تاریخ تحریر کے دوران مجموعہ کے بارے میں لکھا ہے، لیکن اس مجموعہ کا آخری خط بھی ہے، اور اس خط کے آغاز پر مکتوب کا مطلع ہے، اس کا اندازہ واضح ہے، یعنی اس مجموعہ میں شامل حضرت مولانا مفتی کے بعد مکتوبات قوافی ۱۳۱۸ھ تک کی یادگار ہیں۔

مولانا ظفر حسین نے ان مقامات قوافی کو کتابی صورت میں لکھے اور اس وقت مرتب و یکجا کر لیا، از پر نظر فوٹو شیت سے یاد رہے کہ اس قوافی قوافی کے پہلے صفحہ پر مولانا ظفر حسین صاحب فریدی کے کسی کاتب کے قلم سے یہ الفاظ تحریر ہیں



ایک اور موقع پر سوال کرنے والے نے وضاحت کی تھی کہ "آج بروز جمعہ ۱۸ فروری ۱۸۸۸ء اور ۱۲۰ قلمی ایسے تاریخ ۸ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ کے مطابق ہے اس ترتیب کا اگر خیال لیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس کے بعد کے فتوے بھی اسی دور کی یادگار ہوں گے۔"

یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس مجموعہ کا مرتب یا کاتب حضرت مولانا کی خدمت کا حاضر باش شاگرد یا خصوصی تعلق رکھنے والا فاضل ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے "آقریر مولانا غلام احمد علی" یہ تقریر مقلد کے موضوع پر اردو مجموعہ وغیرہ کے نکات پر مشتمل ہے، جن کا عام لوگوں نے لئے سمجھ لینا بھی آسان نہیں۔ اس کو صحیح محفوظ اور قلم بند کر لین تو خاص سادائیت اور فہم کے بغیر متوقع ہی نہیں۔

حضرت مولانا نے خود نوشت فتاویٰ کے بعد راقم طبع کے مرتبہ زیر نظر مجموعہ باقیات کا یہی سب سے بڑا اور مرتبہ سارا خط ہے۔

۵۔ نذر ام پور، مکتوبہ بعد از وفات حضرت مولانا: حضرت مولانا نے فیہ طلبہ فتاویٰ کے چند نسخوں میں سے ایک مختلف سا مجموعہ دیا ہے جو درجہ فرقا یہ رام پور سے ملے، خیمہ میں موجود ہے۔ یہ مجموعہ کل سیپ {۸۷۴} پاجاں سے نصف آیتس (۲۹) صفحات پر مشتمل ہے، فی صحیفہ پندرہ خطراتی ہیں، خطاطی حسنہ والے دو صاحبان ہیں، یہ بعدہ قلم صاف محسوس ہوتے ہیں۔ اس مجموعہ کے سرورق پر لکھا ہے

"فتاویٰ رضویہ از مولانا رشید احمد صاحب"

مگر اس میں حضرت مولانا کے علاوہ چند اور صاحبان کے فتاویٰ بھی شامل ہیں بعض فتوے ایسے ہیں جن کی مولانا نے صرف تحسین فرمائی ہے تاہم چند فتوے ایسے بھی ہیں جو اور مجموعوں میں موجود نہیں، اس لئے اس نسخہ کی ایک جڑوی اہمیت ہے، اگرچہ اس پر کتاب کا نام اور نہ کتابت کی نہایت نہیں مگر ایک جڑی کتاب ہے۔

"خط سادہ روان حضرت قدس سرہ و تہارت اس اثر تاجا" (ص ۱۶)

جو اس کی شہادت ہے کہ یہ حضرت مولانا کی وفات کے بعد جمع اور نقل کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ درجہ فرقا یہ رام پور یونیورسٹی کے خیمہ میں موجود ہے، اس خیمہ کے فہرست نگار کی اطلاع ہے۔ یہ خط حضرت نانوتوی سے ایک بہت ممتاز شاگرد مولانا عبدالحسن امروہوی کے قلم سے ہے، مولانا نے یہ اطلاع بھیجے تو بلاشبہ اس مجموعہ کا حضرت آغوانی کے "مقد ترین فتاویٰ میں شمار کیا جائے گا۔ مگر اس نسخہ کے فوائد انہی پر ایسی کوئی علامت نہ مل سکتی تھی، جو اس اطلاع کی تصدیق برقی ہو۔

۶۔ خط سادہ روان حضرت قدس سرہ و تہارت اس اثر تاجا (ص ۱۶) خط سادہ روان حضرت قدس سرہ و تہارت اس اثر تاجا (ص ۱۶) خط سادہ روان حضرت قدس سرہ و تہارت اس اثر تاجا (ص ۱۶)









تصدیق میں شائع کئے گئے۔ اس وقت اس طرح کی تالیفات اور رسائل کی ایک تحریر و اشاعت کا عام ذوق تھا، جس میں حضرت مولانا اور سلسلہ ولی الہی کے متوسلین پیش پیش رہتے تھے، اور ان پر حضرت کی تصدیق یا فتوے کی شمولیت، یقیناً اس کتاب کے علمی وزن میں اضافہ کا اور قبول عام کا ذریعہ بنتی تھی، بہر حال حضرت مولانا کے یہ فتاویٰ، ان کتابوں کے اوراق میں پوشیدہ اور یکسر ہوئے ہیں، میرا خیال ہے کہ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہوگی، مجھے محدود مطالعہ اور محدود ترین وسائل کے باوجود، ایسے پچیس سے زیادہ فتاویٰ ملے، جو اس مجموعہ میں حسب موقع شامل ہیں، ان کا تعارف بھی ساتھ ہی درج ہے، کوئی اللہ کا بندہ تلاش کرے، تو حضرت مولانا لنگوئی کے اور پچاسوں فتوے ملیں گے۔

حضرت مولانا لنگوئی صرف مسائل کے جاننے بتانے کی حد تک مفتی اور فقیہ نہیں تھے، بلکہ حضرت مولانا کی وضاحت پر، شائع کئے ہوئے اشتہارات ایک بہت بڑے دینی مصلح بھی تھے، پورے ملک میں

مسلمانوں میں عقیدہ کا جو بگاڑ، رسوم و بدعات کے اہتمام کی وجہ سے جو خرابیاں اور معاملات کے شرعی احکام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جو غلط طریقے رواج پا رہے تھے، حضرت مولانا، ان پر بہت دور تک، بڑی گہری اور مصرانہ نگاہ رکھتے تھے۔ جب پورے ملک میں عموماً اور کسی خاص خطہ میں خصوصاً عقیدہ کے کسی پہلو سے کمزوری سامنے آتی، کسی نئی بدعت اور طریقہ کار رواج برکت، یا عام مسلمانوں میں کسی بھی، فقہی شرعی پہلو کی جانب سے بے خبری یا بے توجہی کا مشاہدہ اور علم ہوتا اور اس سلسلہ میں کثرت سے سوالات اور استفتاءات آتے، تو ان سوالات کے مجموعی مندرجات سے ایک سوال مرتب کر کے، یا کسی جامع ترین سوال کو سامنے رکھ کر، اس کا مفصل جامع جواب تحریر فرماتے اور اس جواب کو، اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرما کر، اشتہار کی صورت میں شائع کرا دیتے تھے اور پھر وہ اشتہار سفر کرتا ہوا، بنگال سے افغانستان و ترکستان تک پھیل جاتا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اس کی یہ رہنمائی اور اطلاع، نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوتی تھی اور جو کام علاقہ میں موجود، بڑے واعظین اور اہل دین کے لئے مسئلہ بنا ہوا ہوتا تھا، وہ اس کی وجہ سے حل ہو جاتا اور اکثر لوگ حضرت کے فتاویٰ کو بلا تکلف مانتے، قبول کرتے اور اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

اس مبارک سلسلہ کا حضرت نے کب، کس موقع سے آغاز فرمایا تھا، مجھے اس کا سراغ نہیں ملا، لیکن ۱۳۰۰ھ [۱۸۸۲-۸۳ء] کا مطبوعہ اشتہار [فتویٰ] معلوم ہے، اور اس وقت سے حضرت کے وفات کے قریب تک، اس طرح کے اشتہارات مختلف موضوعات و مباحث کی مناسبت سے متواتر چھپتے رہے، ایسے کُل س قدر قوی یا اشتہارات، حضرت کی جانب سے یا حضرت کے نام سے چھپے، اس کی تحقیق بھی آسان نہیں۔ تاہم حضرت مولانا کے اس قسم کے متعدد اشتہارات کا مختلف علمائے کرام نے، اپنی تصنیفات و مؤلفات میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

(۱) "المہند علی المفند" میں حضرت مولانا غلیل احمد انیسوی مبارک دینی نے مرزا قادیانی کے سلسلہ میں حضرت مولانا گنگوہی پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"وفتویٰ شیخنا و مولانا رشید احمد الگنگوہی رحمہ اللہ فی کفر القادیانی . قد طبع و شاعت ، یوجد کثیر منها فی ایدی الناس" (۱)

اور ہمارے شیخ اور رہنما، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ قادیانی کے کافر ہونے کے متعلق شائع ہو کر عام ہو چکا ہے، اس کے نسخے کثرت سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں

اس میں جس فتویٰ کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ اشتہار کی صورت میں چھپ کر تقسیم ہوا تھا، اس کی تصدیق خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے بھی ہو رہی ہے۔ مرزا قادیانی نے انوار اسلام میں لکھا ہے:

ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار انعامی ہزار روپیہ، میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی، ایمانداری پر کھنے کے لئے، جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے، کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے، اور اس پر لعنت اور سب و شتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے، اور اس اشتہار کے وہ سب مکفر مخاطب ہیں، جو کافر اور اکفر کہنے سے باز نہیں آتے (۲)

دوسری جگہ کہتا ہے:

اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اشخاص اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا، دیکھو اور عبرت پکڑو (۳)

(۲) زمیندارہ ختم ہونے سے پہلے، کاشکاروں کے لئے، حق موروثیت کا ایک سرکاری ضابطہ تھا، جو خلاف شریعت تھا، اس سلسلہ میں حضرت مولانا کا ایک فتویٰ، اشتہار کی صورت میں چھپ کر عام ہوا تھا، یہ فتویٰ مولانا محمد خطیب دیوبندی (ناظم جمعیۃ اسلام دیوبند) کے پاس موجود تھا۔ مولانا نے اپنی تالیف رسالہ زمیندارہ بل میں، حضرت مولانا گنگوہی کا یہ مفصل فتویٰ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

(۱) المہند علی المفند ص ۸۲۔ [مکتبہ حنفیہ جامع مسجد گندواری، جہلم]

(۲) انوار اسلام ص ۲۶۱۔ طبع اول۔ نیز روحانی خزائن [مجموعہ تالیفات مرزا قادیانی] ص ۳۷ جلد نمبر ۹

(۳) نزول المسیح ص ۳۲۔ طبع اول اگست ۱۹۰۹ء نیز روحانی خزائن [مجموعہ مذاکات مرزا] ص ۹۹ جلد ۱۸۔ مرزا صاحب کی کتابوں میں حضرت مولانا کا کافی جگہ آئے ہیں اور سب مبارک اور حوالہ قائم کی نظر میں ہیں مگر یہاں ان کی ضرورت نہیں تاہم ان سے یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی، حضرت مولانا کا اور بہت سے علماء کی طرح زانا ساخت ترین مخالف، بدترین دشمن اور تہمتیں اور گتھت تھا۔

”یہ فتویٰ حضرت گنگوہی کے زمانہ میں بصورت اشتہار شائع ہوا تھا، یہ مطبوعہ اشتہار دفتر جمعیت اسلام میں

محفوظ ہے“ (۱)

**اشتہار کی صورت میں شائع ہوا فتاویٰ جو میرے پاس موجود ہیں** خود رقم سطوراً نور الحسن راشد کا نام گنگوہی

کے ذخیرہ میں بھی، حضرت کے اس طرح کے دو اشتہار یا فتوے موجود ہیں، ان کا کسی قدر مفصل تعارف حاضر ہے، جس سے حضرت مولانا گنگوہی کے اس طریقہ کی افادیت اور تفصیل سامنے آئے گی۔

**(الف)** پہلا فتویٰ یا اشتہار نکاح بیوگان کے سلسلہ میں ہے۔ اس دور میں اس موضوع اور خدمت پر علماء کرام اور مصنفین کی خاص نظر رہتی تھی اور وہ نکاح بیوگان کے احیاء کے لئے متواتر کوششیں فرماتے رہتے تھے، مجملہ ان کے حضرت مولانا گنگوہی بھی تھے۔ حضرت مولانا کے اس موضوع پر کئی فتوے صادر ہوئے اور حضرت مولانا نے عملی طور پر بھی، اس کے لئے جدوجہد فرمائی، اسی کی ایک خاص تحریک اور جدوجہد کے موقع پر شائع، ذریعہ تعارف فتویٰ بھی ہے۔

یہ فتویٰ ”اعلان ضروری“ کے عنوان سے شائع کیا گیا تھا، جو چون ۵۴ سنٹی میٹر لمبا، چھتیس سنٹی میٹر چوڑا اور تقریباً پچاس سطروں کے، مفصل مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں اول ایک تمہید ہے، اس میں بیوہ عورتوں کے نکاح کی فضیلت بیان کی گئی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کے نکاحوں کی تفصیلات، ایک نقشہ کی صورت میں واضح کی گئی ہیں، اس کے بعد نکاح بیوگان کی فضیلت اور اس کے اثرات اور منافع کا مزید تذکرہ ہے، اس کے تحت:

”فتویٰ مولانا رشید احمد گنگوہی مدظلہ العالی کے اہل سنت“

کے جی عنوان سے، حضرت مولانا گنگوہی کا مفصل فتویٰ درج ہے، جس میں نکاح بیوگان کی ضرورت اور اس کی مخالفت کرنے والوں کا شرعی حکم، وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس فتوے پر اسی علاقہ کے میسوں علماء کی مفصل و مختصر تصدیقات ثبت ہیں، آخر میں مختلف ہستیوں کے ایسے ذمہ داران کے نام لکھے ہیں جو بیشتر رانپوت برادری سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے اس فتوے کی تائید کی تھی اور نکاح بیوگان کو رواج دینے کے لئے کوشش کا ارادہ کیا تھا۔

یہ اشتہار مولوی پیر محمد صاحب سہارنپوری نے فرمائش پر مطبع چٹھائی دہلی سے ۶/ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ | ۴/ اگست ۱۸۸۹ء کو چھپا تھا۔

**(ب)** ایک اور اشتہار ہمارے ذخیرہ میں موجود ہے، یہ حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر برکی کی تالیف ”فیصد

بہفت مسئلہ“ میں میلاد کے موضوع پر ہے۔ اس میں حضرت حاجی صاحب کی رائے کی نسبت سوال کیا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۱) رسائل زمیندار اول، ص ۱۰۶، جامعہ قطیف، جامعہ اسلامیہ، ۱۹۸۷ء، ج ۱، صفحہ ۳۲۲-۳۲۳، ۱۹۸۷ء

”ہوں کہ فیصلہ ہفت مسئلہ سے اکثر لوگوں کو شبہ نہ پاتے اس لئے اسے متعلق رسالہ ہفت مسئلہ جو طبع انجمن میں طبع ہوا ہے، (۱) اور حضرت حاجی صاحب سلمہ کی طرف سے منسوب ہے اور اس میں اہل بدعت کی تائید اور اہل حق علماء دین، محققین کی مخالفت کی گئی ہے، آیا اس کا حضرت حاجی صاحب مدظلہم کی جانب منسوب ہونا درست ہے یا نہیں! احلاؤ اس کے اس پر عمل کرنا اور ترغیب دانا درست ہے یا نہیں؟“

حضرت مولانا نے اس کا مفصل جواب دیا ہے، جس میں بتایا ہے کہ، ”حضرت حاجی صاحب و رسوم اہل زمانہ کی خبر نہیں، کہ وہ ان زائد چیزوں اور بے اصل باتوں کو، کس قدر ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن آخر میں یہ صراحت بھی ہے کہ: ”حضرت سلمہ کے عقائد ہرگز بدعت کے نہیں ہیں، کہ اہل فہم و دانش خود عبارت رسالہ سے سمجھ سکتا ہے۔“ اس اشتہار پر ناشر طبع یا ناشر طبع کا اندراج نہیں، صرف آخر میں حضرت مولانا کے دستخط اور مہر ہے۔ اسی پر یہ اشتہار یافتہ قائم ہو گیا ہے۔

**دوا اشتہار اور:** حضرت مولانا کے فتاویٰ پر مشتمل ایسے دوا اشتہار جو اور مضامین و عنوانات پر مشتمل تھے، ایک جگہ سرسری نظر سے دیکھنے کا موقع ملا تھا، خیال تھا کہ بعد میں ان کا فوٹو مل جائے گا مگر وہ صاحب جن کے پاس یہ فتوے تھے، اچانک وفات پا گئے، بعد میں ان اشتہارات سے استفادہ ممکن نہ ہوا۔

**ایسے اشتہارات و فتاویٰ کا ایک بڑا ذخیرہ:** یہاں دلی افسوس کے ساتھ یہ بھی لکھ رہا ہوں، کہ میں نے ایک کتاب خانہ یا علمی ذخیرہ میں، ایسے اشتہارات کا ایک خاصا بڑا مجموعہ یا بنڈل دیکھا تھا، جس میں حضرت مولانا کشمیری کے شائع کئے ہوئے اور حضرت کے فتاویٰ کی اشتہار نما اشاعتیں برسہا برس کی طویل محنت و تلاش کے بعد، جمع کی گئی تھیں۔ یہ اشتہاراں اندازاً ستر سو تھوڑے تو یقیناً تھے، ممکن ہے اور زیادہ ہوں، مگر میں اس نہایت بیش قیمت، نادار و جو ذخیرہ کا مکمل لینے سے قاصر رہا، اور اب تلاش کیا تو یہ گراںمایہ سرمایہ، جو ہمارے فقہی سلسلہ کا ایک خزانہ و رشہ تھا، ہاتھ نہیں آیا، اللہ جانے محفوظ بھی ہے یا نہیں۔ ذرا ہے کہ اس ان مول بیش بہا یادگار کو، فضول و ناکارہ کاغذات سمجھ کر، ضائع نہ کر دیا ہو۔

### حضرت کے فتاویٰ کے وہ مرتب مجموعے یا متفرق سرمایہ، جو مفقود و نا معلوم ہے

اوپر حضرت کے فتاویٰ کے، جن مجموعوں یا متفرق فتاویٰ کا تذکرہ ہوا ہے اور آئندہ مطبوعہ فتاویٰ کا جو ذکر آئے گا، وہ حضرت کے کل فتاویٰ نہیں ہو سکتے۔ یقیناً حضرت مولانا کے فتاویٰ کا ایک بڑا شاید بہت بڑا ذخیرہ تھا، جو ہماری متواتر بے حس

(۱) حضرت حاجی صاحب سے منسوب رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ، جس کی مرتبہ طبع انجمن کا بیانیہ ہے، اس عبارت کا نسخہ ہمارے ذمہ ہے جس میں درج ہے۔



اور مسلسل ہے تو جی کی نذر ہو گیا۔ مجھے ایسے چند مجموعوں اور کثیر فتاویٰ کا پتہ ہے، جواب و مقیاب دریافت نہیں، تاہم یہاں ان کا اس لئے تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ اول تو اس سے حضرت کے فقہ و فتاویٰ کی وسعت کا علم ہوتا ہے، دوسرے ممکن ہے ان اشارات کی مدد سے کسی اور کو آئندہ کسی وقت ان کی دریافت و جستجو میں کامیابی ہو جائے۔

(۱) **مجموعہ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کا جمع اور مرتب کیا ہوا تھا:** مفقود مجموعوں میں غالباً سب سے اہم اور جامع ترین، مجموعہ فتاویٰ وہ ہوگا، جس کی اشاعت کا مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نے اعلان کیا تھا، اس کا اشتہار بھی دیدیا تھا، مگر وہ مجموعہ چھپا نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ اس کا مزید پتہ تذکرہ آئندہ طور میں آ رہا ہے۔

(۲) **فخرالحق خیرین، حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے حل مطالب**  
حدیث کے لئے، حضرت مولانا انگلوئی سے سوالات اور ان کے جوابات  
ورشہ اور ایسا گراں قدر خزانہ تھا، جس کے برصغیر ہند کی علمی تاریخ میں، بہت کم نمونے موجود ہوں گے۔ یہ وہ مراسلت اور علمی استفسارات تھے، جو طالعہ زمین فخرالحق خیرین، حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے، بعض احادیث کے مطالب کی، وضاحت و تفسیر کے لئے، حضرت مولانا انگلوئی سے کئے تھے اور حضرت مولانا نے ان کے جوابات تحریر فرمائے تھے۔ ذرا غور تو فرمائیے، وہ سوالات ایسے انشائے اور دقیق ہوں گے، جو ایسے محقق امام نے دریافت کئے ہوں گے اور کیا یہ وہ حل مطالب اور جوابات ہوں گے، جو حضرت مولانا انگلوئی نے ان کی تحقیق و وضاحت میں رقم فرمائے ہوں گے۔ اس مراسلت و مکتوبات کا، حضرت مولانا انگلوئی اور حضرت مولانا فرنگی محلی کے ایک مشترک شاگرد، مولانا حکیم وقت اللہ نے تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ:  
”مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤ نے، حضرت مولانا استاد فی کنگوئی سے محض مطالب حدیث کے متعلق استفسار فرمایا تھا، یہ خطوط اس وقت محفوظ تھے، القاب میں بزرگانہ الفاظ تھے“ (۱)

(۳) **حکیم الامت تھانوی کے حضرت مولانا سے سوالات و جوابات اور**  
تھانوی کے ذخیرہ میں محفوظ، حضرت انگلوئی کی چند اہم تحریریں و افادات  
تھے، اور ان سے علاوہ بھی، حضرت مولانا تھانوی نے پاس حضرت کی جو اہم تحریریں اور تاریخی افادات تھے، وہ سب حضرت مولانا تھانوی نے جمع کر رکھے تھے۔ حضرت مولانا تھانوی نے لکھا ہے:

از سلسلہ صدق النسخ مجموعہ ہوا الحق النسخ، باب ۱۰۰، کتابت المد صاحب، منہج خانقاہ عالمی، طبع کتاب گدھ پانی، اشول اوراج ۱۳۸۵ھ۔

مرتب مولانا حکیمور اسمن کنگوئی ص ۳۳۸، سہارن پور، جلالت۔

”حضرت قدس سرہ کی بعض تحریر عام اور خاص مضامین کی بھی، میرے پاس تھیں، جو میں نے مولانا محمد یحییٰ صاحب کو دیدی تھیں۔ جن میں بعض خاص دست مبارک کی کاپی ہوئی ہیں اور بعض، بعد معذوری بصر کے، دیگر خواص معتمدین سے لکھوائی ہوئی ہیں۔ (۱)

(۴) حضرت مولانا کے گھر پر موجود تحریرات و مکتوبات وغیرہ، حضرت کے صاحبزادے مولانا حکیم مسعود احمد اور مولانا حکیم مسعود احمد اور مولانا حکیم عبدالرشید محمود وغنومیاں

گنگوہی نے، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کو دیدیے تھے۔ یادداشتیں، تجزیے وغیرہ، وہ قافلاً مولانا محمد یحییٰ

صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد زکریا کا ندرتِ حلوٰی کو عنایت فرماتے رہے، اس کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا، یہاں تک کہ وہ سند اجازت حدیث آج بھی، جو حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نے، حضرت مولانا گنگوہی کو مرحمت فرمائی تھی، مولانا حکیم غنومیاں صاحب نے، حضرت شیخ کو دیدی تھی۔ جب ایک مرتبہ راقم نے حضرت شیخ کی ہدایت پر، حضرت کے کتب خانہ کو صاف اور مرتب کیا تھا، اس وقت وہ سند سامنے آئی تھی، ایک آسمانی رنگ کا نذر پر لکھی ہوئی ایک لفافہ میں رکھی تھی، اس کے ساتھ ہی شیخ کی یادداشت بھی رکھی ہوئی تھی، کہ یہ سند حکیم غنومیاں صاحب نے دی ہے۔

مگر نہایت حیرت ہے کہ اس وقت حضرت شیخ کے ذخیرہ میں، ان میں سے کوئی بھی تحریر و مکتوبات یا فتوے موجود نہیں، یہاں تک کہ حضرت شاہ عبدالغنی کی وہ سند بھی نہیں ملی۔ راقم نے براہِ رم، مولانا محمد شاہ صاحب سہارنپوری سے جو حضرت شیخ کے کتب خانہ کے نگراں ہیں، مکرر دریافت کیا، انہوں نے اس سے اصرار کا اظہار کیا اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی، کہ اس وقت حضرت مولانا گنگوہی کی کوئی تحریر یا یادداشت فتویٰ یا وہ سند، اس ذخیرہ میں موجود نہیں ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

زمیں کھائی آسمان کیسے کیسے

مجھ میں نہیں آتا کہ یہ سرمایہ کیا ہوا کہاں گیا، یہ تو خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ حضرت مولانا محمد یحییٰ یا حضرت شیخ الحدیث نے ایسے گرانمایہ افادات و فتاویٰ جن کی کوئی اور نقل موجود نہیں، اس طرف سے بے توجہی برتی ہو اور یونہی کسی کو دیدیے ہوں، یہ بھی ممکن نہیں کہ حضرت شیخ کے کتب خانہ سے یہ سب چیزیں کسی نے اڑائی ہوں، صاف سردی ہوں، پھر کیا ہوا، اللہ ہی جانے؟؟؟

جب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنی آپ جیتی تحریر فرمائی تھی، اس وقت اس میں درج بعض اطلاعات و معلومات کی تکمیل کے لئے، حضرت کے مسودات اور نادر کاغذات کی الماری کا، حضرت الاستاذ، حضرت مولانا

(۱) یادداشتیں اور دستِ خط مولانا گنگوہیؒ کی کتاب خانہ میں موجود ہیں، یہ کتاب خانہ مولانا محمد یحییٰ صاحب سہارنپور، ۱۳۳۵ھ تا ۱۳۸۹ھ میں قائم تھا۔

اشرافِ حقانہ لکھنؤ، ج ۱

محمد ریاض جو پوری اور استاذی حضرت مولانا محمد اقبال صاحب مدظلہما نے تفصیل سے جائزہ لیا تھا، انہیں اس میں حضرت مولانا شمس المصطفیٰ کی کچھ تحریریں یا افادات ہوتے، تو اس وقت سامنے آ جاتے مگر اس وقت بھی اس کا کچھ تذکرہ نہیں آیا، اور یہ حضرات محدود میں بھی اس ذخیرہ سے نا آشنا ہیں۔

(۵) حضرت کے بقلم خود نوشتہ فتاویٰ کا ایک بہت بڑا مجموعہ میں سے اہم ترین مجموعہ تو غالباً وہی ہوگا، جو

ذخیرہ، بجواب سوالات مولوی نظیر حسین، آ بھوی: مولانا محمد ریاض صاحب نے مرتب کیا تھا، لیکن حضرت کے معصوم فتویٰ کے جوابات یا ذخیرہ میں سب سے بڑا اور شیشہ فتویٰ پر مشتمل و خزانہ تھا، جو تمام تر خود حضرت مولانا کے قلم سے یعنی خود نوشتہ تھا۔ یہ خزانہ بے بہا انداز تقریباً تین سو سے زائد کا پیوں یا مفصل اجزاء پر مشتمل تھا، جو ہماری اپنی غفلت اور بے احتیاطی سے ضائع ہو چکا ہے۔ تاہم یہاں اس کے کچھ منظر اور سب تحریر کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا کے متوفیین میں شمس المصطفیٰ کی قریبی بستی آج بھی ضلع سہارنپور کے ایک شخص مولوی نظیر حسین صاحب تھے، وفات ۲۳ شوال ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) جو حضرت حاجی ادا اللہ رحمہ اللہ کی مہاجر کی کے علاوہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بھی نہایت قریبی تھے اور حضرت شمس المصطفیٰ سے قریب رابطہ دیکھ کر اس پر قربت تھی کہ باید و شاید! حضرت مولانا کو بھی ان سے یہ معمول نہایت قریبی تھا، مگر کبھی نہ فرماتے تھے، حضرت مولانا کثرت سے ان کے یہاں آتے جاتے تھے، شدت تعلق اور وابستہ کاش سے اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ حضرت مولانا عید کے دن بطور خاص سفر کر کے ان کے گھر جایا کرتے تھے، اور ان کو اپنے خاص عزیزوں اور گھر کے افراد کی طرح رکھتے تھے۔ اور خود ان کا بھی یہی حال تھا کہ وہ اپنی زمینداری اور ہر طرح کی پیداوار اور سامان میں حضرت کا حضرت کی ابدی محبت کا اور حضرت کے سب بچوں کا اسی طرح، پورا پورا احساں لگاتے تھے، جس طرح اپنا اور اپنی اولاد کا۔ (۱)

مولوی نظیر حسین حضرت سے بہت بے تکلف تھے اور حضرت سے کثرت سے فقہی سوالات کیا کرتے تھے، بعض مواقع پر حضرت کی کسی مصروفیت کی وجہ سے ان کے سوالات کی بات رہ جاتی اور جوابات نہ ملتے، تو ان کو شکایت ہوتی کہ حضرت کو بھی خیال ہوتا تھا، اس کے حضرت مولانا نے ان سے فرمایا تھا، میرا! تم اپنے تمام سوالات کا غلط پر یا ایک کا پی میں لکھ کر لے کر آؤ، میں کسی پرانے کے جوابات لکھ دیا کروں گا۔

حضرت نظیر حسین صاحب نے فراموشی اس پر غصہ شروع کر دیا، ان کا ہفتہ میں ایک مرتبہ، جمعرات (پنجشنبہ) کو شوشہ آنے

اور جمعہ یا شنبہ کو واپس جانے کا معمول تھا، جب جمعرات کو آتے تو ایک کاپی ساتھ لاتے، جس میں ان کے سوالات درج ہوتے تھے، یہ سوال کبھی بھی سو سے کم نہیں ہوتے تھے، زائد کی کوئی حد اور پابندی نہیں تھی، کبھی کبھی دھانی سو سے ساڑھے تین سو تک بھی ہو جاتے تھے، مگر حضرت نہایت خوش دلی اور بشارتِ قلب سے اس کاپی کو وصول کرتے، اور اسی انشراح اور پابندیِ وقت کے ساتھ، ان کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ حضرت مولاناؒ یہ معمول بنالیا تھا کہ جب خان صاحب آتے، ان سے سوالات کی فہرست کاپی وصول فرمالیے اور گذشتہ کاپی، جس پر مکمل جوابات لکھے ہوئے ہوتے تھے، ان کو دیدیا کرتے تھے، برہنہ ہر ایک یہ معمول رہا۔ نظیر حسین صاحب کے پوتے لئیق محمد خاں صاحب نے راقم کو بتایا، کہ ان کاپیوں کا ایک بڑا حصہ تو چوری کے ایک حادثہ میں، گھر سے غائب اور ضائع ہو گیا تھا، لکڑی کا وہ صندوق جس میں حضرت کے جوابات اور تحریرات کا بڑا حصہ رکھا ہوا تھا، چوری میں چلا گیا تھا، پھر اس کا پتہ نہیں ملا، لیکن تقریباً سو سو کا پیالہ، جو تمام حضرت کے قلم سے لکھی ہوئی تھیں، اس صندوق کے علاوہ ہمارے یہاں موجود تھیں، ان تقریباً سو سو کاپیوں یا اس گنج گرانما پر جس کی اب کسی طرح بھی تلافی اور اس کا مثل ممکن نہیں آیا، مرنری، اس کی روداد تقریباً ان ہی صاحب کے الفاظ میں نقل کر رہا ہوں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

لئیق محمد خاں صاحب کہتے تھے کہ مجھے یہ خیال آیا کہ یہ کاپیاں حضرت کے مبارک قلم کی لکھی ہوئی ہیں، بہت بڑی یادگار اور تہکم ہیں اور میری ایسی لیاقت و صلاحیت نہیں کہ میں ان کو پڑھ کر، ان سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کر سکوں، اس لئے میں نے یہ سوچ کر کہ ان سے بہت زیادہ دینی فائدہ ہوگا، اور بہت دنوں تک حفاظت سے رکھی رہیں گی، ان کو ایک بڑے دینی ادارہ میں دیدینے، جمع کرانے کا فیصلہ کر لیا اور ان تمام تقریباً سو سو کاپیوں کو جس میں سے ہر ایک میں ایک سو سے تقریباً ساڑھے تین سو تک سوالات کے جوابات، حضرت کے قلم سے لکھے ہوئے تھے، ایک پڑے میں گنہری سی باندھ کر، فلاں اور (۱) میں خود لے کر گیا، فلاں صاحب کی خدمت میں پہنچا، تمام بات عرض کی اور کہا کہ اس گنہری میں، حضرت مولانا گنگوہی کے خودنوشت فتاویٰ اور تحریریں ہیں، آپ ان کو یہاں محفوظ کر لیجئے، انہوں نے اس سرمایہ کو ایک نظر دیکھا اور فرمایا کہ بھائی! ان پچھنے پرانے اور قلم کی، یہاں کون حفاظت کرے گا، کون ان کو پڑھے گا، یہ ہمارے کام کے نہیں ہیں، تم ان کو لے جاؤ۔

خان صاحب اس بات سے نہایت مایوس اور آزرده ہوئے اور یہ سوچ کر کہ فلاں صاحب کے پاس چلوں، وہ کچھ کوشش کر دیں گے اور ذمہ داروں کو توجہ دلاؤں گے، تو یہ ذخیرہ یہاں جمع کر لیا جائے گا، محفوظ ہو جائے گا مگر وہاں پہنچنے تو بات (۱) انہوں نے حلفاً اور اور اصراراً صاحب کے نام صاف صاف بتائے تھے، بلکہ ٹھوس دے تھے مگر اس سے بعض صاحب کو ٹھوس پچھنے کی لیاقت ہوئی، اور وہ اس کوشش پر تیار نہیں فرمائیں، اس لئے حلقہٴ محفل کے ہمیشہ کہے گئے۔

اور اب کوئی۔ ان صاحب نے جو کچھ سے باز مشہور میں تھے، ان صاحب کی بات سنتے ہی بے ساختہ کہا اس پہلو  
 کو میرے سامنے مت کھڑو، مجھے نرا ہونا ہے گا۔ اس کو یہاں سے اٹھاؤ، یہ وہ صاحب کو اس سے نہایت تکلیف ہوئی،  
 وہ ان سے دریافت کیا کہ کہاں یہاں، یا کہوں، ان صاحب نے جو چاہا کاش! کاش! وہ اس میں شامل کرتے کوئی  
 یہ مشہور دیتے، انہوں نے کہا ان کی فکر کوئی بے سود ہے، اس کا چھوٹا ہوسٹا کوئی فائدہ نہیں، اب اس کا کوئی چڑھنے والا  
 نہیں، ہون اس میں رہنے والے کا قہر اس طرحی کو یہ وہاں کے انہوں میں بھٹیک دو۔ الاسف فالاسف!

ان صاحب اس بات سے ایسے شرمناک ہوئے، ان کو اس قدر رنج ہوا کہ آٹھ گھنٹوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا کہ نہ تو  
 اس کو دیر میں ٹرانس اور حضرت کی بازی دیکھ کر سمجھنے والے تھے، یہ تو جھوٹ بھی نہیں تھا، اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں، کوئی بھی  
 اس پر قہر لینے کے لئے یہ نہیں۔ اسی قدر شرمناک کی کیفیت میں اپنے کاؤں پہنچے اور اس پوٹلی کو جو علم کا خزانہ اور فقہ علمی  
 کا دار، جو انہوں نے انہیں دیا تھا، انہوں نے اس کو انہوں میں بھٹیک دیا۔

وہ کہتے تھے، ان کی بات سے، کیا کیا ہے، اگر وہ دونوں صاحبان ایک دو لفظ، ان کی بہت افروغی کہہ دیتے  
 اور ان کے اندر کچھ دے لے لے کر دیتے، وہ کہتے تھے، یہ بیش بہا نعمت ہے، میری ضائع نہ ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان  
 کا یہاں سے جاکر صاف کر کے صاف کر دیا جاتا تو وہ، چاروں جلدوں پر مشتمل، شاید پندرہ سو روپے کے جوابات، آج  
 یہاں کے انہوں نے کہتے تھے، یہ صرف ہفتے کے لئے ایک صد ہا نوشتا میرے

ہند میں اب میں نے، شوق محمد صاحب سے ان قوی سے متعلق دریافت کیا اور ان کو باقی ماندہ جو وجود حصہ عنایت  
 فرمانے کی درخواست کی، وہ فرما کر انہیں کہتے تھے، یہ بڑا بڑا ہے، جیسا کوئی آدمی اس وقت مل جاتا تو  
 کہہ دے، ان کی خدمت اور حضرت کی یہ رہی، یہاں پر نہ جاتی۔

(۶) کاغذ حلا اور نواح میں چند فتاویٰ ان کاغذ حلا میرے دشمن کاغذ حلا اور نواح میں بھی کئی لوگوں کے  
 ہاں حضرت کے یہ یہ وقتے ہوئے تھے، میں نے جو چندوشش کی فکر متعلقہ اس پر ہے ان کے مکمل فوٹو اسٹیت دینے  
 سے صاف منع کر دیا، لیکن کہ یہ فتویٰ اور کلامات حد تک محفوظ ہیں گے، یا شائع نہ کرنا فادو عام کا ذریعہ نہیں گے۔

(۷) میرے خاندان کے اکابر کے نام یہ اور میرے مایہ ذلیل و ذلیل تھے، جو خود ہمارے خاندان میں  
 چند اہم ترین خطوط اور مفصل تحریرات: موجود تھے۔ یہاں یہ عرض کرنا چاہیے کہ حضرت مولانا گنگوہی

کے بعد ہمارے کاغذ حلا کے خاندان سے ملنے والے اس سے کہہ دیا، اور میرے چلے آ رہے تھے، حضرت مولانا، حضرت  
 مولانا محمد امین کاغذ حلا کے خاندان سے ملنے والے خلیفہ و جانشین مولانا محمد امین کاغذ حلا کے خاندان کے قدر دان

تقریر کرتے ہوئے گنگوہی کی اس خانہ میں سے اصحاب سے بھی دعا اور دعاؤں کا ذکر کرتے تھے۔

نفس مولانا فیضی اس امر پر آمیزہ کاڑھ صوفی اور مولانا رضی اس امر پر سلیمان سے جماعت چاہے ولیہ وکے مخلصان ہیں۔ عامل مرادست ہوئی تھی۔ ان دونوں کے مطلق اور حضرت مولانا گنگوہی نے بقدر خود شوق مفصل و مائل جماعت میں نے دیکھے ہیں۔ ان میں سے حضرت کا یہ خط اب بھی تھا کہ میں نے حضرت کے قلم سے اس قدر طویل خط یا خوب آج تک نہیں دیکھی۔ یہ خط فیضی (۱۹۷۴ء) میں لکھی گئی کاغذ ایک دوسرے سے جوڑ کر، چپا کر، اپنی دستبرد پر ہی طبع کیا تھا۔ جو کاغذی ایک ہی سے پتھر پر تھا۔ دوسرے صفحہ پر پشت سارہ تھی۔ یہ تقریر دستیار اور شاگرد ہوئی تو حضرت کی بیعت کی گہرے میں ایک اضافہ لکھ کر کیا جا تا تھا۔

(۸) اور بھی چند تقریرات اور بھی میرے ہم میں ہیں مگر وہاں میری رسائی نہیں اور یہ سب تک رسائی کے ساتھ روانہ کی گئی۔ رسائی کا کوئی فائدہ نہیں۔ میرا حال ایک ناقص ایسے کہ، سب ہم الغریب و قدیم الغریب و قلم طالب علم کا نتیجہ کا سطر چوٹی ہے جو شک و شبہ جاری رہے گا۔ واللہ الامر من قبل ومن بعد

یاد م اور یا اللہم جنتوں کی نعم

ماصل آید یا نبیہ آمزائے فی نعم

## حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کی طباعت و اشاعت

(الف:) نسخہ مرتبہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کی اشاعت کا اعلان حضرت مولانا کے مجموعہ فتاویٰ کی طباعت کا ناگوار سب سے پہلے مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نے فرمایا تھا۔ حضرت کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ فتاویٰ بھی فرمایا اور مرتب کر لیا تھا۔ اس اشاعت کا اعلان کرنا تھا۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب نے حضرت مولانا گنگوہی کی ایک تصنیف ”معدیۃ المستعدی فی فرائد المفیدی“ کئی مرتبہ شائع کی، اس کی ایک طباعت (۱۰۰۰) ناظر اس کتاب کی پہلی اشاعت ہے اور حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں بھی تھی، اس کے دوسرے صفحہ پر ”حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصانیف“ کے عنوان سے حضرت مولانا کی دستیار مطلوبہ کتابوں کا ایک کھلی صفحہ پر اشتہار ہے، جس میں اور کتابوں کے علاوہ ایک مکتوبی رشید یگانگی ہے۔ لکھا ہے

”گنگوہی رشیدیہ: غرض سے اس کا ذکر کہ اس امر کی حاشی ہے، کہ جس کسی کے پاس حضرت مولانا کے رسائل و فتاویٰ فراہم ہوں ان کی نقل کرنا ایک مجموعہ چھپوا دیا جائے اور بہت سا خیر و فلاح ہو گی کیا ہے۔“



جن اقوال مؤید (کذا؟) کے پاس کچھ مسائل موجود ہوں، وہ ضرور ارسال فرمائیں اور یہ مجموعہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد تیار ہونے والا ہے۔

مگر افسوس کہ بدیہ المحدث کی اس طباعت پر دست طباعت وغیرہ موجود نہیں، اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ مجموعہ کس سن میں چھپا تھا، تاہم یہ طے ہے کہ اس کی طباعت، حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں اوقات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء ہوئی تھی۔ سرورق کے الفاظ ملاحظہ ہوں

”مقبول بارگاہ احمد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی مدظلہ العالی۔ حسب استدعائے بندہ مخفی محمد یحییٰ کاندھلوی وطن نشوئی اقامت، در مطبعہ خان ساز حوروہ ماہیتما منشی محمد بلال کریم بخش طبع مرویہ“

مگر اس اشتہار واطمان کے باوجود اس کی طباعت کا موقع نہیں آیا اور وہ نسخہ بھی مفقود اور بے نام و نشان ہے۔

(ب:) فتاویٰ رشیدیہ مرتبہ مولانا عزیز الدین مراد آبادی: مولانا محمد یحییٰ صاحب کے مرتبہ نسخہ کے بعد، جو نسخہ سب سے پہلے شائع ہوا، وہ مولوی عزیز الدین صاحب مراد آبادی کا مرتبہ نسخہ ہے، جس کی ترتیب و طباعت کامل، حضرت مولانا گنگوہی کی حیات اوقات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں شروع ہو گیا تھا، اس نسخہ کا پہلا حصہ، حضرت مولانا کی حیات میں اشاعت کے لئے تیار ہو گیا تھا، بعد میں مختصر بقولوں سے دوا اور حصوں کی اشاعت ہوئی۔

فتاویٰ رشیدیہ کا یہی دوا واحد نسخہ ہے، جو حضرت مولانا کے فتاویٰ کے حوالہ سے معروف ہے، مگر اس نسخہ کی تاریخ ترتیب و تالیف، اس کی سب سے پہلی اشاعت، نیز مصنف کی شائع کی ہوئی، دوسری تیسری طباعت ان کے علاوہ ممتاز علماء کی عمرانی میں نیچے ہوئے، قابل قدر نسخوں کا تعارف اور نسخہ مرتبہ مولانا عزیز الدین کی نسبت، بعض شبہات کا جائزہ اور متعلقہ پہلوؤں پر نظر و وضاحت و تفصیل کی طالب ہے، لیکن اس تعارف و تذکرہ سے پہلے، اس مجموعہ فتاویٰ کے جامع مرتب اور پہلے ناشر مولانا عزیز الدین صاحب مراد آبادی کے، کچھ احوال انکے حضرت مولانا گنگوہی سے، روابط و ارادت کی کچھ تفصیل اور عزیز الدین صاحب کے، علمی، تصنیفی آثار اور دینی خدمات کا کسی قدر تعارف ضروری معلوم ہوتا ہے۔

## احوال مولانا عزیز الدین مراد آبادی، جامع و مؤلف فتاویٰ رشیدیہ

مولوی حافظ عزیز الدین صاحب مراد آبادی کا صحیح سن ولادت معلوم نہیں۔ اصل البیان کی تمہید میں، مولانا محمد اسماعیل کوہستانی اور مولانا عبد الغفار صاحب ستوی نے، مولانا عزیز الدین کا سن پیدائش ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء لکھا ہے، (۱) جو

(۱) تمہید میں البیان فی تاریخ تہذیب الاسلام ص ۱۴۹، مجمع الاول، مکتبہ طائیہ۔ لاہور، ۱۳۸۱ھ

درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ مولانا عزیز الدین صاحب نے حضرت مولانا گنگوہی سے جو سوالات کئے اور حضرت نے ان کے جو جوابات عنایت فرمائے، وہ سب موقع بموقع فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہیں، ان میں سب سے پہلا سوال ۱۳۰۰ھ مرقوم و مکتوبہ ہے، جو اکل البیان میں درج تاریخ ولادت کے پیش نظر ممکن ہی نہیں۔ مولانا عزیز الدین نے بھی اپنے خود نوشت حالات میں اپنا سن ولادت ذکر نہیں کیا، جس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اکل البیان کی تجدید میں درج مذکور سن ولادت قیاسی ہے، جو درست نہیں۔

**مدرسہ شامی اور مدرسہ امدادیہ میں حفظ قرآن اور تعلیم:** مولوی عزیز الدین صاحب کے اہل خانہ ان کا، چاندی کے برتنوں کا کاروبار تھا، اس وجہ سے حافظ صاحب کا گھرانہ چاندی والا مشہور تھا۔ مولانا عزیز الدین نے مدرسہ شامی اور امدادیہ مراہد میں قرآن مجید حفظ کیا، انہی مدارس میں عربی فارسی کی درسیات پڑھیں مگر کیا کیا کتابیں کن استادوں سے پڑھیں اور کل سرمایہ تعلیم کیا تھا، معلوم نہیں۔ استادوں میں مولانا گل محمد خاں پشاور، مشہور عالم تھے۔

حضرت مولانا گنگوہی سے نہایت عقیدت و انسیت تھی، برسوں تک متواتر حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت مولانا کے زمانہ وفات تک حضرت سے خط و کتابت اور دینی علمی استفادہ کا سلسلہ جاری تھا، اور بھی کئی عام، روادار اور محبت و مودت کی نسبت تھی اور ان سے خط و کتابت بھی رہتی تھی۔

**علی الصنیفی ذوق اور تصانیف و مولفات** مولوی عزیز الدین صاحب، دینی خدمات میں مشغول رہے تھے تجرید و تالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے مختلف دینی فقہی موضوعات پر، مولانا عزیز الدین کے مرتبہ و مکتوبہ سے متعدد کتابچے اور اشتہارات وغیرہ وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے تھے۔ لیکن ان کا اصل کارنامہ و عمدہ علمی خدمات و تصانیف ہیں، جن کی وجہ سے ان کا نام زندہ ہے اور رہے گا۔ مولوی عزیز الدین صاحب کی تصانیف میں سے صرف تین کتابیں چھپی ہیں اور کتابوں کے چھپنے کا موقع نہیں آیا۔ مطبوعہ تصانیف یہ ہیں:

(۱) مطرق الحدید علی صاحب التحقیق المجدید

(۲) اکل البیان فی تائید تقویۃ الایمان | بحواب اطیب البیان |

(۳) فتاویٰ رشیدیہ

**مطرق الحدید علی صاحب تصانیف الشہید:** مولانا حکیم عبدالشکور مرزا پوری نے، جو دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے مگر مختلف دینی علمی اختلافی مباحث میں علمائے دیوبند سے مختلف رائے رکھتے تھے اور سب سے الگ خیالات کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ ان کی تالیفات میں سے ایک کتاب ”الحقیق الحدید علی تصانیف الشہید“ بھی ہے، جو

بنوری ۱۹۳۹ء شعبان ۱۳۳۹ھ کی تالیف ہے، یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع مجیدی کانپور سے چھپی تھی، اس نسخہ پر سہ طبعات درج نہیں مگر اندازہ یہ ہے کہ تصنیف کے بعد جلد ہی چھپ گئی تھی۔ اس کتاب میں مرزا پوری صاحب نے، حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی بعض تصانیف کے شاہ صاحب سے انتساب پر شک ظاہر کیا تھا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ خصوصاً تقویۃ الایمان، ابصاح الحق الصریح فی احکام المیت و الصریح اور تنویر العینین فی دفع الیدین شاہ صاحب کی تحریر تصنیف نہیں ہیں۔ اگر یہ شاہ صاحب کی ہیں، تو ان میں کثیر تحریفات و ترمیمات ہوئی ہیں۔ مگر حکیم مرزا پوری کی یہ رائے بالکل غلط، خلاف تحقیق اور ناقابل قبول تھی، اس لئے مولوی عزیز الدین صاحب نے، اس کا جامع علمی جواب مطرف الحدید علی صاحب التحقیق الحدید کے نام سے لکھا، جو ادارہ، اخبار محمدی دہلی کے زیر اہتمام، جدید برقی پریس دہلی سے، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۱ھ | اکتوبر ۱۹۳۲ء | میں چھپا تھا، یہ تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے۔

**اکمل البیان:** حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی مشہور زمانہ بابرکت تالیف تقویۃ الایمان، پر کئے گئے جملہ اعتراضات،

خصوصاً مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی کتاب، اطیب البیان کا مفصل علمی جائزہ اور محققانہ جواب ہے۔

مشہور عالم مناظر اور مصنف مولانا ثناء اللہ امرتسری نے، اطیب البیان کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا تھا، مگر مولوی عزیز الدین صاحب کی خواہش پر، یہ کام ان کے سپرد کر دیا اور اس کو اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں چھاپنے کی ذمہ داری ملی۔ مولوی عزیز الدین صاحب نے، جو اس موضوع سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اس پر ان کا وسیع مطالعہ تھا، فوراً ہی لکھنا شروع کر دیا، جس قدر لکھا جاتا محنت روزہ اہل حدیث امرتسر میں چھپنے کے لئے، مولانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھیج دیا جاتا تھا، ہفت روزہ اہل حدیث کی اشاعت مورخہ ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ | ۱۳/ اپریل ۱۹۳۳ء، جلد ۳۰، شمارہ ۲۳، سے اکمل البیان کی قسط ورا اشاعت شروع ہوئی اور اگرچہ جناب مصنف نے اپنی کتاب، ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ | فروری، مارچ ۱۹۳۷ء | میں مکمل کر لی تھی مگر اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی تھی، کہ ۱۹۳۷ء کے خوں چکان آتش فشاں حوادث پیش آئے، جس میں مولانا ثناء اللہ صاحب کا ادارہ، کتب خانہ، پریس، مکان، دوکان، سب جلا کر خاک کر دئے گئے، مولانا کے اگوتے صاحبزادے شہید کر دیئے گئے تھے اور مولانا ثناء اللہ صاحب صرف بدن کے دو کپڑوں کے ساتھ، نہایت بے کسی کے عالم میں، امرتسر چھوڑنے پر مجبور ہوئے، اس لئے اکمل البیان کی طبعات بھی قصہ پارینہ اور خواب و خیال ہو کر رہ گئی تھی، مگر پاکستان کے ممتاز اہل حدیث عالم مولانا عطاء اللہ ضیف صاحب بھوجپانی کو اس کتاب سے تعلق تھا، اور وہ اس کے مکمل نسخہ "مسودہ" و "واقف" کی تلاش میں لگے رہے، بالآخر جو زندہ و پایندہ کے مصداق، اس کا مکمل مسودہ، جو آٹھ سو بیس صفحات پر مشتمل تھا، مراد آباد سے مولوی عزیز الدین صاحب نے ذاتی کتب خانہ سے، ان کے ورثاء کے ذریعہ مل گیا، جس پر مولانا ضیف



صاحب کی اور تحریرات سے مزید علم ہو رہا ہے۔ حضرت کا ایک فتویٰ اپنے مرتبہ مجموعہ فتاویٰ میں نقل کرتے ہوئے مولوی عزیز الدین صاحب حضرت کے کلمات، ہجوئے مقام اور اپنے احساسات و تعلق کا اظہار کرنے پر، جیسے مجبور ہو گئے، اس موقع پر مولوی صاحب کے قلم سے بے ساختہ یہ الفاظ ٹپک پڑے ہیں:

”ان تعقبات کے جواب سے، ماشاء اللہ، سبحان اللہ، مولانا راس المحدثین، اکمل الفقہاء والمحققین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے، تبحر علمی و تفقہ کا اہل علم و دانش اندازہ کر سکتے ہیں، کہ ان کے محققہ مسائل، اس طرح دلائل سے پردہ مالا مال ہیں، کیوں نہ ہو کہ مولانا ممدوح راسخ فی العلم والمعارف والحقائق ہیں، مقدس اللہ سرہ (۱)“

**حضرت قاری عبدالرحمن پانی پتی سے تحقیق مسائل و فتاویٰ** مولوی عزیز الدین حضرت مولانا گنگوہی

سے انسیت و روابط کے علاوہ اور بھی متعدد بڑے علمائے احناف سے، قریبی ملاقات اور خط و کتابت رکھتے تھے، جس میں نامور عالم اور محدث مولانا عبدالرحمن انصاری پانی پتی اور حضرت مولانا تھانوی بطور خاص شامل تھے۔

مولوی عزیز الدین صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالرحمن محدث پانی پتی سے بھی رابطہ و عقیدت رکھتے تھے، سوالات و مسائل دریافت فرماتے رہتے تھے۔ محدث پانی پتی کا ایک والا نامہ، مولوی عزیز الدین صاحب نے، فتاویٰ رشیدیہ میں نقل کیا ہے اس خط میں جو اپنائیت و محبت کا انداز ہے، اس سے یہ بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مولانا عزیز الرحمن اور حضرت پانی پتی کے تعلقات قدیم اور خاصی خط و کتابت بھی تھی، محدث پانی پتی نے تحریر فرمایا ہے:

”میاں عزیز الدین سلمہ از عبدالرحمن غفری عنہ، بعد سلام مسنون، واضح ہو کہ میں بیماری متعلقین اور معالجہ چشم خود کی فکر میں چند ماہ سے تھا، اس وجہ سے خط و کتابت بند ہے، اب بھی میں پرہیز میں ہوں، جو مسئلہ سہل اور مغمور کا ہوتا ہے، اس کا جواب لکھتا ہوں، اور زائد خط و کتابت نہیں کر سکتا، کیونکہ حکیم صاحب کی طرف سے کام کرنے کی ممانعت ہے۔“

تمبارے مسکوں کا جواب یہ ہے، نماز پڑھنے میں گھٹنہ کا اعتبار نہیں، بعد زوال شمس سایہ اصلی چھوڑ کر، ایک مثل کے اندر جمع یا ظہر پڑھ لینی چاہئے۔ اور سوائے سایہ اصلی کے ایک مثل کے بعد، بروایت مفتی بہ وقت نماز عصر ہو جاتا ہے اور رجوع امام صاحب کا حال پھر پوچھنا۔ عصر کی نماز بعد ایک مثل کے ہو جاتی

ہے، اعادہ کی حاجت نہیں، ہم نے استادوں سے یہی سنا ہے کہ ہزار روزہ کی کچھ اصل نہیں اور سب نفل روزوں کی برابر ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد عبد الرحمن بقسمہ عبد السلام مغفر لہ۔ جمرب شعبان ۱۳۱۳ھ بمشعبہ الزبانی پت۔ عبد السلام مفتی عن کا ملام مسنون (۱)

### حاجی امداد اللہ سے عقیدت و تعلق: فتاویٰ رشیدیہ کے بعض اندراجات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی

عزیز الدین صاحب کی، حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر کی سے بھی ارادت تھی اور خط و کتابت رہتی تھی، شاید اسی تعلق اور حضرت مولانا کے ساتھ، حضرت حاجی صاحب سے ارادت کا اثر ہے کہ مولوی عزیز الدین صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت حاجی امداد اللہ کا ایک مفصل مکتوب گرامی جو حضرت گنگوہی اور البراہین القاطعہ کے حوالہ سے، برپا ایک شورش کے جواب اور تردید میں، اپنا موقف ظاہر کرنے کے لئے حضرت حاجی صاحب نے تحریر فرمایا تھا، مولوی عزیز الدین صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں شامل کیا ہے، حالاں کہ یہ مکتوب نہ کسی فقہی سوال کے جواب میں ہے، نہ ہی اس کا فتاویٰ رشیدیہ سے براہ راست کچھ تعلق ہے۔

### حضرت مولانا تھانوی سے عقیدت اور مسائل میں رجوع حضرت مولانا گنگوہی کے بعد سب سے

زیادہ عقیدت و انسیت حضرت مولانا تھانوی سے تھی جو حضرت مولانا گنگوہی کی وفات کے بعد بھی اسی طرح قائم و استوار رہے۔ حضرت مولانا تھانوی کے ملفوظات میں بھی، مولوی عزیز الدین صاحب کا ذکر آیا ہے، اور خود مولوی عزیز الدین صاحب نے اپنے خود نوشت حالات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”پھر حضرات علمائے دیوبند میں، مولانا رشید احمد رحمہم اللہ سے حسن عقیدت رہی، آپ نے مسائل اہل

حدیث کے مسلک کی تائید فرمائیں اور مولانا اشرف علی تھانوی سلمہ اللہ سے بھی حسن عقیدت ہے“ (۲)

فتاویٰ رشیدیہ میں بعض موقعوں پر تائید و توثیق کے لئے حضرت مولانا تھانوی کے مجموعہ فتاویٰ جس کی پہلی طباعت فتاویٰ اشرفیہ کے نام سے شائع ہو چکی تھی آ کی عبارتیں نقل کی ہیں اور حوالے دیئے ہیں، اور جیسا کہ مولانا عزیز الدین نے لکھا بھی ہے کہ بعد میں مسلک اہل حدیث کی بر ملا تائید کرنے پر، حضرت مولانا تھانوی سے کچھ فاصلہ ہو گیا تھا لیکن عقیدت و انسیت برقرار رہی۔

### دیگر علماء سے مراسلت اور تحقیق مسائل مولوی عزیز الدین صاحب کا تحقیق و جستجو کے ذوق کی وجہ سے،

(۱) فتاویٰ رشیدیہ میں ۳۳۱ جلد اول، ردیہ دلی ۱۳۲۸ھ

(۲) ترجمہ علماء حدیث، جلد ۱، ص ۲۳۰ دلی ۱۳۵۲ھ



حک بصر کے ممتاز اہل علم و کمال سے رابطہ اور خداداد سہمت رشتی تھی۔ مولوی عزیز الدین صاحب کے نام صار اہل علم کے خطوط کا خاصہ ذخیرہ تھا، جو تقریباً ۸۵-۱۳۸ھ (۱۹۶۵-۶۶ء) تک محفوظ تھا۔ مولوی صاحب کے مدرسہ کے ایک استاد و منتظم مولانا عبدالغفار صاحب بستوی نے مولوی عزیز الدین صاحب کی نسبت اپنی تحریر میں لکھا ہے:

"اہل علم سے مکاتبات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا، چنانچہ ان کے نام لکھے ہوئے، اصحاب علم کے عربی و اردو مکتوبات کا خاصہ ذخیرہ اب تک موجود ہے۔"

**مرتب فتاویٰ رشیدیہ کا فقہی مسلک** اگرچہ مرتب فتاویٰ رشیدیہ کو عموماً اہل حدیث اصحاب میں شمار کیا جاتا ہے، شاید اسی وجہ سے ہمارے علم و اہل کی اس بڑی دینی علمی خدمت پر ترتیب فتاویٰ رشیدیہ اور اکمل البیان وغیرہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، مولانا عزیز الدین حضرت مولانا مکتوبی کی حیات تک برہم غیر مقلد نہیں تھے، اگرچہ مولانا میں تحقیق کا مزاج اور عمل بالحدیث کا خاص ذوق تھا مگر ظاہر ہے یہ قلم و مزاج نہ عرب ہے، نہ تقلید کے منہ فی۔ مولوی عزیز الدین صاحب نے ایک مرتبہ خود حضرت مولانا مکتوبی کو اپنے فقہی مسلک اور نظریات کے متعلق صاف صاف لکھا تھا کہ:

"جہاں غلط رہنا ہے بندہ، حضرت مولانا دوم شہناہ مولانا رشید احمد صاحب ابوامامہ فیہ المصلح!

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معروض فقہیانہ آنگاہ، حضور والا القدس نے بندہ حقیق کی نسبت بجا نسب عدم تقلید تحریر فرمائی ہے، سو بندہ فقیر تمام علماء و مقلدین دین کو پیشوائے امام جانتا ہے اور ان کے اتباع کو ذریعہ نجات و رہنمائی آخرت تصور کرتا ہے آمین! یہ صرف بلاض کوں نے بچا جس کے کہ خاندان حضرت مولانا شہناہ و مولانا صاحب محدث دہلوی، جنس مولانا رشید علیہ الرحمۃ وغیرہ، اور پیر چلواہ شہناہ مولانا جہاں بابا، اور محبت و درویش قلب ان سے رکھتا ہے اور ان کے مسلک کو راجع جانتا ہے، فیہ مقلد کہا ہو اور یہ سب کچھ حضرت سیدنا محمد جلی کی تعلیم تصور کرتا ہے اور یہ اہل سنت و جماعت اس خاندان سے حضرت علی کی عطا فرمودہ ہے، اگر اس کا نام غیر مقلد ہی ہے تو یہ شخص حضرت علی کے فیض اثر سے حاصل ہوا ہے، حضور معاف فرما کر، بندہ اقرار کو اطلال بخشش چاہے، کہ کار بند ارشاد حضرت، ہوں۔ فقہ و اسلام۔ بندہ کا حق حوزہ الدین عثمانی عند۔ (۱)

اس کے جواب میں حضرت مولانا کا جو تحریر گرامی صار و اس کو بھی پانچ لکھنا چاہئے، جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا مولوی عزیز الدین صاحب وغیرہ مقلد نہیں سمجھتے تھے، مگرانی نامزد حق ذیل ہے:

از بندہ رشید احمد مکتوبی عثمانی عن احمد سلام مسنون آنگاہ، میں نے تم کو یہ نہیں لکھا تھا کہ تم غیر مقلد ہو، اور نہ میں

(۱) فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۵۳، ۱۵۴، (جمعہ دہلی، ۱۳۵۴ھ)

ایسا سمجھوں۔ بلکہ یہ تحریر کیا تھا کہ اس وجہ سے لوگ تہمت پر مقلدین کی رہتے ہیں۔ احوال بندہ فقہین عافیت ہے، سب احباب کو سلام مسنون کہہ دینا۔ والسلام کہتہ بندہ رشید احمد گنگوہی مفتی عن (۱)  
مذکورہ مکتوبات میں حضرت مولانا کے ایک اور خط کا بھی تذکرہ آیا ہے، یہاں اس کو درج کے بغیر، یہ مختصر حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے وہ بھی نقل کیا جاتا ہے۔

از بندہ رشید احمد مفتی عن گنگوہی بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیے۔ بندہ بتیہت ہے تمہارے واسطے دعا ہے خیر کرتا ہے، حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ جو سوالات آپ کے آئے ہیں، بظاہر ان کا جواب نہ ہو سکے گا۔ آئندہ میرے پاس ایسا لکھنے والا کوئی نہیں ہے اور ان سوالات کے سبب تہمت پر مقلدین کی بھی جاتی ہے۔ فقط والسلام۔ سب احباب کو سلام مسنون۔  
۱۵ رمضان ۱۲۸۵ھ پنجشنبہ (۲)

**فتاویٰ رشیدیہ کی تالیف و ترتیب** مولانا عزیز الدین کی حضرت مولانا گنگوہی سے، یہی نسبت اور عقیدت و محبت تھی، جس نے ان کو حضرت کے فتویٰ محفوظ و مرتب کرنے پر آمادہ کیا مولانا نے فتویٰ رشیدیہ کی ترتیب و تالیف کا اس وقت ارادہ کیا تھا، اس کے لئے کیا کوششیں کیں اور فراہمی فتاویٰ کے لئے خاصی جدوجہد اور عملی کیا طریقہ کار اپنایا، انداز دیا ہے کہ مولوی صاحب نے، حضرت کی وفات سے کم سے کم دو تین سال قبل، اس مجموعہ فتویٰ کی تالیف و اشاعت کا ارادہ کیا ہوگا۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب کے مرتبہ اس مجموعہ کے پہلے دونوں حصے حضرت کی حیات میں مکمل و مرتب ہو گئے تھے، پہلا حصہ چھپنے کے لئے بھی چلا گیا تھا، دوسرا کتابت و غیرہ کے مرحلہ میں تھا۔

**فتاویٰ رشیدیہ کی ترتیب میں مؤلف کا طریقہ کار** مگر تعجب ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب نے فتویٰ رشیدیہ کی تدوین و ترتیب کے لئے علمی فنی اصول پیش نظر نہیں رکھے اور اس مجموعہ فتویٰ کی تالیف میں کسی طرح کی ترتیب کا اہتمام نہیں کیا۔ اس میں شامل مسائل اور فتاویٰ فقہی عنوانات و ابواب کے تحت مرتب و مدون نہیں کئے، جو فتوے درج ہیں، ان پر ضمنی عنوانات یا سرخیال بھی نہیں لگائی گئیں۔

اگرچہ اس میں علمی ترتیب و تدوین کے اس بڑے اور اہم اصول کو پوری طرح نظر انداز کیا گیا ہے مگر ایک کام ایسا عمدہ اور مفید کیا ہے، جس کا اچھے تجربہ کار مصنفین بھی خیال نہیں فرماتے۔ یہ حضرت مولانا کے لکھے ہوئے فتویٰ کے، سوال کرنے والوں کے نام اور مقام نیز سوال و جواب کے معلوم سنہ اور تاریخ کی عمدہ وضاحت ہے، جس سے ان مسائل کی بعض اندرونی

(۱) فتاویٰ رشیدیہ میں ۱۵۷۱ھ اول (طبع اول مراد آباد ۱۳۳۳ھ)

(۲) فتاویٰ رشیدیہ میں ۱۵۷۶ھ اول (طبع اول مراد آباد ۱۳۳۳ھ)

گر جس کھلتی ہیں، یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بات اور مسئلہ کہاں اور کیوں پیش آیا تھا، نیز یہ اہم کڑی بھی مل جاتی ہے، کہ حضرت نے یہ مسئلہ کب لکھا تھا۔ فتوؤں کی نقول یا اصل فتاویٰ فراہم کرنے والے اصحاب کے، ناموں اور مقامات کی صراحت ہے، مگر اس میں بھی کسی طرح کی ترتیب کا خیال نہیں کیا گیا، جو فتاویٰ جب دستیاب ہوا، بلا تاخیر اسی مقام پر شامل کر لیا گیا، خود مولانا عزیز الدین کے سوالات کے جواب میں صادر فتاویٰ کے اندراجات سے بھی، اسی بے رٹلی یا بے ترتیبی کا مشاہدہ ہو رہا ہے، ابتدائی دور کے لکھے ہوئے سوالات و فتاویٰ بعد میں اور بعد کے لکھے ہوئے ابتداء میں آ گئے ہیں۔ ممکن ہے جناب مرتب یہ خیال فرماتے ہوں کہ:

دریں کتاب پریشاں نہ بنی از ترتیب

عجب مدار، کہ جو حال من پریشان است

**فتاویٰ کی تاریخ اور سنہ کتابت نقل کرنے کا اہتمام** حضرت مولانا گیسو کا، اپنے خطوط فتاویٰ

یا اور تحریرات پر سنہ تحریر و تالیف درج کرنے کا، بہت کم معمول تھا، صرف چند خطوط اور فتاویٰ پر سنہ تحریر ثبت ہے، کچھ اور خطوط یا فتوے وہ ہیں، کہ ان پر مہینہ رقم ہے مگر سنہ تحریر موجود نہیں، اس پہلو سے مولانا عزیز الدین کا یہ اہتمام قابل قدر ہے، کہ جو فتاویٰ کا سنہ تحریر سے رقم و مہینہ تھی، جملہ تاریخہائے تحریر اور سنین کو اس فتوے کے حاشیہ پر، سائل کے نام کے ساتھ درج کر کے، محفوظ کر دیا ہے، اس کی مدد سے فتاویٰ کے حوالہ سے کئی اور باتیں دریافت کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

**فتاویٰ رشیدیہ میں درج فتاویٰ کا زمانہ تحریر** اگرچہ جیسا کہ ذکر ہوا ان میں سے بہت کم فتوؤں پر سنہ تحریر درج ہے، لیکن جس قدر پر بھی اندراجات ہیں، ان میں سے وہ فتوے ایسے بھی ہیں جو ۱۳۲۲ھ کے لکھے ہوئے ہیں، جس میں ایک صفر ۱۳۲۲ھ کا کتبہ ہے۔ ممکن ہے یہی فتاویٰ رشیدیہ میں درج آخری فتویٰ ہو۔

فتاویٰ رشیدیہ میں موجود فتاویٰ میں پہلا فتویٰ، مراد آباد کے معروف اہل حدیث عالم، مولانا مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب کے سوال کے جواب میں ہے، (۱) دوسرا بھی مراد آباد سے ہی تعلق رکھتا ہے، یہ احمد سعید خاں صاحب مراد آبادی کے سوال کے جواب میں ہے، یہ فتویٰ ۱۳۱۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔

**فتاویٰ کا بڑا حصہ اہل مراد آباد و بجنور کے نام فتوؤں کا ہے** مولانا عزیز الدین صاحب نے، ایک ایک فتوے کے سائل کا نام اور وطن اور ممکن ہو تو اس کا سنہ تحریر بھی، فتوے کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔ ان صاحبان کے ناموں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے، کہ فتاویٰ رشیدیہ میں درج سوالات و فتاویٰ میں سے بڑا حصہ، ان سوالات و فتاویٰ

(۱) مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب مراد آباد، کے ممتاز اہل حدیث علماء میں سے تھے مولانا عزیز الدین صاحب نے اپنی خود نوشت تحریر میں مرزا صاحب کو: "مولانا مرزا امام احمدیہ سر اور تحقیقین حفیظ اللہ بیگ صاحب" کے مؤخر الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ تراجم علماء حدیث ہند ص: ۵۲۳ | طبع اول دہلی

کا ہے، جو اصحاب مراد آباد نے دریافت کئے تھے، اس لئے سب سے بڑی تعداد، اہل مراد آباد کے سوالات کے جواب میں ہے، یہ پورے مجموعہ کا ایک تہائی یا اس سے کچھ زائد حصہ ہے۔ اس کے بعد، ضلع بجنور اور اس کے قصبہات فتوح آباد، ساکنین کے فتوے شمار کئے جاسکتے ہیں، ان دونوں مقامات سے دستیاب فتاویٰ، فتاویٰ رشیدیہ کے آدھے سے زیادہ حصہ کا احاطہ کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی دسیوں مقامات سے، موصول فتاویٰ نے جگہ پائی ہے، خود مولانا عزیز الدین صاحب کے دریافت کئے ہوئے تقریباً ساٹھ سوالات اور ان کے جوابات، بلا ترتیب موقع بہ موقع درج ہیں۔

نہایت تعجب ہے کہ جہاں سے سب سے زیادہ فتوے ملنے چاہئیں تھے، مثلاً گنگوہی، سہارنپور، دیوبند، کاندھلہ، دہلی اور پنجاب کے مواقع و قصبہات وغیرہ، جہاں حضرت مولانا گنگوہی کے متوسلین کے پاس حضرت کے لکھے ہوئے فتاویٰ رشیدیہ کے مندرجات سے سو گنا فتاوے موجود تھے مگر وہاں سے کسی نے دست تعاون نہیں بڑھایا اور اس مجموعہ فتویٰ میں شامل کرنے کے لئے، مولوی عزیز الدین صاحب کی مکرر گزارشات کے باوجود کوئی فتویٰ نہیں بھیجا۔

### ایک اور اہتمام

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مؤلف فتاویٰ رشیدیہ نے، حضرت مولانا گنگوہی کے بدست خاص لکھے ہوئے فتاویٰ کو، اپنی کتاب میں اولیت دی ہے اور جو فتاویٰ مولانا محمد یحییٰ صاحب کے قلم بہ مکتوبہ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بلا تکلف، بقلم مولوی محمد یحییٰ کی صراحت کی ہے۔ اوپر آچکا ہے کہ اگر کوئی فتویٰ مولانا محمد یحییٰ کے علاوہ، حضرت کے کسی اور خادم و کاتب کے قلم سے ہے، تو اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ اور وہ متواتر اس کا بھی اعلان کرتے رہے اور پابندی سے یہ اشتہار چھاپتے رہے کہ:

”ان تمام فتاویٰ کی اصل ہمارے پاس موجود ہے، جو صاحب ملاحظہ فرمانا چاہیں، ملاحظہ فرمائیں“

### مولوی عزیز الدین نے پوری زندگی اصل فتاویٰ محفوظ رکھے

صرف یہی نہیں، بلکہ مؤلف فتاویٰ رشیدیہ نے، اصل فتوؤں کی تمام عمر حفاظت کی اور ان کی وفات کے بعد بھی برسوں تک، یہ ذخیرہ جوں کا توں موجود اور محفوظ رہا، آج سے تقریباً پندرہ سال قبل تک اس کی موجودگی کی اطلاع ہے، اس کے بعد اس کا حال معلوم نہیں۔ اس پوری روداد میں اگر کوئی کہے تو یہ ہے، کہ مولوی عزیز الدین صاحب کے بار بار اعلانات کے باوجود کسی نے بھی مطبوعہ نسخہ کی اصل فتاویٰ سے مطابقت کی زحمت نہیں فرمائی، پچاس سال سے زائد عرصہ تک یہ تمام فتاویٰ رکھے رہے، موجود رہے مگر ان کے براہ راست مطالعہ کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

### مزید فتاویٰ اور آخری حصوں کے لئے اور جدوجہد

مولانا عزیز الدین صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ کی ترتیب و طباعت کے لئے، غالباً بڑا منصوبہ بنایا تھا، اس لئے ذاتی طور پر فتاویٰ کی جستجو اور فراہمی کے علاوہ، کئی مرتبہ اشتہارات بھی شائع کئے، متعلقہ اصحاب کو خطوط لکھے، بار بار اشتہار بھجوائے، عریضے پیش کئے مگر اس ذخیرہ کے حامل اکثر اصحاب نے

مولانا عزیز الدین کی گزارش پر کان نہیں دھرا، اور اس بڑی دینی فقہی خدمت و کاوش کو لائق اعتنا نہیں سمجھا مگر اس بے توجہی سے مولوی عزیز الدین بد دل نہیں ہوئے، اپنے کام میں برابر لگے رہے۔

**مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ کا چوتھا اور پانچواں حصہ؟** مولانا عزیز الدین کے فتاویٰ رشیدیہ کے، تین حصے تو معروف اور دستیاب ہیں، ان کے علاوہ دو حصے اور بھی تھے جو بالکل مفقود و معدوم ہیں، حال آں کہ چوتھا حصہ مکمل اور کتابت ہو کر چھپنے کے لئے چلا گیا تھا، پانچواں زیر ترتیب تھا اور مولانا کی بعض تحریرات سے جھلکتا ہے، ان کا اس سلسلے کو اور آگے بڑھانے کا خیال تھا، مگر کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ بڑا کام کیوں ناقص و ناقصا رہ گیا اور کس وجہ سے اس کا چوتھا پانچواں حصہ عام نہیں ہوا اور بعد کے حصے تو وجود میں آنے سے بھی محروم رہ گئے۔

**پہلی طباعت** فتاویٰ رشیدیہ کے پہلے حصہ کی طباعت کب شروع ہوئی، اس کا تذکرہ نہیں ملتا، مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس کی کتابت حضرت مولانا کی حیات میں مکمل ہو گئی تھی، طباعت بعد میں پوری ہوئی، تکمیل طباعت کی، کتاب کے آخری صفحہ پر، ان الفاظ میں صراحت ہے:

”الحمد لله والمنة کہ بتاریخ ۱۵ رذی قعدہ ۱۳۲۳ھ [۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء] کو یہ پہلا حصہ اختتام کو پہنچا“

بفضلہ و کرمہ (۱)

یعنی فتاویٰ رشیدیہ کے پہلے حصہ کی، پہلی طباعت، حضرت مولانا گنگوئی کی وفات ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ / ۱۵ اگست ۱۹۰۵ء کے تقریباً پانچ مہینہ کے بعد مکمل ہو آ گئی تھی۔ یہ نسخہ برلاس پریس اور شمس المطابع مراد آباد میں چھپا تھا، یہ سب سے پہلی طباعت، ایک سو اسی صفحات پر مشتمل ہے، جس میں آخری نائل کا ایک صفحہ بھی شامل ہے۔

سردوق کے بعد، اصل کتاب سے پہلے، انھیں کس صفحات ہیں، جس میں اول صحت نامہ اغلاط ہے، جو بڑھ صفحوں پر آیا ہے، اس کے بعد خاصی مفصل فہرست مضامین ہے، جو ساڑھے بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں فتاویٰ شروع ہو گئے ہیں۔ سردوق کے بالکل آخری صفحہ پر مولوی سید فرید احمد صاحب و فامراد آبادی کا نوشتہ فقرہ تاریخ اور قطعہ تاریخ ہے۔

فقرہ تاریخ یہ ہے: ”رسالہ فتاویٰ رشیدیہ“ ۱۳۲۳ھ قطعہ تاریخ بھی ملاحظہ ہو:

چوایں نسخہ بے بدل طبع شد ز رحمت بعید و برکت قریب  
چہ تاریخ احسن، برآمد وفا ملک گفت: ”زیرا عجیب و غریب“

(۲) ۱۳۲۳ھ

(۲) فتاویٰ رشیدیہ طبع اول، سردوق کا آخری، چوتھا نسخہ۔

(۱) فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول، طبع اول، ۱۲۶۱ھ

اس کے لیے حقوق حباست محفوظ ہونے کا اعلان شائع کیا گیا ہے:

”حق کا پلہ راست کتاب ۳۴۴ مزاج الدین اہل انکراہ و سید حسری یا صاحبہ محفوظ ہے (۱۶)

**حصہ سوم کی پہلی اشاعت** پہلے حصہ کی حباست کے بعد جلدی حصہ سوم بھی شائع ہو گیا تھا۔ حصہ دوم انفس الطلاق مرآۃ باد سے چھپا۔ آخری صفحہ کے بعد نکل کے آخری صفحہ پر، جیسے شعروں پر مشتمل قطعہ سترہ ہوتا ہے، خوش محو علی گرامی سرخس کی یادگار ہے۔ کہا ہے:

### تاریخ طبع

از لطائف طبع مؤرخ بے مثال شاعر ضریح مثال خوشی محو علی صاحب گرامی سرخس

لفظ دعاء نغم الہدی فی الوری	فسر الغلو بوزن الکبید
یہذا القسویٰ القسویٰ لکم	لفظ جہاء بشری لجمع العبد
کہ نہ اچھوہ جنیں مر دین	منو بعد مر شد ہا مد
خزانہ طا دین اسلام کا	فی باب رضوان کی گویا کلید
ضروری مسائل ہنس و جہ	ہیں ارشاد مرشد سے دین کے رشید
کہا ہو کے خوش با لطف فیہ نے	نفس الفتاوی نام رشید

۱۳۳۳ھ

اس کے اختتام پر خاتمہ طبع ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

### خاتمة الطبع

بسم اللہ والحمد للہ کہ تاریخ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ کو یہ مجموعہ تبرکہ حصہ دوم جس میں تقریباً تھوڑی چوبیس سو سال ہیں، اختتام کو پہنچا۔

**حصہ سوم کی پہلی اشاعت** مولانا عزیز الدین صاحب کی یہ کاوش اہل انکرا کے یہاں مقبول ہوئی تھی اس لیے اس مسئلہ کو آگے بڑھانے اور جاری رکھنے کی فرمائش آتی رہی، مولانا عزیز الدین صاحب بھی اس سے اس کے صاحب و نواب تھے دوسرا حصہ مکمل ہوتے ہی چھپنے کے لئے چلا گیا تھا۔ اس لئے تیسرا حصہ، فضل مسیحی نکل کے اختتام سے افضل الطلاق مرآۃ باد سے ۳۰ مارچ ۱۳۴۳ھ (۱۳ مارچ ۱۹۱۰ء) میں شائع ہوا۔ خاتمہ الطبع تاریخ ذیل ہے:

ذیات النبیؐ طبع اول مرآۃ باد آخری چوتھا صفحہ



الحمد لله والمنة کہ بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ کو یہ مجموعہ متبرکہ حصہ سوم، جس میں تقریباً تعدادی چار سو مسائل ہیں، اختتام کو پہنچا۔ (۱)

یہ کلمات ص ۱۶۰ کے اختتام پر ہیں، ص ۱۶۱ سے ص ۱۶۲ تک فہرست مضامین ہے، ص ۱۶۳ سے ۱۶۶ تک صحت نامہ حصہ سوم آیا ہے، اسی صفحہ پر درج ایک اشتہار و اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ کو، دیوبند کے جلسہ دستار بندی تک، بازار میں لے آنے کے خیال سے، کتابت و طباعت میں جلدی کی گئی، اس کی وجہ سے اس کی صحت کا خاطر خواہ اہتمام نہیں ہو سکا۔

لیکن یہ اعلان اس اشاعت کا نقطہ اختتام نہیں ہے، ایک صفحہ اور ہے، اس پر حضرت مولانا گنگوہی کا قطعہ تاریخ وفات ہے، جو فارسی کے انیس اشعار پر مشتمل ہے۔ سرورق کے آخری چوتھے صفحہ پر، حضرت مولانا گنگوہی، حضرت مولانا محمود حسن اور حضرت مولانا تھانوی کی تصانیف کی تاجرانہ فہرست ہے، یہ اشتہار بھی اس کی ایک ضمنی تصدیق ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب [کم سے کم، اس اشاعت کے وقت تک] ان حضرات کے دامن گرفتہ، دینی فقہی نظریات اور سلوک و تصوف میں ان کے طریقہ پر تھے۔

**حصہ چہارم و پنجم کی کتاب و طباعت** فتاویٰ رشیدیہ کی ترتیب و اشاعت کا کام، تیسرے حصہ پر ختم نہیں ہوا تھا، اس کے بعد بھی کم سے کم دو حصے [چہارم، پنجم] اور مرتب ہوئے تھے۔ چوتھے حصہ کے شائع کرنے یا زیر اشاعت ہونے کا، مولانا عزیز الدین صاحب فتاویٰ رشیدیہ کی پہلی، دوسری اشاعت کے مختلف حصوں میں، کئی مرتبہ اعلان کیا، حصہ سوم کے طبع اول کے سرورق کے دوسرے صفحہ پر، ایک مفصل اشتہار میں، اس کا دو مرتبہ ذکر آیا ہے۔ اس اشتہار سے ان فتاویٰ کی اصلیت پر شبہ کا بھی جواب ملتا ہے، اس لئے یہاں یہ اشتہار نقل کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے:

### التماس

الحمد لله کہ اکثر حضرات شائقین کی توجہ دلی اور صدق سعی نے ہم احقران کو، تیسرے و چوتھے حصہ فتاویٰ رشیدیہ کی جانب ہمت دلائی اور اپنے دل ربا و جانہ قلمی فتاویٰ، حضرت مولانا گنگوہیؒ کے، آغوش محبت سے جدا کر کے، بسہیل واک ہم احقران کو، ان کے نام ارسال کئے، ہم کو معزز و ممتاز اور کل ناظرین کو مستفیض فرمایا، جزاک اللہ فنعم الجزاء۔

جس کسی صاحب کو کسی مسئلہ میں تردد پیش آئے، وہ مرتفع ہو سکتا ہے، ان کل فتاویٰ کی اصل ہمارے اور ہمارے احباب کے پاس موجود ہے۔ یہ تیسرا حصہ حاضر خدمت، چوتھا حصہ انشاء اللہ بہت جلد طبع ہو کر،



**اشاعت دوم، مراد آباد** پہلا حصہ طباعت کے بعد جلد ہی کم یاب ہو گیا تھا، طلب بڑھتی جا رہی تھی، اس لئے مولانا عزیز الدین صاحب نے طبع اول کو دوبارہ جوں کا توں شائع کر دیا، اس پر تاریخ اشاعت بھی وہی درج ہے، جو پہلی اشاعت میں تھی، حالانکہ یہ حقیقت میں پہلی اشاعت نہیں، بلکہ پہلی اشاعت کا ٹکڑا (Re Print) ہے، فرق صرف یہ ہے کہ پہلی اشاعت برلاس پریس سے چھپی تھی، جیسا کہ اس کے تعارف گزر گیا ہے، یہ عکس یا پیش، افضل المطابع، مراد آباد سے چھپا تھا۔ مطبع کی صراحت کے علاوہ، دونوں میں سے ایک فرق یہ بھی ہے، کہ پہلی طباعت کا سرورق ہلکے رنگ کا باریک کاغذ کا ہے، دوسری طباعت کا سرورق ذرا دبیز کاغذ پر چھپایا گیا ہے۔

**اشاعت سوم، مراد آباد** حصہ اول کی دوسری اشاعت بھی فروخت ہو گئی، تو اس حصہ کو مولانا عزیز الدین صاحب نے ایک مرتب اور چھاپا، یہ طباعت، پہلی طباعت کے تین سال بعد اشاعت پذیر ہوئی، یہ بھی مطبع شمس المطابع مراد آباد سے، حاجی شمس الدین کے اہتمام سے چھپی تھی۔ یہ پہلی دونوں طباعتوں سے کسی قدر مختلف ہے، اس کے سرورق کے دوسرے اندرونی صفحہ پر پورے صفحہ کا اشتہار ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ:

### فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول طبع ثالث

عرضہ ہوا یہ حصہ ہم نے بڑی کوشش سے طبع کرنا، حضرات ناظرین کی خدمت میں عموماً اور برادران دینی کی خدمت میں خصوصاً پیش کیا تھا، الحمد للہ کہ ہماری سعی مقبول خاص و عام ہوئی، شائقین کی طلب کی وجہ سے دوبارہ طبع کی نوبت آ گئی، کیوں نہ پسندیدہ عام ہو کہ محدث دہ ہفتیہ عصر، قطب وقت، حضرت مولانا مہاوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز سے، یہ نہایت کارآمد فتاویٰ ہیں، کہ جن سے ہر چھوٹا اور بڑا مستفید نہیں ہے۔ اس کتاب کے تین حصہ طبع ہو چکے ہیں، چوتھے حصہ کی تیاری ہے، قیمت فی حصہ ۱۰ روپے، ان تمام فتوؤں کی اصل ہمارے پاس موجود ہیں، جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جن صاحب کے پاس، حضرت مولانا قدس سرہ کے فتاویٰ موجود ہوں اور ان کا طبع ہونا بھی منظور ہو، تو ہمارے پاس بھیج دیں، انشاء اللہ چوتھے حصہ میں طبع ہوں گے۔

اس طباعت کے آخری صفحہ (سرورق) پر بھی طبع اول، قطعہ تاریخ اور وہی عبارت درج ہے، جو پہلی دونوں اشاعتوں پر تھی، مگر دونوں میں اس سے امتیاز ہو جاتا ہے، کہ پہلی دونوں طباعتیں ایک سو بائیس صفحات پر مشتمل تھیں، اس کے ایک سو چونسٹھ صفحے ہیں۔ یہ صفحات اصل کتاب میں اضافہ نہیں، بلکہ ان صفحات پر کتابوں کی تاجرانہ فہرست چھپی ہے۔ یہ اشاعت غالباً ۱۳۶۹ھ (۱۹۰۹ء) کی ہے۔

**حصہ سوم کی اشاعت دوم** فتاویٰ کا تیسرا حصہ افضل المطالع مراد آباد سے ۱۳۲۸ھ [۱۹۱۰ء] میں چھپا تھا، اس حصہ کی دوسری اشاعت بھی اسی مطبع سے نکلی، اس پر سنہ طباعت موجود نہیں مگر دونوں میں چند صفحات کی کمی زیادتی ہے۔ پہلی اشاعت ایک سو چھتر (۱۷۶) صفحات پر ہے، دوسری میں ایک سو چھیالیس صفحات ہیں۔

**مرتب کے اہتمام سے تینوں حصوں کی رحمیہ سنہری مسجد دہلی سے اشاعت** فتاویٰ کی بار بار اشاعت کے باوجود، اس کی پذیرائی اور مقبولیت روز افزوں تھی، اس لئے مرتب اور ناشر نے، اس کی ایک بہتر، نسبتہ عمدہ اور یکساں طباعت کا دہلی میں انتظام کیا تھا۔ یہ نسخہ نسخہ حافظ عبدالغنی صاحب، کتب خانہ رحمیہ، سنہری مسجد دہلی کے نام سے چھپا تھا، اس پر سنہ طباعت درج نہیں، سرورق کے آخری صفحہ پر، پہلی تینوں اشاعتوں کی طرح، مولانا عزیز الدین صاحب کا نام اور پتہ چھپا ہے، اس میں بھی وہی مضمون ہے، جو اوپر نقل ہو چکا ہے۔ اس طباعت کا صرف پہلا حصہ میری نظر سے گزرا ہے، اس لئے اس ادارے سے دوسرے، تیسرے حصہ کی طباعت کے متعلق، کچھ کہنا ممکن نہیں۔

**مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند: ۱۳۳۳ھ** فتاویٰ رشیدیہ کی جو پذیرائی ہوئی، اس کا تقاضہ بلکہ حق بھی تھا کہ اس کا ایک اچھا ایڈیشن دیوبند سے شائع ہو، مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے، اپنے مطبع قاسمی دیوبند سے اس کی طباعت کا انتظام کیا۔ یہ طباعت مولانا عماد الدین شیر کوئی کے اہتمام سے چھپی اور اس وقت تک کی تمام طباعتوں میں سب سے بہتر ہے۔ مطبع قاسمی کا مطبوعہ نسخہ ۱۳۳۳ھ [۱۹۱۵ء] میں زیر طباعت سے آراستہ ہوا اور غالباً مکمل کتاب [تینوں حصے] ایک ساتھ چھپے تھے، اس کا صرف دوسرا حصہ راقم سطور کے سامنے ہے، دوسرے حصوں کی تلاش و دریافت میں کامیاب نہیں ہوا۔

**مطبوعہ کتب خانہ رحمیہ جامع مسجد دہلی: ۱۳۲۸ھ، ۱۳۵۲ھ** مطبع قاسمی کے بعد جو طباعت راقم کو ملی، وہ کتب خانہ رحمیہ کی دوسری طباعت ہے، جو تصحیح، ترتیب، تہویب، کاغذ اشاعت وغیرہ، ہر پہلو سے، پہلی طباعتوں سے بہت بہتر ہے۔

اس طباعت کے لئے تصحیح و تہویب کی خدمت، مولانا مفتی کفایت اللہ کی نگرانی اور سرپرستی میں ہوئی تھی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب اس کی تخریج مسائل بھی کرائی تھی اور ایک جامع حاشیہ بھی لکھوا تھا، یقیناً اس حاشیہ کی اشاعت سے فتاویٰ رشیدیہ کی افادیت و منزلت میں بہت اضافہ ہوتا مگر افسوس ہے کہ یہ حاشیہ، کتاب کی ضخامت اور قیمت بہت بڑھ جانے کے خوف سے [کیوں کہ حاشیہ بہت مفصل اور اصل کتاب کے برابر تھا] شائع نہیں کیا گیا۔

یہ نسخہ تین علیحدہ حصوں میں، کتب خانہ رحمیہ، سنہری مسجد دہلی سے علیحدہ علیحدہ چھپا تھا، پہلا حصہ ۱۳۲۸ھ [۱۹۱۰ء] میں چھپا، یہ اشاعت بہت مقبول ہوئی، بار بار چھپتی رہی اور کثرت سے فروخت ہوئی اور اب تک بھی فتاویٰ رشیدیہ کا زیادتی

نسخہ ای کو کھنچا جاتا ہے۔ رشیدیہ کی اس کے اشاعت کے بعد سے، فتاویٰ رشیدیہ کے جس قدر بھی نسخے ہیں، وہ تمام اسی اشاعت کی ویل نقل ہیں، کسی مرتب و ناشر نے ترتیب و تہویب میں جزوی ترمیم کی ہے، یا بعض عنوانات میں کچھ حذف و اضافہ کیا ہے، مجموعہ نسخہ وہی ہے جو رشیدیہ سے چھپا تھا۔

**کتب خانہ رشیدیہ سے شائع چند اور اشاعتیں** رشیدیہ کی طباعتیں چھوٹے درجہ مقبول اور پسندیدہ خاص و عام ہوئیں، مگر اس ادارہ نے فتاویٰ کے کئی ایڈیشن متواتر چھاپے اور یہ سلسلہ رسول تک جاری رہا۔ رشیدیہ دہلی کی اشاعت کے بعد دہلی کے یاسکی اور جگد کے کسی ادارہ نے، فتاویٰ رشیدیہ چھاپا ہو، میرے علم میں نہیں مگر ۱۹۴۷ء کے بعد، غالباً سب سے پہلے کراچی کے ناشرین نے، فتاویٰ رشیدیہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا، ان کی اور رشیدیہ کی نقول ہندوستان میں بھی چھپتی رہیں، بعد میں دہلی ہندوستان سے بار بار چھپی اور چھپ رہی ہے، جس سے زائد طباعتیں میری نظر سے گذری ہیں مگر ان میں کوئی نئی بات، ترتیب، تصحیح، مقابلہ وغیرہ کی کوئی کوشش مجھے نظر نہیں آتی۔

**کراچی کی طباعتیں اور فتاویٰ رشیدیہ میں چند اضافات و ترمیمات** ۱۹۴۷ء کے بعد، کراچی سے فتاویٰ رشیدیہ کی نئی اور متواتر طباعت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، اس میں بھی تصحیح و تحقیق وغیرہ کا کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا گیا۔ صرف ایک اشاعت طبع سعیدی کراچی کی، ایسی نظر سے گذری تھی، جس پر ایک تحریر مولانا سبحان محمود صاحب کی چھپی ہوئی تھی کہ ہم نے اس کی تہویب اور تصحیح کی ہے۔ چونکہ ہمارے یہاں ہندوستان دونوں ملکوں میں دوسروں کی کتابوں، مطبوعات کو، بلا کسی اجازت کے بغیر شائع طور پر، چھپا دینا، اچھا نہ ہے، اس لئے اس طباعت کی نقلیں بھی، شروع کی تفصیلات و گذارشات نکال کر ہندوستان میں کثرت سے چھپیں۔ پھر کراچی ہی کے کسی ناشر نے اپنی راہ الگ نکالی، فتاویٰ کا ایک نیا ایڈیشن شائع کیا، جس میں حضرت مولانا مفتوی کے فقہی ارشادات و ملفوظات بھی شامل کر لئے۔ اگرچہ یہ طریقہ بالکل غلط اور قطعاً غیر علمی تھا، فقہ و فتویٰ کے ذمہ داران کا میں اصول، ملفوظات کی جن کا حوالہ بھی درج نہ ہوا، اچھا بہت نہیں، مگر جب فتاویٰ پہلو پر کسل جسد لذبذیب کا نظریہ غالب ہوا، ایسے میں استدلال و اعتماد کی بات بے فائدہ ہوتی ہے، یہی اس طباعت میں بھی ہوا۔ ملفوظات والا نسخہ جیسے ہی اس کی نقلیں عام ہوئیں۔ اس وقت سے یہی نسخہ چھپ رہا ہے، چل رہا ہے۔

**فتاویٰ کی ملفوظات کے ساتھ کراچی سے اشاعت** یہ طباعت جس میں ملفوظات فتاویٰ کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں، اس نے مرتب کیا تھا اور سب سے پہلے اس نے اس کو شائع کیا، اس کا صحیح علم نہیں مگر اس قسم کی جو سب سے پہلی اشاعت راقم کو ملی، وہ کارخانہ محمدی، کھیمہ کاونٹی، کراچی، پاکستان کی ہے، اس میں مرتب کا نام اور سند اشاعت موجود نہیں، غالباً ۱۹۵۵ء کے قریب کی اشاعت ہے، اس میں تہویب و ترتیب میں مزید عمدگی اور بہتری کا اعلان



کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ میں ملفوظات کی شرکت، اس ادارہ کی ”حرکت“ نہیں تھی۔ یہ کام اس سے پہلے کسی اور ناشر نے کیا تھا، زیرِ نظر نسخہ کارخانہ محمد علی، کراچی میں، ملفوظات کو صرف موضوعات کے لحاظ سے مرتب کر کے پیش کرنے کی کوشش ہوئی ہے، یعنی ملفوظات ہر اک باب کی مناسبت سے، متحدہ و متحدہ کر کے، اس باب کے آخر میں درج کئے گئے ہیں۔ ناشر نے لکھا ہے:

”حضرت گیسو کے یہ فتاویٰ یوں تو اس سے پہلے بھی شائع ہوتے رہے ہیں، لیکن ہم نے جدید ملکی ایڈیشن کی ترتیب و تہذیب کو، فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا ہے اور عصر حاضر کی ذہنی اور مزاجی کیفیات کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ یعنی چہ؟ نور! ہم نے جملہ مسائل کو ان کو نوعیت اور اقسام کے اعتبار سے، الگ الگ کتاب اور ابواب کے ماتحت ایک جگہ کر دیا ہے، اس طرح قاری کو کسی بھی مسئلہ میں اس کا جواب تلاش کرنے میں، وقت اور پریشانی نہ اٹھانی پڑے گی، فہرست مضامین میں متعلقہ مسائل کی کتاب اور باب پر نظر ڈالئے اور صفحہ متعلقہ کھول کر، جواب حاصل کر لیجئے۔

اسی طرح کچھلی اشاعت میں ملفوظات منتشر و متفرق تھے، ہم نے انہیں بھی ابواب کے اختتام پر، ایک جگہ کر دیا ہے، ان تمام مساعی اور کوششوں کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما تھا کہ، اس مفید چیز کے افادے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کر دیا جائے۔“ (۱)

**تالیفات رشیدیہ** فتاویٰ رشیدیہ کی ایک معروف اشاعت وہ ہے، جو تالیفات رشیدیہ کے نام سے ۱۳۹۸ھ ۱۹۸۷ء میں ادارہ اسلامیات، لاہور سے پہلی مرتبہ چھپی تھی۔ اس میں فتاویٰ کے علاوہ، حضرت مولانا گیسو کی چند تالیفات بھی شامل و شائع کی گئی ہیں۔

اس اشاعت میں شامل، فتاویٰ غالباً اس اشاعت کی نقل ہیں، جس کا اشاعت کراچی کے تحت تعارف نژاد ہے، اس کی تمہید اور مندرجات بھی وہی ہیں، جو نسخہ کراچی کے تھے، مگر تفصیلات سے قطع نظر، یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ دونوں اشاعتیں صحیح اور اصول سے مطابقت کی نہایت محتاج ہیں۔ (۲) نیز اس کو مجموعہ تالیفات رشیدیہ کہا بھی شاید صحیح نہیں، اس لئے کہ اس میں حضرت مولانا کی جملہ تالیفات شامل نہیں، جو ہیں وہ مجموعہ فتاویٰ کے ضمیمہ کے طور پر ہیں، اگر اس کا نام ”فتاویٰ

(۱) فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳، ناشران محمد علی کارخانہ مطابقت کتب - کراچی ۳۸ - ۱۱۱۔

(۲) ان دونوں طبعات کی فرماؤں و شقوق، بعض احوال و اضافوں، نیز کتابت کی بڑی تقصیروں پر متحمل مضامین کی ضرورت ہے۔ اگرچہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں میں فتاویٰ رشیدیہ اور تالیفات رشیدیہ سے بلا تکلف رجوع کیا جاسکتا ہے مگر کسی نے بھی اس کی تصحیح پر توجہ نہیں کی اس کی فرمائشوں پر نظر نہیں پڑا، اس نے سلفیت، خلاف و کرم و شرف پر مبنی تفسیر و ادبی جائزہ کی ضرورت اب تک محسوس ہوتی ہے۔





فرمایا، ان عالم صاحب نے بہت محنت اور توجہ سے مفصل حاشیہ لکھا، جس کا ترجمہ جزئیات و روایات کی وجہ سے، بڑا حد درجہ پیچیدہ تھا، چند توضیحات و فوائد اردو میں بھی لکھے گئے تھے، مگر افسوس کہ قادیان کی ضحمت و غیرہ بہت بڑھ جانے کے خیال سے، اس قیمتی حاشیہ کو، جس میں مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے بڑے مفتی کی نگرانی و سرپرستی شامل تھی، شائع نہیں کیا گیا۔

میں نے سنا ہے کہ یہ حاشیہ ساڑھے تین سو، پونے چار صفحات پر مشتمل تھا، اس کو میرے ایک بڑے علمی محسن، نہایت سرگرم، صاحبِ نظر اور باذوق، حافظ توفیق احمد صاحب علوی کیرانوی رحمہ اللہ نے، کتب خانہ رحیمہ کے وارثین کے یہاں، ایک سے زائد مرتبہ دیکھا اور وہاں سے اس کی نقل یا عکس لینے کے لئے، خاصی کوشش کی مگر وہ صاحبان آمادہ نہیں ہوئے، اور ان سطور کی تحریر کے دوران جب اس خانوادہ کے موجودہ اصحاب سے رجوع کیا گیا، تو یہ تکلیف دینے والی اطلاع ملی، کہ گھر کی نئی تعمیر کے وقت گھر میں جو ملکی اثاثہ اور کتابیں وغیرہ تھیں، وہ سب مختلف افراد، اپنے اپنے ذوق کے مطابق اٹھا کر لے گئے تھے، اس لئے معلوم نہیں اس کا کیا ہوا اور کون اس کو لے گیا۔

(۲) حاشیہ، مرتبہ مولانا مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی ایک اور سہہ مفصل اور جامع حاشیہ مولانا مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی خیر آباد، اعظم گڑھ مفتی دارالعلوم دیوبند کا ہے۔ دو جلدوں اور ساڑھے گیارہ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے، کمپوز ہو کر اشاعت کے لئے تیار رکھا ہے، بعض اور کام سامنے آ جانے کی وجہ سے، اس کی طباعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔

(۳) حاشیہ، مرتبہ مفتی محمد یوسف صاحب [دیوبند غالباً ۱۳۹۹ھ] ایک اور حاشیہ دارالعلوم دیوبند ایک اور استاد، مولانا مفتی یوسف اتاؤلی، ضلع مظفر نگر اکا ہے، اس میں متوسط حاشیہ ہے، تصحیح اور مقابلہ متن کے لئے اور نسخوں کی طرح، اس میں بھی توجہ نہیں کی گئی، تاہم ہندوستان میں اس وقت تک حسن طباعت طباعت کے لحاظ سے، سب سے بہتر ہے، کمپوزنگ اور طباعت عمدہ ہے، جلد بھی خوبصورت ہے، یہ حاشیہ قادیانِ رشیدیہ کے معروف مطبوعہ نسخہ پر مبنی ہے۔ دونوں جلدوں کے نو سو چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہیں، سنہ طباعت درج نہیں، اندرونی مخمنی مندرجات سے، ۱۳۹۹ھ معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حاشیہ مطبوعہ اکوڑہ خٹک، بلا سنہ نسخہ دیوبند کے بعد ایک حاشیہ، مہتمم المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور، پاکستان سے چھپا ہے، اس پر تعلیق کا کام مفتی نصیر محمد حقانی اور مفتی عبدالہادی حقانی نے، مفتی غلام قادر نعمانی کی نگرانی میں کیا ہے۔ حاشیہ نسخہ دیوبند کی طرح اوسط درجہ کا ہے، مگر اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں فقہ حنفی کے اہم ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے، ضمنی ثانوی کتابوں کا تذکرہ ہے نہ حوالہ، مجموعی طور پر نسخہ دیوبند سے مفید اور بہتر معلوم ہوتا ہے۔

یہ طباعت ایک ہی جلد میں ہے، کمپوزنگ متن اور حواشی دونوں کی صاف ستھری ہے، آٹھ سو پینتیس ۸۳۵ صفحات پر مشتمل ہے، جلد کا ڈیزائن وغیرہ دلکش ہے۔

(۵) شاہی ترجمہ و تہذیب کا ایک اور کام کوئٹہ، بلوچستان، پاکستان کے ایک علمی ادارہ میں ہوا ہے، اور یہ بظاہر شائع ہو چکا ہے مگر اس کی کوئی تفصیل راقم کو دستیاب نہیں ہوئی۔

**خلاصہ فتاویٰ رشیدیہ** فتویٰ رشیدیہ کے تینوں حصوں کا ایک خلاصہ بھی مرتب کیا گیا تھا، جس میں سوالات حذف کر دیئے گئے ہیں اور جوابات میں بھی تمام مندرجات کا احاطہ نہیں، مرتب نے اپنے ذوق یا شاید ضرورت کے مطابق، اہم اور ضروری ضروری جوابات ترتیب وار نقل کئے ہیں، تینوں حصوں کے منتخبات پر متحدہ شمار درج ہے۔ یہ پورا مجموعہ یا انتخاب درمیانی پرنٹس کے، ایک سو پچیس صفحات پر مشتمل ہے، تحریر عمدہ صاف ستھری رواں ہے، شروع میں تینوں حصوں کی مکمل فہرست اور اختصار پر ”ختم شد“ کی وضاحت بھی ہے مگر کاتب و شخص نے اپنا نام، مقام اور سند کتابت و تحریر رقم نہیں کیا، لیکن اس کے ساتھ شامل بعض اور تجزیوں سے خیال ہوتا ہے، کہ یہ انتخاب ۱۳۵۵ھ، ۱۹۳۶ء کے بعد کسی وقت ہوا ہے۔ اس کا فوٹو اسٹیت ہمارے ذخیرہ میں موجود ہے۔

**فتاویٰ رشیدیہ پر چند شبہات و اعتراضات:** فتویٰ رشیدیہ اگرچہ کثرت سے چھپتا ہے، پڑھا جاتا ہے اور اس سے استفادہ و ترجمہ نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس پر چند شبہات و اعتراضات بھی کئے جاتے ہیں، یہاں ان کا بھی کچھ تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

فتویٰ رشیدیہ کے تینوں حصے ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۸ھ کے درمیان چھپے تھے، اسی وقت سے ان کو قبول عام اور کثرت استفادہ کا امتیاز حاصل ہے۔ ان فتاویٰ کی اشاعت سے تقریباً ۱۳۵۰ھ | ۱۹۳۱ء تک، ان فتویٰ پر شبہ، یا ان کی نقل و اشاعت میں جدائی کا خیال نہیں تھا، نہ ان کے جامع و مرتب مولانا محمد بن عبد اللہ بن صاحب پر کوئی اعتراض کیا گیا، نہ کوئی الزام نہیں لگایا گیا، حالانکہ اس وقت حضرت مولانا گنگوہی نے کئی سوٹا گویا اور بے شمار تنقیدیں دیں، جو موجود تھیں، جن میں سے چچا سوں فقہ و فتاویٰ میں وسیع مہر کی نظر رکھتے تھے اور حضرت مولانا کے فتویٰ کے طرز اور اسلوب تحریر کو خوب جانتے سمجھتے تھے، مگر کسی نے بھی فتاویٰ رشیدیہ کی اس طباعت اور اس میں شامل فتاویٰ کے حضرت مولانا گنگوہی سے اقتساب پر سوال نہیں اٹھایا، اس مجموعہ فتاویٰ کو بلا کسی تحفظ کے پڑھا گیا اور اس سے بلا واسطہ استفادہ و استدلال بھی ہوا۔

اس مجموعہ فتویٰ کی اشاعت کے تقریباً پچیس سال بعد، جب اس کے مرتب، پانچ ایڈیشن شائع ہو کر، عام ہو چکے تھے، پہلی مرتبہ یہ بات سامنے آئی کہ فتویٰ رشیدیہ پر کامل اعتقاد نہیں پایا جاسکتا اور اس کے بعض فتاویٰ کی، حضرت مولانا گنگوہی

کی جانب نسبت مشتبہ ہے۔ غالباً یہ بات سب سے پہلے اس وقت کہی گئی، جب بھاول پور میں قادیانیوں کے آفر اور ان سے نکاح فاسد ہونے کا بہت اہم اور تاریخی مقدمہ چلا ہوا تھا، اس میں قادیانی جماعت کے بڑے مبلغ اور نمائندہ جلال الدین شمس قادیانی نے، اپنے ایک دعویٰ میں فتاویٰ رشیدیہ کی ایک عبارت، ثبوت کے طوع پر پیش کی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے ۶ اوتھل ڈی الحجۃ ۱۳۵۱ھ / مارچ ۱۹۳۳ء میں، اس مقدمہ میں مسلمانوں کے بڑے نمائندہ اور مقدمہ کے اسماعیل بیگ وکار مولانا ابوالوفاء شاہ جہاں پوری نے، فتاویٰ رشیدیہ کی علمی استنادی حیثیت پر، شبہ ظاہر کرتے ہوئے فتاویٰ رشیدیہ کی استنادی حیثیت سے انکار کیا تھا اور جواب دعویٰ میں لکھا تھا کہ:

(۱) فتاویٰ رشیدیہ میں کچھ فتاویٰ ہیں، جن میں اکثر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور بہت سے دوسروں کے بھی، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بھی، ان میں فتاویٰ ہیں اور مولوی لطف اللہ صاحب کے بھی۔

(۲) ان کو جمع کر کے اولاً ایک غیر مقلد، عزیز الدین مملوۃ بادی نے شائع کرایا ہے اور غیر مقلدین کو حضرت سے خصوصی عناد تھا۔

(۳) ان میں اکثر فتاویٰ کے متعلق اکابر علماء دیوبند برابر فرماتے رہے ہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں، بلکہ غلط ان کی طرف منسوب ہیں۔

(۴) القاسم، الرشید وغیرہ میں، اس کے کل فتاویٰ نہ معتبر ہونے کا نوٹ بھی مل سکتا ہے۔ (۱)

مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بھی بعض جزئیات کے اضافہ کے ساتھ، اسی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ اپنے مجموعہ فتاویٰ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

ان کی [فتاویٰ رشیدیہ] اشاعت حضرت کی وفات کے بعد مختلف اطراف میں گئے ہوئے، خطوط کو جمع کر کے کی گئی اور ان میں ایک اختلاف یہ بھی پیش آ گیا، کہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت گیسو پوری قدس سرہ کی بیٹائی نزول ماہ سے جاتی رہی تھی (تذکرۃ الرشید، ج: ۱ ص: ۱۰۰) خود لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے، اس وقت اکثر خطوط اور فتاویٰ کا جواب، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کرتے تھے، جن میں کبھی تو حضرت بطور املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلادیا کہ یہ لکھ دیں۔ اس لئے جو استناد و اعتماد کا درجہ حضرت مددوح کے فتاویٰ کو ہونا چاہئے تھا، اس میں ایک حد تک کمی رہ گئی۔

(۱) مقدمہ مرزا سیہ بھاول پور۔ ص: ۱۳۳۸، جلد سوم۔ [اسلامک فاؤنڈیشن۔ ۱۱ جنوری ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء] جواب دعویٰ میں حین تحقیقات [Point] اور جہان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں، اس لئے ان کا یہاں تذکرہ نہیں کیا گیا۔

فتویٰ رشیدیہ کے ہم سے جو تین حصے شائع ہوئے ہیں، ان میں سے بعض مسائل ایسے بھی ہیں، جن کے متعلق حضرت گیسوئی قدس سرہ کے مخصوص تلامذہ و مریدین اور خلفاء، حضرت ممدوح کے فتاویٰ، شائع شدہ فتویٰ کے خلاف نقل کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں ابتداءً حضرت گیسوئی کا وہی فتویٰ ہو جو شائع ہوا ہے، لیکن آخر تک حاضر خدمت رہنے والے اکابر علماء نے جو نقل کیا، وہی آخری فتویٰ اور راقی قول شمار ہوگا۔

مثلاً ربوانی دار الحرب کے متعلق فتویٰ رشیدیہ میں، امام اعظم ابو حنیفہ کے قول مشہور کے موافق، دار الحرب میں کفار سے سود لینے کو ناجائز ہے، مگر حضرت گیسوئی قدس سرہ کے متعدد مخالفین اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے بارہا یہ سنا، کہ حضرت گیسوئی کا فتویٰ اس باب میں صاحبین اور جمہور کے موافق تھا، اور اسی وجہ سے حضرت ممدوح نے، حضرت حکیم الامت کے رسالہ تجذیر الإخوان پر دستخط نہیں فرمائے کہ اس کے مضمون سے حضرت کو اختلاف تھا۔ اسی طرح سماع موت کے مسئلہ میں، جو مضمون فتویٰ رشیدیہ میں طبع ہوا ہے، استاذی و سیدی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب سابق مفتی دارالعلوم، حضرت گیسوئی کا فتویٰ اس کے خلاف نقل فرماتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (۱)

ہندوستان کے ایک اور بڑے مفتی، مولانا مفتی محمود حسن گیسوئی کی بھی تقریباً یہی رائے تھی، جو مفتی صاحب کے حوالہ سے کئی لوگوں نے نقل کی ہے۔ مولانا بدر الحسن قاسمی سے مفتی صاحب پر اپنے ایک مضمون (انجھ دیں، چھ باتیں) میں لکھا ہے کہ: ”فقہاء کے اقوال جو فتویٰ کے لئے مختار سمجھے جاتے ہیں وہ ان کو انجھی طرح اذہر تھے۔ دوسری طرف امداد الفتویٰ، یو اور التواور، فتاویٰ عیدائی، فتویٰ رشیدیہ وغیرہ بھی ان کی نگاہوں میں اس طرح رہا کرتے تھے کہ مسئلہ کا ذکر آتے ہی، ان کا ذہن فوراً متعلقہ صحیحات کی طرف منتقل ہو جاتا، جگہ مثال کے طور پر فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ عزیزیہ کی تہذیب کے دوران مرتبین کی طرف سے جو تھوڑی بہت کی بیشمنی تھی ہے اور جس کی وجہ سے بعض مسائل میں، ان کے درجہ استناد میں فرق آیا ہے“ (۲)۔ (۳)

مفتی صاحب اس گفتگو میں مولانا مفتی محمد سہول جہاںپوری، سابق مفتی دارالعلوم، دیوبند کا بھی نام لیا کرتے تھے۔ خود میں نے ایک مرتبہ مفتی صاحب سے عرض کیا کہ اس اطلاع کا تاخذ کیا ہے فرمایا دارالافتاء دارالعلوم میں فتاویٰ رشیدیہ کے ایک پرانے چھپے ہوئے نسخہ پر، مولانا محمد سہول صاحب کی تحریر ثبت ہے۔

(۱) فتاویٰ دارالعلوم امداد النعیم فتاویٰ (۱) مفتی محمد قاسمی، مرتبہ، دیوبند، ۱۳۹۵ھ، ۱۳۹۶ھ، ۱۳۹۷ھ، ۱۳۹۸ھ، ۱۳۹۹ھ، ۱۴۰۰ھ، ۱۴۰۱ھ، ۱۴۰۲ھ، ۱۴۰۳ھ، ۱۴۰۴ھ، ۱۴۰۵ھ، ۱۴۰۶ھ، ۱۴۰۷ھ، ۱۴۰۸ھ، ۱۴۰۹ھ، ۱۴۱۰ھ، ۱۴۱۱ھ، ۱۴۱۲ھ، ۱۴۱۳ھ، ۱۴۱۴ھ، ۱۴۱۵ھ، ۱۴۱۶ھ، ۱۴۱۷ھ، ۱۴۱۸ھ، ۱۴۱۹ھ، ۱۴۲۰ھ، ۱۴۲۱ھ، ۱۴۲۲ھ، ۱۴۲۳ھ، ۱۴۲۴ھ، ۱۴۲۵ھ، ۱۴۲۶ھ، ۱۴۲۷ھ، ۱۴۲۸ھ، ۱۴۲۹ھ، ۱۴۳۰ھ، ۱۴۳۱ھ، ۱۴۳۲ھ، ۱۴۳۳ھ، ۱۴۳۴ھ، ۱۴۳۵ھ، ۱۴۳۶ھ، ۱۴۳۷ھ، ۱۴۳۸ھ، ۱۴۳۹ھ، ۱۴۴۰ھ، ۱۴۴۱ھ، ۱۴۴۲ھ، ۱۴۴۳ھ، ۱۴۴۴ھ، ۱۴۴۵ھ، ۱۴۴۶ھ، ۱۴۴۷ھ، ۱۴۴۸ھ، ۱۴۴۹ھ، ۱۴۵۰ھ، ۱۴۵۱ھ، ۱۴۵۲ھ، ۱۴۵۳ھ، ۱۴۵۴ھ، ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۵۷ھ، ۱۴۵۸ھ، ۱۴۵۹ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۶۲ھ، ۱۴۶۳ھ، ۱۴۶۴ھ، ۱۴۶۵ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۶۷ھ، ۱۴۶۸ھ، ۱۴۶۹ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۷۲ھ، ۱۴۷۳ھ، ۱۴۷۴ھ، ۱۴۷۵ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۷۷ھ، ۱۴۷۸ھ، ۱۴۷۹ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۸۲ھ، ۱۴۸۳ھ، ۱۴۸۴ھ، ۱۴۸۵ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۸۷ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۸۹ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۴۹۲ھ، ۱۴۹۳ھ، ۱۴۹۴ھ، ۱۴۹۵ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۴۹۷ھ، ۱۴۹۸ھ، ۱۴۹۹ھ، ۱۵۰۰ھ، ۱۵۰۱ھ، ۱۵۰۲ھ، ۱۵۰۳ھ، ۱۵۰۴ھ، ۱۵۰۵ھ، ۱۵۰۶ھ، ۱۵۰۷ھ، ۱۵۰۸ھ، ۱۵۰۹ھ، ۱۵۱۰ھ، ۱۵۱۱ھ، ۱۵۱۲ھ، ۱۵۱۳ھ، ۱۵۱۴ھ، ۱۵۱۵ھ، ۱۵۱۶ھ، ۱۵۱۷ھ، ۱۵۱۸ھ، ۱۵۱۹ھ، ۱۵۲۰ھ، ۱۵۲۱ھ، ۱۵۲۲ھ، ۱۵۲۳ھ، ۱۵۲۴ھ، ۱۵۲۵ھ، ۱۵۲۶ھ، ۱۵۲۷ھ، ۱۵۲۸ھ، ۱۵۲۹ھ، ۱۵۳۰ھ، ۱۵۳۱ھ، ۱۵۳۲ھ، ۱۵۳۳ھ، ۱۵۳۴ھ، ۱۵۳۵ھ، ۱۵۳۶ھ، ۱۵۳۷ھ، ۱۵۳۸ھ، ۱۵۳۹ھ، ۱۵۴۰ھ، ۱۵۴۱ھ، ۱۵۴۲ھ، ۱۵۴۳ھ، ۱۵۴۴ھ، ۱۵۴۵ھ، ۱۵۴۶ھ، ۱۵۴۷ھ، ۱۵۴۸ھ، ۱۵۴۹ھ، ۱۵۵۰ھ، ۱۵۵۱ھ، ۱۵۵۲ھ، ۱۵۵۳ھ، ۱۵۵۴ھ، ۱۵۵۵ھ، ۱۵۵۶ھ، ۱۵۵۷ھ، ۱۵۵۸ھ، ۱۵۵۹ھ، ۱۵۶۰ھ، ۱۵۶۱ھ، ۱۵۶۲ھ، ۱۵۶۳ھ، ۱۵۶۴ھ، ۱۵۶۵ھ، ۱۵۶۶ھ، ۱۵۶۷ھ، ۱۵۶۸ھ، ۱۵۶۹ھ، ۱۵۷۰ھ، ۱۵۷۱ھ، ۱۵۷۲ھ، ۱۵۷۳ھ، ۱۵۷۴ھ، ۱۵۷۵ھ، ۱۵۷۶ھ، ۱۵۷۷ھ، ۱۵۷۸ھ، ۱۵۷۹ھ، ۱۵۸۰ھ، ۱۵۸۱ھ، ۱۵۸۲ھ، ۱۵۸۳ھ، ۱۵۸۴ھ، ۱۵۸۵ھ، ۱۵۸۶ھ، ۱۵۸۷ھ، ۱۵۸۸ھ، ۱۵۸۹ھ، ۱۵۹۰ھ، ۱۵۹۱ھ، ۱۵۹۲ھ، ۱۵۹۳ھ، ۱۵۹۴ھ، ۱۵۹۵ھ، ۱۵۹۶ھ، ۱۵۹۷ھ، ۱۵۹۸ھ، ۱۵۹۹ھ، ۱۶۰۰ھ، ۱۶۰۱ھ، ۱۶۰۲ھ، ۱۶۰۳ھ، ۱۶۰۴ھ، ۱۶۰۵ھ، ۱۶۰۶ھ، ۱۶۰۷ھ، ۱۶۰۸ھ، ۱۶۰۹ھ، ۱۶۱۰ھ، ۱۶۱۱ھ، ۱۶۱۲ھ، ۱۶۱۳ھ، ۱۶۱۴ھ، ۱۶۱۵ھ، ۱۶۱۶ھ، ۱۶۱۷ھ، ۱۶۱۸ھ، ۱۶۱۹ھ، ۱۶۲۰ھ، ۱۶۲۱ھ، ۱۶۲۲ھ، ۱۶۲۳ھ، ۱۶۲۴ھ، ۱۶۲۵ھ، ۱۶۲۶ھ، ۱۶۲۷ھ، ۱۶۲۸ھ، ۱۶۲۹ھ، ۱۶۳۰ھ، ۱۶۳۱ھ، ۱۶۳۲ھ، ۱۶۳۳ھ، ۱۶۳۴ھ، ۱۶۳۵ھ، ۱۶۳۶ھ، ۱۶۳۷ھ، ۱۶۳۸ھ، ۱۶۳۹ھ، ۱۶۴۰ھ، ۱۶۴۱ھ، ۱۶۴۲ھ، ۱۶۴۳ھ، ۱۶۴۴ھ، ۱۶۴۵ھ، ۱۶۴۶ھ، ۱۶۴۷ھ، ۱۶۴۸ھ، ۱۶۴۹ھ، ۱۶۵۰ھ، ۱۶۵۱ھ، ۱۶۵۲ھ، ۱۶۵۳ھ، ۱۶۵۴ھ، ۱۶۵۵ھ، ۱۶۵۶ھ، ۱۶۵۷ھ، ۱۶۵۸ھ، ۱۶۵۹ھ، ۱۶۶۰ھ، ۱۶۶۱ھ، ۱۶۶۲ھ، ۱۶۶۳ھ، ۱۶۶۴ھ، ۱۶۶۵ھ، ۱۶۶۶ھ، ۱۶۶۷ھ، ۱۶۶۸ھ، ۱۶۶۹ھ، ۱۶۷۰ھ، ۱۶۷۱ھ، ۱۶۷۲ھ، ۱۶۷۳ھ، ۱۶۷۴ھ، ۱۶۷۵ھ، ۱۶۷۶ھ، ۱۶۷۷ھ، ۱۶۷۸ھ، ۱۶۷۹ھ، ۱۶۸۰ھ، ۱۶۸۱ھ، ۱۶۸۲ھ، ۱۶۸۳ھ، ۱۶۸۴ھ، ۱۶۸۵ھ، ۱۶۸۶ھ، ۱۶۸۷ھ، ۱۶۸۸ھ، ۱۶۸۹ھ، ۱۶۹۰ھ، ۱۶۹۱ھ، ۱۶۹۲ھ، ۱۶۹۳ھ، ۱۶۹۴ھ، ۱۶۹۵ھ، ۱۶۹۶ھ، ۱۶۹۷ھ، ۱۶۹۸ھ، ۱۶۹۹ھ، ۱۷۰۰ھ، ۱۷۰۱ھ، ۱۷۰۲ھ، ۱۷۰۳ھ، ۱۷۰۴ھ، ۱۷۰۵ھ، ۱۷۰۶ھ، ۱۷۰۷ھ، ۱۷۰۸ھ، ۱۷۰۹ھ، ۱۷۱۰ھ، ۱۷۱۱ھ، ۱۷۱۲ھ، ۱۷۱۳ھ، ۱۷۱۴ھ، ۱۷۱۵ھ، ۱۷۱۶ھ، ۱۷۱۷ھ، ۱۷۱۸ھ، ۱۷۱۹ھ، ۱۷۲۰ھ، ۱۷۲۱ھ، ۱۷۲۲ھ، ۱۷۲۳ھ، ۱۷۲۴ھ، ۱۷۲۵ھ، ۱۷۲۶ھ، ۱۷۲۷ھ، ۱۷۲۸ھ، ۱۷۲۹ھ، ۱۷۳۰ھ، ۱۷۳۱ھ، ۱۷۳۲ھ، ۱۷۳۳ھ، ۱۷۳۴ھ، ۱۷۳۵ھ، ۱۷۳۶ھ، ۱۷۳۷ھ، ۱۷۳۸ھ، ۱۷۳۹ھ، ۱۷۴۰ھ، ۱۷۴۱ھ، ۱۷۴۲ھ، ۱۷۴۳ھ، ۱۷۴۴ھ، ۱۷۴۵ھ، ۱۷۴۶ھ، ۱۷۴۷ھ، ۱۷۴۸ھ، ۱۷۴۹ھ، ۱۷۵۰ھ، ۱۷۵۱ھ، ۱۷۵۲ھ، ۱۷۵۳ھ، ۱۷۵۴ھ، ۱۷۵۵ھ، ۱۷۵۶ھ، ۱۷۵۷ھ، ۱۷۵۸ھ، ۱۷۵۹ھ، ۱۷۶۰ھ، ۱۷۶۱ھ، ۱۷۶۲ھ، ۱۷۶۳ھ، ۱۷۶۴ھ، ۱۷۶۵ھ، ۱۷۶۶ھ، ۱۷۶۷ھ، ۱۷۶۸ھ، ۱۷۶۹ھ، ۱۷۷۰ھ، ۱۷۷۱ھ، ۱۷۷۲ھ، ۱۷۷۳ھ، ۱۷۷۴ھ، ۱۷۷۵ھ، ۱۷۷۶ھ، ۱۷۷۷ھ، ۱۷۷۸ھ، ۱۷۷۹ھ، ۱۷۸۰ھ، ۱۷۸۱ھ، ۱۷۸۲ھ، ۱۷۸۳ھ، ۱۷۸۴ھ، ۱۷۸۵ھ، ۱۷۸۶ھ، ۱۷۸۷ھ، ۱۷۸۸ھ، ۱۷۸۹ھ، ۱۷۹۰ھ، ۱۷۹۱ھ، ۱۷۹۲ھ، ۱۷۹۳ھ، ۱۷۹۴ھ، ۱۷۹۵ھ، ۱۷۹۶ھ، ۱۷۹۷ھ، ۱۷۹۸ھ، ۱۷۹۹ھ، ۱۸۰۰ھ، ۱۸۰۱ھ، ۱۸۰۲ھ، ۱۸۰۳ھ، ۱۸۰۴ھ، ۱۸۰۵ھ، ۱۸۰۶ھ، ۱۸۰۷ھ، ۱۸۰۸ھ، ۱۸۰۹ھ، ۱۸۱۰ھ، ۱۸۱۱ھ، ۱۸۱۲ھ، ۱۸۱۳ھ، ۱۸۱۴ھ، ۱۸۱۵ھ، ۱۸۱۶ھ، ۱۸۱۷ھ، ۱۸۱۸ھ، ۱۸۱۹ھ، ۱۸۲۰ھ، ۱۸۲۱ھ، ۱۸۲۲ھ، ۱۸۲۳ھ، ۱۸۲۴ھ، ۱۸۲۵ھ، ۱۸۲۶ھ، ۱۸۲۷ھ، ۱۸۲۸ھ، ۱۸۲۹ھ، ۱۸۳۰ھ، ۱۸۳۱ھ، ۱۸۳۲ھ، ۱۸۳۳ھ، ۱۸۳۴ھ، ۱۸۳۵ھ، ۱۸۳۶ھ، ۱۸۳۷ھ، ۱۸۳۸ھ، ۱۸۳۹ھ، ۱۸۴۰ھ، ۱۸۴۱ھ، ۱۸۴۲ھ، ۱۸۴۳ھ، ۱۸۴۴ھ، ۱۸۴۵ھ، ۱۸۴۶ھ، ۱۸۴۷ھ، ۱۸۴۸ھ، ۱۸۴۹ھ، ۱۸۵۰ھ، ۱۸۵۱ھ، ۱۸۵۲ھ، ۱۸۵۳ھ، ۱۸۵۴ھ، ۱۸۵۵ھ، ۱۸۵۶ھ، ۱۸۵۷ھ، ۱۸۵۸ھ، ۱۸۵۹ھ، ۱۸۶۰ھ، ۱۸۶۱ھ، ۱۸۶۲ھ، ۱۸۶۳ھ، ۱۸۶۴ھ، ۱۸۶۵ھ، ۱۸۶۶ھ، ۱۸۶۷ھ، ۱۸۶۸ھ، ۱۸۶۹ھ، ۱۸۷۰ھ، ۱۸۷۱ھ، ۱۸۷۲ھ، ۱۸۷۳ھ، ۱۸۷۴ھ، ۱۸۷۵ھ، ۱۸۷۶ھ، ۱۸۷۷ھ، ۱۸۷۸ھ، ۱۸۷۹ھ، ۱۸۸۰ھ، ۱۸۸۱ھ، ۱۸۸۲ھ، ۱۸۸۳ھ، ۱۸۸۴ھ، ۱۸۸۵ھ، ۱۸۸۶ھ، ۱۸۸۷ھ، ۱۸۸۸ھ، ۱۸۸۹ھ، ۱۸۹۰ھ، ۱۸۹۱ھ، ۱۸۹۲ھ، ۱۸۹۳ھ، ۱۸۹۴ھ، ۱۸۹۵ھ، ۱۸۹۶ھ، ۱۸۹۷ھ، ۱۸۹۸ھ، ۱۸۹۹ھ، ۱۹۰۰ھ، ۱۹۰۱ھ، ۱۹۰۲ھ، ۱۹۰۳ھ، ۱۹۰۴ھ، ۱۹۰۵ھ، ۱۹۰۶ھ، ۱۹۰۷ھ، ۱۹۰۸ھ، ۱۹۰۹ھ، ۱۹۱۰ھ، ۱۹۱۱ھ، ۱۹۱۲ھ، ۱۹۱۳ھ، ۱۹۱۴ھ، ۱۹۱۵ھ، ۱۹۱۶ھ، ۱۹۱۷ھ، ۱۹۱۸ھ، ۱۹۱۹ھ، ۱۹۲۰ھ، ۱۹۲۱ھ، ۱۹۲۲ھ، ۱۹۲۳ھ، ۱۹۲۴ھ، ۱۹۲۵ھ، ۱۹۲۶ھ، ۱۹۲۷ھ، ۱۹۲۸ھ، ۱۹۲۹ھ، ۱۹۳۰ھ، ۱۹۳۱ھ، ۱۹۳۲ھ، ۱۹۳۳ھ، ۱۹۳۴ھ، ۱۹۳۵ھ، ۱۹۳۶ھ، ۱۹۳۷ھ، ۱۹۳۸ھ، ۱۹۳۹ھ، ۱۹۴۰ھ، ۱۹۴۱ھ، ۱۹۴۲ھ، ۱۹۴۳ھ، ۱۹۴۴ھ، ۱۹۴۵ھ، ۱۹۴۶ھ، ۱۹۴۷ھ، ۱۹۴۸ھ، ۱۹۴۹ھ، ۱۹۵۰ھ، ۱۹۵۱ھ، ۱۹۵۲ھ، ۱۹۵۳ھ، ۱۹۵۴ھ، ۱۹۵۵ھ، ۱۹۵۶ھ، ۱۹۵۷ھ، ۱۹۵۸ھ، ۱۹۵۹ھ، ۱۹۶۰ھ، ۱۹۶۱ھ، ۱۹۶۲ھ، ۱۹۶۳ھ، ۱۹۶۴ھ، ۱۹۶۵ھ، ۱۹۶۶ھ، ۱۹۶۷ھ، ۱۹۶۸ھ، ۱۹۶۹ھ، ۱۹۷۰ھ، ۱۹۷۱ھ، ۱۹۷۲ھ، ۱۹۷۳ھ، ۱۹۷۴ھ، ۱۹۷۵ھ، ۱۹۷۶ھ، ۱۹۷۷ھ، ۱۹۷۸ھ، ۱۹۷۹ھ، ۱۹۸۰ھ، ۱۹۸۱ھ، ۱۹۸۲ھ، ۱۹۸۳ھ، ۱۹۸۴ھ، ۱۹۸۵ھ، ۱۹۸۶ھ، ۱۹۸۷ھ، ۱۹۸۸ھ، ۱۹۸۹ھ، ۱۹۹۰ھ، ۱۹۹۱ھ، ۱۹۹۲ھ، ۱۹۹۳ھ، ۱۹۹۴ھ، ۱۹۹۵ھ، ۱۹۹۶ھ، ۱۹۹۷ھ، ۱۹۹۸ھ، ۱۹۹۹ھ، ۲۰۰۰ھ، ۲۰۰۱ھ، ۲۰۰۲ھ، ۲۰۰۳ھ، ۲۰۰۴ھ، ۲۰۰۵ھ، ۲۰۰۶ھ، ۲۰۰۷ھ، ۲۰۰۸ھ، ۲۰۰۹ھ، ۲۰۱۰ھ، ۲۰۱۱ھ، ۲۰۱۲ھ، ۲۰۱۳ھ، ۲۰۱۴ھ، ۲۰۱۵ھ، ۲۰۱۶ھ، ۲۰۱۷ھ، ۲۰۱۸ھ، ۲۰۱۹ھ، ۲۰۲۰ھ، ۲۰۲۱ھ، ۲۰۲۲ھ، ۲۰۲۳ھ، ۲۰۲۴ھ، ۲۰۲۵ھ، ۲۰۲۶ھ، ۲۰۲۷ھ، ۲۰۲۸ھ، ۲۰۲۹ھ، ۲۰۳۰ھ، ۲۰۳۱ھ، ۲۰۳۲ھ، ۲۰۳۳ھ، ۲۰۳۴ھ، ۲۰۳۵ھ، ۲۰۳۶ھ، ۲۰۳۷ھ، ۲۰۳۸ھ، ۲۰۳۹ھ، ۲۰۴۰ھ، ۲۰۴۱ھ، ۲۰۴۲ھ، ۲۰۴۳ھ، ۲۰۴۴ھ، ۲۰۴۵ھ، ۲۰۴۶ھ، ۲۰۴۷ھ، ۲۰۴۸ھ، ۲۰۴۹ھ، ۲۰۵۰ھ، ۲۰۵۱ھ، ۲۰۵۲ھ، ۲۰۵۳ھ، ۲۰۵۴ھ، ۲۰۵۵ھ، ۲۰۵۶ھ، ۲۰۵۷ھ، ۲۰۵۸ھ، ۲۰۵۹ھ، ۲۰۶۰ھ، ۲۰۶۱ھ، ۲۰۶۲ھ، ۲۰۶۳ھ، ۲۰۶۴ھ، ۲۰۶۵ھ، ۲۰۶۶ھ، ۲۰۶۷ھ، ۲۰۶۸ھ، ۲۰۶۹ھ، ۲۰۷۰ھ، ۲۰۷۱ھ، ۲۰۷۲ھ، ۲۰۷۳ھ، ۲۰۷۴ھ، ۲۰۷۵ھ، ۲۰۷۶ھ، ۲۰۷۷ھ، ۲۰۷۸ھ، ۲۰۷۹ھ، ۲۰۸۰ھ، ۲۰۸۱ھ، ۲۰۸۲ھ، ۲۰۸۳ھ، ۲۰۸۴ھ، ۲۰۸۵ھ، ۲۰۸۶ھ، ۲۰۸۷ھ، ۲۰۸۸ھ، ۲۰۸۹ھ، ۲۰۹۰ھ، ۲۰۹۱ھ، ۲۰۹۲ھ، ۲۰۹۳ھ، ۲۰۹۴ھ، ۲۰۹۵ھ، ۲۰۹۶ھ، ۲۰۹۷ھ، ۲۰۹۸ھ، ۲۰۹۹ھ، ۲۱۰۰ھ، ۲۱۰۱ھ، ۲۱۰۲ھ، ۲۱۰۳ھ، ۲۱۰۴ھ، ۲۱۰۵ھ، ۲۱۰۶ھ، ۲۱۰۷ھ، ۲۱۰۸ھ، ۲۱۰۹ھ، ۲۱۱۰ھ، ۲۱۱۱ھ، ۲۱۱۲ھ، ۲۱۱۳ھ، ۲۱۱۴ھ، ۲۱۱۵ھ، ۲۱۱۶ھ، ۲۱۱۷ھ، ۲۱۱۸ھ، ۲۱۱۹ھ، ۲۱۲۰ھ، ۲۱۲۱ھ، ۲۱۲۲ھ، ۲۱۲۳ھ، ۲۱۲۴ھ، ۲۱۲۵ھ، ۲۱۲۶ھ، ۲۱۲۷ھ، ۲۱۲۸ھ، ۲۱۲۹ھ، ۲۱۳۰ھ، ۲۱۳۱ھ، ۲۱۳۲ھ، ۲۱۳۳ھ، ۲۱۳۴ھ، ۲۱۳۵ھ، ۲۱۳۶ھ، ۲۱۳۷ھ، ۲۱۳۸ھ، ۲۱۳۹ھ، ۲۱۴۰ھ، ۲۱۴۱ھ، ۲۱۴۲ھ، ۲۱۴۳ھ، ۲۱۴۴ھ، ۲۱۴۵ھ، ۲۱۴۶ھ، ۲۱۴۷ھ، ۲۱۴۸ھ، ۲۱۴۹ھ، ۲۱۵۰ھ، ۲۱۵۱ھ، ۲۱۵۲ھ، ۲۱۵۳ھ، ۲۱۵۴ھ، ۲۱۵۵ھ، ۲۱۵۶ھ، ۲۱۵۷ھ، ۲۱۵۸ھ، ۲۱۵۹ھ، ۲۱۶۰ھ، ۲۱۶۱ھ، ۲۱۶۲ھ، ۲۱۶۳ھ، ۲۱۶۴ھ، ۲۱۶۵ھ، ۲۱۶۶ھ، ۲۱۶۷ھ، ۲۱۶۸ھ، ۲۱۶۹ھ، ۲۱۷۰ھ، ۲۱۷۱ھ، ۲۱۷۲ھ، ۲۱۷۳ھ، ۲۱۷۴ھ، ۲۱۷۵ھ، ۲۱۷۶ھ، ۲۱۷۷ھ، ۲۱۷۸ھ، ۲۱۷۹ھ، ۲۱۸۰ھ، ۲۱۸۱ھ، ۲۱۸۲ھ، ۲۱۸۳ھ، ۲۱۸۴ھ، ۲۱۸۵ھ، ۲۱۸۶ھ، ۲۱۸۷ھ، ۲۱۸۸ھ، ۲۱۸۹ھ، ۲۱۹۰ھ، ۲۱۹۱ھ، ۲۱۹۲ھ، ۲۱۹۳ھ، ۲۱۹۴ھ، ۲۱۹۵ھ، ۲۱۹۶ھ، ۲۱۹۷ھ، ۲۱۹۸ھ، ۲۱۹۹ھ، ۲۲۰۰ھ، ۲۲۰۱ھ، ۲۲۰۲ھ، ۲۲۰۳ھ، ۲۲۰۴ھ، ۲۲۰۵ھ، ۲۲۰۶ھ، ۲۲۰۷ھ، ۲۲۰۸ھ، ۲۲۰۹ھ، ۲۲۱۰ھ، ۲۲۱۱ھ، ۲۲۱۲ھ، ۲۲۱۳ھ، ۲۲۱۴ھ، ۲۲۱۵ھ، ۲۲۱۶ھ، ۲۲۱۷ھ، ۲۲۱۸ھ، ۲۲۱۹ھ، ۲۲۲۰ھ، ۲۲۲۱ھ، ۲۲۲۲ھ، ۲۲۲۳ھ، ۲۲۲۴ھ، ۲۲۲۵ھ، ۲۲۲۶ھ، ۲۲۲۷ھ، ۲۲۲۸ھ، ۲۲۲۹ھ، ۲۲۳۰ھ، ۲۲۳۱ھ، ۲۲۳۲ھ، ۲۲۳۳ھ، ۲۲۳۴ھ، ۲۲۳۵ھ، ۲۲۳۶ھ، ۲۲۳۷ھ، ۲۲۳۸ھ، ۲۲۳۹ھ، ۲۲۴۰ھ، ۲۲۴۱ھ، ۲۲۴۲ھ، ۲۲۴۳ھ، ۲۲۴۴ھ، ۲۲۴۵ھ، ۲۲۴۶ھ، ۲۲۴۷ھ، ۲۲۴۸ھ، ۲۲۴۹ھ، ۲۲۵۰ھ، ۲۲۵۱ھ، ۲۲۵۲ھ، ۲۲۵۳ھ، ۲۲۵۴ھ، ۲۲۵۵ھ، ۲۲۵۶ھ، ۲۲۵۷ھ، ۲۲۵۸ھ، ۲۲۵۹ھ، ۲۲۶۰ھ، ۲۲۶۱ھ، ۲۲۶۲ھ، ۲۲۶۳ھ، ۲۲۶۴ھ، ۲۲۶۵ھ، ۲۲۶۶ھ، ۲۲۶۷ھ، ۲۲۶۸ھ، ۲۲۶۹ھ، ۲۲۷۰ھ، ۲۲۷۱ھ، ۲۲۷۲ھ، ۲۲۷۳ھ، ۲۲۷۴ھ، ۲۲۷۵ھ، ۲۲۷۶ھ، ۲۲۷۷ھ، ۲۲۷۸ھ، ۲۲۷۹ھ، ۲۲۸۰ھ، ۲۲۸۱ھ، ۲۲۸۲ھ، ۲۲۸۳ھ، ۲۲۸۴ھ، ۲۲۸۵ھ، ۲۲۸۶ھ، ۲۲۸۷ھ، ۲۲۸۸ھ، ۲۲۸۹ھ، ۲۲۹۰ھ، ۲۲۹۱ھ، ۲۲۹۲ھ، ۲۲۹۳ھ، ۲۲۹۴ھ، ۲۲۹۵ھ، ۲۲۹۶ھ، ۲۲۹۷ھ، ۲۲۹۸ھ، ۲۲۹۹ھ، ۲۳۰۰ھ، ۲۳۰۱ھ، ۲۳۰۲ھ، ۲۳۰۳ھ، ۲۳۰۴ھ، ۲۳۰۵ھ، ۲۳۰۶ھ، ۲۳۰۷ھ، ۲۳۰۸ھ، ۲۳۰۹ھ، ۲۳۱۰ھ، ۲۳۱۱ھ، ۲۳۱۲ھ، ۲۳۱۳ھ، ۲۳۱۴ھ، ۲۳۱۵ھ، ۲۳۱۶ھ، ۲۳۱۷ھ، ۲۳۱۸ھ، ۲۳۱۹ھ، ۲۳۲۰ھ، ۲۳۲۱ھ، ۲۳۲۲ھ، ۲۳۲۳ھ، ۲۳۲۴ھ، ۲۳۲۵ھ، ۲۳۲۶ھ، ۲۳۲۷ھ، ۲۳۲۸ھ، ۲۳۲۹ھ، ۲۳۳۰ھ، ۲۳۳۱ھ، ۲۳۳۲ھ، ۲۳۳۳ھ، ۲۳۳۴ھ، ۲۳۳۵ھ، ۲۳۳۶ھ، ۲۳۳۷ھ، ۲۳۳۸ھ، ۲۳۳۹ھ، ۲۳۴۰ھ، ۲۳۴۱ھ، ۲۳۴۲ھ، ۲۳۴۳ھ، ۲۳۴۴ھ، ۲۳۴۵ھ، ۲۳۴۶ھ، ۲۳۴۷ھ، ۲۳۴۸ھ، ۲۳۴۹ھ، ۲۳۵۰ھ، ۲۳۵۱ھ، ۲۳۵۲ھ، ۲۳۵۳ھ، ۲۳۵۴ھ، ۲۳۵۵ھ، ۲۳۵۶ھ، ۲۳۵۷ھ، ۲۳۵۸ھ، ۲۳۵۹ھ، ۲۳۶۰ھ، ۲۳۶۱ھ، ۲۳۶۲ھ، ۲۳۶۳ھ، ۲۳۶۴ھ، ۲۳۶۵ھ، ۲۳۶۶ھ، ۲۳۶۷ھ، ۲۳۶۸ھ، ۲۳۶۹ھ، ۲۳۷۰ھ، ۲۳۷۱ھ، ۲۳۷۲ھ، ۲۳۷۳ھ، ۲۳۷۴ھ، ۲۳۷۵ھ، ۲۳۷۶ھ، ۲۳۷۷ھ، ۲۳۷۸ھ، ۲۳۷۹ھ، ۲۳۸۰ھ، ۲۳۸۱ھ، ۲۳۸۲ھ، ۲۳۸۳ھ، ۲۳۸۴ھ، ۲۳۸۵ھ، ۲۳۸۶ھ، ۲۳۸۷ھ، ۲۳۸۸ھ، ۲۳۸۹ھ، ۲۳۹۰ھ، ۲۳۹۱ھ، ۲۳۹۲ھ، ۲۳۹۳ھ، ۲۳۹۴ھ، ۲۳۹۵ھ، ۲۳۹۶ھ، ۲۳۹۷ھ، ۲۳۹۸ھ، ۲۳۹۹ھ، ۲۴۰۰ھ، ۲۴۰۱ھ، ۲۴۰۲ھ، ۲۴۰۳ھ، ۲۴۰۴ھ، ۲۴۰۵ھ، ۲۴۰۶ھ، ۲۴۰۷ھ، ۲۴۰۸ھ، ۲۴۰۹ھ، ۲۴۱۰ھ، ۲۴۱۱ھ، ۲۴۱۲ھ، ۲۴۱۳ھ، ۲۴۱۴ھ، ۲۴۱۵ھ، ۲۴۱۶ھ، ۲۴۱۷ھ، ۲۴۱۸ھ، ۲۴۱۹ھ،

راقم قلم خود اوراقِ یاد کیا اور یہاں مولانا مفتی خلیفہ الدین صاحب کی محنت و اہمیت سے، اور اوراقِ یاد میں، جو واقعات  
 رشیدیہ کے تمام شعبوں کا تفصیل سے ذکر کیا، مگر چند اوراقِ یاد میں طبعِ اول سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی  
 کر دی تھی بلکہ اسے اسباب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا جانے کہاں کیا۔

### مفتیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ ۱۵۲

۱۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب سے منسوب یہ روایت میں القادی رشیدیہ کے مولانا دلی و پانچ تہذیب سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی

کر دی تھی بلکہ اسے اسباب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا جانے کہاں کیا۔  
 ۲۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب سے منسوب یہ روایت میں القادی رشیدیہ کے مولانا دلی و پانچ تہذیب سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی

کر دی تھی بلکہ اسے اسباب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا جانے کہاں کیا۔  
 ۳۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب سے منسوب یہ روایت میں القادی رشیدیہ کے مولانا دلی و پانچ تہذیب سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی

کر دی تھی بلکہ اسے اسباب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا جانے کہاں کیا۔  
 ۴۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب سے منسوب یہ روایت میں القادی رشیدیہ کے مولانا دلی و پانچ تہذیب سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی

کر دی تھی بلکہ اسے اسباب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا جانے کہاں کیا۔  
 ۵۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب سے منسوب یہ روایت میں القادی رشیدیہ کے مولانا دلی و پانچ تہذیب سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی

کر دی تھی بلکہ اسے اسباب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا جانے کہاں کیا۔  
 ۶۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب سے منسوب یہ روایت میں القادی رشیدیہ کے مولانا دلی و پانچ تہذیب سے منقولہ جیسے دلی و پانچ تہذیب کے تمام  
 شعبے موجود تھے، مگر وہاں کسی نہیں ملا، جس پر مولانا کلمہ سکول کی آخری رقمی ایہ بات میں نے دیکھی کہ مفتی صاحب سے عرض بھی



غریب شہر گنہائے حق تعالیٰ دارو درج بالا اطلاعات، بڑے علماء اور جلیل القدر مفتیان کرام کے ارشادات ہیں، لیکن جب کوئی معمولی طالب علم ان کو پڑھتا، استفادہ کرتا ہے اور قدیم قیومی رشیدیہ کو دیکھتا ہے، تو چند سوالات اس کے سامنے آتے ہیں، جو جواب چاہتے ہیں۔

مولانا ابوالوفا، صاحب کے ارشادات کی نوعیت تو لازمی جواب کی ہے، مقدمہ و مناظرہ میں، فریق مخالف کو خاموش کر دینا، اصل مقصد ہوتا ہے، کسی بات کے سو فیصد صحیح ہونے اور علمی تحقیق سے، اس کی مکمل مطابقت ضروری نہیں سمجھی جاتی، اس لئے مولانا کے فرمودات کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی، تاہم چند گوشے توجہ طلب ہیں:

(۱) کیا مولانا ابوالوفا، صاحب کے ارشادات صحیح اور بہر حال لائق اعتماد ہیں۔

(۲) قیومی رشیدیہ کا مے سے کم پہلا حصہ، حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں مرتب و مکمل ہو کر،

جماعت کے لئے تیار ہو گیا تھا، حضرت کے اکثر خواص اور متبعین کو اس کی ترتیب و طباعت کا علم تھا، خود حضرت مولانا بھی اس سے واقف نہ ہوں گے۔

(۳) قیومی رشیدیہ میں کچھ ایسی جگہیں کے چند انہیں، مجموعی طور پر تقریباً بارہ سو قیومی شامل ہیں،

جو سو فیصد حضرت مولانا کے، یا حضرت مولانا کے نائب اور نائب، مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی کے لکھے ہوئے ہیں۔ مولانا خلف اندلسی مدھی وغیرہ، ان کے جو فتوے آئے ہیں، وہ تمام مضامین یا تصدیق کے لئے با تحقیق و تحقیق کے آئے ہیں، ان کو اصل قیومی میں شمار کرنا، کسی طرح بھی درست نہیں۔

(۴) مولانا عبدالعزیز صاحب کا، حضرت مولانا گنگوہی سے طویل رابطہ اور ارادت تھی اور اس وقت

تک ان پر غیہ و مقصدیت کا چھوڑنا نہیں تھا، اور نہ ہی مولانا کو، صاحب تقلید اور حضرت مولانا سے | خدا خواست | خصوصی عداوت | یہ تعبیر قطعاً بے محل ہے۔

(۵) جملہ فقہاء رشیدیہ میں اس مجموعہ قیومی کے غیر معتبر ہونے کا حوالہ اب تک دستیاب نہیں ہوا۔ (۱)

اگرچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے، کمال دیانت کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ روایات نقل کر دی ہیں، مگر واللہ اعلم بحقیقۃ الحال، مگر ان مصاحف پر غور و خوض سوا یہ نشان بھی لگا دیا ہے، کہ حقیقت کی جستجو باقی ہے، اس لئے اس سلسلہ میں بھی، چند عرضات پیش ہیں۔

۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے، کمال دیانت کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ روایات نقل کر دی ہیں، مگر واللہ اعلم بحقیقۃ الحال، مگر ان مصاحف پر غور و خوض سوا یہ نشان بھی لگا دیا ہے، کہ حقیقت کی جستجو باقی ہے، اس لئے اس سلسلہ میں بھی، چند عرضات پیش ہیں۔



(۱۰) ایک مرتبہ اسی قصبہ صاحب معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرات جو حضرت مولانا شہولی کے خاص تربیت یافتہ تھے، خصوصاً فقہ و فقاہی میں حضرت مولانا کے نامور اور جانشین سمجھے جاتے تھے، ان میں سے کسی ایک نے جی، ان قادیانی کے عدم اعتقاد پر مشتبہ ہونے کی کوئی روایت منقول نہیں اس سلسلہ میں خصوصاً ضمیمہ بہت حضرت مولانا شرف علی قادیانی، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اور مولانا حبیب الرحمن عثمانی (سابق مہتمم مدرسہ علوم، بے بندہ کے پسر فرستے ہیں، جو فقہ و فقاہی میں حضرت مولانا کے خاص تربیت یافتہ تھے، ان حضرات کے اس سلسلہ میں کوئی دلیل درخشاں نہیں فرمایا، بلکہ مولانا حبیب الرحمن صاحب نے ہر تب قادیانی مولانا محمد بن محمد بن صاحب سے قادیانی شیعہ کے حقوق غریہ کر، اور اہل علم کی جانب سے اپنے مطیع قادیانی، بے بندہ کے ان کی عدم صداقت کا اہتمام کیا۔ اس وقت اس کاسب سے بہتر موقع تھا کہ اس مجموعہ قادیانی کی استقامت پر مشفقانہ جاتی دیاس کا اشارہ کر دیا جاتا، مگر اس اشاعت میں ایسا کوئی تذکرہ موجود نہیں۔

ان وجہ بات سے قادیانی شیعہ یہ کی ترتیب واستقامت کے حوالہ سے، درج بالا عنوانات و مباحث کی تحقیق و تنقیح نہایت طویل ہے، ان سے پہلے ان مجموعہ قادیانی کے حوالہ سے فیہ مقدمہ نے کافی قصہ صادر کرنا، مناسب نہ ہوگا۔

جماعت کی دعوتی پالیسی کے لیے یہاں ایک بات اور عرض کر دینی چاہئے

جب ہمارے قصبہ کے رئیس ائمہ، فقہاء، مفتیوں اور جمادات اہل فتویٰ اس کو ماننے اور تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مولانا شہولی شیعہ اور اہل حق میں علامہ ابن ماجہ بن عثمانی اور ان کے ائمہ مصرحہ سے، بہت فائق اور ممتاز ہیں، لیکن علامہ قصبہ میں ان حضرات اور علامہ ابن ماجہ و علامہ ابن ماجہ کی طرف سے دیدہ و رفیقہ اور اسی مقام و مرتبہ کے شخص ہیں تو حضرت مولانا کے لیے جسے وہ سب کی دشمنی اور فقہاء کے متاخرین کی جزایات اور اطاعتات سے مطابقت کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے؟

حضرت مولانا نے جو قادیانیوں کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کے لئے راہکار (شامی) مقدمہ لکھا تھا، لیکن مولانا شہولی کے خلاف روایات، جن میں اس کے بعد یہ ایک فقرہ جو یہ فرمایا ہے، وہ نہایت اہم ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے صرف پانچ جلدوں کے خطی نسخے لکھے، مگر میں نے (۱۰) اس ایک مختص سے فقرہ میں حضرت مولانا نے بہت کچھ بعد و پستی، اپنے تمام مسائل میں لکھے ہیں اور میں نے ان سے استفادہ کیا ہے، مگر بعض مقاموں پر میری رائے ان





# باقیات فتاویٰ رشیدیہ

[ محدث دوراں، افق زمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے  
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ  
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت  
نادر و کم یاب تھے ]

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ

شیخ الحدیث و صدر المدین، دارالعلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پرہسہ نگر (مظفر نگر) یوپی - انڈیا

پیشانی میں لکھی گئی ہے



## توضیح اشارات

یعنی حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کے قلمی نسخوں کے اشارات و محففات جس سے اس مجموعہ کا بڑا احصاء کیا گیا ہے، یا قلمی نسخے جن سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔

اس مجموعہ کا اہم ترین بنیادی مأخذ حضرت مولانا کے وہ مجموعہ فتاویٰ ہیں جو تمام کمال حضرت مولانا کے نوشتہ ہیں، یہ وہ مجموعے یا کاپیاں ہیں۔

(الف) اس میں ایک سو پینسٹھ سوالات اور آخر میں مسلسل جوابات درج ہیں، یہ تمام جوابات صد فی صد حضرت مولانا کے مبارک قلم سے ہیں، آخر میں حضرت مولانا کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ تحریر فرمایا ہے: کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی زیر نظر مجموعہ "باقیات فتاویٰ رشیدیہ" میں اس کا حوالہ فتوے یا سوال کے نمبر شمار کے حوالہ سے دیا گیا ہے۔

(ب) دوسرا مجموعہ دسواکتالیس سوالات و جواب پر مشتمل ہے، اس میں نمبر شمار درج نہیں، اس میں ہر اک سوال کے بعد جواب کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی، اسی پر حضرت نے جواب لکھا ہے، یہ تمام جوابات بھی بلا تردد، حضرت مولانا کے قلم سے ہیں، درمیان میں کئی جگہ دستخط فرمائے ہیں..... "رشید احمد گنگوہی"

اس مجموعہ پر راقم۔ طور نے صفحہ نمبر ڈال دیئے ہیں، اور زیر نظر مجموعہ میں، اسی صفحہ کا صفحات کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

(ج) اسی سلسلہ کے دو ورق علیحدہ ہیں، ان پر دس سوالات اور ان کے جوابات لکھے ہوئے ہیں، یہ جوابات بھی حضرت مولانا کی یادگار ہیں، کئی جگہ دستخط ثبت ہیں..... "رشید احمد گنگوہی"

(د) پانچ فتوے جو مختلف موضوعات پر ہیں، علیحدہ علیحدہ اوراق پر ہیں، یہ بھی حضرت مولانا کا اثر قلم ہیں، ہر ایک پر دستخط ہیں۔ دو پر مہر بھی موجود ہے [رشید احمد]

(ه) حضرت مولانا کا ایک فتویٰ اور ہے، جس پر مہر بھی ثبت ہے، دستخط بھی ہیں مگر اس کی تحریر حضرت مولانا کی نہیں۔ یہ عین غالب مولانا محمد یحییٰ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

(و) حضرت مولانا کے قلم سے مکتوبہ تین فتوے، جن میں سے دو پر مہر بھی ثبت ہیں، رئیس الخطاطین اور مشہور مرشد حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مرحوم کے ذاتی ذخیرہ میں تھے، ان کا عکس شاہ صاحب کی عنایت سے دستیاب ہوا تھا۔

مذکورہ تمام مسائل و فتاویٰ کا، جو سو اچار سو سے زائد ہیں، بدست خاص کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

**مجموعہ نکلاں** یہ اس وقت دستیاب حضرت مولانا گنگوہی کے غیر مطبوعہ اہم فتاویٰ کا، غالباً سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ فہرست ہے۔ یہ ابول آخر سے ناقص ہے، اس لئے اس کے جامع اور کاتب کا نام معلوم نہیں، مگر اس کے اندراجات سے جھلک ہے کہ یہ مجموعہ حضرت مولانا کی حیات میں ۱۳۲۰ھ سے پہلے مرتب و قلم بند کیا گیا تھا۔ یہ مجموعہ متوسط پیش کے دو سو چوبیس صفحات پر مشتمل ہے، ابتدائی سات ورق اور آخر سے بھی غالباً چند صفحات ضائع ہو گئے ہیں۔ چونکہ یہ سب سے بڑا ذخیرہ ہے، اس لئے اس کو مجموعہ نکلاں کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

**مجموعہ چند یانوی** چندین ضلع بلند شہر، مغربی یونی کا ایک قصبہ ہے، یہاں کے ایک عالم، مولانا عبدالغفور، ان کے اہل خانہ کی روایت کے مطابق حضرت مولانا گنگوہی کے شاگرد تھے، مولانا نے حضرت کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، جو نانوائے صفحت پر ہے۔ مولانا چند یانوی اس کی کتابت سے ۱۳۲۰ھ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو فارغ ہو گئے تھے۔ مولانا کے مکتوبہ نسخہ کا عکس رقم کے سامنے رہا ہے۔

**مجموعہ رام پور** مدرسہ فتاویہ رام پور، یونی کے کتب خانہ میں، حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ محفوظ ہے، فل یکپ سب سے بڑے نصف ایتیس صفحات پر مشتمل ہے، آخر سے ناقص ہے، تحریر سے لگتا ہے کہ مولانا سید احمد مروہوی کے قلم سے ہے۔

**مجموعہ فرخ آباد** فرخ آباد، یونی میں، مولانا فتح حسین خاں ایک عالم تھے، جو حضرت مولانا گنگوہی سے مسلک رابطہ رکھتے تھے، انہوں نے بعض تحقیقی مسائل دریافت کرتے رہتے تھے، یہ مجموعہ مولانا کے سوالات اور حضرت مولانا کے جوابات کا جامع ہے، جو نانوائے صفحت پر ہے، مولانا فتح حسین خاں نے مرتب کرایا تھا، رقم کے سامنے اس کا فوٹو اسٹیٹ رہا ہے۔

**اوراق کراچی** بعض میوزیمز آف پاکستان کراچی میں، حضرت مولانا کے مکتوب و فتاویٰ پر مشتمل بڑے سائز کے تیرہ صفحات موجود ہیں، ان میں زیادہ تر اس حضرت مولانا گنگوہی کے، حضرت مولانا غلیل احمد انیسٹھوی کے اہم علمی خطوط و سوالات کے جوابات درج ہیں، ان کے علاوہ بھی چند جوابات و فتاویٰ ہیں، جو اس مجموعہ میں شامل کئے گئے ہیں۔

**مجموعہ حسن پور** حضرت مولانا گنگوہی کے شاگرد مولانا سید احمد شاہ حسن پوری (حسن پور ضلع مراد آباد، یونی) کے قلم سے ملتا ہے، مجموعہ جو نصف دو سو صفحات پر مشتمل ہے، اس کا مجموعہ حسن پور کے عنوان سے حوالہ ہے، اس پر تاریخ تحریر درج نہیں۔

دیگر یہ اہم بیانیہ ذخیرہ ہیں، اس کے علاوہ بھی چند قلمی کتابوں اور مسمول مطبوعہ فتاویٰ اور رسائل و مؤلفات سے استفادہ کیا گیا ہے، ان میں سے ایک ہر جواب کا موقع پر درج ہے، مفصل فہرست مراجعہ اضافہ آخر میں شامل کی جائے۔ (نور)

# باقیات فتاویٰ رشیدیہ

[ محدث دوراں، افقِ زمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے  
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ  
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت  
نادر و کم یاب تھے ]

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالمن پوری دام ظلہ

شیخ الحدیث و صدر المدینہ دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع برہم پور (مظفرنگر) یوپی - انڈیا

اس کتاب کی اشاعت پر مددگار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## باب اول

## کتاب الایمان والعقائد

## ایمان اور کفر کے مباحث و متعلقات

(۱) ایمان اور اسلام کی پہچان اور ان کا باہمی امتیاز کیا ہے؟ سوال: ایمان اور اسلام کی تعریف کیا ہے اور

فرق ان میں کیا ہے؟ [جواب] علیحدہ علیحدہ ہو۔

جواب: ایمان، تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے، حق تعالیٰ کے وحدہ لا شریک لہ ہونے کا، اور اس کے جمیع احکام قبول کرنے کا، جس کی تفصیل طویل ہے، اور اسلام، تسلیم کر لینا سب احکام کا، باطن و قلب میں، اور انقیاد جملہ اوامر کا ظاہر میں، پس باعتبار شریعت کے دونوں ایک شے ہوئی، کہ ایمان بدون اسلام کے نہیں ہوتا، اور اسلام بدون ایمان کے نہیں ہو سکتا، مگر لغت میں فرق ہے، کہ باعتبار تصدیق قلب کے ایمان، اور باعتبار ظاہری انقیاد کے اسلام ہوتا ہے۔ پس فرق لغت اور ترجمہ میں، اور کچھ فرق نہیں، بلکہ ایک شے ہیں، دونوں دین محمدی اور شرع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر] (بدست خاص، نیز مجموعہ کلاں ص ۱۸۱)

(۲) مسلم اور مومن میں فرق؟ سوال: مومن اور مسلم کا فرق [کیا ہے]؟

جواب: ایسا ہی حال ہے مومن اور مسلم کا، کہ شریعت میں مومن اور مسلم ایک ہے، اگرچہ بحسب لغت کے فرق ہے، کہ ظاہری انقیاد والا مسلم ہے اور باطنی تصدیق والا مومن، مگر کوئی مومن بدون مسلم کے نہیں ہو سکتا اور کوئی مسلم بدون مومن کے نہیں ہو سکتا، شرع میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر] (بدست خاص، نیز مجموعہ کلاں ص ۱۸۱)

(۳) کافر اور مشرک کی پہچان؟ سوال: کافر اور مشرک کی تعریف مفصلاً؟

جواب: کافر وہ ہے کہ کسی حکم قطعی [کا] انکار کرے، یا کوئی ایسا معاملہ کرے کہ علامت انکار کی ہو، یا شعار



الجواب صحیح: عبد العلی۔ جواب صحیح ہے۔ محمود حسن ثنی منہ دیوبندی

المعجب مصیب | مہر صد شکر کہ من پیر محمد دارم | الجواب صحیح: سید احمد دیوبندی

محمد ابو عبد الرحمن، عبد الجبید، محمد مسعود نقشبندی، محمد اسماعیل۔ جواب صحیح ہے۔ رحمہ الہی عفی عنہ

(طریقہ و شریعت، تالیف مولانا مشتعلی خاں سید محمد علی بناری ص ۱۱) (فتنہ چٹاپانی، ج ۱ ص ۱۳۱)

(۵) مومن وہ ہے جو ظاہر و باطن دونوں پہلوؤں سے ہو: سوال: اُمرِ اظہار اسلام کوئی شخص نہ

کرے، صرف ایمان خدا اور رسول اور دیگر احکامات پر لاوے، یہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے، یا نہیں، اور شرع شریف میں اس پر اطلاق اسلام یا مومن کا ہوگا، یا نہیں؟ فقط

جواب: ان سب جوابات سے واضح ہو گیا، کہ مومن مستوجب نجات وہ ہے کہ، (۱) دل میں سب احکام کو تصدیق کرے کہ ان سب کا اقرار کرے اور (۲) محل اظہار میں اظہار کرے، اور کوئی امر کفر و شرک اس سے سرزد نہ ہو، اور ظاہر و باطن سے مزین بایمان و اسلام ہو، اگر دل میں مومن رہا اور بظاہر کافر، تو وہ بھی باعتبار حکم شرعی کے کافر ہے، نہ کہ مومن، اور جو بظاہر مومن رہا اور دل میں تصدیق کامل نہیں، وہ بھی منافق کافر ہے، نہ کہ [مومن]۔ دونوں پر شرع میں اطلاق مومن کا نہیں ہو سکتا۔ کذا فی الکتب الشرعیۃ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد کنگڑی عفی عنہ (مہر حضرت مولانا) (۱)

(بدست خاص فیہ مجموعہ کلاں ۱۸۲)

(۶) کیا ایمان اور دل کا فعل حادث ہے؟ ایمان اور دل [کا] فعل عبد کا حادث ہے، اس میں کسی کا

اختلاف نہیں۔

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۳۳-۳۴)

(۷) کلمات کفر کا ارتکاب اور اس کا حکم؟ سوال: ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ نماز

پڑھ، بلا تا مل جواب دیا کہ نہیں پڑھتی، خدا ہمارا کام نہیں کرتا، ہم اس کی نماز انہیں اپڑھتے۔ پھر اس عورت نے اس شخص سے کہا کہ فلاں کام ہمارا کر دو، اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ پاک کے اختیار میں ہے، تو اس عورت نے یہ جواب دیا، کہ اللہ کے اختیار میں تو کبھی نہیں ہونے کا، ہم سے نہیں ہو سکتا اور اللہ کر دے گا۔ پھر اس عورت بد دین نے یہ کہا، کہ ہم کو نہایت عقلمندی ہے، مرد نے جواب دیا کہ اللہ مالک ہے، عورت نے در جواب یہ کہا کہ ہاں! اب تیرے واسطے اوپر سے جے گا۔ حسب کتب شرع شریف کے ایمان اس خبیث کار ہایانہ؟ بصورت عدم، نکاح باطل ہو یا نہ؟ بشرط بطلان بعد انقضائے عدت اور توبہ کے، مگر کوئی شخص غیر زوج اول کے، نکاح بلا طلاق زوج اول کے کر لے، تو جائز ہے یا نہ؟ بیسوا تو جروا۔

(۱) سب سے پہلے تینوں جوابات اور جواب مندرجہ بالا، ایک کاغذ کے دو صفحات پر، خود حضرت مولانا کنگڑی نے نوشتہ، جس پر حضرت قادیانوی شہید نے ہمارے ذمہ داری نہشت ہے، سوالات اس صفحہ میں درج نہیں، تمام سوالات کی مہارتیں مجموعہ کلاں سے لی گئی ہیں۔ یہ اصل فتویٰ بھی مغربی مولانا تیسرے مرتبہ نے حسب اصلاح منظر کر، پالی انے عزائم سے فرما کر منموں کیا۔ شکر ہے! جز اللہ تعالیٰ العزائم (نور)



**جواب:** یہ عورت مرتد ہوگئی، کرایسے گھناہت کفر اس نے کیے، اور نکاح بھی اس کا باطل ہو گیا مگر عدت میں یا بعد عدت،

اس کو تو یہ کر اگر، پیسے خاوند کو دی جائے گی اور دوسرے سے نکاح نہ ہونا چاہئے، اور اگر تو بہ نہ کرے تو کسی سے نکاح مرتدہ کا درست نہیں۔ پس یہی کو چاہئے کہ خاوند اپنی قید میں جس رکھے، جگہ حسب قوتی بعض، یہ لونڈی زوج کی ہو جاوے گی، اگر زوج جبراً اس

کو بی بی تیرا میں ارکے گا۔ فقط۔ کذا فی رد المحتار (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ نکاح ۲۴۲)

**(۸) قرآن کریم سے مجددہ تحت کا منسوخ ہونا، کس طرح ثابت ہے؟ (۲) مسئلہ:** جو شے

جوئی شریعت میں مباح تھی اور ہماری شریعت میں اس کی ممانعت نہیں، وہ مباح ہوتی ہے، اور حدیث بھی شرع محمدی ہے، مگر خاص قرآن میں نسخ ہونا، پہلی شرع کا کس اصولی نے لکھا ہے، جو آپ قرآن سے نسخ مجددہ تحیح کا طلب کرتے ہیں، دوسرے نقل کرنا قرآن میں کسی کی شرع کا اور ہے اور حکم جواز ہونا قرآن میں دوسرا

(۱) ونیس السمرندۃ النوح بعیر زوجہا، وہ یعنی، وعن الامام: نسرق ولولہی دار الاسلام (شامی). کتاب الجہاد، باب المردۃ. فصل لو تاب المردۃ هل تعود حستانہ.

الف ثانی (۳۰۳) (کلیل الطایع دہلی) ب. ثانی (۲۵۲/۳) (دار الفکر، بیروت: ۱۳۸۶ھ) [خود]

(۲) مجددہ تحیح کی اصل کا جائزہ لے کر ان کے آدھے علیہ السلام کو یہ مجددہ کیا ہے اور برادرانِ اہل سنت نے اسے علیہ السلام کو یہ مجددہ کیا ہے۔ ہماری شریعت میں یہ مجددہ بھی ممنوع ہے۔ اسی نے حضرت شکویٰ رحمہ اللہ سے یہ سوال کیا ہے، کہ پہلی شریعت کی جو بات قرآن میں مستثنیٰ ہو اور اس پر تکبر نہ ہو تو وہ حکم ہماری شریعت کے لئے بھی ہوتا ہے، حالانکہ ہماری شریعت میں یہ مجددہ ممنوع ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا، کہ جو چیز پہلی شریعت میں مباح تھی اور ہماری شریعت میں اس کی منع نہیں کی تھی، وہ مباح ہوتی ہے مگر یہ بات اس مسئلہ میں متعلق نہیں کیونکہ حدیث میں مجددہ تحیح کی ممانعت آئی ہے اور حدیث بھی شریعت کا ایک جز ہے، شرع سابقہ کے کسی حکم کی قرآن ہی سے ہونے ضروری ہے، یہ بات اصول فقہ کی کتاب میں مذکور نہیں، یہی سائل قرآن کریم سے مجددہ تحیح کے نسخ کا مطالبہ کرتا ہے؟ علماء اربعین قرآن کریم میں شرع سابقہ کے کسی حکم سے مذکور ہونے سے اس کا جواز ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہونا قطعاً شرع سابقہ کی حیثیت سے ہے، اس آیت کے واسطے شریعت کی حیثیت سے نہیں اس لئے اس حکم کو قرآن سے ثابت شدہ حکم قرار نہیں دے سکتے، کہ خبر واحد سے اس کا نسخہ نہ ہوئے۔ اور قرآنی بات یہ ہے کہ سورۃ جمع السجدۃ (آیت ۳۷) میں ہے: ”تم لوگ نہ سوچو کہ وہ کافر نہ چاہتا اور اس خدا کو کہہ کر کہہ، جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور جنہیں خدا کی عبادت کرنی ہے“ یہ آیت پاکہ مجددہ تحیح کے لئے مانع ہے، اس آیت میں مطلق مجددہ کی منع ہے، وہ خود عبادت کا مجددہ ہو، وہ مجددہ، اور عبادت دینی، فقہ کے تصور یہ مجددہ کرنا بھی ممانعت ہے۔ اور ”لنکھ“ کا اصرار انھما کے لئے ہے، یہی برہم کا مجددہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہوتا، کسی طاعت کے مجددہ کی اور اس کے مخالف نہیں رہی۔ اور اگر کوئی آیت کی یہ تاویل کرے کہ انھما میں اللہ کی ذات کے لئے مجددہ کا ہے اور وہ عبادت ہی کے طور پر ہوتا ہے، وہ مجددہ (عبادت) کا مجددہ اس قبیل سے نہیں تو خبر مجددہ تحیح کو لکھ کر شرک نہیں کیا جائے گا، مگر فرق وہ معصیت کو کیا جائے گا؟ یہ تاویل فاسد ہے، مخالف انھما نہیں، مطلق مجددہ غیر اللہ کے لئے ممنوع ہے۔

خداوند ہے۔ نہ خود اللہ سے مجددہ تحیح کی حرمت ثابت ہے، اور یہ حدیث کسی قطعی آیت کے خلاف نہیں ہے، وہاں یہ مذہب پہلی شریعت کے خلاف ہے، مگر ہم بتا چکے ہیں۔ پہلی شریعت میں نہ نقل کرنے سے کوئی عبادت نہیں ہوتا، جب تک شرع (قرآن وحدیث) سے سخت ثابت نہ ہو، اور یہاں حدیث میں حرمت کی صراحت موجود ہے، اگرچہ وہ خود ہے، اور وہ واحد کفر بھی فاسق ہوتا ہے۔ (عبادت حق ہے، غار میں نور سے پرھیں) (پانچویں)

ہے۔ پس کون سی آیت سے جوازِ جسدہ معلوم ہوا، کہ قطعی میں کرنا، اس اہمیت کے واسطے، پھر اس کا نسخہ خبر واحد سے نہ ہو، قرآن تو محض نقل پہلی شرع کی کر کے، ساسکت ہے، اور فقط شرع سابق کا ہونا، موجبِ قطع نہیں۔

وَأَسْجِدْ لِلَّذِي خَلَقَهُنَّ الْآيَةَ (فصل-۳۳) اور جسدہ کرو اللہ کو جس نے انکو بنایا۔ (ترجمہ شریف)

ناسخ موجود ہے۔ کیونکہ جسدہ مطلق ہے، تہجد و عبادت کو، اور تہجد غایت درجہ کی تعظیم کا بھی عبارت ہے، اور نامہ اللہ کا تخصیص کو چاہتا ہے، بعد اس کے ایسی تاویل ذات سے جسدہ کرنا، کفر نہ ہوگا، تو فسق سے کیا مہر رہے گا، اور ایسی ہی تاویلات فاسدہ ہیں، کہ قابل التفات نہیں۔ فقط

اور خبر واحد کا منکر بھی فاسق ہوتا ہے، خبر واحد کی حرمت جسدہ کی کسی آیت قطعی کے خلاف نہیں، پہلی شرع کے خلاف ہے۔ بظاہر تو نقل پہلی شرع سے کچھ حکم ثابت نہیں ہوتا، جب تک شارع سے سکوت ثابت نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعظم

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۶-۵۷)

(۹) قرآن کریم کے الفاظ تصرف کر کے پڑھنا؟ سوال: ایک شخص اس طرح حاضر تھا (۱)

کہتا ہے: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ وَجَبْرِيْلُ رُكْبًا وَمِيكَائِيْلُ رُكْبًا مَا سورت میں فرشتوں کا نام شامل کرتا ہے اور اجرت لیتا ہے، اس کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں؟ فقط واؤ اور یا جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ وَجَبْرِيْلُ رُكْبًا وَمِيكَائِيْلُ رُكْبًا کلمہ کفر کا ہے، اگر وہ شخص معنی جان کر پڑھتا ہے، تو کافر ہے، ورنہ قرأت میں تصرف کر کے پڑھنے سے فاسق ہے۔ اس کو امام بنانا نہیں چاہئے، امام صالح آدمی مقرر کرنا چاہئے۔ اسی طرح یا جبریل پڑھنا گناہ ہے، اگر یہ عقیدہ ہے کہ جبریل غیب کی آواز سنتے ہیں، تو کافر ہے، ورنہ گنہگار ہے، اور قرأت میں تصرف کرنا، ناجائز ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۳۷)

رشید احمد گنہروی عفی عنہ

(۱۰) مزارات اور غیر اللہ کو جسدہ کرنا؟ سوال: وہ بدعتی یوں کہتا ہے کہ جسدہ علی غیر اعضاء السبع،

یعنی بوسہ دینا، یا سر ٹیک دینا، کسی ولی اللہ کے مزار پر، یا مرشد کے پیر پر، بے شک درست ہے، کسی قسم کی اس میں قباحت نہیں، کیونکہ جو حدیث در باب امتناع منسک ہے، اس سے اس کی کسی طرح کی نفی ثابت نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ كُنْتُ أَمْرًا... الع فرمایا ہے، حرف لو سے صاف ثابت ہے کہ فرضیت کی نفی ہے نہ کہ مطلقاً حرام ہو جاوے۔ جیسے یہ حدیث لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَأَمَرْتَهُمْ بِالسَّوَاكِ اِس سے نفی فرضیت مراد ہے ایسے ہی وہاں سمجھ لینا چاہئے۔

(۱) حضرات: حاضر کی جمع مؤنث جنات اور نورانوں وغیرہ کو دہانے، حاضر کر کے اور ان سے بات چیت کرنے کی کوشش، جو عامل یا رت ہیں۔ (بیانِ قرآنی)

اور جواب دہاں سے منع ہو گیا۔ اسی شہر میں واقع اہل قلعہ نے یہ وہاب شہر میں فرمایا۔

جواب : یہ وہاب علی غایت میں غصہ و برافراں ہوئے۔ وجميع الجبهة على الارض من...  
مہارت میں ہیں۔ یہ وہاب کی جہاد کا کہہ چکے ہیں۔ وہاب نے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنے  
الأفئدة إلا الله...  
وانبجذوا لله الذي خلقهم ان تفتنوا...  
لغفلون...  
یہ وہاب نے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔

یہ وہاب نے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
مکہ مکرمہ میں تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
اسی بات کو کہتے ہیں کہ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
شہر پر تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔

اسی کہہ دیا کہ میں نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
مکہ مکرمہ میں تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
اسی بات کو کہتے ہیں کہ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
شہر پر تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔

اسی بات کو کہتے ہیں کہ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
مکہ مکرمہ میں تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
اسی بات کو کہتے ہیں کہ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
شہر پر تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔

اسی بات کو کہتے ہیں کہ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
مکہ مکرمہ میں تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
اسی بات کو کہتے ہیں کہ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔  
شہر پر تھیں۔ یہ وہاب نے اپنے دل کو صرف اللہ ہی پر مرکوز کیا ہے۔



جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب: قیامت پر ہر شخص کو اپنے اعمال کے حساب سے پتہ چلے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا۔ اگر وہ فاجر ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

جواب : خداوند تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق ہدایت کرنے کے لیے اپنی کتابوں میں ہدایت کی ہے۔ اگرچہ وہ ہدایتیں مختلف ہیں، لیکن وہ سب ایک ہی مقصد کے لیے ہیں۔

(۱۳) جس سے جان بوجھ کر یا استہزاء کے طور پر سرزد ہوں اس کے اعمال کا کیا حکم ہے؟  
 جواب : اگرچہ وہ انسان اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ سے الگ سمجھتا ہے، لیکن وہ خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے اعمال کا حکم خداوند تعالیٰ ہی دے گا۔

(۱۴) ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟  
 جواب : ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔ ایمان کم ہونے والے شخص کو ایمان کم ہونے والے کے طور پر سمجھنا چاہیے۔

(۱۵) ایمان کے کم زیادہ ہونے میں علماء کے اختلاف کی نوعیت؟  
 جواب : علماء کے اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ بعض علماء ایمان کے کم زیادہ ہونے کو ایمان کے کم زیادہ ہونے کے طور پر سمجھتے ہیں، جبکہ بعض علماء ایمان کے کم زیادہ ہونے کو ایمان کے کم زیادہ ہونے کے طور پر سمجھتے ہیں۔





## (۱۶) ایمان میں تجزی کا مسئلہ؟ سوال:

فوله صلى الله عليه وسلم: فأخرج من كان في قلبه ادنى أدنى مقال حبة من خردل من إيمان، فأخرجه من النار. (۱)

اس کو متفقہ ہے کہ جس میں ادنیٰ ادنیٰ درجے کا ایمان ہوگا، وہ بشفاعت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نار سے خارج ہوگا، تو اس کے بعد جو ارشاد ہوا:

فأقول الذن لي في من قال لا اله الا الله لأخرجن (۲) منها من قال لا اله الا الله.

اگر اس سے مراد مؤمن ہے، تو وہ پیشتر ادنیٰ درجہ کے ایمان میں داخل ہو کر، تحت شفاعت داخل ہو چکا، تو اس جگہ ایسی ذلک لکے کیا معنی ہیں؟ اور اگر کفر یا منافق مراد ہے، جو بلا قصد بیق قلبی کلمہ گو ہوا ہے اور بظاہر یہی ہے، کیونکہ وراء ادنیٰ درجہ ایمان کے کوئی درجہ باقی نہیں، تو پھر لأخرجن منها کے کیا معنی ہوئے؟ کفار منافق نہ داخل شفاعت، نہ مستحق اخراج عن النار!

**جواب:** جس نے کلمہ کہا اور دل میں ادنیٰ درجہ تصدیق معانی کلمہ کا ہو، وہ مؤمن ہے کہ ایمان میں تجزی (۳) نہیں، کی زیادتی کیفی ہے، یہاں تک تو شفاعت سے نکلے۔ اب آخر درجہ ایمان کا یہ ہے کہ زبان سے کلمہ کہا اور دل میں اس کے، کوئی درجہ تصدیق کا نہیں، مگر تکذیب بھی نہیں، بلکہ قلب اس کا بالکل تصدیق و تکذیب سے سادہ ہے، اور تصدیق و تکذیب مانعہ الجمع ہیں، مانعہ التخلو نہیں، پس یہ لوگ بھی آخر کار نکالے جاویں گے۔ یہ توجیہ شاید تم کو تعجب میں ڈالے، مگر اس کا نشان حدیث سے دوں گا، اگرچہ مقام دشوار ہے، جب علماء سے پوچھو گے تب اطف پاؤ گے۔ ابن ماجہ کے ۳۰۳، ابواب الفتن میں باب ذهاب القرآن والعلم میں حدیث حذیفہ میں مذکور ہے (۴) یہ مضمون وہاں سے نقل آوے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم

از رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۹، ۲۰)

(۱) یہ حدیث شفاعت کا ایک حصہ ہے۔ متفق علیہ روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ امت کے لئے سفارش فرمائیں گے تو حکم ہوگا جاسیے! ہر اس شخص کو جس کے دل میں کفر یا کفرانہ کے دانے سے ادنیٰ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال لائیے۔ چنانچہ آپ تشریف لے جائیں گے اور ایسے لوگوں کو نکال لیں گے، پھر چوتھی مرتبہ سفارش فرمائیں گے، کہ اے میرے پروردگار! مجھے اجازت عنایت فرمائیے کہ جس نے بھی لا اله الا الله کہا ہے اس کو دوزخ سے نکال لوں اللہ پاک ارشاد فرمائیں گے، یہ بات آپ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تم ہے میری عزت کی! میرے جلال کی! میری کبریائی کی! میری عظمت کی! البتہ ضرور نکالوں گا میں چہنچہ ہے اس کو جس نے "لا اله الا الله" کہا ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب احوال القيامة، باب الحوض والشفاعة ص: ۳۸۹، نقل اصح المطابع رشیدیہ دہلی: ۱۳۷۵ھ۔ نیز مشکوٰۃ شریف ج ۵ ص: ۲۱ رقم الحديث: ۵۵۷۳، ت: رمضان بن احمد بن علی ال عوف [مکتبۃ التوبہ دار ابن حزم ۲۰۰۳ء] [پان پوری])

(۲) یہ حدیث بھی ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: فأقول يا رب اذن لي فيمن قال لا اله الا الله، قال ليس ذالك لك، ولكن وعزتي وجلالي وکبري وعظمي، لأخرجن منها من قال: لا اله الا الله. (متفق علیہ، عن انس). مشکوٰۃ، باب الحوض والشفاعة ص ۳۸۸-۳۸۹۔ ت: محمد رمضان عوف۔ (۳) مشکوٰۃ، باب الحوض والشفاعة ص ۳۸۸-۳۸۹۔ ت: محمد رمضان عوف۔ (۴) مشکوٰۃ، باب الحوض والشفاعة ص ۳۸۸-۳۸۹۔ ت: محمد رمضان عوف۔

(۱۷) دین میں مشتبہ امور سے احتیاط ضروری ہے: از بندہ رشید احمد غنی عنہ السلام علیکم،

جواب: جواب مرسل ہے۔ (۱) آدمی کو اپنا دین بچانا ضروری ہے اور جو امر متفق علیہ امت کا ہو، اس سے دین حاصل کرنا واجب ہے۔ مشتبہ امور اور مختلف فیہ میں کیوں مبتلا ہو، خصوصاً عقائد میں۔ جزئیات اعمال میں وسعت ہے، مگر عقیدہ میں ہرگز توسع نہیں۔ مختلف مسائل جو قرونِ خلاش میں اعمال ہو گئے، ان میں کسی پر عمل کرنا مضائقہ نہیں، مگر جو امور ان قرونِ خلاش میں نہ تھے اور اب عہد ان کو منع کریں اور قواعد شرع کے بظاہر خلاف ہوں، تو پھر بتاویں یا بتخلید

#### بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

۱۔ بحری جزیرہ کے ٹوکے ہوئے یعنی مومن کے اعتبار سے سب مومنین کا ایمان یکساں ہے۔ اگرچہ کیفیت یعنی یقین کے اعتبار سے ایمان کے درجات کم و بیش ہیں، جس کا یقین نہایت ضعیف ہے، کسی کے داندے بھی کم، آخر ہے، اور کبھی کبھی درجہ میں مومن ہے اور قسری مرتبہ شفاعت سے، ایسے سب مومنین جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ مومنین کا ایک درجہ اس کے بعد بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہے ہو اور دل تصدیق و تخطیب سے خالی ہو۔ تصدیق و تخطیب ایک راجح و قوی ہو سکتے۔ حدیث کا یہی مطلب ہے، مگر دونوں کی نفی ہو سکتی ہے، یعنی دونوں باتوں سے دل سادہ ہو سکتا ہے۔ یہ بات اٹھو کا مطلب ہے۔ یہ مومنین کو بڑا دلدار۔ اپنی حالت و مہربانی سے جہنم سے نجات دلا رہا ہے۔

دوسرے وقت جن کا دل تصدیق و تخطیب سے خالی ہو، کبھی مومن ہیں، اس کی دلیل ان کی ہر ایک یہ حدیث ہے۔ حضرت حدیث غنی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مومن میں سے ایک شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ایک درجہ عطا کیا ہے، یہ درجہ اس کے بعد بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہے ہو اور دل تصدیق و تخطیب سے خالی ہو۔ تصدیق و تخطیب ایک راجح و قوی ہو سکتے۔ حدیث کا یہی مطلب ہے، مگر دونوں کی نفی ہو سکتی ہے، یعنی دونوں باتوں سے دل سادہ ہو سکتا ہے۔ یہ بات اٹھو کا مطلب ہے۔ یہ مومنین کو بڑا دلدار۔ اپنی حالت و مہربانی سے جہنم سے نجات دلا رہا ہے۔

۲۔ بحری جزیرہ کے ٹوکے ہوئے یعنی مومن کے اعتبار سے سب مومنین کا ایمان یکساں ہے۔ اگرچہ کیفیت یعنی یقین کے اعتبار سے ایمان کے درجات کم و بیش ہیں، جس کا یقین نہایت ضعیف ہے، کسی کے داندے بھی کم، آخر ہے، اور کبھی کبھی درجہ میں مومن ہے اور قسری مرتبہ شفاعت سے، ایسے سب مومنین جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ مومنین کا ایک درجہ اس کے بعد بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہے ہو اور دل تصدیق و تخطیب سے خالی ہو۔ تصدیق و تخطیب ایک راجح و قوی ہو سکتے۔ حدیث کا یہی مطلب ہے، مگر دونوں کی نفی ہو سکتی ہے، یعنی دونوں باتوں سے دل سادہ ہو سکتا ہے۔ یہ بات اٹھو کا مطلب ہے۔ یہ مومنین کو بڑا دلدار۔ اپنی حالت و مہربانی سے جہنم سے نجات دلا رہا ہے۔

(نور)

۱۳۳۰ھ ۱۴۰۹ء

(۱۸) اصل: تقدیس صرف مذکورہ جو بارہ ہے، سوال یا سائل کے غلطی نقل شامل نہیں۔ (نور)

سائل: غلطی نقل کا مدخل

بعض، ایسا امر کرنا خلافِ فہمِ سلیم کے ہے۔ بہر حال دین کو مشتبه امر سے حاصل کرنا ممنوع ہے، خود حدیث ہے کہ برا آدمی ہے جو حاصل کرے دینِ مشتبہات (۱) سے، لہذا ایسے امور سے اجتناب لازم ہے۔ فقط والسلام جو حق تھا عرض کر دیا، اگر خلاف طبع ہو تو معذور رکھیں۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۳)

(۱۸)

یاس کی توبہ مقبول ہے ایمان مقبول نہیں: سوال: توبہ یاس کی قبول ہے، یا نہیں؟

قرآن شریف میں ہے: وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا خَضَعُوا لَهُمْ الْقَوْمَ، قَالَ إِنِّي نَبْتُ الْفَنَ. (۲) تو اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ توبہ یاس قبول نہیں ہے، اور نسخہ بالا بد مسائل متفرقہ میں تحریر ہے کہ: توبہ یاس اصح آفت کہ مقبول است۔ ترجمہ: توبہ یاس صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے۔ (۳)

اور حاشیہ پر بحوالہ درمختار لکھا ہے کہ: توبہ یاس مقبول است لقولہ تعالیٰ: وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ. (۴)

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ توبہ یاس مقبول ہے، تو اس میں بڑا اختلاف واقع ہوا۔ تو فرمائیے کس پر عمل کیا جاوے۔ ارقام فرمادیں۔

(۱) جبرانی میں ضعیف سند سے مروی ہے، انس العبد عبدہ مستحل المعاصم بالسيئات (مجمع الزوائد ۱۰/۲۳۳) اس کا ترجمہ وہی ہے جو حضرت نے کیا ہے۔ اور اوپر ایک لفظ "اعمال" آیا ہے اس کے معنی ہیں معمول، یعنی قرآن مجید میں اس پر عمل شروع ہو گیا تھا۔ (پان چوہری)

(۲) ترجمہ: اور ایسوں کی توبہ نہیں جو سکے جاتے ہیں برے کام، یہاں تک کہ جب سامنے آجائے ان میں سے کسی کے موت تو کہنے لگے تو یہ کہتے ہوں اب۔ (سورۃ نساء آیت ۱۸۔ ترجمہ جبرانی البند)

(۳) مالا بد من تالیف مولانا قاضی شامہ اللہ پانی پتی، مجمع الزوائد مؤلف جواہر محققان از مولانا محبت اللہ پانی پتی، غیر مطبوعہ، ص ۱۵۲۔ (مطبوعہ مجلس اعلیٰ، ۱۳۳۶ھ) [نور]

(۴) ترجمہ: اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۴۵۔ ترجمہ جبرانی البند) [نور]

سوال مذکور کلمی آیت سورۃ نساء کی آیت ۱۸ سے جس کا ترجمہ یہ ہے، اور ایسوں کی توبہ نہیں جو برے کام کے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آجاتی ہے تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ میں اب توبہ کرتا ہوں (یعنی اب کیا موت ہے جب چاہا آپ کی محبت) اب تو کہنے سے یا ناکامہ ۱۲/۱۷ آیت سے معلوم ہوا کہ مایہ کی وقت کی توبہ مقبول نہیں۔

اور مالا بد (ص ۱۵۲) اور درمختار کی عبارتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مایہ کی وقت کی توبہ بھی مقبول ہے اور دلیل سورۃ الشوریٰ کی آیت ۲۵ ہے، جس کا ترجمہ ہے: اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں، اور برائیوں سے روگردان رہتا ہے۔ یہ آیت مطلق ہے، بہر حال کی توبہ کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے، پس مایہ کی قبولیت کی توبہ بھی مقبول ہے۔ پس دونوں آجوں میں اور دونوں باتوں میں قصہ مضبوط ہو گیا۔

حضرت رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مایہ کی وقت کی توبہ مقبول ہے، دوسری آیت میں ہی کا ذکر ہے۔ مگر وہاں سے مراد گناہوں سے توبہ ہے، یعنی پہلے سے مؤمن ہو مگر گناہ کا روبرو ہو، پس یوقت پان ان گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ وہ برائیاں معاف فرما دیتے ہیں۔

اور مایہ کی وقت کا ایمان صحیح نہیں، مایہ آیت میں جس توبہ کی کلمی ہے اس سے مراد پھر سے توبہ کرنا ہے، مگر ان سے اوپر لکھتے ہیں کہ توبہ کی حق ہے، جسے قبول نہیں کیا گیا۔ یعنی جب دونوں توبہ مقبول ہیں تو دونوں آجوں میں قصہ مضبوط نہیں، بات خاص کے لئے دونوں کا ایک ٹکڑاں کے تحت ایک جہاں جہاں نظر آ رہی ہے۔ (پان چوہری)



**جواب:** تو یہ یاس کی مقبول ہے، مگر ایمان یاس کا مقبول نہیں۔ پس مراد تو یہ ہے تو بہ عن المعاصی ہے اور آیت میں بھی مراد تو بہ عن الکفر ہی ہے، پس مخالفت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کاں ص ۱۹۰)

**(۱۹) تقدیر کا منکر گمراہ ہے: سوال:** ایک شخص کہتا ہے، کہ اگر زید نے علم پڑھا، یا ہنر سیکھا، یا کمال کیا، یا جاہل رہا اور ہنر نہ سیکھایا کوئی کام نہ کیا، تو یہ سب امور تقدیر سے ہیں، کہ اگر خواست خدا ہوتا تو یہ امور ہوتے اور نہ ہوتے، اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں، ان میں تقدیر کا کیا تعلق ہے؟ یہ کام کرنے نہ کرنے پر منحصر ہیں، جیسا کرے ویسا ہوگا۔ کہتا ہے کہ نہیں! اگر اللہ تعالیٰ ہی اس کی ہمت اور نہ لگا، تو کیسے کر سکتا ہے؟ ان میں کوئی تعلق ہے یا نہیں اور کون سا نہیں؟

**جواب:** بدون تقدیر کچھ نہیں ہوتا، تقدیر کا منکر ضال ہے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۱۱)

**(۲۰) علماء اور دینی کتابوں کی توہین کرنے والا فاسق و بددین ہے: سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بعض آدمی اس قسم کے ہوں، کہ اہل اسلام کے سامنے دعویٰ کریں کہ ہم مسلمان ہیں، اور اہل سنت والجماعت اور مذہب ہمارا حنفی ہے، اور یہی اقرار کچھ عرصوں میں ہووے۔ لیکن لاندہ ہوں میں لاندہ بپ کئے ہوویں، (۱) ذریات کو خلیفہ خیر ایسے مسئلے تعلیم کریں، جس میں گمراہی پائی جاوے، اور چاروں اماموں اور عقائد کی کتابوں کی درپردہ حقارت پائی جاوے، اور اس عقیدہ کے نشان یہ ہیں۔ کوئی لاندہ مذہب ایک مولوی اہل سنت والجماعت کو، فریب دھوکا دیکر شہر کے باہر لے جا کر، پتوادیں، اور اس کا مال لٹوا دیں، اور ایسے مولوی ہوویں، کہ جس کی شہرت دہ بدہ قصبہ، شہر، شہر ہووے، اور ہزاروں نمازی بنے نمازی ہو جاویں۔ پس ایسے لاندہ ہوں کے حق میں کیا حکم ہے، شرع شریف میں؟

اور عداوت اس کو یہ ہو کہ ایک فتویٰ تقلید کی بابت لکھا گیا، اور اس کی عداوت حدیث سے ہے، دنیا سے نہیں ہے۔ اور ان کے مددگاروں کے واسطے کیا حکم ہے؟ گناہ کبیرہ ہوا یا صغیرہ! اور ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں، اور ان کی عورت پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس کا جواب تحریر فرما کر کہ دین اسلام کی حقارت ہوئی یا نہیں، ثواب عظیم حاصل کریں۔ ہینوا تو جروا۔

**جواب:** جو شخص کہ بظاہر اپنے آپ کو کسی اور حنفی کہے اور عوام کو گمراہ کرے، اور انہر مجتہدین اور کتب فقہی حقارت کرے، اگرچہ کیسا ہی نہ ہو، کوئی ہو، ضال، مضل، گمراہ، بددین، فاسق فاجر، وعدہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اس کو بوجہ اہانت کتب شریعت کے کا فر کہا جائے، تو بھی جابے۔ کیوں کہ بغض و اہانت کتب شرع کی اور علماء کی کفر ہے، قال القاری۔

(۱) یہاں لاندہ مذہب سے مراد یہ ہے، جلد میں۔ (نور)

وفی الخلاصة: من ابغض عالماً من غیر  
سب ظاہر خیف علیہ الکفر: (۱)  
جو شخص کسی عالم سے کسی ظاہری وجہ کے بغیر بغض  
رکھے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ [نور]

اور حدیث میں خود سب مسلم کو حرام اور فسق فرمایا ہے، چہ جائے کہ ائمہ دین:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سبب المسلم فسوق، وقتاله کفر الحدیث (۲)  
اور جو شخص کسی ایسے شخص کی کفر سے وہ بھی ایسا ہی ہے، کہ مؤید عصیان کا عاصی ہوتا ہے، بگم شارع علیہ السلام۔  
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پس ایسے لوگوں سے ملاقات ترک کرے اور امام نہ بنائے کہ ہم کو حکم اہانت فساق کا ہے، نہ تعظیم فساق کا۔ قال  
اللہ تعالیٰ:

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ  
مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ  
فَاسِقُونَ (مائدة- ۸۱)  
اور اگر وہ یقین رکھتے اللہ پر اور نبی پر اور جو نبی پر اترا تو  
کافروں کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں بہت سے لوگ  
نافرمان ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ المراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں، ص ۱۹۷-۱۹۸)

(۲۱) کسی مسلمان کو بلا کسی وجہ کے کافر کہنا؟ سوال: زید عمر بکر اہل سنت و جماعت، خالد کے پاس

دعوت کھانے کے واسطے گئے، خالد نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ فلاں فلاں شخص بھی آئے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ وہ تو  
گمراہ ہیں، کہا کہ تم سب کافر ہو گئے، حالانکہ ان کے اہل سنت و جماعت ہونے کا علم خالد کو ہے۔

جواب: جو شخص بلا وجہ کسی کو کافر کہے وہ فاسق ہے، اور وبال اس کے کفر کی نسبت کا اس پر عائد ہوتا ہے،  
بخاری نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

[نور] فصل فی العلم والعلماء: ص ۲۱۰ (مطبع حنفی، دہلی: ۱۳۶۹ھ)

کتبہ المراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ: رواہ البخاری فی کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۳۸، صحیح بخاری ص: ۱۲ [مطابق اصح المطابع دہلی] ومسلم فی  
کتاب الایمان ج: ۱ ص: ۳۸، رقم الحدیث: ۱۱۶، باب سبب المؤمن فسوق وقتاله کفر، نظر ابوفیہ نظر محمد القاریابی، (دار طبع: ۱۴۲۷ھ)  
مسلم طریف باب مذکور ج: ۱ ص: ۵۸، [محدثانی دہلی: ۱۳۱۹ھ] عن عبد اللہ بن مسعود، [تیز دیکھتے مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والعبء و  
السم ص: ۳۸] [فصل اصح المطابع رشیدیہ دہلی: ۱۳۷۵ھ] نیز مشکوٰۃ شریف ج: ۳ ص: ۷۹۷-۷۹۸، حدیث: ۲۸۱ [مت، رمضان بن احمد بن  
عمر بن محمد: ۲۳ھ] [نور]

[پان پدی]

ایمان سے مسلمان کا کفر یا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا یعنی لڑنا اور جنگ کرنا کفر ہے۔



من دعا رجلاً بالكفر أو قال عدو الله

اگر کوئی کسی کو کافر کہے یا اللہ کا دشمن کہے اور ہتھیار اٹھائے تو

ولیس كذلك إلا حار علیہ الحدیث (۱)

یہ گالی خود کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گی۔ (ت: نور)

اور دوسری حدیث بخاری کی ہے، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

سبأ المسلم فسوق. الحدیث (۲)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

پس ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہو گیا، کہ جو کوئی کسی مسلمان کو نہ ا کہے وہ فاسق ہے، اور اگر کافر کہے تو وہ

فاسق پر لوٹ آتا ہے، پس بحکم شرع یہ مکلف فاسق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ کھان میں ۳۰)

(۲۲) دنیاوی معاملات کی وجہ سے، کسی عالم کو برا کہنا؟ سوال: میان عالمی و عالمی دین

دنیاوی تکرار شدہ بود، عالمی تعدی کردہ گفت، کہ تو عالم نیست، بل خراست و خزریر است، و دشنامہائے نالائق از روئے استحقاق و مستحق

داد، پس دریں صورت عالمی مذکور مرتد خواہد شد یا نہ؟

(مجموعہ کھان میں ۱۵۵)

ترجمہ سوال: ایک عالم اور ایک عالمی کے درمیان، ایک دنیاوی معاملہ میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، عالمی شخص نے

زیادتی کرتے ہوئے کہا، تو عالم نہیں ہے بلکہ گدھا ہے اور سورا ہے، اور بری گالیاں حقارت اور استہزاء کے طور پر دیں۔ اس

صورت میں یہ عالمی، مرتد ہوا یا نہیں؟

جواب: ہر کہ عالم اور امر دنیاوی دشنام دہد فاسق است، مرتد و کافر نمی گردد۔ و در احادیث است کہ صحابہ را با ہم در امر

دنیاوی مخالفت می شد و یکدیگر را بوجہ بشریت سب می کرد، کسے براں حکم کفر نہ داد۔ علی ہذا حال دیگران باید شناخت۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ اراکینی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی مفتی عن

(مجموعہ کھان میں ۸۹)

ترجمہ جواب: جو شخص کہ کسی عالم کو دنیا کے کسی معاملہ میں گالی دے وہ فاسق ہے، مرتد اور کافر نہیں ہوتا۔

احادیث میں ہے کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں دنیاوی معاملات میں مخالفت ہو جاتی تھی اور بشریت کی

وجہ سے (کبھی کبھار) ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ دیتے تھے، مگر کسی نے بھی (معاذ اللہ) ان کے کفر کا حکم نہیں دیا، ای کے

مطابق دوسروں کے حال کو پہچاننا چاہئے۔ واللہ اعلم

(ت: نور)

(۱) متفق علیہ صحیح بخاری، ج ۳، ص ۸، رقم الحدیث: ۶۰۳۳ کتاب الادب باب ما یبہی عن السباب (مکتبہ الریاض

الحدیثہ ۱۳۰۳ھ) نیز بخاری شریف باب مذکور ج ۲ ص ۸۹۳ رقم الحدیث: ۵۸۰۹ نیز لا حدیث ہو مشکوۃ المصابیح باب حفظ اللسان

والعبیۃ والشم واللعن، الفصل الاول ص ۳۱۱ (مکتبہ المطبعیۃ رشیدیہ دہلی ۱۳۷۵ھ) نیز مشکوۃ شریف باب مذکور ج ۲

ص ۷۷۷ الحدیث ۳۸۱۷ ت: رمضان بن محمد بن علی بن عوف ۱۳۲۳ھ (نور)

(۲) ان کی کتب میں بھی گذری۔ نیز صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یبہی عن السباب واللعن، رقم الحدیث: ۶۰۳۳ بحوالہ الامام و بخاری شریف

کتاب اللعن، باب لول فی سب لا یرجعوا ہدی کتوا یضرب بحکم وفاب بعض، الف ج ۳ ص ۹۳ رقم الحدیث: ۶۰۳۳ (مکتبہ الریاض

الحدیثہ ۱۳۰۳ھ) نیز بخاری شریف باب مذکور ج ۲ ص ۱۰۳۸ رقم الحدیث: ۶۰۳۳ (پان پانی)

(۲۲) منچریوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ سوال: (جو لوگ مقابلہ اہل نجدی کے خلعت افلاک  
 کے لیے تھے ان کے قاتل نہیں ان کے پیچھے نہ اور نہ ہی ان کے پیچھے نہ)

جواب: قوم منچری کا فریق: ان کے شرعیات سے ہیں ان کی حالت و زندگی ان کی۔ فقہاء و محدثین امر  
 بہرہ منکشی علیٰ حد (مہر)

(۲۳) یزید کو کافر کہنا کیسا ہے؟ سوال: یزید کافر ہے یا نہیں اور اس نے یمن کا بھائی سے نکاح کیا؟  
 یہ کہ یمن میں گھوڑے ہمارے اور خانہ حب کا جھول خلاف چھوٹا اور شراب خوری پھیلائی کی ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح  
 سب صحابہ حسین رضی اللہ عنہ کا فریق ہیں یا فاسق؟

جواب: یزید کو کافر کہنا نہیں چاہئے اور یہ افعال اس نے کرتے تو فاسق ہو گا اور یہ کہ اس کو وہ جواب دہانت  
 اس طرح حجت ہو کہ اس کی بات ہے۔ اب مسلمان نہ کرتے ہیں ان کو کافر نہیں کہہ سکتے، دل کی خبر نہیں، حالانکہ زمانہ  
 بائیں کافر ہے۔ پھر یزید کی کہاں سے تحقیق کسی کو ہوئی جس نے قتل حسین فاسق ہے، مستحق کافر ہے، اور نیت قاتلین کی  
 مستحق نہیں، یمن کافر کہنا نہیں چاہئے، زبان کو کفر سے روکنا بہتر ہے، اگرچہ کافر کہنا گناہ بھی نہیں، بسبب ظاہر حال  
 قاتلین کے۔

(بدست خاص میں ۲۰)

(۲۵) مروان بن الحکم کے متعلق چند سوالات: سوال: مروان کا فوجی مسلمان اور اس کو  
 اس حضرت علیؑ اندھیدہ و سمر نے شہر سے سرفرنگ نکال دیا تھا یا نہیں، اور بعد نکال دینے کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو بلایا یا نہیں، اور اگر بلایا تو کیا وجہ تھی، اور نکالا تھا تو کیا وجہ تھی، یا یہ سب خلافِ اخطا ہے؟

جواب: مروان مسلمان تھا، اس کو آپ نے نہیں نکالا، اس کے باپ کو نکالا تھا اور مروان اس وقت صغیر تھا، مگر  
 قرنی عمر میں بلائے کی اجازت فرما دی تھی، لہذا حضرت عثمان نے بلایا تھا۔ (۱)

(بدست خاص میں ۱۹)

فرمودہ مروان اس وقت صغیر تھا، اور قاتلین نے اس کو اس وقت تک پھینک دیا تھا کہ وہ مروان بن الحکم کے پاس پہنچا، اور اس نے اس کو  
 بدست خاص میں لے کر لایا، اور اس کو اس وقت تک پھینک دیا تھا کہ وہ مروان بن الحکم کے پاس پہنچا، اور اس نے اس کو  
 بدست خاص میں لے کر لایا، اور اس کو اس وقت تک پھینک دیا تھا کہ وہ مروان بن الحکم کے پاس پہنچا، اور اس نے اس کو  
 بدست خاص میں لے کر لایا، اور اس کو اس وقت تک پھینک دیا تھا کہ وہ مروان بن الحکم کے پاس پہنچا، اور اس نے اس کو

(۲۶) اہل عرب کے جو اقوال خلاف شریعت ہوں، وہ مردود ہیں: سوال: اہل عرب

فقط

مردود بدعتی ہیں، ان کے فتاویٰ و اقوال ہمارے واسطے سند اور حجت نہیں ہو سکتے۔

جواب: اہل عرب کا قول و فعل جو خلاف شرع ہو وہ البتہ بدعت و برا ہے، اگرچہ عامی کیوں نہ ہوں مگر

سب حرب و بدعتی اور برا کہنا نزہوں ہے۔ حرب سے محبت کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بقولہ احبوا العرب الخ (۱) پس یہ سخت سب حرب کو برا کہنا برا ہے۔ ہاں ان کے بدعتی نہ۔ میں امران و فعل

خلاف شرع مردود ہے اور ان کے قول و فعل کی حجت نہیں، حجت دین میں قرآن وحدیث وفقہ کی ہے اور جس۔

الاصل یہ جو کچھ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے، اس کے موافق جو کچھ موقع سنت ہے، اس سے ملنا اور اس کا موافق

سننا لازم ہے اور جو خلاف اس کے ہے، وہ قابل التفات نہیں۔ اور قلیل فرق کہ مال دونوں کلام کا ایک ہی ہو جائے۔

فرق نہیں ہوتا، اور افراط و تفریط خوب نہیں، دین میں میانہ روی موافق حدیث کے لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(چند ماہی ۱۸۸۸ء)

رشید احمد گنگوہی۔ فقط

.....

(۱) احبوا العرب ثلاث لائمی عربی و القران عربی، و کلام اہل الحقہ عربی یعنی میں سے تم میں سے محبت کرو۔ یعنی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری محبتیں کی زبان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ یہ حدیث نہ کہ متعدد سندوں سے احادیث ان میں سے نقلی ہے (۸۷۳) اور ابو نعیم ج ۱ ص ۱۰۱ میں ہے کہ جب عرب سے متعلق بعض سندوں پر تم نے کچھ کاٹنا دیکھا ہے، لیکن دور سے بعض حدیثیں ملے۔ حدیث کو انتہائی درجہ ضعیف قرار دیا ہے، مگر کچھ بات یہ ہے کہ جب عرب سے متعلق احادیث سند کے اعتبار سے چاہے بغیر یا بغیر توفیق ہوں، مگر کچھ حیثیت سے حسن ہو کر قابل استدلال ہیں۔

صاحب ترمذیہ الشریعہ فرماتے ہیں قال الحدیث ضعیف لا یصحح ولا یروى وقال ان الحدیث أخرجه من حد الطریق البیہقی فی الشعب والحاکم فی المستدرک ص ۸۷ ج ۱ "إوضحه وله شاهد من حدیث ابی ہریرۃ ان عیسیٰ و القران عربی و لسان اہل الحقہ عربی أخرجه الطبرانی فی الاوسط، و فیہ شلیل من الغلاء من عبد الرحمن لہ ما کثیر، وقال الحدیث البیہقی مجمع القرب حدیث ابی ہریرۃ أصح من حدیث ابن عباس، و شلیل من الغلاء أصح من ابن حدان فی صحیحہ۔ الشریعۃ المروغۃ ص ۳۰ ج ۱ ص ۵۱۲ الذکب العلمیۃ بیروت ۱۹۶۰ء۔

وقد وردت احادیث کثیرۃ فی حب العرب، بقصر الحدیث لمحمود علیہا حسنا۔ کشف الغلاء و مرآۃ الایمان۔ مجمع بیروت ۱۹۶۰ء دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۶۰ء۔ ان کی روایت انصاف سے نقل کی جانی چاہیے۔ یہ حدیثیں صحیحہ و حسنہ ہیں۔



## شیعیت

(۲۷) ہندوستان کے شیعوں کا کافر ہونا رائج ہے: سوال: رافضی یعنی شیعہ کافر ہیں، یا فاسق؟ جواب: اس میں اختلاف ہے، رائج بندہ کے نزدیک، کفر یہاں کے روافض کا ہے۔

(مجموعہ کلام ص ۲۰)

نوٹ: شیعوں کے کفر ایک اور سبب مفصل اور واضح فتویٰ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ (نور)

(۲۸) فضیلت شیخین کا منکر رافضی ہے: سوال: چہ می فرمایند علمائے دین: در حق مردے کے خود را

شمول اہل سنت و جماعت سازد، و برخلاف اہل سنت و الجماعت در عقیدہ خود، فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ بر اصحاب ثلاثہ حق حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی، رضی اللہ عنہم اجمعین داند، و گوید کہ ایں ہر سہ اصحاب از زمرہ ولایت و اہل بیت خارج اند۔ و در شان حضرت علی رضی اللہ عنہ: "لحمک لحمی و دمک دمی" راست۔ و ولی وصی نبی خاتم الولاہ و زوج ہنر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازیں جہت فضیلت حضرت علی مرتضیٰ براہ، درجہ اول بہترین صحابہ است۔

و نیز ایں کلام مخالف شرع و اجماع امت متوجہ شود، کہ روزے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بخد مت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شکایت غصہ و غضب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کردند..... (۱) عتقا بفرمود کہ اے فاطمہ چہ می گوئی، اگر علی ترا در اں حالت طغیبت و جلالت طلاق داندے، مشکل واقع گردیدے۔ پس در حق گوئندہ ایں کلام و منکر خلافت شیخین عظام، شرعاً چہ حکم است، بیان فرمایند سند کتاب، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے بارے میں: جو خود کو اہل سنت و جماعت میں شمار کرتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے خلاف اپنا عقیدہ، حضرت علی کی اصحاب ثلاثہ حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت جانتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ تینوں حضرات زمرہ ولایت اور اہل بیت سے خارج ہیں۔ حضرت علی کی شان میں "تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے" آیا ہے۔ حضرت علی رسول اللہ ﷺ کے ولی، وصی، خاتم الولاہ اور بنت رسول کے شوہر ہیں اس جیسے حضرت علی کی ان پر فضیلت ہے، وہ بہترین صحابہ میں اول درجہ پر ہیں۔

نیز شریعت اور اجماع امت کے خلاف یہ بھی کہتا ہے، کہ ایک دن حضرت فاطمہ نے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، حضرت علی کے غصہ اور ناگواری کی شکایت فرمائی۔

(نور)

(۱) یہاں چند کلمات پڑھے نہیں گئے۔



حضرت رسول اکرم ﷺ نے ناپسندیدگی کے ساتھ فرمایا اے قاطرہ! کیا کہتی ہو، اگر علیؑ نے تمہیں اس فصیحی حالت میں حلق دیدی تو مشکل پڑ جائے گی۔ پس اس کلام کے کچھ والے اور منکر خلافت شیخین عظام کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں، کتاب کے حوالے کے ساتھ (ت: نور)

**جواب:** کسے جنہیں عقیدہ فاسد دار، رافضی است، اگر دعویٰ شمول اہل سنت کند۔ چہ اگر تفصیل شیخین رضی اللہ عنہما متفق علیہ جمہور ائمہ اہل سنت است، کہ کسے معتبرے را در اہل خلاف نیست، و بچناں افضلیت عثمان رضی اللہ عنہ متفق علیہ جمہور ائمہ و اہل سنت است۔ نووی در شرح مسلم گوید:

اتفق اہل السنة علی أن افضلہم ابوبکر ثم عمر۔ قال جمہورہم ثم عثمان ثم علی، وقال ابو منصور البغدادی: اصحابنا مجمعون علی أن افضلہم الخلفاء الأربعة علی الترتیب المذكور (انتهی) (۱)

(ترجمہ) جواب: جو شخص ایسا فاسد عقیدہ رکھے وہ رافضی ہے، اگر چہ اہل سنت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرے۔ کیونکہ تفصیل شیخین تمام ائمہ اہل سنت کا متفق علیہ عقیدہ ہے، ایسا کہ کسی بھی معتبر عالم کو اس سے اختلاف نہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرات صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر (رضی اللہ عنہما) اور ابو منصور بغدادی نے فرمایا: ہمارے اصحاب اسی پر متفق ہیں، کہ چاروں خلفائے راشدین کی فضیلت، ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

وورفتہ اکبر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ، ہی فرماید:

افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین (۲) انتہی ترجمہ: اور فتہ اکبر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر بن الخطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۱) نووی شرح مسلم ص ۲۷۲ حدیثی باب فضائل الصحابة، اختلاف، (طبع مجتہبی، دہلی ۱۳۱۹ھ) (نور)

(۲) فتاویٰ مع شرح داخل قاری ص ۳۰۷-۳۰۸ طبع مکتبہ اعلیٰ دہلی، ۱۳۱۹ھ۔ نیز شرح فتاویٰ اکبر (۱) احمد بن محمد مکتبہ اعلیٰ دہلی، ۱۳۱۹ھ۔ نیز شرح فتاویٰ اکبر (۲) احمد بن محمد مکتبہ اعلیٰ دہلی، ۱۳۱۹ھ۔ (طبع مکتبہ دار الفکر، بیروت، ۱۳۲۱ھ) (نور)



وہیں در شرح عقائد و شرح مقاصد و جملہ کتب مذکور است، و مراد از فضیلت کثرت ثواب و تقرب الی اللہ تعالیٰ است، و ہمیں را در وجہ ولایت می گویند: المراد بالافضلية كثرة الثواب. انتهى (۱)

ترجمہ: اسی طرح شرح عقائد میں اور شرح مقاصد وغیرہ سب کتابوں میں مذکور ہے، اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب اور حق تعالیٰ کے یہاں تقرب اور مرتبہ ہے اور اسی کو ولایت کہتے ہیں۔

پس خلفاء عظامہ رضی اللہ عنہم در زمرہ ولایت و تقرب داخل اند، و از حضرت امیر رضی اللہ عنہ سابق اند، ہر کہ آن حضرات را از زمرہ ولایت خارج داند، قطعاً شیعہ ورافضی است۔ و از معنی ولایت..... و لحکم لحمی کہ روافض دلیل رفضیت تراشیدہ اند، از جہل ایشاں است۔ اگر ایں معنی مراد دارند کہ لحم و دم، حضرت امیر رضی اللہ عنہ ہمون لحم و دم فخر عالم علیہ السلام است، کہ وحدت ثابت گردد، پس ایں عین حماقت آن فرقہ ضالہ است۔ اگر علی رضی اللہ عنہ چو پیغمبر علیہ السلام واحد بودند، چگونه با فاطمہ رضی اللہ عنہا نکاح علی رضی اللہ عنہ درست شود، کہ بچناں کہ آن پاک دیں، دختر پیغمبر علیہ السلام، دختر علی رضی اللہ عنہم خواہد گشت۔ و اگر مراد مجاز ایں باشد، کہ مایان از یک حد در نسب شریک ہستند، پس از ایں چہ فضیلت می خیزد، دریں معنی عباس رضی اللہ عنہ و صد ہا برادر داخل اند، و ایں فضل جزوی است کہ کسے را از ایں کار نیست، و کلام در تقرب الہی و کثرت ثواب است، و علی ہذا زوج فاطمہ بودن را باید فہمید، و وصی بودن حضرت ایشاں خود عقیدہ روافض است، کہ بیچ حجت بر ثبوت آن نیست۔ عقیدہ دھمایا ہم خلاف سنت [و] جماعت است۔

و آن چہ روایت طلاق فاطمہ رضی اللہ عنہا از جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کردہ، کذبے است صریح و افتراء قبیح (لعنة الله على واضعه) کہ روافض وضع کردہ اند، و بنا آن بر ہمون وحدت جناب فخر عالم علیہ السلام کفرت علی رضی اللہ عنہ ہست، و جوابش شنیدی! ورنہ کدام عاقل چنین کلام بے ہودہ می تو اں گفت، کہ زوجہ کسے را دیگرے طلاق دہد، (۲) کہ خلاف عقل و فہم است، و بیچ کتاب اہل سنت ایں کلام حماقت را نقل نکرده۔

ترجمہ: افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے، پس تینوں خلفائے رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمرہ ولایت و تقرب میں داخل ہیں اور حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ) سے بڑھے ہوئے ہیں، جو شخص بھی ان حضرات کو زمرہ ولایت

(۱) اصل عربی میں اسی طرح لکھا ہے جو فقہ تازی کی عبارت کا حاصل ہے، مکمل اقتباس یہ ہے: والسلف كانوا متوفقين في تفضيل عثمان، حيث جعلوا من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختین، والانصاف انه ان اريد بالافضلية كثرة الثواب! فلتوقف جهة وان اريد كثرة ما بعد طرد العطل من الفضائل فلا انتهى. شرح عقائد فقہ تازی ص ۱۰۸۔ (مطبوعہ مطبع قومیہ کراچی ۱۳۳۷ھ) (نور)

(۲) اصل میں اسی طرح ہے، اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ [نور]









ہیں اور دعوت کی جانب جو کہ مقام نبوت کے مناسب ہے، حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے تسبیحاً علیٰ نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں طرف (ولایت و دعوت) کے لحاظ سے، حضرت نوح صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وعلیہ وسلم نے تسبیحاً علیٰ نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وعلیہ وسلم نے تسبیحاً علیٰ نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور اس کے کلمہ ہیں، اس لئے لازمی طور پر نبوت کی جانب، یہ نسبت ولایت کی جانب کے ان میں غالب ہے، اور حضرت امیر میں بھی اسی مناسبت کی وجہ سے ولایت کی جہت غالب ہے۔ (۱)

ترجمہ: مکتوب فرمودہ اند:

”اے پروردگار! حضرت امیر، چونکہ حامل بار ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و اُختیہ تربیت مقام اقطاب و ابدال اور اوتاد کے از اولیاء عزالت اند، و جانب کمالات ولایت در ایشاں غالب است، مقبوض بدار و اعانت آل حضرت است۔ بر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است، زیر قدم او است، قطب مدار بہ حمایت و رعایت او ہم خود را سر انجام می نماید، و از عہدہ مداریت می بر آید۔ حضرت فاطمہ و امامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضی اللہ عنہم شریک اند، انتہی“ (۲)

ترجمہ: اے بھائی! چونکہ حضرت امیر (علی) بار ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و اُختیہ کے حامل ہیں، اس لئے اقطاب، ابدال اور اوتاد کے مقام کی تربیت، جو اولیاء عزالت میں سے ہیں اور کمالات ولایت کی جانب، ان میں غالب ہے۔ ان کی تربیت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعانت و ابدال کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب، یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر کے زیر قدم ہے، قطب مدار، انہی کی حمایت اور رعایت سے اپنی مہم سر انجام دیتا ہے اور مداریت سے عہدہ بر آ ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور امامین (حضرات حسن و حسین) بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شریک ہیں۔ (۳)

ترجمہ: شاہ اند صاحب در تفسیر مظہری ارشاد می فرماید، بحوالہ شیخ مجد صاحب تحت آیت:

۱۔ حضرت محمد باقر علیہ السلام: سید زوار حسین شاہ صاحب، حصہ دوم ص ۱۸۱۔ دفتر اول مکتوب ۳۵۱ [ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۹۹۱ء]

۲۔ حضرت محمد باقر علیہ السلام: سرحدیہ مولانا نور احمد امرتسری ص ۵۶۔ ۵۷ حصہ چہارم [مکتبہ النور، کونڈہ]

۳۔ حضرت محمد باقر علیہ السلام: سید زوار حسین شاہ صاحب، حصہ دوم ص ۱۸۱۔ دفتر اول مکتوب ۳۵۱ [ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۹۹۱ء]



”وَأَنْتُمْ تُنَلِّیْ عَلَیْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ وَفِیْكُمْ رَسُولُهُ“ [قلت]: أشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
إلی أهل البیت، لأنهم أقطاب الإرشاد فی الولايات، أولهم علی رضی اللہ عنہ ثم ابنائہ  
إلی الحسن العسکری، وآخرهم غوث الثقلین محی الدین عبد القادر لجیلی رضی اللہ  
عہم أجمعین. لا یصل أحد من الأولین و الآخرین الی درجة الولاية إلا بتوسطہم. کذا  
قال المجدد رضی اللہ عنہ. (۱)

و نیز پنجتن شاہ عبدالعزیز صاحب در تحفہ اثنا عشریہ فرمودہ اند:

ولہذا محققین صوفیاء نوشتہ اند، کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودند، وحضرت امیر حامل کمالات ولایت، ولہذا کار  
انبیاء کہ جہاد با کفار وترویج احکام شریعت، واصلاح امور ملت است، از شیخین رضی اللہ عنہما خوبتر سمر انجام یافت،  
و کار اولیاء از تعلیم طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین، و تنبیہ بر غوائل نفس وترغیب بزہد در دنیا، از حضرت امیر  
بیشتر مروی گشت۔

وعقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ، بصدور افعال مختصہ بآن ملکات می توان کرد، مثلاً اگر شخصے در معرکہ ثبات  
می کند، و در مقابلہ اقران وصنعت سیف و شان کار از پیش می برد، دلیل صریح بر شجاعت نفسانیہ اوست، بلکہ حب  
وبغض خوف ورجاء، ودیگر امور باطنیہ از ہمیں راہ افعال ومعاملات معلوم توان کرد۔

بر ہمیں قیاس امتیاز در کمالات باطنیہ شخص، کہ آیا از قسم کمال انبیاء است، یا از جنس کمال اولیاء، بخارجیہ بودن او در  
یکے ازین دو کارخانہ عمدہ حاصل می شود۔ (۲)

نظر بریں ایں اکابر و اتباع ایشان را شیعو و فاسق و تفضیلیہ پنداشتن جائز است یا نہ، و شخصے کہ ایشان را فاسق  
گوید، ویرا حکم چیست؟ فقط

ترجمہ: اس لئے محقق صوفیاء نے لکھا ہے کہ شیخین [رضی اللہ عنہما] کمالات نبوت کے حامل تھے اور حضرت  
امیر [علی کرم اللہ وجہہ] کمالات ولایت کے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے کام، جو جہاد کافروں کے ساتھ اور  
احکامات شریعت کی تبلیغ وترویج اور ملت کے معاملات کی اصلاح ہے، حضرت شیخین سے بہت اعلیٰ درجہ میں  
سمر انجام ہوئے، اور اولیاء کا کام تعلیم طریقت وارشاد، سالکین کے حالات ومقامات کے مطابق، نفس کے رذائل اور

(۱) تفسیر مظہری ص ۱۰۳ ج ۲ (مجلس الشاعت العلوم، جید برقی پریس، دہلی، پاکستان) اور تفسیر آیت آل عمران ۱۰۱۔ (نور)

(۲) تنہا نامہ ص ۱۰۱ باب علم وادامت (بذیل تنبیہ کلام، تحریر مراد، منہ بحث الامامۃ سے پہلے ص ۳۳۹ مطبعہ فرہنگ کھنجر ۱۳۹۵ھ)

رہے ہوں گے۔ اور ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کے پاس ہے تعقل کی باتیں، اور ان سے وہی کہتا ہے۔

اور یہ کہ ان کے پاس ہے ان کے پاس کی باتیں، اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔

اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔

اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔

اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔

اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔

اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔ اور ان سے وہی کہتا ہے۔



معموم روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ولایت شیخین کی ہی، ولایت حضرت علی سے غالب ہے، جیسے کہ روایات نبوت ان کے حضرت علی سے غالب ہیں، اور بالفرض اگر ہمیں چار شہوت بھی ہوں، تاہم فضیلت جزیئہ بن ابی جراحہ کا تو نہیں، کیوں کہ مہادی کا نائب، مقاصد کے نائب کے مقابلہ قابل ترجیح کے نہیں ہو سکتا، اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی قریب فہمیہ جو سائل سمجھے ہیں۔

الحاصل فضیلت کلیہ کمالات ولایت و کمالات نبوت میں حضرات شیخین کو حضرت علی پر مجمع علیہ مہجور امت ہے، (۱) پس خلاف اس کے عقیدہ کرنا، شیعہ تفضیل و خلاف امت کے عقیدہ کے ہے، اور یہ جو مقبولہ مکتوب امام ربانی سے روانہ ہی مقتدرہ علمی صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلمہ و علمہ اتمہ و احکمہ۔  
وانا لمراتبی رحمۃ ربہ رشید احمد علی عہدہ شہیدی۔  
(مجموعہ نکاح ص ۱۳۳)

(۳۱) حضرت علیؑ کی تدفین سے متعلق ایک معروف روایت کی حقیقت: سوال: حضرت علیؑ

کرم اللہ وجہہ کا، اپنے جنازہ کو مصندق میں رکھنے کو فرماتا، اور قبہ میں دفن کرنے سے منع کرنا، اور یہ فرمان کہ اونٹنی پر رکھ دو، جہاں چاہے لے جاوے گی، صحیح ہے یا غلط؟

جواب: یہ قصہ غلط ہے (۲)، بعد انتقال دفن ہوئے۔  
(بدست خاص سوال ۱۹)

(۳۲) حضرات حسینؑ حضرت امیر معاویہ سے افضل ہیں: سوال: امامین افضل ہیں یا امیر

معاویہ رضی اللہ عنہم، یا برابر ہیں درجہ میں؟

جواب: حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ بہت افضل ہیں، حضرت معاویہ سے۔

(بدست خاص سوال ۱۷)

(۳۳) حضرت حسینؑ نے یزید سے بیعت کیوں نہیں کی تھی؟ سوال: جب کہ امامت فاسق کی

بھی جائز ہے تو حضرت حسینؑ نے اس سبب سے بیعت یزید کی نہیں کی تھی؟

جواب: احتیاط اور تقویٰ سے نہ کی تھی، اگرچہ چار تھی۔ اپنی قوت پر آپ امام ہونا چاہتے تھے مگر نہ ہو سکا۔ فقط

(مجموعہ بدست خاص ص ۳۹)

(۱) ابن اثیر نے کہا ہے "والفصل الناس بعد السبب ابو بکر الصديق ثم عمر الفاروق" ص ۱۳۶ شرح ابو منصور محمد بن محمد السمرقندی عکس نسخة دائرة المعارف جبر آباد نفاذہ: "خبر العباس" لاغت شہادہ من ۱۳۶۳ (۱۳۶۳) (۲) ابن اثیر نے کہا ہے "ومن قال انه حمل علي راحلته فلعنت له فلا يبرى من ذنبه، فقد حفظ وتكلم بالاعمال" ولا يسمع عقل ولا شرع والديانة والعبادة ص ۳۲۹ (۳) ابن اثیر نے کہا ہے "من قال ان علي بن ابي طالب حمل علي راحلته فلعنت له فلا يبرى من ذنبه، فقد حفظ وتكلم بالاعمال" ص ۳۲۹ (۴) ابن اثیر نے کہا ہے "من قال ان علي بن ابي طالب حمل علي راحلته فلعنت له فلا يبرى من ذنبه، فقد حفظ وتكلم بالاعمال" ص ۳۲۹ (۵) ابن اثیر نے کہا ہے "من قال ان علي بن ابي طالب حمل علي راحلته فلعنت له فلا يبرى من ذنبه، فقد حفظ وتكلم بالاعمال" ص ۳۲۹





1. *Chlorophyll a* (Chl *a*)

[illegible]

...  
...

میں نے اس کی طرف سے ایک خط بھیج دیا تھا۔

والمؤمنون هم الذين يكونون عروة وهمزة أي يدعو الناس من أمثال أبي الأحمر، ومن المتعصبين  
لنظر الضميمة، ومن البحر عن أبي الحارثية، وبحسب أبيهم لأحمره، ويعرض عليهم القريب، ويعنيهم

عاشي. فبقي في القريه اربعه ويخافهم عما يستعملهم من المذواق من عذبات ما عليهم

من الصبر والمجاهدة، وكان يعطى له من كل شيء ما يشاء، وكان يعطى له من كل شيء ما يشاء.

فمنهم من يحب عليهم أن يقرأوا فيه فرائده من الأسرار، لأن ما يقصد به هو أن يخط من فرائده  
الخطوط، ويقصد به من الخطوط، ومن كان له يدور في فلكه، يجب عليه أن يقرأ في

...إلى بعد هذا بالسر - لأنه من حملة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر



**جواب:** روایات سرالشہادتین کی جن کو بلا سند نقل فرمایا ہے، بندہ کے پاس وہ کتب ہیں جو روایت کی تحقیق کر سکوں اور نہ دیگر کتب سے ان کی تحقیق۔ بظاہر نقل شاہ صاحب کی بعد وثوق کے ہے، اگر ضعیف ہیں تو بعد ہر طرق جبرضعف ہو گیا ہوگا، بندہ کو تحقیق ان کی نہیں۔ فقط (۱)

(۳۹) حضرت علیؑ کی تلوار کہاں گئی؟ سوال: ذوالفقار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کیا ہوئی اور اس کے پاس رہی؟

**جواب:** ہزار ہا شیاؤں فنا ہوئیں، ہم ہوئیں، کیا خبر کہاں گئی، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی فنا ہو کر چھپ گئے۔ فقط (بدست خاص، ص ۱۸)

## مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت

(۴۰) مرزا قادیانی کا مثل عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا عقیدہ فاسد اور سلف و خلف کے خلاف ہے۔ (۲)

مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کی فتح الاسلام (۳) بندہ نے بھی دیکھی، اہمالاً ان کو جواہر گمان تجدید ہوا ہے یہ اس کا ہی ضمیمہ ہے، کہ اب ان کے خیلہ میں یہ دوسرے پیدا ہوا کہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ اس باب میں بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا طلبی تو ان کو مقصود نہیں، بلکہ ایک خود پسندی ان کے خیلہ میں بوجہ صلاحیت قائم ہوئی تھی، اب یہ خیالات بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور اس کو وہ دین و تائید دین اور اپنے کمالات جاننے ہیں، اس میں مجبور ہیں، اس مثل عیسیٰ علیہ السلام ہونے کو، اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور وصال کی روایات کے حقیقی معنی کے انکار کو، چند جگہ سے جو بندہ سے استفادہ کیا گیا تو بندہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ فاسد و خطا خلاف جملہ سلف و خلف کے ہے، ان کو مانجھ لیا ہو گیا ہے کہ خلاف قتل کے ایسی بات لکھتے ہیں کہ،

(۱) یہ تمام روایات مضموعات کے قبیل سے ہیں۔ مشہور، معروف و معروف ضعیف تو ان میں سے ہر ایک ہے، تصدیقات کا یہ موقع نہیں۔ یہ اہل نقل و قول ہے، نہ شواہد و براہین کے ذریعہ سے یہ چیزیں نقل کی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سرالشہادتین کی اکثر روایتیں منسوخ اور پائے اعتبار سے ساقا ہیں، جنکو جس آقا کو چاہے اسلام حضرت شاہ ولی اللہ سے فرزند الام، بزرگ، برصغیر سے استاد العلماء اور علامہ اہل تحقیق، بزرگ و دانشور بھی کہیں سنا ہوں گے مصنف ایسی فتوے بنیاد روایتیں اپنی کتاب یا تالیف میں نقل فرما، میں اس لئے اس کتاب میں یہ تو اتفاق ہوا ہے، پاس کا حضرت شاہ مجدد ازین سے انتساب صحیح نہیں۔ (نور)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی حضرت سنگوی قدم سرگودھا صاحب دفتار کی ادارت و وفات کی تاریخیں یہ ہیں: ولادت: ۱۸۶۸ء، وفات: ۱۹۰۵ء اور قادیانی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا، ۱۹۰۶ء میں دنیائے کیا، قادیانی کی عمر ہی بتدریج بڑھی ہے، حضرت کو جوں جوں اس کے احوال کا علم ہوتا رہا، حضرت کے فتاویٰ اکثر جزیروں میں شدت آتی رہی، حضرت کی تحریرات کے مضامین مختلف ہونے کا بھی سبب ہے۔ (نور)

(۳) مرزا قادیانی کی تالیف، فتح الاسلام پہلی بار جمادی الاول سنہ ۱۳۰۸ھ میں چھپی تھی۔ ۱ دسمبر ۱۸۹۶ء جنوری ۱۸۹۷ء (نور)





حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔

(۳۲) مرزا غلام احمد جو بشارت مہدی کو،  
 اسلام و مہدی کے اپنے پر تحقیق کرتے ہیں تو ان کی تسکیر  
 اپنے پر منطبق کرتے ہیں اور کرنے کے لگاتار ہیں: نہیں، ہرگز نہیں۔ اگر کسی شخص نے یہ سوچا تو ان کی  
 سب سے بڑی کوتاہی ہے۔ اگر وہ اشتباہ، جو مل بھڑکے پاس بھی نہیں سے گا، اور حال کریں تو جانتے ہیں۔ ہر حال ان امور  
 میں شک و گمان نہ رکھیں۔ اگر آپ دیکھتے ہیں تو انہوں میں اب تک جو ان کے مشیورات تھے، ان کی کجی کے پاتے تھے۔  
 مبنی بحیثیت مجددیت ہر مرتبہ ہے۔

(۳۳) مرزا غلام احمد کا خیال القائے شیطانی ہے: مرزا صاحب کی سب سے بڑی کوتاہی ہے۔ ہر حال ان امور  
 میں شک و گمان نہ رکھیں۔ اگر آپ دیکھتے ہیں تو انہوں میں اب تک جو ان کے مشیورات تھے، ان کی کجی کے پاتے تھے۔  
 مبنی بحیثیت مجددیت ہر مرتبہ ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے برابر سمجھے اور اللہ کے ساتھ شریعت کے خلاف کام کرے، اللہ اس کو لعنت کرے۔



اھندی، ومن اخطأ طریقہم غوی وردی، وبعد فان ما اعتقدہ القادیانی واتباعہ إلحاد بلامراء وإبطال للشریعة المستقیمة البیضاء، لیس لہ فیہ شاهد من الكتاب وسنة النبی المستطاب، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمة احکم۔

بعد حمد وصلوۃ..... قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ بلا شک الحاد ہے، اور شریعت کا ابطال ہے۔ اس اعتقاد پر کتاب وسنت کی شہادت پائی نہیں جاتی۔

کتبہ عزیز الرحمن دیوبندی

(ج) فتویٰ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی: الأمور المنسوبة إلى المرزا ھدانا اللہ وإیاءہ، لاشک أنہا منبوذة بنصوص الذین ومردودة بإجماع المسلمین. وجملۃ ھذہ الأقوال معتزلة عن الطریق المستقیم، أي اعتزال لایجتري علیہ إلا جاهل غوی، ولا یعتقد علیہ إلا ضال شقی. واللہ سبحانہ ولہی الرشد وأعلم بحال العباد۔

جن مسائل کو قادیانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ان کو بلا شک نصوص قرآن وحدیث پھینک رہی ہیں، یعنی رد کر رہی ہیں اور وہ باجماع مسلمین مردود ہیں۔ راہ راست سے ایسے برکنار ہیں، کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے ان پر جرأت نہیں کر سکتا، اور ان کا معتقد نہیں ہو سکتا۔

العبد محمود دیوبندی معروف مولوی محمود حسن صاحب

## فتویٰ حضرت مولانا گنگوہیؒ

(۳۵) مرزا قادیانی منجملہ دجالوں کذابوں میں یہ جواب صحیح ہے، (۱) مرزا غلام احمد قادیانی، بوجہ ان

سے ہے اس کے ماننے والے بھی ایسے ہی ہیں: تاویلات فاسدہ اور نفوٹ باطلہ کے، منجملہ دجالوں

کذابوں کے، خارج از طریقہ اہل سنت ودخل زمرۃ اہل اہواء ہے، اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد رشید احمد گنگوہی مہر: [رشید احمد] (۲)

(۳۶) مرزا قادیانی ضال ومضل ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات ودعاوی، جہاں تک مجھے

معلوم ہوئے، بیشک موجب فسق ہیں، اور وہ قطعاً فاسق وضال ومضل اور داخل، فرقہائے مبتدعہ و اہل ہوا ہے۔ اس سے

(۱) یہ جواب یعنی فتاویٰ علماء دیوبند جو نمبر: ۳۸ کے بعد درج کئے گئے ہیں۔

(۲) یہ فتوے منجملہ اور فتاویٰ کے، اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بنالوی کے رسالہ، ماہ نامہ اشاعت السنہ، بمالہ ضلع گورداسپور، کی اس خاص اشاعت میں چھپے تھے، جو

[نور]

۱۳۰۷ھ مطابق سن ۱۸۹۱ء ص ۳۷۲

مذہب شیعہ نہ تھی نہ تھی

## مذہب و سنت کے احکام

(۲۷) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نذر مانگنا؟ مسئلہ: نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں

یا اگر نذر واجب ہے اور نذر حق تعالیٰ کی حرام ہے اور اس کا پورا کرنا بھی حرام ہے۔ کیا اس نذر واجب کی سنت ہے یا نہیں

ترجمہ: جان بوجھ کر جو نذر آسمان و زمین سے کرتے ہیں اور جو درانہم اور سہولتی اور برائیوں کے نذر دیتے ہیں یا کسی چیز کی قبروں پر کرتے ہیں یا کسی غرض بوجھ میں اور ان کے یہاں جو نذر دیتے ہیں جو ان کے پاس وہ بعد یا ان کے پاس دھرم ہے۔

نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی حرام ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی واجب ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں

اور اس طرح قرآن میں مذکور ہے اور اس میں مسطور ہے اور پھر مذکور ہے کہ حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں

ترجمہ:

نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی حرام ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی واجب ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں

ترجمہ: جان بوجھ کر جو نذر آسمان و زمین سے کرتے ہیں اور جو درانہم اور سہولتی اور برائیوں کے نذر دیتے ہیں یا کسی چیز کی قبروں پر کرتے ہیں یا کسی غرض بوجھ میں اور ان کے یہاں جو نذر دیتے ہیں جو ان کے پاس وہ بعد یا ان کے پاس دھرم ہے۔

نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی حرام ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی واجب ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں

نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی حرام ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی واجب ہے یا نہیں  
نذر حق تعالیٰ کی سنت ہے یا نہیں

(۴۸) نذرمانی ہوئی چیز پر کس کا حق ہے؟

[illegible]

جواب : نظراً سے پردا جب ہو جاتی ہے اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لیے ایک دنیا بن کر رہ جاتا ہے۔  
یہ کاروبار مست نہیں، جو ان کو روکے گا تو آزاد ہو سکے گی۔ مگر یہ جواب ہے کہ ان کے پاس کیا ہے؟ ان کی زندگی  
تو بھلا اُمیدوار، کاروبار مست نہ ہو سکے گا، نہ ہی ان کی یہ دوسری صورت، تحریراتی ہو سکتے۔

(۴۹) غیر اللہ کے نام سے جانور پالنا؟ مسئلہ: اگر وہ کسی شخص کو جانور پالنے سے منع کرے تو اس کی کیا سزا ہے؟

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



حرمت پر عمل کا اجماع ہو چکا ہے، اور تفسیر کبیر میں مرقوم ہے:

قال العلماء: لو أن مسلماً ذبح ذبيحة، وقصد بذبحها التقرب الى غير الله تعالى، صار مرتدًا، وذبيحته ذبيحة موقدة. (۱)

ترجمہ: اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرنے اور اس کے ذبح کرنے سے مقصود ہو تقرب غیر خداوند تعالیٰ کا ہو تو وہ شخص اس فعل سے مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا ذبیحہ گویا مرتد کا ذبیحہ ہو گیا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا، کہ جو ذبیحہ بہ نیت تقرب الی غیر اللہ تعالیٰ ذبح کیا جاوے، وہ تمام موقوف ہے، اور کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ درمختار میں مذکور ہے:

ذبح لقدم امیر و نحوه من العظماء يحرم، لأنه اهل به لغیر الله تعالى ولو ذكر اسم الله تعالى، وهل يكفر؟ قولان. فی أنه يكره ولا يكفر، لانا لا نسينى الظن بالمسلم، أنه يتقرب إلى الآدمي بهذا النحر ونحوه فی شرح الوهبانية عن الذخيرة (۲)

ترجمہ: جو جانور وقت قدم کسی امیر وغیرہ کے، بہ نیت تقرب نہ مقصد دعوت، ذبح کیا جاوے، وہ حرام ہو جاتا ہے اس واسطے کہ یہ ذبح کیا گیا ہے واسطے غیر خداوند عالم کے، اگرچہ وقت ذبح کے نام بیکر ذبح کیا گیا ہو۔ آریہ شخص اس فعل سے کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں: بعض کا یہ قول ہے کہ یہ فعل حرام ہے اور کفر نہیں، اس واسطے کہ ہم بدگمانی نہیں کرتے کہ مسلمان ہو کر ذبح کرنے میں نیت تقرب کسی آدمی کی کرنے اور اسی طرح شرعاً حلالیہ میں منقول ہے نیز دوسرے

(۱) تفسیر کبیر ص ۱۱۵ تحت آیت: انما خرعه علیکُم الذین الذمہ واللعنہ الخونیرو وما اهل به لغیر الله فمضی اضطر غیر نافع ولا عذر فلا اثم علیہ، ان الله عفون رحیم۔ سورہ بقرہ، آیت ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱



# اولیائے کرام حق تعالیٰ کے سامنے بے بس اور مجبور محض ہیں

(۵۰) بزرگان دین حق تعالیٰ کے سامنے بے بس اور مجبور محض ہیں۔ مسوال

ان کا تصرف کرنے والا اور خود مختار رکھنا، بدعتی اور سخت گمراہی ہے۔

.....

(۱) اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا صمد ہے جس کی کوئی نسبت نہ ہو۔

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

[illegible]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو  
 اللہ کے رسول کے ساتھ لے کر جائے تو اللہ اس کے  
 ساتھ ہوگا اور اس کے لئے جہنم کی آگ لگا دی جائے گی۔  
 (صحیح مسلم)

[illegible]

(2)

200



...the ... of ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہیں لے سکتا تو حروا

جواب: قال اللہ تعالیٰ وما قدرنا اللہ حق قدرہ والاخریٰ جميعا قصصہ بڑھ القیامہ

یعنی اللہ تعالیٰ ہمیں جو کہے اس سے بھلائی سے نہ کرے۔ لیکن ہم نے اس قدر کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے بھلائی

بغیر وقت و مدت سے جہاد کا اور اس وقت کے بغیر جس نام سے ہو وہی اور اگر کسی سے اللہ تعالیٰ کے

علم کے سامنے نہ کی ہو تو اس کے سامنے ہے نہ توئی و ما یفزع اللہ للکفر من رغبۃ فلا یفزعک لہ و

یفسدک فلا فزسل لہ من بعدہ و هو العزیز الحکیم

۱۰۔ پس کیا کوئی حق کو ترک کرے جو بڑھ ہے تو کوئی

بوت نہیں مکتا اور پس کوئی شے کسی سے پاک نہیں تو کوئی اس کو پس نہیں کرتا۔ تم میں پس بھی اپنے الہ بھلا کے

ساتھ بھلا پاک جمل جلال کو بھلا جزا مجبور نہیں جانتے تھے اس وقت کے مسلمانوں نے خواہ بھلا پاک جمل جلال کو

اس کے بعدوں کے سامنے (اپنے دلوں میں) مسلمان پر ایمان و مجبور نہیں ہوئے۔

پہ شخص جس کا ذکر سوال میں ہے اس کے کلمہ میں کسی قسم کا کوئی شہ نہیں اس کا یہ تو وہ بھلا جو ہر جہاد میں

طہا ہے بھلا ویت مجھ صریح اور خصوص قطعہ کے ہر امر خلاف ہے۔ چونکہ یہ امر بالکل غور و تدبیر سے اس نے اس

مضمون کے اثبات کے واسطے اسے نقل آیات کی ضرورت ہے نہ بھلا و آیات کی۔ پس ایسے شخص سے جہاد ہوا یا اس

کے بھلا و اس میں شریک ہوا یا اس کا کلام مستند یا اس سے دعا اور رحمت کرے یا اس کا ذکر کیا یا اس کی کسی بھی چیز

تصنیف کو کہیں یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کسی طرح اور کسی حال میں درست نہیں ہے۔ اور اگر دعوت کرنی ہو تو حق کرنا

(اسبب ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی علیہ رحمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم (مصحح علیہ السلام) (مصحح علیہ السلام) (مصحح علیہ السلام) (مصحح علیہ السلام)

۱۰۱۔ مثنوی کا کافر ہوتا ہے کہ کسی بھی کافر میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا

۱۰۲۔ مثنوی کا کافر ہوتا ہے کہ کسی بھی کافر میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا

۱۰۳۔ مثنوی کا کافر ہوتا ہے کہ کسی بھی کافر میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا

۱۰۴۔ مثنوی کا کافر ہوتا ہے کہ کسی بھی کافر میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا اور یہ کہ ایک جہاد میں کافر کا



## مذکورہ سوال اور حضرت مولانا کے جواب کی تصدیق پر مبنی تحریر

جناب مولوی محمد حسین صاحب فقیر [بنی دہلوی]: ما اجابه (۱) الحضرة المحيية الذي أخذ من الشريعة الحظ الأوفى و شرب من رحيق الحقيقة كل كأس أصفى، قائد المرشدين وشائد معالم الطريقة وكاتبه من خلل أنوار الحقيقة، نائب رسول الله الأحد، مولانا مولوی الحاجی الحافظ الأورع رشيد أحمد أدامه الله الصمد. فهو حق أحق بالاتباع وأولى، لأن الحق يعلو ولا يعلى ولا شك في كفر هذا الدجال الكذاب المشرك المبتدع الذى هذه عقائده. فيا أيها الناس دلالت الجواب قد جاءكم موعظة من ربكم فمن اهتدى فإنما يهتدي لنفسه ومن ضل فإنما يضل عليها، ولعمري قد استطاع الشر، وتزايد الضرر، وظهر الكفر والارتداد والبدع والمنكرات والسيئات في قلب البر والخير والتصوف والحسانات والعبادات، ومن يضل الله فما له من هاد، ومتى قضى الله أمرا فما له من راد، صادقى المرتد أن أولئك السابقين المقربين السابقون الأولون وأن هؤلاء الأوباش الذين

(۱) سرحد: حضرت مجیب (جنوب) نے شریعت کا کامل حصہ لیا ہے اور حقیقت کی خالص شراب کے نہایت صاف صاف پیوئے نوش فرمائے ہیں، علیہ السلام کے رسول (علیہ السلام) کے نائب بنی حاکم پر بیڑ لگا کر مولانا رشید احمد صاحب (اللہ سے نیاز اور سلامت پر آمست رکھے) نے جو جواب میں تحریر فرمایا ہے حق اور اتباع (پیروی) کے الٹی ہے (اس مسئلہ کا کوئی مبتدع پر برز معارضہ نہیں کر سکتا) کیونکہ حق غالب رہتا ہے مغرب نہیں ہوتا، اور جس شخص کے یہ عقیدے ہیں (جو سوال میں لکھے ہیں) اس جہاں جھوٹوں کے سردار و شرک و بدعت کے سر میں (کیونکہ) شک نہیں ہے پھر (چاہئے) اس کو ان کے یہ بدعت کی (انہیں) جواب کی (عبارت سے واضح ہیں) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے موعظت نصیحت آتی ہیں۔ پس جو شخص (اس جواب سے) کہیں کے راست پر آجائے گا وہ اپنے ہی فضل کے لئے آویگا۔ اور جو کوئی نہ راہ چلے گا وہی (راہ حق سے دور) بھوکا رہے گا۔ اور جو شخص تمہارے شر میں کھیل کر اور شر میں اور بدعتوں اور خلاف شرع شریف کاموں اور نہ ہوں نے بھلائی اور بہتری اور اوصاف اور نیکیوں اور جہتوں کے جواب میں خوب چڑا ہے جس کو خدا تعالیٰ مراد سے اس کا کوئی باؤی نہیں اور جب اللہ تعالیٰ ایف امر کو جاری کرے اس امر کو کوئی ہٹائے والا نہیں۔ (اس واقعہ کا ذکر) شدہ ہے نہ جانا کہ یہ (حضرت باوجود اس پی و غیرہ) پہلے زمانہ میں بزرگ اور خدا کے مقرب بندے گذرے ہیں۔ یہ سب حضرات (یعنی اور اس کے بعد) کرنے شاندار و ساریت کے احکام اور آداب و رواج دینے میں اور آخر شرک و بدعت و حریت کی تلخ و بیا آواز دینے میں بڑھ چکے اور اول پر پہنچنے والے تھے (اور اس میں سرمدہ نہیں ہے نہ جانا کہ یہ یہ وہاں) (دیکھئے) میرزا بازاری (کو) جس کے یہ (غراب) عقیدے ہیں (جو سوال میں درج ہیں) ایک کتبہ اور اول میں جس نے توحید اور سنت سے مخالفت اور انحراف اور رد و کفر کی وہ شخص در ماندہ ہو (حق کا راستہ نہ کرے) مرادی کے جنگوں (مردان رہا) اور ماندہ ہو (انہیں) جنگوں میں اس کا خاتمہ شراب ہو جائے گا (اور نہیں بدولت کرتا اس) (راہ حق اور سنت سے) مردود شخص کو جس کی (حق) میں آنکھوں کا کوئی تاب نہ رہا۔ (اب ہماری دعا یہ ہے کہ) حق تعالیٰ حضرت مجیب کو (یعنی جناب مولوی رشید احمد صاحب کو) سب مسلمانوں کی طرف سے جزا دے۔ (علیہ السلام) کے اس عربی اور فقیر محمد حسین دہلوی نے لکھا ہے۔

ہذہ عقائد ہم لنام اُرذلون، کل من حادّ التوحید والسنة وصدف عنها انحراف، ولا يعدل عنها الا من نور بصیرتہ انکسف؛ فجزی اللہ المجیب اذا الکفر خیر الجزاء عن جمیع المسلمین بجاه سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حررہ الفقیر محمد حسین الدہلوی

**نوٹ:** عربی عبارت اور اس کا ترجمہ دونوں مولانا محمد حسین فقیر کی تحریر و یادگار ہیں۔ اگرچہ ترجمہ میں بعض فروگزاشتیں اور چند اضافے بھی ہیں، مگر ان سے کوئی خاص مسئلہ وابستہ نہیں، اور ترجمہ بھی خود عربی لکھنے والے کا ہے، اس لئے اس میں تصحیح و ترمیم نہیں کی گئی۔  
العبد نور الحسن راشد کاندھلوی

(۵۱) تحریر جناب مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب (صاحب تفسیر حقانی) اقول وباللہ التوفیق!

یہ شخص در پردہ اولیاء اللہ (رحمہم اللہ) کا دشمن ہے اور غالباً یہ رافضی ہے، اسلئے کہ ایسے ویسے وہابی تباہی قصص وہی بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً پہلی روایت میں یہ حضرت بازید بسطامی قدس سرہ کی توہین کرتا ہے، کہ وہ معاذ اللہ ایسے گستاخ اور خدا تعالیٰ کو ایک معمولی شخص سے بھی محتاج اور عاجز سمجھتے تھے، یعنی تو کیا دے سکتا ہے اور تیرے پاس کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَقْرَأْ یٰٓتَ مَنِ اتَّخَذَ اللّٰهُ هُوَ اَ (۱) جن لوگوں کی حقیقی خدا تک رسائی نہیں وہ اپنے قیاس باطل سے خدا تعالیٰ کو بھی دنیا کے معمولی آدمیوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ مگر جس نے حقیقی خدا تعالیٰ کا جلال دیکھا ہے وہ تو کیا، آسمان کے ملائکہ مقربین بھی دہشت کے مارے سر نہیں اٹھا سکتے ہیں قال اللہ تعالیٰ: حَتّٰی اِذَا فُرِعَ عَنْ قُلُوْبِهِمُ الْاٰیۃ (۲) تو اس جاہل کے نزدیک حضرت بازید گویا ایک ایسے ہی معمولی جاہل اور وہم پرست تھے۔ پھر اس کے نزدیک جاہل اور مبطل شریعت بھی تھے۔ کیونکہ شہادت کو امام حسین پر ختم کر کے اور ان کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے ان اوصاف سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس کے نزدیک نہ حضرت علیؑ تھے، نہ حضرت ابو بکر شجاع تھے، نہ حضرت عمرؓ تھے، نہ شجاع، نہ بعد کے ائمہ اہل بیت علیہم الرحمہ ان اوصاف سے متصف تھے، اور اس جاہل کو یہ معلوم نہیں کہ بازید بسطامی پہلے تھے یا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔

دوسری حکایت میں اس کی غرض حضرت عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رحمہما اللہ) کی توہین ہے، کہ

(۱) سورۃ الجاثیہ، آیت: ۲۳۔۔ بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) سورۃ سبا، آیت: ۲۳۔۔ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سے (ترجمہ شیخ الہند)

خوفیہ کے پیر ایسے بے دین اور کافر اور بدلقین اور خدا کے دشمن تھے۔ معاذ اللہ! عارفین الہی اور حقیقی اہل تصوف ان خرافات سے کوسوں دور ہیں۔ ایسا شخص بد مذہب، بے دین، جاہل، اولیاء اللہ کا دشمن ہے۔ اس شیطان مجسم سے دور بھاگنا چاہئے، اس کو تصوف اور طریقت سے مس بھی نہیں۔ علم کلام کی کتابوں میں علمائے اسلام اور حضرات صوفیہ کرام، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت عبدالقادر جیلانی نے تصریح فرمادی ہے کہ ایسے کلمات کفر ہیں، اور ایسا شخص شیطان ہے۔ ابو محمد عبدالحق جو اب مولانا رشید احمد صاحب کا صحیح ہے۔ محمد مرسلین مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی (نقل مہر) محمد مرسلین واقعی جو جواب مولانا مسلم بن محمد اللہ تعالیٰ نے دیا میں حق ہے، اس سے تجاوز نہ چاہئے اور وہ اعطاء خود گمراہ اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

فی الواقع اس شخص کے دجال ہونے میں کوئی شبہ نہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرب قیامت میں بہت سے دجال کذاب ہوں گے، یعنی علاوہ بڑے دجال کے۔ سومر اس سے ایسے ہی لوگ ہیں، غرض اس شخص کو نہ مسلمان سمجھنا چاہئے نہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کرنا جائز۔ اور پیر یا امام بنانا تو بڑی بات ہے، وہ کیسے جائز ہوگا۔ غرض جو لوگ غلطی سے اس کے دام میں آ گئے ہیں، ان پر واجب ہے کہ توبہ کریں اور بیعت فسخ کر دیں، ورنہ قیامت میں اس شخص کے مزمرہ میں شمار ہوں گے۔ المرء مع من احب (۱) کتبہ احقر اشرف علی عفی عنہ (۲)

مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو جواب دیا ہے وہ صحیح ہے، مسلمانوں کو ایسے عقیدے اور کفریات سے بچنا واجب ہے، اور نادانی اور تمغنی کے سبب ان سے جو امر (۳) وقوع میں آیا، اس سے توبہ کرنا چاہئے، ورنہ ان کے لئے انجام برا ہوگا۔ خلاف خدا اور رسول ہے۔

فتح محمد تھانوی

الاجوبہ کلہا صحیحہ — محمد یحییٰ عفا اللہ عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ [گنبدان] اپانی پت

الجواب صحیح — محمد جلیل اللہ مدرس مدرسہ عربیہ اپانی پت

الجواب صحیح والرأی نجیح — محمد ابراہیم اپانی پتی عفا اللہ عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ [گنبدان] اپانی پت  
فی الواقع ایسے شخص کے کفر میں شک کا کام نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔ محمد عبدالحق اسلام آبادی

(۱) منقول عنہ، عن ابن مسعودؓ بھاری۔ کتاب الادب، باب علامۃ حب اللہ عز وجل، رقم الحدیث: ۶۱۹۸، ج ۳، ص ۸۷۔  
مکتبہ الریاض، ۱۴۰۳ھ، تہذیبی شریف ج ۲، ص ۹۹۱، رقم الحدیث: ۵۹۲۵، مراد آباد: ۱۴۱۵ھ، تہذیب، کتاب البر والصلۃ، باب المرء مع من احب، ج ۲، ص ۱۴۱۹، رقم الحدیث: ۲۶۳۰، ت: ابوقحیفہ نظیر محمد القاریابی دارطبہ الریاض: ۱۴۳۷ھ، تہذیب ج ۲، ص ۳۳۴ [مکتبہ محسنی دہلی ۱۴۳۹ھ] تہذیب، مشکوٰۃ، کتاب الادب، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، ج ۴، ص ۱۸۶۳، رقم الحدیث: ۵۰۰۹، تہذیب، باب مذکور، ص ۳۲۰، عکس اصح المطابع رشیدیہ دہلی: ۱۳۷۵ھ [تور]

(۲) تہذیب (۲۰۰)، دہلی، اشرف علی صاحب تھانوی (وفات: ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۳ء) [تور]

(۳) یعنی اس شخص کا مزمرہ نہ تھا بلکہ گمراہی [تور]



جس قدر زمانہ سرور کائنات (علیہ الصلوٰت والسلام) سے بعد ہوتا جاتا ہے، ایسے ایسے فتنہ انداز دین میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں: **أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ** (۱) علاوہ اس کے مولانا روم علیہ الرحمہ اپنی مثنوی میں عام امت محمدیہ کو کس طرح سے آگاہ فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید دا دوست

یہ شخص قطعی کافر ہے۔ معاذ اللہ من ذالک واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ احقر العباد رحیم بخش پانی پتی عفی عنہ

جوابات مندرجہ بالا سب صحیح ہیں، عوام الناس کو ایسے بے ادبوں اور جاہلوں کی صحبت سے بھی گریز کرنا واجب ہے، چہ جائیکہ ان سے بیعت کرنی اور ان کو اپنا مرشد بنانا۔ یہ لوگ ضال مضل رخنہ انداز شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الف تحیہ ہیں، ان سے گریز واجب ہے اور اس قسم کے عقائد عین کفر کے عقائد ہیں، مسلمانوں کے ایسے مضمون کے اقوال سننا بھی نہیں جائز، جس نے ایسے شخص سے بیعت کی ہے، اس کو بموجب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ فتح بیعت اور توبہ کرنی چاہئے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

کتب العبد المذنب عبد السلام عفی عنہ الأنصاری پانی پتی ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح . بندہ ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

قد أصاب من أجاب. واللہ هو الموفق للصواب . محمد فضل الرحمان عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ عربیہ کرناں تحریر حمزہ نبیل، فاضل جلیل، حقائق آگاہ، جناب مولانا مولوی عبد اللہ شاہ صاحب جلال آبادی، ثم الکرناں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً اقول وبالله التوفیق . اس جاہل واعظ نے سخت دلیری کی، اول اللہ تعالیٰ شاند کی توہین کی، دوم بزرگان دین کے کلام کے غلط معنی بیان کئے، سوم پیشوایان دین کو تہمت لگائی، چہارم ان کو دین کا ابانت کرنے والا ثابت کیا، پنجم جھوٹ اس قدر بولا کہ کسی طرح احتمال صدق کا نہیں رکھتا، ششم مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالا، ہفتم علماء و صلحاء زمانہ اس کے کفر پر متفق القول ہیں اور اس کی بیعت توڑ ڈالنے کو واجب لکھتے ہیں، ہشتم عقل سلیم اس کے اقوال کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے، پھر بھی نادان اور سادہ لوح مسلمان اس کی اتباع اور تقلید کا دم بھریں تو تعجب ہے، معلوم نہیں

(۱) سورہ توبہ آیت: ۴۹: سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور بیشک دوزخ گیر رہی ہے کافروں کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

جبکہ انھیں نے اپنے والدین یا دیگر گھرانے یا سب سے پہلے فارغ التحصیل ہونے والے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ رہنے کی بات کی ہے۔

امراؤ! : اپنی توجہ میں خداوند کی تہہ کی ہے کہ کیا خداوند تعالیٰ کے علم پر صورتوں کا طعن کیا جاسکتا ہے ؟  
کہ ہر چیز پر تمہیں علم ہے تعالیٰ نے غالب آئے اور مخلوق باطن اس کو مرفوع ہونے کی دھمکی دی اور خدا نے بندوں کو اپنی  
جہت سے کاغذ کیا ہے کہ میں ان کو بھی تیری مدد سے سبک دوں گا حتیٰ کہ مخلوق باطن خدا کے ہاں مرفوع کرے گی اور  
مضمون حضرت امام پورانی کی کہانی کا ہے تعالیٰ اللہ عز ذالک علما کبر!

اسرو دیکھو: یہ ہے کہ مشنری ٹریفک کے شعراء کا یہ مطلب چاہنا کہ خدا کے عہد پر صوفی کا علم غائب آج ہے۔ جیڑا  
نکلتا طبیعت میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس شعراء کا مطلب یہ چاہنا کہ ہے ذات حق  
کے عہد میں صوفی کی توبہ صفات کی طرف نہیں رہتی، نہ صفت ہم کی طرف نہ کسی اور صفت کی طرف۔ اس میں خدا کے عہد  
غائب آنے کا ذکر بھی نہیں ہے۔ (۱)

احمر سوم: مفتوی کے شعر کا مطلب بیان کرنے سے اور بازیچہ کی کہانی سے بخوبی ثابت ہے، اور نواس سے کہ حضرت عثمان بدوی نے کہا کہ میں ایسے دعا باز خدا کو کہیں پوجتا اور تسبیح توڑ کر بت خانہ میں پھینک دیتا تھا جہاں لگے چھوٹے چھوٹے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر خدا تعالیٰ کی طرف سے صلح کی اور بت خانے سے نکالا اور حضرت طہ صہبہؓ نے چشتی (رحمۃ اللہ علیہ) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت کرنی اور پھر کے منع کرنے پر بھی ہارنے سے بچا، آخر یہ کہہ دیا کہ میرے پاس ایک ایمان تھا وہ آپ کو دے دیا میں غنی ہو گیا جانوں، مفعول ہاتھ میں ڈالکے، ان حضرات کی شان و کفاریات سے اعلیٰ و ارفع ہے اور موقوفات خواجگان چشت و سلسلہ میں، حضرت خواجہ محمد الدین چشتی سہروردی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت کا تھکا تھکا ہے، اس میں ان غفاریات کا کچل ذکر نہیں ہے۔

میر چیلانم جن کہانوں کے تخلیق کرنے سے دماغی طرح موت ہو جاتا ہے اور نیز حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے قصے سے۔ یہ سب اہل مقدس لوگ قرآن کی لہرت میں غرق ہوئے اور انہوں نے کون تعلیم کر کے۔

(۱) اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ وہ کسی اور کو دیکھ رہا ہے تو اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کسی اور کو دیکھ رہا ہے۔

کتاب کی تصنیف میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا ہے اور پھر اس کتاب کی تصنیف میں مددگار بننے والے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔





(۵۲) صریح<sup>(۱)</sup> افضل از جریر<sup>(۲)</sup> برخاستہ از قلم معجز رقم مقبول بارگاہ

رب کریم جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب کربالی ادامہ اللہ تعالیٰ

دوامِ تعلیم) نے اور دیگر علماء نے جو کچھ ارقام فرمایا ہے، احقر نے وہ سب دیکھا، حق اور لائق اتباع ہے۔ سوال کو بھی میں بوجہ اپنی ذاتی واقفیت کے بے کم و کاست تحیک اور درست پاتا ہوں، واعظ مسئولِ عندہ کے وہی اقوال درج سوال ہیں، جو تو اثر اور شہرت کے طور پر اُس کے ایام وعظ میں، میرے پاس پہنچے تھے اور بعض وہ اقوال ہیں، جو میرے مکان کے قریب محلہ قصا بان میں، اُس نے وعظ کے اندر کہے، اور میں نے اپنے گھر بیٹھے ہوئے سنے، ہم نے پیغام دیا کہ گفتگو کر لو، اتفاقاً حق ہو جاوے۔ اُس نے اپنے فقیر ہونے کا عذر اور بہانہ کر کے گفتگو سے انکار کر دیا، والی اللہ المشتکی (۳)

فی الواقع اس شخص کے اقوال باطلہ، کفار ام سابقہ اور مشرکین عرب سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں۔ وہ اپنے باطل معبودوں کی ذات یا صفات کو، خداوند تعالیٰ کی ذات و صفات پر غالب نہیں کہتے تھے اور خدا تعالیٰ کو کسی سے (نہ بوجہ تعیش نہ بوجہ عجز و عدم قدرت) کسی طرح پر بھی دینے والا، لا جواب ہونے والا نہیں جانتے تھے۔ اس پر بھی ان کے عقاید باطلہ اور اقوال فاسدہ کو (جو اس شخص کے عقاید اور اقوال سے کمتر باطل اور فاسد تھے) مٹانے کے لئے، حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، آسمانی کتابیں نازل کیں، جملہ کتب مساوی اور شریعتیں حضرت خداوند تعالیٰ کے جلال اور قہر اور غضب اور قدرت کے سامنے، جمیع مخلوقات کا (جس میں تمام ملائک اور انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں) عاجز اور ناتواں اور جملہ صفات یعنی سمع، بصر، قدرت، علم وغیرہ وغیرہ میں مغلوب، بلکہ کسان لہ یکن ہونا ظاہر کر رہے ہیں۔ ان جہلاء نے خالق اور مخلوق، خدا اور بندہ، واجب اور ممکن میں کچھ بھی فرق نہیں سمجھا، ذات و صفات خداوندی واجب اور قدیم اور تمام مخلوق، اپنی ذات و صفات میں ممکن اور حادث، بلکہ مخلوق کی صفات کو صفات خداوندی کے ساتھ سوائے مشارکت احمی کے اور کچھ بھی مشارکت اور مجانست نہیں ہے: سُبْحَنَهُ وَ تَعَالٰی عَمَّا يَقُولُونَ عَلُّوا کَیْمًا۔ (۴)

(۱) صریح آوازِ انجم کہ بوقت نوشتن بر فیروز۔ [از مرحب فتویٰ مذکور]

(۲) ترجمہ نام الفصحی بشرطہ عرب۔ [از مرحب فتویٰ مذکور]

(۳) یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے شکایت ہے۔ [از مرحب فتویٰ مذکور]

(۴) سورۃ بقرہ آیت ۲۵۵۔ ترجمہ: وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی باتوں سے بے نیازت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمام مسلمانوں کا (جس میں اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام بھی شامل ہیں) یہی عقیدہ ہمیشہ رہا، اور اب بھی ہے اور قیامت تک رہے گا اور یہی عقیدہ فارق ہے درمیان کفر اور اسلام کے اور فارق ہے درمیان خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے۔ اور نیز یہ عقیدہ مسلمانوں کا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے رتبہ کو نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے، تمام اولیائے امت کو جس قدر قرب خداوندی نصیب ہوا، وہ سب بذریعہ اتباعِ شریعت اور برستِ کفّشِ برداری حضرت سرورِ عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے نصیب ہوا۔ جملہ اولیاء اللہ آدابِ شرعیہ کے ساتھ متاوب رہے، اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا، (اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمت فرماوے اور ہم کو ان کا اتباع نصیب کرے آمین)۔

جس نے مندرجہ بالا عقاید کے خلاف کچھ کہا یا مانا، وہ اسلام سے خارج ہوا اور کفر میں داخل ہوا، یہ امور بھی ضروریاتِ دین سے ہیں اور ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے، ایسا ہی فقہ اور عقاید کی کتابوں میں ہے۔ جس شخص کے اقوال درجِ سوال ہیں، وہ علومِ دینی سے تو بے بہرہ تھا ہی، مگر معلوم ہوا کہ اُس نے اولیاء اللہ کے حالات اور سوانحِ عمری کی کتابیں بھی نہیں دیکھی ہیں۔ تذکرہ مشائخ کی اور سیر و تواریخ کی متعدد کتابیں اس وقت میرے دربرو رکھی ہیں، مجملہ ان قصوں اور کہانیوں کے کسی کتاب میں ایک کی بھی، کچھ اصل یا نقل موجود نہیں ہے، اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ جاہل کسی اور بھی معتبر کتاب میں نہیں دیکھا سکتا۔ ظاہر اس کے ان قصے کہانیوں کے گھڑ لینے سے غرض، مریدوں پر اپنا سکہ بٹھانا ہے، کہ ہم نے ایسے ذرو اور کارخانہ خدائی میں ہمارا ایسا دخل اور زور سمجھو، اور ہماری کسی حالت اور ہمارے کسی عمل بد کو نہ سمجھو۔

بعید نہیں کہ یہ شخص (جیسا کہ مولوی عبدالحق صاحب نے لکھا ہے) رافضی غالی ہو مگر ہم نے جہاں تک تحقیق کیا، اس زمانہ میں اس خیال کے شیعہ نہیں ہیں اور نہ ان کی یہ عادت ہے بالبتہ اس قسم کی چالاکیاں مشن کے عیسائیوں میں پائی جاتی ہیں، عجیب نہیں ہے کہ وہ شخص عیسائی ہو یا یہودی ہو اور اُس نے مسلمانوں کو تہمتیں ڈالنے کو یہ شیوہ اختیار کیا ہو۔ واللہ اعلم

اگرچہ ہم کو نقلِ آیات اور ربطِ روایات کی اس جگہ ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جس کو ایمان ہو اور اسلام سے کچھ بھی بہرہ حاصل ہے وہ ان اقوال اور عقاید کے بظان میں اور ایسے شخص کے کفر اور کمرائی میں، اور اُس کی صحبت اور بیعت کے حرام اور اُس کے ذبیحہ کے مردار ہونے میں، کچھ بھی شک اور شبہ نہیں کر سکتا۔ البتہ مجھ کو حضرت بایزید بسطامی اور سیدنا محبوب سبحانی اور حضرت خواجہ عثمان بارونی اور خواجہ معین الدین چشتی (قدس اللہ تعالیٰ سرارہم) کے کچھ اقوال اور احوال (برخلاف بیانِ اُس بدنام کنندہ گونا سے چند کے) لکھ دینے مناسب معلوم ہوتے ہیں، تاکہ عوام پر غیوخی واضح ہو جائے کہ یہ سب بزرگ ان قصوں سے جو درجِ سوال ہیں، بالکل منزہ ہیں، اور ان کی شان اس سے منزہ ہے اور اس واعظ کی بیان کردہ حکایات سراسر جھوٹ اور ان بزرگوں پر صریح تہمت ہیں۔

امامِ شعرانی (رحمہ اللہ تعالیٰ) (لوائح الانوار میں، بذیل تذکرہ حضرت بایزید بسطامی (قدس سرہ العزیز) آنجناب کا قول نقل

کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے ایک رات محراب میں اپنا پاؤں پھیلا رکھا تھا، ہاتھ نے آواز دی کہ جو شخص بادشاہوں کے پاس بیٹھے، اُس کو حسنِ ادب سے بیٹھنا چاہیے۔

آپ نے ابتداء مدارج میں دعا کی کہ الہی مجھ کو اب تک تیرے قرب کی راہ نہیں ملی، کیا کروں، علم ہوا کہ تیرے تمام قبض کی شائستگی، حمد، مشکلات کا حل، دوری اور مجبوری سے خلاص، صرف ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں ہے، اُن کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ کر اور اُن کی پیروی پر مداومت رکھ۔

لواءِ حق میں حضرت محبوب سبحانی سیدی عبدالقادر جیلانی غوثِ اعظم (قدس سرہ) کے حال میں لکھا ہے کہ، آپ اپنے مدرسہ میں صبح وشام علومِ تغیر، حدیث، فقہ، اصول، نحو پڑھاتے اور فتوے دیتے تھے، وصفاً وکماً وحالاً طریقہ توحید پر اور ظاہراً وباطن حقیقتِ شرع شریف پر، آپ فرماتے تھے: اتبعوا ولا تبغوا واطيعوا ولا تفرقوا یعنی اتباعِ شریعت کا کرو، بدعت نہ کرو۔ اطاعت کرو و تفرقہ نہ کرو۔ (۱) اور فرماتے تھے جب تو اپنے دل میں کسی شخص کا بغض یا حب پاوے تو اُس کے افعال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم پر عرض کر، اگر وہ افعال کتاب اور سنت میں محبوب ہوں، تو اُس شخص کو دوست رکھ اور اگر مکرہ ہوں تو مکرہ رکھ، تاکہ تو کسی کو اپنی نفسانی خواہش سے بغض یا محبوب نہ رکھے، قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (۲) اور کسی شخص کو نہ چھوڑ مگر واسطے اللہ کے، یعنی جب کہ تو اُس کو کسی کبیرہ کا مرتکب، یا کسی صغیرہ پر مصر دیکھے۔ اور فرمایا بر حقیقت جس کی شہادتِ شریعت نہ دے، باطل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) محدثِ دہلوی نے اخبار الاخیار میں، خواجہ قطب الدین، اختیار کا (قدس سرہ) کی کتاب دلیل العارفین سے نقل کیا ہے، کہ خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ، میں نے حضرت خواجہ عثمان بارونی کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ، خدا تعالیٰ کے ایسے ایسے دوست ہیں کہ اگر وہ تھوڑی دیر بھی دنیا میں خدا تعالیٰ سے محبوب رہیں، تو نیست و نابود ہو جائیں۔ (۳)

مسلمانو! سوچو، سمجھو، کہ ان سچے قصوں سے حضرت بایزید بسطامیؒ کا کس قدر متاثر و متاثر ہو کر ثابت ہوتا ہے: حافظِ علم و ادب و رز کہ مجلسِ شاہ ہر کرائیست ادب لایق صحبت نیست (۴)

(۱) ترجمہ حبِّ ترکانہ: یہ روایت مذکورہ الفاظ میں مجھے نہیں ملی، اس کے قریب کے الفاظ پر مشتمل روایت یہ ہے: اتبعوا ولا تبغوا افقد کفیتہ، رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن عبد اللہ بن مسعود قال الہیثمی "ورجالہ رجال الصحیح".

(مجمع الزوائد، باب الاقتداء بالسلف ص ۸۱ ج: ۱۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۰۸ھ) (نور)

(۲) سورۃ آیت ۲۶ ترجمہ: متبعی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خواہش کی پیروی نہ کر کیونکہ خواہش کی پیروی تجھ کو اللہ کی راہ سے بھار دے گی۔ ۱۲۔ منہ علیٰ حد

(۳) اخبار الاخیار، صفحہ ۱۷۱، دہلوی، فارسی ("طبع احمدی دہلی ۱۳۷۷ء)

(۴) یہ شعر ابنِ کائنات نے حافظہ سے بیان نہیں کیا، علامہ راجہ مدنیؒ نے اس شعر کو کمال کرنا شہر تیار کیا ہے۔

[نور]

اور حضرت محبوب سبحانی پیران پیر (علیہ الرحمۃ والغفران) کس قدر عالم معلم، بدعت شکن، قبیح سنت ثابت ہوئے:

مہندار سعدی کہ راہ صفا توں رفت جز بر پئے مصطفیٰ  
خلاف پیہر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید (۱)

اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے قول سے ثابت ہوا، کہ اس واعظ نے آنجناب کی شان پر کس قدر بہتان عظیم افتر کیا ہے، کہ وہ خدائے تعالیٰ سے روٹھ کر ایک عرصہ دراز تک بت خانہ میں گھٹی بجاتے رہے، آنجناب تو ایک لمحہ کی بھی جدائی کو باعث ہلاکت فرما رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کا قول لکھا ہے، کہ محبت کی یہ نشانی ہے کہ تو مطیع ہووے اور اس بات سے ڈرتا رہے کہ کبھی مجھ کو دوست، اپنی درگاہ اور حضوری سے نکال دے، اور فرمایا، ہم سالہا اس کار (مجاہدہ اور حضوری) میں مجاور رہے، انجام کار ہیبت کے سوا اور کچھ ہم کو نصیب نہیں ہوا، آدمی منزل معرفت اور حضوری سے نزدیک نہیں ہوتا، مگر نماز میں فرمانبرداری کرنے سے، کیونکہ نماز مومنوں کی معراج ہے۔

کتاب سیر الاقطاب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کے حال میں لکھا ہے کہ ”آپ حافظ قرآن مجید تھے، دو ختم ہر روز کرتے تھے، ایک دن کو ایک رات کو، صائم الدہر، قائم اللیل تھے، ہمیشہ عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔“ (۲)  
ان حکایتوں سے کس قدر خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کا، پابند اطاعت سنت، خائف عظمت و ہیبت اور شان خداوندی سے دبے ہوئے رہنا، اولیاء کے علم کا علم خداوندی کے سامنے بے حقیقت اور نابود ہونا، نماز اور طاعت کی عظمت دل میں رکھنا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور خواجہ معین الدین چشتی اور بابا فرید گنج شکر (قدس سرہ) اللہ تعالیٰ اسرار ہم) کے دست مبارک پر لاکھوں کافر مسلمان ہوئے تھے۔ اگر ان حضرات کے عقائد، احوال، اقوال ایسے ہوتے جیسے کہ اس جاہل واعظ نے بیان کئے، تو ان حضرات کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ کسی کو مسلمان بناتے۔ اس شخص کے قول اور مسلک کے موافق تو اسلام اور کفر میں کچھ بھی فرق نہیں ہے اور اسلام کو کفر پر کچھ تفوق نہیں۔ نعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا۔ (۳)

(۱) بوستان سعدی حمد میں: ۹ (نول کشور، کانپور۔ ۱۸۸۱ء) مگر اشعار کی یہ ترتیب درست نہیں، جو شعر پہلے درج ہے وہ بعد کا پہلے آنا چاہئے۔

ترجمہ اشعار: جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کے خلاف چلا وہ کبھی بھی صحیح راست پر نہ پہنچے گا۔ سعدی یہ نہ سمجھ کہ سچائی کی راہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہیں اور بھی ہے۔

(۲) سیر الاقطاب مشائخ چشت کے احوال پر شیخ اللہ دیا چشتی کیرانوی کی تالیف ہے (مؤلف ۱۰۵۳ھ) مگر اس موقع پر سیر الاقطاب کا حوالہ لکھنے میں سہو ہوا۔ سیر الاقطاب کے اردو ترجمہ، از محمد علی جوہا، مطبوعہ مثنوی نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۲۹۹ھ [۱۸۸۲ء میں] حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے، اگرچہ ص: ۱۱۵ سے ص: ۱۲۸ تک واقعات درج ہیں، مگر اس میں یہ الفاظ یا اس مفہوم کی کوئی عبارت موجود نہیں [نور]

(۳) ترجمہ: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے عملوں کی برائیوں سے۔ ۱۲ من غنی عن

از خدا خواہیم توفیق ادب ہے ادب محروم شد از فضل رب

اسلام میں حفظ مراتب، بہت بڑی اور نہایت ضروری چیز ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندگی

واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم (۱) و صان اللہ تعالیٰ ایانا وایاہ وایاکم من شر کل غی و غوی و عن مخالقات الحق والیقین۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

### حررہ العبد

الاحقر الاشیم راجی رحمۃ ربہ الکریم، محمد ابراہیم..... محمد بن شیخ ابی العلی الحنفی القادری النقشبندی الکرنامی

ہذہ الأجوبۃ صحیحۃ و منکرہ فضیح ابو القاسم سید احمد غفی عنہ دہلوی

أصاب من أجاب واللہ أعلم و عنده أم الكتاب سید میران شاہ غفی عنہ مولانا مدرس دارالعلوم لکھنؤ

(حجۃ الاسلام۔ مرتبہ محمد عبدالحق کرنامی ص ۳ تا ص ۶ مطبع بلالی سیٹم، ساڈھورہ: ۱۳۲۰ھ)

## اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہا کرنا اور کسی سے مدد چاہنا

(۵۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش سوال : اعمال امت کے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح و شام یا دوشنبہ و پنجشنبہ کو کیے جانا صحیح ہے مگر اس کی وجہ سے آپ کو نہا کرنا جائز نہیں: پیش ہوتے ہیں، یا نہیں؟

جواب : اعمال امت کے فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش ہوتے ہیں، (۲) بعض روایات میں صبح و شام کا

(۱) ترجمہ: واللہ تعالیٰ جس کو چاہے سید بھی راہ دے، اللہ تعالیٰ ہم کو اور اس شخص کو اور تم (اس شخص کے چاہنے والوں) کو ہر ایک نئی اور کبر کی بدی سے اور حق یقین کی مخالفت (حق سے جدا) سے اور غرض ہر ایسا کام ہے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ رحمت بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح و شام یا دوشنبہ و پنجشنبہ کو۔ (نور)

(۲) نیا کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال پیش کئے جانے کی روایت کثیر ترمذی سے سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کی ہے (حدیث نمبر ۳۳۱۶) کے الفاظ یہ ہیں تعرض الاعمال یوم الاثنين والجمیس علی اللہ وتعرض علی الانبیاء و علی الائمة والامہات یوم الجمعة، الی آخر الحدیث ترجمہ: جو روز جمعہ کو اللہ کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اور انبیاء پر (ان کی استوں کے) اور اہل باپ پر، جمعہ کے دن پیش کئے جاتے ہیں، اسی دن کی نعیموں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو نہا کر۔ یہ روایت منقطع ہے، عبد الغفران کے والد سے مروی ہے۔ (فیض القدیر ۲۵۱: ۳) اس کے علاوہ دوسری کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔ (پان پوری)

نقل از زیارت کی صورت کے لئے دیکھئے انوار اللہ مجموعہ اقوال حضرت امیر المومنین حضرت مولانا محمد یونس صاحب جو پوری نے عقلمند داس برکت بخش اللہ علیہ السلام و آلہ و صحبہ اجمعین، ص ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴ (نور)



بھی ذکر ہے، مگر اس پیشی اعمال سے ندا کرنا آپ کو درست (معلوم) نہیں ہوتا، کہ مشابہت بشرک اور عوام کے عقیدہ کے افساد کا سبب ہے لہذا ناجائز ہے۔ علیٰ ہذا دیگر امور کا خیال کرنا چاہئے، اجمالاً اشارہ عاقل کو کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں۔ ص: ۱۳۴-۱۳۵)

(۵۴) بزرگوں کے نام سے حق تعالیٰ سے توسل جائز ہے: سوال: خواندن، سلسلہ نقشبندیہ

باشد یا قادریہ یا سہروردیہ، جائز است، یا نہ؟ ہرچہ باشد مع دلیل، بیان و ارقام فرمائید، تا اجر عند اللہ یا بند۔ زیراکہ بعض مولویان شرک گویند۔

ترجمہ: سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کا (شجرہ) پڑھنا چاہئے یا قادریہ یا سہروردیہ کا، جائز ہے یا نہیں ہے، جو کچھ (مسئلہ) ہو، دلیل کے ساتھ تحریر فرمائیں، تاکہ حق تعالیٰ سے اجر پائیں۔ یہ اسلئے کہ بعض مولویوں نے اس کو شرک کہا ہے۔

جواب: در سلسلہ خواندن جزا نیست کہ بوسیله اسماء بزرگان دعائی کنند کقولہم: الہی بحرمت فلاں عاقبت بخیر گرداں، مثلاً۔ پس توسل با اسماء مقبولان در دعاء چہ باک است؟

جواب: سلسلہ (شجرہ) پڑھنے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے، کہ بزرگوں کے نام کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، جیسے پڑھنے والوں کا کہنا: اے اللہ! بحرمت فلاں انجام بخیر فرما۔ یہ دعا بطور مثال ہے، پس دعا میں مقبول بندوں کے نام سے توسل کرنے میں کیا بات ہے۔

در حدیث است در دعاء صبح و شام:

أَسْأَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ وَبِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ (الخ) ہر گاہ کہ بحق السائلین سوال جائز شد، دیگر مقبولان را ذکر کردن چہ جائز نہ باشد؟

آرے لفظ حق بسبب شیوع عقیدہ رفضہ و معتزلہ فقہاء مکروہ گفتہ اند، مگر لفظ بحرمت را کسے ناجائز نہ گفت، فقط۔ البتہ اسماء بزرگان مثل ذکر حق تعالیٰ کردن درست نیست، کما قالوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) روایت کے الفاظ یہ ہیں: وعن ابی امامۃ الباہلی، قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا أصبح و اذا امسى دعا بهذا الدعاء اللہم انت احق من ذکر و احق من عبد و انصر من ابتغی و ارف من ملک و اجد من سئل و اوسع من اعطی، انت الملک لا شریک لہ و الفر لا یہلک، کل شیء ہالک الا وجہک... و انت اللہ الرؤف الرحیم اسألك بنور وجہک الذی اشرقت لہ السموات و الارض بکل حق ہو لك و بحق السائلین علیك ان تقبلنی فی هذه الغداة اوفی هذه العشیة و ان تجیرنی من النار بقدرتك. رواه الطبرانی فی فضال بن جبر و هو ضعیف، مجمع علی ضعفه. مجمع الزوائد (۱۰/۱۱۷) [دار الکتب العلمیہ بیروت] [نور]



موجودہ: (اسے اللہ) میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے چہرے کے نور کے واسطے سے اور ان دونوں کے واسطے سے جو آپ سے سوال کرتے ہیں۔

ہاں جب کہ حق سر میں سوال ہوتا ہے تو اور سے عقول ان یادگاروں کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ یہاں ان کے واسطے سے اور ان کے عقیدہ میں۔ ہونے کی وجہ سے عقیدہ میں اس کو قبول ہے مگر عقیدہ پر حرمت تو کسی نے بھی نہیں لگائی ہے۔ اور عقیدہ میں اس کے ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے (یعنی) کچھ نہیں چاہیہ کہ علامت سے ہے۔ (یعنی) (عقیدہ میں)۔

(۵۵) غیر اللہ سے دعا مانگنا یا دعا کرنا شرک ہے: سوال: ایک شخص نے منہ میں ہے ہاں کہ باقی باقی ان ہی آپ میری طرف سے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اللہ اور سے دعا مانگنا یا دعا کرنا شرک ہے۔ آپ کے نام کے پاؤں میں شریعت پاؤں کا کھانا، فاقہ کھانا، چنانچہ اس کی مراد یہ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ایک تارخ مقرر کر کے اس بزرگ کے نام کی شریعت پر خوب دھوم دھام سے فاقہ کرائی۔ اور اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی قبر پر جا کر کہے یا حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری فلاح مراد ہو تو یہ کبہا شرک ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح نہ کرنا کہ باقی تمام دعا کرنا اور دعا سے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اولیاء اللہ سے سنے ہوئے ہیں شرک ہے۔ علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں خود قرآن شریف میں موجود ہے:

وَجَسَدٌ مِّنْ دُونِ الْعِزِّ لَا يَفْلُحُهَا إِلَّا  
خُلُقٌ. (سورہ صافات: ۷۵)

اور جو چیز خدا صریح تعالیٰ کا ہوا اس کو دوسروں کے واسطے بہت کرنا شرک ہوتا ہے جس کو کوئی اولیاء میں غیب کی تائید کرتا ہے تو وہ شرک ہے۔ ہاں حق تعالیٰ بعض اوقات بعض اشیاء کا حصہ اپنے مقبولوں پر بخیر کر دیتا ہے جو یہ دعویٰ نہیں دیتے اور سب اشیاء کا علم اس سے ہو سکتا ہے (یعنی نہیں) پس اگر یہ عقیدہ رکھی کہ (کہ) بعض وقت بعض اشیاء کا علم اس کو باعلام اللہ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اور خدا اس طرح کی کرتی کہ اگر خدا کا ہم کو یہ تو پاؤں روپے کی شیرینی پر تمہارے نام سے فاقہ کرتے ہیں اس کے معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ واسطہ تم کو آپ پہنچے ہیں گئے اس نیت میں کچھ نہیں کہ خدا حق تعالیٰ ہے اور آپ بزرگ کی روئے کو کچھ ہے مگر اس شیرینی اور خدا کا کھانا اور خدا سے ہے اور انہیں کو خواہم ہے۔ اور اگر یہ معنی مراد ہے کہ

تہنئہ کی تہم کی تہذ ہے تو تہنک یہ شیرینی اور طعام بالکل حرام ہے فقہ اور فنی کسی کہاس کا کھا جاوے مست نہیں۔ طہال کسی  
طہر المخلوق وشر حد:

اعلم ان السدر الذي يبيع للأموال من أكثر العوام وما يؤخذ من الدرهم والشمع  
والزيت ونحوها إلى خراج الأولياء الكرام تقرأ اليهم، كان يقول يا سيدي ان.....  
قضيت حاجتي فلنك من الذهب او من الطعام او الشمع او الزيت كذا، فهو بالإجماع  
باطل وحرام موجود:

منها انه نظر للمخلوق والذو للمخلوق لا يجوز، لانه عبادة وعبادة لا تكون للمخلوق.  
ومنها انه من ان العيت يتصرف في الامور دون الله تعالى، واعتقاده ذلك كفر  
اللهم الآن قال يا الله! اني لذت لك ان شغيت مريضى.... ان اطعم الفقراء المذنبين  
باب السيد ف نفسه او الامام الشافعى مثلاً.....

مما يكون النظر لله تعالى والبيع للفقراء، وذكر الشيخ الما هو محل لصرف الدر المستحقه  
الفاخرين بباطل او مسجده، فيجوز بهذا الاعتبار ولا يجوز ان يصرف ذلك لغنى... ولا يبعد  
ولا تشغل النعمة به ولا نه حرام بل سحت " انتهى مختصر (۱)

ترجمہ: جان لو او نہذ جو اکثر عوام مردوں کے لئے کرتے ہیں اور جو کچھ پیسے موسم، تہل اور اس جیسی  
تہنہ ذروگوں کے عزائم پر ان کی قربت (تہنہ) حاصل کرنے کے لئے لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس  
میرے مراد اگر میری فطاس ضرورت پوری ہوگی تو میں تمہارے لئے اس قدر سونا، یا کھانا یا روٹنی یا تیل  
اور غیر وہاں کا کوئی ملکہ اس پر اتفاق ہے کہ یہ ذرا بطل اور حرام ہے اور اس کی نفی وجہ بات ہیں۔  
(۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حقوق کے لئے نہذ ہے اور مخلوق کے لئے نہذ جائز نہیں، کیونکہ یہ مہذت  
ہے اور حقوق کی مہذت نہیں ہوتی۔

(۲) اور یہ ہے کہ اس میں یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ میت (تہذوا) ہمارے معاملات (اور کام) کے پر آئرنے

۱- قال ابن تيمية رحمه الله تعالى: من شغل نفسه بغير الله تعالى في الدنيا، كان يبيع الدرهم والشمع والزيت ونحوها إلى خراج الأولياء الكرام تقرأ اليهم، كان يقول يا سيدي ان.....  
قضيت حاجتي فلنك من الذهب او من الطعام او الشمع او الزيت كذا، فهو بالإجماع باطل وحرام موجود:  
منها انه نظر للمخلوق والذو للمخلوق لا يجوز، لانه عبادة وعبادة لا تكون للمخلوق.  
ومنها انه من ان العيت يتصرف في الامور دون الله تعالى، واعتقاده ذلك كفر  
اللهم الآن قال يا الله! اني لذت لك ان شغيت مريضى.... ان اطعم الفقراء المذنبين  
باب السيد ف نفسه او الامام الشافعى مثلاً.....  
مما يكون النظر لله تعالى والبيع للفقراء، وذكر الشيخ الما هو محل لصرف الدر المستحقه  
الفاخرين بباطل او مسجده، فيجوز بهذا الاعتبار ولا يجوز ان يصرف ذلك لغنى... ولا يبعد  
ولا تشغل النعمة به ولا نه حرام بل سحت " انتهى مختصر (۱)  
(۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حقوق کے لئے نہذ ہے اور مخلوق کے لئے نہذ جائز نہیں، کیونکہ یہ مہذت  
ہے اور حقوق کی مہذت نہیں ہوتی۔  
(۲) اور یہ ہے کہ اس میں یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ میت (تہذوا) ہمارے معاملات (اور کام) کے پر آئرنے

میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ دخل رکھتا ہے، اور ایسا عقیدہ (اور خیال) صرف کفر ہے۔

مگر ہاں! یہ صورت درست ہے کہ یہ کہے اے اللہ! میں تیرے لئے نذر مان رہا ہوں، اگر میرا مریض صحت پالے، تو میں غرباء کو جو مثلاً سیدہ نصیرہ یا امام شافعی کے دروازوں پر ہیں، کھانا کھلاؤں گا۔

اس صورت میں نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی اور اس کا نفع غریبوں کے لئے اور شیخ نے ذکر کیا ہے کہ (ایسی) نذر اس کے مستحقین کا حصہ ہے (اپنی اپنی کوٹھریوں میں) کسی سرے یا مسجد میں رہتے ہوں، تو یہ نذر اس پہلو سے درست ہوگی، اور اگر اس کو صاحب حیثیت لوگوں پر خرچ کرے گا، تو درست نہیں ہوگی۔ ایسی نذر نہ واجب ہوتی ہے اور نہ اس کا پورا کرنے کی ذمہ داری ہے، کیوں کہ یہ نذر حرام بلکہ (ناپاکی) اور گمراہی ہے۔

الغرض اس روایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ نذر اگر حق تعالیٰ کے نام کی ہے تو صدقہ (ہے)، فقیر کو کھانا دیا جاتا ہے، غنی کو حرام ہے۔ اور اگر نذر خود شیخ کے نام کی ہے، تو نذر حرام ہے اور طعام تحت حرام ہے، کسی کو اس کا کھانا درست نہیں، نہ فقیر کو نہ غنی کو، مگر جیسا مردار کھانا، وقت اضطرار درست ہو جاتا ہے، تو فقیر کو اضطرار میں جب کچھ نہ ملے، تو اس کو بھی کھانا درست ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ اور قبر پر کسی دلی کی جا کر یہ کہنا، کہ تم میرے واسطے دعا کرو، اس میں اختلاف ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

والاستمداً من أهل القبور في غير النبي صلى الله عليه وسلم أو الأنبياء عليهم السلام، فقد أنكره كثير من الفقهاء، وقالوا ليس الزيارة إلا للدعاء الموتى والاستغفار لهم، وإيصال النفع إليهم بالدعاء وتلاوة القرآن. وأثبت المشايخ الصوفية قدس الله أسرارهم وبعض الفقهاء، رحمهم الله تعالى (۱)۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ، اہل قبور میں سے کسی سے مدد طلب کرنا؟ اکثر فقہاء نے اس سے منع کیا ہے اور ان سب نے کہا ہے کہ قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لئے دعا، استغفار اور قرآن شریف کی تلاوت کے ذریعہ نفع پہنچانے کیلئے ہے۔ مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت بھی کیا ہے۔ (یعنی صحیح کہا ہے)۔

الحاصل اس طرح قبور پر جا کر دعا کا طالب ہونا قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوا، لہذا بدعت ہونا اس کا شبہ بالصلوب

(۱) ملاحظہ ہو لمعات الصبیح (کتاب الجنائز، باب زیارة القبور) ص ۳۷۸ جلد الرابع۔ (۱۳۹۵ھ) (نور)

ہے۔ اگرچہ سبب خلاف ہمارے اس کے قائل پر علامت نہیں کر سکتے مگر حواہ کو اس سے منع کرنا ضروری ہے، کہ وہ نہ  
یہ شرط تک نفی نہ پہنچا دیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعز

کتبہ اربعہ راقی رحمۃ اللہ علیہ رشید احمد شنگوی مفتی مد

(۵۶) یا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ رحمۃ اللہ کا، وعظیفہ پڑھنے کا حکم؟ مسئلہ: وعظیفہ پڑھنا یا شیخ

میر تقی میر جیلانی علیہ رحمۃ اللہ کا جو کرشمہ اپنا کرنا ضروری نہ ہو متصرف جان کر پڑھتا ہے تو وہ مشرک ہے اور جو پڑھ نہیں جانتا  
و مشرک نہیں مگر پڑھنا اس کا تاہم جائز نہیں، اور اس کے جاری کرنے والے سے، جس نے اول ایچ دی، بدو کو  
مشرک نہیں۔ فقط  
رشید احمد شنگوی مفتی مد

(تقریباً ۱۰۰ روپے) تہذیب و تمدن میں مذکور ہے کہ اس (۱۰۰) (مطبع انصاریہ، لاہور، ۱۳۵۰ھ)

(۵۷) یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا ورد کرنے والے کا تفصیلی حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین اس مسئلہ میں کہ پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا شرک ہے یا جائز؟ اور شرک ہے تو جو شخص اس کو پڑھ کر رکعت پورا کر دے  
یہ اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو جو نماز اس کے پیچھے پڑھی ہو اس کا اعادہ چاہئے یا نہیں؟

جواب: اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے، کہ شیخ کو عالم فہیم و متصرف مستقل جانے اور جو اس لفظ میں  
دست اور اثر جان کر پڑھے، تو بعض مسئلے کا رد یہ کہ معمول ہے، ایسے پڑھنے پر نہ بخیر ہو سکے اور نہ تفسیر۔ اگرچہ ایسے  
بعض کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں ہے اور کسی مسلمان پر گناہ غر اور شرک و فسق کا کرنا۔ جب تک تاویل اس کے قول کی ضمن  
ہو سکے اور مست نہیں، اور جب تک کہ وہ اقرار نہ کرے، تو تاویل کر کے مسلمان بے دے اور جو تاویل انجی بیان  
کے تحت اس پر گناہ پڑ کرنا خود مصیبت ہے۔

ان بعض الظن انتم (الحجرات آیت ۱۶) ترجمہ: مقرر بعضی چہت گواہ ہے۔ (ترمذی مستدرک)

لہذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوٰۃ بھی درست ہے، اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ  
کتبہ الاحقر رشید احمد شنگوی مفتی مد

(تقریباً ۱۰۰ روپے) تہذیب و تمدن میں مذکور ہے کہ اس (۱۰۰) (مطبع انصاریہ، لاہور، ۱۳۵۰ھ)

(۵۸) یا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ رحمۃ اللہ کو، اسم اعظم کہنا یا نکل غلط اور سخت گناہ ہے:

سوال: یا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ رحمۃ اللہ کو، اسم اعظم کہنا یا نکل غلط ہے، اسم اعظم حق تعالیٰ کا نام ہوتا ہے اور اس







حالت میں بھی دنیا میں تصرف کی صلاحیت بخشی ہے۔ ان حضرات کا (حق تعالیٰ کی یاد میں) استغراق کے سبب، جو ان کے مدارج کمال کی وسعت کی وجہ سے ہے، اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اویسی ان سے باطنی کمالات میں فائدہ اٹھاتے ہیں اور اہل ضرورت ان سے اپنی (دنیاوی اور دینی) مشکلات کا حل (بھی) طلب کرتے ہیں اور اپنے ان مقاصد کو پالیتے ہیں (یعنی ان میں کامیاب ہو جاتے ہیں)

و نیز قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ (علیہ) پانی پتی، در پارہ دوم، زیر آیت بل احياء می فرماید:

ان الله تعالى يعطى لأرواحهم قوة الأجساد، فيذ هبون من الأرض والسماء والجنة حيث يشاءون وينصرون أولياءهم ويدمرون أعداءهم، ان شاء الله تعالى! ولذلك قالت الصوفية العلية ارواحنا اجسادنا، واجسادنا ارواحنا، وقد تواتر عن كثير من الأولياء، أنهم ينصرون أولياءهم ويدمرون أعداءهم. انتهى. (۱)

وقد افتى صاحب الخيرية: بجوازه، بينا مفهومه قال: يا شيخ عبد القادر فهو نداء واذا اضيف اليه شيئاً لله فهي طلب شيء اكراماً لله تعالى، فما الموجب بحرمة (۲) انتهى اور قاضی ثناء اللہ نے بھی دوسرے پارہ میں، آیت کریمہ: بل احياء کے ذیل میں فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ اولیاء کی ارواح کو اجسام کی قوت دیتے ہیں، پس وہ زمین آسمان جنت میں جہاں چاہے جاتے ہیں، اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں، اور اپنے دشمنوں پر تباہی ڈالتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، اور بڑے درجہ کے صوفیاء نے کہا ہے: ہماری روحمیں ہمارے جسم ہیں، اور ہمارے جسم ہماری روحمیں ہیں، اور بہت سے اولیاء سے بطریق تواتر مروی ہے کہ، وہ اپنے دشمنوں پر تباہی ڈالتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں (تفسیر مظہری کی بات پوری ہوئی)۔

اور خیر یہ کے مصنف نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، ہم اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں: انہوں نے کہا ہے کہ، جملہ یا شیخ عبد القادر نداء ہے اور جب اس کے ساتھ شین اللہ ملا یا جائے، تو وہ کوئی چیز مانگنا ہے، بایں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اعزاز کیا ہے، پس اس کے عدم جواز کی کیا وجہ ہے؟ اور اسم اعظم ہے۔ (۳) فقط

(۱) تفسیر مظہری ص ۱۵۲/جلد اول، سورہ بقرہ آیت..... (اشاعت العلوم، حیدرآباد: بلا سنہ) [نور]

(۲) فتاویٰ خیر یہ ص ۱۸۲ میر محمد کتب خانہ، کراچی بلا سنہ

(۳) قولہ اور اسم اعظم ہے۔ یعنی یہ جملہ یا شیخ عبد القادر شین اللہ اسم اعظم ہے اور یہ اس کے جواز کی مستقل دلیل بیان کی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے جواب کے شروع میں اس کی تردید کی ہے، یہ کسی مستفتی کے سوال کا جواب ہے، جس میں اس نداء کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اصل میں سوال کو حذف کر کے، اس غلط جواب ہی کو سوال بنایا گیا ہے، جس کا حضرت نے آگے جواب لکھا ہے۔ (پالن پوری)



اور حالانکہ صحابہ کی نیت میں کوئی معنی قبیح نہ تھے مگر بہ سبب مٹا بہت اور تو نیم معنی قبیح کے یہ الفاظ صلوات ہوئے۔  
 خواہ اس وجہ شرک اور شہاد میں اشتقاق ہو تے ہیں، کہ سبب خواص اصطلاح معنی کے ساتھ اس کا رد کر دینا ہے۔ اور صحابی اس  
 کا تو کچھ نہیں کر یا قیصر نہ یہاں تک قبیح پر نہیں گئے اور غراب ہوں گے اور میں سے تمام کو فوریست (گمراہی) اور اول خواص  
 بھی درست نہیں۔ علی العالم کثیر بد

لأن الجهان يعتقد ولها سنة أو واجبة أو كل مباح يؤدى إليه لمصلحة و (۱) انہیں  
 کیوں کہ جہنم لوگ اس کو سنت اور واجب سمجھیں گے اور ہر وہ چیز جس کو سنت یا واجب سمجھا جائے وہ مکروہ ہے  
 مع بذل خود تفسیر غریزی میں دو میان و دو طرف (کے) (۲) مذکور ہے:

از آن بعد کہ سنیہ در ذکر دیگر آں را با خدا تعالیٰ بمسرتی کنند و از اس جملہ اند کہ سنیہ در دفع بلا و دیگران را  
 خواہند و ہم جنس در تحصیل مصلحت یہ دیگران در جوعا می نمایند، بالا اشتغال ذراں کہ تو تسلیم آن دیگران نمایند۔

نور جمہد شرک میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جو انسانوں و فیوض کے مرتبہ کو حق تعالیٰ کے برابر کرتے ہیں اور ان ہی میں  
 سے وہ لوگ بھی ہیں جو بلاؤں و مصیبتوں کے دور کرنے کے لئے (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کسی اور کو یاد کرتے اور پکارتے  
 ہیں اور اسی طرح وہ بھی اسی میں شامل ہیں، جو اپنے فائدوں اور ضرورتوں کے لئے (حق تعالیٰ کے علاوہ) اور اس سے  
 براہ راست رجوع کرتے ہیں، البتہ اس کے کہ کسی اور سے ان کے ذریعہ سے میل حاصل کر لیں۔

اور پھر ظاہر ہے کہ دعوت اس کلام کی داخل ہر واقعہ میں ہے، کیونکہ فرض اس سے دفع بلا و جلب مصلحت ہے، باطل و کفر کے  
 اس سے تحصیل برکات و قرب مقصود ہے، یا بیزدک کس کو نگہا کرتے ہیں۔ یہ کسی کے تو تسلیم سے دعا کرنی درست ہے مگر  
 صورت تو تسلیم کی ہر گز نہیں، بلکہ دعا و استعانت ہے۔ یہ سب صاحب کوشہ واقع ہوا کہ دعا کو تسلیم سمجھ گئے۔

تو تسلیم کی صورت یہ ہے کہ تے بیا اللہ بعد دعا شیخ عبد القادر (جیلانی) اشعۃ نے یہ کہ نور شیعہ سے طلب  
 کرے صیفہ دعا دنیا شیخ الططی شیعہ یہ تو تسلیم اس طرح ہو سکتا ہے: "مع حد اللہ صیفہ ظلمہ کا جو ہم معنی شرک کو ہے،  
 کیوں کہ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں، کہ باحق تعالیٰ کو دعا اس واسطے کہ لفظ لام معنی لہ پر آتا ہے تو یہ معنی تو اشد شرک  
 ہوئے۔ دوسرے یہ معنی ہیں کہ شیعہ کو دعا، یہو بعد اللہ تعالیٰ کے تو اس معنی میں، کہ مستقل شیخ کو چاہتا ہے تو بھی شرک ہوگا  
 اور جو باذن اللہ معنی سمجھتا ہے تو اس کی تو یہ دعا ہے، جو تفسیر غریزی سے عجیب ہے غفلت کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے بعض  
 اولیاء کو حق تعالیٰ نے آگے تحصیل و ارشاد مطلق دیا ہے، کہ اس کے ذریعہ سے باذن اللہ مطالب غلط برآء اور حل مشکلات اور غلط

(۱) (۲) (۳) یا تفسیر میں ۱۹۰۰ باب ما یحصل مدالک مسا لی مسجدہ لشکر (۴) شور و ناکی غلط اب۔ یا تفسیر میں ۱۹۰۰

باب غلط حشر ما یحصل مدالک مسا لی مسجدہ لشکر (۵) یا تفسیر میں ۱۹۰۰

بذر جان کے حق تعالیٰ سے چاہتے ہیں، نہ یہ کہ اولیاء خود متصرف مستقل بن جاتے ہیں۔ شاہ صاحب نے خود آلہ جارت سے اس وہم شرک کو دفع کر دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ظہر ہے، تو اگرچہ بظاہر حاجت روائی بذریعہ آلہ ہوتی ہے، مگر خود آلہ سے دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے۔ پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی، خالی از مشابہت شرک نہیں۔ خدا و دعا کرنا دوسری شے ہے، کہ منادی کے ظلم و تصرف کو چاہتا ہے اور ذریعہ ہونا اور امر ہے، کہ ذریعہ کا واسطہ اور مقبول ہونا، بدرگاہ فیاض اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ شتان بینہما۔

مثلاً نور بواسطہ شمس کے آتا ہے، مگر طلب نور کی شمس سے شرک ہے، نہ کسی کو کرنا جی بر ظلم و تصرف منادی کے ہے اور بس۔ پس عبارت (تفسیر) عزیزی سے جواز ندا کا کیوں کہ مفہوم ہوا؟ بڑا تعجب ہے۔ اگر گاہے اولیاء کو خبر بطور کشف باذن اللہ تعالیٰ ہو چوے، اس سے بروقت یا استعلا ظلم و تصرف کا ہونا کہاں سے لازم آتا ہے۔ پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی ہے یا فنی، یا غویہ مشابہت شرک ہو کر حرام و ناجائز ہووے گی، کسی وجہ سے جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہو سکتا۔

اب استدلالات مجیب کا حال سنو! کہ جو اس کلام کو بطور توسل جائز فرماتے ہیں، حالانکہ اس صورت میں کوئی توسل کی صورت نہیں کما مگر۔ اور شاہ ولی اللہ نے طریقہ بعض جیلانیہ کا بیان کیا ہے، اس سے اجازت و مشروعیت کا فہم غلط ہے اور تحکم [ہے] (۱) اور شاہ عبدالعزیز کی عبارت کا مطلب خود واضح ہو گیا، کہ وہ ندا کو ہرگز جائز نہیں فرماتے، بلکہ شرک لکھتے ہیں، اور جو وہ فرماتے ہیں اس سے جواز ندا و طلب ہرگز مستفاد نہیں ہو سکتا! علیٰ هذا تفسیر مظہری کا مطلب ہے، نہ دعا و استعانت اولیاء سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت۔

اور خبر یہ [سے] جو نقل کیا ہے اول تو اس کی عبارت معلوم نہیں کہ کیا ہے، جب تک سابق و لاحق کا حال معلوم نہ ہو اس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ مصلحتاً! اگر اس کی یہی مراد ہے جو مجیب نقل کرتے ہیں، تو وہ فتویٰ ان کا مردود ہے اور یہ نصوص قطعیہ و روایات فقہاء معتبر ہیں، کہ سابق میں لکھی گئی ہیں کہ ندا غیر اللہ کو بہر حال ناجائز ہے اور ضیاء اللہ کے معنی موہم شرک ہیں، اگرچہ نیت داعی کے صحیح معنی کے موافق ہو، تاہم درست نہیں، یہ وجہ حرمت کلام کی ہے، اگرچہ موجب حرمت کا خبر یہ کو معلوم نہ ہوا، مگر نصوص و روایات سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ پس [جو] فتویٰ خلاف نصوص و روایات صحیحہ کا ہووے گا، وہ قطعاً مردود ہووے گا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

المجیب رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلام۔ ص ۱۹۳)

(۱) تہذیب و تمدن، ص ۱۲۵، دھواں و کھانا، صرف اپنی بات چلانا اور منوانا۔ لغات سعیدی مؤلف مولوی عبدالعزیز، حجاز و انگریزی، (مولوی محمد سعید انصاری ندائی) ص ۱۲۵ (مطبع مجیدی، کانپور، ۱۹۳۷ء)

## علم غیب اور امکانِ کذب وغیرہ کی بحث

(۶۰) علم غیب کی تحقیق: مسئلہ: علم غیب میں تمام علماء کا یہ عقیدہ ہے اور مذہب ہے کہ سوائے حق

تعالیٰ کے علم غیب کسی کو نہیں۔ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ. (سورہ انعام آیت ۵۹)

ترجمہ: حق تعالیٰ ہی کے پاس ہے، علم غیب کا۔ سوائے اس کے اس کو کوئی بھی نہیں جانتا۔

پس اثباتِ علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرکِ صریح ہے، مگر جو بات حق تعالیٰ اپنے کسی بندہ مقبول کو، بذریعہ وحی یا کشف بتا دے، تو وہ اس کو معلوم ہو جاتی ہے اور پھر وہ مقبول اور لوگوں کو بتا دے، تو ان کو بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ جیسا علم جنت، دوزخ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کو بتا دیا، پھر انہوں نے اپنی اپنی امت کو خبر دے دی۔ چنانچہ آیت سورہ جن سے واضح ہے۔ (۱) جس کا حاصل یہ ہے کہ جو خبر غیب کی حق تعالیٰ اپنے مقبول کو بتا دے، اس کو وہ خبر معلوم ہو جاتی ہے، اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جملہ اشیائے غائبہ نبی کو معلوم ہو جاتی ہیں، کیونکہ اگر یہ مطلب ہو کہ رسول کو تمام علم غیب ہو جاتا ہے، تو دوسری آیت صاف اس کے مخالف خبر دے رہی ہے۔ وہ یہ ہے:

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَشَاءَ اللَّهِ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَأَسْتَكْفِرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ.

ترجمہ: کہہ دے تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو کہ میں مالک نہیں، اپنی جان کے کچھ نفع نقصان کا، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، اور اگر مجھ کو علم غیب ہوتا تو البتہ بہت جمع کر لیتا میں نیکی، اور مجھ کو کچھ ضرر نہ ہوتا۔

(سورہ اعراف آیت ۱۸۸)

پس اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ آپ کو جملہ اشیائے غائبہ کا علم نہیں، یہاں تک کہ اپنی ذات کا نفع اور ضرر بھی آپ کے اختیار میں نہیں، پس یہ عقیدہ البتہ خلاف آیت قرآن کے شرک ہوا، خود دوسری جگہ موجود ہے:

(۱) سورہ جن کی وہ آیت ہے: "عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ" الآیہ ترجمہ: غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر اپنے کسی برگزیدہ و پیغمبر کو پس (وہ اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ) اس کے آگے پیچھے ہاتھ فرشتے بھیج دیتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ جان میں کن کن فتنوں نے اپنے پروردگار کا بیگنام (رسول تک) بگھڑا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان پیغمبر و واروں کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور ان کو ہر چیز کی کھفی معلوم ہے۔ (آیات ۳۰-۳۸) (پانچویں)

مَا أَذْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بَعْمُ.

ترجمہ: مجھ کو معلوم نہیں کہ آخرت (میں) میرے

(سورہ انفاد آیت ۹)

ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔

پس جب صاف ظاہر ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہیں، مگر جس قدر آپ کو اطلاع دی جاتی اور اس پر بہت آیات اور احادیث شاہد ہیں۔ پس خلاف اس کے یہ عقیدہ رکھنا، کہ انبیاء علیہم السلام تمام غیب کو جانتے ہیں، شرک قبیح جلی ہوگا۔ معاذ اللہ! حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدہ فاسدہ سے نجات دے اور تو پہ نصیب کرے، آمین۔  
بس یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہوا، اور جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہ ہوا، تو یا رسول اللہ کہنا بھی غیر جائز ہوگا۔  
اگر یہ عقیدہ کر کے کہے گا، کہ آپ بسبب علم غیب کے دور سے سن سکتے ہیں، تو یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو کفر نہیں، مگر یہ کلمہ مشابہ کفر ہے۔

البتہ اگر یہ کلمہ درود شریف کے درمیان پڑھا جائے، اور یہ عقیدہ ہو، کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے روبرو عرض کرتے ہیں، تو درست ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے کہ درود بندہ مومن کا، ملائکہ آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے ہیں اور ایک جماعت ملائکہ کی اسی خدمت پر مامور ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(مجموعہ کلاں ص: ۳۹-۵۰) رشید احمد گنگوہی

[نوٹ: اس فتویٰ کے ساتھ مزید سوالات اور ان کے جوابات بھی مرقوم ہیں، جو اسی مجموعہ فتاویٰ میں اپنے اپنے موقع پر درج ہیں، آخر میں لکھا ہے۔ فقط - نور-]  
اس پر مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی تصدیق و تصحیح بھی درج ہے: الأجوبة صحيحة محمد يعقوب نانوتوي  
(۶۱) کذب باری کو واقع ماننا سراسر گمراہی ہے: (۲) سوال: (۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ ذات باری (تعالیٰ) عز و اسر موصوف بھفت کذب ہے، یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے، یا نہیں؟ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، وہ کیسا ہے؟ فقط۔

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان لله ملائكة في الارض يسبحون يلغسون من امنى السلام رواه الإمام أحمد في مسنده (۵۳۲/۳) رقم: ۳۲۶۶، تاج: ۳ ص: ۲۱۶ رقم: ۳۳۲۰ دار الحديث القاهرة: ۱۳۱۶ھ، ۱۹۹۵ء، برواه السنن والدارقطني، عن اس مسعود، ريكس شكوة المصباح، الفصل الثاني، باب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم، ص: ۹۶، [كتاب فائدہ رشیدی، ۱۹۵۹ء، بالقول المذيع للامام السخاوی مع تخریج و تحقیق شیخ محمد عواصم ص: ۳۲۳] دار البیروت للنشر و مطبعہ سورہ ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۱ء، [نور: ۱]  
(۲) کذب باری: مسئلہ کی تصحیح و تصدیق عموم قدرت باری تعالیٰ ہے اور یہ نہایت آسان اور جلی مسئلہ ہے، مگر تمہاری غرائی نے یہ نہایت اہم بحث کو مزید کر دی۔ بلکہ کون مومن نے بات تسلیم کر کے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے، یعنی خلاف واقعہ بات فرماتا ہے۔ بحث و ملائمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں جو خبریں دی ہیں، مثلاً فرعون، ہابن اور ابولہب، جنہی ہیں اور جن کا ایمان پر حاضر ہوگا وہ

بیشہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر







السلام علیکم

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔

اس مسئلہ میں بحث کرنا بجا انجام رکھتی ہے۔ ذاتِ پاک حق تعالیٰ کی ہر عیب سے پاک اور بری ہے، پہلے مسعود احمد (۱) نے پوچھا تھا تو انکار کر دیا تھا، اب آپ کی تحریر پر لکھتا ہوں۔ (۲)

اخبار فی ذاتہ خیر محض ہے، خبر کذب میں جو شر عارض ہوا، بسبب عدمِ لاحق کے ہوا [یعنی بسبب اس قول کے عدم کے ہوا] کہ خلافِ محکمی کے ہے۔ کلمہ خبر میں کہ وجود محض ہے، کوئی شرنہیں، پس نسبت کسی چیز کی اور کسی فعل کی الی الخالق قبیح نہیں ہو سکتی۔

(۱) مولانا حکیم مسعود احمد، حضرت مولانا کے بڑے فرزند تھے، والد سے تعلیم حاصل کی، طب پڑھی اور خاص شان کی زندگی گزاری۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ کو گنگوہ میں وفات ہوئی۔ (بیاض کبیر، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی [قلمی عکس نسخہ مؤلف، مملوکہ رقم سطور]) (نور)

(۲) سوال یہ تھا کہ مولانا شہید اور مولانا نانوتوی امکان کذب کے قائل ہیں اور علم کلام کی کتابوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، وعدہ وعید میں خلف (چھپے ہوئے جانا یعنی پورا نہ ہونا) ممکن ہے اور یہی امکان کذب ہے۔ مثلاً "ان الله لا يعفون بشرك بعد عید کی آیت ہے، پس ممکن ہے کہ یہ بات نہ پائی جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ شرک کی مغفرت کر دیں، یہ بات ممکن ہے، یہی امکان خلف وعید ہے اور اسی کا نام امکان کذب ہے، مگر مولانا الطف اللہ صاحب اور مولانا احمد حسن صاحب اس کا انکار کرتے تھے اور اس کو محال بالذات قرار دیتے تھے۔ حضرت نے اس تحریر میں دونوں فریقوں کی تصویب کی ہے، اس تحریر کے آخر میں فرمایا ہے کہ مولانا شہید کی بات برحق ہے، مگر ان کے مخالفین نے لفظوں کے ظاہری معنی کے پیش نظر اس تعبیر کو بدینی قرار دیا ہے، اور عوام کو ایسی ہی جواب دینا چاہئے وہ امکانی ذاتی اور امتناع بالآخر کافرق نہیں سمجھ سکتے۔

دینی یہ بات کہ مولانا شہید کی بات برحق کیسے ہے؟ اس کو اگر حضرت تعبیر بدل کر سمجھاتے تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی، جیسا کہ ہم نے پچھلے نمبر پر لکھا ہے، مگر حضرت نے اسی تعبیر کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے برحق ہونے کو واضح کیا ہے، جس کو سمجھنے کے لئے پہلے چار باتیں جان لینی چاہئیں:

۱۔ ہر کلامِ خبری کے لئے محکمی عنہ ہوتا ہے، پھر اگر نسبت کلامیہ نسبت واقعہ کے مطابق ہے تو کلام صادق ہے۔ ورنہ کاذب ہے، جیسے: زید نادم علی السریہ کلام خبری ہے اور اس میں نسبت ایجابیہ ہے اور خارج میں زید کا چار پائی پر سو یا ہوا ہونا محکمی عنہ ہے اور یہی نسبت واقعیہ ہے۔ پس اگر واقعہ زید چار پائی پر سو یا ہوا ہے تو یہ کلام سچا ہے، ورنہ جھوٹا ہے۔  
۲۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تعلق سے خیر ہے، بندوں کے تعلق سے خواہ وہ شر ہو۔ جیسے تو حید اور شرک اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے اعتبار سے خیر ہیں، مگر بندوں کے کسبِ عمل کے اعتبار سے ایک خیر ہے اور ایک شر۔ پس اسی صورت میں کہیں گے کہ دونوں باتیں فی نفسہ خیر ہیں اور بغیر ایک خیر ہے اور ایک شر اور یہ مضمون حدیث جبرئیل میں آیا ہے کہ تقدیر خواہ اچھی ہو یا بری (یعنی بندوں کے اعتبار سے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے دونوں باتیں خیر محض ہیں۔

۳۔ ایک اصل ہے اور ایک عارض ہے، اصل کے اعتبار سے حکم اور ہوا اور عارض کے اعتبار سے حکم دوسرا ہو، یہ بات ممکن ہے، جیسے تازہ دودھ اچھی چیز ہے اور بگڑا ہوا دودھ ناقابلِ استعمال ہے۔

۴۔ محال اور متمنع کی دو قسمیں ہیں محال بالذات اور محال بالآخر ایسی اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ملک سے نکال دیں، یہ بات بالذات محال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ملک کے علاوہ کوئی ملک ہے ہی نہیں، نکال کر جہاں بھی کریں گے وہ انہی کا ملک ہوگا، اور اللہ تعالیٰ شرک کو بخش دیں، یہ بات محال بالآخر ہے، جب وہ اس کی عدم مغفرت کی خبر دے چکے ہیں تو اب بخشش ممکن نہیں ہے، البتہ فی نفسہ چونکہ ان کی قدرتِ مطلقہ کو شامل ہے، اس لئے بالذات یہ بات ممکن ہے یعنی قومِ قدرت کے پیش نظر اس کا امکان و احتمال ضرور ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی دی ہوئی تمام خبریں خواہ ان کا تعلق وعدوں سے ہو یا وعیدوں سے خیر محض ہیں، البتہ اگر وعدہ وعید پورے نہ ہوں تو وہ خیریں جھوٹی ہوں گی اور صحت شر ہے مگر یہ شر عارضی ہے، چونکہ وعدہ وعید پورے نہ ہوئے اور محکمی عنہ کے خلاف ہو گیا، اس لئے یہ شر عارض ہوا مگر اخبار کے اصل الفاظ میں کوئی شرنہیں، جو محض ہے، اس لئے امکان کذب ایک امر عارض ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی خبریں فی نفسہ صادق ہیں، اور کذب محال بالآخر ہے محال بالذات نہیں جو سب نقص ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کذب یا تو محال بالذات ہے یا بغیر صورت اول اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں کیا جاسکتا اور بصورت ثانی ثابت کرنا ممکن ہے، کیونکہ اس صورت میں بالذات امکان کذب بالآخر احتمال یہ بہت دقیق بات ہے لیکن اگر ہم مسئلہ کی تعبیر بدل دیں اور قومِ قدرت سے اس کو تعبیر کریں تو بات بالکل واضح اور بدیہی ہو جائے گی۔ (پانچویں)

واللہ اعلم بالصواب۔  
 حق تعالیٰ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔  
 کہ جب حق تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اسے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے احکام دیے۔  
 ان احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی اور کو قتل کیا تو اس کا قصہ بڑا بڑا ہے۔  
 اس لیے کہ انسان کو خدا نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔  
 اس لیے کہ انسان کو خدا نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔  
 اس لیے کہ انسان کو خدا نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔

### (۳) حق تعالیٰ کے نام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور وجہ کیا ہے؟

سوال : اے صاحب دین! میں نے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ بڑا بڑا ہے۔  
 جواب : جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ بڑا بڑا ہے۔  
 اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ بڑا بڑا ہے۔  
 اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ بڑا بڑا ہے۔  
 اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ بڑا بڑا ہے۔

### إلا أن يصحده نسي الله منه بعضه ورحمة (۱۰۰) مدینہ

قرآن مجید میں ہے کہ اگر کسی نے کسی اور کو قتل کیا تو اس کا قصہ بڑا بڑا ہے۔  
 اس لیے کہ انسان کو خدا نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔  
 اس لیے کہ انسان کو خدا نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔  
 اس لیے کہ انسان کو خدا نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔

(۱) یہ حدیث صحیح ہے۔  
 (۲) یہ حدیث صحیح ہے۔  
 (۳) یہ حدیث صحیح ہے۔  
 (۴) یہ حدیث صحیح ہے۔  
 (۵) یہ حدیث صحیح ہے۔



اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق مرزوق محتاج حق تعالیٰ کے:

قَالَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ  
مِنَ الْخَاسِرِينَ. (الزمر-۱۵)

فرمایا کہ اگر تو نے شریک مان لیا، تو اکارت جائیں گے  
تیرے عمل اور تو ہوگا، ٹوٹے میں پڑا۔

(ترجمہ شیخ الہند)

إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا .  
(سورہ ملک-۲۸)

اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو  
یا ہم پر رحم کرے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس جس شخص نے نسبت چمار پیش بادشاہ کو، بوجہ ذات آپ کی ذات حق تعالیٰ سے عقیدہ کیا، وہ مصیب ہے اور یہ نسبت  
امر صحیحہ واقعہ سے بہت کم ہے اور جو بوجہ تقرب کے ایسا عقیدہ کر لے، وہ خلاف عقیدہ اسلام کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
ایسے مسائل کو علماء جانتے ہیں، عوام کے رو برو کہنا، ان کی فہم سے بڑھ کر کلام کرنا ہے، اغوائے خلق اس میں حاصل  
ہے۔ اور ایسی بحث عوام کو حرام ہے اور اس امر میں جہلا کی گفتگو موجب کفر کا ہے، کہ جاہل یا حق تعالیٰ کی شان عالی کی تنقیص  
کر کے کافر ہووے گا، یا فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل جان کر، کافر بنے گا۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی  
صراط مستقیم .

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۸-۱۳۹)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) پہلی آیت: سورۃ الشوریٰ کی آیت ۱۱ ہے، اس کا ترجمہ ہے: اس کی طرح کا کوئی نہیں۔ دوسری آیت سورۃ الزمر کی آیت ۱۵ ہے، اس کا ترجمہ ہے: بخدا اگر  
آپ نے شریک ٹھہرایا تو آپ کا عمل اکارت جائے گا، اور آپ ٹوٹے میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ تیسری آیت سورۃ الملک کی آیت ۲۸ ہے اس  
کا ترجمہ یہ ہے: اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دیں یا ہم پر رحم فرمائیں۔  
قول: بوجہ تقرب: یہ فضل حق کا مقابل ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کچھ مقام و مرتبہ ہے، وہ بفضل تعالیٰ ہے اور اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بالذات یہ مقام حاصل کر لیا ہے تو یہ بات اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔ (پان پوری)





ٹھکانا دوزخ میں کر لے (۱) پس سامع اور قاری جملہ گنہگار ہیں، تو ایسی محفل پر لاریب حکم حرمت کا ہوگا اور اس میں شریک ہونا حرام کہا جائے گا۔

دوم: چراغ اور شمع زائد از حاجت جلاتے ہیں اور یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے، چنانچہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ سرسفن بھائی شیطان کے ہیں (۲) پس ایسی محفل میں شریک ہونا گناہ ہے۔  
سوم: تعین اوقات مولود خوانی اپنی رائے سے کرنا کہ فلاں روز زیادہ ثواب ہے اور فلاں تاریخ میں ضروری، یہ سب ہند ہے کہ حکم مطلق کو اپنی رائے سے مقید کرنا بدعت قبیحہ سے ہے۔

چہارم: اہتمام مثل اہتمام نماز، روزہ وغیرہ ضروریات دین بلکہ بقدر زوائد عوام تو اس کو مثل نماز روزہ وغیرہ ضروریات دین نہایت ضروری جانتے ہیں، خواص گودل میں ضروری نہیں جانتے، مگر معاملہ مثل ضروریات دین کرتے ہیں، یہ بھی سخت بدعت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، کہ کوئی آدمی تم میں سے اپنی نماز میں شیطان کا حق اور حصہ مقرر نہ کرے، کہ اپنے اوپر ضروری اور لازم کرے اس بات کو کہ بعد اتمام نماز اپنی جانب راست ہی، کی طرف رخ کر کے بیٹھا کرے، اور اپنی جانب چپ کی طرف رخ کرنے کو بڑا جانے، کہ اہتمام وال التزام ممنوع ہے۔ (۳)

عالمگیری میں مرقوم ہے کہ جو امر مباح درجہ اباحت سے بڑھ کر، مثل واجب و سنت شمار کیا جاوے، تو وہ مکروہ اور حرام ہو جاتا ہے۔ (۴) غرض دین و ایمان کا دار و مدار اسی پر ہے کہ فرض، واجب و سنت، مستحب و مباح، حرام و مکروہ جملہ احکام کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا جائے، اور ہر ایک کا اہتمام و عظمت حسب حیثیت و بقدر مرتبہ کیا جائے، اور مرتبہ ہر ایک کا ضرور ملحوظ اور مد نظر رہے، ورنہ دین و اسلام برائے نام ہے اور نہیں۔

(۱) من کذب علی مصداق فلیتوا مقعدہ من النار۔ متفق علیہ، اس حدیث کی تفسیر کر چکی ہے۔ یہ حدیث جو سند اور متن دونوں طرح سے متواتر ہے۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اٹھانوے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل و روایت کی ہے جس میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اور ان حدیث سے کہا ہے کہ یہ اس طرح سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو:

"کشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشهر من الاحادیث علی السنة الناس" علامہ عجولونی، ص ۴۷۵ ق ۴

(دار احیاء التراث العربی، بیروت طبع ثالث: ۱۴۱۸) [نور]

(۲) ان المؤمنین کأنوا اخوان الشياطين۔ وكان الشيطان لربه كفوراً (رضی اسرائیل: ۲۷) [نور]

(۳) حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن عبد اللہ بن مسعود قال: لا یجعل احکمکم للشیطان شیفاً من صلواتہ، یری ان حقاً علیہ، ان لا ینصرف الا عن یمینہ، لقد رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یمارہ۔ متفق علیہ: رواہ البخاری فی کتاب الاذان ج ۱: ص ۱۳۰ رقم الحدیث: ۸۵۲ (ریاض: ۱۳۰۳ھ - ۱۹۸۳ع) و مسلم فی کتاب صلوٰۃ المسافرین ج ۱: ص ۳۲۰ رقم الحدیث: ۷۰۷ (دار طریحہ ریاض: ۱۳۴۷ھ - ۲۰۰۶ع) [نور]

(۴) (الف) عالمگیری باب ما یصل بذلک مسائل سجدة الشکر ج ۱ ص ۱۹۰ مطبوعہ کلکتہ ۲۵۸ھ۔ (ب) عالمگیری ص ۱۲۶ ج ۱ الباب الثالث عشر، مما یصل بذلک مسائل سجدة الشکر (کتبہ ماہدہ یونیورسٹی: ۱۳۸۳ھ) [نور]

گرفرق مراتب نہ کنی زندیقی

اور تداعی وزیب وزینت، تقسیم شیرینی بروز مولود، یہ سب اہتمام میں داخل ہیں۔

پنجم: محفل مولود میں فساق و فجار بہ لباس و صورت غیر مشروع حاضر ہوتے ہیں، ان کے ساتھ بلا ضرورت جمع ہونا اور مداخلت کرنا پڑتا ہے، یہ بھی ممنوع ہے۔ بہر حال یہ سب امور مذکورہ وغیر ذلک، مانع جواز حضور محفل مولود، ہمارے زمانہ کے ہیں۔ ایسے مجامع میں جانا، ناجائز و ممنوع ہے۔

باقی رہا قیام وقت ذکر ولادت، اول تو یہ قیام کسی روایت سے ثابت نہیں اور قرونِ ثلاثہ میں ذکر ولادت پر قیام، کہیں ثابت نہیں ہوا۔ مع ہذا! خصوصاً اسی محفل میں قیام کرنا تو ضروری جانا جائے، اور سوائے اس محفل کے اگر کوئی بیان کر دے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں تاریخ و یوم و وقت میں پیدا ہوئے، تو کوئی بھی قیام نہیں کرتا۔ یہ تخصیص بلا وجہ بدعت ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ وقت ذکر ولادت، روح پر فتوح حضرت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں تشریف لاتی ہے، چنانچہ جہاں زمانہ ہذا کا یہی عقیدہ ہے، تو اس نیت و اعتقاد سے قیام عین شرک ہے اور افتراء محض!! اس عقیدہ سے قیام کرنا سخت حرام ہوگا، اور شرکاء اس محفل کے گنہگار ہوں گے۔

الحاصل! ہمارے زمانے کے میلاد میں جانا ممنوع ہے، اور وجہ حرمت و کراہت تحریر بالا سے واضح ہو چکی۔ اب ایسے مولود کو جائز کہنا اہل علم کا کام نہیں، باقی جہاں جو چاہیں بکسیں اور مانع کو طعن کرنا بھی سخت بیجا ہے، طاعن فاسق ہوگا۔ کیونکہ امر منکر کا منع کرنے والا امتثال امر و نہی عن المنکر کرتا ہے، اس کو طعن کرنا حدیث پر طعن کرنا ہے، اور ایسے مولود کو جائز کہنا، محض خطا اور غلطی و جہل تو اعدا شرعیہ سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۸۲۳)

(۶۶) مروجہ میلاد و قیام بدعت ہیں: قیام مروجہ میلاد بدعت ہے، مکروہ ہے، نہ فرض، نہ واجب، نہ

سنت، نہ مستحب، اس کی کہیں اصل نہیں، اختراع جہلاء ہے۔ فقط کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۳۰)

(۶۷) مروجہ مجالس مولود بدعت ہیں: مجالس مولود مروجہ مکروہ و بدعت ہیں، ان کی شرکت بھی ممنوع

ہوئی۔ اگرچہ نفس ذکر ولادت مستحسن ہے اور روشنی حاجت سے زیادہ اسراف اور حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۲)

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۶۸) مجلس میلاد اور قیام کی شرعی حیثیت؟ سوال: زید نے وقت میلاد قیام نہ کیا، عوام نے

تعرض کیا، زید [نے] عذر کیا کہ میرے نزدیک مستحب ہے، تبارک مستحب گنہگار نہیں، اور اصل وجہ یہ ہے کہ جو کتاب اس وقت ہوئی تھی، اس میں اس موقع پر اشارہ قیام نہیں، اس وجہ سے میں نے قیام نہیں کیا۔ اس پر زید کی تکفیر کی گئی اور اسکے بعد زید نے بارہا ہی خوف سے قیام کیا، مگر کفر سے عوام و خواص نے زید کو سبکدوش نہ فرمایا اور علماء نے بھی کہا، کہ بچ وقتہ زید پر لعنت مقدار ایک بیاباں کے اور ایک دریا کے بھجوں، مسجد میں بھی نہ آنے دو اور مواکلت، مشاریت اور مجانست بھی، اسکے ساتھ مت رکھو، اس کے سب ہمراہی و ساتھی کا کفر ہو گئے، اگرچہ نیت اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی۔ فقط

جواب: مجلس میلاد اور قیام عند زکروا دلت کا کہیں اثر، زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ صحابہ و تابعین سے معلوم نہیں ہوتا، یہ امر بعد چھ سو برس کے مختراع ہوا ہے (۱) اور کتب حدیث اور فقہ سے ثابت نہیں ہوتا، کہ بوقت ذکر ولادت قیام مسنون یا مستحب ہو۔ پس ایسے امر پر اہتمام کرنا اور ضروری جاننا محض بدعت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. الحديث (۲)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی (یا ملائی) وہ مردود ہے۔

اگر کوئی کتب و کلام عرق ریزی کر کے، اباحت و ندب اس مجلس کا و قیام کا مدعی ہووے، تو بھی ہر گاہ کہ اس مجلس کو واجب جانے لگے، یا عوام اس کو ضروری سمجھنے لگیں، تو یہ فعل بدعت، ناجائز ہو جاتا ہے۔ [ملائی قاری شرح مشکوٰۃ میں کہتے ہیں:

من أصر على أمر مندوب وجعله عزيمة، ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أو منكر. انتهى (۳)  
جس نے مستحب پر عمل کیا اور اس کو ضروری سمجھ لیا اور رخصت پر کار بند نہ ہوا، پس اس کو شیطان نے گمراہی میں ڈال دیا ہے، تو اس کا کیا حال ہوگا جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرتا ہے۔

(۱) ابن جوزی نے اس کی صحت کی ہے کہ پیش ملا، لفظ الدین کو یہی بنی علی ابو سعید نے ایجاد کیا، وہ اس کی بہت لمبی پوزی نہایت سرفراز اور فضول تھیں متفقاً برآقا، جو چاہی وہ تک جاری رہیں۔ ابن نجیم کی تفسیر کے لئے ملاحظہ ہو: السنن کا ۲/۲۹۱ (دار التراث العربی۔ بیروت ۱۳۱۷ھ، ۱۹۹۷ء) البدایہ والنہایہ ۱۳/۱۳۹ (مکتبۃ الریاض)۔ [نور]

(۲) منطلق علیہ عن عائشہ: بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطالحوا علی صلح جور فالصلح مردود۔ ص ۳۷۱ ج ۱۔ (مرآۃ ۱۳۱۵ھ) فی بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶۰ رقمہ الحدیث ۱۰۲۶۹۷ (مکتبۃ ریاض) و مسلم کتاب الاقصیہ، باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور ج ۲ ص ۸۶۱ رقمہ الحدیث ۱۷۱۸ (دار طیبہ ریاض۔ ۱۴۲۷ھ - ۱۴۲۸ھ) [نور] بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶۰ (۳) باب الدعاء فی الشہدہ، الفصل الاول۔ مرقۃ شرح منہج ص ۳۵۳ ج ۱ (مکتبۃ دار الیقین ۱۳۸۶ھ) [نور]



فتاویٰ عالمگیری یہ باب السجرات میں لکھا ہے:

وما يفعل عقيب الصلوة مكروه، لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه. انتهى (۱)

اور جو کچھ (چند لوگ) نماز کے بعد کرتے ہیں، وہ مکروہ ہے، کیوں کہ جاہل لوگ، اس کو دین کا ضروری کام خیال کریں گے، اور ہر وہ مباح جو فساد و عقیدہ کا سبب بنے، وہ مکروہ ہے۔

پس یہ شخص جو زید کو بہ سبب عدم قیام ذکر و لادت کے، کافر کہتا ہے، جاہل ہے نہ [کہ] عالم، گمراہ ہے نہ [کہ] مہمتدی۔ زید ہرگز ہرگز، ترک قیام کے باعث کافر فاسق، عاصی نہیں، ہاں اس مجلس کی شرکت کے باعث گنہگار ہے، اور جو کوئی ایسے مسلمان کو بلا وجہ کافر کہتا ہے، خود کفر کا وبال اس پر عائد ہوتا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه، ان لم يكن صاحبه كذلك. رواه البخاري (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ حکم لگائے کوئی شخص کسی کو فسق کا اور نہ کفر کا ورنہ وہ (اسی کہنے والے کی طرف) لوٹ جائے گا اگر وہ (جس کے لئے یہ کہا گیا ہے حقیقت میں) ایسا نہ ہو۔ [ت: نور]

پس یہ جاہل جو زید کو کافر بتاتا ہے خود بلائے کفر میں مبتلا ہے اور زید بوجہ عدم قیام کافر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد نگلوہی (مہر)  
(مجموعہ کلاں ص ۲۷-۲۹)

(۶۹) ذکر و لادت کے وقت قیام کے بدعت ہونے کی مفصل بحث: مسئلہ: وقت ذکر

میلاد اکھڑے ہونے کی کہیں شرع میں قرون ثلاثہ سے اصل ثابت نہیں، جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر اور حالات اور ولادت کا ذکر، ان قرون میں بطور وعظ و تحدیث و تدریس، ہزار بار دفعہ ہوتا تھا، مگر کسی روایت سے کہیں ثابت نہ ہوا، کہ بروقت ذکر و لادت کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو، یا کہیں خود جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ استحباب یا ادب ارشاد فرمایا ہو۔ یہ بات کہ خود جناب علیہ السلام کی تعظیم کو کوئی کھڑا ہو، یہ دوسری بات ہے، مگر آپ کے ذکر و لادت یا غیر ولادت پر

(۱) (الف): عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱۔ و مما یصل بذالک مسائل سجدة الشکر (مطبوعہ ہندوہی فکلت۔ ۱۲۵۸ھ)

(ب): عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ الباب الثالث عشر و مما یصل بذالک مسائل سجدة الشکر مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ [نور]

(۲) رواہ بخاری عن ابی ذر۔ ص ۸۹۳ ج ۲۔ کتاب الادب باب ما ینہی عن السباب واللعن (مراد: باد: ۱۳۱۵ھ) نیز بخاری شریف ج ۳: ۸۰ ص ۱۳ رقم الحدیث: ۶۰۳۵ [مکتبہ ریاض مکیہ المکرمہ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء] نیز دیکھئے مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان و الغیۃ، الفصل الاول ج: ۲/ ص

۴۱۱۔ رقم الحدیث: ۳۸۱۶۔ عکس طبع نور محمد، رشیدیہ دہلی: ۱۹۵۵ھ [نور]

قیام کرنا، ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ ایک روایت صحیح بھی اس باب میں وارد نہیں۔ پس اولاً تو یہی حجت قیام کے بدعت غیر اصل ہونے کو کافی ہے، کہ ثبوت اس کا قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہو سکتا۔

اور پھر جب اس قدر غلو ہو جائے کہ اس کو واجب کہنے لگیں، اور تارک پر ملامت ہونے لگے، تو خواہ مخواہ منکر و بدعت ہو جائے گا۔ یہ تو ایک امر مخدوٹ ہے، اگر کسی امر ثابت جائز کو بھی عوام واجب جانے لگیں، وہ بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: قال لا یجعل احدکم للشیطان نصیباً من صلواتہ، یرى ان حقاً علیہ ان لا ینصرف إلا عن یمینہ، لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یمارہ۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: کوئی بھی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے اس طرح کہ دائیں جانب سے رخ کرنے [پھر نے] اولاً زمبھ لے، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، بارہا بائیں جانب سے گھومتے ہوئے [بھی] دیکھا ہے۔

قال علی القاری فی شرح مشکوٰۃ فی شرح هذا الحدیث: من أصر علی أمر مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال فکیف من أصر علی بدعة أو منکر۔ انتہی (۲)

ملاحی قاری، اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس نے مستحب پر ضروری سمجھ کر عمل کیا اور رخصت پر کاربند نہ ہوا، اس کو شیطان نے گمراہی میں ڈال دیا۔ پس کیا حکم ہوگا اس شخص کا، جو بدعت اور منکر پراصرار کرتا ہے۔ [ت: نور]  
اور عالمگیری میں ہے:

وما یفعل عقب الصلوات مکروه، لأن الجهال یعتقدونها سنة أو واجبة، وکل مباح یؤدی الیہ لمکروه۔ انتہی (۳)

جو کچھ (فرض) نمازوں کے بعد کیا جاتا ہے، وہ مکروہ ہے، کیونکہ جاہل لوگ اس کو دین کا ضروری کام خیال کریں گے، اور ہر وہ مباح کام جس کو واجب سمجھ لیا جائے، مکروہ ہے۔

(۱) اس حدیث کی تخریج ابھی قریب ہی گزر چکی ہے۔

(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۵۳ ج ۲۔ (امدادیہ ملتان: ۱۳۸۶ھ) [نور]

(۳) (الف) عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱۔ باب ومما یصل بذالک مسائل سجدة الشکر مطبوعہ ہندو بنگی: ۱۲۵۸ھ) [نور]

(ب) منہج ص ۱۳۶ ج ۱۔ الباب الثالث عشر مما یصل بذالک مسائل سجدة الشکر منہج ماہد: ۱۴۰۳ھ) [نور]



پس اولاً ثابت ہو گیا کہ قیام وقت ذکر ولادت، کہیں حدیث و آثار سے قولاً وفعلاً و تقریراً ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ امر خود محدث ہوں اور ثانیاً اگر فرضاً کچھ ثابت بھی ہو جاوے، تو واجب و سنت و مستحب تو ہرگز نہیں ہو سکتا، کیوں کہ واجب وہ حکم ہے کہ نص قطعی الثبوت ظنی الدلالة، یا نص ظنی الثبوت و قطعی الدلالة سے ثابت ہو، اور یہاں در باب قیام کے کوئی نص بھی قوی یا ضعیف نہیں، اور سنت اس حکم کو کہتے ہیں کہ مواظبت جناب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا خلفائے راشدین کی اس پر ثابت ہو، اور یہ فعل ایک بار بھی ثابت نہیں ہوا، تو سنت کیا مندوب و مستحب بھی نہیں ہو سکتا۔ نہایت الامر! اباحت و ادب ثابت ہوگا اور جب کسی امر مباح کو واجب بنایا جائے، تو وہ خود بدعت و مکروہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قول ابن مسعود اور ملا علی قاری اور روایت عالمگیریہ سے اوپر ثابت ہو چکا ہے۔

بہر حال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کیوں کہ جو فعل مستحب و مندوب بھی نہ ہو، اس کو واجب کہنا خود مجادلہ شارع علیہ السلام سے کرنا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَ ثَمَٰثٌ مَّصِيرًا (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف، تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی، اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں، اور وہ بہت ہی بری جگہ پہنچا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

الغرض قیام ذکر ولادت، بایں وجہ ہے کہ ان لوگوں کو کوئی حدیث موضوع، در باب ثواب قیام مذکور ملی ہو، یا کسی بزرگ کا قول یا فعل ان کو معلوم ہو، کہ اس کے موافق ثواب جان کر قیام کرتے ہیں اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ احادیث غیر معتبر و موضوعہ سے ثواب و عقاب کا ثبوت نہیں ہوتا، اور قول و فعل بزرگوں سے بھی جواز و استحباب ثابت نہیں ہوتا، جب تک کہ کوئی دلیل شرعی موجود نہ ہو۔ پس باوجود امور مذکورہ [کے] ہرگز یہ فعل موجب ثواب و مستحسن نہیں ہو سکتا، بلکہ بدعت ہی رہے گا، اور بالفرض اگر کوئی امر مباح یا موجب ثواب بھی ہوگا، تو بعد تسلیم درجہ ندب سے نہ بڑھے گا اور اگر عوام اس قیام کو ضروری جانیں گے، تو حسب تحقیق مذکور ندب سے بدعت و کراہت میں آجائے گا۔ بہر حال یہ فعل سراسر حماقت ہے، کیوں کہ اگر یہی وجہ قیام کی ہے تو قیام بروقت ولادت آپ کے ہونا چاہئے، نہ یہ کہ ہر روز، اس کی نقل کیا کریں، اور آپ کی حالت ولادت کا سانگ بنایا جائے، معاذ اللہ! اور مثل کفار ہنود، کہ کنہیا کے پیدا ہونے کے روز اس کے جنم لینے کا سانگ اور نقل کرتے ہیں، یا روافض کہ ہر سال شہادت اہل بیت کا سانگ بناتے ہیں۔ یہ اعداء سنت آپ کی ولادت شریفہ کو فرض کر کے ہر روز ولادت قرار دیتے ہیں اور یہ خود حرام و فحش اور حماقت ہے، شرع میں کہیں اس کی کوئی نظیر نہیں، کہ ایک فرضی امر کے ساتھ معاملہ حقیقت کا کیا جائے۔ اگر عید و جمعہ وغیرہ میں اعادہ ہے تو بہ سبب حدوث اسباب اور تکرار وجود سبب نعمت کے ہے، اور جمعہ





تو بعد تسلیم مشروعیت، اس وقت اور اس ہیئت و مجلس اور اس ذکر ولادت کے ساتھ، کیا وجہ تخصیص قیام کی ہے، جب نام پاک سنا جائے، قیام چاہئے، حالانکہ اذان اور اقامت میں قیام نہیں کرتے۔ بہر حال یہ تخصیص بدعت ہوگی۔ اور اگر بایں وجہ قیام ہے کہ آپ کی روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتی ہے، تو خود اندیشہ شرک کا ہے اور اگر اس وقت ولادت کا یہاں نقشہ تصور کر کے یہ قیام ہے، تو خود ایک تصویر پرستی اور مشابہت پرستوں اور اپنے خیال کے عابدوں کے ساتھ تشبیہ ہے، یہاں شد بدعت ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۷۹-۸۰)

(۷۱) محفل ذکر ولادت کا شرعی حکم؟ سوال: ذکر ولادت و معجزات بلا ذکر وفات بشرط خلو،

از بدعات و منکرات، محض بنظر ثواب نہ بطور رسم ہدایت ہے یا ضلالت، اگر ہدایت ہے تو تداعی بموجب ارشاد نبوی:

من دعا الی ہدی کان لہ من الأجر، مثل  
أجور من تبعہ. الحدیث رواہ مسلم (۱)  
جس نے کسی کو بھلائی کی طرف بلایا، تو اس کے لئے ان  
لوگوں کے عمل کے برابر ثواب ہوگا، جس نے اس کے  
بلانے کی وجہ سے [پر عمل کیا۔ (ت: نور)

کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو صورت اجتماع کے واسطے ذکر ولادت کے، کہ جس کی نسبت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مآۃ مسائل میں اجازت فرماتے ہیں، کیا ہے۔ و عبارتہ ہکذا:

وقیاس عرس، بر مولود شریف غیر صحیح است، زیرا کہ در  
مولود ذکر ولادت خیر البشر است، و آں موجب فرحت  
و سرور است، و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ  
خالی از بدعات و منکرات باشد آمدہ۔ فقط (۲)  
عرس کو مولود شریف پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اس  
لئے کہ مولود میں خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کا  
ذکر ہے، وہ تازگی اور خوشی کا ذریعہ ہے اور شریعت  
میں مسرت و خوشی کے ایسے موقعوں پر جو بدعتوں اور  
برائیوں سے خالی ہو، جمع ہونے کی اجازت ہے۔

جواب: نفس ذکر ولادت و معجزات و سیر فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب و مستحب ہے، مگر جو اس کے ساتھ کوئی امر مذموم شرعی مضموم ہو جاوے گا تو مکروہ اور حرام اور بدعت بن جائے گا۔ یہ امر متفق علیہ تمام امت کا ہے اور اہتمام و تداعی نوافل صلوٰۃ میں کہ ذکر ولادت سے بمراتب زیادہ ہے، فقہاء نے مکروہ تحریمی ہی لکھا ہے، سب کتب فقہ میں صریح منقول

(۱) الف: صحیح مسلم ص ۳۲۱، ج ۲۔ کتاب العلم، باب من سن سنة (مطبع مجتہد دہلی ۱۳۱۹ھ)

ب: جس ۱۲۳۳ جلد دوم۔ رقم الحدیث ۳۰۷۶۷۷۔ ابوقتیبہ نظر محمد فارابی (دار طیبہ ریاض ۲۰۰۶ء) [نور]

(۲) مآۃ مسائل ص ۳۰۔ سوال پانزدہم (مطبع مصطفائی ۱۲۸۳ھ) [نور]





## عاشورا و محرم سے متعلق احکام و مسائل

(۷۳) عشرہ محرم میں حلیم کھانے، شربت پلانے اور دیگر بدعات کا حکم؟ سوال: عشرہ محرم میں

حلیم پکانا اور شربت پلانا درست ہے، یا نہیں؟ یا جو خوش عقیدہ ہیں وہ اس میں داخل ہیں، اور عشرہ محرم میں نوافل بجماعت زیادہ کر، روح پر فتوح حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب پہنچانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: شربت و حلیم سب بدعت ہیں اور رسم و روافض ہے، خواہ بد عقیدہ کرے خواہ خوش عقیدہ۔ بدعت خوش عقیدہ سے زیادہ زمیوب ہے، نوافل عشرہ [محرم] بھی بدعت [ہیں] خصوصاً بجماعت، مکروہ تحریمی ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی

الف: مجموعہ کلاں ص ۲۷ ب: مجموعہ فتاویٰ مکتوبہ مولانا عبدالغفور چندیا نومی ص ۱۳۱

ج: مجموعہ فتاویٰ مرتبہ و مکتوبہ: مولانا احمد شاہ حسن پوری۔ (بلا سنہ) ص ۳

(۷۴) عشرہ محرم میں ذکر شہادت پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینا کیسا ہے؟ سوال: کیا

فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: عشرہ محرم کو ذکر شہداء بیان کرنا اور اسی عشرہ میں روزہ رکھنا اور خیرات کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب کتب معتبرہ سے دیجئے۔ بینوا تو جروا۔

جواب: عشرہ میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے، اس واسطے کہ بہ مشابہ رافضیوں کے ہے، وہ اس ایام میں اس ذکر کو افضل عبادت جانتے ہیں، اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہ کام کرے، وہ ان میں ہی ہے (۱) پس ایسا کام کرنا رافضی ہونا ہوا۔ اور روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے (۲) اور خیرات و صدقہ دینا سب روز درست ہے، اس دن میں

(۱) من تشبه بقوم فهو منهم۔ رواہ احمد عن ابن عمر رقم الحدیث: ۵۱۱۳-۵۱۱۵۔ ص: ۵۱۶/ج: ۴۔ تحقیق علامہ احمد محمد شاہ کراچی۔ ابوداؤد، کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة ص: ۵۵۹ [مطبع اصح المطابع، کلکتہ] نیز باب مذکور ابوداؤد ج: ۴/ص: ۳۹۱ رقم الحدیث: ۴۰۳۱ [دار القبلة، للثقافة الاسلامیہ۔ طبعہ ثانیہ جدہ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء] [نور]

(۲) روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے، یعنی دسویں کے ساتھ نویں کو بھی روزہ رکھے، کیونکہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا تھا، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (پان پوری)

عن ابن عباس، حین صام رسول اللہ ﷺ عاشوراء و امر بصیامہ، قالوا یا رسول اللہ انه یوم یعظمہ الیہود و النصارى، فقال رسول اللہ ﷺ لمن غلبت الی قبلی لا صوم فی التاسع۔ رواہ مسلم۔ ج: ۱ ص ۳۵۹ [مطبع مجبھی دہلی: ۱۳۱۹ھ] نیز صحیح مسلم ج: ۱/ص: ۵۰۵ رقم الحدیث: ۱۱۳۴ [دار طبعہ ریاض: ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۶ء] [نیز دیکھئے مشکوٰۃ باب صیام النطوع الفصل الاول، ص ۱۷۸-۱۷۹، طبع نور محمد، رشیدیہ دہلی: ۱۹۵۵ء] نیز مشکوٰۃ شریف ج: ۲/ص: ۸۱۰ رقم الحدیث: ۲۰۴۱ [مکتبہ التوبہ، ریاض: ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳ء]





# میت سے متعلق رسوم و بدعات اور ان کے احکام و متعلقات

(۷۷) ایصالِ ثواب کے لئے وقت کی تعیین کیسی ہے؟ مسئلہ: میت کو ثواب عطا وقت  
اکثر قرآن شریف کا پختہ کسی قید اور تعیین تاریخ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر یہ قید تعیین تاریخ کرنا بھی کسی حد تک ہی درست ہے جو اس کو  
موتور میں ہوا جائے۔ بدعت ہے اور غیر جائز۔ جس امر کو شریعت نے مطلق اور قید فرمایا ہے، اپنی طرف سے اس میں قید لگانا  
مکرم ہے۔

اسی طرح بدعتوں کی زیادت درست ہے، مطلق سنت (۱) اور ایصال سے دور مانگنا حرام ہے جو صرف حق تعالیٰ سے، انجی  
م ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ کے کوئی خدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ غیر حق تعالیٰ سے دعا تو بلا اثر چھٹی ہو جاتی ہے۔ شراب ہے۔  
یہ یہ نذر کہ اگر حق تعالیٰ مرا کام کرے تو اس بدعت کو حق تعالیٰ کے ہر مصدق کرے گا۔ درست ہے اور اگر میں کہے کہ اگر میں  
کا ہو تو اس بدعت کو بلاں بزرگ کے ہاتھوں کا یہ نذر حرام اور غیر جائز ہے۔ کیوں کہ نذر عبادت ہوئی ہے اور عبادت کا جو نام  
پاک حق تعالیٰ کسی کی درست نہیں۔ پس اگر یہ کہے کہ اگر حق تعالیٰ میرا کام کرے تو اس بدعت کو خدا کے نام پر غیر امت کرے گا۔ اور  
ان کا ثواب بلاں بزرگ کو پہنچاؤں گا تو یہ درست ہے، جو خدا کا حکم نہیں، کیوں کہ یہ نذر غیر امت نہیں۔ فقط

(گھنٹوں میں ۱۸)

## (۷۸) میت کے ایصالِ ثواب کے لئے جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا؟ مسئلہ: شیخ مہدی

ارشاد ملا عبدالحق صاحب دہلوی:

میت کو جمع کر کے میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔  
میت کو جمع کر کے میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔  
تو جمعہ پہلے تو ان کی حالت نہیں تھی، کہ مرے کے لئے نماز پڑھنا اس وقت سے کہ وہ اپنے حق میں تھے۔  
اور پھر ان کی حالت تھی کہ ان کی حالت میں وہ میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔

میت کو جمع کر کے میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔  
میت کو جمع کر کے میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔  
میت کو جمع کر کے میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔  
میت کو جمع کر کے میت و غیرہ وقت نماز (جہاز) جمع ٹھہرا کر قرآن خواندہ کرتے ہیں تو اللہ عز و جل کو یہ حق ہے۔





ہے، اور میت کے سوہ یا جہلم میں کھڑے ہو کر شریف خود پر واسطے شہر کے، یا کلام اللہ شریف پڑھ کر، یا اللہ خیرات صدقہ دے کر، اس کا ثواب میت کو پہنچانا، کون سی آیت اور احادیث صحاح ستہ سے منع ہے، جواب عنایت ہو۔ فقط

جواب : طعام پر بطور معروف قرآن شریف پڑھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا، ایصالِ ثواب کرنا، طریقِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام اور قرونِ ثلاثہ و فقہائے امت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہیں ہے، ایک امر جدید اور محدث ہے: الحدیث۔

ایساکم و محدثات الأمور فإن کل محدثۃ بدعة و کل بدعة ضلالة. (۱)  
و حدیث: و شر الأمور محدثاتها. (۲)  
(رواہ الترمذی و البخاری) (۳)  
ترجمہ: تم نئی باتوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ت: نور)  
ترجمہ: [دین کی] باتوں میں سب سے بری وہ باتیں ہیں [جوئی ایجاد ہیں] (ت: نور)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا (۲) مسند الفردوس، دیکھئے الفردوس بمأثور الخطاب، ۵۱۹/۳، رقم الحدیث: ۵۶۲۱، ملاحظہ ہو: الف: نصب الثبوت للعلی من ۳۳۳ ص ۳۳۳ [پیش مجلس میں] عاتل دارالماہمون القاہرہ ۱۳۳۵ھ [۱۹۱۷ء] ب: من کثر سواد قوم فهو منہم، حکماء رواہ ابن المارک فی ترجمہ عبد موفوا، من غیر التفسیر السابق۔ وقد روی مرفوعا من حدیث ابن مسعود، ان رجلا دعا ابن مسعود الی ولیمۃ فلما جاء لیدخل سمع لہواء فلم یدخل، فقیل لہ، فقال: انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول و ذکرہ، و زاد: ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ، اخرجہ ابو یعلیٰ و علی بن معدی فی کتاب الطاعة و الدلیلی، ولہ شاهد من حدیث ابن عمر عن احمد و ابی داود عن ثبہ بن یقوم فهو منہم ملاحظہ ہو: تحف السادة المتقین، لقریبی ص ۱۳۸ [۱۳۸۱ء] [دارالانوار اشاعتی بیروت: بلا سند] [نور]

(۳) کتاب التہذیب ص ۲۸۳ [۱۳۸۱ء] [دارالانوار اشاعتی بیروت: بلا سند] [نور]  
(۳) کتاب التہذیب ص ۲۸۳ [۱۳۸۱ء] [دارالانوار اشاعتی بیروت: بلا سند] [نور]  
عبد س: حساد، علی مازواہ العروزی عن ابن مبارک جزائری ازہان مبارک، مرجعہ ص ۱۱۱ [۱۳۸۱ء] [دارالانوار اشاعتی بیروت: بلا سند] [نور]  
دائمتہ ص ۳۳ [۱۳۸۱ء] [دارالانوار اشاعتی بیروت: بلا سند] [نور]

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸)

اس کو رد کرتی ہے اور ثواب اہل طعام کی نیت سے پہنچتا ہے یا ہرزہ سرائی آکل سے، البتہ اگر کھانے والا اللہ قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچا دے، تو نیت قاری کی معتبر ہے۔ سو بعد فراغ از طعام یا دو چار گھڑی قبل پڑھنے سے کون منع کرتا ہے اور ہیئت مخصوص کی کیا دلیل جواز ہے، لاریب! یہ طریقہ جدید خلاف طریق سنت ہے، اور لوگ اس کو سنت جان کر کرتے ہیں اور عوام جہال تو ضروری جانتے ہیں، بلکہ ایصال ثواب ایسی ہیئت خاص پر موقوف سمجھتے ہیں، یہ عین بدعت و ضلالت ہے، اگر مباح امر کو بھی مؤکد سمجھا جائے، تو ناجائز و حرام ہو جاتا ہے، چنانچہ کتب فقہ میں جابجا مذکور ہے، چہ جائیکہ امر محدث فی الدین، خلاف ادب طعام ہو، امام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: ادب طعام ہے کہ بعد آنے روٹی کے سالن کا انتظار نہ کرے کہ ترک ادب طعام ہے۔ (۱) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا صلوة بحضرة الطعام (۲)

کھانے کی موجودگی میں، نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (ت: نور)

جب وقت حضور طعام نماز و قرآن کا محل نہ رہا، تو اس محل پر قرآن پڑھنا بدعت ہوگا، پھر جب سنت جان کر پڑھا تو گمراہی پر گمراہی ہوئی۔ اے کاش! یہ عوام کلا طعام، اگر اس کو خلاف طرز سنت جان کر بھی کرتے، بھلا کچھ تو گمراہی کم ہو جاتی اور فی الجملہ قریب اباحت ہو جاتا، عموماً احادیث صحاح سے تو بدعت ہونا، اس فعل کا معلوم ہوتا ہے۔ اب بنظر دقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل محدث کفار ہنود سے ماخوذ ہے، لہذا فقہاء اس صورت خاص کا کچھ ذکر نہیں کرتے اور کسی ولایت میں یہ فعل مروج نہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے مگر ہاں جہال کہیں..... حضرات جہال ہند وارد ہوں۔ کفار ہنود طعام پر اشلوک کا شاستر پنڈت سے پڑھواتے ہیں، ان بدنام کنندہ مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھوانا شروع کر دیا۔ الغرض اس فعل محدث میں تشبیہ بالہنود ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم (۳)

جس قوم نے کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ اسی قوم

کے ساتھ شمار ہوگی۔ (ت: نور)

(۱) من کرامة الخیران لا ینتظر بہ الإدام احیاء العلوم، الباب الاول، فیما لا بد للاکل..... القسم الاول فی الآداب ص ۴ ج ۲، (مطبع مصریہ، مصر، ۱۴۷۸ھ) (نور)

(۲) رواہ مسلم عن عائشہ، ص: ۲۰۸ جلد اول کتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب کرامة الصلوة بحضرة الطعام [مطبع مجتبیٰ دہلی: ۱۳۱۹ھ] نیز باب مذکور ص: ۲۵۱ جلد اول رقم: ۵۶۰ ت: ابوقحیہ نظر محمد فارابی [دار طیبہ، ریاض ۱۴۰۶ھ] حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "لا صلوة بحضرة طعام ولا هو يدافع الاغصان." [نیز دیکھئے مشکوٰۃ کتاب الصلوة باب الجماعة وفضلها ص ۹۶ ج ۱، [نقل اصح المطابع رشیدیہ دہلی ۱۹۵۵ء] نیز باب مذکور ج: ۱/ ص: ۳۳۹ رقم الحدیث: ۱۰۵۷ [مکتبۃ التوبہ، دار ابن حزم، بیروت: ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء] (نور)

(۳) رواہ احمد ۵۰/۲، [دار الفکر بیروت: ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء] نیز ج: ۳/ ص: ۵۱۶ رقم الحدیث: ۵۱۱۵ [دار الحدیث القاہرہ ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء] وابو داؤد، ج: ۲/ ص: ۵۵۹ [نقل اصح المطابع، دار الاشاعت الاسلامیہ کلکتہ ۱۴۰۰ھ] کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة، نیز باب مذکور ج: ۳/ ص: ۳۹۱ رقم الحدیث: ۳۰۲۷ [دار القلۃ بیروت: ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۳ء] رقم الحدیث: ۳۰۲۷ [نیز دیکھئے مشکوٰۃ کتاب اللباس الفصل الثانی ج: ۲/ ص: ۳۷۵] نیز ج: ۳/ ص: ۱۲۳۵ رقم الحدیث: ۳۳۳ [مکتبۃ التوبہ بیروت، لبنان، طبعہ اولیٰ ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء] (نور)



[illegible]

باقی اس مقدمہ کی ہر صحت اور ہر صحت میں تین اور فرق نہیں کر سکتے۔ اولیٰ یہ بات کا کرتے ہیں کہ فرق نہیں  
فرق نہیں ہے۔ اس کی تفصیل تفصیل طلب ہے اور نصف کوائف کافی ہے۔  
اور ثانی یہ کہ اس اور کلمہ کا صحت کا فرق نہیں ہے۔ اور ثانی یہ کہ اس اور کلمہ کا فرق نہیں ہے۔  
اور ثانی یہ کہ اس اور کلمہ کا فرق نہیں ہے۔ اور ثانی یہ کہ اس اور کلمہ کا فرق نہیں ہے۔

[illegible][illegible]

محقق علیہ میرزا محمد علی ج ۱ صفحہ ۲۰۰، المجلد ۳۵، ص ۲۰۰، مکتبہ دار الفکر، ۱۴۰۸ھ و ۲۰۰۷ء۔  
سید رضا کریم خان کراچی کے تھے۔

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 277: 1001-1005.

فصل الاسلام، کتاب کشف الغطاء میں فرماتے ہیں۔

وَالْأَجَلُ بَعْدَ ذَلِكَ يَأْتِي بِالشَّيْءِ الْبَاطِلِ وَالْجَاهِلِ رُوزِينَ دِيَارٍ بَيْنَ مِيَانِ بَرَادِرِ الْبُخْشِ كُنْدِ، حَيْزِ دَافِلِ اِخْتِبَارِ  
نِيسْتِ وَبَهْتَرِ آنِ سِتِ كُتُورِ نَدِ۔ اَنْتَهِي (۱)

ترجمہ: اور جو کچھ کہ (کسی مرنے کے) ایک سال، یا چھ مہینے یا چالیس دن کے بعد، یہ ہمارے علاقوں میں پکارتے  
ہیں اور اپنی برادری میں تقسیم کرتے ہیں، ان میں کوئی بات بھی بھروسہ کے قابل نہیں ہے۔ اچھا یہ ہے کہ ایسے  
کھانے کو نہ کھائیں۔

الحاصل میت کو ایصالِ ثواب طعام، بغیر قیود و اُکدہ اور بلا تکلف حقوق و ریاء برادری جائز و سنت ہے، اور یہ قیود  
مروجہ مشہورہ بدعت ہیں، اور بدعت کا مردود ہونا، اوپر حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلام ص ۵۵۵)

رشید احمد گنگوہی

(۸۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ طعام کو

سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا مسنون ہے، یا بدعت؟

دوم: بعد دفن جنازہ قبر پر فاتحہ پڑھنا اور مردہ کے واسطے دعا بخیر کرنا جو بظاہر مسنون ہے، علاوہ اس کے خیال میں یہ

طریقہ ہے کہ ستر قدموں سے قبر سے آکر دعا مردہ کے واسطے کرتے ہیں، یہ دعا کرتا مسنون ہے، یا بدعت؟ بیسوا انو جو روا

جواب: اس طرح فاتحہ خوانی بدعت اور مکروہ ہے، نہ کرتا چاہئے، اور بعد دفن کے اگر کچھ ذکر کر کے مردہ کو ثواب

پکچا دیویں تو درست ہے، سو اس طرح ستر قدم لوٹ کر بدعت اور ایجاب و جہلاء ہے۔ ہرگز ہرگز نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلام ص ۲۰۵)

کتبہ الراحمی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۸۲) چنے کے دانوں پر کلہر طیبہ پڑھنے کا اہتمام کیسا ہے؟ سوال: خود بریان پڑھنے کیسے

ہیں، اگر ان پر کلہر طیبہ پڑھا جاتا ہے اور مقصود پڑھنے سے یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (۱۲) جس شخص

پڑھتا ہے (۷۰۰۰۰) مرتبہ کلہر طیبہ پڑھا جائے تو وہ شخص بخشا جاتا ہے تو وہ گلسان پر پڑھا جاتا ہے تو فرمائیں پڑھنا جائز ہے

یا نہیں ہے؟

(۱) کشف الغطاء، مؤلف مولانا شیخ الاسلام دہلوی، از احاطہ شیخ عبدالحق محدث، ص ۷۷، ص ۷۸، رحمہما (طبع احمدی

دہلی، ۱۳۸۶ھ - ۱۳۸۷ھ)

(۱۲) حدیث عامہ میں مشہور ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "مَنْ شَرَفَ رَجُلًا بِمِائَةِ دِينَارٍ، بَعَثَ اللَّهُ تِسْعِينَ أَلْفًا مِنْ رَحْمَتِهِ فِيهِ"۔ یہ حدیث قاضی نقیب و ابوالفتح سرحدی نے تصانیف سے نقل کی ہے، ان میں سے کتب

درمیان میں، ابی ہریرہ ص ۱۷۷، حدیث کبیرہ ص ۱۷۷، (نور)

**جواب :** خود کو مسئلہ بھی ایسا ہی ہے۔ تخصیص دانہ خود کی ایسی، کہ اس کا ترک گراں بار طبع ہو کر رہا ہے۔ پس یہ کلمہ خوانی بوجہ اس تخصیص کے اور تعین یوم ثالث کے مردود ہے، نہ نفس کلمہ خوانہ فی۔ اگر کلمہ خوانی بغیر اس امر مذموم کے ہو، یہ اندیشہ ہے، درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۱، ۹۹)

**(۸۳) رسوم سوم کی حقیقت اور اس کے ثبوت میں پیش کی گئی، ایک حدیث پر نظر: سوال :** بعض

لوگ بتا رہے ہیں کہ یہ حدیث حجت لاتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک لاکھ مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کا ثواب کسی مردے کو بخش دیا، تو اللہ تعالیٰ اس مردے کی مغفرت فرمادیں گے، چاہے وہ مرزا کا مستحق ہو گیا ہو۔

عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ الف الف مرة وجعل ثوابها للمیت غفر اللہ له وان کان مستورا للعقوبة.

آیا یہ حدیث صحیح ہے، یا غیر صحیح؟ اور در صورت صحت کتب صحاح ستہ کی ۱۷ آیا کسی دوسری کتاب کی؟ اور کلمہ شریف واسطے ثواب رسائی میت کے کس طرح پڑھنا چاہئے؟ فقط

**جواب :** یہ حدیث کتب صحاح ستہ و مشکوٰۃ شریف و دارمی شریف و مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمد میں کہ ہندوستان میں کتب مشہور ہیں، کہیں موجود نہیں، اور حال صحت و غیر صحت بدون سند کے معتبر نہیں۔ ہاں البتہ بعض روایات میں ایصال ثواب کلمہ شریف کا آیا ہے، مگر جب ہے کہ جواز ایصال ثواب کلمہ سے سوم درست ہو جائے، کیوں کہ ایصال ثواب کلمہ کا سبب حنفیہ قرار کرتے ہیں، جب چاہے ثواب پہنچوے وہی وقت مقرر نہیں، اور سوم کی وجہ کراہت یہ ہے کہ دراصل سوم رسم بنود ہے، کہ تیسرے روز قوم بنود جمع ہو کر، پھول چنا کرتے ہیں اور مسلمانان ہند جو جہل میں مبتلا ہیں، تیسرے روز جمع ہو کر قرآن پڑھوانے کو بہتر سمجھتے، اور یہ نہ سمجھتے کہ اس میں مشابہت رسم کفار کی لازم آتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل مشابہت کفار سے منع فرمایا ہے۔

ایک درخت تھا کہ اس کو "ذات انسواط" کہتے تھے، اس میں مشرکین عرب ہتھیار لٹکا کر رہتے تھے، سوائے اس کے کچھ شرک و بت پرستی وہاں نہ تھی، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے واسطے بھی کوئی "ذات انسواط" مقرر کر دیجئے، آپ نہایت ناراض ہوئے اور یہ فرمایا کہ سبحان اللہ! یہ تو تم نے ایسی بات کہی، کہ جیسی بات بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کی تھی، کہ ہمارے واسطے ایک معبود مقرر کر دو، جیسے مشرکین کے معبود ہیں۔ غرض آپ اس مشابہت سے نہایت ناراض

ہوئے (۱) حالانکہ کوئی شرک کی بات نہ تھی۔

اب یہ سمجھو کہ سوم رسم بنود ہے، اس روز جمع ہونا اور بنود سے مشابہت کرنا مسلمانوں کو کیونکر درست ہوگا؟ شیخ عبدالحق شرح سفر السعادة میں لکھتے ہیں:

تعزیت اہل میت و تسلیہ و ہبر فرمودن سنت و مستحب است، اما این اجتماع مخصوص روز سوم و وار تکاب تکلفات دیگر، و صرف اموال بے وصیت از حق بتای بدعت است و حرام۔ انتہی (۲)

میت والوں کی تعزیت، ان کو تسلی اور صبر کی تلقین کرنا سنت اور مستحب ہے، مگر اس مقصد کے لئے دوسرے تکلفات (فضول کام) کرنا، اور مردے کی وصیت کے بغیر، قیمیوں کے مال میں سے کچھ خرچ کرنا بدعت اور حرام ہے۔ (ت: نور)

اب انصاف شرط ہے کہ اگر حدیث سے اجتماع ثابت ہوتا، تو صاحب سفر السعادة کیونکر اس کو بدعت فرماتے؟ ہاں ایصالِ ثواب بلا تقررِ یوم، ہر روز جب چاہو درست ہے، اور تعینِ یوم اپنی رائے سے، کہ اس روز کو ضروری جانیں اور تقدیم و تاخیر ہرگز نہ کریں، یہ بھی بدعت (اور) مکروہ ہے۔ سو سوم کی کراہت، بسبب تعینِ یوم بلا ثبوت اور مشابہت کفار کی کہ دراصل رسم بنود ہے، ثابت ہوئی۔ کلمہ شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا، اگر حدیث سے ثابت بھی ہوا، تو سوم کیونکر ثابت اور جائز ہو جائے گا۔ کلمہ شریف اکا ثواب پہنچانا اور بات ہے اور اجتماع بروز سوم اور بات ایہ غلط فہمی مبتدعین کی ہے کہ ایصالِ ثواب کلمہ سے سوم کو جائز جانتے ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی غنی عنہ

الف: (مجموعہ کلاں ص: ۷۶۷) ب: (چند یا نو ص: ۵۷۵)

(۸۴) سوم و چہلم وغیرہ مروجہ رسمیں، کافرانہ شعار اور حرام ہیں: مسئلہ: ایصالِ ثواب مردہ کو بلا قیدِ یوم و طعام کے درست ہے، مگر سوم، چہلم وغیرہ سوم، جملہ بدعت و مکروہ ہیں۔ کیوں کہ یہ جملہ رسوم لوگوں نے بنود

(۱) ات افواکاکہ القدردہ: جن کا ہے، سنن ترمذی میں ابو الدلیلی سے روایت ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج الی عروۃ حسن مر مشعرۃ للمشرق، کانوا یعلقون علیہا سلعہم یقال لہا ذات الواط، فقالوا یا رسول اللہ اجعل لہا ذات الواط، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ، هذا کما قال قوم موسیٰ اجعل لنا الہا کما لہم الہة، والذی نفسی لیرکین سر من کان سلکم، رواہ الترمذی ت کمال یوسف الحوت، کتاب الفتن، باب ما جاء لیرکین سر من کان قبلکم رقم الحدیث ۲۱۸۰ ص ۴۱۲ ح ۱۵۱۳ دار الکتب العلمی، بیروت: ۱۱۰۱۰  
(۲) یکے ہمیشکوہ المصلیح، باب الملاحم، الفصل الثالث ص ۳۶۵۔ عکس صحیح المطابع رشیدیہ دہلی ۱۹۵۵، ہر کتاب الفتن الفصل الثالث رقم الحدیث ۵۳۰۸ ت: رمضان من احملین علی ص ۴۰۱۹ ح ۴ (مکتبۃ التوبۃ بیروت ۱۳۳۳ھ ۲۰۱۴ء)

(۳) اشرح سفر السعادة ص ۲۷۳ باب احوال میت (مطبع نائیٹلی نول شر ۱۲۹۴ء) (نور)





بلاشبہ مسلمانوں کی [اکثریت] کا ہر دور میں یہ طریقہ اور معمول رہا، کہ وہ اکٹھے ہوتے تھے اور اپنے مردوں کے لئے بلا کسی ممانعت اور روک ٹوک کے، قرآن مجید پڑھتے تھے، تو گویا اس پر اجماع ہو گیا۔ (ت: نور)

پس سوم پر اجماع ہے علمائے دیندار کا، اور اجماع ہونا علمائے دیندار کا، دلیل قوی ہے شریعت احمد میں۔ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے: کہ قوم انصار مرنے کے بعد مردے کی قبر پر آ کر قرآن پڑھا کرتے تھے اور ایسا ہی عینی اور تاتارخانی میں مذکور ہے اور ایسا ہی فتاویٰ اور جندی قاری میں سوم کا مذکور ہے، اور اسی طرح مرفوع روایات اور سراج الہدایہ سید جلال الدین بخاری (۱) اور تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتی میں، عرس کو جائز لکھا ہے اور اسی طرح خزائنہ جلالی اور جامع الجوامع (۲) میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر عزیز (۳) میں: واقع سورۃ اذا السماء انشقت۔ ما تحت آیت:

وَالْقَمَرِ اِذَا اَتَسَقَ۔ انشقاق (۱۸) ترجمہ: اور چاند کی جب جب بھر جائے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

کی جگہ تک صدقہ اور دعا اور فاتحہ سے مردوں کو یاد رکھنا مذکور (ہے) کیا ہے۔ مولوی محمد اسماعیل موحد دہلوی، اپنی کتاب صراط مستقیم ص ۱۶۰ یک صد و شصت چھاپہ میرٹھ میں لکھتے ہیں:

نہ پنداری کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی  
[خوب] بہت چاہیں معنی بہتر و افضل است۔ (۴)  
کیا تم نہیں جانتے کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ پڑھنے کے ذریعہ سے فائدہ پہنچانا اچھا ہے، کیا معنی بہتر اور افضل ہے۔

(۱) سراج الہدایہ، برصغیر ہند کے نامور بزرگ اور شیخ طریقت، سید جلال الدین، حسین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، (وفات ۱۰۸۵ھ/ ۱۷۷۳ء) فروری ۱۳۸۳ء) سے منسوب، اور مخدوم جہانیاں کے مجموعہ ملفوظات کے طور پر متعارف ہے، مگر یہ ہے کہ یہ کتاب غالباً کسی شیعہ کی تالیف ہے، مخدوم جہانیاں سے اس کا انتساب درست نہیں۔ اس کتاب کے مرتب مولانا قاضی سجاد حسین بھی، مخدوم جہانیاں سے اس کے انتساب کو صحیح نہیں سمجھتے تھے، قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ: "نسبت سراج الہدایہ تکفیرت مخدوم شیخ و درست نیست" مقدمہ سراج الہدایہ ص ۱۳ (طبع اول دہلی ۱۹۸۳ء)

اس مجموعہ میں صحیح و غلط مسائل اور بے اصل بلکہ موضوع روایات بھی نقل کی گئی ہیں، اس لئے کسی دینی فقہی مسئلہ میں اس سے استدلال صحیح نہیں۔ (نور)  
(۲) اصل میں اسی طرح لکھا ہے، یہ کیا کتاب ہے، اس کے مؤلف و مرتب کون تھے، معلوم نہیں، اس لئے اس حوالہ کی اصلیت و حیثیت کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ حضرت گنگوہی کے جواب سے لگتا ہے کہ اس سے "جمع الجوامع" سیوطی کی طرف اشارہ ہے، مگر رقم کو اس میں شامل ہے کہ اس کا اشارہ امام سیوطی کی جمع الجوامع کی طرف ہو، تاہم ممکن ہے کہ اس سے وہ جمع الجوامع مراد ہو جو فقہ شافعی کا مشہور متن ہے، اور تفسیر جلالین کے ایک مصنف، علامہ جلال الدین خلجی کی اس کی شرح معروف ہے۔ کچھ اور تعارف ص ۱۰۲ پر ملاحظہ ہو۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مخدوم جہانیاں کا ایک اور مجموعہ ملفوظات جامع العلوم مراد ہو۔ جس کا اردو ترجمہ، الدر المنظوم فی ترجمۃ جامع العلوم ملفوظ المحدث کے نام سے، مولانا ذوالفقار علی سارنگ پوری نے کیا تھا، جو دو جلدوں میں مطبع انصاری دہلی سے سن ۱۳۰۹ھ میں چھپا تھا۔ (نور)

(۳) تفسیر عزیز ص ۱۶۸ "وَالْقَمَرِ اِذَا اَتَسَقَ" سورۃ انشقاق پارہ عم (مطبع محمدی دہلی: بلا سند)

(۴) محیب صاحب نے یہی لکھا ہے، جیسا کہ پیش نظر ماخذ سے معلوم ہو رہا ہے، مگر اس اقتباس اور اس کے حوالہ میں دو بڑی غلطیاں ہیں:  
الف۔ صفحہ درست نہیں، یہ عبارت اور اس موضوع کی بحث صراط مستقیم (مطبوعہ مطبع ضیائی، میرٹھ ۱۲۸۵ھ) میں صفحہ ۱۶۰ پر نہیں ہے بلکہ صفحہ ۷۳ پر ہے۔  
ب۔ صراط مستقیم کے اس صفحہ پر جو عبارت ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو یہاں نقل کی گئی۔ اصل عبارت یہ ہے:

"و نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست، چاہیں معنی بہتر و افضل، غرض آنست کہ مقید برسم نہ باید شد۔ بے تعین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود، بعمل آرد۔" ص ۷۳

یہی الفاظ صراط مستقیم کی ایک اور طباعت (تجیبائی، دہلی ۱۳۲۲ھ) کے صفحہ ۶۲ پر بھی درج ہیں۔ (نور)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ:

حفظ امر اس مشائخ و مواہب زاریت قہور ایشان و  
انکھ مرقات و صدقات و انان خوب است۔ (۱)

اور خلاصہ الفاظ میں مسطور ہے:

روز اعراس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ  
بروز حضرت ہدیہ داد۔ (۲)

سودت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوا مبارک کو بہ  
فیل فرماتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ مردہ کے ساتھ سلوک کرنا صدقہ و دعا و فاتحہ سے بہت افضل ہے۔ خاص کر ایذا پہنچانے  
تو ضروری ہے اور جس (کذا) جس وقت کوئی مردہ کو دعا و اور فاتحہ سے یاد کرے تب ہے دوزخ مردہ کی خوش ہوتی ہے۔ فقہ  
تمام شہد جواب انیا لوی۔

### تحقیق جواب بالا از حضرت مکتوبی:

ایصال ثواب صدقہ کا با اتفاق امت ثابت و درست ہے اور ایصال  
ثواب قرآن شریف اور ذکر وغیرہ عبادت بدنی میں امام شافعی اور امام مالک نے انکار کیا ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے  
نہ ایک بدنی کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

جلال الدین سیوطی شافعی لکھتے ہیں، انھوں نے شرح الصدور میں یہ بات ثابت کی ہے کہ ثواب بدنی عبادت کا بھی  
پہنچتا ہے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا قول نہیں امام امام ابوحنیفہ کے قول کو راجع کیا ہے۔ یہی معنی ہیں اس عبارت شرح الصدور  
کے آخر میں نقل کی ہے۔ (۳)

بہر حال حسب تحقیق جلال الدین سیوطی اس مسئلہ میں اجماع اصول ثواب عبادت بدنی پر ثابت ہوا اور یہی مطلب دینی  
قاری کی عبادت کا ہے کہ انصار مردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھتے تھے اور یہی دعا یعنی سورۃ یوسف یا یوسف یا یوسف یا یوسف  
ہے۔ اگرچہ یہ سب باتیں ہوں تو بہت سی کتب مطالعہ کر اؤں، مگر یہاں انداز و اصول ثواب کے انداز سے جواز و  
غیرہ کو سمجھ لینا مستند الٰہی عجیب و غریب ہے کہ یہ کام نہ بظاہر عجیب و غریب ہے۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ: "انکھ مرقات و صدقات و انان خوب است۔" (۲) روز اعراس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ بروز حضرت ہدیہ داد۔ (۳) جلال الدین سیوطی شافعی لکھتے ہیں، انھوں نے شرح الصدور میں یہ بات ثابت کی ہے کہ ثواب بدنی عبادت کا بھی پہنچتا ہے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا قول نہیں امام امام ابوحنیفہ کے قول کو راجع کیا ہے۔ یہی معنی ہیں اس عبارت شرح الصدور کے آخر میں نقل کی ہے۔



کے سبب اور خصوصیت کے سبب بدعت ہو، محجب (کو) اس امر کا حوالہ دیتا تھا، باقی مطلق ثواب و سوائی بلا تقيید و خصوصیت سبب  
 لکھی ہوئے کوئی نسخ کرتا ہے۔

مطلق مٹنے کے چاروں ہونے سے اس عقیدے کا جواب کہ ملازم و جواب پہنچا اور باقی الفاظ مطلق متروک محض ہو گئے  
 ہوں، کیوں کر ثابت ہوگا۔

دیکھو! نماز نفل ہر روز مستحسن ہے، ہر جب کے ماہ میں (بھی) بہتر ہے، مگر صلوة قارعا غیب (کا) رجب کی تاریخ ممکن ہے،  
 جو احترام کرتے ہیں تمام فقہاء نے منع اور بدعت لکھی ہے۔ مجدد ہر دم مستحسن ہے، مگر ماہ گنیمت میں لکھا ہے (۱) کہ بعد نماز کے  
 مجدد نفل نہ کرے، کہ عوام اس کو سنت اور مستحب جان کر کرتے لگیں گے، اور قاعدہ لکھ لکھا ہے کہ جو نفل مباح سنت اور رجب  
 کے بعد کو پہنچے، مگر وہ نہ جاتا ہے، بلکہ مستحب بھی اگر وہ نہ ہو جو کو پہنچے، مگر وہ نہ ہے۔ دیکھو! نماز میں جو صورت چاہے پڑھے اور  
 بعض سو تشیخ بعض نمازوں (اس) مستحب ہیں جیسے مسح اسم و ہل، تسبیح غدا، جو میں مگر وہ ام کہ ان سورتوں پر فقہاء منع  
 کرتے ہیں، کہ عوام لکھی سنت اور واجب نہ سمجھیں۔ ذرا کتب فقہ و حدیث کو غور کرو، بعد ان نظیر موجود ہیں۔ کچھ کہات کو عوام کو  
 دھوکہ دینا، بعد ازاں کوئی یا نہیں۔

شیخ عبدالحق صاحبیت مہالسنہ میں لکھتے ہیں کہ تیسری روز ایصال ثواب (میں) امن حیث الاعلاق ملت ہے، وہ دن حیث  
 انحصار بدعت ہے، عبارت نقل آگے ہوگی۔ دم باپ و ماں کی پابندی میں اپنی عاقبت خراب کرنی، عقل کی بات نہیں۔ شیخ  
 الاسلام کشف الغطاء میں لکھتے ہیں:

و آنچه بعد از سالے یا شش ماہے یا چہل روز دوری  
 و یا روز نذر و در میان برادران بختلش کنند، چیز سے  
 داخل اعتبار نیست (۲)  
 اور جو کہ کہ کسی کے مرنے کے ایک سال یا چھ مہینے  
 یا تین روز کے بعد اور سے موقوف میں نکالتے ہیں،  
 اپنی یاد میں تسمیہ کرتے ہیں، ان میں کوئی بات بھی  
 اہم و ضرر کے قابل نہیں ہے۔ (۳)

تمہارے ملک میں سب صدقہ خیرات نام کا ہے، سو سے لے کر ہر ایک تک سب رسم ہے اور عقیدہ رسم آؤنی ہے، وہ ثواب  
 سوائی میں کیا خصوصیت کسی وقت اور قید کی ہے، اور فقہی اور دینی کو مدخلی کاری کی طرف سے کتنا ہی ہے، کہ یہ مشہور  
 ہے، چنانچہ فقہ حنفی سے صدقہ روز لکھا، صیوان اللہ ابو زید دینی، وہ کہنا، اور علی قادری کیا

(۱) کتاب الفرائض، ج ۱، ص ۱۰۰، ملاحظہ فرمائیے، دیکھو! (۲) کتاب الفرائض، ج ۱، ص ۱۰۰، ملاحظہ فرمائیے، دیکھو! (۳) کتاب الفرائض، ج ۱، ص ۱۰۰، ملاحظہ فرمائیے، دیکھو!





ہیں، مسجدیں اور چند گاہیں بناتے ہیں اور ایک سال بعد عید کے معمول کی طرح وہاں جمع ہوتے ہیں اور اس کو عرس کہتے ہیں۔ (ت: نور)

سبحان اللہ! حضرت قاضی صاحب مرحوم اتو عرس کو منع اور حرام مثل عیدہ اور طواف کے نکلیں اور حضرت مجیب نے دیکھے بھائے قاضی صاحب کی طرف جواز عرس کی نسبت کریں۔ جانتے ہیں کہ یہ کتاب کسی کسی کو ملتی ہے، بہت کم یاب ہے، یوں دیکھے گا اور کون ہمارے جھوٹ سے مطلع ہوگا۔ سبحانک ہذا بہشتان عظیم (۱) اور جمع الجوامع کا وجود تو تمام ہندوستان میں نہیں، مجیب نے اس کو کہاں سے دیکھا کہ اس کی نقل کر کے نکھی، اہل علم کے سامنے ایسی بات لکھنے سے شرم چاہئے اور سیوطی نے اگر جمع الجوامع (۲) میں بھی اثبات وصول ثواب عبادت بدنی کا کیا ہو، تو مطلب مجیب کا جواز سوم وغیرہ ہے، نہیں معلوم کیوں کر برآء ہوگا کہ یہاں سوال تعیین ایام کا ہے، نہ مطلق ایصال ثواب ہے۔ بہر حال حرمت عرس مروجہ حال قاضی صاحب کی تفسیر سے تو معلوم ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایصال ثواب، جمعین یوم کے باب میں، اپنی کتاب ماثبت بالانہ میں لکھا ہے:

”لَبَّان قُلْتُ: هَلْ لِهَذَا الْعَرَفِ الذِّي شَاعَ فِي دِيَارِنَا، فِي حِفْظِ أَعْرَاسِ الْمَشَائِخِ فِي أَيَّامٍ وَفَاتِهِمْ أَصْل، لَبَّان كَانَ عِنْدَكَ عِلْمٌ بِذَلِكَ فَاذْكُرْهُ؟“

قُلْتُ: قَدْ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ شَيْخُنَا الْإِمَامَ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْمُتَّقِي الْمَكِّي، فَاجَابَ بَأَن ذَالِكَ مِنْ طَرَقِ الْمَشَائِخِ وَعَادَاتِهِمْ وَلَهُمْ فِي ذَالِكَ نِيَّاتٌ: قُلْتُ: كَيْفَ تَعَيَّنَ ذَالِكَ الْيَوْمَ، دُونَ سَائِرِ الْأَيَّامِ؟ فَقَالَ الضِّيَافَةُ مَسْنُونَةٌ عَلَى الْإِطْلَاقِ، فَاقْطَعُوا النَّظَرَ عَنْ تَعْيِينِ الْيَوْمِ، وَلَهُ نِظَائِرٌ كَمَصَافِحَةٍ بَعْضُ الْمَشَائِخِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَكَالَاكْتِحَالِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، فَإِنَّهُ سَنَةٌ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَبَدْعَةٌ مِنْ جِهَةِ الْخُصُوصِيَّةِ..... ثُمَّ أَطْرَقَ مَلِيًّا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ السَّلَفِ شَيْءٌ مِنْ ذَالِكِ، وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ مُسْتَحْسِنَاتِ الْمُتَأَخِّرِينَ، انْتَهَى (۳)

پس آئمہ ہو اس روایت کی جو ہمارے علاقوں میں، بزرگوں کی تاریخ وفات کے عرس کے سلسلے میں چل پڑا ہے، چٹھا اصل ہے؟ اگر آپ کے پاس اس سلسلے میں کچھ معلومات ہیں تو بیان کیجئے:

(۱) اردو زبان کی کتاب، ۱۹۱۹ء، ص ۱۶۷۔ (نور)

(۲) یہاں جمع الجوامع سے علامہ سیوطی کی جمع الجوامع مراد نہیں، علامہ سیوطی کی جمع الجوامع میں صرف عبادت جمع کی گئی ہیں، امام فخر کے سامنے اہل داران کے اہل کاس میں مطلق داران ہے، یہاں جمع الجوامع سے اصل انور دینی کا ترجمہ ہے، نہ کہ شہزادہ کا ترجمہ، علامہ جلال الدین خلجی صاحب تحریر جلالین انی شریعت سے توجہ، سب سے پہلے ۱۳۵۹ھ میں اس کے چھپنے کی اطلاع تھی، معتمد المطبوعات العربیہ والمغربیہ، فہرستیں، ج ۳، ۱۰۰۳ء، جلد اول، طبع اول ۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۸ء۔ (نور)

(۳) مابقت بالانہ فی ایام السنہ مع اردو ترجمہ، ج ۱، ص ۱۶۹، (طبع چٹائی، علی ۲۰۰۲ء، مطابق ۱۹۰۸ء)۔ (نور)

تو میں کہوں گا، میں نے اس سے متعلق اپنے شیخ امام عبد الوہاب رحمہ اللہ سے سوال کیا تھا، انہوں نے جواب میں فرمایا، یہ مشائخ کا ایک معمول اور ان کی عادات میں سے ہے، اور ان کی اس میں مختلف تہذیبیں ہوتی ہیں۔ میں نے کہا تمام دنوں کو چھوڑ کر، اس خاص دن کی تعیین کسی ہے؟ تو فرمایا، مطلق دعوت مسنون ہے، اس لئے دن کی تعیین کی بات پر توجہ نہ کرنی چاہئے، اس کی مثالیں بھی موجود ہیں، جیسے بعض مشائخ کا نماز کے بعد مصافحہ اور من محرم کو سر ملانا، کیوں کہ یہ چیزیں علی الاطلاق، ہر کسی تعیین کے سنت میں مگر یہی خصوصیت کے التزام کی وجہ سے بدعت ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد (شیخ عبد الوہاب نے) چھوڑ دینے کے ساتھ کہا، پھر بصرہ لکھا اور کہا، ان میں سے کوئی بات بھی سلف کے زمانے میں نہیں تھی، یہ سب متاخرین کی پسندیدہ ہیں۔ (ت نور)

ترجمہ اس کا لکھنا ضروری نہیں، عجیب خود مدعی طرہ میں سمجھ لیں گے، مگر اتنا جان لو کہ مطلق ایصال ثواب وضاعت مسنون ہوئی اور خصوصیت کسی دن کی بدعت ہوئی۔ باقی مشائخ نے کوئی نیت صالحہ اس میں اگر بھری (جو) تو وہ دوسری بات ہے، مگر باوصف نیت صالحہ شیخ عبد الحق نے اور ان کے پیروں نے اس کو بوجہ خصوصیت بدعت کہا، مگر مشائخ کو ہرگز تاکید تعیین یومیہ مثل اس زمانہ کے جہلاء کے نہ تھی، پھر بھی بدعت کہا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سلف میں ہرگز یہ رسم نہ تھی۔ اب ناواقف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے عرسوں کو اپنی بغوات میں لگتے ہیں، دیکھو کہ کس قدر جتنا کذب و بہتان و مانعہ لیا ہیں۔ معاذ اللہ!

باقی عرس کا متحسن متاخرین کے نزدیک ہونا مسودہ دوسری عرس تھا کہ جس میں ان کو تاکید تعیین روز کی، اب کے جہال جیسی نہ تھی اور اس تعیین کو سنت نہیں جانتے تھے، اگر نہ روزی جانتے اور یہ بدعت سینہ ہو جاتی۔ معاذ اللہ! کہ وہ ضروری نہیں جانتے تھے، پھر بھی شیخ نے اس کو بدعت ہی کہا، اب فہم والے کو اس مل و کار کا بے ادب اپنے اہل بیت سے تو یہ واجب ہے، کہ شیخ خود عجیب اور اتباع عجیب کے مسلم الثبوت مقتدا ہیں، وہ کیا فرماتے ہیں اور حضرت مولانا عبد العزیز نے یہ لکھا ہے کہ بدعت اور چھل روز تک مرد کو زیادہ احتیاج ثواب ہے (۱) ان دنوں میں زیادہ ایصال ثواب کرتے رہیں، بایں معنی کہ وہ ہنوز تو گرفتار ہے، مفارقت دنیا اور قرقر قبر [سے] اس کو اگر اس عرصہ میں ثواب سے یا رکھیں گے تو موجب انس و حشر [سے] ہوگا، کہ ہر روز اس عرصہ میں ان کے خبر گیر رہیں۔ نہ یہ بات کہ خاص کر صرف چالیسویں اور سوویں اور سووم و مئیں کر کے اس کا ادا کرنا سارا دنیا کریں (۲) چالیس روز تک ثواب پہنچانا اور چالیسویں روز ثواب پہنچا دینے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آیا اس وقت کے عالم، اپنی زبان بندی کے معنی بھی نہیں سمجھتے تھے [بھان اللہ! اگر یہی استدلال ہے] تو ہم فہم کا خاتمہ ہو چکا۔

(۱) تفسیر مزین فی مشاہدہ احوال، ص ۱۸۸ سورہ انفلاق پر مقرر (مطبع محرمی، علی گڑھ) (۲) تفسیر مزین فی مشاہدہ احوال، ص ۱۸۸ سورہ انفلاق پر مقرر (مطبع محرمی، علی گڑھ)

(۲) خلاصۃ الطالب، طابعہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند، ص ۱۸۸ سورہ انفلاق پر مقرر (مطبع محرمی، علی گڑھ) (۳) تفسیر مزین فی مشاہدہ احوال، ص ۱۸۸ سورہ انفلاق پر مقرر (مطبع محرمی، علی گڑھ)

مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی بعد رد کرنے رسومِ جہلم وغیرہ کے، یہ استدرک کرتے ہیں کہ ثوابِ رسائی خوب شے ہے، ہمارے جہلم وغیرہ کے منع کرنے سے رسومِ کا منع کرنا مراد ہے، نہ ایصالِ ثواب کا منع کرنا کہ وہ خوب چیز ہے۔ (۱) عجیب نے نول عبارت کو حذف کر کے کیا ای آئندہ مطلب اپنا ثابت کیا ہے، کہ ہر ایک کو تعجب ہوتا ہے اور یہی مطلب شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کا ہے (۲) اور یہ خلاصۃ الفقہ غیر معتبر، واپسی کتاب ہے (۳) معلوم نہیں کہ اس کا مؤلف کون ہے، کہ محض کذب واپسی حدیث نقل کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق سے یہ امر گزشتہ ثابت نہیں ہوا، اگر کوئی جاہل ناواقف کچھ نقل کرے، بالکل بہتان صریح ہے۔ شیخ عبدالحق کے کلام سے مطلقاً سلف میں نہ ہونا عرس وغیرہ کا اوپر منقول ہو چکا ہے۔ اور یہ تمام صحاح ستہ و مشکوٰۃ شریف و کتب فقہ معتبرہ موجودہ میں، کہاں سے اثبات عرس وغیرہ کا کیا، بلکہ خلاف اس کے نکلتا ہے، اس ایک شخص کا ایسا جھوٹ لکھنا کب سند ہے۔ یہ بات جب ہے کہ فی الواقع خلاصۃ الفقہ عجیب میں یہ روایت موجود ہو، ورنہ احتمال غالب ہے کہ یہ حضرت عجیب کی ہی چالاک ہو، چنانچہ تفسیر مظہری کی طرف ایک روایت کی نسبت فرماتے ہیں، حالانکہ اس میں اُس کے بالکل خلاف لکھا ہے، اسی طرح خلاصۃ الفقہ کی طرف بھی یہ روایت منسوب کر دی ہو تو کیا بعید ہے۔

الحاصل! ان سب روایات سے ثابت ہو گیا کہ ایصالِ ثواب مطلق بلا قید و رسمیت بہتر ہے اور قیود و رسوم تو ان روایات سے ہرگز ثابت نہیں ہوتیں، عجیب ان کا اثبات بروایات صحیحہ فرمادیں اور ہماری روایات کا جو درباب بدعت و مکروہ ہوئے قیود اور تعین اوقات رسوم ہیں، جواب لکھیں، ورنہ نفس ایصالِ ثواب میں کاغذ سیاہ کرنا ضروری نہیں، اس کا کسی کو انکار نہیں۔ سائل تعین ایام سوم و دہم و ہستم و جہلم وغیرہ کو پوچھتا ہے، بروایات صحیحہ ثابت کرو، روایات وامیہ کو کوئی نہیں سنے گا، یا اپنے اجتہاد سے کچھ ثابت کرو، لہذا بحث مطلق و مقید اصول کو ہم نے بھی اس جواب میں شرح نہیں لکھا، دوسرے وقت پر رکھا ہے۔ فقط، واللہ اعلم! رشید احمد گنگوہی غفرلہ عنہ

الف: (مجموعہ کماں ص ۶۳ تا ۷۱) ب: چند نادی ص ۳۲ تا ۳۹

(۸۶) سوم، جہلم وغیرہ رسومات اور خاص مقررہ وقت پر ایصالِ ثواب کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے

ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، مسائل مفصلہ ذیل میں:

اول: تیجہ و دھواں و میسواں و چالیسواں و سہ ماہی و شش ماہی و برسی وغیرہم، کہ جو بعد مرگ کرتے ہیں، اور قرآن شریف

(۱) مراد مستحقین کی بات، ای تو سب کے حاشیہ میں گذر گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: الف: مراد مستحق (مطبوعہ مطبعہ نیایشی میرپور: ۱۳۸۵ھ) ص ۷۳۔

ب: مراد مستحق (مطبوعہ پشاور: ۱۳۳۳ھ) ص ۶۳ [نور]

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ کی طرف یہ نسبت بالکل غلط ہے، حضرت شاہ صاحب کی معلوم تصانیف میں یہ بات کہیں نہیں ملی۔ [نور]

(۳) خلاصۃ الفقہ شارح: ص ۶۱ ہے۔

پر حواتے ہیں اور کھانا فقیروں کو کھلاتے ہیں، آیا کرنا ان کا جائز ہے، یا غیر جائز؟ قائل چائے (استدلال دہل پیش کرتے ہیں کہ اگر اس کو باعثِ رسم کفار کے منع کیا جاوے، تو پانچویں، گیارہویں، بائیسویں، یا پینیسویں دن کریوین، تو رسم کفار نہیں پائی جاتی، تو کیا حرج واقع ہوتا ہے اور اگر بوجہ منع کرتے ہو، کہ تعین منع سے تو احادیث سے اکثر تعین نکلتی ہے۔ جیسے حضرت سہلیؓ اللہ علیہ وسلم نے واسطے وعظ کے یوم جمعہ تعین فرمایا ہے، تو ہم بھی اس کی تعین کرتے ہیں، مثلاً بالحدیث۔ اس لئے کہ یہ بھی کفار خیر میں سے ہے، اور اگر بسبب اس کے منع ہے، کہ لوگ ان کو بہ نیتِ رسوم کرتے ہیں، نہ بہ نیتِ ثواب، تو ہم اس کو بہ نیتِ ثواب کرتے ہیں، تو پھر کیا حرج لازم آتا ہے اور کھانا اس کا کھانے کا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** یہ ایام مقررہ ہنود کے ہیں، ان میں صدقہ خیرات کرنا بہ سبب کفار کے منع ہے۔ مع هذا اگر نیتِ خالص ایصال کی ہے تو ثواب طعام کا پانچے کا اور جو تاریخیں بدل دیوے تو کچھ حرج نہیں، کہ تلبہ رفع ہو گیا، مگر پھر ان تواریخ کا ایسا التزام نہ کرے، کہ پس و پیش نہ ہو، تاکہ وہ بھی بسبب تعقید مطلق کے مکروہ نہ ہو جائے اور تعینات شرعیہ تو من الشرائع ہیں، اس واسطے کہی مامور ہوئے، مگر ان پر قیاس کر کے اپنی طرف سے تعین کرنا، کہ اطلاق شائع کے مزاحم ہو، موجب عدم جواز کا ہوتا ہے۔ پس قیاس تعین یوم وعظ پر کرنا، خلاف قواعد شرع کے ہے، بلکہ یہ قیاس مزاحم اطلاق شرع کے ہو کر، موجب کراہت کا ہوتا ہے، قیاس خلاف نفس کے کرنا اور ایسا قیاس کہ تغیر حکم شرع کا کرے، حرام ہے۔ پس مسائل صاحب اول قواعد اصول فقہ سوچ کر سمجھیں، پھر اپنی اس توجہ کی حقیقت سے متنبہ ہوویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۹۹-۱۰۱)

**(۸۷) تیجہ چالیسواں سب حرام ہیں:** سوال: اور ایک رسم تیسرے روز تیجہ کی ہے اور چالیسویں

روز چہلم کرتے ہیں، یہ سب درست ہیں، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

**جواب:** تیجا اور دم اور چہلم وغیرہ رسوم کا حال یہ ہے کہ سب حرام ہیں، کہ اس میں برادری کے طعن کا خیال ہوتا ہے اور مشابہت ہنود کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ مسائل بہت دفعہ کتب و رسائل میں طبع ہو چکے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ

(فیوض رشیدیہ ص ۶)

**(۸۸) سوم تیجہ کرنا سب حرام ہے:** سوال: رسم سومیت بہ تعین تاریخ ہے شک ممنوع و بدعت

ہے۔ مگر اس کے ترک سے مردہ ثواب سے محروم رہتا ہے اور محبتِ دلی مقتضی ہے کہ کسی طرف اس کو ثواب پہنچے، پس اس صورت میں اگر تاریخ وغیرہ مقرر نہ ہو، اول روز یا دوسرے روز یا چوتھے یا پانچویں روز، صاحب کو بلا کر قرآن شریف، ہر شریف خود پر یا تیجہ پر پڑھوایا جائے تو کیا قباحت ہے؟

اور جس قدر کلامِ جماعت کثیرہ سے تھوڑی دیر میں ہو سکتا ہے، ایک دو آدمی یا ایک گھر کے آدمیوں سے، بہت دیر میں بھی ممکن نہیں، اور ظاہر ہے کہ غائبانہ کون پڑھتا ہے، محض بنظرِ ثوابِ رسانیِ اجتماع بروز غیر مقررہ ہو تو کیا حرج ہے؟

**جواب:** صاحب سفر السعاده فرماتے ہیں کہ:

عادت نبود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں۔ و این مجموع بدعت ست و مکروہ۔

سلف صالحین کی عادت شریف نہیں تھی کہ مردہ کیلئے جمع ہوں، قرآن شریف پڑھیں اور ختمات کا اہتمام فرمائیں، نہ قبر پر نہ اسکے علاوہ، یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔

و عادت نبود کہ برائے کساں طعام کنند۔ (۱)

اور یہ بھی عادت نہیں تھی کہ کسی کے مرنے کے بعد لوگوں کو کھانا کھلائیں۔

پس امر بدعت کے واسطے یہ اہتمام کہ ترک اس کا گناہ ہے، مگر محبتِ مقتضی ترک کو نہیں، خالی از بدعت و داعیہ نفس نہیں ہوتا، باقی سب یہاں ہے۔

تیسرے روز میں تحبہ بالیہود تھا، اب اہتمام امر مباح کا ہو کر دوسرا امر بدعت ہو جاوے گا۔ جو دوست اخلاص والے ہیں وہ غائبانہ بھی پڑھیں گے، جو غیر مخلص شرما شری آویں گے، ان کا پڑھنا بھی مفید نہ ہوگا، ایک دو قرآن اور کلمہ خود گھروالے بھی پڑھ سکتے ہیں، بہر حال یہ حیلہ ہے کہ رسم مرتفع نہ ہو، نہ اخلاص اسلام۔ واللہ اعلم (چند یاوی ص ۲۱)

**(۸۹) قبر کے پاس بیٹھ کر اجرت لے کر قرآن شریف پڑھنے کا حکم؟ مسئلہ:** قرآن شریف

کا ثواب اگر خالص نیت سے پڑھ کر بہ کیا جاوے، تو پہنچتا ہے، مگر یہ رسم جو قبر پر حافظ بیٹھ کر پڑھتا ہے مختار ہے، کہ قرونِ ثلاثہ سے اس کا ثبوت نہیں، اور یہ حافظ اجرت پر پڑھتا ہے، بہسبب نیت ہرگز نہیں ہوتی، تو ایسے قرآن کا ثواب خود حافظ کو بھی نہیں ملتا، کہ اسکی نیت روپیہ اور متاع کی ہے، تو جب خود حافظ کو اس قرآن کا ثواب حاصل نہ ہوا، تو وہ دوسرے کو کیا دے گا؟ سو یہ پڑھوانا محض فضول ہے نفع آخرت اس میں کچھ نہیں۔ رسم دنیوی پوری کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراحمی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ الاجوبۃ صحیحہ۔ محمد یعقوب نانوتوی

(مجموعہ کلاں ص ۳۴)

**(۹۰) ایصالِ ثواب کیلئے اجرت جائز نہیں: سوال:** ہر چہ در خطاوی نوشتہ اند، از ملتقط

عبارت این است: [ترجمہ] جو کچھ کہ خطاوی میں لکھا ہے ملتقط سے اس کی عبارت یہ ہے۔

(۱) شرح سفر السعاده ص ۲۴۳۔ باب احوال میت (مطبع نول شہر ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء)۔ (تور)



والمختار جواز الاستنجاہ علی فراغ القرآن علی القصور مدۃ معلومۃ یا لای فی بعضی اوقات بہت زیادہ ہو جاتا ہو۔

نور جمہ: اور مختار مسند قرآن پر ایک مضمین مدت تختہ قرآن مجید کے پڑھنے پر اجازت دینے کے جواز کا ہے۔  
جواب: صحیح مطلق یہ تھا کہ مذہب احمدیہ میں اس کے اعتبار سے ایسا کرنا ثواب کا باعث نہ ہوگا اور قرآن شریف اور طہرائی، وظائف فاضلہ لایعسا یا است۔ آج کل فریضہ قرآن مجید کو جواز دینا اور ضرورت ضرورت ضرورت ہے، کہ وہ اصل ثواب پر کراں اور پختہ کی ضرورت میں قیاس آں پر یہ خارج از قواعد ہے۔ اور تحقیق آں صاحبہ وہ المختار سنی طریقہ فرمودہ فقہائے اہل حق میں شہور:

نور جمہ: صحیح مطلق یہ تھا کہ مذہب احمدیہ میں اس کے اعتبار سے ایسا کرنا ثواب کے لئے اجازت (موسمہ) دینا جائز نہیں ہے۔ چاہے تو یہ پڑھنے کی اجازت ہو، یا اس کے علاوہ کسی اور جگہ اس کے خلاف ہو، جو کہ ہے۔ اور ناقابل اعتبار ہے۔ اور وہ جرح فرماتے ہیں قرآن مجید کی تفسیر پر نکالنے کے جائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، وہ ایک دینی مصیبت اور ضرورت کی وجہ سے ہے یہ بہت اصل ثواب میں، بلکہ بھی نہیں پائی جاتی، پس (اس کا) اس پر قیاس ہلکے اصول قواعد سے خارج ہے۔ اس کی تحقیق میں، اللہ (شامی) کے مصنف نے خوب کوشش کی ہے اس میں سے کچھ نقل کیا جاتا ہے۔

والد نقلت کلماتہم جميعاً فی الشروح و الفتاوی علی التعلیل بالضرورة، وہی عشیۃ ضیاع القمر ان کما فی الہدایۃ. وقد نقلت لک ما فی مشاہیر متون المذہب الموضوع علیہ، فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح و الفتاوی.

وقد نقلت کلماتہم جميعاً علی التصریح، بأصل المذہب من عدۃ الجواز، ثم استحوٰ بعده ما علمتہ، لہذا دلیل قاطع و برہان ساطع علی ان المصنف بہ لیس ہو جواز الاستنجاہ علی کل طاعۃ، بل علی ما ذکر وہ فقط، مما لہ ضرورۃ ظاہرۃ، نیج الخروج عن أصل المذہب من طرق الجمع الخ (۲)

نور جمہ: اور بلاشبہ ان سب فقہاء کے الفاظ شراعات اور فتویٰ میں ضرورت پاتی ہیں، قرآن مجید کے

(۱) فتاویٰ میں ص ۳۳، باب احکام التہذیب (تفسیر قرآن مجید، سورہ صافات، ص ۳۳۵) (۲) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)



(۹۴) بزرگوں کی قبروں کا طواف حرام ہے: مسئلہ: طواف قبور اولیاء اللہ حرام ہے، سوائے

بیت اللہ شریف کے (طواف کے) کسی چیز کا طواف حلال نہیں۔ ملا علی قاری شرح مناسک میں فرماتے ہیں:

(ولا یطوف) ای ولا یدور حول البقعة الشریفة، لأن الطواف من مختصات الکعبة المنیفة، فیحرم حول قبور الأنبیاء والأولیاء ولا عبرة بما یفعله العامة الجهلة ولو کانوا فی صورة المشائخ والعلماء. انتھی (۱)

ترجمہ: طواف نہ کرے گرد کسی مکان متبرک کے، کہ طواف خصوصیات کعبہ شریف سے ہے۔ پس حرام ہے طواف گرد قبور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے، اور کچھ اعتبار نہیں جو جاہل لوگ قبور کا طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ صورت مشائخ اور علماء کی ہو۔ [ترجمہ قدیم]

اور معراج میں مرقوم ہے:

لو طاف حول مسجد سوی الکعبة یحشی علیہ الکفر انتھی۔ ترجمہ: اگر کوئی طواف کرے گرد مسجد کے، سوائے کعبہ شریف کے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

[ترجمہ قدیم]

ہر گاہ کہ مسجد کے طواف سے خوف کفر کا ہوا، تو طواف قبور سے بطریق اولیٰ کاف ہو جائے گا۔ پس اگرچہ کوئی بصورت عالم درویش ہو کر طواف کرے، وہ نہایت بد اور گمراہ ہے۔ اس کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں، اور اس کی صحبت سے اجتناب پڑ ضرور (۲) ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۳۶-۳۷)

(۹۵) تصویر روضہ مطہرہ وغیرہ کو بوسہ دینا؟ سوال: بر تصویر روضہ منورہ حضرت سرور عالم صلی

اللہ علیہ وسلم (نقشہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً) و نقشہ مکہ مکرمہ، کہ در دلائل الخیرات واقع است، بوسہ دادن و چشم مالیدن از روی شرع جائز است، یا نہ؟

ترجمہ: سوال: روضہ اقدس حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ مکرمہ کے عکس کو (جو دلائل الخیرات میں چھپا ہوا ہے) چومنا اور آنکھوں سے ملنا شریعت کی رو سے جائز ہے، یا نہیں۔ [ت۔ نور]

(۱) شرح مناسک ص ۲۷۶۔ باب زیارة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم طبع اول (مطبع المہاجرہ مکہ المکرمہ: ۱۳۲۸ھ)

(۲) یک ضرور نہایت ضروری۔ ضرور بالضرور۔ اردو لغت، تاریخی اصول پر ص ۲۳۔ ج ۱۳۰/۱ (کراچی: ۱۹۹۱ء) (نور)

جواب: ابو سعید اسی واقعہ میں اپنے برائی نقشہ جو بہت خستہ و آلودہ تھا اسے شوق مرزا کا دست و پا کر کے اپنے ہاتھ پر لٹکا کر دیا۔ شوق مرزا نے اسے اپنے ہاتھ سے لٹکا کر دیا۔  
 اور بعد جواب: ان شخصوں کو ابو سعید نے فوراً انھوں سے ملتا جلتا نہیں دیکھا اگر کائنات شوق میں بے ساختہ ہو جائے تو اسے پڑھتے نہ پڑھتے کہیں نہ سب سے ہوگا۔ (ت نو)

(۱) ابو سعید کی ہرجائی صورت اور بد خلقی پر شیخ ابو سعید نے ۲۶۳-۲۶۵ھ میں جو خط لکھا ہے

(۹۶) قبر کا بوسہ دینا حرام ہے: سوال: بوسہ لینا قبر کا جائز ہے یا حرام؟  
 جواب: بوسہ لینا قبر کا حرام ہے۔

فہم المذبح: "ابو سعید ان قبر کو بوسہ دے گا کہ ان کے رانگے نہیں ان حرام و ممنوع است۔ اور ابو سعید ان قبر والہین روایت نقلی نقلی کہ صحیح آں است کہ مانجھ (۱) اولیٰ والا مانجھ و گناہ صغیرہ است و اصرار بر آن کبیرہ است۔  
 حکم الہی الشرح عین العلم۔

ترجمہ: قبر کو بوسہ دینا اور اس کو بوسہ کرنا اور اس پر غصہ اور کھانا اور قطعاً منع ہے، والدین کی قبر کو بوسہ دینے کی روایت بھی نقل کرتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ (یہ) مانجھ نہیں ہے۔ اور یہ غزوے کا نام ہے کہ کبیرہ گناہ صغیرہ ہے۔ اور اس پر اصرار گناہ کبیرہ ہے۔ شرح میں اعلیٰ میں یہی لکھا ہے۔

(نویسندہ موصوفی شاہ مہاراجہ جیانی حیات مرید مولانا محمد علی صاحب دہلوی صاحب دہلی) (مطبع مطبع احمدیہ دہلی)

(۹۷) قبروں پر گنبد اور پختہ عمارتیں بنانا منع بلکہ حرام ہے: سوال: قبر پر پختہ عمارت اور گنبد بنانا، کس حدیث سے ثابت ہے؟ فقط

جواب از ابوالولی: (۱) قبر پر پختہ عمارت اگرچہ مکروہ ہے مگر خواص اولیاء اللہ کی قبر پر درست و جائز ہے، چنانچہ شاہ عبدالقادر نے صراط المستقیم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں بعض مکروہ حکم مستحب کار کھتے ہیں۔ چنانچہ حجاز والیہا مانع کا پختہ عمارت بنانا اور اسے شریعت اسلام کے طور عبدالوہاب غمدی نے اسے واجب اور مکروہ کہ حضرت کے ہاں مہدی کہ شہید کہتے ہیں کہ صحابہ کہہ دے حضرت کے ہاں کہہ دے، یہی کیا حالت کہ شہید کہیں اور حضرت کے واسطے پختہ عمارت درست ہے اگر منع ہوئی تو حضرت کے طریقہ نہایت اولیاء و نجدی عالم ہمارے ہاں یہی کہ یہ اخصیث تھا۔ جو حدیث میں آئے ہے کہ پختہ عمارت

(۱) تاریخ اسلام، تاریخ محمدی، ص ۲۵۷ (۲) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۳) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۴) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۵) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۶) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۷) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۸) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۹) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷ (۱۰) تاریخ اسلام، ص ۲۵۷









## مذکورہ بالا تحریر کا رد اور تصحیح از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۱)

[امام] بخاری نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ منافق کی تین نشانی ہیں، ایک ان میں سے یہ ہے کہ جب مخاصمہ کرے، یہودہ اور گالی بکے (۲) سوچیب نے اپنے جوابات میں جو الفاظ یہودہ تحریر کئے ہیں، حسب حدیث صحیح، خود اپنی زبان سے بنے جو کچھ بنے۔ اہل علم کو لازم ہے کہ مناظروں میں زبان کو تھا میں اور لغو نہ بکلیں۔

ازیں بعد ہوش سنتا چاہئے، کہ ہزار ہا حدیث بدوینوں نے اپنی طرف سے بنائی ہیں اور صد ہا حدیث موضوع علیہا نے معمول اپنی کی ہیں اور غلطی سے اس گناہ میں پڑے ہیں، چنانچہ اس امر کو اہل علم خوب جانتے ہیں، حاجت میری تحریر کی نہیں، خطبہ صحیح مسلم اس امر کے واسطے کافی ہے۔ اسی ہزار حدیث وضعی امام ابو یوسف کو یاد تھیں، تو بس، ہر عبارت پر کہ لوگوں نے اطلاق لفظ حدیث کر دیا ہو، وہ حدیث نہیں ہوا کرتی، جب تک سند صحیح سے اس کا ثبوت نہ ہو، اور ائمہ حدیث اس کی تصحیح و تصدیق نہ کریں، اس کو حدیث جاننا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہوتا اور کسی اہل علم کو اس کا بیان کرنا روا نہیں، ہاں البتہ جہلاء و خواہاں علماء میں ہو کر، اپنے آپ کو ہوائے نفس کے مقلد کرتے ہیں اور کسی عالم کی بات کو روکنت سے تسلیم نہیں کرتے، ان کا شیوہ ہے کہ وضعی حدیثیں پیش کر کے، اپنی بدعت کو رواج دیا کرتے ہیں، تو اہل علم کو ایسے امر سے اجتناب فرض ہے۔ غرض جو حدیث کتب معتبرہ میں بسند صحیح ہو وہ قابل اعتبار ہے، ورنہ واجب الرد ہے۔ جس کو حدیث اور اصول حدیث اور فقہ اور اصول فقہ پر، کچھ نظر اور عبور ہوگا، وہ تو میری اس تقریر کو حق جانے گا، اور جس کو علم سے بہرہ نہیں، البتہ وہ جہل کی باتیں بنا دے گا، مگر اہل علم کی مجلس میں خوار ہوگا۔

بعد اس کے سنو! کہ انکو غصے چومنے کے باب میں کوئی حدیث مرفوعہ صحیح نہیں ہوئی، اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں لکھتا، رد مختار شرح در مختار میں جوشامی کے نام سے مشہور ہے، نقل کیا ہے کہ لوگوں نے اس باب میں روایات کثیرہ نقل کی ہیں، مگر کوئی حدیث مرفوعہ صحیح نہیں ہوئی:

[خبر]

(۱) اصل نادی میں "ادب واجب اہل تحقیق" منقول ہے۔

(۲) عن امی صبرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اربعہ المساق ثلاث اذا حدث کذب، و اذا وعد اخلف، و اذا ناس حان و فی روثہ عذہ عمرو فی هذا الباب و اذا حاصم فخرنا، یکتے مشکوٰۃ باب الکذب و علامۃ المساق الفصل الاول ص ۱۰۰ اصح المطابع رشیدیہ معنی مشکوٰۃ

باب مذکور ج ۱ ص ۵۰ رقم الحدیث ۵۵: مکتبۃ النبیہ و دار ابن حرم بیروت طبعہ اولی ۱۳۴۳ھ۔ ۲۰۰۳ء، صحیح البخاری ص ۱۰۰

کتاب الایمان باب علامۃ المساق [مرآۃ انباء ۱۰۶۵ھ] سیر مخازی شریف ج ۱ ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۳۳ و ۳۴: مکتبۃ النبیہ

۱۹۸۳ء [قر]



سے لگاتے ہیں۔ اگر یہ چومنا نص قرآن اور حدیث صحیح سے ثابت ہے، تو چاہئے کہ حکم عام دیا جاوے، اور جو اصل میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے، تو امر بلا ثبوت مانا جاوے۔ بینوا تو جروا!

**جواب:** حامداً و مصلیاً! اس امر کی کوئی نص قرآن شریف یا حدیث صحیح سے نہیں، اور جو روایات لوگ اس کے باب میں نقل کرتے ہیں، وہ موضوع یا واهی ہیں، قابل اعتماد کے نہیں۔ لہذا اس پر عمل کرنا نہیں چاہئے، بلکہ عوام کو منع کر دینا مناسب ہے، فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۵)

## متفرق بدعات

(۱۰۰) چند مسائل کی تحقیق، جن کو ایک شخص نے اہل سنت کا عقیدہ بتایا ہے: سوال: کیا فرماتے

ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ: ایک شخص چند عقائد مفصلہ ذیل، منجملہ عقائد اہل سنت والجماعت بیان کرتا ہے، اور خفی المذہب ہونے کا اقرار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ جب تک سنیہ ان عقائد پر مستقیم اور راسخ الاعتقاد نہ ہو، فرقہ سنیہ کے خطاب کا مستحق نہیں، اور عقائد یہ ہیں:

**اول:** مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کہ اس میں آپ کے مناقب اور درود شریف و ذکر ولادت و معجزات و معراج شریف و حلیہ شریف، وفات شریف، نیز مسائل نماز، روزہ وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں، بدعت مردود ہے اور اس کا قائل بدعتی و کافر ہے، اور مجوزین مولود شریف یعنی جو مولود شریف کو جائز کہتے ہیں، مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و دیگر وغیرہ سب بدعتی ہیں؟

**دوم:** برسر بازار ایک تخت بچھا کر، اور اس کو فرش مکلف سے آراستہ کر کے اور وعظ سے پہلے کچھ اردو اشعار پڑھ کر، پھر وعظ اس تخت پر کھڑے ہو کر شروع کرتا ہے، بیعت مجموعہ سے بالتخصیص موضع، یعنی بازار و تعیین یوم وعظ کہنا فرض عین ہے، اس کا تارک کافر اور نیز مسجد میں وعظ کہنا منع ہے۔

**سوم:** ارواح پیغمبران و مرسلان و اولیاء اللہ کا سیر کرنا ممکن ہے، اور ان سے فیض و استمداد لینا، عند الشرع ممنوع و امر ناجائز ہے، اس کی اصل شرع میں نہیں پائی جاتی۔

**چہارم:** مراقبہ و مکاشفہ و بیعت کرنا بدعت ہے، اس کا مرتکب بدعتی ہے۔

**پنجم:** اجتماع امت کا فقط صحابہ تک رہا، بعد ازاں نہیں۔



**ششم:** مولانا جامی ونظامی ومولانا روم وغیرہ کا کلام ایسا ہے کہ کفر کو پہنچتا ہے، گویا وہ اس کے نزدیک کافر ہیں۔

**ہفتم:** اہل عرب کل مردود بدعتی ہیں، ان کے اقوال اور فتاویٰ ہمارے لئے حجت اور سند نہیں ہو سکتے۔ جس شخص کے ایسے عقائد ہیں وہ اہل سنت والجماعت ہے کہ نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ اگر اس کو واعظ ہونے کا دعویٰ ہے، اس کا وعظ سننا اور اس سے محبت و موافقت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ یسوا توجروا۔ ان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۳-۲۴)

**جواب:** مولود کی مجلس زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں اور ائمہ مجتہدین کے دور میں، کبھی نہیں ہوئی، اس کا ایجاد تین چار سو سال سے ہوا ہے۔ اگرچہ نفس ذکر ولادت و بیان احوال جناب سرور عالم کا درست ہے، مگر یہ مجالس مروجہ ہمارے زمانہ کی بدعت و گناہ ہیں، جو بوجہ کثرت کے، کہ جس کے بیان میں طول ہے، مگر ایک وجہ نکھی جاتی ہے کہ، مولود اگرچہ جملہ منافی و مخالف شرع سے خالی ہو، مگر چون کہ عوام اس کو سنت مؤکدہ و موجب کمال ثواب و متم بالشان جان رہے ہیں، تو ایسی شے کا کرنا مکروہ ہووے گا۔ عالمگیریہ میں لکھا ہے:

ما یفعل عقیب الصلوات مکروہ، لأن الجہال یعتقدونہا سنة او واجبة. وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ، انتہی (۱)

جو کچھ کہ لوٹ نماز کے بعد (مثلاً سجدہ) کرتے ہیں وہ مکروہ ہے، کیونکہ جاہل اس کو سنت اور واجب سمجھ لیتے ہیں، اور ہر وہ مباح چیز جس کو ضروری سمجھا جائے وہ مکروہ ہے۔

پس صاف معلوم ہو گیا کہ جس امر مباح کو عوام سنت جانے لگیں، وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ لہذا مولود کی مجلس، اگرچہ اس میں کوئی خرابی نہ ہو، تا جائز ہے، چہ جائیکہ اس میں دیگر محرمات بھی موجود ہوں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے کہیں ایسی مجلس مولود کو جائز نہیں لکھا، نہ کسی دیگر معتبر نے۔ فقط۔

۲۔ اور وعظ سر بازار بھی درست ہے، اور مسجد میں بھی، جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں وعظ فرمایا ہے، حدیث اس سے پتہ چلتی ہے۔ غرض وعظ سب جگہ درست ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے، خواہ کہیں ہو۔ اور ارواں انبیاء اور اولیاء کا ہر جگہ سیر کرتے پھرتا، کہ ان سے استعانت و استدعا لو گریں، بے شک خلاف شرع کے ہے، بلکہ فوقہ قبر کے پاس بھی جائز نہیں۔ مجمع البیان میں لکھا ہے۔

(۱) عالمگیری ص ۱۹۰، باب ۱۰ و ما یصل بذلک مسائل سجدۃ الشکر عند زوالی (۱۴۵۹) ب۔ ۱۔ میری ص ۱۳۶، باب ۱۰۔ الباب الثالث عشر ما یصل بذلک مسائل سجدۃ الشکر علیہ واجبہ کوئی ص ۱۴۰ (۱۴۰۳) (نور)

جس شخص نے انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کی قبروں کی زیارت کا اس وجہ سے ارادہ (یا سفر) کیا کہ ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھے گا اور وہاں دعائیں کرے گا، اور اپنی ضرورتوں کو طلب کرے گا، تو یہ علمائے اسلام میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ نماز پڑھنا اور ضرورتوں کا مانگنا اور مدد چاہنا، یہ صرف حق تعالیٰ وحدہ لا شریک کا حق ہے۔

من قصد زیارة قبور الانبیاء والصلحاء، أن یصلی عند قبورهم ویدعو عندها ویسئلهم الحوائج، وهذا لا یجوز عند أحد من علماء المسلمین. فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق لله (تعالیٰ) وحده. انتہی (۱)

ہاں، البتہ اگر استمداد کے یہ معنی ہوں، کہ ان کی حرمت سے دعاء حق تعالیٰ سے کرے، درست ہے اور مراقبہ ذکر اور فکر ہے، اور دل کو برے خطرات سے بچانا، قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

فَاغْتَبِرُوا يٰۤأُولِی الْاَبْصَارِ (الحشر - ۲) سوعبرت پکڑو اے آنکھ والوں (ترجمہ شیخ الہند)

پس اس کو کون نا جائز کہہ سکتا ہے؟ ہاں ایسے مراقبات کہ خلاف شرع لوگوں نے ایجاد کئے ہیں، وہ البتہ منع ہیں، اور ایسا ہی بیعت سنت ہے، کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، بیعت ترکِ معاصی و اتباع سنت پر کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (الحشر - ۲) اللہ سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور بیعت میں توبہ کرنا گناہوں سے اور استقامت طریقہ سنت پر، اور طریقہ استقامت شریعت کا سیکھنا ہوتا ہے، اور رسول اسی واسطے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کے سنت ہونے میں کیا کلام ہے؟ ہاں اگر شیخ خلاف شرع ہو، یا شرائط پیری کی اس میں نہ ہوں، یا ایسے بیعت ہو کہ عوام جہال کرتے ہیں، کہ فقط بیعت ہونے کو موجب نجات جانتے ہیں، خواہ کچھ کر دو، تو ایسی بیعت لاریب منع اور بدعت ہے۔

اور اجماع امت ہر روز مقبول ہے، مگر امت سے مراد امت مقبولہ ہے، کہ علماء و اتقیاء ہوں اور حجت شرعیہ کے موافق اجماع ہو، اور خلاف نص کے اور اجماع سابق کے خلاف نہ ہو۔ جب شرائط اجماع موجود ہو جاویں گے، معتبر ہو دے گا۔ اجماع ناقص رائے پر خلاف نص کے اور مخالف ائمہ ہدی کے کچھ ٹھہراویں، مردود ہے اور غیر معتبر۔

اور مولانا جامی وغیرہ اولیاء سب مقبول ہیں، ان کے بعض کلام ایسے ہیں، کہ ظاہر میں موہم خلاف شرع کے ہوتے ہیں، مگر تامل سے اہل علم جانتے ہیں کہ خلاف شرع کے نہیں، سو جس کو فہم ایسا نہ ہو وہ حسن ظن رکھے، بدگمان نہ ہو، وہ مقبول ہیں،

(۱) مجمع بحار الانوار، علامہ محمد طاہر ہنسی، حادہ "زور" ص: ۴۴۴، ج: ۲ (میدرآباد: ۱۳۹۰ھ) (۲)



ہے تو اجتناب بہر حال بدعت رہا اور جماعت کرنا اس کا مکروہ تحریمی، سب کتب فقہ میں لکھا ہے۔ فقط

(فرخ آباد ص ۱۷-۱۸)

(۱۰۲) بدعات کا مرتکب گنہگار ہے: سوال: مسائل مختلفہ، مثل فاتحہ مروجہ و مولود شریف مروجہ وغیرہ کا عمل کرنے والا، شخص، بجا عث اختلاف گنہگار اور بدعتی ہوگا، یا نہیں؟

(بدست خاص ص ۳۹)

جواب: گنہگار ہوگا کہ مرتکب بدعات ہے۔ فقط

(۱۰۳) مرتکب کبیرہ اور بدعات میں ملوث شخص کی بدعتی غلطی کا ذکر غیبت ہے، یا نہیں؟ مسئلہ: جو

شخص گناہ کبیرہ اور بدعات کرتا ہو، اس کی غیبت اور برائی بغرض اطلاع عوام، کہ اس کی صحبت سے احتراز کریں، درست ہے، بلکہ ضروری اور موجب اجر ہے۔ بدعتی کی غیبت غیبت نہیں ہوتی۔ فقط رشید احمد گنگوہی

الف۔ (مجموعہ کلاس ص ۸۵) ب۔ (چند یا تو ص ۷۶)

(۱۰۴) بابا فرید گنج شکر کے متعلق، چند مبالغہ آمیز اشعار کا حکم؟

سوال: چدی فرمائید علمائے دین و مفتیان شرع متین: در بارہ شخصے محمد حسین نامی، از اولاد حضرت بابا فرید الدین چشتی پاک بچی رحمتہ اللہ علیہ کہ خلاف عقائد اہل اسلام قائل تنازع شدہ است، و اثر ام و روغ گوئی خویش، بنام گرامی بابا فرید الدین گنج شکر صاحب منسوب ساختہ۔

بقیہ حاشیہ گنہ گشتہ صفحہ کا۔۔۔

تقریباً کتب کوادریج متعدد جیسے علماء و محدثین نے بدعت کہا ہے۔ علامہ ابن قریون مائلی (وفات ۷۹۹ھ) فرماتے ہیں: "وقد نص العلماء علی انہما من البدع" تاریخ المدینۃ المنصورۃ المسمی نصیحة المشاور و تغریۃ المحاور و مرآۃ حسن محمد علی شری۔ ص ۲۵ (المدینۃ المنصورۃ: ۱۳۶ھ)

رد المحتار (شامی) میں ہے قال فی البحر ومن ہا یعلم کراہیۃ الاجتماع علی صلوۃ الرعابۃ التي تفعل فی وجہ ص ۳۶۶ اشامی ("تجلیۃ دینی ص ۱۲۸) نیز رد المحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۲۶۰ (دار الفکر بیروت ۱۳۹۶ھ: ۱۹۷۶ء) [نور]

(۳) قال العمرانی فی الاحیاء: أما صلاۃ رجب فقد روی ماسد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: ما من احد یصوم اول خمس من رجب ثم یصلی فیما بین العشاء والعصۃ الخ (احیاء علوم الدین ص ۱۱۶ ج ۱ مطبع نولکشور ۱۳۹۰ھ)

ولعلہ العرصی الریدی قتال فی الحاف السادۃ قال ابن الجوزی موضوع علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. وقد التھموا بہ ابن جھضم ونبوہ الی الکذب. وسمعت شیخا عبد الوہاب الحافظ یقول رجالہ مجهولون. وقد نشت جمیع الکتب لہما جہنم انتھی

وقال: [ولقد اشدع ص وصعھا وقال ولما حدثت بعد اربعۃ العاف السادۃ ۳۳۳-۳۳۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی. عکس مطبع مہینۃ مصر، مطبوعہ ۱۳۱۱ھ]

[نور]

علامہ ابن قریون نے اس حدیث کے بعض حصوں پر پتہ کیا اور یہ کہ مکمل مکمل ہے، اس کتاب کی پہلی فصل میں، ابن ابراہیم دیرق، جہاں بالاعتاق موضوع ہیں (تسویۃ الشریعہ المرفوعہ لابی الحسن ابن عراق الکفانی کتاب الصلاۃ فصل اول۔ ص ۹۰ ج ۲) (دار الکتب العلمیۃ

بیروت، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء)

[نور]

مفتی محمد امجد علی دہلوی کا ترجمہ

در سالہ سیف فریدی، مطبوعہ مطبع دیر ہند واقع شہر امرتسر، پنجاب، بالائے صفحہ شصت و یک، ایں ابیات کہ وائل  
بر دعویٰ باطلہ تنازع وے اند، برائے معاندہ و مشاہدہ علماء و فضلاء، نقل ابیات وے رقم می شود، تاکہ عقائد باطلہ وے  
معلوم گردد۔ نقل ابیات از سیف فریدی:

نہرجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرح متین، محمد حسین نام کے ایک شخص کے بارے میں؟ حضرت  
بابا فرید الدین چشتی پاک بخٹی کی اولاد میں ہے، یہ شخص اہل اسلام کے عقیدہ کے خلاف تنازع کا قائل ہوا ہے  
اور اپنی اس جھوٹی بات کو، بابا فرید الدین چغت شکر سے منسوب کرتا ہے۔

رسالہ سیف فریدی (جو مطبع دیر ہند امرتسر کی چھپی ہوئی ہے) کے ص ۶۱ پر یہ شعر جو اس کے تنازع کے جھوٹے  
دعوے کا ثبوت ہیں، علماء و فضلاء کے نقل اور مشاہدہ کے لئے لکھے جاتے ہیں، تاکہ اس کے باطل عقیدہ کو معلوم  
کر لیں۔ [ت: نور] نقل اشعار از سیف فریدی:

کروں پہلے تعریف رسول	لکھوں حال پیر اپنے کا ہو قبول
یہ تھا حکم بابا فرید زماں	سہ کر رکھا دیکھا میں نے عیاں
کہ ہوتین باری جہاں میں ظہور	میرا چار سو بسکہ نزدیک و دور
زمانہ یہ اول تو موجود ہے	کہ ظاہر میرا نام مسعود ہے
زمانہ دگر میں ہوں، ثانی فرید	باہم ابراہیم ہوں میں پدید
زمانہ ثالث میں جب پھر آؤنگا	محمد حسین نام دھرواؤں گا
اسی کے میں کسوت میں ہونگا پدید	سمجھتا سمجھتا گویا ثالث فرید
کہ آخر زمانہ کا ہے یہ ظہور	ہے اسرار ثالث فریدی کا نور
زمانہ وہ ثالث کا اب آگیا	یہ ارشاد بابا کا پورا ہوا

پس جینو اتو جرو! از جواب ایں مسئلہ تنازع کہ بابا فرید صاحب، بحسب تحریر محمد حسین پاک بخٹی، بعد از وفات دو  
مرتبہ اندریں جہاں فانی، بذریعہ والدین و غیر تو لید یافتہ اند، مرتبہ اول پیدا شدند، بنام شیخ ابراہیم کہ سجادہ نشین  
پاک بخٹی بود، موسوم گردیدند۔ و مرتبہ دوم بعد شش صد سال، در خانہ تاج محمود چشتی پاک بخٹی، ظہور تو لید یافتند و محمد  
حسین نام نہادند۔

وایں محمد حسین، مانند مرزا غلام احمد قادیانی، در کتاب اسرار عمرت فریدی خویش، بکذب نویسی از قادیانی سبقت بردہ  
است۔ ایں سائل را سرور و ممتاز فرمایند، و جوابش بر اولیات کتب معتبرہ تحریر نمایند۔



رحمہ اللہ اس بیان کیجئے اور اجزائے کہ تاج کے اس مسئلہ کے جواب میں، کہ حسب تحریر محمد حسین غنی، بابا فرید ہاشمی وفات کے بعد، اس جہان فانی میں، دوسرے والدین کے ذریعہ دوسرے تہذیب اور پیدا ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ شیخ ابوالکلام پاک چین کے سجادہ نشین کے نام سے، دوسری مرتبہ جیسے سو سال کے بعد، تاج محمود چشتی کے گھر ان میں ظہور ولادت ہوا، اور محمود حسین نام رکھا گیا۔

اور یہ محمد حسین مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح، کتاب اسرار عبرت فریدی میں جھوٹ لکھنے میں، قادیانی سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اس سوال کے جواب سے سائل کو مسرور فرمائیں، جواب کتب معتبرہ کی روایتوں سے تحریر فرمائیں۔  
بندہ سائل سید حسن شاہ بخاری النقوی، ساکن موضع پاند مہار، ذاک خانہ بصیر پور، تحصیل دیال پور، ضلع مظفری معروفہ ۲۹ مارچ ۱۳۲۰ھ

حساب: تعدد تو لکھنی پر تاج است نزاد اہل سنت والجماعت باطل است، و نسبت آن تکفیرت شنی (یعنی پوپ فریہ تاج پاک یعنی علیہ الرحمہ) محض افتراء است، و مدعی این نسبت و این مذہب محض جاہل است تصدیق دعوائش ناروا است، و تواس محض خطہ از آنجا کہ مسئلہ تاج در جملہ کتب کلام مزین است، و مذہب این بیان باشارات آیات و احادیث نمکین، و بندہ بوجہ معذرتی چشمان از نقل روایات مجبور، لہذا بر نفس مسئلہ استیاء بردو شد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی مفتی عہد

رحمہ اللہ (ایک ہی شخص بدعت ہے) کسی مرتبہ پیدا ہونے کا خیال تاج سے نکلیے چلتی ہے، جو اہل سنت والجماعت کے زانیہ ہیں (اور کتب حقیقت ہے) اس کا دعوت شنی پوپ فریہ تاج (تہذیب صرف افتراء ہے) پوپ فریہ تاج نسبت اس بات کو صحیح جانے اس تقریر صحیح ہے، نہ وہ کہ یہ عقول ہے اس سے مونی و کج سمجھ کا دعوت ہے، اس کی باتیں فضول ہیں۔ اس کے کہ تاج کا مسئلہ مذکورہ کلامی سب کتابوں میں موجود ہے، اور اس کا جھوٹ ہونا آیات و احادیث اور اہل سنت سے صاف خارج ہے۔

بندہ انھوں سے معذرتی کہ وہ یہ روایات نقل کرتے سے مجبور ہے، اس لئے کہ وہ یہ مسئلہ لکھنے پر استیاء بردو شد۔

معذرتی قادیانی غازیہ معذرت سیدنا محمد حسین رحمہ اللہ، و رشید احمد علی صاحبزادہ، علی قادیانی ۱۳۳۳ھ

(۱۰۵) جو شخص تقویۃ الایمان کو برا کہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ مسئلہ: ہادی کتاب

تقویۃ الایمان کو برا کہنا ہے، اس سے ایمان میں شک ہے، اس میں آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف نہیں اور جمہور مصلحان اس کے نہایت صحیح اور درست ہیں، اس پر عمل نہ کرنا ایمان ہے، اس کے خلاف قرآن و فاسق ہے۔

فتا رشید احمد گنگوہی مفتی عہد

(مجموعہ ۱۰۵)

## باب دوم

## کتاب الطہارت

## پانی کے مسائل

(۱۰۶) پانی کی کتنی مقدار پاک یا ناپاک ہے؟ سوال: برسات میں جو پانی چھب چھپا سا ہو جاتا

ہے، مثلاً قریب چھ سات گز کے پانی، ایک پتھر لی زمین میں بھر گیا، حالانکہ اس میں گوبر وغیرہ بھی خورد، ریزہ ریزہ پڑا ہوا ہے، وہ پانی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: اگر پانی کثیر ہے قدر دس دس ہاتھ کے لمبا چوڑا، چار انگشت گہرا، تو پاک ہوگا، جیسا حوض کا پانی۔ جب تک رنگ، بو، مزہ گوبر کا اس میں اثر نہ آوے۔

(رشید احمد غنی عنہ)

(۱۰۷) کس تالاب کا کس قدر پانی پاک ہوتا ہے؟ سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے، کہ جو

تالاب بہتی ہے اس پاس ہوا کرتے ہیں، کہ جن میں برسات کے موسم میں پانی بھر جاتا ہے اور بعد برسات خشک ہو جاتا ہے اور پھر لوگ ان میں پاخانہ پیشاب کیا کرتے ہیں، تو ایسے تالاب کا یہ حکم ہے کہ ان میں پانی خواہ کتنا ہی ہو جائے [مگر] جب تک وہ پانی بہہ کر نکل نہ جائے تب تک وہ تالاب ناپاک رہتا ہے، آیا یہ مستحجج ہے، یا غلط؟

جواب: اگرچہ مستحجج ہے، مگر فتویٰ اس پر ہے کہ اگر پانی بہت ہو تو پاک ہے۔ واللہ اعلم۔ (بدست نامہ ص ۱۰)

(۱۰۸) اگر کتا کنویں میں پیشاب کر دے تو؟ مسئلہ: اگر چاہ میں سنگ [کتے] نے پیشاب

کر دیا، تو کیا یہ پانی نکال دینا پاک ہو جائے گا۔ (نمودہ ص ۲۲۹)

(۱۰۹) اگر کنویں میں کوئی جاندار گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سوال: اگر کنویں میں کوئی

جاندار گرا جائے، مثلاً بیل، زرا، زردہ، کالہ، قتلے، مال کاٹیں، یا آدمی کی لہر زردہ کاٹا؟



سید جمشید اور جب کنوئی میں ناپاک چیز گر جائے تو اس کا پانی نکالا جائے گا اور پھر اسے صاف پانی کا بن جائے گا۔

علی علی! ذب کوئی جانور چھوٹا یا بڑا، کنوئیں سے پھٹا یا پھولا ہوا ہے۔ ہوسار اپنی نکالا جاپا بنے، جیسے ہواکت روئے بڑے جانور مثل بکری وغیرہ کے سار اپنی نکالا جاپا ہے۔ چٹا لچر جواب میں ہے:

وإن ماتت فيها شاة أو آدمى أو كلب نزع جميع ما فيها من الماء، لأن ابن عباس و ابن عمر لقيا بنزوح الماء كله حين ماتت الشاة في بئر زمزم، فإن اتطخ الحيوان فيها نزع نزع جميع ما فيها صغر الحيوان أو كبر. انتهى (١).

سرحد: اور اگر کوئین میں لکری یا قوی مر جانے یا اس کا مرکز مر جانے میں اس کا تمام پانی نکالا جائے گا۔ کیوں کہ حضرت ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ نے تمام پانی نکالنے کا فتویٰ دیا تھا۔ جب ایک مجتہبی زعفران کے کوئین میں مرکز مر گیا تھا اس میں چہ نور پھول گیا یا پھٹ گیا (اس وقت بھی) تمام پانی نکالا جائے گا۔ یہ خود چھوٹا ہوا پتہ ہے۔

اور اگرچہ شہادت پانی کے ہاگن صرف کر محض رہو، وہاں آدھوں کے اعزاز کے موافق، جن کو محض پانی میں بہت ہو پانی موجود، انکو ایسا ہو۔ پندہ ایسا کر نے کی بہت ضرورت نہیں ہے۔ کھانا ہی، قدر المختار۔

وإن تعدوا نوح كلها لتكونا معية، فليقدر ما فيها من إهداء النوح، فإنه الحلي. وروى ذلك  
 بطول رجلين عذلين، هما بصارة بالماء، به يعني (٢)

وقال الشامي شارحه: هو الأصح كافي و ذرر وهو الصحيح و عليه الفتوى ابن كمال،  
وهو المختار معراج، و هو الأشبه بالفقه هداية، أي الأشبه بالمعنى المستطوع من  
الكتاب والسنة. (٣)

اس کے شامک حصار شامی نقل کرتے ہیں کہ کافی اور زرد میں اس کا صحیح قرار دیا ہے اور ان کے خیال سے اس کو بوجھ اور علیہ القوی سے آ کر یہ ہے جو مصر ارج میں جو اختیار کے لفظ سے اور جہاں میں جو والد شہر ہا لفظ کے لفظ سے منسوب کرتا ہے۔

1. *Prüfung* 2. *Prüfung* 3. *Prüfung* 4. *Prüfung* 5. *Prüfung* 6. *Prüfung* 7. *Prüfung* 8. *Prüfung* 9. *Prüfung* 10. *Prüfung* 11. *Prüfung* 12. *Prüfung* 13. *Prüfung* 14. *Prüfung* 15. *Prüfung* 16. *Prüfung* 17. *Prüfung* 18. *Prüfung* 19. *Prüfung* 20. *Prüfung* 21. *Prüfung* 22. *Prüfung* 23. *Prüfung* 24. *Prüfung* 25. *Prüfung* 26. *Prüfung* 27. *Prüfung* 28. *Prüfung* 29. *Prüfung* 30. *Prüfung* 31. *Prüfung* 32. *Prüfung* 33. *Prüfung* 34. *Prüfung* 35. *Prüfung* 36. *Prüfung* 37. *Prüfung* 38. *Prüfung* 39. *Prüfung* 40. *Prüfung* 41. *Prüfung* 42. *Prüfung* 43. *Prüfung* 44. *Prüfung* 45. *Prüfung* 46. *Prüfung* 47. *Prüfung* 48. *Prüfung* 49. *Prüfung* 50. *Prüfung* 51. *Prüfung* 52. *Prüfung* 53. *Prüfung* 54. *Prüfung* 55. *Prüfung* 56. *Prüfung* 57. *Prüfung* 58. *Prüfung* 59. *Prüfung* 60. *Prüfung* 61. *Prüfung* 62. *Prüfung* 63. *Prüfung* 64. *Prüfung* 65. *Prüfung* 66. *Prüfung* 67. *Prüfung* 68. *Prüfung* 69. *Prüfung* 70. *Prüfung* 71. *Prüfung* 72. *Prüfung* 73. *Prüfung* 74. *Prüfung* 75. *Prüfung* 76. *Prüfung* 77. *Prüfung* 78. *Prüfung* 79. *Prüfung* 80. *Prüfung* 81. *Prüfung* 82. *Prüfung* 83. *Prüfung* 84. *Prüfung* 85. *Prüfung* 86. *Prüfung* 87. *Prüfung* 88. *Prüfung* 89. *Prüfung* 90. *Prüfung* 91. *Prüfung* 92. *Prüfung* 93. *Prüfung* 94. *Prüfung* 95. *Prüfung* 96. *Prüfung* 97. *Prüfung* 98. *Prüfung* 99. *Prüfung* 100. *Prüfung*

المعروف في اللغة العربية

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

اور چونکہ یہ قول کتاب وسنت یعنی قرآن اور حدیث کے موافق ہے، اور روایت دوسو ذیل کی اس کے متعلق ہے۔  
نیز معتبر ہے۔ یہاں اور مقتیداً بار بعد از الہذا صاحب الہدایہ نے صراحت کر دی فقال: فکلفہ بنی قولہ علی  
ما شاهد فی آثار بغداد۔

اور صاحب در مختار نے روایت دوسو تین سو ذیل کو، بعد بیان روایت مذکور کے یہ لفظ قبل جو ضعف روایت کی  
طرف اشارہ ہے، نقل کیا ہے [جسٹ قال وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائۃ و پھر شامی نے شرح لفظ قبل میں  
خوب سی تردید اور تضعیف روایت مذکور دوسو ذیل کے بعد بیان اقوال مختارین روایت بذاک کی ہے۔ چنانچہ شامی  
میں ہے:

قوله قبل جزء به فی الكنز والملطی، وهو مروی عن محمد بن علی الفتوی (۱)

ترجمہ مصنف کا قول، قبل ای پر گز اور متعلق میں جزم ہے اور سبکی امام محمد سے مروی ہے اور سی پر فتویٰ ہے۔

یہ جو در مختار میں ہے کہ بعض کا فتویٰ دوسو ذیل کی روایت پر ہے، ایسا ہی کمتر میں ہے اور متعلق الا بحر میں اور یہ قول امام  
محمد کا ہے اور صاحب خلاصہ لکھتے ہیں کہ اس پر فتویٰ ہے اور ایسا ہی تا تاریخانیہ میں ہے بموافقت نصاب اور بموافقت متابعیہ  
و تا تاریخانیہ عن النصاب و هو المختار معراج عن العنایۃ وجعله فی العنایۃ وروایۃ عن  
الإمام. (۲)

اور سی تا تاریخانیہ نصاب سے نقل کیا گیا ہے اور صاحب معراج نے عتابیہ سے مختار قرار دیا ہے اور اس کو عنیہ میں امام  
کی روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

صاحب معراج اس قول کو مختار عن الامام و هو المختار والایسر کما فی الاختیار و افاد فی البہر  
العائین و اجتہاد لکھتے ہیں اور عتابیہ میں اس روایت کو امام صاحب کی طرف منسوب کر کے حق لکھتے ہیں اور موجب آرائی۔  
بحوالہ کتاب الاختیار شامی اور نہ الفائق میں ہے کہ۔

والمائۃ الثالثۃ مندوۃ، فقد اختلف التصحیح و الفتوی و ضعف هذا القول فی الحنبۃ  
وتسعه فی البحر بانہ اذا کان الحکم الشرعی روح الحمیع فالاقصا عنی عدد  
مخصوص بنیوقف علی دلیل سمعی بقیہ۔ و این ذالک بل المائۃ عن ابن عباس





اور جب بصورت عدم تاویل و تقیید مرجوح ہونا روایت ہذا کا باحسن وجہ معلوم ہو گیا، پھر فتویٰ دینا روایت مرجوح پر باوجود موجود ہونے، قول قوی مدلل کے جہالت ہے اور خرق اجماع۔

كما في مقدمة الدر المختار: وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع (۱)  
ترجمہ: جیسا کہ در مختار میں ہے کہ حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر، جہالت اور اجماع کے خلاف ہے۔

قال الشامي في شرحه: قوله، بالقول المرجوح كقول محمد مع وجود قول ابي يوسف،  
إذا لم يصح ويقو وجهه (۲)

علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے، کہ قول مرجوح کی بات، جیسے امام محمد کا قول امام ابو یوسف کا قول ہوتے ہوئے، جب کہ قول اول صحیح نہ ہو اور اس کی تقویت کی کوئی وجہ ہو۔

اور جب مقید یا غیر معتبر ہونا روایت دو سو تین سو ڈول کا بخوبی معلوم، پھر جن لوگوں نے باوصف علم، عدم اعتبار روایت مذکور، اس پانی سے غسل اور وضو کر کے نماز پڑھی گنہگار ہوئے اور وہ سب نمازیں واجب الاعادہ ہوئیں، بوجہ علم نجاست، اب بوجہ عدم اعتبار روایت دو صد ڈلو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد الضعیف محمد دیدار علی رضوی حنفی

جواب صحیح ہے جواب بہت صحیح بلکہ اصح ہے المجیب مصیب صح الجواب

(محمد دلاور علی حنفی) (ابو محمد عبدالرحمن پنجابی ثم الالوری) (محمد عبدالرحیم مفتی راج الوری) (محمد کرامت اللہ خان)

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب نے جو فی زمانہ آفتاب دہلی ہیں، اور مقتدا اور استاد بڑے بڑے عالموں کے، جو مدرسہ حسین بخش پنجابی واقع دہلی کے واعظ ہیں۔ اس فتویٰ کی تائید میں معہ مہر مولوی جمیل صاحب، چونکہ بہت بڑا فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا تھا، لہذا بغرض اختصار کے کہ رسالہ بہت دراز نہ ہو جائے، ان کے دستخط پر فقط کفایت کی گئی، فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ یہ عبارت طویلہ اور جواب سب صحیح ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ شرح حیوان سے جب کل پانی نجس ہو جائے، تو بصارت اہل بصیرت پر اعتماد کیا جائے، کہ پانی جدید کنوئیں میں ظاہر ہو جائے، یا تخمینہ کر کے اس قدر پانی نکال دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالرحمن پانی پتی عفی عنہ

بقلم عبدالسلام انصاری عفی عنہ تحریر ۱۷ رذوالحجہ ۱۳۱۳ھ

یہ دستخط مولانا عبدالرحمن صاحب قاری محدث پانی پت کے ہیں، جو شاگرد رشید ہیں مولانا شاہ محمد اسحاق کے، بوجہ کبریا

اور ضعف کے دستخط اور مہر مولانا کے صاحبزادہ کلاں عبدالسلام صاحب سے لکھوائے ہیں۔

(۱) در مختار، مقدمة المصنف ج: ۱/ ص: ۱۵ [عکس مجتہبی] [نور]

(۲) شامی، ص: ۵۱ ج: ۱ مطلب لا يجوز العمل بالضعيف حتى لعله عندنا (مجتہبی دہلی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی، ج: ۱ ص: ۵۰-۵۱

[دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء] [نور]

یہ فتویٰ جب بخدمت مولانا رشید احمد گنگوہی، ہمراہ عریضہ اول بھیجا گیا فتویٰ بلا مہر واپس فرمایا۔ لہذا نقل بعینہ اس مکتوب مولانا کے جو متعلق اس فتویٰ کے ہے، نقل کی جاتی ہے، اور بعدہ جو جواب استفتاء مرسلہ پر، ہمراہ عریضہ مذکورہ تحریر فرمایا ہے، مضمون استفتاء تحریر ہوتا ہے:

**تحقیق از حضرت مولانا گنگوہی:** از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون! آں کہ آپ کا کمر مت نامہ پہنچا۔ باب التلمیح چاہ آب میں وسعت بہت مناسب ہے، بلکہ ضروری ہے، ورنہ بہت حرج ہو جاتا ہے۔ چونکہ بہت علماء کا فتویٰ اس پر بھی ہو چکا ہے اور تمام پانی کے نکالنے میں دقت اور دشواری ظاہر ہے، اگر بعض جگہ بہل ہو، اور احکام شرع عموم پر ہوتے ہیں، تو سہولت کی روایت پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا بہتر ہے، اور ہمارے دیار کے چاہ کثیر الماء ہیں، گمان کرتا ہوں کہ الور کے کنوئیں بھی ایسے ہی ہوں۔ تو فتویٰ امام محمد کا ایسے ہی چاہ میں دو صدو لکا ہے، چنانچہ آپ خود شامی سے آخر عبارت نقل فرماتے ہیں اور قلیل الماء چاہ عرب اور پہاڑ کے ہوتے ہیں بعض چاہ دہلی میں بھی بندہ نے ایسے دیکھے کہ پانی ان کا موجود، قدر دو سو تین سو ذول کا ہوتا ہے، سو اس میں تمام آب نکالنا دشوار نہیں ہوتا۔ بندہ نے مدرسہ دار البقاء دہلی کے چاہ کو بھی دیکھا اور تجرب کیا کہ وہ تپاک ہوا، تو اسی قدر دو لکا لے، پھر اس قدر پانی اس میں رہا کہ ذول اس میں نہیں ڈوبا، بعد دو تین پہر کے اس میں پانی پھر جمع ہوا اور دوسرے روز پانی مثل سابق ہو گیا۔ تو شامی یہ توفیق کرتا ہے کہ تمام آب کے نکالنے اور دو صدو لکوں میں توفیق حاصل ہے۔ پس آپ بھی دو صدو لک پر فتویٰ اگر دیں، اپنے ممالک میں تو قطع نظر سہولت کے مدعی حاصل ہے، اور پھر امام صاحب کوئی تحدید نہیں فرماتے، رائے مبتلیٰ بہم پر چھوڑتے ہیں، اگر کسی کو یہ نخل ہو جائے کہ دو سو ذول سے کم ہی میں، سب پانی موجود نکل گیا ہے، تو اس کے نزدیک چاہ پاک ہو گیا۔

الحاصل پانی کے باب میں وسعت ضروری ہے اور چاہ کے مسائل میں، اس قدر تنگی صعوبت سے خالی نہیں، اس واسطے مسافین کے مذہب پر فتویٰ دینے میں، اس قدر شبانہ روز کی نجاست میں تمام فرش و ظرف مسجد و محلہ تپاک ہوتے ہیں، اور ثوب اور جس جس شے کو رطوبت لگے اور یہ خشک رطب شے کو لگا، سب نجس ہوا ہے تو سخت دشواری ہے۔ فقط والسلام

تحقیق المسائل - ۱۱۰۰ تا ۱۱۰۹ رجب الثوری (ص ۱۱ ص ۸ طبع اول بلاست)

(۱۱۲) اگر دو کنویں ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہوں تو کیا ایک کے تپاک ہونے سے دوسرا تپاک ہو جائے گا؟ ایک کی نجاست سے دوسرا نجس نہیں ہوتا،

جب تک تحقیق قطعاً نہ ہو جائے کہ اس قدر زمین میں نجاست سرایت کر سکتی ہے، وہ ذراغ کی روایت، یا..... کی شرح وقایہ کی قابل اعتبار نہیں (۱) مگر ہاں جو ایسی زمین متخلخل ہو، کہ دس درجہ تک اثر پہنچے، ہم اپنے دیار میں ایسا نہیں

باتے اور اگر ایسا اتصال ہے کہ سرایت جزا ہوتی ہے، تو دونوں کو ظاہر کرے [دونوں] ناپاک ہوئے۔

(مجموعہ مکتوبات، نام مولانا غلیل احمد صاحب، مکتوب نمبر ۴۴ قلمی)

(۱۱۳) ڈھیکلی کے کھنچے ہوئے پانی کا حکم: سوال: ڈھیکلی (۱) کا کھنچا ہوا پانی پینا کیسا ہے؟

**جواب:** پاک ہے، اور استعمال اس کا درست ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، جبلاء کی واہیات غلط ہے

فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بدست خاص، ص ۲۳)

(۱۱۳) جو پانی درختوں کے پتوں کی وجہ سے خراب ہو گیا ہو، اس کا حکم؟ سوال: جس پانی

میں درخت کے پتے، بہت دنوں تک پڑے رہنے سے پانی بگڑ گیا ہو، تو اس سے وضو، جائز ہے، یا نہیں، اور وہ پانی پاک ہے، یا ناپاک؟

**جواب:** پانی پاک اور وضو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد غنی عنہ گنگوای (بدست خاص نم ۳۲)

(۱۱۵) اگر کنویں میں استعمالی جوتا گریڑے تو؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ

میں: کہ اگر ایک کنوئیں میں جو تامل مستعمل گر پڑا ہو، اور وہ کنواں تخت و تفرق اہل اسلام کے ہو اور جوئے کا ٹھکانا، بے باعث کثرت آب غیر ممکن ہو، یعنی غوطہ مارنے کا نڈا ڈالنے و چرس ڈالنے سے پانی نہ ٹوٹے اور جو تامل ٹکڑے اور اس ہستی میں کوئی اور ایسا کنواں یا تالاب نہ ہو، جس سے اہل دہرہ اکتفا کر سکیں، آیا ایسے کنوئیں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** ایسے کنویں میں سے تین سوڑول نکال دیجیں، ماک ہو جائے گا، اگر چہ جوتی نہ نکلے، (۲) جوتی اگر چہ اس

میں پڑی رہے، پانی نکال ڈالیں پاک ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی غفری عنہ

(۱۱۶) اگر گویہ کنویں میں گر جائے، تو کیا حکم ہے؟ سوال: اگر ضرب از جاہ بعد از وقوع زندقہ

برآوردہ شود، حکم کیا ہے؟

ترجمہ: اگر گوہ کنویں میں گرنے کے بعد زندہ نکالی جائے، تو اس کنویں کے لئے سہ حکم ہے؟

(۱) اسی طرح کہ ایک بڑی تھوڑا ایک نئی بڑی نگلی اسے ایک سرے پر بہت بڑا دل دوسرے سرے پر ایک بڑی بڑی دل دیکھتے ہیں یہ سوال کوئی میں اس پر کہہ سکتے ہیں تو مجھے بڑی دل کے باؤ سے وہ بڑا دل نہ دینی سے گل آتا ہے۔

مستفاد از اردو الفت [مرتبہ اردو الفت پورہ معلومت، نسخہ اولی ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۸۷۵ء] (۲)

(۲) یہ بات: سب سے پہلے اس سے بے نزاع ہے کہ اگرچہ اس کا تعلق ان کے عقائد سے ہے، لیکن یہ بات ان کے عقائد کے خلاف ہے۔ اس لیے اس کا رد ان کے عقائد کے خلاف ہے۔ اس لیے اس کا رد ان کے عقائد کے خلاف ہے۔



**جواب:** ضرب از حشرات است کہ خون ندارد، خوردنش نزد خفیہ ناجائز است، مگر چاہ از وقوع آل ناپاک نمی گردد  
کتبہ الراحمی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

ترجمہ: گوہ حشرات [ارض] میں سے ہے، جس میں خون نہیں ہوتا، خفیوں کے یہاں اس کا کھانا ناجائز ہے، مگر اس کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، جس طرح سانپ کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## پاکی اور ناپاکی کے مسائل

(۱۱۷) اگر نجاست قلیل پر پانی ڈالا، وہ بہہ کر پھیل گیا، تو یہ کپڑا کیسا ہے؟ سوال: اگر درم سے کم

نجاست لگی ہوئی ہے اور اس پر پانی ڈالا، اور وہ پانی بہہ کر کپڑے میں درم سے زیادہ پھیل گیا، مگر وہ نجاست اپنی جگہ سے نہیں ٹلی اور نہ پھیلی ہے، گو وہ پانی اس نجاست میں اچھی طرح پھیل کر، کپڑے میں پھیلا ہے، تو ایسی صورت میں اس کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ علیٰ ہذا القیاس، اگر نجاست بدن میں لگی ہوئی ہو، اور اس کا بھی ایسا ہی معاملہ ہو، تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** وہ پانی نجس مثل نجاست کے ہے، تو پھیلنے پانی سے زائد از قدر درہم پارچہ و بدن نجس ہوا، اب نماز صحیح نہ

ہوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۲۶)

(۱۱۸) اگر بدن پاک ہے اور کپڑا گیلیا یا اس کا عکس تو کیا کیا جائے؟ سوال: بدن ناپاک ہے،

مثلاً پیشاب میں بھیگ کر خشک ہو گیا، اور کپڑا پاک گیلیا ہے، یا کپڑا ناپاک خشک ہے اور بدن گیلیا ہے تو ہر دو صورت میں کپڑا پھیرنے سے، کپڑا یا بدن ناپاک ہوتا ہے، یا نہیں؟

**جواب:** اگر ایسی رطوبت ہو کہ کپڑے سے بدن کو لگے، پھر بدن سے کپڑے پر لگے، تو ناپاک ہوگا، یا عرق

سائل ہو کہ کپڑا تر ہو جاوے، اس صورت میں نجس ہوگا، ورنہ نہیں۔ فقط (بدست خاص، سوال ۲۳)

(۱۱۹) اگر بدن کا نصف حصہ نجاست سے آلودہ سوال: اگر کسی کا بدن زائد از نصف،

ہو، تو پورے جسم کا دھونا ضروری ہے، یا نہیں؟ نجاست سے بھرا [ہوا ہو، یعنی خراب ہو] تو تمام

بدن کا غسل فرض ہے، یا بدن نجاست آلودہ کا؟

**جواب:** نجاست جہاں لگی ہو، اس کا دھونا فرض ہے، سارے بدن کا دھونا فرض نہیں۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۱۲)



(۱۲۰) جنبی کا پسینہ پاک ہے، لیکن اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو؟ سوال: جنبی کو پسینہ

آیا تو کپڑے پاک رہے یا ناپاک؟ یا بدن کو پیشاب لگا ہوا ہے اور پسینہ آیا تو کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

جواب: جنبی کا عرق پاک ہے، اور ناپاک نجاست سے بدن آلودہ ہو اور عرق بہتا ہو لہذا جس سے کپڑا تر

ہو کر بدن کو لگے تو کپڑا ناپاک ہو جاوے گا۔ (بدست خاص، ص ۷۷)

(۱۲۱) اگر بھیکے ہوئے ناپاک کپڑے پر پاک کپڑا رکھا گیا تو کیا حکم ہے؟ سوال: اگر نجس

پانی کے بھیکے ہوئے کپڑے پر، پاک کپڑا رکھا ہوا ہو تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر اس میں تری آ جائے؟

جواب: اگر تری اس قسم کی ہو کہ ہاتھ کو لگے تو نجس ہے اور اگر صرف اس کی ٹھنڈک ہاتھ کو لگتی ہو تو نجس

نہیں۔ (بدست خاص، ص ۷۸)

(۱۲۲) اگر بھیکا ہوا کتا جس میں سے پانی ٹپک

سوال: اگر کتا پانی میں بھیکا ہو ایسا ہو کہ اس کے

بالوں میں سے پانی ٹپکتا ہے اور وہ کپڑے پر بیٹھ جائے اور

رہا ہے، کپڑے پر بیٹھ جائے تو کیا حکم ہے؟ کپڑا بھیک جلاوے مگر ایسا نہیں جو نچوڑا جاوے یا وہ کتا ایسا

بھیکا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی نہیں ٹپکتا، مگر کپڑے پر بیٹھ جانے سے کپڑے پر اثر معلوم ہو تو وہ کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

جواب: اگر کپڑے پر اتنی رطوبت پہنچے کہ ہاتھ کو اس کی رطوبت لگ جاوے تو نجس ہے اور اگر صرف

ٹھنڈک ہاتھ کو لگتی ہے تو نجس نہیں۔ (بدست خاص، ص ۷۸)

(۱۲۳) اگر بھیکے ہوئے کتے کے جھڑ جھڑانے

سوال: اگر کتا پانی میں بھیکا ہو اپنے بال جھڑ

جھڑاوے اور اس کی چھینٹیں کپڑے کو لگ جاویں مگر

ایسی تری نہیں ہوتی کہ جو کپڑے سے نچوڑی جاوے

سے چھینٹیں کپڑوں پر لگ جائیں تو کیا حکم ہے؟

تو وہ کپڑا ناپاک ہوا یا نہیں؟

جواب: جن کے نزدیک کتے کی کھال ناپاک ہے، کپڑا ناپاک ہوگا، اور جو پاک کہتے ہیں، ان کے نزدیک

بشرطیکہ پانی پہلے سے ناپاک نہ ہو، کپڑا پاک رہے گا (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۷۷)

(۱) امام شافعی کے نزدیک تن نجس نہیں ہے اس کی کھال بھی ناپاک ہے، دوسرے فقہاء کے نزدیک کتا، گدہ، لکڑی کی طرح نجس نہیں ہے۔ اگر کسی

وجہ کی طرح اس کی کھال پاک ہے، اسی وجہ سے کتا اگر ناپاک پانی میں بھیکا ہو نہیں ہے، تو اس کے جھڑ جھڑانے اور کپڑے پر چھینٹیں پڑانے سے کپڑا

ناپاک نہیں ہوگا۔

(پان ہدف)





(۱۲۸) اگر بور یہ یا فرش دینے ہو اور اس کا ایک حصہ سوال : بور یہ کے نیچے کی جانب، اگر تاپاکی تاپا پاک ہو جائے، تو دوسرے رخ پر نماز کا حکم؟ لگ جاوے اور وہ تن دار ہو یا نہ ہو، مگر اوپر کی جانب

کچھ اس کا اثر نہیں ہے، تو اس بور یہ پر نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب : اگر وہ بور یا اور فرش اس قدر صاف ہو جائے، کہ بیچ میں سے اس کی تقسیم ہو سکتی ہے، تو نماز دوسری جانب پر جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۳)

(۱۲۹) کورے تاپا پاک برتن، کس طرح پاک ہوں گے؟ سوال : کورے برتن پر اگر پیشاب یا کتے کی رال گر جاوے، تو وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے، یا آگ میں جلانے سے؟

جواب : پاک ہو جاتا ہے۔ [دونوں طرح سے] (بدست خاص ص ۴)

(۱۳۰) تاپا پاک لکڑی اور اینٹ خشک سوال : خشک لکڑی پر یا اینٹ خام یا پختہ پر، اگر پیشاب گر ہونے سے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر سوکھ جاوے، تو وہ پاک رہی یا تاپا پاک، اور لکڑی خشک و رو شدہ [جلی ہوئی] ہو یا قاقم خواہ تر ہو، سب کا حکم ایک ہی ہے، یا جدا جدا؟

جواب : لکڑی یا خشک تاپا پاک سوکنے سے پاک نہیں ہوتی، مگر جو زمین میں کبھی اپوست یا زمین میں گرنی ہوئی [ہو وہ] بجار زمین کے، پاک ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بدست خاص ص ۴)

(۱۳۱) اگر بچہ کچے یا کچے فرش پر پیشاب کرے تو وہ جگہ کس طرح پاک ہوگی؟ سوال : فرش پختہ خام یا یعنی زمین یا مسجد میں، اگر بچہ کا پیشاب کرے، تو وہ خشک ہونے کے بعد، من و صحت بعد پیشاب کے، وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

جواب : اگر خشک ہو کر اٹھ باقی نہ رہے، یعنی وہی پیشاب کا بھی نہ رہے، تو پاک ہو جاتی ہے، خواہ فرش پختہ ہو یا خام زمین ہو۔ فقط (بدست خاص ص ۵)

(۱۳۲) گوبر کو مٹی میں ملا کر زمین لیپنا جائز ہے، مگر؟ سوال : ایک جگہ، ایک جگہ، یا

مٹی میں ملا کر زمین لیپنا جائز ہے، یا نہیں؟ لچر جب زمین خشک ہو جائے، تو اس پر غیر صحت کے، یا صحت کے پانی نہیں لگایا جاتا، یا زمین پر جو پانی گرنے کی وجہ سے زمین میں ہو جائے، اس پر

مجاوب : جس جگہ سے مٹی گرنے کی وجہ سے زمین میں ہو جائے، اس پر صحت کے پانی نہیں لگایا جاتا، یا زمین پر جو پانی گرنے کی وجہ سے زمین میں ہو جائے، اس پر

تہ ہے اس وقت زمین، دیوار پاک ہو جاتی ہے، پھر اس زمین پر بدون پردہ، نماز درست ہوتی ہے اور یہی حال اس زمین، دیوار پر پانی کر کر کر جو پھینٹاڑے، کہ اگر اثر کو برکا پانی میں پائے، اگر کپڑے کو پانی لگا تو نجس ہے اور جو خشک پر پانی پڑ کر فوراً پھینٹاڑے اور پھر اثر کو برکا اس میں نہیں ہو پاک ہے۔ فقط

(مجموعہ فرغ آیہ ص ۳۳-۳۶)

(۱۳۳) گوبر ملی ہوئی مٹی سے لیے ہوئے مکان کی طہارت و نجاست کا حکم؟ گوبر مٹی مخلوط سے مکان کا کھینچا جائز ہے [مگر مکان نجس ہوگا، اگر ثوب، سہول (لٹکا ہوا) اس پر پڑا اور اثر کو برکا آیا تو ثوب بھی نجس ہو جائے گا۔ خشک کپڑا اگر تر پر رکھا اور محض نمی آئی تو نجس نہیں، اگر اجزا، پانی سے آگئے کہ پانے سے ظاہر ہو جاویں، ہاتھ پر دیوار چہرہ پر تو وہ بھی نجس ہوا۔ کذا فی کتب الفقہ۔

(فرغ آیہ ص ۴۲-۴۱)

(۱۳۴) اگر کوئی غذا یا رقیق دوانا پاک ہو جائے تو؟ سوال: ایک بڑے ظرف میں کوئی غذا یا دوا رقیق میں قیمت رکھی ہے، پھر اس میں کوئی ایسی نجاست گری، جو نمودار نہیں ہے، تو اب دوا یا غذا کسی طرف ظاہر ہو سکتی ہے یا نہیں؟

بعض اشخاص کہتے ہیں کہ اس کو آگ پر رکھا جاوے، یہاں تک کہ تھوڑا سا حصہ اس میں سے جل جائے تو وہ ظاہر ہو جائے گی، یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو اس کے ظاہر کرنے کا اور کیا طریق ہے؟ فقط

جواب: جب بڑا ظرف کسی سیال شے جیسا رس شکر کا، مثلاً نجس ہو، تو اب وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا، البتہ دفن (۱) سیاہ پاک ہو جاتا ہے کہ وہ چھنا ہے، پانی میں خلط نہیں ہوتا۔ فقط

(فرغ آیہ ص ۴۵-۴۷)

(۱۳۵) آم کے درخت کے کپڑے کے جسم سوال: آموں کے ٹہر کے موسم میں سفید رنگ کے کپڑے چوڑے چوڑے، جس میں سے زرد پھپھی کامادہ، اگر کپڑوں پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ اگر لگاتی ہے ہو جاتا ہے، اگر وہ دب کر مر جاویں اور ان کی زردی تھوڑی یا بہت، کپڑے کو لگ جائے تو وہ کپڑا پاک رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: کپڑا پاک ہے، ناپاک نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۴۴)

(۱۳۶) مٹی اور کنٹھ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟ سوال: پیشاب ننو اور مٹی کا پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: مٹی کا ناپاک اور کنٹھ، مٹی کا بھی ناپاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۴۵)

## طہارت کے متفرق مسائل

**سوال:** معذرتاً دی جس کا بول ہر وقت جاری رہتا ہو کہ کپڑا پا کا تدرہ سکے، اس کا حکم کیا ہے؟ ہر وقت نماز میں اور یا ک آ کپڑے سے نماز پڑھا کرے (گذا) یا

اسی نایاک سے، کیونکہ ہر وقت میں اکپڑا ابد لئے اور پاک کرنے میں وقت ہوتی ہے؟

**جواب:** ہر وقت وضو نیا کرے اور ہر وقت کپڑے کو پاک کر لیوے، کپڑا پاک کرنے میں کچھ حرج نہیں، تین نکال دو لوے۔ فقط واللہ اعلم (بدست خاص، ص ۱۷)

(۱۳۸) بڑا استنجا کرتے وقت اگر ہوا خارج ہو، تو کیا کرنا چاہئے؟ سوال: پانی سے بڑا استنجا

کرنے کے وقت اگر مائے سرے (یعنی ریح خارج ہو جاوے) تو طہارت دوبارہ کرے، یا نہیں؟

**جواب:** امتحان بانی سے کرتے [وقت] اگر بائے نفل جاوے، دوبارہ امتحان کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ

ہوئے نجس نہیں اور بائے کے ساتھ جو کچھ پانی نکلے گا، اس میں نجاست مخلوط نہیں ہوئی، جو کچھ ہوئی ہوگی، تو وہ بہت قلیل غیر محتر ہووے گی مگر ایک بار مانی والدینا بہتر ہے۔ فقط (مجموعہ خاص، سوال ۷)

(۱۳۹) ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے وقت سلام کرنا اور اس کا جواب دینا؟ سوال: استنجا کلوخ

(۱) سے کرنے کے وقت سلام علیک کرنا، یا جواب دینا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** اس وقت سلام کرنا، جواب سلام کا دینا جائز ہے، جیسا کلام کرنا درست ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۰۴)

رنگوں کے پاک یا ناپاک (۲) ہونے کا بیان اور متعلقہ مسائل

(۱۴۰) پڑیا کارنگ پاک ہے، میاں تیاک؟ سوال: گولی اُغنی پڑیا کے رنج کا کیا حکم ہے، طاہرہ ہے!

یا غیر ظاہر، سب کا ایک ہی حکم [ہے] یا جدا جدا؟

(۱) مٹی کے واسطے۔

(۲) تقریباً چالیس سال پہلے سب کپڑے رنگنے کے لئے کچی قسم کے رنگ آتے تھے، بعض کپڑے بعض کے، کچھ گولی (Tablet) کی صورت میں، کچھ کٹے ہوئے گویا پیسے ہوئے، ابھر ان میں کچھ لمبی لکھا ہوا ہے، جسے یعنی ہندوستان کی ابتدائی قوموں کے بنائے ہوئے، کچھ کو خود مسکندہ اور لے لگوں کو لاتی جی کہا جاتا تھا۔ (نور)

**الجواب:** گولی کا جواب تحقیق پر ہے، سنہ ہے معتبر یوں ہے کہ سوائے بادامی کے سب گولی میں شائبہ پڑتی ہے، لہذا نجس ہے، مگر پختہ رنگ کی گولی کو بعد رنگ کے پاک کر کے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم  
(مجموعہ راہپور ص ۳)

(۱۴۱) کیا سب انگریزی رنگ، ناپاک ہیں؟ **سوال:** پڑیا کارنگ سب قسم کا استعمال کرنا ناجائز ہے، یا علاوہ بادامی رنگ کے، اور جوئی پڑیا بجائے نیل کے دھوئی بوٹ کپڑوں میں استعمال کرنے گئے ہیں، وہ بھی جائز ہے، یا نہیں؟  
**جواب:** پڑیا انگریزی سب نجس ہیں، مگر سنا ہے کہ بادامی پاک ہے اور دھوئی نیل بڑی لگاتے ہیں، اگر وہ بھی پڑیا لگا دیں تو بیجا ہے۔  
(بدست خاص سوال ۱۰۴)

(۱۴۲) کن رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز درست ہے؟ **سوال اول:** پڑیا کسبہ کی رنگی ہوئی روئی (اور) کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

**سوال دوم:** رضائی رنگ دیکھوئے وغیرہ میں روئی (میں) پڑیا خواہ کسبہ کی رنگی ہوئی، ڈالنی جائز ہے، یا نہیں؟  
**جواب:** پڑیا تو نجس ہے اس کو نہ ڈالے اور دوسرے رنگ کی خواہ کسبہ ہو یا اور کچھ، عورت کو درست ہے اور مرد کسبہ کو نہ استعمال کرے۔ فقط [دونوں سوالات کا ایک ہی جواب درج ہے۔ نور] (بدست خاص سوال ۵۲-۵۳)  
(۱۴۳) جھلپڑہ کارنگا ہوا کپڑا پہننا صحیح ہے؟ **سوال:** جھلپڑہ (۱) کارنگا کپڑا مرد عورت کو پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** جھلپڑہ کارنگ مرد عورت کو، دونوں کو درست ہے۔ فقط  
(بدست خاص سوال ۳)  
(۱۴۴) جس رنگ کے ناپاک ہونے کی تحقیق نہ ہو، وہ پاک ہے؟ **سوال:** بچے رنگ کی درلیس اور ملل سرخ سے بھی نماز ہو جاتی ہے، یا مثل پوزیہ کے رنگ کے، یہ بھی ناپاک ہے؟

**جواب:** اس رنگ کی مجھے تحقیق نہیں، مگر جب تک نجاست ثابت نہ ہو، پاک کہنا چاہئے۔ (بدست خاص ص ۴۵)  
(۱۴۵) انگریزی رنگ ناپاک ہیں؟ **سوال:** رنگنا کپڑے کا پڑیہ میں جائز ہے، یا غیر جائز؟ مفصل ارقام فرمادیں۔

**جواب:** پڑیا میں اکثر اقسام میں شراب کا ملنا محقق ہوا ہے، لہذا نجس ہے، نہ رنگنا چاہئے۔ فقط  
(مجموعہ کلاں ص ۱۰۲)

(۱) جھلپڑہ کیا ہے، اس کا رنگ کیسا ہوتا ہے، ارقام ضرور کو خاص حق کے باوجود اس کا پتہ نہیں ملا۔ (نور)





(۱۵۰) ایام حمل میں خون آنے کی وجہ سے نماز روزہ ترک نہ کرے: سوال: ایک عورت

کو حیض معمولی طور پر ایام حمل میں ہوتا ہے، تو وہ نماز روزہ کرے، یا نہیں؟ عمل یہ کہ اگر عورت حاملہ کو غیر معتاد ایام میں حیض آجھڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایام حمل میں حیض نہیں ہوتا، استخاضہ ہوتا ہے [روزہ نماز ترک نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص میں ۶۴)

(۱۵۱) حیض و نفاس کی حالت میں، بچہ و کھلاوت واجب نہیں ہوگا: سوال: حائض و نفاس کو

بچہ و کھلاوت شے سے واجب ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: واجب نہیں ہوتا۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص میں ۶۸)

(۱۵۲) حاملہ کے ساتھ اس کے شوہر کا محفل کے ساتھ مس کرنے کا کیا حکم ہے؟ سوال: حائض

عورت کو ہلانے نہ اور معتد چار یا عرواں مس کرنا اور شہوت نکالنا حرام ہے، یا نہیں؟

جواب: ہر روز چار اور محفل کے ساتھ درست ہے۔

(بدست خاص میں ۷۵)

## وضو کا بیان

(۱۵۳) وضو کے وقت نکل ہونا کس میں پانی دینے میں مبالغہ کرنا؟ سوال: وضو کرتے ہوئے

پانی ہونا کس میں پانی دینے کے وقت مبالغہ کرنا، کیا ہے؟

جواب: پانی نکلنا کرنا اور ناک میں پانی دینا مستحب ہے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص میں ۸۰)

(۱۵۴) وضو میں ٹھوڑی تکھڑی ہونے میں عورت مرد و بالغ نابالغ سب کے لئے؟ سوال: نہانی

یا نہایت وضو کرتے ہوئے ٹھوڑی کے نیچے جس جگہ تک دائرگی کے پانی نہ دئے ہوئے ہوتے ہیں وہیں تک دھونے یا فقط ٹھوڑی ہی دھونے۔ لگے کو جہاں تک پانی ہوتا ہے۔ نہ دھوئے، یعنی لگے کی بجائی جو پھرنی ہوئی ہوتی ہے، وہیں تک دھوئے، یا نہیں تک؟

جواب: اس میں قطعاً ناواقف اور عورت سب کا ایک قسم ہے، لگاتار نہیں۔ واللہ اعلم

(بدست خاص میں ۸۲)

(۱۵۵) عورتوں کے لئے پورے سر کا مسح؟ سوال: عورتیں بھی سر کا مسح مردوں کے

کونیں یا اور مسح؟

جواب: عورتوں کو سر کا کرنا غسل مردوں کے فرض ہے، اور سب امور میں سر کے عورتیں غسل مردوں

کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: مفتی محمد رفیع عثمانی

(مجموعہ مسائل میں سے)

(۱۵۶) مسواک کرنا اور استنجائیں پڑھنا لیتا، عورت کے لئے کیسا ہے؟ سوال: مسواک کرنا اور

استنجائیں عورت کو مستحب ہے غسل مردوں کے اگر حاجت ہو اور جیسے ہی حاجت ہو نہ ہو تو اس کا بھی استنجائی یا مسک

جواب: مسواک کرنا مستحب ہے اگر نہ پائے نہ ہاتھ میں تو کسی دوسری شے سے اصف کر لیتے

سنت مکرئی سے ہی حاصل ہوتی ہے کہ غسل نماز میں یا مسواک کرنا اگرچہ صاف دوسری شے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

(مجموعہ مسائل میں سے)

(۱۵۷) مرد و عورت کی شرمگاہوں کے ملنے سے بغیر پانی نکلے وضو کا حکم؟ سوال: کیا کتاب

میں لکھا ہے کہ اگر فرج برفراز نہ ہو، وضو شرط نہ ہو یا پانی نکلنے سے وضو جاہل سے کی، یا بدون نکلنے پانی کے فقط بستر کی

کرفراز فرج ہونے سے وضو جاتی رہتی ہے؟

جواب: مسائل سے بغیر نکلے پانی کے وضو جاتی رہتی ہے۔ فقط

(مجموعہ مسائل میں سے)

(۱۵۸) اگرچہ مرد و عورت کا ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتی، لیکن؟ سوال: مرد

عورت اگر ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، قصہ یا قصہ یا ہاتھ یا بدن لگ جاوے، مرد و عورتوں میں غیر محرم تو وضو نہ پڑھتی

ہے یا نہیں؟

جواب: ہاتھ لگانے سے وضو مستحب کے لئے ایک وضو نہیں جاتی، حلیہ بدلی ہے، ہاتھ لگانے

لئے ایک وضو بھی جاتی رہتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ مسائل میں سے)

مجموعہ مسائل میں سے: ۱۵۵-۱۵۸

## تہتم

(۱۵۹) جنبی کو غسل اور وضو کے لئے تہتم میں، ایک ہی نیت کافی ہے: سوال: تہتم میں

غسل اور وضو کے واسطے جنبی کو فقط نیت غسل کی کرنا کافی ہوگا، یا وقت تہتم غسل اور وضو دونوں کی نیت کرے، اور دونوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ ضرب لگاوے؟

جواب: ایک تہتم میں دونوں کی نیت کر لے، ایک ہی تہتم کافی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

(بدست خاص، ص ۵۸)

(۱۶۰) سفر کی حالت میں جب تک مجبور نہ ہو، تہتم کا کیا حکم ہے؟ سوال: سفر میں راستہ چلتے

ہوئے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے، کہ اپنے ہمراہی لوگ بعاث جلدی کے ٹھہرتے نہیں اور نہ اتنا تساہل کرتے ہیں، کہ جو آدمی کہیں وضو کر لے اور پانی اپنے پاس ہوتا نہیں، اور بعض جگہ ایسا بھی موقع ہوتا ہے کہ اندھیرے میں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ پانی کہاں ملے گا، اور اگر کوئی گاؤں یا چاؤ یا تالاب معلوم بھی ہو کہ فلاں جگہ ہے، تو ساتھی لوگ ٹھہرتے نہیں، اور تنہا وہاں تک جانے میں وقت ہے، کہ رات ہو جاتی ہے، کہیں ٹھہرنے کا موقع نہیں، اور ہمراہی لوگ الگ ہوتے ہیں، یا اور کوئی ضروری کام ہے، کہ جو بہت جلد منزل پر پہنچنے سے ہوتا ہے، تو ایسے وقت میں نماز تہتم سے جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ہندوستان میں جائز نہیں، (۱) اور نہ ایسی صورت میں تاخیر نماز جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(بدست خاص، ص ۴۵)

(۱) اگر کوئی ہندوستان میں نہ جگہ پانی ملے کی سبب ہوتی ہے مگر وہ علاقے اس سے متصل ہیں، جہاں کسی کی غسل بھی ہو سکتا ہے، تو یہ نقطہ ہے، جیسے ہندوستان میں بعض صوبوں وغیرہ کا علاقہ اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ (نور)

## تیسرا باب

## کتاب الصلوٰۃ

## اذان و اوقاتِ صلوٰۃ

(۱۶۱) حنفی اور واقف کے لیے، ایک مرتبہ جی علی الصلوٰۃ جی علی الفلاح کہنا؟ سوال: ایک شخص

بروقت کہے بغیر کہے جی علی الصلوٰۃ اور جی علی الفلاح ایک ایک مرتبہ کہتا ہے، یہ بہتر درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایک ایک بار جی علی الصلوٰۃ جی علی الفلاح کہنا مذہب شافعی، مالک میں ہے مگر یہ شخص یا جاہل ہے یا

غیر متقدم لہذا اس کی یہ حرکت بوجہ نفسانیت ہو کر ہے، چاہا ہے۔ واللہ اعلم (مجموعہ کلام ص ۱۳۹-۱۴۰)

(۱۶۲) تہجد اور اذان کا جواب؟ سوال: تہجد سنت مؤکدہ ہے یا مستحب اور جواب اذان اور دعا بعد

اذان اور سننا اذان کا واجب ہے یا کیا؟

جواب: تہجد میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مؤکدہ اور بعض کے نزدیک مستحب اور اذان کا سننا مستحب اور

اس کا جواب بھی مستحب ہے فقط۔ واللہ اعلم (بدست خاص ص ۵۶)

(۱۶۳) اذان کے بعد لوگوں کو جماعت کے لئے بلانا؟ سوال: لوگوں میں یہ بات مشہور ہے

کہ جب اذان مسجد میں ہو جائے تو مؤذن کو یا اور جو آدمی داخل مسجد ہے، اگر باہر سے ان آدمیوں کو جو باہر کسی مکان میں ہیں

میں بیٹھے ہیں، اس غرض سے بلانے کہ جماعت کے ثواب سے محروم نہ رہیں تو ایک کفارہ کا کبرا آتا ہے، ان کو بلانا جائز ہے یا

نہیں، اور کفارہ آتا ہے یا نہیں؟

جواب: بعد اذان کے مؤذن یا دیگر حاضر مسجد کو کسی کو جماعت کی شرکت کے واسطے اطلاع کر دینا اور بلانا درست

ہے، بلکہ ثواب ہے اور یہ عوام کا کلام ہے کہ بکر اکفارہ آتا ہے، سو یہ غلط ہے۔ البتہ بعد اذان کے انصوۃ انصوۃ کہنے کی

حالت کرنا بعض علماء کے نزدیک بدعت ہے، اور یہی صحیح ہے کہ عوام کے نزدیک اذان انصوۃ جاتی ہے اور موجب سستی کا ہونا

ہے مگر کسی رستے کو مطلع کر دینا، یہ ہر عمر میں نہیں، نہ اس میں تہجد کفارہ ہے فقط۔ واللہ اعلم

(فیوض رشیدیہ ص ۴۴)

شید احمد

(۱۲۳) جو اگر اپنے گھروالوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے وہ سخت گنہگار ہیں: سوال: ایہ

اگر اپنے بچوں کو اپنے اور والدین اور خاندان کو نماز سے روک دے تو انہوں نے اس کو نماز کی تاکید کی جو تو روزانہ میں لے گا اسے بھی

پہنچا کرے؟

جواب: اگر انہیں اپنے متعلقین کو یہ دعوت ہو تو یہ نماز کی تاکید کریں گے اور جو قدرت کے تو یہ قطعاً

کامیاب، شاقی، غیب، مگر جو خدا کے تقدیر سے ہے۔ (واللہ اعلم)

(۱۲۵) سایہ سلی کی تحقیق نیز ظہر اور عصر کا وقت مسنون؟ سوال: کیا نماز میں حد کے

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی

پیشانی سے سہولت کی جائے؟ بعد پشعلی الریحلی کھٹولہ نماز کا مطلب ہے کہ اگر کسی بعد دلوک الشمس شرقی کی







اسی طرح شوکانی ٹیل الاوطار میں اور ذور البھیہ میں فرماتے ہیں:

و آخره مصیر ظل الشیء مثله، سوی فی  
الزوال. (۱) اس (ظہر) کا آخر وہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے نصف النہار (وقت زوال) کے سایہ کے علاوہ۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصنفی (۲) و حجة اللہ البالغہ (۳) میں اور نواب صاحب نے اپنی تصانیف میں، اس کے ساتھ تصریح کی ہے۔ غرض فئے زوال کے سوا ایک مثل یا مثلیں تک ظہر کا وقت رہتا ہے، اور من بعد عصر کا وقت ہونا، مسئلہ متفق علیہا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ اس ملک میں پوس ماگھ کے مہینوں میں سارے دن میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا، کہ سایہ ہر شئی کا اس سے زیادہ نہ ہو، تو وقت ظہر کونسا ہوا، الاحوال یہ ماننا پڑے گا کہ سوائے فئی الزوال کے، جب ایک مثل ہو جائے تو وقت عصر داخل ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ فئے زوال کس طرح نکالنا چاہئے، علماء نے اس کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ زمین ہموار میں ایک لکڑی کو سیدھا کھڑا کر کے دیکھے، کہ عین استوائے شمس میں سایہ اس لکڑی کا کس قدر ہے، لکڑی کے مثل یا کم و بیش، جس قدر سایہ ہو، اسی قدر سایہ چھوڑ کر، اُس پر زائد جو ایک مثل ہو جاوے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، لکڑی کی جڑ سے ایک مثل پورا کرنے سے وقت عصر کا داخل نہیں ہوتا۔ امام ابوالحسن مالکی، شرح رسالہ ابن ابی زید میں لکھتے ہیں:

و يعرف الزوال قال بان یقام عود مستقیم اذا تناهى الظل فی النقصان و أخذ فی الزیادة فهو وقت الزوال، ولا اعتداد بالظل الذی زالت علیہ الشمس فی القامة بل یعتبر ظله لیعطف ظله مفردا عن الزیادة.

اور زوال کو پہچاننا (اس طرح سے) کہا کہ ایک لکڑی سیدھی کھڑی کیجئے، جب اس کے سایہ کی کمی ختم ہو جائے اور وہ بڑھنا شروع ہو جائے، وہ زوال کا وقت ہے۔ اس سایہ کا حساب نہیں ہے، جو سورج کے زوال سے پہلے کے وقت تھا، بلکہ اعتبار اس سایہ کا ہے جو زوال کے سایہ کے علاوہ ہو۔

(۱) نیل الاوطار اسواب المواقیت باب وقت الظہر ص ۳۲۳-۳۲۴ ج ۱ رقم الحدیث: ۴۱۹ حیطہ و صحیحہ محمد سالم ہاشم (دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۵ھ) نیز الدر الہیۃ مع اردو ترجمہ، از نواب صدیق حسن خاں ص ۷۰ [طبع فاروقی، دہلی، ۱۴۸۹ھ] [نور]

(۲) حضرت شام صاحب نے لکھا ہے: "ابتداءً وقت ظہر زوال شمس است الاوسط آسمان، و آخر وقت اولیٰ ہے کہ باشد سایہ ہر چیز سے بلند قامت آن چیز (مصنفی مدسوسی ص ۷۰ طبع اول، فاروقی، دہلی، ۱۲۹۳ھ) اور مسویٰ میں فرماتے ہیں: آخر وقت الظہر ان یکون ظل کل شیء مثله، ص ۱۱۱ ج ۱ رقم الحدیث: ۱۲۸ (دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۰۱ھ) [نور]

(۳) حجة اللہ البالغہ، باب اوقات الصلوٰۃ (۱/۴) ت: البان بوری (ج ۱ ص ۳۳۶) (دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۰۰ھ) [نور]



ابویوسف، امام محمد اور امام شافعی کا قول ہے، کہ جب ہر اک چیز کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ، اس لکڑی کے برابر ہو جائے۔

اور کفایہ میں ہے:

و طریق معرفة الزوال، أن ينصب عوداً مستوياً في أرض مستوية، فما دام ظل العود في النقصان، علم أن الشمس في الارتفاع لم يزل بعد، وإن استوى الظل علم أنه حال الزوال، فإذا أخذ الظل في الزيادة علم أنها زالت. فيخط على رأس الزيادة فيكون من رأس الخط إلى العود في الزوال، فإذا صار ظل العود مثليه من رأس الخط لامن العود، خرج وقت الظهر عنده. (۱)

اور زوال کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ہموار زمین میں ایک لکڑی سیدھی گاڑ دی جائے، تو جب سورج کا سایہ اس لکڑی سے کم رہے، تو سمجھ لو کہ سورج چڑھ رہا ہے، جب سایہ اس لکڑی کے برابر ہو جائے، تو معلوم ہوا کہ زوال کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنے لگے تو معلوم ہوگا، کہ زوال ختم ہوا۔ اس زاید سایہ پر نشان لگا دیں، اس نشان کو لکڑی تک فی زوال ہے، اور جب فی زوال کا سایہ اس نشان سے بڑھ کر ایک مثل ہو جائے، (اس کا خیال رہے کہ یہ سایہ لکڑی کی جڑ سے شمار نہ ہوگا) تو ظہر کا وقت نکل جائے گا۔ اور شرح مختصر وقایہ میں ہے:

ثم يعلم على رأس الظل، علامة عند الخوافه، فإذا صار الظل من تلك العلامة لا من العود مثلى العود، خرج وقت الظهر عند أبي حنيفة. (۲)

پھر جانو کہ سایہ کے آغاز پر اہل فن کے یہاں ایک نشان ہوتا ہے، جس جب سایہ اس نشان سے بڑھ کر اصل لکڑی کے برابر ہو جائے، نہ کہ لکڑی سے اس تک تو امام ابوحنیفہ کے نزد یک ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔

شاید زید یہ دو قول متاخرین حنفیہ کے دیکھ کر، اس سے اپنا مطلب نکالتا ہے مگر درحقیقت یہ اس کی سمجھ کا فرق ہے، ان دونوں قولوں کا بھی وہی مطلب ہے جو شافعی اور صاحب شریعت وقایہ سے بیان آیا ہے۔ مطلب اس علامت اور خط سے بھی

(۱) الکفاۃ شرح الہدایۃ . کتاب الصلوۃ ، باب المواظب ، ص ۲۰ . جلد اول . دار الفکر ، بیروت ۱۳۳۳ھ . (۲) الکفاۃ شرح الہدایۃ ، باب المواظب ، ص ۲۸ . ج ۱ . دار الفکر ، بیروت ۱۳۳۳ھ .

(۳) شرح الوقایۃ . کتاب الصلوۃ ، باب مواظبات الخصال ، ص ۲۰ . ج ۱ . دار الفکر ، بیروت ۱۳۳۳ھ .



کی ہے کہ فی الزوال کا قدر معلوم کرنا ضروری ہے۔ اس علامت اور خطہ کے انداز پر سایہ جس طرف ہو چاہے وہ کسی قدر وقت گزر جائے کہ انداز اس یک مثل پر کرنا ضروری ہے۔ غرض کہ زمرہ کی تشریح و بیان کی سند میں میری نظر سے نہ کسی حدیث کا قول گزرا ہے اور نہ کسی فقیہ کا۔ یہ لفظ اس کا عندیہ معلوم ہوتا ہے۔ و اللہ اعلم

عبداللہ بن عبد اللہ غزنوی

**جواب مولانا رشید احمد گنگوہی:** بے شک فیصلہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی بہت درست ہے اور یہ کہ اس کی موافق حدیث چارہ جو زل میں درج ہے، بہت ٹھیک ہے، کہ جس طرف سایہ بعد زوال پڑے، انکڑی کی جز سے قدر سیاحی یعنی فی الزوال اور ایک مثل کے ہو جانے سے وقت عصر کا ہو چاہے گا۔ حدیث یہ ہے:

عن بشیر بن سلام قال: دخلت النوا ومحمد بن علی، علی جابر بن عبد اللہ الأنصاری فقلنا: لا عبرنا عن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، و ذاک زمن الحجاج بن یوسف. قال: صرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلی الظہر حين زالت الشمس و كان الفیء قنبر الشراک، ثم صلی العصر حين كان الفیء قنبر الشراک و ظل الرجل البع.

شیر بن سلام سے روایت ہے کہ میں اور محمد بن علی، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لذ کے متعلق بتائیے اور یہ حجاج بن یوسف کا دور تھا، انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے اور ظہر کی لذ پڑھی جب سورج داخل گیا اور اس وقت برج پر سایہ آگیا، اگلے روز وقت نماز عصر کی نماز پڑھی جب سایہ پڑے اور آدنی کے سایہ کے برابر ہو گیا تو۔

یہ حدیث سنائی میں گئی سند سے مروی ہے اور سند بھی محدث نے اس پر یہ حدیث لکھی ہے۔

لعن الشراک بکسر الشی أحد سبور النعل المی تکون علی وجهها، و ظاہر هذه التروایة ان لعن الفیء الاصلی لا التران بعد الزوال، ولذلک استعمل فی وقت العصر ۱۰

شراک شیعہ کے نزدیک ہے، جو کہ کافر جو جوت کے ۱۰ پر ہوتا ہے۔ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے صلی سایہ ۱۰ ہے اور زائد سایہ جس جو زل کے بعد ہوتا ہے، اس سے اس وقت عصر کا متعلق ہوتا ہے۔

اس کی تائید مولانا رشید احمد گنگوہی نے کی ہے۔

اور مجمع البحار میں لفظ شرک کے تحت میں، اس حدیث شرک کی شرح یوں کی ہے:

صلى الظهر حين كان الفى بقلدر الشراك، هو أحد سبور النعل تكون على وجهها، و قدره هنا ليس على وجه التحديد لكن زوال الشمس لايبين إلا بأقل ما يرى من الظل و كان حينئذ بمكة هذا القدر، و الظل يختلف باختلاف الأزمنة و الأمكنة (۱)

ظہر کی نماز پڑھیں جب کہ فئے زوال اور (زاید) سایہ اس طرح برابر ہو جائیں، جیسے ایک جوتے کا تلہ دوسرے تلے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی یہ مقدار یہاں تحدید کے لئے نہیں، کیوں کہ سورج کے زوال کا وقت صحیح طور سے محقق نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ سایہ ذرا سا بڑھ نہ جائے، اور مکہ مکرمہ میں یہی پہچان تھی اور سایہ وقت اور علاقوں کے اعتبار سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

یہ پیالیٹ موافق حدیث ایک مثل کے ہے، یہی مذہب رائج ہے اور مذہب ثانی جو رائج نہیں، لیکن بالکل بے اصل بھی نہیں، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ کا مضمون ہے:

صَلِّ الظَّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَ الْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلِكَ. (رواہ فی الموطأ).

ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے اور عصر پڑھو جب تمہارا سایہ دو گنا ہو جائے، اس کو موطا میں روایت کیا ہے۔

اسی واسطے مولوی عبد الجبار صاحب نے مذہب ثانی کی پیالیٹ بھی درج کر دی، ورنہ ان کے نزدیک روایت معمول بہا ایک ہی مثل ہے۔ اور زید کی پیالیٹ پر جو قول کسی فقیہ یا محدث کا نہ ملا تو بیان کر دیا کہ یہ اس کا عندیہ ہے، پھر پیالیٹ زید مخالف ہے حدیث کے بھی، حدیث کہتی ہے فی یعنی سایہ پیالیٹ کیا جاوے اور زید کی پیالیٹ میں دھوپ چلتی ہے اور دوسرے مخالف ہے حدیث قیراط سے بھی، جو بخاری در باب وقت عصر من أذکر رکعة قبل الغروب لایا، جس سے عصر کا وقت بہ نسبت ظہر معلوم ہوتا ہے و نہ برابر نہ زیاد۔ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے، اگر وقت عصر کے ایک مثل پر تفریع کی جاوے، جیسا کہ مذہب جمہور کا ہے۔

و أحیب بمنع المساواة و ذالک معروف عند أهل العلم بهذا الفن، و هو أن المدة التي بين الظهر والعصر أطول من المدة التي بين العصر والمغرب (۲)

(۱) مجمع البحار، ج ۱، ص ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱

میع مساوات سے (اعتراضات کا) جواب دیا گیا ہے اور یہ اس فن کے ماہرین میں مشہور ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو وقت ظہر اور عصر کے بیچ میں ہوتا ہے، وہ اس وقت سے زائد ہوتا ہے، جو عصر اور مغرب کے بیچ میں ہوتا ہے۔

زید کی پیدائش میں برخلاف اس کے، زید کا مقولہ درست نہیں ہے، ورنہ لازم آوے گا کہ جن ایام میں سایہ اصلی ایک مثل یا اس سے زائد ہو، تو نماز ظہر کا کوئی وقت نہ رہے گا، اس لئے کہ بغور دھٹنے کے ایک مثل سایہ ہو جانے کے، سبب اس تقدیر پر عصر کا وقت ہو جاوے گا فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۱)

(فتاویٰ نذیریہ نمبر جلد دوم ص ۱۸۴ تا ۱۸۵ طبع اول، دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۳۳۳ھ)

(۱۶۶) مثل ثانی ظہر میں داخل ہے یا نہیں؟ سوال: مثل ثانی بقول معتمد علیہ در ظہر داخل است یا

نہ؟ و آں کہ بعضے دریں باب حتیٰ یساوی ظل ..... حجت می آورند، نزد آں صاحب قابل حجت است یا نہ؟ اگر بہت وجہ استدلال بیان نمائید، والا محض جواب کافی است۔

ترجمہ: مثل ثانی معتمد علیہ قول کے مطابق ظہر میں داخل ہے یا نہیں، اور وہ بعض اصحاب جو اس بحث میں حتیٰ یساوی ظلہ کو دلیل میں لاتے ہیں، آنجناب کے نزدیک لائق استدلال ہے، یا نہیں۔ اگر ہے تو استدلال کی وجہ بیان کیجئے، ورنہ صرف جواب کافی ہے۔

(۱) فتاویٰ کے ضمن میں مولانا عبد الرحمن مہارک پوری نے حضرت مولانا گنگوہی کی تحقیق سے یہ کچھ اضافہ بھی کیا ہے، مناسب ہے کہ اس کو بھی یہاں نقل کر دیا جائے۔  
"فانہ یجب سے جو چاہئے بہت صحیح اور درست ہے کہ یہ سبب کافی ہے جو یہ فرما دیا کہ سبب کافی (یعنی وقت نماز کا مشین تک ہفتی رہنا) جبران نہیں کیں، بلکہ سبب کافی نہیں، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ کا مضمون ہے

”صل الظہر اذا کان ظنک متنبک والعصر اذا کان ظنک متنبک“

۳۔ یہ حدیث نہیں ہے، کیونکہ ابو ہریرہؓ اس حدیث سے مضمون سے مذہب کافی ہے، اصل یہ ہے کہ بہت نہیں ہوتا، اس واسطے کہ اس حدیث میں ظہر و عصر کے اوقات بیان نہیں کیے، بلکہ آخر وقت کا بیان ہے، اور مضمون اس حدیث سے یہ کہ آخر وقت (یعنی آفتاب سے یک مثل تک نہ تیرے، اور آخر وقت یک مثل سے مشین تک) اس حدیث سے مضمون سے مذہب کافی ہے، اصل یہ نہیں جانتا کہ اس حدیث سے یہ کہ آخر وقت یک مثل سے مشین تک

والفصل فیہ علی ذکر اواخر الاوقات المستحیۃ دون اولیہا۔ فکذا قال ظہر من لیل ان ینکون ظنک متنبک

والعصر من ذلک الوقت الی ان ینکون ظنک متنبک استوفی اللہ تعالیٰ نعمہ و عیدہ۔ (ابن کثیر رحمہ اللہ) (المحلی ص ۱۵۲)

فتاویٰ نذیریہ ص ۱۵۱

الف: رد المحتار ج ۱ ص ۳ رقم الحدیث ۹۰ تحقیق الذکور محمود احمد (موسسة النہاء ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۰ء)

ب: التعلیق للمجد علی موطا الامام محمد للعامة الشک فی کتاب النہاء باب اولیٰ الاوقات المستحیۃ ص ۱۵۱

محمود احمد لکھنؤ مطبعہ دار الفکر لکھنؤ، لکھنؤ، ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۰ء

ت: علی الدین الدوبی ناشر ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۰ء

جواب

**جواب :** در مثل ثانی علما در تفسیر اختلاف کرده اند؛ مشهور روایت دعوی است که مثل ثانی در نظم است بجز بعضی معتقدین بر آنند؛ بسبب سادگی فنی و ادب اند و اصولاً هم همین است که نظم در مثل و عصر بعد مثلین خوانند و چونکه از اهل تبحر و ادب و کمال نیست در روایت شایع نام نمی تواند کرد. فقط والله تعالی اعلم

یہ اب مثل ثانی میں علماء احناف نے اختلاف کیا ہے۔ مشہور ہی روایت ہے کہ مثل ثانی ظہر میں ہے مگر بعض معتدین صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اور زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ ظہر مثل اول میں اور عصر مثلین کے بعد پڑھیں۔ یہوں نے یہاں تا رہا اہل تہذیب میں سے نہیں ہے۔ وہ تہذیب میں گفتگو نہیں کر رہے تھے۔

رشد و گسترش

(مجموعه ۱۱ جلدی - ۱ جلد)

(۱۶۷) خروج و جال کے وقت نماز کس طرح پڑھی جائے گی؟ از رشید احمد گنگوہی مفتی عزیز بعد سلام

مستنون! آٹا، دھات، تیل، آٹا یا سال، معلوم ہوا، تمہارے نواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے بھائی کی مغفرت ہوئی۔

اور جواب - سائل کا یہ ہے کہ جس وقت خروج و جہال ہو گا وہ اپنے تصرف سے نظر بندی کر دے گا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو ان معلوم ہو گا تو درحقیقت اس برس میں مثل اور ایام کے طلوع و غروب و استواء وغیرہ سب کچھ ہو گا لیکن نظر بندی کی وجہ سے نظر پچھتے آئے گا تو ایسی صورت میں اسباب نماز پنج وقتہ واقع ہوئے لیکن قصور اپنے اور اک کا ہوا البتہ آخر عالم سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندازہ کر کے پڑھو۔ (۱) بخلاف اس کے کہ جب درتوچہ بند ہو گا اور آفتاب مغرب سے اٹھے گا اس سے قبل تین روز تک آفتاب طلوع نہ ہو گا تو وہاں یہ فرمایا کہ جیسے بالعرض اگر آفتاب ابر طلیف میں نظر آئے اور عالم میں اندھیرا رہے تو اندازہ کر کے نمازیں پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اسباب واقع میں تحقیق ہیں۔ گو ہم کو کسی وجہ سے محسوس نہ ہو یہی اسی طرح و جہال کا ایک دن درحقیقت اس روز سے پہلے تین و ساٹھ روز ہیں۔ اور ان میں طلوع و غروب اپنے اپنے موقع سے ہوتا ہے۔ گو ہم لوہے نظر بند کی نظر نہ آوے تو جو دن کی نمازیں اندازہ سے پڑھنا چاہئے اور قواعد و اصول کے پچھتانی نہیں۔ (۲)

(۱۳۳۰ هجری قمری)

[illegible]





**جواب :** اگر ریل میں پانی نہ ملے اور قریب اسٹیشن پہنچنے پر امید پانی ملنے کی ہو، تو اخیر تک انتظار کرے اور جب اندیشہ نماز قضا ہونے کا ہو جائے، تو تیمم سے نماز ادا کر لینی چاہئے اور ایسے ہی جگہ نہ ملنے پر بھی، انتظار کیا جاوے، جب وقت نکلنے کا اندیشہ ہو، تو اشارہ سے اس وقت نماز ادا کر لینی چاہئے، مگر ان دونوں صورتوں میں، پھر اطمینان کے وقت اعادہ نماز کا ادنیٰ ہے اور اقرب الی الاحتیاط ہے۔ اور سمت قبلہ وقت نماز شروع کرنے کے متعین و متحقق کر لینی چاہئے، پھر اگر اثناء نماز میں ریل پھر جاوے اور اطلاع ہو جاوے تو پھر جانا چاہئے، اور اگر اطلاع نہ ہو، تو خیر پھر اعادہ نہیں آتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم مہر بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

یہ فتویٰ ایک ناقص کتاب میں ہے، جو نماز کے مسائل اور اوراد کی جامع ہے، اس کتاب کے صرف چند اجزاء اول آخر سے ناقص میرے پاس ہیں جس ۱۵۳ ص ۱۹۲ تک۔ اسی میں یہ فتویٰ شامل ہے ص ۱۸۹ تا ۱۹۰۔ اس کتاب کے نام، اس کے مصنف اور منشا شاعت وغیرہ کی تحقیق نہیں۔ (نور)

**(۱۷۱) ریل میں تیمم، سمت قبلہ اور نماز کا حکم؟ سوال :** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں : کہ اکثر اوقات بحالت سفر ریل، مسافر کو نماز پڑھنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں، بعض وقت پانی میسر نہیں آتا، بعض موقع پر جگہ کم و تنگ ملتی ہے، بعض صورت میں سمت کو بٹھیک نہیں ہوتی۔ آیا در صورت پانی نہ ملنے کے تیمم کر لیا جاوے اور در حالت جگہ نہ ملنے کے، اشارہ سے نماز ادا کی جاوے اور سمت کا عمل اس طرح پر ہو، جیسا کہ جہاز یا کشتی پر حکم ہے۔ اس کا جواب کتب فقہ سے عبارت عنایت ہو۔ بینوا تو جروا۔

**جواب :** اگر ریل میں نماز کا وقت آجائے اور پانی موجود نہ ہو اور اسٹیشن بھی قریب نہ ہو، تو نماز تیمم سے درست ہے۔ ایسے ہی اگر سمت ریل کی قبلہ کی طرف ٹھیک نہ ہو، تو اس کو اسباب وغیرہ رکھ کر قبلہ کی طرف نماز ادا کرنا چاہئے اور تھوڑا انحراف نماز کی صحت میں مضرت نہیں ہے، البتہ اگر بالکل ہی جنوب یا شمال کی طرف رخ ہوگا، تو نماز درست نہ ہوگی، اور اشارہ سے نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ جہت کا بھی انتظام ہو سکتا ہے، اور اتنی جگہ بھی مل سکتی ہے کہ نماز ادا کر لے، اور پھر جب قدرت ہو اس وقت اعادہ کرے۔ فقط والسلام

بندہ آنکھوں کی معذوری کے سبب نقل روایات سے مجبور ہے۔ فقط والسلام بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
قال فی الدر المختار : من عجز عن استعمال الماء بعده ميلاً الخ و هو المختار في  
المقدار ليتم (۱)

(۱) الدر المختار ج: ۱/ ص: ۴۴۳-۴۴۴ ع: ۱۵۵۱ طبع تہذیبی، دہلی ۱۲۸۰ھ۔ سب رد المختار علی الدر المختار، ص: ۴۴۳-۴۴۴ ج: ۱، باب التیمم (دار الفکر، بیروت)  
(نور)



(۱۴۳) نماز پڑھنے والے کے سامنے سے کس قدر فاصلے سے گزرنے کی اجازت ہے؟

سوال: نمازی کے آگے کو نماز پڑھتے ہوئے نکل جانا، کتنے فاصلہ تک جائز ہے؟

جواب: جنگل میں جگہ کی جگہ کو بچ کر ٹکنا درست ہے، اور جو مسجد چالیس یا تھالیسی اور چالیس یا تھالیسی چوڑی ہو اس میں بھی ایسی ہی (ہے) اور اس سے مسجد اور گھر میں مطلقاً آگے جانا منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۲۳)

(۱۴۴) امام محمد کے قول: ”مگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرنے سے باز نہ ہے تو اس سے قتال نہ کیا جائے“ کا کیا مطلب ہے؟

سوال: امام محمد کے قول سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامنے نمازی کے گزرنے سے باز نہ آئے، تو اس سے لڑنا بھی نہیں چاہئے (۱) اس صورت میں قتال کا مطلب کیا ہوگا؟

جواب: امام محمد نے یہ نہیں لکھا کہ نمازی کے سامنے سے جانے سے باز نہ آوے (۲) (کذا) معلوم نہیں تم سے کس نے کہا ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آبادی ص: ۳۴-۳۳)

## امامت و جماعت کے مسائل و متعلقات

(۱۴۵) جماعت اور صف کی درستی ضروری ہے، چاہے تکبیر کے بعد ہو: سوال: تکبیر

جب شروع ہو جائے یا ختم ہو چکے، اس وقت جماعت کو دائیں بائیں سرک جانا، کیسا ہے؟

جواب: جماعت [کی اصلاح اور سیدھا ہونا] ضروری ہے، اگرچہ تکبیر کے بعد ہو۔ درستی جماعت کرنی چاہئے۔

(مجموعہ کلاں ص: ۲۳۳-۲۳۲)

(۱۴۶) مسجد کی اندرونی و بیرونی صفوں کے درمیان اگر کپڑے کا پردہ ہو؟ سوال: مسجد

میں پردہ پڑا ہوا ہے اور جماعت ہو رہی ہے، باہر کے فرش پر بھی جماعت ہے اور پردہ درمیان میں حائل ہے، درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پردہ حائل ہے، نماز ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۶۷)

(۱) اصل میں اسی طرح ہے، مثلاً صحیح عہدت یوں ہوگی: ”تو اس سے لڑنا نہیں چاہئے۔“

(۲) یہ خبر اسی طرح تمام ہے۔ (تور)

(۱۷۷) نماز کی صفوں میں، سب سے زیادہ ثواب کس جگہ کا ہے؟ سوال: جماعت میں

ثواب زیادہ اول جماعت والوں کو ہے، یا سب میں برابر ہے، یا دائیں بائیں والوں میں، یا جو شخص امام کے پیچھے ہے ان میں بروئے ثواب تفاوت ہے؟ تحریر فرمادیں۔

جواب: اول صف کو زیادہ ثواب ہے اور اول صف میں امام کے پیچھے کو زیادہ، پھر دہنے کو پھر بائیں کو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(بدست نام: ۴۴)

(۱۷۸) نابالغ بچہ تھا صف میں کس جگہ کھڑا ہو؟ سوال: نابالغ یعنی لڑکا اگر اکیلا ہو، تو صف

اول میں بالغوں کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھے، یا پیچھے تھا کھڑا ہو کر پڑھے؟  
جواب: اگر تھا ہو تو بائیں جانب صف میں کھڑا ہو جاوے۔  
(بدست نام: ۵۲)

(۱۷۹) جو شخص قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے اس کی امامت: سوال: ایک شخص قرآن

خوانی میں یہ کہتا ہے کہ میرے برابر دوسرا کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا اور میری نماز کسی مولوی کے پیچھے نہیں ہوتی۔

جواب: اگرچہ وہ شخص قرآن اچھا پڑھتا ہے، مگر اس کے پیچھے کہ قرآن قدر مایکوز پڑھے، نماز اس کی درست ہے، اور عالم جو قرآن بقدر مایکوز پڑھتا ہو، اس کا امام ہونا حق ہے۔ اور یہ قول اس کا کہ میری نماز کسی کے ساتھ نہیں ہوتی، محض جبل، ناشی تکبر اور عجب سے ہے، دین کی بات نہیں۔  
(مجموعہ کلام: ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰)

(۱۸۰) نابینا اگر محتاط ہو تو اس کی امامت؟ سوال: یہ شخص اندھا اور ذات سے جولا ہا ہے، اس

کے پیچھے ہم لوگ نماز پڑھیں یا نہیں اور قابل رکھنے کے ہے یا نہیں؟

جواب: اندھا اگر محتاط ہو اور مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن اچھا پڑھتا ہو، اس کی امامت درست ہے بلا کراہت، اور جولا ہے کی اقتداء بھی درست ہے، اندھا ہونا اور جولا ہونا مضر امام کو نہیں۔ البتہ جسکے ایسے حالات ہوں کہ اوپر کے سوالات میں مذکور ہوئے، اس کو امام بنانا منع اور سخت بیجا ہے۔ اگر واقعی اسکے ایسے حالات ہیں، وہ ہرگز قابل رکھنے کے نہیں۔ اگر ایسے شخص کو امام بنادیں گے تو سب مافوز اور گنہگار ہوں گے۔ فقط  
(مجموعہ کلام: ۱۲۹-۱۳۰)

(۱۸۱) باصلاحیت نابینا امام کسی بھی برادری کا ہو، اس کی امامت؟ سوال: کیا فرماتے ہیں

علمائے دین متین اس مسئلہ میں: کہ امام مسجد ایک شخص نابینا، قوم کا تیلی عرصہ دراز سے مقرر ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، بشرط موجودگی اور امام عالم کے، یا نہیں؟ بیٹو تو جروا!



**جواب:** احق بالامامت وہ شخص ہے کہ علم صلوٰۃ سے واقف ہو اور قرآن اچھا پڑھتا ہو اور متقی ہو، ایسے شخص کو امامت کے واسطے مقرر کریں۔ اگر خلاف اس کے امام مقرر کریں گے تو مکروہ ہے اور جب امام جی مقرر ہو گیا تو امامت حق اسی کا ہے، بدون اس کی رضا کے دوسرے کو امامت کرانا مکروہ ہے۔ پس اب جو تم نے اس کو امام جی مقرر کر لیا ہے، اگر قرآن اچھا پڑھتا ہے، متقی ہے اور مسائل نماز کے خوب جانتا ہے، تو قابل امامت کے ہے، اگر چہ نابینا ہے۔ پس اگر کوئی عالم آوے تو اس کو لائق ہے کہ ان سے نماز پڑھوائے، مگر عالم کو بدون اس کی رضا کے امام ہونا مکروہ ہے اور جو وہ ہی پڑھادے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور جو وہ مسائل نہیں جانتا، یا قرآن اچھا نہیں پڑھتا، یا متقی نہیں تو تم لوگوں پر کراہت ہے کہ تم نے ایسا امام کیوں ٹھہرایا، اب..... دوسرا کوئی امام عمدہ عالم آ جاوے، تو پھر اس کو لازم ہے کہ عالم کو امام بناوے، اگر معذبہ، وہ ہی پڑھاوے تو نماز ہو جائے گی، اگر قرآن میں ایسی سخت غلطی نہیں کرتا، لیکن ترک اولیٰ ہے کہ افضل کے ہوتے ایسا امام بنے، فقط۔ یہ حکم شرع کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۳-۱۳۴)

**(۱۸۲) حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی امامت؟ سوال:** یہ ہے کہ تراویح میں قرآن سننے کے واسطے

نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنا، بعض علماء کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ فتویٰ کس قول پر ہے؟

**جواب:** اصل مذہب حنفیہ کا نابالغ کی اقتداء بالغوں کے واسطے عدم جواز کا ہے، اور یہی مذہب معتمد ہے،

بعض علمائے متاخرین نے جواز کا حکم دیدیا ہے، سو وہ مذہب میں چنداں معتبر نہیں۔ فقط (مجموعہ فرخ آباد ص ۷-۱۲)

**(۱۸۳) جس کی تا اور طا صاف نہ ہو، اس کی امامت کا حکم؟ سوال:** اس زمانہ میں اکثر لوگ

حروف مشتبہ الصوت، تا و طا وغیرہ میں فرق نہیں کرتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، انکے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

**جواب:** ایسے کو امام بنانا درست نہیں، قرآن صحیح خواں کو امام بناوے، ورنہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۳۱)

**سوال:** جو شخص اعمیٰ حافظ قرآن ہو اور

**(۱۸۴) جس شخص میں خلاف شریعت عادات ہوں**

مجرد ہو اور ہمسایہ کی نامحرم عورتوں جو انوں

**یا ترک نماز کرتا ہو، اس کی شرعی حیثیت اور امامت؟**

کے پاس، بہ بہانے پڑھانے اور سنانے

سورۃ قرآن و مناجات و غزلوں کے، رات میں اور دن میں جاتا ہو، اور جوان عورتوں کا کارہ کو، بہ بہانے جھاڑ پھونک بعض اعضاء، یاد دیکھنے بعض زیور کے، ہمساس کرتا ہو، اور بعض سے بعض وقت خلوت بیٹھنے کو بھی حاصل ہوتی ہو، جو تفریح علماء گناہ کبیرہ





جواب : کہتر پائے درست ہیں مگر اذان اور ہزنی کرنا منع ہے مایسے آذان کی امامت مکروہ ہے اور ہزنی اس کے پیچھے ہو جاتی ہے۔  
(مجموعہ کلام ص ۳۳۳-۳۳۴)

(۱۸۶) پردہ کی حدود کا اہتمام نہ کرنے والوں کی امامت کا حکم؟ سوال : کیا فرماتے ہیں محدثین ان مسئلہ میں کہ جن کی عمر میں جنہوں کو سر ہزار ہو جاتی ہیں اور ہذان خاندان کے بھائی ہیں اور جو کوئی غیر شخص؟ اسے تو خاندان کے ان سے کہیں کہ چلے آؤ ہم لوگوں سے پردہ نہیں کراتے تو ایسے فاسق مصلح کے پیچھے نہ چلیں مرد و ختن کی ہے یا خیر؟ یا بالکل نہ چاہئے نہ بے شرع اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : اگر فقط پردہ عورت کا نکلا ہے اور کوئی عضو مثلاً سر کے بال اور ناک ٹھیک نکلتی ہو اور علیحدہ دھس کے سر میں کوئی خال یا سون کا پیر چوڑے اور سوائے چہرہ کے اور کوئی عضو نہ دیکھے تو وہ عورت اور اس کا خاندان قاسم نہیں ہوتا۔ قاسم کے پیچھے نہ ہو کسی طرح کا فاسق ہو نہ مرد و ختن کی (۱) ہوتی ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلام ص ۱۸۷)

(۱۸۷) قاسم و قاجر کی تعریف اور اس کی امامت؟

سوال : ۱۔ قاسم و قاجر کس کو کہتے ہیں؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا ہر مسلمان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

۳۔ امامت کے لئے ذات کا کیا لازم ہے یا علم کا؟

الجواب : ۱۔ قاسم ان شخص کو کہتے ہیں جو ہر شرع کا تارک ہو اور منہیات کا مرتکب ہو یا ہو تو ان شخص کی اکثر کایا کل کا اور قاجر سے بھی یہی مراد ہے۔ امامت ایسے شخص کی مرد و ختن کی ہے لہذا اس کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر اگر ہو جاتی ہے۔ فقط

۲۔ نماز ہر شخص کے پیچھے درست ہو جاتی ہے مگر چاہے امام اور قاسم ہی ہو یا بھی ضروری و بھتر ہے۔

۳۔ امامت میں مقدمہ الی قاسم کا ہے، علم کا ہونا ضروریات سے ہے۔

فتا رشید احمد  
الاجوبۃ صحیحہ و مختصراً

ترجمہ و تفسیر: مولانا محمد رفیع الدین صاحب، مولانا مفتی محمد رفیع الدین صاحب، باب امامت و قاسم  
ص ۳۹۹، ۳۹۹، ۳۹۹ (دعوت: ۳۹۰)

(۱۸۸) چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت؟ سوال: ایک شخص کی عورت ہے

پر وہ ہر جگہ پھرتی ہے اور وہ خود بھی چوری کے جانور ذبح کر ڈالتا ہے اور علاوہ ازیں امامت بھی کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت شرعیاً کیا حکم رکھتی ہے؟

الجواب: ایسے شخص کی امامت مردود تحریمی ہے۔ فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ  
جو ب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی محمد رسد علیہ دایہ بند۔

قانونی در علوم و یونہیہ سوانہ مفتی تقیر الدین صاحب (باب امامت و عورت)

ص ۲۹۷ ج ۳ (دوبند: ۱۳۹۰ھ)

(۱۸۹) ولد الزنا کی امامت؟ سوال: ایک شخص جس کی ماں بے نکاح ہو اور باپ اس کا یہ کہتا

ہو کہ کبیر بے نکاح مباح ہے اور پھر بعد میں اس سے نکاح کرے، اور وہاں سوائے اس کے اور کوئی پڑھا لکھا، جو امامت کرے نہ ہو، تو ایسے شخص کی جب کہ وہ سعادت مند اور ہر طرح پر لائق ہو، امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: شخص مذکور کو امام مقرر کرنا بہتر ہے، جب کہ وہ قوم میں اعلم و افضل ہے، کوئی خرابی اس کی

امت میں نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار۔

باب الإمامة والأحق بالإمامة الأعلیٰ بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً، بشرط اجتنابه  
لفسواحش الظاهرة (۱) الخ، قال الشامی: قوله "بشرط اجتنابه الخ" كذا فی الدرایة عن  
المحسّی، وعبارة الكافی وغيره: الأعلیٰ بالسنة الأولى، إلا أن یطعن علیه فی دینه الخ (۲)  
فقط رشید احمد عفی عنہ

(امت کا باب) امامت کا زیادہ حق واروہ شخص ہے، جو نماز کے نونے اور ٹھیک ہونے کے مسائل سے زیادہ  
واقف ہو، شرط یہ ہے کہ برائی کی کھلی باتوں سے بچتا ہو۔ شامی نے لکھا، شرط یہ ہے کہ برائی کی کھلی باتوں سے  
بچتی ہو، الخ کہ یہی درایہ میں مجتبیٰ سے نقل کیا گیا ہے، اور کافی وغیرہ کے الفاظ یہ ہیں، کہ سنت سے واقف زیادہ بہتر  
ہے مگر یہ کہ اس کے دین پر کوئی (شبہ یا) الزام ہو۔

الجواب صحیح، قال فی الشامی عن البحر وغيره و لو عدمت ای علة الكراهة بان كان  
الأعزب الفضل من الحضری۔

(۱) در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، ص ۸۲، "مید تقی محمد عفی عنہ" (۲) فی الشامی، ص ۳۷۳ ج ۱، باب الإمامة، "مفتی تقی محمد عفی عنہ" (۳) در مختار، ص ۸۲، "مید تقی محمد عفی عنہ" (۴) در مختار، ص ۸۲، "مید تقی محمد عفی عنہ"

(۲) شامی ص: ۳۷۳ ج ۱، باب الإمامة، "مفتی تقی محمد عفی عنہ" (۳) در مختار، ص ۸۲، "مید تقی محمد عفی عنہ" (۴) در مختار، ص ۸۲، "مید تقی محمد عفی عنہ"

یہ جواب صحیح ہے۔ شامی میں بحر الرائق سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ، اگر کراہت کی وجہ موجود نہ ہو، جیسا کہ دیہاتی شہری سے بہتر ہے اور غلام آزاد سے۔

والعبد من الحر و ولد الزنا من ولد الرشدة، والأعمی من البصیر؛ فالحكم بالصد. الخ۔ (۱)  
اور ولد الزنا ولد الرشدة سے، اور نابینا بینا سے، بس مسئلہ ضد کی ترتیب پر ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مرتبہ مولانا ظفر الدین صاحب ص ۲۹۸ ج ۳۔ (باب امامت و جماعت) (دیوبند: ۱۳۹۰ھ)

### (۱۹۰) شادی شدہ عورت کو بغیر طلاق و نکاح کے، بیوی کی طرح رکھنے والے کی امامت؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین: کہ ایک عورت بوجہ مفلسی شوہر کو کج نہادی خود، اپنے خاوند سے متنفر ہو کر بلا طلاق اپنے بھائی کے گھر چلی گئی اور بار بار اس کے خاوند نے بلایا، مگر بد طبیعتی سے نہیں گئی، پھر چند عرصہ بعد اس کی بڑی بہن اپنے گھر لے آئی، عرصہ کے بعد وہ بڑی بہن مر گئی، بعد ازیں اس عورت غیر مطلقہ کے خاوند نے اپنی دختر کو، جو اس عورت کے شکم سے تھی، بھیجا کہ اپنی والدہ کو لے آ، اب اس کا وہاں رہنا اچھا نہیں، مگر وہ اسکے ہمراہ نہ آئی۔

پھر اس عورت کی بھانج اور خالہ بتقریب تعزیت وہاں پر گئی اور اس عورت کو فہمائش کی کہ ہمارے ساتھ چل، مگر مسماۃ مذکورہ نے باشتعالک اپنے بہنوئی کے انکار کیا، بعد اس کے اس بہنوئی سے نکاح کر لیا۔ وہ شخص باوجود یکہ پیر جی اور مولوی مشہور ہے اور اس موضع میں نماز پنج گانہ و جمعہ پڑھاتے ہیں، اور ان کو یقین کامل اس کی طلاق کا نہیں ہے، بلکہ ایک مرتبہ شوہر سابق سے کہلایا، کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دیدے، اگر ان سے کہا تو جواب دیا کہ ایک طلاق ضمناً ہوئی ہے، وہ طلاق ضمناً دے چکا، اب نکاح کو عرصہ چند سال کا ہوا اور اس کی اولاد پیدا ہوئی، اس اولاد کو ولد الزنا کہیں یا نہ کہیں؟

اور پیر جی صاحب چہلم وغیرہ کو مباح کہتے ہیں اور طعام پر فاتحہ پڑھتے ہیں، اور جو گائے وغیرہ خریدتے ہیں، تو اپنے مکان پر لا کر اس کے داہنی کھر کو پانی ڈالتے ہیں، اور ہر سال اپنے بھائی کی قبر کو، اس کپڑے سے کہ جس پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے، غلاف پوش کر کے روشنی کرتے ہیں، اور اکثر کام غیر مشروع کرتے ہیں۔ سو بوجہ امور مذکورہ کے پیر جی صاحب کے چھپے نماز جمعہ وغیرہ درست ہے، یا نہیں؟ اور ان کو دیوث کہنا اور ان سے بغض اللہ رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا!

**جواب:** لاریب! ایسا شخص فاسق ہے، اور دیوث کا اطلاق ایسے آدمی پر درست ہے، اور ایسے شخص سے اگر بغض، بوجہ اللہ تعالیٰ کے کرے تو موجب اجر ہے، اور نکاح اس شخص کا ہرگز درست نہیں ہوا، کیونکہ جب تک پہلا خاوند طلاق نہ دیوے، نکاح درست نہیں ہو سکتا اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۲-۱۱۳)

(۱) شامی ص: ۳۷۶ ج: ۱ باب الامامة (مطبع مجہاتی، دہلی) نیز شامی ج: ۲ ص: ۲۰۰ [دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء] (نور)

ملفوظی فی حق ائمہ اربعہ

(۱۸) غیر منکوحہ جو نکاح کرے اس کی امامت کبھی ہے؟ سوال: یہ ہے۔

جواب: ہاں۔ چونکہ منکوحہ سے نکاح کرنا جائز ہے اور منکوحہ کی امامت جائز ہے۔

سوال: اگر منکوحہ کی امامت ہے تو کب؟

جواب: اگر منکوحہ کی عمر پندرہ سال ہو جائے اور وہ عاقل ہو اور بالغ ہو اور عورت ہو اور عورت کی امامت جائز ہے۔

سوال: اگر منکوحہ کی امامت ہے تو کب؟

جواب: اگر منکوحہ کی عمر پندرہ سال ہو جائے اور وہ عاقل ہو اور بالغ ہو اور عورت ہو اور عورت کی امامت جائز ہے۔

(۱۹) اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر سوال: جو عورت نے عورت کی نیت نہ کی۔

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

(۲۰) اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر سوال: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام نے محرم کی نیت نہ کی مگر عورت نے عورت کی نیت نہ کی تو کیا حکم ہے؟

(۱۹۳) حسنی امام کا شافعی مقتدیوں کو اپنی

سوال

وضو سے متعلق اطلاع دینا مناسب ہے:

5

مقتدر ہیں تو معصوم نہیں ہے تو انکی کو اس امر سے مقتدر ہیں تو اطلاع دینا واجب ہے، ورنہ انکی آنکھ کھٹے کہ واجب ہے کہ وہ لوگ اپنے مذہب کے موافق اپنی نماز اور مسرت کریں اور عمر واجتہ ہے کہ واجب نہیں ہے، انکی اولی ہے واجب ان واسطے نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا تصور رکھتا ہے مخالف کا قول ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

**جواب:** خبردار، حقیقی مقتدری کو نہ میرا دینے سے عقیدہ ہے (مذہب کے موافق دستور کا نہیں، اور عقیدہ) ہے اور ہونا معلوم ہوتا ہے وہ جو نہیں معلوم ہوتا کہ کیونکہ یہ مذہب شافعی و مہر جو چاہتا ہے، چاہے کیوں، واجب ہو، یہ دین ہے۔ فقط!

(۱۹۵) غیر مقلد غیر محتاط کی امامت کا حکم؟

جس کے لیے ان کی کہ مہم میں مشترک ہوا تو اس نے اس کو بچہ زاد والا اور خفیوں کا اور غیر مقلدوں کے برا کہنے والے کو برا بھلا کہا۔ اس لیے انھیں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

**جواب :** جوہری خاتمہ جس میں کلمات ہے، ہے ٹکڑے

لوں کے علاوہ اطفال وہ ہیں جو جامع شواہد (۲) میں کیے ہیں جس سے انکا فاسق مبتدع ہونا معصوم ہوتا ہے۔  
مگر یہ فرقہ تعصب کر کے انواہم و اطفال میں کھانٹ گھنٹوں کی کرتے ہیں، بہت سے اطفال ایسے ہیں کہ اس سے  
نہ فاسد ہوتی ہے، عند اختلاف۔ تو ایسے شخص کے امام بنانے میں اپنی نماز کا خراب کرنا ہے الہذا "یہ شخص کے پیچھے نماز  
میں۔" اللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

(۱۹۶) پجریوں اور غیر مقلدین کے بچے نماز کا حکم؟

سفر شفقان: یہ وہ مقام نہیں ہے کہ مجھے نہاد موت سے ڈھیس:





(۱۹۸) مقتدی کے نیت باندھتے ہی امام نے سر اٹھا لیا، کیا اس صورت میں بھی مقتدی شامل نماز ہے؟  
 سوال: امام رکوع میں ہے، کہ مقتدی نے نیت باندھ کر ارادہ رکوع میں جانے کا کیا، کہ جو امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا، تو مقتدی شامل نماز امام ہو گیا، یا دوسری نیت کرے؟

جواب: اس صورت میں شامل نماز کا ہو گیا، دوسری نیت کی کیا ضرورت ہے؟ (بدست خاص سوال ۱۶۲)  
 (۱۹۹) جو امام کے سلام پھیرنے سے پہلے نیت باندھ چکا، وہ نماز میں شریک ہے مسئلہ: جتنی سلام امام کے نیت باندھ چکا شریک ہو گیا، اب اس کو قعدہ کرنا ضروری نہیں، نماز ویسے ہی تمام کرے۔

(۲۰۰) اگر مقتدی مسجد سے باہر یا چھت پر ہوں اور امام مسجد میں ہو تو کیا حکم ہے؟ سوال: اگر مسجد کے احاطہ کے اندر، مسجد سے علیحدہ جو مکان ہے، یا مسجد کے احاطہ سے بھی علیحدہ مکان پر، مقتدی نماز پڑھیں اور امام مسجد کے اندر ہو، یا مقتدی مسجد کی چھت پر ہوں، تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

جواب: درست ہے، بشرطیکہ اتصال معفوف رہے۔ فقط  
 (۲۰۱) اگر صرف ایک یا دو مقتدی ہوں، تو کہاں کھڑے ہوں؟ سوال: اگر ایک امام ہو اور دو یا ایک مقتدی، تو وہ مقتدی برابر کھڑے ہوں، دائیں بائیں، یا پیچھے؟

جواب: دو مقتدی پیچھے کھڑے ہوں، ایک مقتدی ہے تو امام کے دائیں جانب | فقط  
 (بدست خاص مس ۱۳)

(۲۰۲) جو مسجد شاہراہ عام پر ہو، اس میں جماعت ثانی جائز ہے؟ سوال: جس مسجد میں دوسری جماعت کرنی جائز ہے، وہاں اس جگہ کو بھی بدلے جہاں جماعت ہوتی ہے، یا نہیں اور تکبیر بھی دوسری ہے، یا نہیں؟  
 جواب: جو مسجد شاہراہ پر ہے، وہاں اذان و جماعت ثانی اس جگہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص مس ۶۰)  
 (۲۰۳) ایک وقت میں ایک مسجد میں دو جماعتیں سخت مکروہ ہیں؟ سوال: کچھ مسلمانوں

نے زید کو امام بنایا اور چھ دوسرے مسلمانوں نے عمر کو، اور ایک فریق دوسرے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے، تو ایسی حالت میں ان دونوں فریق کو ایک وقت میں ایک ہی مسجد میں ایک ہی ساتھ جماعت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور دونوں کی نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

**جواب:** فرض نماز کا دنوں سے روزہ ہونا ہے مگر دنوں فرض مرکب کرہست ہیں، کیونکہ فرض نماز جماعت کے لئے فرض ہے۔ ورنہ ہر

(پرست خاص میں)

(۲۳) اگر جماعت کے نماز پڑھنے وقت کی وجہ سے سب مقتدیوں سوال: اگر نماز جماعت کی نماز ٹوٹ گئی، تو ان کیلئے اس مسجد میں جماعت ثانی کا حکم؟ میں پڑھتے ہوئے مقتدیوں سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا کہ اس کی نماز نہ ہوئی، بلکہ امام نے اپنی نماز کھینچ کر اس کی نماز پڑھنے کو دوبارہ جماعت کرنا چاہا تو ہے یا نہیں۔

**جواب:** دوبارہ جماعت درست نہ ہوئی مگر کرہست نہیں، بلکہ ہے کہ دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(پرست خاص میں)

(۲۴) مقررہ وقت سے پہلے، مسجد میں جماعت کا حکم اور اس کا ثواب؟ سوال: قبل از وقت مسجد میں اگر کوئی شخص نے ضرورت منظر یا امر کی ضرورت میں مسجد میں جہت کرنی، بعد ازاں مصلحت کے ساتھ وقت مقررہ پر جہت ہوئی، وہ جہت دینی یا عقیقی یا کھلی یا دھریلوں کو ثواب جہت (کا) ہے یا نہیں؟

**جواب:** جہت اولیٰ امامی و اہل محمد کی ہوتی ہے، اس صورت میں جماعت اولیٰ دوسری ہے اور ثواب جہت بھی دوسری جماعت والوں کو ہوگا۔ پہلے لوگوں کی جماعت شروع کی اور ثواب بھی جہت کا نہیں ہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ کتب میں ۱۳۳-۱۳۵)

(۲۵) کسی مسجد میں امام کے دیر سے آنے کی وجہ سے ترک جماعت کرنا یا امام سے پہلے نماز پڑھ لینا؟ جہت سخت کرنا ہے اور امام سے پہلے پڑھ جانے میں ضرورت سے اس سے بھی جہت واجب و واجب ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ دار میں ۵۵)

(۲۶) مسجد میں پہنچ کر نماز سے پہلے کچھ دیر وقف کرنا کیسا ہے؟ سوال: نماز پڑھنے سے پہلے کچھ دیر وقف کرنا کرتے ہیں، کیا انکار کسی کے لئے ہے یا نہ کرتے ہیں، یہ خوب نہیں ہے یا نہیں؟

**الجواب:** مسجد میں آ کر انتظار کرنا جماعت کا اور نمازیوں کا موجب ثواب ہے اور ذکر کے واسطے بھی ثواب ہے، اور کوئی وقفہ شروع نہیں۔ فقط۔

(مجموعہ رام پور، ص ۸)

(۲۰۸) متعین امام کے علاوہ امام بن کر جماعت شروع کر دے اور امام آ جائے تو وہ کیا کرے؟

**سوال:** محلہ کا امام کسی عذر کے سبب سے نماز کے وقت مسجد میں نہ ہو اور نمازی کسی کو امام کر کے نماز شروع کر دیں، پھر امام آ جائے تو وہ شریک جماعت ہو یا نہ ہو، اور ان لوگوں کی نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟

**جواب:** صورت مسئلہ میں نماز مقتدیوں کی، دوسرے امام صاحب کے پیچھے درست ہوگئی اور امام مذکورہ کو بھی جماعت میں ضرور شریک ہونا چاہئے۔

قوی دارالعلوم دیوبند، مولانا ظفر الدین صاحب ص ۲۹۸-۲۹۹ ج ۳۔ (دیوبند: ۱۳۹۰ھ)

(۲۰۹) نماز میں قرات فرض ہے، جس کرات نئے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مسئلہ: قرات مطلق نماز میں مطلق قرات فرض ہے مگر معذور کو تا حصول قرات، قدر فرض تسبیح و تہلیل چاہئے، سو آپ نے؟ اگرچہ اس مصلیٰ کو قرآن آتا تھا مگر تعمیم فوائد کے واسطے مسئلہ معذور عن القراۃ کا بھی فرمایا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بوجہ صیغہ خطاب کے، خود مخاطب کو ہی قرآن قدر فرض کے یاد نہ تھا، یا عربی تھا یا غنمی تھا، اس سے کچھ فرض نہیں بلکہ وہ عربی تھے اور قرآن بھی کچھ یاد تھا، اور یہ بیان بطور تقسیم فائدہ بیان مسئلہ واقع کے ہے اور بس فقط۔ والسلام

مجموعہ کلاں ص ۲۴۰

(۲۱۰) نماز میں قرات زبان سے ضروری ہے: **سوال:** اگر نماز میں قرات دل ہی میں پڑھی زبان سے نہیں پڑھی، تو نماز ہوئی یا نہیں، اور اسی طرح اگر علاوہ نماز کے قرآن شریف دل ہی دل میں پڑھا، تو ثواب قرآن پڑھنے کا ہوا، یا نہیں؟

**الجواب:** نماز میں قرآن زبان سے پڑھنا فرض ہے، دل سے کفایت نہیں، اور خارج نماز کے بھی تفکر کا ثواب تو ہوگا، مگر قرات کا ثواب جب ہی ہوگا کہ زبان سے پڑھے۔ (۱) فقط

(بدست خاص، سوال ۱۴۱، جواب ۱۴۳)

(۲۱۱) سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد دیر تک وقفہ کرنا؟ **سوال:** امام انما میں بعد ختم الحمد کے بہت دیر ٹھہرتا ہے، یہ ٹھہرنا کیسا ہے؟

(۱) مذکورہ بات پڑھنا صحیح صوفیہ ہے، یعنی زبان قرات کے بعد خارج ہو کر، کھڑکے، یا کھڑکے کی اور کسی اور جگہ اپنا پڑھنا خواہی نہ ہے، یہ زبان سے پڑھنا ہے اور اگر اپنا پڑھنا خود سے تو یہ پڑھنا کمالی وجہ ہے، بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ان کے ہونٹ لگا نہیں دیتے، یہ دل میں پڑھنا ہے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ (پان پوری)

**جواب :** بعد فاتحہ کے سکون اور تکبیر منع ہے، کیونکہ بعد فاتحہ کے بقدر آئین یا ہم اللہ کے توقف درست ہے اور زیادہ مکروہ ہے، اور امام شافعی کا اندبب مقتدیوں کے فاتحہ پڑھنے کے واسطے سکوت کرنا ہے، جب کہ اس کا مقتدی کوئی شافعی نہیں، تو اس کو سکوت محض بوائے نفسانی اور غیر مشروع اور جمل حقیقت الحال سے ہے، لہذا اس کو اس حرکت سے منع کرنا چاہئے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے، وہ محض جاہل ہے۔ ایسی حالت میں پیچھے اس کے نماز مکروہ تحریمی ہووے گی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱)

**(۲۱۲) فاتحہ خلف الامام سے متعلق چند مباحث:** بنام منصب علی از بندہ ورشید احمد غنی عنہ السلام علیکم آرمیاں ہم شندنہ، ملک خدا [را] خرگرفت۔ علماء مرگئے جہلاء [کی] نفسانیوں نے فتہ اندازی پر کمر باندھی، اگر صاحب (کذا) اہل دیانت ہو، یہ ہی بہت ہے۔ کہ کروڑوں پدمنوں علماء تمام ہندوستان میں خفی المذہب ہیں، کیا سب کے سب بے نماز و گمراہ ہیں، اب غدر [۱۸۵۷ء] کے بعد دیندار عالم پیدا ہوئے۔ افسوس، جس بات کو قدیم صد ہا سال سے لوگ کرتے آئے ہیں اور سب علماء حقانی کر کے بتلاتے رہے، وہ تو ایک امر لغو ہو جاوے اور جواب کے چند نو خیز سمجھ گئے، وہ عین حق اور دین ہووے، پس اب سنو کہ:

آیت: اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لِح (۱)

خطبہ کے وقت کلام کرنے میں اور ذکر کرنے میں اور نماز میں خلف امام قرآن پڑھنے اور کلام کرنے میں نازل ہوئی ہے، اور مطلقاً خلف امام کچھ پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں خود ابو ہریرہؓ سے اور دوسرے صحابی سے حدیث ہے، کہ ارشاد فرما فرمایا ہے۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لِح (۲) یعنی جس وقت امام پڑھا کرے تم چپ رہا کرو۔ پس فاتحہ بھی قرأت ہے، آیت اور حدیث اپنے عموم پر ہے اور مطلقاً قرأت خلف امام کو منع کرتی ہے، اور دیگر احادیث بھی ہیں، جن سے منع ہوتا قرأت خلف امام کا ظاہر ہے، البتہ امام شافعی صاحب اور دیگر علماء کا یہ مذہب ہے کہ امام کے پیچھے قرأت پڑھنا چاہئے، مگر انہوں نے یہ طرز نکالا ہے کہ امام فاتحہ پڑھ کر جہر یہ میں چپ ہو جاتا ہے، تاکہ مقتدی فاتحہ پڑھ لیں اور مذہب امام ایسے مسائل میں کہ مختلف صحابہ میں ہوں سب حق ہوئے ہیں۔ البتہ جو شخص مقلد کسی ایک شخص کا ہے، اس کو اس پر عمل کرنا چاہئے

(۱) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لِح (۲) عن ابی ہریرۃؓ عن امام احمد ۶۱۲/۳ دار العکبر، بیروت۔ ۱۹۷۸ء مترجمہ۔ (مسند ابی ہریرۃؓ) احمد محمد شاہ کو رقم الحدیث ۸۸۷۵ ص ۳۷، ج ۹ [دار الحدیث، القاہرہ] (تور)

(۲) عن ابی ہریرۃؓ عن امام احمد ۶۱۲/۳ دار العکبر، بیروت۔ ۱۹۷۸ء مترجمہ۔ (مسند ابی ہریرۃؓ) احمد محمد شاہ کو رقم الحدیث ۸۸۷۵ ص ۳۷، ج ۹ [دار الحدیث، القاہرہ] (تور)







اگر سجود (۱) میں الصاق کعبین کیا جاوے تو توجہ اصابع رجليں الى القبلة نہیں ہو سکتا، مگر ہاں! جس کا سارا پنجہ پاؤں کا مساوی اور سب انگشت برابر مساوی ہوویں، تو مضائقہ نہیں۔ اور ایسا پاؤں تو کہیں شاذ و نادر ہوتا ہے، تو اب حقیقی معنی الصاق میں توجہ اصابع الى القبلة فوت ہوتی ہے، تو بظاہر یہ مراد نہیں، اگر محاذات (۲) پر حمل کیا جاوے تو رکوع و سجود کی خصوصیت کیا ہے، یہ قیام کی سنت ہونی چاہئے، مگر یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے، کیونکہ شامی مجدد کی بحث میں کہتا ہے:

قد منا أنه ربما يفهم منه أن السجود كذلك، إذ لم يذكر وتفريجهما بعد الركوع فالأصل بقاؤهما هنا كذلك الخ (۳)

ترجمہ: اس سے پہلے ہم کہہ چکے ہیں، کبھی کبھی اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سجدے بھی اس طرح ہیں، کیوں کہ ان دونوں کو رکوع کے بعد کھولنے کا ذکر نہیں، تو اصل ان کا یہاں اس طرح باقی رہنا ہے۔

سو تفریح (۴) کے مخالف الصاق مراد رکھتے ہیں اور وہ معنی حقیقی کے مراد ہونے پر دل ہے، اور اس الصاق کی کہیں سند نہیں ملی، پہلے بھی تحقیق کیا تھا۔ فقط (مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد مکتوب نمبر ۳۴)

(۲۱۸) چاول اور چینی پر اگر ماتھا ٹک جائے، تو سجدہ کا حکم؟ سوال: چاول اور جوار اور چینی پر اگر ماتھا نہ دھنسنے، تو سجدہ کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جس چیز پر ماتھا قائم ہو جاوے گا، نماز درست ہو جاوے گی، چاول ہو یا گندم، ورنہ نہیں۔

(بدست خاص، سوال ۱۵۸)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا: (۳) یہ سوال مقدار کا جواب ہے، بخاری شریف میں ٹخنے ملائے کا ذکر ہے (مخاری کتاب الصلوٰۃ باب الزاقي المنكب) حضرت نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مقدار پاؤں کا ٹخنے ملا نا بھی صحیح سیدھی کرنے کے لئے تھا، یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے باہم ٹخنے ملا کر محاذات کریں، پھر دھتک سے کھڑے ہو کر نماز شروع کریں اور اگر صفیں سیدھی کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہو، مثلاً صف کی تعمیر جی ہوئی ہو یا صف بچھی ہوئی ہو، تو اس کے ذریعہ بھی صف سیدھی کی جاسکتی ہے، اس وقت ٹخنے ملا کر صف سیدھی کرنے کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں کچا فرش تھا، کوئی نشان نہیں تھا، اس لئے صحابہ ٹخنے ملا کر صف سیدھی کیا کرتے تھے، غیر مقلدین نے اس کو حالت قیام میں کھڑے ہونے کا طریقہ سمجھ لیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ (پالن پوری)

(۱) یہ ایک دوسرے سوال مقدار کا جواب ہے، اگر درخت کے قول سے سجدہ میں ٹخنوں کو ملانا مراد لیا جائے تو کیا حرج، شاذ و نادر ہی کسی کے پاؤں کا پنجہ مساوی ہوتا ہے اور سب انگلیاں برابر ہوتی ہے اور حقیقی الصاق کی صورت میں عام لوگوں کی بیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی، اس لئے بظاہر یہ بھی مراد نہیں۔ (پالن پوری)

(۲) یہ ایک اور سوال مقدار کا جواب ہے، اگر بخاری میں ٹخنے ملائے کا جو مقصد محاذات ہے، درخت کی روایت میں وہ کیوں نہ مراد لیا جائے؟ جواب یہ ہے کہ پھر رکوع و سجود کی خصوصیت کیا ہوگی، بلکہ یہ قیام کی سنت ہوگی مگر یہ معنی مراد نہیں لے سکتے، کیونکہ شامی نے صراحت کی ہے کہ سجدے رکوع کی طرح ہیں، پس اگر رکوع میں ٹخنے ملائے گئے تو وہ سجود میں بھی ملے رہیں گے۔ (پالن پوری)

(۳) شامی (نسخہ ہندیہ) ص ۳۳۹ ج ۱ باب اطالۃ الركوع للجهاد (مطبوعہ بیانی دہلی ۱۲۸ھ) نیز شامی (رد المحتار) ص ۵۰۲ ج ۱ باب اطالۃ الركوع۔ (مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۹ھ) (نور)

(۴) یہ بحث کا خلاصہ ہے کہ جو لوگ الصاق کعبین کے قائل ہیں اور تفریح (کشافہ رکھنے) کے مخالف ہیں، وہ الصاق کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں، صرف محاذات مراد نہیں لیتے اور الصاق حقیقی کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ طحاوی باب التطبيق فی الركوع میں تفریق کے افضل ہونے کی صراحت ہے۔ (پالن پوری)

(۲۱۹) اگر التحیات کی جگہ طاحیات پڑھ دیا تو؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ

میں: کہ کسی شخص نے بسبب سہو یا جلدی یا عدم صحت، بجائے التحیات لفظ طاحیات پڑھا، نماز اس کی ہوگئی یا نہیں، اور پڑھنے والے پر گناہ ہوا، یا نہیں؟ جینا تو چروا

جواب: نماز ہوگئی، (۱) مگر جو غفلت سے یا جان کر ایسا کلمہ پڑھا، گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۱)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۲۲۰) فرض اور نفل میں جلسہ اور قومہ کے اذکار یکساں ہیں، مگر؟ مسئلہ: جلسہ [اور]

قومہ کے اذکار فرض [و نفل] میں یکساں ہیں، تنہا آدمی فرض میں پڑھے، جماعت میں تطویل کرنا نہیں چاہئے۔ فقط والسلام

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۳)

رشید احمد عفی عنہ

(۲۲۱) نماز میں قعدہ کے وقت نظر کہاں رکھے؟ سوال: نماز پڑھتے ہوئے قعدہ میں نظر

سجدہ کی جگہ پر رکھے یا چھاتی پر؟

جواب: دونوں جگہ درست ہے، غرض خیال و نظر بندی ہے۔ (بدست خاص سوال ۸۸)

(۲۲۲) بغیر اجازت، دوسرے کے کپڑوں میں نماز کا حکم؟ سوال: بعض دھوبی کسی غیر

کے کپڑے سے نماز پڑھ لیتے ہیں، تو جو کوئی غیر کے کپڑے سے بدون اجازت نماز پڑھے، تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب: ادا ہو جاتی ہے۔ (بدست خاص ص ۳۰)

(۲۲۳) تھوک نکل لینے سے روزہ اور نماز ٹوٹنے کا حکم؟ سوال: روزہ دار کے منہ میں اگر

بلغم یا تھوک جمع ہو جاوے حالت نماز میں، یا غیر نماز میں، تو روزہ اور نماز ہوئی یا نہیں، اگر وہ بلغم یا تھوک منہ میں آیا ہوا،

نگلا جاوے؟

جواب: اگرچہ نکل جاوے، درست ہے۔ فقط (بدست خاص ص ۳۱)

(۲۲۴) اگر دانٹوں میں غذا، رہ گئی اور نماز کے بعد پتہ چلا؟ سوال: جو نماز کے بعد

سوڑھے میں سے کچھ غذا نکلی، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب: غذا کارہنا دانٹوں میں مقصد نہیں۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ۱۳۷)

(پاٹن چوری)

(۱) نماز اس لئے ہوئی کہ زلف لفظی سہوا کا تعلق صرف قرات کے ساتھ ہے۔

ملفوظ امجدی خزانہ



(۲۲۵) نماز پڑھنے والے نے اگر چھینک آنے پر الحمد للہ یا کسی بری خبر پر انا للہ کہہ دیا، تو؟

سوال: مصلیٰ کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا، یا کوئی مصیبت کی خبر کان میں پڑی اور اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، یا بھائی آئی اور

اس نے لاحول و لا قوۃ الا باللہ پڑھا، یا اچھی خبر پا کر سبحان اللہ کہا، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟  
جواب: خبر ساز [خوشی دینے والی] یا موجب رنجش سے نماز جاتی رہتی ہے، (۱) اور اگر بھائی کی اور لاحول پڑھا ہے، یا چھینک پر الحمد للہ کہا اور جواب کسی کا مقصود نہیں، تو نماز ہو جائے گی، اور انا للہ مصیبت دینی پر ہے تو نماز جائز اور اگر مصیبت دنیوی پر ہو تو ناجائز، اور اگر دوسرے کی چھینک پر الحمد للہ یا یرحمک اللہ کہے، تو نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۳)

(۲۲۶) اگر خارش یا مچھروں کے کاٹنے کی وجہ سے، نماز میں بار بار کھجایا، تو؟ سوال: اگر

نماز میں بہت دفعہ، یعنی چار پانچ مرتبہ بدن میں خارش اٹھے، یا مچھر وغیرہ نے کاٹا اور اس نے یعنی نمازی نے اتنی ہی دفعہ کھجایا، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ہو جاتی ہے بسبب ضرورت کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۲۷) نماز میں گریہ وزاری کا حکم؟ سوال: اگر نماز میں غلبہ محبت خدا اور سول سے، یا خیال نعت ہائے

خداوندی کا کر کے، یا اپنے گناہوں کے خیال سے، یا قرآن کے معنوں کا خیال کیا اور لذت حاصل ہوئی اور دل میں جوش آیا۔ غرض جس طرح سے ہو باعث دنیائے دوزخ و نصیبت بیماری بدنی کی ہو، بلکہ از مردین [دین کی وجہ سے] ہو کہ کوئی خیال دینی ہی ہو، اگر کوئی گریہ کرے یا آہ کرے، یا ہوا کرے کہ آواز ظاہر ہو، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: غلبہ محبت حق تعالیٰ سے یا ذکر جنت و نار سے، اگر گریہ ہو یا آہ، اوہ نکلے یا صوت نکلے، نماز میں نقصان

نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۲۸) اگر نماز میں رو پڑا، یا آہ یا ہوا کی تو کیا حکم ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص جماعت میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ ایک بیک از خود رو پڑا، یا آہ یا ہوا کی صورت ہائے مرقومہ بالا شخص مذکور کی نماز ہوئی یا نہیں، اور نیز اس کے قرب و جوار کے لوگوں کی نماز باقی رہے گی، یا فاسد ہو جائے گی؟ بینو اتوجروا۔

(۱) یعنی کسی چیز کے جواب دینے سے نہ صرف اس شخص کے لیے بلکہ اس سے تمام لوگوں کے لیے اور عذر صلوٰۃ ہے۔

(۲) یعنی اگر کوئی ایسا شخص ہو جو نماز میں رو پڑا، یا آہ یا ہوا کی صورت ہائے مرقومہ بالا شخص مذکور کی نماز ہوئی یا نہیں، اور نیز اس کے قرب و جوار کے لوگوں کی نماز باقی رہے گی، یا فاسد ہو جائے گی؟ بینو اتوجروا۔



**الجواب:** اگر نماز میں غلطی یا کوئی اسحق قوی کا نمازی مقتدی یا امام نے کہا تو اس سے نماز کی حال مفید نہیں ہوتی اور جو بنو، پاتا، اوہ نکلا، اگر بدوق و خشیت سے یا ذکر جنت و رحمت سے نکلا تو بھی نماز نہیں جاتی، اور جو بدوق سے کہا تو نماز فاسد ہوتی ہے اور جس کا حال معلوم نہیں ہے اس کے حال کو حسن ظن کے ساتھ خیر پر حمل کرنا چاہئے، بدظنی نہ کرے، جب تک دلیل قوی اس کے فریب و ریا کی نہ ہو اور اس کے پاس والوں کی نماز میں کوئی فساد نقصان نہیں ہوتا، اگرچہ وہ ریا کار بھی ہو، اگر یہ کرتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، منہ [کہ] پاس والے کی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد غنی عنہ شگوبی

**(۲۲۹) کن ٹوپ میں نماز؟ مسئلہ:** پاس کن ٹوپ میں، جس طرح چاہے نماز پڑھے نماز

درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۴)

**(۲۳۰) صدری (فتویٰ) میں نماز؟ سوال:** خواندن صلوٰۃ در صدری کہ در ملک پنجاب فتویٰ (۱)

گویند، باوجود جامد دیگر، چہ حکم دارد؟

ترجمہ: صدری میں جس کو پنجاب میں فتویٰ کہتے ہیں، اس میں دوسرا کپڑا موجود ہوتا ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** اگر فتویٰ میں سے نہ کر و دوش و دست پوشیدہ شد، نماز اور باوصف یزدن پار چہ دیگر بلا کراہت اور بی شوق، البتہ دیگر پار چہ افزہ و دان ادب است، اگر در فتویٰ موافق واقعی ماند، کراہت تنہا کی خواہر بود۔ فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

ترجمہ: اگر فتویٰ سے سینہ، کمر کندھے اور ہاتھ چھپ جائے، تو دوسرا کپڑا موجود نہ ہونے کے باوجود اس میں کراہت نماز ہو جائے گی، مگر دوسرے کپڑے کا اضافہ کر لینا ادب ہے۔ اور اگر فتویٰ ضرورت کے مطابق ہے، تو اس میں نماز مکروہ تنہا کی ہوگی۔

(ت نور)

**(۲۳۱) بلا ٹوپی کے صرف عمامہ سے نماز؟ سوال:** نماز کے نیچے ٹوپی نہ ہونے سے نماز

مکروہ ہوتی ہے، یا نہیں؟

**الجواب:** عمامہ بلا ٹوپی سے نماز مکروہ نہیں ہوتی، البتہ ٹوپی کا ہونا مستحب ہے فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۷)

(۲۳۲) اگر نماز میں، مردار کی ہڈی بدن پر ہو؟ سوال: مردار کی ہڈی گلے وغیرہ میں لٹکا کر

نماز درست ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

جواب: مردار کی ہڈی پاک ہوتی ہے، سوائے خنزیر کے، سو اس کے ساتھ ہونے سے نماز میں کچھ نقصان

نہیں آیا۔ فقط۔ (مجموعہ کلاں، ج ۱۴۷)

(۲۳۳) قضاء نماز کو ادا کی نیت سے پڑھنا: سوال: اگر ظہر کا وقت جاتا رہا اور عصر کا وقت آ گیا،

تو اس قضا شدہ نماز ظہر کو اگر بنیت ادا پڑھے اور نیت قضاء کی نہ کرے، حالانکہ نماز قضا ہی پڑھی ہے، تو وہ نماز ادا ہوگئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔ (بدست خاص، ج ۴۰)

(۲۳۴) ادا نماز کو قضاء کی نیت سے پڑھنا؟ سوال: اگر وقت نماز کا تھا مگر مصلیٰ نے اس ادا

نماز کو بنیت قضاء ادا کیا، حالانکہ ادا ہی پڑھی ہے تو نماز ادا، ادا ہوگئی، یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ (بدست خاص، ج ۴۰)

(۲۳۵) نماز کے بعد کی تسبیحات (اور صوم عرفہ) مستحب ہیں: مسئلہ: بعد نماز کے

تسبیح تحمید تکبیر مستحب ہے اور صوم عرفہ بھی مستحب ہے، سنت موكده نہیں۔ شاہ عبدالعزیز کے کلام کی مجھ کو خبر نہیں، سب کتب

فقہ میں مستحب لکھا ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد، ج ۱۹)

## مکروہات نماز

(۲۳۶) محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کا حکم؟ حافظ علی حسن امام مسجد نے جو جواز کا فتویٰ

باہر کی محراب میں کھڑے ہونے کے بارے میں، کسی اردو کتاب کے حوالہ سے دیا تھا، حضرت (گنگوہی) قدس سرہ نے جواباً یہ

ارشاد فرمایا، کہ بس تم اپنی کتاب کو رہنے دو، امام کو محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا، خواہ محراب اگلی ہو یا پچھلی، بہر حال

مکروہ ہے۔ (مجموعہ رام پور، ج ۱۶)

(۲۳۷) عمامہ پر سجدہ مکروہ ہے: سوال: ٹوپی اگر سجدہ گاہ اور ماتھے کے بیچ میں حائل رہے، تو نماز

درست ہے یا نہیں؟

جواب: خیلو! گاہ کا جبہ وارض میں مکروہ ہے۔ فقط۔ (مجموعہ کلاں، ج ۱۴۷)

(۲۳۸) نماز میں بلا ضرورت زمین کا سہارا لے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے: مسئلہ:

قوی آدمی بلا وجہ زمین پر اعتماد کر کے (ٹیک لگا کر) کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور ناقص، کمزور، کمزور اور ضعیف کے واسطے اجازت ہے، مکروہ بھی نہیں۔  
(مجموعہ کلام ص ۱۳۴)

(۲۳۹) نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر کوئی صاف تصویر ہو تو؟ سوال: کسی چیز گھڑی وغیرہ

پر تصویر ہے اور وہ نمازی کے سامنے رکھی ہے، تو نماز ہو جائے گی، یا مکروہ ہوگی؟  
جواب: اگر ایسی تصویر ہے کہ معلوم ہوتی ہے تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر ایسی چھوٹی ہے جیسے مجسمہ کبھی کہ کپڑے پر ہونے سے معلوم نہیں ہوتی، تو مکروہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(بدست خاص ص ۷۷)

## نماز میں سہو اور سجدہ سہو کے مسائل

(۲۴۰) اگر چار رکعت میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا، تو سجدہ سہو سے نماز ہوگئی: سوال: اگر چار رکعت

نفل کی نیت کی تھی اور دو رکعت کے بعد قعدہ وسط کا نہ کیا اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، پھر چاروں رکعت کے بعد اخیر میں سجدہ سہو کر لیا، تو نماز ہوگئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ہوگئی۔ فقط  
(بدست خاص ص ۱۱)

(۲۴۱) فرض نماز میں چار رکعت کے بعد بھول

کر کھڑا ہو گیا اور مزید دو رکعتیں پڑھ لیں تو؟ سوال: ایک شخص مثلاً ظہر کے فرض پڑھتا ہے اور آخر قعدہ کے بعد سہو سے پانچویں رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، بعد میں یاد آیا تو اس نے دو رکعت [پوری] کر کے سجدہ سہو کر لیا اور نماز تمام کی، تو دو رکعت جو بعد فرض کے پڑھتے ہیں، وہ ادا ہوگئی، یا نہیں؟

جواب: دو رکعت سنت مؤکدہ اس سے ادا نہیں ہوتی، یہ دو نفل ہو جائیں گے۔ فقط واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۴۴)

(۲۴۲) اگر آخری قعدہ میں التحیات کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟ سوال: اگر اخیر

رکعت میں آدمی نے التحیات پڑھی اور پھر بھول کر کھڑا ہو گیا اور بعد کھڑا ہونے کے یاد آیا، کہ رکعت تمام ہو چکی ہیں اور پھر بیٹھ گیا تو دوبارہ التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے، یا بدون التحیات پڑھے سجدہ سہو کرے۔



جواب: اس صورت میں دوبارہ احتیاط نہ پڑھے، بیٹھ کر سلام پڑھے کر، سجدہ سہو کرے۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۹)

(۲۳۳) اگر دو رکعت کے بعد تیسری کیلئے کھڑا ہو گیا اس وقت یاد آیا تو کیا کرے؟ سوال: اگر

دو رکعت نفل یا فرض کی نیت کی اور قعدہ اخیر کا یا نہ ہا تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ سجدہ بھی کر لیا تب یاد آیا کہ تیسری رکعت ہے تو اگر اس کے ساتھ اور ایک رکعت ملا لے تو نماز ہوتی ہے، یا نہیں، ایسا سر نو نماز توڑ کر نیت باندھے۔

جواب: اگر فرض نماز تھی جیسے [کہ] فجر کی نماز اور بدو ن قعدہ کے تیسری رکعت کا سجدہ کیا تو اپنی

ملا لے، چاروں نفل ہو جاویں گی اور جو نفل ہو تو بھی چاروں نفل ہو جاویں گی اور سجدہ سہو کر لے، اور فرض ہو تو نماز کر لے۔

(بدست خاص، سوال ۱۰)

(۲۳۴) اگر ایک رکعت پر بھول کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو؟ سوال: ایک شخص نے دو رکعت

نماز کی نیت باندھی اور ایک رکعت پڑھ کر سہو کا کھنڈنوں پڑھ لی ہیں، اور اس نے سلام پھیر دیا اور بعد سلام پھیر دینے کے یاد آیا کہ ایک رکعت ہوئی ہے اور بہت جلد کھڑا ہو کر دو رکعت بھی پڑھ لی تو سجدہ سہو کا کرے، یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں سجدہ سہو کرے، نماز ہو جاوے گی۔

(۲۳۵) وتر کے بعد کی دو نفلوں کا بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے، یا کھڑے ہو کر؟ سوال: دو نفل جو

بعد وتر کے پڑھتے ہیں، ان کو کھڑے ہو کر پڑھنا زیادہ ثواب ہے یا بیٹھ کر؟

جواب: کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب۔

(بدست خاص، سوال ۱۱)

(۲۳۶) اگر امام سجدہ سہو بھی بھول گیا، سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو؟ سوال: امام سے

نماز میں سہو ہوا اور سجدہ سہو بھی بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، مقتدیوں کو یاد تھا بعد انقراغ امام انھوں نے صرف سجدہ سہو ادا کیا تو اندریں صورت مقتدیوں کی طرف [سے] تہجد نقصان ہو جاوے گا، یا نہیں؟

الجواب: اگر امام نے بعد دو سلام کے قبل کسی حرکت منافی صلوٰۃ کے سجدہ کیا، تو درست ہے اور سب کی

نماز کا تہجد ہو اور جو مقتدی تھا سجدہ کرے گا وہ معتبر نہیں، اور نہ جائز ہو سکتا ہے۔

(مجموعہ، سہو، ۱)

(۲۳۷) اگر درمیان قعدہ میں سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو؟ سوال: اگر نمازی نے وسط

کے قعدہ میں ہی ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا اور بعد میں یاد آیا کہ ابھی نماز تمام نہیں ہوئی اور اسی نیت سے کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی کہ سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب : وسط تعداد میں اور اول اور آخر کا چھوڑ کر باقی کے مجموعہ پر تقسیم کرنے سے جواب ملے گا۔  
 (اوسط نمبر : ۱۵)

(۴۸) اگر اصول کراہت روکئی اور سلام دوجا کے بعد یاد آئی تو؟ سوال: اگر یہوں پر رکت، یعنی بعد از سلام، دھنسنے سے یاد آئی تو ایسی رکت باقی سے کراہت چھوٹے اور مجدد کی رکت سے باقی نہیں؟

[illegible]

جواب: اگر منہ (بید) بھیر لیا بیات کر لی تو اگر فریاد نازچ سے اور جود باور ذکر کیا ہے، عند صلوات نہیں آتی۔  
 کر کے نماز تمام کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۷۷)

(۳۵۰) جو نماز شرک واجب کی وجہ سے لوٹائی جائے، اس میں نئے مقتدی کی شرکت؟

[illegible]

1. The first step is to identify the problem or question that needs to be answered. This involves understanding the context and the specific requirements of the task.

\_\_\_\_\_



(۲۵۱) اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد، سہوا کھڑا ہو جائے تو؟ سوال: امام اگر آخر قعدہ

میں نہ بیٹھے اور سہوا کھڑا ہو جاوے، تو مقتدی اتباع امام کریں، یا نہیں۔ در صورت عدم اتباع اگر بیٹھ کر سلام پھیر دیں تو نماز ان کی جائز ہوگی یا نہ؟ اگر شق اول اختیار کی جاوے، تو اطاعت امام بھی ضروری تھی اور وہ متروک ہے، پھر دلیل جواز اس کی کیا ہوگی؟

جواب: مقتدی امام کو سبحان اللہ یاد دیگر ذکر سنا کر بٹھا دیں، اگر نہ بیٹھے تو سجدہ تک انتظار کریں اور امام کرتے رہیں، اگر امام لوٹ آیا سجدہ سہو کر کے، سب کے ساتھ سلام پھیرے اور جو نہ لوٹا اور سجدہ رکعت خامسہ کا کر لیا تو مقتدی سلام دے کر رخصت ہو دیں، امام کو چھوڑ دیں کہ امام نوافل میں چلا گیا، وہ امام فرائض کا تھا نہ نوافل کا، اب امام نہیں رہا، دوسری نماز پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ رام پور ص ۲-۳)

(۲۵۲) جماعت کی نماز فاسد ہونے کے بعد کیا کسی سوال: اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد کے نزدیک، صرف امام کی نماز کا اعادہ کافی ہے؟ ہو جاوے اور وہ اس سے ایسے وقت مطلع ہو کر

مقتدیوں کا اجتماع نہ ہو سکے، تو کیا یہ کسی کا مذہب ہے کہ تنہا امام کا اعادہ کرنا کافی ہے، اور مقتدیوں پر ضروری نہیں؟ جواب: یہ مذہب حنفیوں کا نہیں ہے، کسی اور کا ہوگا، مجھے معلوم نہیں۔ (مجموعہ رام پور ص ۶-۷)

(۲۵۳) سجدہ سہو میں مقتدی کی نماز متبعا کامل ہوتی ہے: سجدہ سہو میں آپ کی رائے سے توافق کرتا ہوں، کہ صلوٰۃ مقتدی متبعا کامل ہوتی ہے، اعادہ کا استخراج صاحب فہم نے کیا ہے اور کسی کی رائے اس طرف نہیں گئی۔ (مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد قلمی، مکتوب نمبر ۲۶)

(۲۵۴) سنتوں کی چار رکعتوں میں پہلا قعدہ واجب ہے: سوال: سنتوں میں مثلاً چار رکعت میں قعدہ وسط کا فرض ہے، یا واجب؟ جواب: واجب ہے امام صاحب کے نزدیک۔ (بدست خاص سوال ۵۹)

(۲۵۵) اگر چار سنتوں کی نیت کی اور چار رکعت کے بعد، بھول کر کھڑا ہو گیا اور چھ مکمل کر لیں تو؟ سوال: اگر چار رکعت سنت کی نیت کی اور بعد قعدہ آخر کے پانچویں رکعت کے واسطے بھول کر کھڑا ہو گیا اور یاد آنے کے بعد

دو رکعت اور پڑھ لی، تو سجدہ سہو بھی کرے، یا نہیں؟ جواب: سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۹)



## سنتوں اور نوافل کے مسائل

(۲۵۶) فجر کی سنتیں اس وقت پڑھنا، جب جماعت شروع ہو چکی ہو؟ سوال: اگر جماعت

صبح کی نماز کی شروع ہو گئی ہے، تو بہتر یہ ہے کہ جماعت میں مل جاوے، یا کہ یہ بہتر ہے کہ سنت فجر کی پڑھ کر جماعت میں شامل ہو، اگر یہ جانتا ہو کہ ایک رکعت فرض کی ضرورت جماعت میں مل جاوے گی؟

جواب: مذہب حنفیہ یہ ہے کہ سنت پڑھ کر شریک جماعت ہو بشرطیکہ سنت کو پردہ میں پڑھے۔ جماعت کے روز و پڑھنا ہرگز درست نہیں، مگر اس وقت میں ایسا کرنے سے عوام جماعت کے پاس سنت پڑھنے ملتے ہیں، لہذا حسب مذہب شافعی اور محدثین علیہم الرحمہ کے، بالکل سنت سے منع کرنا مناسب وقت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص میں ۲۱)

(۲۵۷) اگر جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے؟ سوال: اگر جماعت فجر کی ہو رہی

ہے تو سنت پڑھے یا جماعت میں شریک ہو جاوے، اور اگر شریک جماعت ہو گیا، تو وقت ضرورت کے سنت بعد نماز ادا کرے، یا بعد طلوع آفتاب؟

الجواب: سنت فجر بعد شروع ہونے جماعت کے، اگر کوئی جگہ مسجد کے ہو پڑھ لے، کیونکہ ان کی تائید بہت وارد ہے، بشرطیکہ جماعت میں شرکت کی توقع ہو، اور اگر سنت فجر نہ پڑھ سکے تو بعد طلوع آفتاب کے پڑھے، فرض کے بعد متصل نہ پڑھے، بلکہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔ اور اپنے وقت سے مل کر سنت مؤکدہ مؤکدہ نہیں رہتی، مگر بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لینا بہتر ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہاء

کتبہ رشید احمد عثمانی

مندرجہ ذیل درالعلوم (۱۰ جلد) ص ۳۲۶-۳۲۷ (۱۰ جلد) ۳۸۳

(۲۵۸) فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنے کا حکم: سوال: جس وقت صبح کی جماعت

کی تکبیر ہوئی ہو، اس وقت میں سنتیں پڑھنی جائز ہیں، یہ جماعت میں شریک ہونا جائز ہے اور یہ سنتیں واجب ہیں، یا سنت مؤکدہ؟

جواب: مگر جماعت کی تکبیر ہو جاوے تو اگر ایسی جگہ ہو کہ سب لوگوں کی نظر سے پردہ ہو، تو جلدی جلدی ادا

کے فرضوں میں شریک ہو جاوے، جو ایسی جگہ نہ ہو تو ترک کر دے، پھر اگر ہوسے تو دن چڑھے پڑھ لے، ورنہ

مستحق تھا جس سے دوریت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ کسی سے دوریت میں داخل ہو جائے تو وہ بھی مستحق نہیں ہے۔  
 (۲۵۹) سجدہ میں اگر پہلے پہلو پہنچے تو پھر بھی سجدہ کی نیت پڑھنے کا حکم؟ سوال: ہر  
 شخص میں پہلو پہنچا ہے اور نیت پڑھنی ہے۔ اگر پہلو پہنچا ہے تو نیت پڑھنی ہے۔ اگر پہلو پہنچا ہے تو نیت پڑھنی ہے۔  
 یہ نیت پڑھنی ہے۔

جواب: اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔ اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔  
 (۲۶۰) مغرب کی نیتیں ادا نہیں کی گئیں: سوال: اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔  
 نیت پڑھنی ہے۔ اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔ اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔  
 یہ نیت پڑھنی ہے۔

(۲۶۱) جمعہ کی نیتیں کس طرح کرے؟ سوال: جمعہ کی نیتیں کس طرح کرے؟  
 جمعہ کی نیتیں کس طرح کرے؟  
 جواب: اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔ اگر نیت پڑھنی ہے تو نیت پڑھنی ہے۔  
 (۲۶۲) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا ذکر کرنا ضروری نہیں: سوال: سنتوں اور نفلوں میں  
 نیت کرتے وقت اس وقت کا ذکر کرنا ضروری نہیں؟

جواب: اگر وقت کی حاجت نہیں۔  
 (۲۶۳) نوافل میں اگر نیت سے زیادہ پڑھ لیا تو؟ سوال: اگر نیت سے زیادہ پڑھ لیا تو؟  
 اگر نیت سے زیادہ پڑھ لیا تو؟

جواب: اگر نیت سے زیادہ پڑھ لیا تو؟  
 (۲۶۴) نوافل میں اگر ایک مرتبہ میں آنکھ رکت  
 کی نیت کی تو کیا سب کا ادا کرنا ضروری ہے؟ سوال: اگر نیت کی تو کیا سب کا ادا کرنا ضروری ہے؟  
 اگر نیت کی تو کیا سب کا ادا کرنا ضروری ہے؟  
 جواب: اگر نیت کی تو کیا سب کا ادا کرنا ضروری ہے؟

(بدست خاص، ص ۱۱)

وید یا دو پر مثلاً، تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ فقط

نوٹ: ایک ضروری مسئلہ: صحت نماز جمعہ کے لئے ملک تمام یا وقف ہونا مسجد کا شرط نہیں۔ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ [نور]

(۲۶۵) دن اور رات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ، کتنی رکعتیں درست ہیں؟

سوال: نوافل میں دو ہی رکعت ہوتی ہیں، یا زیادہ بھی؟

جواب: جس قدر چاہے پڑھے، دن کو چار بیک سلام اور رات [کو] آٹھ رکعت بیک سلام بلا کراہت ہوتی

(بدست خاص، ص ۱۲)

ہیں، اس سے زیادہ درست نہیں، مگر بکراہت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۶۶) نوافل کی چار رکعت کی نیت کی اور پہلا قعدہ بھول گیا تو؟ سوال: اگر چار رکعت نفل

کی نیت کی اور وسط کا قعدہ نہ کیا سو سے اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، تو یاد آیا کہ قعدہ نہیں کیا، تو اب کیا کرے، آیا بیٹھ

کراہت پڑھے، یا بعد چاروں رکعت کے سجدہ سہو کرے؟

(بدست خاص، ص ۱۲)

جواب: بیٹھ کر تشہد پڑھ کر، پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ فقط

(۲۶۷) نوافل کی جماعت میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟ سوال: نوافل کی جماعت

میں علاوہ امام کے، کتنے مقتدی ہونے چاہئیں؟

(بدست خاص، ص ۱۸)

جواب: تین تک جائز زیادہ مکروہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۶۸) نوافل کی عمومی جماعت کا حکم؟ سوال: نوافل کی جماعت کا جواز تو اس حدیث سے

جو ایک صحابی فرماتے ہیں، کہ میں نے نماز تہجد بجماعت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پڑھی ہے، نکلتا ہے۔ لیکن

چند کہ اس وقت وہ صحابی ہی حاضر تھے کوئی دوسرے نہ تھے، لہذا وہ تنہا شامل ہوئے اور سورج گرہن اور تراویح میں بہت

سے آدمی شامل ہوئے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نوافل میں خواہ کتنے ہی آدمی ہوں، جائز ہے۔ تو قلیل آدمیوں

کا جماعت نوافل میں انحصار ہونا، کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

جواب: نوافل کی جماعت مکروہ ہے، مگر نماز تراویح، نماز کسوف، صلوٰۃ استسقاء میں جائز ہے، اور سب میں

مکروہ تحریمہ [ہے]۔

(بدست خاص، ص ۱۸)

(۲۶۹) تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟ سوال: نماز تہجد کی بارہ رکعت ہیں، یا کم؟

جواب: تہجد کی ادنیٰ دو رکعت اور اعلیٰ کی کوئی حد نہیں، ہزار رکعت ہوں یا زیادہ، مگر فعل شارع علیہ السلام سے دس

(بدست خاص، ص ۳۴)

رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہوتی، اکثر اوقات میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

## جموں اور خطبہ کے متعلقات و مسائل

(۲۷۰) جموں کا اول وقت اور جو بستی میں ایک جگہ ہونا، پکتر ہے: سوال: ایک قصبہ

میں ساری زمین میں مسجد ہو جائے، مصلحت لگ کر قریب چار یا پانچ مسجد کا جو چھوڑ کر ایک مسجد میں مقرر کیا تھا اب صاحبان اس طرف سے قریب ایک ایک بار و شتر ہو چکا ہے یعنی اس صورت میں اکثر نمازی گروہ روہتے ہیں مگر مسجد قریب میں اٹل محلہ جموں آ کرین تو چار بجے پانچ بجے اب اس طرف مقرر ہو گئی اور جموں کا وقت کب تک ہے۔ بیجا تو رہا!

جواب: جموں کا وقت مصر تک رہتا ہے، مگر کا وقت اور جموں کا ایک ہی ہے جسکی اس جگہ سے کہ ایک جگہ ہو سے قدرتی ہو جاتا ہے میں دوسری جگہ جموں نماز کا اچھا نہیں۔ جموں ایک جگہ ہونا ہوں ہے اور جموں کا اول وقت ہونا مستحب ہے، اسکی اس جگہ سے قدرتی من سب نہیں، معین: اگر دوسری جگہ کر ہوں گے تو جموں اور ہونا گے گا، گو تفرق غیر مناسب ہے۔ کذا فی کتاب الطہرۃ والحدیثی ام

کتبہ اعلیٰ دہلی: رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ (جموں مکاں میں ۱۶۰)

نوٹ: ایک قریبی مسئلہ شریکان میں فرق ہے! فیروز پور میں دو محلے ہیں۔

(۱۷۱) چھوٹے قصبے میں جموں ایک ہی جگہ ہونا مناسب ہے: سوال: کیا فرق ہے میں صاحبان دینی

اس مسئلہ میں ایک چار مسجد میں جس میں قریب سے جموں ہوتا ہے اور چھوٹا مکان میں نے پورے خصوصیت کے دوسری مسجد میں جو چار مسجد ہو اور اس مسجد میں آواز اذان قریب کی جاتی ہو، جموں قریب کرین اور امام مسجد اب مقرر کرین کہ مولوی بھی دوسرے محنت بھی کرے، دوسری جگہ رک بھی مقرر ہو، جس سلسلہ میں مسجد قریب کے دوسری مسجد میں نماز جموں چار مسجد ہے، یہ نہیں اور اپنا، اس سے پہلے نماز ہو سکتی ہے، پانچ نماز اور یہ کثرت ایک قریب میں واقع ہو، جس میں سورہ صافات کی ہوں، اور چار کی ہے، یہ میں آواز کی ہوں، تو آواز کھینچاں تو ہوگا اور کوئی کلام نہ ہوگا، اس: خطا تو رہا! اور ہم آواز کا اختیار بھی ہے کہ ہم بند کر سکتے ہیں۔

جواب: چھوٹے قصبے میں جموں ایک چار ہونا مناسب ہے اور تفرق، پکتر اور دوسری جگہ جموں قائم کرنا مناسب ہے، مگر چار جگہں جموں درست ہے وہاں خود جموں کا قیام لکھا ہے، مگر ہونا نقصانیت و پر خاش کے تفرق کرنا ضروری ضرورت آتی کا چھوٹا مسجد ہونا کہ جموں قائم کرنا مناسب ہے کہ محض اختلاف و نزاع یا بھی ہے، جس کو شریعت میں حرام قرار دیا ہے۔ اسکی وجہ سے تفرق اور خود راہ سب منع ہے۔ سو جو ایک جگہ پر تفرق ایجاد کی، اس میں آواز

سے جمعہ ذکر کرتے ہیں، بے شک وہ گنہگار ہوں گے، اور تفرقہ انداز محبت اسلام کے ہو کر مخالف حکم قرآن شریف سے ہوویں گے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا  
نہر جمعہ: اور مضبوط پکڑو ربی اللہ کی سب مل کر اور  
البح (آل عمران-۱۰۳) پھوٹ نہ ڈالو۔ (ترجمہ شاہ اند)

پس ایسی صورت میں ان لوگوں کو فہمائش کرنا چاہئے، اگر مان لیویں بہتر ہے، مگر ایسا نزاع کرنا کہ موجب زیادت فتنہ کا ہو انہ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الامامی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں ص ۱۹۱-۱۹۲)

(۲۷۲) جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنا؟ سوال: جمعہ کے روز دو پہر کو بھی نماز پڑھنا جائز ہے، جس وقت میں اور دنوں میں نماز کو منع کرتے ہیں [جائز ہے] کیا حکم ہے؟

جواب: بعض علماء کے نزدیک درست ہے۔ (بدست خاص ص ۴۱)

(۲۷۳) عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھنے کا حکم؟ از بندہ رشید احمد عفی عنہ

مکرمی جناب مولوی محمد احسن صاحب زید عنہم، بعد سلام مسنون، مطالعہ فرمائند۔ نامہ گرامی پہنچا۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ خطبہ بربان غیر عربی پڑھنا کتب فقہ سے مکروہ معلوم ہوتا ہے اور کراہت بھی تحریر معلوم ہوتی ہے، اس باب میں تحریرات بھی ہو چکی ہیں، اور قرون ثلاثہ میں حالانکہ صحابہ و تابعین عظیم الرضوان ممالک عجم میں تشریف لے گئے، چنانچہ خود ابن عباس فارسی زبان والوں کے حاکم رہے، مگر گاہے فارسی میں خطبہ پڑھنا ثابت نہیں ہوا، لہذا کسی عالم ماضی نے یہ کام نہیں کیا اور اب بھی اسی وجہ سے کوئی نہیں کرتا۔

البتہ عید کا خطبہ کہ خود مسنون ہے، اگر اس میں بعد اداۓ قدر خطبہ کے مضامین ضرور یہ بیان کر دیویں، تو نہایت الامر ترک اولیٰ ہو جاوے گا۔ بہر حال بوجہ عدم ثبوت قرون ثلاثہ کے اور تصریح کراہت کے کتب معتبرہ حنفیہ سے، اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا، اور اصل خطبہ کی ذکر ہے اور ذکر بضمین تذکرہ و وعظ مسنون ہے۔ (۱) فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۳)

(۱) اور اصل خطبہ کی ذکر ہے یہ ان لوگوں کے استدلال کا جواب ہے جو قیصری میں خطبہ سے براہ راہ ذکر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ ہندو معتقد ہے اور

جب لوگ عربی نہیں جانتے تو عربی میں خطبہ سے کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ خطبہ حقیقتاً ذکر اہل ہے، سورہ جمعہ میں ہے (فاسمعوا للی ذکر اللہ)

اور ذکر بضمین تذکرہ و وعظ مسنون ہے اس میں ایک دو زبان غلبان کوئی کیا ہے کہ خطبہ جمعہ کا مقدمہ وکلا و نصحت بھی ہے اور یہی خطبہ کا خارجی پہلو ہے اور ذکر کا حقیقی اس کے ضمن میں ہوتا ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے کہ خطبہ کا خطاب وکلا ہو اور ضمنی ذکر ہو۔ (پانچ پوری)



(۲۷۴) عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ کیسا ہے؟ غیر عربی میں خطبہ مکروہ لکھتے ہیں، کتب فقہ میں خطبہ کا اصل مقصد ذکر اللہ ہے اور ضمنیہ میں سنت ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد ص ۴۴)

(۲۷۵) ہمیشہ عصاء ہاتھ میں لے کر خطبہ جمعہ پڑھنا؟ عصاء لیکر بالذم خطبہ پڑھنا، بلا اصول جاری ہے۔ فقط رشید احمد غنی عنہ (مجموعہ رام پور ص ۴۴)

(۲۷۶) خطبہ میں الوداع پڑھنا: خطبہ میں الوداع پڑھنا بدعت ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

(۲۷۷) احتیاط الظہر فضول ہے: مولوی محمد صاحب السلام علیکم

خط آیا حال معلوم ہوا، جریبان لطائف سے فرحت ہوئی، مبارک ہو، ان کی خوب ملازمت رکھو اور انوار کی تمنا مت کرو، انوار کوئی معتبر مقصود نہیں، نفس ذکر اور طمانیت فی الذکر مطلوب اصلی ہے، اس کو نہایت غنیمت اور عنایت الہی تعالیٰ شانہ جان کر معروف و مشغول ہو: لَسْنَا شَاكِرُونَ إِلَّا بِالْمَعْرِفَةِ (۱) اگر مشق کرو گے سب کچھ ہو جاوے گا، غفلت بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ہر دم یکساں نہیں رہتا، کچھ تعجب نہیں۔

بندہ اپنے امور میں پریشان ہے، اسی واسطے دیوبند جانا نہیں ہوا، اس ماہ تو ہرگز نہیں جاسکتا، شاید جمادی الآخر کے اخیر میں جاؤں۔

جہاں جمعہ ادا ہوتا ہے کہ مصر اور قصبہ ہوا امام جمعہ کا عامہ نے مقرر کر رکھا ہے، تو وہاں احتیاط ظہر پڑھنا لغو ہے، اور گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا، وہاں ظہر جماعت کر کے ادا کریں، وہاں خود ظہر فرض ہے۔ اس واسطے بعض فقہاء نے احتیاطاً ظہر کو منع کیا ہے اور جس نے اجازت دی ہے تو وہاں اجازت دی ہے، کہ تحقق ادا و سقوط فرض ذمہ کا باداء جمعہ نہ ہوتا ہو، اور ارتقاء بھی محقق نہ ہو، سو دونوں فریق درست فرماتے ہیں، کچھ نزاع نہیں، مسئلہ قریہ اور امام میں کچھ شبہ نہیں۔

جمعہ بعض روایات سے معلوم ہوا کہ مکہ میں فرض ہو چکا تھا اور یہ آیت فَاَسْعَوْا الْح (۲) مدینہ میں نازل ہوئی، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء نزول قباء میں جمعہ فرض ہوا اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی سالم میں پانچویں روز نزول قباء سے، جمعہ بنی سالم میں ادا فرمایا۔ تاہم نزول اس آیت کا اس کے بعد ہوا، پھر اس آیت سے فرض کرنا جمعہ کا عجیب ہے، ہاں حکم فرضیت اس سے مستفاد ہوتا ہے، مگر معلوم و مستفاد ہونا اور چیز ہے اور فرض کرنا دیگر امر، دونوں میں فرق لازم ہے۔

(۲) سورۃ ابراہیم، آیت ۵ ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو ترجمہ شیخ الہند

(۳) فَاَسْعَوْا اِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذُرُو الْبَيْعَ (الجمعة ۹) ترجمہ: تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو بیع و تجارت۔ (ترجمہ شیخ الہند)







جواب: جو منزل کے گرداگرد، ایک روز کی مسافت سے پھرتا ہے، وہ مسافر نہیں ہوتا فقط۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۴۷)

(۱۸۳) کیا ریلوے کے ملازمین کو، سفر ملازمت کے دوران قصر کرنا چاہئے؟ سوال: جو ملازمان

ریل خواہ وہ ریل کے چلانے والے ہیں، یا ہمراہ جانے والے، و نیز ملازمان محکمہ بندوبست، و محکمہ نہر، و ڈاک خانہ جات، و مدرسہ ہائے سرکاری، بحکم سرکار تین منزل یا زیادہ سفر کرتے ہیں، نماز قصر کی اجازت ہے، یا نہیں؟

پھر جن ریل کے ملازموں کے واسطے حکم سفر جائے متعین سے ہر روز، یا تیسرے روز جاری ہوتا رہتا ہے، بعد واپسی بھی ان کو نماز قصر چاہئے، یا نماز حضر؟ پھر بعض ملازمین کے مبداء یا منتهائے سفر یا وسط سفر میں مقیم ہیں، وہاں پہنچ کر نماز کا کیا حکم ہے، اور بعض کے اہل و عیال ہر سہ جائے مذکورہ میں نہیں ہیں، خود ملازم ہیں، کسی قدر مقیم رہ کر، پھر ہمراہ ریل چلے جاتے ہیں، ان کو کیا ارشاد ہے؟

سوریل کے اور محکمہ کے جو ملازم سفر بطور دورہ کے کرتے رہتے ہیں، ان کے واسطے حکماً ایک جا خاص دفتر کی متعین ہے، بعد واپسی، بمقام دفتر، بصورت ارادہ قیام کم از پندرہ روز، نماز قصر چاہئے، یا حضر، ان کل ملازموں کے واسطے حکم نماز مثل اہل خیمہ کے ہے، جن کا مسکن صحرا ہے، یا کچھ تفاوت ہے؟ فقط

جواب: ملازمان ریل وغیرہ سب جب بعزم تین منزل کے سفر کے روانہ ہوں، تو راہ میں قصر صلوٰۃ کا کریں گے، اور جب کسی مکان میں جا کر ٹھہریں، اگر وہ جگہ جنگل ہے، تو نیت اقامت ان کی قابل اعتبار کے نہیں، اور جو وہاں آبادی ہے جیسے مکانات اسٹیشن، مگر صورت گاؤں کی ہو جاتی ہے، اگر پندرہ روز کی نیت سے قیام کرے گا، تو مقیم ہو کر اتمام صلوٰۃ کا کرے، ورنہ اس مقام پر بھی قصر ہی کرے۔ لہذا جو ملازم کہ دوسرے تیسرے روز پچر سفر پر جاتے ہیں، وہ مکان پر بھی قصر کیا کریں، کہ مسافر ہیں اور جو ملازم کہ راہ میں مثلاً ان کا گھر واقع ہوتا ہے، اگر وہ وطن اسٹیشن سے علیحدہ ہے، مثلاً ایک دو کوں، اور یہ ملازم بدون دخول وطن کے سفر کرتا ہے، وہ بھی مسافر ہے قصر کرے، اور جو اسٹیشن پر آبادی ہے اور اہل و عیال اس کے وہاں ساکن ہیں، تو وہاں تک اگر چلنے کی جگہ سے تین منزل کے قدر ہے، تو مسافر ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔

پھر اس وطن سے چل کر منتہی مقصد تک کا بھی، یہ ہی حال ہے، اور واپس ہونے کا بھی یہ ہی قاعدہ ہے، اور مبداء منتہی، یا اگر وطن ہے، تو وطن میں پہنچ کر بھی قصر نہ کرے گا، بلکہ اتمام صلوٰۃ کرے گا کہ سفر تمام ہو گیا ہے، اور جس کا کہیں ہر یہ مواقع میں گھر نہیں، وہ برابر مسافر رہے گا اور جو شخص سب جگہ سفر کرے، ایک بلد خاص میں بکھل دفتر قیام کرتا ہے، اگر اس کے عیال وہاں نہیں، تو وہ وطن اقامت ہے، اگر وہاں پندرہ روز کی نیت سے اقامت کرے گا، تو سفر نہ رہے گا، مقیم ہو جائے گا، پھر جب وہاں سے سفر کر کے گیا، جب واپس آئے تو وہ وہاں مسافر ہے، اب جدید نیت قیام پندرہ روز کی

کرے تو مقیم ہے، ورنہ مسافر ہے، کہ وطن اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ لوٹ کر آنے میں دوسری نیت نہ ہو  
ہوتی ہے اور یہ سب ملازمہ اہل خیام کے قسم میں نہیں، کیونکہ گھر اور خیال دوسری جگہ موجود ہیں، کہ وہ ان کا وطن اصلی ہے۔  
کتبہ الاحقر رشید احمد کنہوی عفی عنہ  
یہ ان سے جدا ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ ۱، ص ۳۳۰)

### (۲۸۴) دوران سفر وطن سے گزرنے والے، مسافر کے لیے حکم؟ مسئلہ: رتیق و حقیق (۱)

معلوم ہے کہ عبور میرے وطن پر کوہو گیا اور وہ [اس] قدر سفر نہیں، تو قبل رسیدن وطن تیق تیق مسافر نہیں اور بعد فریق و فریق  
اور متنی بھی قدر سفر نہیں، تو جب بھی مسافر نہیں، کیوں کہ از مبداء تا منتہی مثل منزل ہوتا، سفر کے لیے ضروری ہے۔

(مکتوبات بنام ولایت خلیل احمد قاسمی، ص ۱۰۰)

### (۲۸۵) سفر میں پوری نماز پڑھنے سے گنہگار ہوگا، سنت چاہے پڑھ لے: سوال: سفر میں

اگر نماز پڑھی پوری تو گنہگار ہوا، یا نہیں؟ اور اگر قصر پڑھے تو سنت بھی پڑھے یا نہیں، اور در صورت نہ پڑھنے سے گنہگار  
ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: اہم صاحب کے نزدیک گنہگار ہوتا ہے، سفر قصر میں سنت پڑھے، مگر تائید ہو جاتی ہے، نہ پڑھے  
تو گناہ نہیں۔ فقط  
(دست خاص، ص ۱۰۰)

### (۲۸۶) سفر میں قصر نہ کرنے پر گناہ، اور فرض نہ ہونے کی صورت میں حج قربانی اور نوافل پر ثواب کیوں ہے؟

سوال: حاشیہ قرآن مجید (۱) پر حضرت شہید القادر صاحب نے لکھا ہے کہ سفر میں نماز قصر کرے، اور اگر پوری پڑھے گناہ نہیں۔  
نہی اہم صاحب نے پڑھائی کی تو اس پر جس پر حج اور قربانی فرض نہیں ہے، وہ اگر حج کرے یا قربانی کرے، تو وہ ان میں سے لا پرواہی کرتا ہے، یا وہ اس حکم میں داخل نہیں، اور اگر اس حکم میں داخل نہیں، تو اس سے بچتا ہے اور داخل نہیں۔  
جواب: یہ آپ کی فہمی کو تائید ہے۔ خدا تعالیٰ نے دو رکعت فرض کی سفر میں، اب اگر کوئی فرض نہ کرے

اور چار رکعت پوری کرے، تو اپنی رائے سے حکم اور رخصت حق تعالیٰ کو ٹالتا ہے، اس واسطے اس پر وعید ہے۔  
حج کی چار رکعت پڑھے، اور نوافل میں جو اجر و ثواب ہے، اس کی تحصیل موجب رضامندی ہے۔ اس کی ایسی بات ہے  
جیسا کوئی حاکم نہیں، وہ یہ دعوے اور وصیت قبول نہ کرے، رد کردے، اس کے واسطے وعید ہے، مگر جو وصیت ہے

(۱) مؤلف قرآن مشہور حضرت شہید القادر صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے۔



مذکورہ بالا سوالات پر جواب دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو نماز میں چار سے دو یا تین رکعت کا نماز پڑھنا پڑے تو اسے اپنی رکعتوں کے ساتھ ساتھ چار سے دو یا تین رکعتوں کا نماز پڑھنا چاہیے۔  
 (بدست لائوٹو ص 109)

## مسافر کی نماز کے مسائل

(۳۷۷) مسافر اگر مقیم کے پیچھے پڑھ رہا ہے تو نماز پوری پڑھنے سے سوال: مسیق مسافر اگر مقیم کے پیچھے حرکات احتیات میں سے تو جس وقت کہ مسافر لیجر سے تو وہ مسیق مسافر نماز اپنی پوری پڑھنے سے قطع کرے؟

جواب: نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ ورنہ تو اس سے

(۳۷۸) مقتدی مقیم جس نے مسافر کے پیچھے نماز پڑھی مابقی نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: اگر مسافر نے مرتبہ، اور مقیم مقتدی تو پھر رکعت دینی نماز میں جب کہ وہ رکعت کے بعد صوم رکھے تو مقیم جو اپنی رکعت پڑھ کر رکعتوں میں سے حد پڑھیں یا نہیں؟

جواب: اگر مسافر نے رکعت پڑھ کر رکعتوں میں سے حد پڑھیں یا نہیں؟

(۳۷۹) مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے نماز کی تکمیل میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے گن گارہوں گے؟

جواب: اگر مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے نماز کی تکمیل میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے گن گارہوں گے؟

(۳۸۰) اگر مقیم مسافر کے پیچھے احتیات میں شامل ہو تو نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: اگر مقیم مسافر کے پیچھے احتیات میں شامل ہو تو نماز کس طرح پوری کرے؟



سنا ہے۔ معذرت یہ خصوصیت مصاہرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، دوسرے کے واسطے جائز نہیں ہے۔ لہذا حضرت  
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا کو غسل دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا، حجت نہیں۔

اور کتاب درمقدار تمام عرب و عجم کے نزدیک معتبر ہے، غیر مقلد اپنے فہم سے عاجز ہیں، بخاری کے سمجھنے کی ان کو  
توفیق نہیں، اپنے نفس اور فہم کے مقلد ہیں، فہم حدیث سے ان کو کچھ کام نہیں، طعن ائمہ کا ان کا مذہب اور اتباع اپنے نفس  
کا ان کا مشرب ہے، حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اور راہ حق پر چلنے کی توفیق دیوے اور ظلمات نفسانیہ سے ان کو  
نکالے۔ فقط والسلام

(۲۹۵) کفن کے اوپر ڈالی جانے والی چادر کا کیا حکم ہے؟ سوال: مردہ پر علاوہ کفن کے جو

چادر اس غرض سے ڈالتے ہیں، کہ مردہ جوڑا [بندھا] ہوا، برا معلوم نہ ہو، جیسے ہندوؤں کا مردہ ہوتا ہے، نیز وہ چادر محتاج  
کو بندھ دی جاتی ہے، تو اس کا ڈالنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، مگر یتیم کے مال سے نہ کرنا چاہیے۔ (بدست خاص ص ۳۶)

(۲۹۶) نابالغ بچوں کے کفن کی مقدار کیا ہے؟

صغیر لڑکا لڑکی چار پانچ سال تک کو کامل کفن دینا اولیٰ  
ہے، جو ایک یا دو پارچہ میں لپیٹ کر دفن کر دیوں، جب بھی درست ہے، اور جب بارہ گیارہ سال کا ہو تو، کامل کفن دینا چاہیے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

(۲۹۷) مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا؟ سوال: مردہ کے بالوں میں وقت غسل کنگھی کرنا جائز

ہے، یا نہیں؟

جواب: مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم (بدست خاص ص ۹)

(۲۹۸) میت کے سر پر عمامہ کی تحقیق اور کفن کی مقدار مسنون؟ عمامہ میت کے سر پر بعض روایات

میں، فعل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (۱) سے مروی ہے، لہذا اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے، مگر بذریعہ احادیث صحیحہ کے کفن  
تختہ پارچہ ہیں۔ (فرخ آباد ص ۴۸)

(۲۹۹) مردہ کو قبر میں رکھنے کے بعد، اس کا منہ قبر کو دکھانا کیسا ہے؟ سوال: مردہ کو قبر میں

رکھ کر کفن کے بندھکھولن اور لوگوں کو اور قبر کو منہ دکھانا کیسا ہے؟

(۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما (۱) نے فرمایا: "وَالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ حِمْلَةُ الْوَابِ قَبْرُكَ وَحَمْلَةُ الْوَابِ قَبْرُكَ وَحَمْلَةُ الْوَابِ قَبْرُكَ" (رواہ سعید بن منصور، کتاب  
القبور، ص ۵۶) (۵۶) اعلام السنن ص ۱۹۸ ج ۹ [مکتبہ الامدادیہ مکہ المکرمہ] (نور)

جواب: کسی کو وحی کا ادنیٰ نہیں، مگر حرام بھی نہیں مگر قریہ کو دکھانا و ادبیات ہے، حماقت ہے، ایمان نہ ہے۔

(بدست خالص ص ۳۸)

اللہ تعالیٰ اعلم

(۳۰۰) قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا؟ سوال: نماز جنازہ کی قبرستان میں پڑھنا شرعی ہے؟

قبریں سے جنازہ کے ہوں، جائز ہے، یا نہیں؟ یا یہ بھی ایسا ہی حکم رکھتی ہے جیسا اور نماز قبرستانوں میں پڑھنا شرعی ہے؟

جواب: نماز جنازہ قبرستان میں جائز ہے۔ واللہ اعلم

(۳۰۱) بے نمازی کی تمہیداً نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم؟ از بندہ و رشید احمد عفی عنہ مولوی نصیر الدین

صاحب سلمہ (۱)

بدست مفسنون و مطاعفہ، بندہ خط آپ کا آیا، حال معلوم ہوا، بندہ اجماعیت ہے اور شریعت حق تعالیٰ کا کرتا ہے۔ بندہ

آدنیٰ فاسق ہے، کافر نہیں ہوتا، اہل نماز کے فرض ہونے کا منکر ہو جاوے۔ تو کافر ہو جاوے گا۔ تو تارک نماز و اہل کفر

چاہتا کہ کسی جنازہ کی نماز نہ پڑھے، بیجا ہے۔ اہل تغلیظ اور چشمک (۲) کے واسطے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ تو اہل کفر

و نہ حدیث صحیح ہے کہ فاسق پھر نماز پڑھنی چاہئے اور اہل کفر و کفر کا حکم تارک صلوٰۃ پر لگایا ہے، وہ تو حرام کی چیز ہے تارک

نماز کے سبب ہے۔

فرض یہ کہ جو غیر مقلد کہتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ مشرک قطعی ہے، خلاف تمام علماء کے ہے اور خطاب حدیث کا ہے

اعلم کہ یہ ہیں، تو دیگر احادیث ان کی سمجھ کے خلاف حکم سے رہی ہیں، بغرض یہ قول ان کا خلاف احادیث اور اقوال

عالموں کے ہے۔ نماز تارک صلوٰۃ کی پڑھنی چاہئے اور وہ مسلمان فاسق ہے۔ فقط

(۳۰۲) بغیر نکاح کے عورت رکھنے والے کی نماز جنازہ کا حکم؟ سوال: اگر عورت جو اپنے

ان سے جنازہ کی نماز پڑھا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن جائے، یا مثل پتھر یا بھٹیوں کے کچھائی، یا ان کے قبرستان

حالی میں دفن ہو جائے تو اس کی نماز پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر عورت جو اپنے قبرستان میں دفن ہے، اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے اور اگر عورت

جو اپنے قبرستان میں دفن ہو جائے، تو وہ عورتوں میں باقی نہیں دفن میں شریک نہ ہوں، بدست خالص ص ۳۸

قبرستان میں دفن نہیں کریں۔ فقط

اللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ اعلم





(۳۰۶) قبر میں پتھر لگانا اور صندوق بنانا؟ پتھر اگرچہ از قسم تراب ہے، مگر چنانچہ اس کا قبر پر کر وہ نکلتا

(مجموعہ فتاویٰ ص ۱۳۴)

ہے اور صندوق بھی مکروہ ہے۔

(۳۰۷) قبر پر مٹی ڈالتے وقت منها خلقکم پڑھنے کا ثبوت؟ تین دفعہ مٹی قبر پر ڈالنے میں

تین کلمہ منها خلقکم پہلی دفعہ دوسری دفعہ وہیہا نعیدکم تیسری دفعہ: و منها نخرج حکم (۱) بغض

(مجموعہ فتاویٰ ص ۱۳۴)

روایات سے ثابت ہے۔

(۳۰۸) تدفین کے بعد میت کے گھر جا کر فاتحہ پڑھنا؟ سوال: اور ایک رسم کہ جس

وقت مرد کو دفن کر کے مکان پر آتے ہیں، تو ان کے ہمراہ کے کل آدمی جو جنازے کے ہمراہ جاتے ہیں، وہ میت کے مکان

پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر فاتحہ پڑھ کر اپنے مکانوں کو جاتے ہیں، ان میں نمازی بے نمازی سب شامل ہیں۔ اس طرح بعد میں

دوبارہ آ جا اور جمع ہو کر فاتحہ پڑھ کر درست ہے، یا نہیں؟

جواب: بعد دفن کے دروازہ میت پر جا کر فاتحہ پڑھنے کو منع لکھا ہے، درالحقار وغیرہ کتب فقہ میں۔ لہذا بعد

دفن کے اپنے اپنے گھر چلے جاویں، دروازہ میت پر تعزیت کے واسطے نہ جاویں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد ششوی

یہ جوابات صحیح ہیں۔ محمد مراد عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ مظفرنگر

(فیوض رشیدیہ ص ۸)

(۳۰۹) مقامی لوگوں کے لئے تعزیت صرف تین دن تک ہے؟ مسئلہ: حاضر بلد کے

اواسطے تین روز تعزیت کے ہیں، کہ تین روز سوگ کرنا شرع سے اجازت ہے، پھر نہیں۔ کیونکہ غم کو بھلانا چاہئے نہ یاد دلانا

پریشان کرنا، اور غائب کے واسطے زیادہ ایام میں اجازت ہے مگر نہ یہ کہ ماہ دو ماہ کے بعد آوے، کہ یہ ایام بھول جانے کے

ہوتے ہیں، ایسے میں آنا محض لغو اور رسم باطل ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فتاویٰ ص ۱۳۳)

(۳۱۰) میت کے گھر تیسرے روز تک کھانا کھانے کا حکم؟ سوال: میت کے گھر طعام کھانا

تین روز سے اول جائز ہے، یا نہیں، شادی ہو یا غم میں، بیٹو تو جروا۔

جواب: میت کے گھر کا کھانا جو صدقہ کا ہے، وہ تو جائز فقہاء کو ہے، غنی کو مکروہ ہے اور جو اہل میت

برادری کی روٹی پکاوین، وہ مکروہ تحریمہ اور حرام ہے۔ اور جو فخر و ریاء کا طعام ہو وہ بھی حرام ہے، اور جو دور سے مہمان

(۱) منها خلقکم وہیہا نعیدکم و منها نخرج حکم (آخری) بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی ملۃ رسول اللہ رک عن ابی امامۃ قال

وصفتہ کلوا و شربوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کما کما العمل للعلامہ علی ابن حسان الدین المصنف البغدی ص ۶۰۲ ج ۱۵

رقم الحديث ۴۳۵۹ مؤسسة الرسالة بیروت

تغزیت کے واسطے آوے، اس کو کھانا درست ہے، خواہ قبل سے روز کے ہو، یا بعد سے روز کے ہو۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲۱-۲۲ ص ۲۲۲)

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی مفتی عہدہ

(۳۱۱) اگر محلہ میں موت ہو جائے تو اہل محلہ کے لئے کھانا پینا منع نہیں؟ سوال: جس محلہ

میں کوئی مرجاوے، تو اس کے یعنی محلہ کے لوگوں کو مردہ کے دفن ہونے تک، کھانا کھانا پینا منع ہے، یا نہ کھانا مستحب ہے۔

جواب: درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۲۹)

(۳۱۲) نفل نماز روزہ کا زندہ آدمی کو ثواب پہنچ کرنا؟ سوال: نفل نماز اور روزہ کا ثواب زندہ

آدمی کو پہنچ کرنا جائز ہے، یا نہیں۔ بر تقدیر اول مویوب لہ سے اس ثواب کے عوض میں، دنیا کا مال لینا جائز ہے، یا نہیں؟

اور یہ تو ظاہر ہے کہ فرض نماز روزہ میں نیابت درست نہیں، لیکن اوائے فرض سے دو فائدہ ہیں: سقوط عذاب اور حصول

ثواب، سو اگر کوئی شخص فرائض کا فقط ثواب دوسرے شخص کو پہنچ کرے تو جائز ہے، یا نہیں؟ اور نفل عبادت کا ثواب فاسق

یا مبتدع کو پہنچ کرنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: ثواب نوافل کا زندہ کو بھی دینا درست ہے، جیسا مردہ کو دینا درست ہے۔ فقط اور فرض کا ثواب دے

سکتے ہیں (۱) اور فاسق کو ثواب دے سکتے ہیں۔ فقط

(۳۱۳) زیارت قبور کے واسطے کون سے دن افضل ہیں؟ سوال: زیارت قبور کے واسطے کون

کون دن افضل ہیں، اور کس دن میں مردوں کو، اپنے زائران کے آنے سے اطلاع زیادہ ہوتی ہے؟

جواب: زیارت قبور کو جمعرات جمعہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے، بعض روایات سے۔ (بدست خاص، جواب نمبر ۱۱۶)

(۱) الملکی الشامی وبہذا علم انه لا فرق بین ان یکون المجهول له ميتا وحيا والظاهر انه لا فرق بین ان یوی به عند الفعل للغير او یعمله نفسه ثم بعد ذلك یجعل ثوابه لغيره لاطلاق کلامهم وانه لا فرق بین العرض والقبول والاشیاء ح ۱ ص ۱۰۵، مطلب فی القراءۃ للثبت والعداء، تو بہا لہ،

وفی منحة المحتالی علی البحر الرائق للعلامة الشامی وسد ذکر ہاک ان الحج یقع عن الفاعل فیسقط بہ فرضہ وهو صریح فی

المراد بالبحر الرائق ح ۳ ص ۱۰۷، وفيه ايضا فی مقام آخر: وتعلیل المسئلة منه تبرع بجعل ثواب عمله لاحدهما بعد وقوع الحج عن

الفاعل فیسقط بہ الفرض عنه وان جعل ثوابه لغيره (البحر الرائق ح ۳ ص ۱۲۲)

وفی سبک الانہر علی ملقی الامہر: ومن اهل محبة عن ابوبہ: غیر امر وتم عن احدهما حاز لآلہ متبرع (وثلثا لسان ان بجعل ثواب عمله

لغيره فی جمیع العبادات، فرضا او علما (مجمع التاخر ح ۱ ص ۳۰۹)

وفی رد المحتار علی الدر المختار تحت قولہ: الاصل ان کل من اقی معاذة لہ جعل ثوابہ لغيره. وفي البحر بحثا ان اطلاعہم شامل للبریة لکن لا

بعد الفرض فی ذمہ لان عدم الثواب لا یستلزم عدم السقوط عن ذمہ ۱۱ علی ان الثواب لا یعمل کما علمت وسد ذکر فیما لو اقل بحج عن ابوبہ انه



**جواب :** ایسا پچھتایا تو اب کا نہیں ہے، مگر جو اب پہنچا جاوے گا تو رفع ورجہ اس کو حاصل ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۲۳)

**(۳۱۷) پانچواں باب ایصال ثواب میں حرج نہیں : سوال :** کیا فرائض میں حرج ہے

مقتضیٰ شرع تین اس مسئلہ میں کہ اگر یہ ہر سال میں پانچویں تاریخ کے جس میں آدمی کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اس کے ثواب میں اپنے بزرگواروں کے لئے فرماتا ہے۔ آیا یہ ایصال ثواب اس کو ہر سال میں پانچواں نہیں؟ مینا تو جروا۔

**الجواب :** پانچویں تاریخ ایصال ثواب عام پچھترن نہیں اور وہ جب اجر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط

شیخ الحدادی رحمہ اللہ

**الجواب صحیح :** قال ۱۰ لا یجوز لکن فی مسائل اربعین و تقسیم طعام بدیث ثواب بے تعین ہر ماہ درست ہے۔ و رفع آس و مزدودہ۔ تہذیب احسن مفتی محمد متھم جامع مسجد سہارنپور۔

**جواب صحیح :** مفتی محمد مفتی سہارنپوری۔ نیز جواب حق مذکور سوال صحیح۔ معایت الہی مفتی سہارنپوری مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور۔

**اصحاب الجیب :** محمد ناصر حسن مفتی عن جامع ہندی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ الجواب صحیح۔ عن دارالرضی و یونیورسٹی مفتی عن مدرس اول۔ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ الجواب صحیح۔ محمد مراد مفتی عن مدرس مدرسہ اسلامیہ مظفرنگر۔ اصحاب من اجاب بجز بشر الدین میرٹھی۔

**جواب صحیح :** عبدالعزیز مفتی عن دارالرضی۔ الجواب صحیح۔ محمد صدیق مفتی عن دارالرضی۔ مدرسہ اسلامیہ کاندھلہ۔ الجواب صحیح۔ محمد اسماعیل بھٹی۔ اصحاب ملکہ عبدالعزیز ثواب بدیث ثواب بے تعین۔ تہذیب اصحاب۔ تہذیب عبدالعزیز پانی پتی۔ ۳۰ ربيع الاول ۱۳۰۹ھ۔ الجواب صحیح۔ مفتی محمد زکریا۔ مدرس مدرسہ اول کراچی۔

**الجواب :** بغیر تاریخ خاص معین کرنے کے ثواب پہنچا دینا وہ ایک سال یہ فعل کرے۔ یا ہر سال کیا کرے۔ کسی طرح تو اس طرح کی مخالفت نہیں، بلکہ اس کا وہ کسی اور موقع کرنا بھی کثیر کا۔ ان موقع کرنا ہے۔ اور وہ پانچویں۔ پانچویں ہر ماہ

(۱) اس کے بجائے ہے۔





الفقهية المستندة المعتبرة الصريحة.

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

اصلاح الرسوم تالیف: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ص: ۹۲

شائع کردہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی، مقیم گنگوہ۔ [مطبوعہ در حیات حضرت مولانا گنگوہیؒ۔ ۱۳۲۰ھ]

(۳۱۹) اسقاط مروجہ کا حیلہ ثابت نہیں: سوال: اسقاط مروجہ بعد میت، کس حدیث سے

ثابت ہے۔ بروایات صحیحہ بیان فرمادیں فقط۔

جواب از عالم انبالوی: اسقاط مروجہ ایک صدقہ دینا ہے، واسطے میت کے، اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت

ہے اور ترکیب اسقاط کتب فقہ میں مذکور ہے، فقط۔ تمام شد جواب انبالوی

تردید جواب بالا از حضرت گنگوہیؒ: طریق اسقاط کہیں احادیث میں مذکور نہیں، متاخرین نے ایک حیلہ

وضع کیا ہے، اگر کوئی کرے ورنہ کچھ حرج نہیں۔ سائل پوچھتا تھا کہ اس کا ثبوت کہاں سے ہے، جناب مجیب نے

اس سے اعراض کیا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۷۲۔ ۷۱)

رشید احمد گنگوہی

toobaa-elibrary.blogspot.com









و مباشرت بازن و پرورش و تعلیم اولاد صغیر، و ادائے حج، و طواف بیت اللہ، و زیارت مدینہ منورہ، و دیگر اماکن و مشاہد مقدسہ، و اجرائے مدرسہ اسلامی، و تعمیر پل و مسجد و چاہ، و مہمان سرائے، و نفع رسانی اہل اسلام، و داد و بخش فقراء، و یتام، و اطعام محتاجین وغیرہ وغیرہ، مگر ہر امر کے لئے موقع و محل جدا ہے۔

طعام میت اسی کو مقتضی ہے کہ محتاجوں اور معذوروں کو کھلایا جاوے، کیوں کہ اہل قدرت کے کھانے میں محرومی محتاجین کی ہے، پس حق اہل مستحان کیوں مارا جاوے۔ اندریں صورت حق بجانب کس کے ہے۔

اور یہ بھی استفسار طلب ہے کہ عرف ہمارے دیار میں اللہ واسطے کا کسے کہتے ہیں، اور طعام میت خاص حق مساکین ہے، یا وہ اور غیر ان کے سب برابر ہیں، اور بعد کھلانے محتاجین کے طعام باقی ماندہ میں سے، خود بازن و فرزند وغیرہ اہل قرابت کے کھانا، یا کسی اپنے دوست یا مقدور اہل وسعت کو، تفریح القلب اخلاصاً و ثواباً ہمراہ خود کھانا، یا اس کے گھر طعام بھیجنا، کیا حکم رکھتا ہے اور ذی مقدور آدمی کو قبول اور رد طعام اموات جائز ہے، یا ناجائز۔ اور طعام فاتحہ عام مومنین اور خواص اولیاء اللہ میں کیا فرق ہے، اور کھانا اور کھانا اس کا کیوں کر مسنون ہے۔

(ب) صاحب صلوٰۃ خمسہ مفروضہ کو مرد بے نمازی کے گھر کی دعوت لینا اور عورت بے نماز [ی] کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھانا کیسا ہے اور جو مرد نمازی اور عورت بے نماز [ی] ہو تو کیا کرنا چاہئے، اور کس دعوت میں تنہا مساکین اہل حق ہیں اور کس موقع پر اشخاص غیر محتاجین اور کس محل پر دونوں؟ اندریں صورت بہتر کیا ہے، آیا محتاجین کو اولاً کھلا کر اور رخصت کر کے، پھر ذی مقدوروں کو کھلاوے، یا ہر دو طرح کے لوگ جلسہ واحد میں شامل ہو کر کھاویں، اور روزہ کو اثنائے روزہ میں افطار کرنا، کس موقع پر جائز ہے، اور کون سے مقام پر ناجائز۔ جواب اس کا مدلل و شرح مرحمت ہووے۔ بینوا اتوجروا!

الجواب: (الف) صدقہ فرض کہ زکوٰۃ ہے اور واجب کہ صدقہ فطر اور نذر ہے اور جملہ صدقات واجبہ غنی کو حرام ہیں، اور صدقہ نفل خواہ ایصال ثواب میت کا ہو، خواہ ارواح مشائخ کرام و انبیاء علیہم السلام یا کسی وجہ کا صدقہ نفل ہو، یہ سب ایک حکم رکھتے ہیں، کہ غنی کو مکروہ تنزیہی ہیں، نہ حرام۔

قال فی الہدایۃ: و لا تدفع الی غنی الخ۔ ترجمہ: ہدایہ میں کہا ہے: صدقات غنی کو نہ دیئے جائیں۔ [ت: نور] مراد اس سے زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ ہے۔

قال فی فتح القدیر [وقال فی النہایۃ] و کذا یجوز النفل للغنی انتہی<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: اور فتح القدیر میں کہا ہے: اور اسی طرح صدقہ نافلہ بھی غنی کے لئے جائز ہے۔ [ت: نور]

(۱) شرح القدر: علامہ کمال الدین ابن ہمام کتاب الزکاة باب من یجوز دفع الصدقات الیہ دیں لا یجوز ص ۲۷۳ جلد ثانی (دار الفکر بیروت) - طبع قدیم



پس ذی قدرت اگر غنی ہے تو اس کو..... (۱) ثواب کا کھانا حرام نہیں، اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے اور طعام..... (۲) بیجا و بیهوده فقیر مکان وغیرہ۔ اس میں غنی فقیر سب یکساں ہوتے ہیں۔

بہ انصاف، کو بڑا کر اہست جا کر ہے، اور اگر طعام میں مقصد یہ ہو کہ فقراء پر صدقہ اور انصاف پر ہدیہ، تو خواہ جمع کر کے کھلاوے، خواہ جدا جدا ہر حال درست ہے اور جو محض صدقہ کا کھانا ہے، تو اس میں غنی کو شریک ہونا ترک اولیٰ ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد غفری عنہ گنگوہی (۳)

یہ اصل فتویٰ برصغیر ہند کے مورخہ خطا حضرت شاہ سید نعیمی صاحب نعیمی رقم، لاہور پاکستان کے ذخیرہ میں محفوظ تھا۔ صاحب نے اس کا نسخہ دے کر ممنون فرمایا۔ جزا اللہ تعالیٰ!

(۳۳۱) بے نمازی کے گھر کھانا کھانا کیسا ہے؟ بے نمازی اس کے گھر کا کھانا حرام نہیں، کہ فخر عالم (صلی

اللہ علیہ وسلم) نے یہودی کے گھر کا گوشت تناول فرمایا تھا۔ البتہ اس سے مودت اور دوستی نہ چاہئے، کہ فاسق گنہگار ہے، البتہ اگر تالیف مراد ہو، یا کوئی دوسری وجہ ہو تو، عجب نہیں۔

علیٰ ہذا! زن بے نمازی اس کے ہاتھ کا پکا یا درست ہے اور صدقہ فرض کو فقط مساکین کو کھلانا اولیٰ ہے، انصاف، بھی اگر کھاویں تو ثواب ہوگا، مگر کم، اور تقدیم تا خراطعام میں اختیار ہے، چاہے اکٹھا کھلاوے، اس کا کوئی حق و استحقاق فی مصلحت صاحب طعام کے ہے، جس طرح چاہے کھلاوے اور ضرورت ضیافت کے واسطے روزہ نفل کا افطار کرنا چاہئے، اگر صاحب طعام ناراض ہو، یا اصرار کرے، اگر نہیں روزہ نہ توڑے۔ کذاتی کتب الحدیث والفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد غفری عنہ گنگوہی

(۳۳۲) فاسق کا صدقہ کیا ہولال لینے اور اس کی عیادت کرنے کا حکم؟ سوال: علمائے دین

سے مسائل کا سوال ہے کہ جو لوگ فاسق و فاجر ہیں، جیسے ڈاڑھی منڈانے والے، یا چڑھانے والے، یا ناچ دیکھنے والے، یا ستار سننے والے، یا انیون کھانے والے، یا سونے کی انگوٹھی پہننے والے۔ ایسے شخص فاجر و فاسق جو گناہ کبیرہ علاوہ کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ گناہ ہے، کچھ خوف و خطر نہیں رکھتے۔ ایسے شخص اگر بیمار ہووے اور وہ صدقہ نکالے جان اپنی کا۔ تو ایسا صدقہ مسلمان مومن کو، شرعاً لینا جائز ہوگا، یا نہ ہوگا؟

سوال دیگر: جو شخص قربانی نکالے یا قربانی میں بکرا ذبح کرے، یا گائے کرے، تو اس میں کچھ گوشت اپنے

(۲۰۱) یہ ہمارے ضائع ہو گئے ہیں۔

(۳) (۱) بابت، کتاب الرکاة باب من يجوز دفع الصدقات اليه ومن لا يجوز (عارف الزکاء ص ۲۰۶ ج ۱۔)

بھائی کو دے، کچھ اقرباء کو دے، کچھ مسکین کو دے، ایسے ہی شخص مومن مسکین کو دے اور اقرباء مومن کو دے۔ تو ایسے شخص فاجر و فاسق کا مال، مومن مسلمان کو قربانی کا گوشت لینا جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

**جواب:** فاجر و فاسق سے دوستی اور محبت کرنا تو اچھا نہیں، مگر اس کی عیادت کرنا اس لحاظ سے کہ شاید اس کو عبرت ہو، یا اپنے اوپر سے رفع شرکا کرنا، یا کوئی نفع دین کا ہو تو درست ہے، اور جو وہ صدقہ کرے یا گوشت قربانی کا کسی کو دیوے، اگر اس کے مال کی حرمت کا یقین نہیں اور حلال مال ہونے کا غالب گمان ہے، تو لینا اس کا مسلمان کو درست ہے، کچھ حرج نہیں۔ مگر دوستی محبت ایسے سے نہ کرے، بلکہ اس کو بوجہ اللہ تعالیٰ ہو سکے تو نصیحت کرتا رہے۔ فقط والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۱-۲۱۲)

(۳۳۳) صدقات کے کھانے سے، دل سست اور مردہ ہو جاتا ہے؟ سوال: بعض

آدمیوں سے سنا ہے کہ اگر کوئی مریض ہو یا کوئی مر گیا ہو، تو ان کے واسطے جو کھانا بطور صدقہ یا خیرات پکاتے ہیں، تو اس کے کھانے سے دل مریض اور مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے، اور کہتے ہیں:

طعام المریض یمرض القلب، طعام المیت  
مریض کی صحت کے لئے [صدقہ کی نیت سے کھلایا گیا]  
کھانا دل کو بیمار کرتا ہے اور مردے کے [ایصال ثواب  
کے لئے] کھلایا گیا، کھانا دل کو مردہ بنانے والا ہے۔

(ت: نور)

تو آیا یہ کھانا پکانا اور کھانا شرعاً ناجائز ہے، یا کیا؟

**جواب:** یہ کھانے پکانے اور کھانے کھلانے جائز ہیں، مگر صدقات کے کھانوں سے دل سست ہو جاتا ہے اور

ان دونوں مقولوں سے یہی غرض ہے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

## یا نچواں باب

## کتاب الصوم

## روزے سے متعلق مسائل

(۳۳۴) تھوک نکل لینے سے روزہ اور نماز ٹوٹنے کا حکم؟ سوال: روزہ دار کے منہ میں

اگر بلغم یا تھوک جمع ہو جاوے، حالت نماز میں یا غیر نماز میں، تو روزہ اور نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر وہ بلغم یا تھوک منہ میں آیا ہو، نکل جاوے؟

(بدست خاص ص ۴۱)

جواب: اگرچہ نکل جائے، درست ہے، فقط

(۳۳۵) روزہ کی حالت میں پانی میں، رت خارج ہونے کا حکم؟ سوال: روزہ دار کو اگر

پانی میں بائے سرے رت خارج ہو جائے ایسا استیجا کرنے کے وقت، تو روزہ ربا، یا نہیں؟

جواب: استیجا کرنے میں بائے نکلنے سے، روزہ میں کچھ نقصان نہیں ہوتا، فقط (بدست خاص ص ۴۱)

(۳۳۶) انزال سے کب روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ انزال خروج منی کو کہتے ہیں، مساس سے انزال

مفسد صوم ہے۔ نذی کے خروج سے صوم فاسد نہیں ہوتا، اور انزال اگر کلام سے ہو، مفسد نہیں۔ علیٰ ہذا! اگر نظر سے ہو، خواہ کلام سے، خواہ فکر سے مفسد نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۲-۴۳)

رشید احمد غنی عنہ

(۳۳۷) روزہ میں اگر چوتنا یا کوئی اور چیز، دماغ میں چڑھ جائے؟ مسئلہ: چوتنا یا کوئی

دماغ میں چڑھ جانے سے، روزہ فاسد ہوتا ہے، مگر کفارہ نہیں، اگرچہ دوا ہو یا غیر دوا۔

(از کتاب بن مولانا طفیل احمد صاحب، کتاب غنی ص ۴۲)

(۳۳۸) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ سوال: جو شخص رمضان میں حقہ نوش ہو، اسے روزہ کا

کیا حال ہے؟



**جواب:** حقہ مفسد صوم ہے، اگر صوم رمضان میں کسی نے جان کر حقہ پیاروزہ فاسد ہوا، اور کفارہ واجب ہو گیا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلام ص ۲۳۵)

**(۳۳۹) کسی ظالم کے خوف سے روزہ قضا کرنا؟ سوال:** ایک ظالم ایک شخص سے کہتا ہے، کہ اگر تو

اس ماہ رمضان میں روزہ رکھے گا، تو میں تجھ سے تیرا سب مال چھین لوں گا، اور اس شخص کو اس مال کے جانے سے بہت دقت اور تکلیف ہوگی، اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جو اس کو اس ظلم سے بچائے، اور اس کے پاس ایسا سامان اور حمایت بھی نہیں ہے، کہ اس کے ذریعہ سے وہ حاکم سے فریاد کر کے، اس مال کو جو ظالم غصب کرتا ہے، وصول کر سکے۔ اس صورت میں مظلوم کو دفعِ ظلم کے واسطے، اس رمضان میں افطار کرنا، اور اس کی قضاء، دوسرے مہینے میں جائز ہے، یا نہیں؟

زید کہتا ہے کہ جائز نہیں ہے، اس واسطے کہ یہ شخص نہ مریض ہے، نہ مسافر، اور بکر کہتا ہے کہ یہ افطار اور قضاء جائز بلکہ اولیٰ ہے۔ مرض اور سفر میں افطار کی علت قرآن سے ثابت ہے، کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا اور صورت مذکورہ میں روزہ رکھنے میں ایسی سختی ہے، کہ اکثر اوقات مرض اور سفر میں بھی نہیں ہوتی۔

اس مسئلہ میں زید کا قول ٹھیک ہے یا بکر کا، ان مسائل کا جواب شافی دوسرے ورق پر روانہ فرمائیں، اور اپنی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ فقط، والسلام عریض ادب: نظیر حسن غفری عنہ

**جواب:** اگر اہ جان پر ہو سکتا ہے نہ مال پر، اگر مال لینے کی تحویف کرے اور روزہ فرض سے روکے، تو مال اگرچہ جاوے ترک فرض درست نہیں ہے، اور غرض سفر کی تخفیف سے مال کو بچانا نہیں ہو سکتا، (۱) مال خرچ کے واسطے ہے، جان کی راحت کے واسطے ہوتا ہے۔

ہنوز طبع میری درست نہیں ہوئی، اسی واسطے سبق طلباء کا شروع کرایا نہیں گیا۔ فقط (فرخ آباد ص ۱۵۱)

**(۳۴۰) کفارہ اور فدیہ کے کھانے کے عوض میں قیمت دینا؟ سوال:** یہ کہ کفارہ اور فدیہ کے

کھانے کے عوض میں، قیمت دینا جائز ہے، یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ چند صیام کا فدیہ آیا، ایک بار ایک شخص کو دینا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** کفارہ میں قیمت دینا بھی درست ہے، جس قدر ایک آدمی کو دیا جاتا ہے کہ ایک صاع یا نصف صاع ہے، اس کی قیمت دے دیوے درست ہے، اور فدیہ صوم و صلوٰۃ میں بھی قیمت دینا درست ہے، مگر کفارہ کا طعام و قیمت ایک کی ایک کو ملے گی، اور فدیہ کے طعام و قیمت کو چاہے سب ایک کو دے دیوے، تو درست ہے۔

(فرخ آباد ص ۲۴۳-۲۵۷-۲۷۷)

(۳۳۱) افطار کے مسجد میں بھیجے گئے کھانے پر کس کا حق ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین؟ اس سوال کے کہ زید نے ماہ رمضان شریف میں کھانا یا مٹھائی واسطے افطاری روزہ داروں کے مسجد میں بھیجی، کہ کل روزہ دار کھائیں، زید کو ثواب ہو، پس غرض دو چار ہمارائیوں کے دو کھانا یا مٹھائی، بے اجازت کل روزہ داروں کے، ایک مسکین بکر کو دے دیتا ہے، اس صورت میں کل روزہ داروں کو رنج ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ تو اپنے حصہ میں سے بکر مسکین کو دینے اور ہمارا حصہ ہمیں دے، پس عمر زبردستی سے بکر مسکین کو دیدیتا ہے، یہ جائز ہے، یا نہیں؟ زید کو بھی نہایت رنج ہوتا ہے، کہ میں مسجد میں کل روزہ داروں کے لئے بھیجتا ہوں، خاص عمر و بکر کے واسطے نہیں بھیجتا۔ اگر عمر کھانا یا مٹھائی پھر بکر مسکین کو دے گا، تو میں پھر مسجد میں نہیں بھیجوں گا۔

جواب: زید مسجد میں بھیجنے والے کے خلاف کسی کو دینا نہیں چاہئے، کہ مالک کی رضا و اجازت کے خلاف تصرف کرے حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔ جس طرح مالک کی مرضی ہو، اسی طرح حلال ہے، ورنہ جائز ہرگز نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی مفتی ع

(۳۳۲) محرم کی فضیلت صرف عاشورہ کے روزہ کی وجہ سے ہے: فضیلت محرم کی بعد رمضان جو

وارد ہے، وہ صوم عاشورہ کی فضیلت ہے، نہ تمام ماہ کی، اور صوم عاشورہ خود حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھتے تھے۔ فقط  
(مجموعہ نثر آہم ص ۲۸)

(۳۳۳) یوم عاشورہ کے روزہ کا حکم؟ سوال: دس تاریخ محرم کو جو شخص روزہ تراویح پوے اور کہے کہ

حرام ہے، یہ غلط ہے یا صحیح؟

جواب: روزہ عاشورہ کا دعویٰ محرم کو مستحب ہے اور اس کا بہت ثواب حدیث شریف میں آیا ہے، جو اس کو حرام کہتا ہے وہ شخص جاہل ہے، و رافضی کے یہاں یہ روزہ حرام ہے۔ اہل سنت کے نزدیک، بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک، یہ روزہ مستحب ہے، اس کو حرام کہہ کر توڑنے والا بے شک گنہگار ہے، اور جاہل حکم شرع سے ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلام ص ۱۳۹-۱۴۱)

(۳۳۴) ۲۷ شعبان کے نفلی روزہ کا حکم؟ سوال: یہ کہ ۲۷ تاریخ شعبان کو، جس قدر آدمی روزہ

دار تھے، سب کے روزے توڑا ڈالے اور کہا کہ آج کا روزہ رکھنا بالکل حرام ہے، روزہ داروں نے روزہ نفلی سمجھ کر رکھا تھا، اس روزان کا روزہ رکھنا درست تھا، یا نہیں؟

جواب: ۲۷ شعبان کو روزہ نفلی رکھنا درست ہے، حدیث میں ایک دو روزہ نفلی رمضان سے روزہ رکھنے کو



مکروہ فرمایا ہے، کہ اس طرح روزہ رکھے کہ ایک دو روزہ رکھ کر رمضان میں ملا دیو۔ اور نہ شعبان کے اول و آخر میں روزہ نفل رکھنا درست ہے۔ خود فخر عالم علیہ السلام شعبان میں بکثرت روزہ رکھتے تھے۔ ایسے روزہ جو حرام کہنا جائز ایسے شخص کا ہے کہ نہ حدیث کو سمجھا اور نہ مطلب حدیث سے واقف ہوا، محض جاہل ہے۔ کیونکہ احادیث میں ان ایام کے جواز کی دلیل موجود ہے، لہذا بلا ہند روزہ تو روزانہ اس کا بیجا ہوا، اور ہندوان سمجھے جاں کو فتویٰ دین حرام ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

فَاَقْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَ اَضَلُّوا (۱)

ترجمہ: بغیر جانے فتویٰ دیں گے، پس گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے۔ [ات: نور]

(مجموعہ کماں ص ۱۲۸-۱۲۹)

(۳۳۵) نماز کے بعد تسبیحات اور عرفہ کا روزہ مستحب ہے؟ مسئلہ: بعد نماز کے تسبیح، تحمید، تحمید، تحمید، مستحب ہے اور صوم عرفہ بھی مستحب ہے، سنت مؤکدہ نہیں۔ شاہ عبدالعزیز کے کلام کی مجھ کو خبر نہیں، سب کتب فقہ میں مستحب لکھا ہے۔

(مجموعہ نزع آداب ص ۱۹)

(۳۳۶) یوم عرفہ کا روزہ عرفات میں؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و مفتیان شرع سید المرسلین، اس مسئلہ میں: کہ زید بلہاس واعظ کسی شہر میں تعلیم کرنے آیا اور عرفہ ذی الحجہ کے روزہ کو، مجمع عام جامع مسجد میں منع کیا اور نوین تاریخ کو طبعی العموم روزہ سے منع کیا، حالانکہ صوم یوم التاسع کی بزرگی میں، احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے:

مَاسَمِ أَنْيَامَ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامَ كُلِّ يَوْمٍ

مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَ قِيَامَ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۲)

(۱) مسلم شریف، عن هشام بن عروۃ عن ابيه قال سمعت عبد الله بن عمرو بن العاص يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله لا يقبض العلم

انقباضاً يتزعمه من الناس ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يترك عالماً اتحد الناس رؤساً جهلاً فسلطوا فافترقوا فغير علم فسلطوا واصفوا

ج ۳ ص ۳۳۰ کتاب العلم (مطبع محتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ) بر مسلم ج ۲ ص ۱۲۲۲-۱۲۲۳ رقم الحديث ۲۶۳۱ [نور]

(۲) کوثر الشریذی، کتاب الصوم ص ۱۱۱ ماحاء فی العمل، ات محمد قواد عبدالغنی، النسخة ۵۲ رقم الحديث ۷۵۹ ص ۱۳۱

ج ۵۳ از الکتب العلمیہ، بیروت و امن ماحہ، کتاب الصیام، باب صیام العشر ج ۴ ص ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴

الہوداؤد سے روایت ہے۔

قال علیکم بصوم ايام العشر و اكنار الدعاء و الاستغفار و الصدقة فيها فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم. الويل لمن حرم خير ايام العشر و علیکم بصوم يوم التاسع خاصة فان فيه من الخيرات، أكثر من أن يحصيه العادون (۱) وروی أنه علیه الصلوة والسلام قال: | صيام | يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبله و السنة التي بعده (۲)

ہاں! اگر مزید مذکور یہ کہتا کہ یوم الثامن و یوم التاسع کا روزہ، باعث مجزائے افعال حج مقام عرفات میں مکروہ ہے جیسا کہ قاضی خان نے اپنے فتویٰ میں تحریر کیا ہے۔ عبارت فتویٰ کی یہ ہے:

ولا بأس بصوم يوم عرفة، سواء كان في الحضر أو في السفر، إذا كان يقوى عليه ويكره صوم يوم عرفة وكذا يوم التروية لأنه يعجزه عن أداء أفعال الحج. (۳)

جواب: فضائل صوم یوم عرفہ کے احادیث میں وارد ہیں اور تمام امت اس کے استحباب کی مقرر ہیں، کسی کو اس میں خلاف نہیں۔ مسلم نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے:

وسئل عن صوم يوم عرفة، فقال يكفر السنة الماضية و الباقية. الحديث (۴) اور دوسری حدیث مسلم میں ہے:

صيام يوم عرفة أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله و السنة التي بعده. الحديث (۵)

نہیں جو شخص اس صوم و مکروہ بتاتا ہے، وہ تا وقتہ جاہل حدیث سے ہے۔ ہاں! عرفات پر روزہ مکروہ تنزیہی

(۱) (الہوداؤد سے روایت ان الفاظ کے ساتھ: "فہو یوم یوم")

(۲) (امام سمرکاتب صوم میں ص ۳۹۷) (فتاویٰ ثنائی، ج ۱ ص ۳۱۵) (۳) کتاب الصیام، باب اصحاب صوم ثلاثہ ايام من کل شهر و صوم يوم عرفة ان اوقبه نظر محمد الفارابی، رقم الحديث ۱۱۶۲ ص ۵۱۹ ج ۱ (دار طبعہ بیاض ص ۲۳۷)

(۴) (فتاویٰ ثنائی، کتاب اصوم، فصل فيما يكره للصائم و ما لا يكره ص ۹۹ ج ۱، مطبع مصطفى كبريت، لکھنؤ ۱۳۱۰ھ)

(۵) (اصحیح مسلم کتاب الصوم، باب صوم يوم عرفة ص ۳۹۷ ج ۱) (فتاویٰ ثنائی، ج ۱ ص ۳۱۵) (۶) (فتاویٰ ثنائی، ج ۱ ص ۳۱۵) (۷) (فتاویٰ ثنائی، ج ۱ ص ۳۱۵)

(۸) (اصحیح مسلم کتاب الصوم، باب اصحاب صوم يوم عرفة، ج ۱ ص ۳۱۵) (۹) (فتاویٰ ثنائی، ج ۱ ص ۳۱۵) (۱۰) (فتاویٰ ثنائی، ج ۱ ص ۳۱۵)

(۱۱) (الحديث ۱۱۶۲) (دار طبعہ بیاض ص ۲۳۷) (۱۲) (۱۳۲۷ھ/ ۱۴۰۶م)

ہے، اس لئے کہ ذکر و تلبیہ وہاں کا ذکر مستنون ہے، اس میں سبب روزہ کے کوتاہی ہو جاوے گی، ورنہ اگر وہاں کسی نے روزہ رکھ لیا تو ثواب ملتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹)

**(۳۴۷) ہزاری روزہ کی حقیقت؟ سوال:** ہزارہ روزہ کو ہزار کی نیت سے رکھنا چاہئے، یا غلی کی نیت سے، بعض تکرار کرتے ہیں۔

**جواب:** ہزارہ روزہ کی اصل، احادیث صحاح سے کہیں نہیں ملتی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳)

**(۳۴۸) عشرہ محرم میں ذکر شہادت پڑھنے اور روزہ و صدقہ کا حکم؟ سوال:** کیا فرماتے ہیں

علمائے دین اس مسئلہ میں: [کہ] عشرہ محرم کو ذکر شہداء بیان کرنا اور اسی عشرہ میں روزہ رکھنا اور خیرات کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب کتب معتبرہ سے دیجئے۔ بینوا تو جروا۔

**جواب:** عشرہ [محرم] میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے، اس واسطے کہ یہ مشابہ رافضیوں کے ہے، وہ ان ایام میں اس ذکر کو افضل عبادت جانتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہ کام کرے، وہ ان میں ہی ہے، پس ایسا کام کرنا رافضی ہونا ہوا۔

اور روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے اور خیرات و صدقہ دینا سب روز درست ہے، اس دن میں [بھی] جائز ہے، مگر تخصیص کہ اسی روز میں ضرور ہو، بدعت ہے۔ کسی کام کو بدون اجازت شرع کے خاص کرنا حدیث میں منع فرمایا ہے۔ فقط

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۳)

## تراویح سے متعلق مسائل

**(۳۴۹) بیس رکعت سے زائد تراویح کا حکم؟ سوال:** یہ کہ ماہ رمضان میں بیس (رکعت) تراویح

پڑھا چکا تھا، کہ ایک شخص کی وضو ٹوٹ گئی تھی، اس سے دو رکعت تراویح فوت ہو گئی تھی، اس نے وتر کسی کو نہ پڑھائی، آیا بعد رکعت بیس کے وتر پڑھاتا، یا یہ دو رکعت پڑھانی ضرور تھی؟

**جواب:** تراویح بیس رکعت ہے، اس سے زیادہ کو جماعت پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے، پس جس نے بائیس رکعت کی جماعت کرائی، بے شک وہ ناواقف مسائل دین سے ہے، اس نے یہ کام بدعت اور مکروہ تحریمہ خلاف سنت کے کیا۔

لوگوں کو بتا رہی تھی کہ بعد تیس رکعت سے دو رکعت کی جماعت نہ پڑھتے، اس فعل سے لوگ بھی متنبہ ہوئے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۵۹، ۱۶۰)

(۲۵۰) نابالغ کی اقتداء میں تراویح کا حکم؟ سوال: نابالغ سے چھپے تراویح درست ہے یا

غیر درست، اور اس کو پڑھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نابالغ کی اقتداء تراویح میں ایک قول کے مطابق صحیح، اور رائے یہ ہے کہ درست نہیں۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۰، ۱۶۱)

(۲۵۱) اگر تراویح کی چار رکعت ایک سلام سے پڑھے تو؟ سوال: اگر نماز تراویح چار

رکعت بیت سلام پڑھے، تو دو رکعت کے بعد تیسری رکعت میں سبحانک اللہ بھی پڑھے، یا نہیں؟ اور وسط قعدہ میں دو رو دو عابھی پڑھے، یا نہیں؟

جواب: پڑھے، مگر چار رکعت سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(دست نام ص ۱۱)

(۲۵۲) تراویح میں اگر کسی نے دو رکعت کی جگہ تیسری اور چوتھی بھی پڑھ لی تو؟ سوال: تراویح

میں اگر کسی نے دو رکعت کی نیت کی تھی، مگر وہ قعدہ بھول گیا اور تیسری رکعت کو مقید بالجدہ کر لیا، تو پھر جدہ ہو کر لینے کی صورت میں، ہر چار رکعت تراویح میں شمار کی جاویں گی، یا دو رکعت؟

جواب: دو رکعت شمار ہوویں گی، اگر چار پڑھیں اور تین پڑھی تو اعادہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(نورام ص ۱۱)

بندہ رشید احمد

(۲۵۳) تراویح میں قرآن ختم کرنے کا حدیث سے ثبوت؟ سوال: حامد ابو نضلی، مسملہ

اما بعد! عرض یہ ہے کہ ان مسائل کا جواب شافی تحریر فرمائیے

اول یہ کہ تراویح میں قرآن ختم کرنے کی روایت، آپ نے تحریر فرمائی تھا ابوداؤد میں ہے، مگر ہم لوگوں کو تلاش کرنے سے اس کتاب میں نہیں ملی، سو اس کے اور کسی کتاب میں بھی نہیں ملتی ہے۔ مگر بانی اگر گے یہ تحریر فرمائیے، کیسے؟ بے یہ عمل، یا جواب میں کون سے باب میں، کس روایت سے منقول ہے؟

السلام علیکم

جواب: از بندہ رشید احمد عقی عنہ

ابوداؤد کی جلد اول کے ص ۲۷۳ میں ہے، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کو امام تراویح بنایا تھا، وہ اس

ملفوظ ابی بن کعب، ابی داؤد



روز جماعت کراتے تھے اور دس روز اپنے گھر میں پڑھتے تھے، اور ختم قرآن کرنا صحابہ کا نماز تہجد میں، ہر ماہ احادیث سے ثابت ہے۔ (۱) چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو کو آپ نے ہر ماہ ختم قرآن کا حکم فرمایا تھا۔ پس رمضان میں بھی بیس روز کا ختم تراویح میں اس سے واضح ہو گیا، اور یہ امر دیگر کتب احادیث میں بھی ہے، یہاں تک کہ مشکوٰۃ میں بھی۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۱۲-۷)

(۳۵۴) تراویح کا الم تر کیف سے پڑھنا، حکماً ہے، یا رواجا؟ سوال: نماز تراویح میں جہاں

تمام قرآن (شریف) نہیں پڑھا جاتا ہے، وہاں الم تر کیف سے پڑھتے ہیں، یہ بات حکماً ہے، یا رواجا۔

جواب: جہاں سے چاہے پڑھے، دس سورت کو دو دفع پڑھنے کے سبب اس کو لوگوں نے ٹھہرایا ہے، ورنہ مثل دیگر نوافل کے ہیں۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۲)

(۳۵۵) تراویح میں قل هو اللہ کو اعوذ بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ سوال: تراویح

میں جب قرآن ختم کرتے ہیں، تو قل هو اللہ کو اعوذ بسم اللہ کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اعوذ تو نہ پڑھے، مگر بسم اللہ کے ساتھ تکرار قل هو اللہ کا بعض کتب فقہ میں لکھا ہے، مضائقہ نہیں، مگر یہ ختم

تمام قرآن میں ہے، نہ سورتوں سے پڑھنے میں۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۲)

(۳۵۶) کیا نوافل کی جماعت جائز ہے؟ اور مجمع کمالات ظاہری و باطنی جناب مولانا رشید احمد صاحب

رسول ﷺ نے تراویح کی کتنی رکعات پڑھیں؟ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ چند مسائل جواب طلب ہیں، اور وہ یہ ہیں کہ آج کل جو لوگ نفلوں کی جماعت کرتے

ہیں، یہ جائز ہے؟ اور اگر یہ جائز ہے تو کتنے آدمیوں تک جائز ہے؟ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ رمضان کے علاوہ ایام (میں) تین

آدمیوں تک جائز ہے، اور رمضان میں جتنے چاہے ہو جائیں مقتدی، درست ہے، جماعت کے ساتھ، اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں

کہ سوائے رمضان کے نفل جماعت ہی جائز نہیں اور اگر تین آدمیوں سے زائد ہو جائیں، تو آیا وہ جماعت مکروہ تحریمہ ہے؟

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کس صورت سے پڑھی اور کتنی رکعت تک پڑھی؟

اور مثلاً ایک مسجد کا امام ہے اور اس مسجد میں وقت مقرر ہے، تو اس وقت مقررہ کے اندر، اگر امام دو چار منٹ کی تاخیر

(۱) انسن الحسن أن عمر بن الخطاب، جمع الناس علی أبی بن کعب، فكان یصلی لهم عشرين لیلة، ولا یقنت بهم الا فی

الصف الباقي، فبذا كانت العشر الاواخر، تخلف فصلی فی بیتہ، فكانوا یقولون أبق أبی، سنن أبی داؤد، کتاب

الوتر (۲۵۶/۲) رقم الحدیث: ۱۳۴۳: شیخ محمد عوام، [موسسة الریان بیروت: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م] [نور]



کرے، اس نیت سے کہ مقتدی زیادہ شامل ہو جائیں، اور امامتِ خیر کرنے سے پہلے مقتدی نمازی بہت غصہ ہوتے ہیں، اور  
بیمراض ہو کر ان کو برا کہتے ہیں، تو اب اس میں شرعاً حق کے اوپر کون ہے؟ امام یا مقتدی؟  
جواب: السلام علیکم۔

الجواب: جماعت تراویح کی رمضان میں سنت ہے اور سوائے تراویح کے، رمضان اور غیر رمضان میں جماعت نفل کا  
ایک حکم ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر تین مقتدی اور ایک امام ہو، تو جماعت نفل کی بلا کراہت درست، رمضان وغیر رمضان  
میں اور جو چاہے مقتدی ہوں تو اگر وہ تیرہ ہے، رمضان ہو یا غیر رمضان۔ فقط۔

اُتراویح: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی شب پرچی اور باندہ شراہت واجب ہو جانے کے ترک فرمادی، (۱) تو  
اس سے ثابت ہوا کہ ہم کو کون تراویح پر پڑنی چاہئے اور خود فرمادیا کہ تمہارے واسطے تراویح کو سنت کر چلا (۲) اور آپ کا ادا کرنا،  
کبھی اول شب سے شروع ہوا اور آخر شب میں تمام کیا، اور گاہ آخر شب میں سب پڑھ لیں۔

اور عدد و ریات، سواحد و بیست ضعیف سے ثابت ہے کہ میں رعیتیں تھیں (۳) ایک حدیث ضعیف کو دوسری حدیث  
ضعیف سے اتنی قوت حاصل ہوئی، کہ قابلِ سند ہو جائے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا میں  
رعیتیں پڑھنا، خود ایک حجت ہے، (۴) اور احادیث صحاح (میں) کوئی حدیث اس کے منافی نہیں، اگرچہ نا فہم اسے منافی  
سمجھیں اور اس کی بحث اس وقت کرنے کی محتاج نہیں۔ فقط۔

مقتدی کی توقع میں دو چار منٹ دیر جائز بلکہ سنت ہے، البتہ اتنی دیر نہ کرے کہ حاضرین کو تکلیف ہو، کہ یہ مکروہ ہے،  
فیضان اللہ تعالیٰ علیہ کتبہ الاحقر رشید احمد غفر لی عنہ الجواب صحیح ابوالحسن عفی عنہ  
اور اوراقِ نقل فتاویٰ حضرت مولانا شمس الدین عفی عنہ نمٹل میوزیم لائبریری، کراچی |

عکس بشکریہ از ریکٹر صاحب نیشنل میوزیم۔ کراچی پاکستان

(۱) الرواہ السخانی عن عائشہ وصحی اللہ علیہا صحیح بخاری، کتاب النہج باب نہرہن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل  
حمدان بن حمزہ نسائی ص ۵۸ رقم ۱۰۶۴۰ مکتبۃ الرسالۃ الحدیثۃ، الریاض، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۴ء، نیز بخاری شریف باب نہرہن النبی ص ۵۴،  
حدیث ۱۱۱۱۱۱ (تور)

(۲) یہ حدیث، بخاری میں، حدیث کی کتاب الصیام باب من قام رمضان وصامہ ایماناً واحساناً ح ۱ ص ۳۰۸، مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۵ھ  
سیر ص ۵۳۹، رقم الحدیث ۲۶۰۶ تخریج صحیحی حمل العطاری، دار الفکر بیروت ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۵ء، نیز الترغیب والترہیب للمنذری،  
کتاب الصیام باب الترغیب فی صیام رمضان احساناً ص ۲۶ ح ۲۶ رقم الحدیث ۳۳۴۳، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ، (تور)

(۳) تصانیف سے، یہ حدیث، بخاری میں، حدیث کی کتاب الصیام باب من قام رمضان وصامہ ایماناً واحساناً ح ۱ ص ۳۰۸، مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۵ھ  
سیر ص ۵۳۹، رقم الحدیث ۲۶۰۶ تخریج صحیحی حمل العطاری، دار الفکر بیروت ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۵ء، نیز الترغیب والترہیب للمنذری،  
کتاب الصیام باب الترغیب فی صیام رمضان احساناً ص ۲۶ ح ۲۶ رقم الحدیث ۳۳۴۳، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ، (تور)

(۳۵۷) رمضان المبارک میں اگر عشاء کی جماعت سوال : رمضان میں جو شخص فرضوں کی جماعت نہ ملے، تو تراویح اور وتروں میں شامل ہونے کا حکم؟ جماعت سے محروم ہو گیا ہے، تو وہ شخص تراویح میں

اور ترکی جماعت میں بھی شامل ہو، یا نہیں؟

(بدست نامہ ص ۴۲)

جواب : ۱۔ جماعت وتر میں شامل ہو سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔ فقط

(۳۵۸) تراویح کے وقت اسی جگہ یا صف سے آگے پیچھے فرض یا سنتیں پڑھنا؟ سوال : رمضان

میں جماعت تراویح کی ہو رہی ہے اور ایک شخص آیا کہ جس نے فرض نماز نہیں پڑھی، تو وہ شخص اگر اسی مسجد میں برابر جماعت کے، یا آگے پیچھے جگہ دیکھ کر فرض اور سنت پڑھے تو ہو جاویں گے، یا نہیں، یا کہیں اور جگہ اوٹ میں پڑھے۔

جواب : ایسی حالت میں فرض پڑھ لیا ہو، تو درست ہے، مگر اولی نہیں کہ مخالفت مسلمین کی ہے۔ فقط

(خالص ص ۱۵۶)

[نوٹ : ایک اور مسئلہ : مسافر اگر روزے رکھتا ہو، تو اس کے لئے تراویح کا حکم؟ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور ۱]

## رویت ہلال کے مسائل

(۳۵۹) ایک قاضی کی دوسرے قاضی کو چاند کی اطلاع، کب قابل تسلیم ہے؟ سوال : قاضی بصرہ

نے بنام قاضی کوئٹہ بذریعہ تار برقی یہ خبر بھیجی، کہ ہم نے حکم عید کا دیا ہے، اس خبر کے آنے سے قاضی کوئٹہ، حکم عید کرنے کا دیوانہ شہر کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب : اگر قاضی بصرہ نے یہ تار دیا کہ عدلیہ کی شہادت پر رویت ہلال ہوئی اور اس پر ہم نے حکم افطار دیا ہے، تو

قاضی کوئٹہ اس خبر پر کوئٹہ میں حکم عید کا دیوے، تو جائز ہے، کہ خبر کتاب القاضی کے حکم میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتویٰ نقل بدست مولانا امجد علی خاں، پھلا، ۱۴۰۰ھ، موجودہ ذخیرہ کوئٹہ)

العبد رشید احمد شہید، غفرلہ

(۳۶۰) عید کا چاند ایک شہر میں نظر آئے، دوسرے میں نظر نہ آئے تو کیا کیا جائے؟ سوال : رمضان یا

عید کا چاند اگر ابرو وغیرہ کے سبب سے ایک شہر میں نہ معلوم ہو اور دوسرے شہروالوں کو معلوم ہو، تو خفیہ کا مفتی پر مسئلہ کیا ہے؟

فتویٰ کا مشہور کتابوں میں یہ فتویٰ لکھا ہے کہ دوسری جگہ کی خبر کا اعتبار نہ کرنا چاہئے، اگرچہ بہت دور کی خبر ہو۔ مگر اس ملک میں بعض علماء یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ زیادہ دور کی خبر معتبر نہیں ہے، جہاں تک سنہ کرنے میں قہر واجب نہیں ہے، فقط وہاں تک کی خبر معتبر ہے۔ تو صحیح اس مسئلہ میں قول اول ہے، یا قول ثانی؟ اگر قول ثانی صحیح ہے تو اس قول کو خفیہ نے کس کتاب میں ترجیح دی

ہے اس کا مفہوم حنفیہ کے نزدیک قول میں جو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور یہ منافی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔  
مذہب سے حنفیہ میں سے اس فقہ سے اس مذہب کو اختیار کیا ہے؟

جواب: حنفیہ کے نزدیک رمضان اور شوال کا چاند اشراف میں میں دیکھا گیا تو غریب میں بھی شرف و شجاعت میں عمل  
مذہب سے یہ عام روایت ہے اور اشراف میں اس پر ہی ہے۔ دوم فی روایت غلام روایت نہیں ہے۔ اگرچہ وہ بھی بعض حنفیہ میں ہے  
ہے اور اس میں شرف کا ذکر ہے۔ کیا یہ فتویٰ ہے۔ فقہ

(۳۱۱) تار کے ذریعہ چاند کی خبر کب معتبر ہے؟ سوال: اگر یہ ہے تو اس سے ہزار چار سو روپیہ کی خبر  
کو بقدر کوئی خبر بھیجی کہ ہم نے رویت حاصل کیا ہے اس خبر کے پہنچنے سے تم کو کون سا مذہب چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ خبر صحیح ہے تو اس کی خبر پر صوم کا نذر ہے اور فقہاء میں اس کی خبر پر چار ذرات کے ذریعہ ایک حدیث میں  
سے فقہاء نے انہیں اور حدیث میں اگرچہ اجمالاً دیکھیں تو اعتبار موقوف ہے۔ اگرچہ شرف کے دوسوں کا دیکھنا نہیں تو معتبر  
نہیں چاہیے گا۔ اصل خبر تار کا معتبر ہے جیسا کہ تحریری خط کا اعتبار کیا جاتا ہے اور حدیث وغیرہ میں موقوف ہوتا ہے  
ہوئے ضروری ہی ہے۔ فقہاء و محدثین رحمہم

اگر کوئی شخص تار یا خط کے ذریعہ چاند ہونے کی اطلاع دے تو؟ سوال: کیا اس  
مذہب کے لئے کاربند ہوں یا نہیں؟ جواب: اگرچہ یہ خبر صحیح ہے اور حدیث میں یا خط یا خبر حاصل ہے دیکھنے کی کہ یہاں چند فقہاء میں  
مضان وغیرہ کا ہونا دیکھیں ان کا خبر پر معتبر ہوگا یا نہیں۔ موقوف مذہب یا موقوفین مذہب۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہزار چار سو روپیہ  
جواب فرمائیں اور ضرر محمد شہن کا اس میں کیا مذہب ہے؟

جواب: لکھنؤ کا یا نہیں کاربند ہوں یا نہیں؟ سوال: اگرچہ یہ خبر صحیح ہے اور حدیث میں یا خط یا خبر حاصل ہے دیکھنے کی کہ یہاں چند فقہاء میں  
مضان وغیرہ کا ہونا دیکھیں ان کا خبر پر معتبر ہوگا یا نہیں۔ موقوف مذہب یا موقوفین مذہب۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہزار چار سو روپیہ  
جواب فرمائیں اور ضرر محمد شہن کا اس میں کیا مذہب ہے؟

جواب: لکھنؤ کا یا نہیں کاربند ہوں یا نہیں؟ سوال: اگرچہ یہ خبر صحیح ہے اور حدیث میں یا خط یا خبر حاصل ہے دیکھنے کی کہ یہاں چند فقہاء میں  
مضان وغیرہ کا ہونا دیکھیں ان کا خبر پر معتبر ہوگا یا نہیں۔ موقوف مذہب یا موقوفین مذہب۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہزار چار سو روپیہ  
جواب فرمائیں اور ضرر محمد شہن کا اس میں کیا مذہب ہے؟

موقوف ہوں یا نہیں؟ سوال: اگرچہ یہ خبر صحیح ہے اور حدیث میں یا خط یا خبر حاصل ہے دیکھنے کی کہ یہاں چند فقہاء میں  
مضان وغیرہ کا ہونا دیکھیں ان کا خبر پر معتبر ہوگا یا نہیں۔ موقوف مذہب یا موقوفین مذہب۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہزار چار سو روپیہ  
جواب فرمائیں اور ضرر محمد شہن کا اس میں کیا مذہب ہے؟

## عیدین اور متعلقات عیدین

(۳۶۳) صدقہ فطر میں ستودینے کا کیا حکم ہے؟ سوال: صدقہ فطر میں گندم خام یا جو خام

دینا، یعنی جیسے گندم یا جو کا ستوکھا کرتے ہیں، کہ وہ کچی ہو کر تھیں، جائز ہے، یا نہیں، اور دے تو کتنے دے؟

جواب: اگر وہ خشک ہو گئے ہوں تو دینا جائز ہے اور اسی قدر دیئے جائیں گے جس قدر گندم پختہ دیئے

جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۴۹)

(۳۶۴) حضرت عثمانؓ کا خطبہ عیدین نماز سے پہلے پڑھنے کی وجہ اور اردو میں خطبہ کا حکم؟

سوال: پہلے نماز عیدین سے خطبہ پڑھنا بعض کتب میں حضرت عثمانؓ سے ثابت ہے، یہ سنت عثمانی ہے یا

بدعت مروانی؟

جواب: عیدین کے احکام کو جو عیدین سے جمعہ پہلے ہو، اس میں تلقین اور وعظ کی مستحسن ہے اور خطبہ میں اردو

بیان کرنا محروم ہے، اور حضرت عثمانؓ غنی رضی اللہ عنہ نے قبل نماز عید خطبہ پڑھا ہے، اس واسطے کہ ان کے وقت میں دور

دور سے لوگ حاضر ہوتے تھے، اگر آپ نماز پڑھ کر خطبہ پڑھتے تو دور والے شریک نماز نہ ہوتے اور دیر کرتا پڑتی تاکہ

باہر کے آدمی آجائیں اور پھر خطبہ پڑھتے تو غلط کثیر کو گرمی کی تکلیف ہوتی، اس واسطے یہ سہولت پیدا کی، کہ خطبہ اول

پڑھا کہ شرکت باہر والوں کو حاصل ہو جاوے اور خطبہ سے کوئی حاضر محروم نہ رہے، اور عیدین کا خطبہ سنت ہے نہ کہ

واجب۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(فرخ آباد ص ۵۱)

(۳۶۵) کیا عیدین کی نمازوں میں زبان سے تکبیرات کی نیت کرنا ضروری ہے؟ سوال: نماز عیدین

وجہ اور میں تکبیرات کو نیت کرنے کے وقت، زبان سے کہنا مثلاً نیت کی نماز دو رکعت واجب عید الفطر کی چھ تکبیرات، چاہئے یا

نہیں فقط ویسے ہی نیت کر لے۔

جواب: زبان سے کہنے (کی) ضرورت نہیں اور تکبیرات کی نیت بھی ضروری نہیں؟ فقط نماز عید کی اور

جنازہ کی نماز کی نیت کافی ہے۔

(بدست خاص جواب ۱۵)

(۳۶۶) عیدین اور جہا گرفت ہو جائیں تو کیا کریں؟ سوال: (۱) عیدین اور جہا گرفت ہو جائیں تو کیا کریں؟

پھر جس نے نہیں دیکھی وہ دیکھ لے، یہاں تک کہ اس شخص کو اس کے فرمان پر اچھے تو چاہئے، یا نہیں؟ اور یہی ہے کہ میں نے

جواب: اگر کسی نے اپنے دل سے یہ دعا پڑھ لی تو اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو جائے گا اور اس کی ہر بات سچ ہو جائے گی۔

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

(۳۶) اگر کسی بچے مقتدی کی، محمد یا عید کی نماز قاسد ہوگئی تو وہ کیا کرے؟ سوال

*[Faint handwritten notes or bleed-through from the reverse side of the page.]*

جواب : تھوڑے سے روپیہ دینے سے بچنے کی بجائے

(۳۶۸) عید گاہ میں ممتاز اور با اثر لوگوں کے لئے جگہ خاص کر لینے کا حکم؟ سوال: ۱۰۰

تجربہ کاروں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ وہ بھی ایک ایسی ہی بات سنا کرتا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو اپنے گھر میں لے کر گیا اور وہ اس کے ساتھ رہنے لگا۔

میں نے اپنے دل سے یہ سوچا کہ میں تو اپنی زندگی بھر کے لیے اس طرح کی باتوں کو نہیں کرنا چاہتا تھا۔

میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی چیز سیکھی ہے۔

جواب میں کہ، جی ہاں آپ کو اس کی خبر ملے گی۔ یہ تو ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔

جواب: قاضی کا یہاں پہنچنا اس کے لئے کہ اس نے اپنے قاضی کے لئے ایک اور قاضی کو بھیجا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله  
والسلام

1944



نہیں! کیونکہ منی جگہ پہلے جانے والے کی ہے۔ (۱) یعنی جو پہلے پہنچ کر ٹھہر گیا، وہی اس جگہ کا مستحق ہے، وہاں اپنا مکان بنانا جگہ کا روک لینا ہے، یہ درست نہیں۔ پس یہ قاضی جو ایسا کرتا ہے گناہگار ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

یہ جواب صحیح ہے محمد مراد عفی عنہ

فیوض رشیدیہ ص ۲۳ (نور الطالع میرٹھ: جلادت)

(۳۶۹) عید کے موقع پر انعام وغیرہ دینا اور دعوت؟

اور انعام عیدین اور تقسیم طعام عیدین میں بھی روا ہے، اس کو مؤکد نہ جانیں کہ اوقات سرور میں یہ امور ثابت ہیں۔ ہاں! اگر ترک ان کا طبع پر گراں اور موجب شرم اور خفت جانا جاوے، تو البتہ داخل بدعت ہو جاویں گے۔

(فتح آباد ص ۲۸)

(۳۷۰) عید کے دن سویاں پکانے کو ضروری سمجھنا؟ سوال:

عید کے روز سویاں ضروری جانتے ہیں اور ان کا پکانا کھانا موجب ثواب جانتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کام کو کسی روز اپنی رائے سے ضروری جانا بدعت ہے، فاعل اس کا مبتدع ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ نگار ص ۲۳۲-۲۳۱)

(۳۷۱) عصر کے بعد اور لہو لعب کے ساتھ عید کی نماز؟ سوال:

نماز عیدین بعد عصر قبل مغرب مع لہو لعب، مثل تاشہ و بجدہ و سنکھ وغیرہ کے جا کر پڑھنا، موجب ثواب کے ہوں گی، یا نہیں؟ اگر کوئی منع کرے اور کہے کہ وقت نماز عیدین قبل زوال ہے، اس وقت جائز نہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہمارے [بڑے] ہمیشہ سے اسی وقت پڑھتے چلے آئے ہیں اور بعض لوگ قبل زوال کے پڑھ کر، عوام کے ساتھ بعد عصر کے پڑھتے ہیں، موجب ثواب کے ہونگے، یا نہیں؟ اور وقت نماز کا کب سے کب تک ہے، مع سند حدیث و فقہ کے جواب تحریر کریں، تاکہ عوام کو سند ہوئے۔ بینوا تو جو روا۔

جواب: نماز عید کا وقت دو پہر تک ہے اور بعد زوال کے عید کی صلوٰۃ کا وقت نہیں رہتا، قال فی الہدایۃ:

واذا زالت الشمس خرج وقتها (۲) الحدیث

ترجمہ: جب سورج ڈھل گیا [زوال ہو گیا] عید کی نماز کا وقت ختم ہو گیا۔ (ت: نور)

پس جو لوگ عید کو بعد عصر پڑھتے ہیں، ہرگز واجب صلوٰۃ عید کا ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، بلکہ تارک صلوٰۃ واجب ہو کر فاسق ہوتے ہیں، اور پھر بعد عصر کے نماز غیر مفروضہ کا پڑھنا بھی حرام ہے۔ لقولہ علیہ السلام:

(۱) رواہ الترمذی عن عائشۃ: قالت: قلنا: یا رسول اللہ! انبئی لک بناء (وفی نسخة محمد بن ابی محمد عبد اللہ بن ابی) یظنک سبی قال لا، منسی من سبوق. ص: ۷۷۷ ج: ۱. ابو اب الحج باب ماجاء منی مناخ لمن سبق (کتب خانہ رشیدیہ دہلی) ت: محمد بن عبد اللہ بن ابی محمد الحدیث ۸۸۱، ص: ۲۲۸ ج: ۳ (دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) اس حدیث کی ترجیح گزر چکی ہے۔

(۲) ج ۱ ص ۱۵۳ جلد اول باب العیدین (مطبع مصطفائی ۱۲۸۹ھ) [نور]

لاصلوة بعد العصر (۱) الحدیث

ترجمہ: عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ (ت انور)

سواس وقت میں نماز عید پڑھنے میں دو گنا ان کے ذمہ پر لازم ہوئے، ایک صلوٰۃ واجب کا، اپنے وقت سے ترک کرنا، دوسرا بعد عصر کے نماز پڑھنا اور پھر دخول، بچہ اور بڑے، کہ یہ سب جملہ اوقات میں حرام ہیں، بچانا۔ یہ تیسرا موجب فسخ و فحور ان لوگوں کا ہے۔ بہر حال یہ لوگ سخت فاسق تکبر کر رہے، ایک ذرہ بھی ثواب ان کو نہیں، بلکہ وبال بربال معاصی کا ان کے ذمہ پر ہوتا ہے، اور رسم باپ دادا کی خلاف شرع، موجب عصیان کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

أُولَٰئِكَ كَانَ أَعْيُنُهُمْ لَٰلِغْفُلُونَ شَيْنًا لَّا يَفْتَنُونَ. (البقرہ)

پس ایسے رسوا اجداد کو، کہ خلاف حکم کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو، ترک کر، فرض میں ہے، کسی مسلمان کو اس کا ارتکاب جائز نہیں، اور ایسی حرکات غیر مشروعہ سے توبہ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۰-۲۳۹)

(۳۷۲) عیدین کے بعد بطور خاص مصافحہ کرنے کا حکم؟

عیدین کے بعد مصافحہ اور معافی

مخصوصیت کرنا بھی بدعت ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۳۲۹)

(۳۷۳) مصافحہ عیدین: مصافحہ مطلقاً منسوخ ہے، تخصیص کسی وقت (بتدائی) کی بدعت ہے، پس جو مصافحہ

عیدین کو زیادہ مؤکد جانیں، یا کبھی نہ کریں مگر عیدین کو ضرور کریں، یہ بدعت ہے۔ ایسا ہی جو کبھی نہ کرے، بعد وعظ کے ضرور کرے یا وعظ کے بعد مصافحہ کو زیادہ مؤکد موجب ثواب کا جانے، لا ریب بدعت ہے اس میں کیا کلام ہے؟ فقط (فتح آباں ص ۱۹)

(۳۷۴) تکبیرات تشریق عید کی نماز کے بعد بھی واجب ہیں: سوال: تکبیر تشریق جو تین

ذوالحجہ کی صبح سے شروع ہوتی ہے، تو دسویں تاریخ کو عید کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہنا واجب ہے، یا نہیں؟

جواب: تکبیرات تشریق بعد نماز عید کے بھی واجب ہیں، تیرہویں کے عصر تک۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۹)

(۱) متفق علیہ، عن ابی سعید الحدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس رواہ البخاری ص ۱۱۰۱، رقم الحدیث ۵۹۵، الریاض ۱۳۰۴، سیر بخاری باب مذکور ج ۱ ص ۸۴-۸۳، رقم الحدیث ۵۷۸، مکتبۃ الإصلاح لائ ما ع مراد آباد، الہد، ۱۳۰۵، ورواہ مسلم، ج ۱ ص ۲۵۵، مطبع محبباتی دہلی، ۱۳۱۹ھ، ونیز مسلم، ت: ابوقتیہ نظر محمد القاریابی رقم الحدیث ۸۲۷ ص ۳۷۰ ج ۱، نیز دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۳ ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الاول، باب اوقات البہی، اک حلد رشیدہ نقی، ۱۳۰۵ھ، ۱۹۵۵ء، سیر مشکوٰۃ باب مذکور ج ۱ ص ۳۳۳، رقم الحدیث ۱۰۳۱، رمضان بن احمد بن علی آل عوف، مکتبۃ النورہ، ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۳ء

## چھٹا باب

## کتاب الاضحیہ

(قربانی اور چرم قربانی کے مسائل)

(۳۷۵) قربانی واجب ہے؟ سوال: کیا قربانی میں نماز کے عین مسئلہ ہائے مفصلہ ذیل میں: (۱) کہ اگر قربانی عید الاضحیٰ فرض ہے یا واجب یا سنت مؤکدہ یا مستحب؟

جواب: اخیر ختم الحنفیہ واجب ہے اگر اس کے ترک میں عید وارد ہوئی ہے اور یہ بھی تحقیق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد نگلوی  
(مجموعہ کلام ص ۱۹۲)

(۳۷۶) قربانی سفر میں واجب نہیں، قیام میں ہے: مسئلہ: خلاصہ جواب مسئلہ یہ ہے کہ حالت سفر میں اخیر نہیں، اور قیام میں واجب۔ سو صورت مرقومہ میں اگر یزب الوقت اخیر کے سفر ہے، واجب نہیں، اگر وجوب کا جواب بندہ نے دیا تھا تو خطا تھی، خیال اس قدر ایام پر نہیں کیا۔ فقط

(حضرت نگلوی بنام مولانا غلیل احمد صاحب مکتوب: ۳۰)

(۳۷۷) اپنے مکان میں اور بارہویں ذوالحجہ کی شام تک قربانی صحیح ہے: سوال: کیا قربانی میں نماز کے عین مسئلہ میں کہ مکان زید کے اندر قربانی کرنا درست ہے، یا نہیں، اور قربانی کرنا کتنے روز تک درست ہے؟

جواب: قربانی کو اپنے مکان میں ذبح کرنا درست ہے، کوئی کراہت اس میں نہیں اور تمام امت کے نزدیک یہ امر جائز ہے، کیوں کہ حدیث میں مطلق قربانی کرنے کا حکم ہوا ہے، کوئی قید مکان کی نہیں فرمائی، پس مقید کرنا مطلق نص کا اپنی رائے سے ممنوع ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ذات يوم فقال من صلى صلوته واستقبل قبلته فلا يذبح حتى ينصرف. الحديث (۱)

الترمذی الحدیث فی کتاب الاضاحی، باب فی ذبح قبل الصلاۃ اعداد سبعۃ حدیث ص ۱۳۳ ح ۲۰ اعداد ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸،



(اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ) جو شخص نماز پڑھتا ہے، مسلمانوں کی نماز اور متوجہ ہوتا ہے ہمارے مسلمانوں کے قبلہ کی طرف، وہ ذبح نہ کرے قربانی کو، جب تک نماز سے فارغ نہ ہو یوے۔ [ترجمہ حضرت گنگوہی]

پس کچھ قید اس میں نہیں اور فخر عالم علیہ السلام نے جو مصلیٰ (۱) پر ذبح کیا ہے، تو اعلام کے واسطے، کہ سب کو اطلاع ہو جاوے اور آپ سے پہلے کوئی نہ کرے، اس واسطے کیا ہے اور صحابہ اپنے اپنے گھر میں اور جہاں کسی کا دل چاہتا تھا، کرتے تھے، چنانچہ کتب سے واضح ہے۔ پس جہاں چاہے ذبح کرے، اس میں کوئی قید کسی مکان کی نہیں اور قربانی کرنا پہلے روز افضل ہے، دسویں تاریخ کو۔ اور گیارہویں اور بارہویں کو بھی درست ہے، چنانچہ حدیث میں ہے، پھر تیرہویں کو درست نہیں۔ لہذا بارہویں کی شام تک وقت قربانی کا ہے۔ کذا فی کتب الفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۷-۱۶۸)

(۳۷۸) اگر قربانی واجب تھی اور ایام قربانی گزر گئے تو کیا کرنا چاہئے؟ سوال: اگر کسی کے ذمہ قربانی واجب ہے اور اس سے ادا نہیں ہوئی، کہ ایام قربانی گزر گئے، تو اس کا عوض دوسرے سال قربانی کرے، یا قیمت قربانی سا تو اس حصہ کسی محتاج کو دیوے۔

جواب: اس صورت میں قیمت قربانی کی صدقہ کرے، اگلے سال قربانی کرنے سے ادا نہیں ہوگا، فقط (۱)

(بدست خاص سوال ۱)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۳۷۹) قیمت دیدینے سے قربانی ادا نہیں ہوگی: سوال: جس حالت میں کوئی شخص گوشت قربانی لینے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں قیمت قربانی شرعاً بیت المال میں داخل ہونی چاہئے، یا نہیں؟ یا بطور خود قربانی کرنے والا حسب حصص مقررہ شرعی، یا خلاف حصص مقررہ شرعی کے لٹہ تقسیم کر سکتا ہے، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں اس کو مثل قربانی کے ثواب ہووے گا، یا نہیں؟

جواب: قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، ذبح کرنا ہی واجب ہے، خواہ قیمت بیت المال میں دیوے، یا فقیر کو دیوے، کسی حال واجب ادا نہیں ہوگا، اگر جان کر ذبح کو ترک کرے گا، گنہگار ہووے گا۔ البتہ اگر کسی عذر سے ایام قربانی کے نکل گئے، تو قیمت اضحیٰ کی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۳-۱۹۴)

کتبہ الراحمی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۱) اس سے مراد مصلیٰ العید ہے، یعنی جہاں عید کی نماز ادا کی جائے۔ یعنی وہیں نماز عید الاضحیٰ اور قربانی بھی قربانی تھی۔ (نور)

(۲) افادہ: قضا میں حصہ کافی نہیں ہوگا، بلکہ متوسط درجہ کا کرنا ذبح کرنا ہوگا، حصہ کا جز یہ اب تک نہیں ملا۔ (اشادہ از حضرت مفتی محمود حسن)

(۲۸۰) مردہ کی جانب سے کی گئی قربانی کا حکم؟ سوال: قربانی جو کسی مردہ کی طرف سے کی جائے تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے، آیا سب صدقہ کر دے یا آپ بھی کھائے، شل اور قربانی کے؟  
جواب: اگر مردہ وصیت کر گیا ہے کہ قربانی میری طرف سے کرنا تو سب گوشت کھال کے بعد ذبح کرے، (۱) اور جو قربانی طرف سے کرنا ہے تو جس طرح اپنی قربانی کا کھانا صرف کا ہے اس کا بھی ایسا ہی ہوگا۔ فقط  
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی (دست نامہ ص ۹۲)

(۲۸۱) اگر کسی جے سے کسی ملجہ کو نماز نہیں پڑھی سوال: اس تاریخ آئی، ملجہ کو نماز نہیں پڑھی گئی کسی گئی، تو اس دن زوال کے بعد قربانی کا حکم؟ جب سے تو قبل نماز قربانی بھی مصر یا قریہ والوں کو جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: قریہ میں تو جہاں جائز ہے، کھل غدا میہذا نہیں، اور مصر میں اگر نماز نہ ہو تو بعد زوال کے اگر قربانی کر لیتے تو درست ہے، غدا دوسرے روز پڑھی جہ سے کی۔ قبل زوال اگر ہو گئی تو درست نہیں۔ (۲) فقط، اللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی مفتی اعظم (دست نامہ ص ۹۳)

(۲۸۲) جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ایسے مقامات پر صبح صادق کے بعد قربانی؟ سوال: گاؤں کے بچے و سلف قربانی غدا پڑھا کر کھائے، یا غدا سے پہلے قربانی کر کے کھائے، اور قبل نماز قربانی جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: جہاں نماز ادا نہیں ہوتی وہاں بعد صبح صادق کے جائز ہے، خواہ کئی ہو درست ہے، پہلے (۱) ہو یا بعد۔  
(دست نامہ ص ۹۴)

(۲۸۳) عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا بہتر ہے؟ سوال: قربانی کے گوشت میں سے قربانی کرنے والا پہلے پھر گوشت کھا لے تب اور پھر کھانا کھائے، یہ سنت ہے یا کیا؟  
جواب: اولیٰ یہی ہے۔ فقط، اللہ تعالیٰ اعلم (دست نامہ ص ۹۵)

(۲۸۴) قربانی میں کتنے حصے ضروری ہیں؟ سوال: ایہ قربانی میہذا مٹھی کتنے حصوں پر تقسیم ہوتا ہے، اگر ان میں ضروری ہر گوشت تقسیم نہ ہو تو آیا قربانی جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: اگر ان میں ضروری ہر گوشت تقسیم نہ ہو تو آیا قربانی جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ اگر کسی نے قربانی کا گوشت کھانا بہتر ہے؟ سوال: قربانی کے گوشت میں سے قربانی کرنے والا پہلے پھر گوشت کھا لے تب اور پھر کھانا کھائے، یہ سنت ہے یا کیا؟  
جواب: اولیٰ یہی ہے۔ فقط، اللہ تعالیٰ اعلم (دست نامہ ص ۹۵)  
۲۔ اگر کسی نے قربانی کا گوشت کھانا بہتر ہے؟ سوال: قربانی کے گوشت میں سے قربانی کرنے والا پہلے پھر گوشت کھا لے تب اور پھر کھانا کھائے، یہ سنت ہے یا کیا؟  
جواب: اولیٰ یہی ہے۔ فقط، اللہ تعالیٰ اعلم (دست نامہ ص ۹۵)  
۳۔ اگر کسی نے قربانی کا گوشت کھانا بہتر ہے؟ سوال: قربانی کے گوشت میں سے قربانی کرنے والا پہلے پھر گوشت کھا لے تب اور پھر کھانا کھائے، یہ سنت ہے یا کیا؟  
جواب: اولیٰ یہی ہے۔ فقط، اللہ تعالیٰ اعلم (دست نامہ ص ۹۵)



جسواب۔ اخیر اس اداقتہ وادب سے اور بگڑت ہوئی کھلت صاحب شیرت سے ہے یہ وہی ہے جو  
نہایت سے چاہے سب کو بھڑک کر دے، چاہے سارا دم یہ میں دے دیں۔ مستحب یہ ہے کہ کھٹ کھٹ کرے اور کھٹ  
کھٹ کرے، ہر حال گوشت کو جو چاہے سو کرے۔ اچھی فکڑائی سے اور ہوتا ہے۔ لنگہ والے تو یہ امر

1220

۲۸۵) قربانی کے گوشت میں اگر سب شریک  
 رضا مند ہوں تو تقسیم گوشت میں کی زیادتی کا حکم؟

سوال: قربانی کا گوشت اگر بیش قیمت ہو  
 (۱) اسے تقسیم کرنے پر کسی شریک کے لئے

اگر کسی کے پاس تیرا وہ یا کوئی شریک اپنے حصہ سے زائد چھین لے تو وہ قرآنی جائزہ دے، یا سب کے حصے  
جائز ہوئی۔

جواب: رضا مندی سے چا کر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(۱۸۶) قربانی کے جانور میں تقسیم حصص کی ایک صورت کا حکم؟ سوال: سات آدمیوں نے

مشہور ہے، ایک گائے کی قربانی کرنے کا اور کہا کہ ہم سب شریک ہو جائیں گے، اور قیامت گائے کی منگھڑا ہو جائے گا۔ یہ سب اخصوصاً مقلدین، لیکن چونکہ گائے کا لک قراحق شخص تھا اس لئے قیامت گائے کی خواتین کی اور نہ لک کوئی عذریہ بہت عذر کی کہ اس گائے کی ہم قربانی کریں گے۔ جس روز قربانی کا دن ہوا تو ایک شخص حصہ داروں میں سے، کہیں یہ تھا نماز میں آگئی پڑھنے کے واسطے اور وہ شام تک چل رہا تھا ان چند شخصوں نے مشورہ کیا کہ شاید وہ ساتواں شخص شریک قربانی نہ رہے تو بیچوں آدمی قربانی کر لو، چھ حصہ خیرہ اگر اس کا حصہ نہ خیرہ اگر فرض ان جیسوں نے قربانی کر لی، بعد قربانی کرنے کے جس وقت اُشت تسمیر کرنا شروع کیا تو وہ ساتواں شخص بھی آگیا اور کہا کہ میرا حصہ بھی لاؤ اور قیامت میرے حصے کی لے لو۔ چونکہ اس وقت تک اٹھ حصہ داروں نے تو اپنے حصہ کے دام دے دیئے تھے اور بعض کے رہے تھے، جب ان میں خیرہ ہوا کہ اب اگر ہم شریک کر لیں تو شاید ہماری قربانی بھی جاتی رہے تو اس صورت میں اگر وہ ساتواں شخص بھی شریک ہو جائے تو جو بڑے یا ننھے

جواب: اگر گائے کو سات حصہ مقررہ کر کے خرچ کر لیا تھا تو وہ شریک ہو چکا ہے۔ اب جو کچھ باقی رہے اسے اور قصہ کرنے سے اس کا حصہ ساقط نہیں ہوا اور جو تو بڑی قیمتی متاع نہیں ہوئی تھی، اس کی ضرورت میں جو بے نیازی سے قربان ہو شریک نہیں ہو سکتا، اگر شریک کر لینے کے تب بھی درست نہیں، بلکہ شریک کرنا منع ہے، کیونکہ وہ متعلقہ کی قربانی

ہو چکی۔ البتہ ذبح سے پہلے آ کر شریک ہو جاتا، تو کراہت درست تھا، اب کچھ نہیں ہو سکتا، قربانی ہو چکی۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۳۰)

**سوال:** تین آدمیوں نے ایک جانور قربانی کرنا ٹھہرایا اور مبلغ (پانچ روپے) کو وہ جانور ٹھہرا، لیکن بنوڑ اس

(۲۸۷) قربانی کیلئے باہم معاملہ طے ہو جانے کے بعد، ایک شریک کے موجود نہ ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

کی قیمت ادا نہیں ہوئی کہ جو روز عید الاضحیٰ کا آ گیا، ان تین میں کا ایک شخص کہیں چلا گیا، کہ اس عرصہ میں ان دو آدمیوں نے کہا کہ شاید وہ تیسرا شریک نہ رہے ہم دونوں ہی قربانی کر لیں، بعدہ ان دو آدمیوں نے قربانی کر لی اور گوشت تقسیم کرتے تھے کہ جو تیسرا بھی آ گیا اور ان میں تکرار ہوا، کہ اب شریک کرنا درست نہیں، آخر ایک حصہ دار تو اپنا نصف حصہ تقسیم کر لے گیا، اور دوسرے نے کہا کہ بھائی! اس حصہ میں ہم اور تم دونوں شریک رہے، وہ ایک حصہ ہر دونوں نے نصفاً نصف تقسیم کر لیا اور یہ کہا کہ اگر یوں جائز ہوا، تو میں تم سے تمہارے حصہ کے موافق دام لے لوں گا، اور اگر جائز نہ ہوا تو یہ گوشت میں قرابتی کو دینے میں سمجھ لوں گا، تو اس صورت میں اگر وہ تیسرا شریک رہے، تو قربانی جائز رہی، یا نہیں؟

**جواب:** اگر گائے کی بیج ہو چکی تھی اور ہر سہ شریک قربانی کے ہو لئے تھے اور قیمت ادا نہیں کی تھی، پھر ایک غائب ہوا اور دو نے جانور ذبح کر لیا، تو وہ ہر سہ کا مال تھا، ہر سہ کی قربانی ہوئی، ہر سہ برابر گوشت لیوے گے اور جو فقط قرار داد قیمت تھی، بیج تام نہیں ہوئی اور پھر دونوں [نے] خرید کر قربانی کی، تو قربانی دو کی ادا ہوئی، نہ تیسرے کے ذمہ سے قربانی ادا ہوئی، نہ اس کی ملک گوشت ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی بیج درست ہے کہ گوشت دیکر قیمت گوشت کی لیوے، البتہ قرابت کے سبب جو گوشت اس کو دیا، قربانی اس کی درست ہو گئی، مگر ثالث کے ذمہ قربانی واجب رہی۔

(بدست خاص، سوال ۱۴۳)

(۲۸۸) اگر قربانی کا ایک شریک نہ پیسے نہ گوشت لے تو کیا حکم ہے؟ سوال: اگر قربانی

ہونے کے بعد ایک شریک قیمت قربانی کی نہ دے، اور اس قربانی کا گوشت بھی نہ لے تو وہ قربانی جائز رہی یا نہیں، اور اس کے حصہ کے گوشت کو کیا کرے؟

**جواب:** اس کی طرف سے قربانی ادا ہو گئی، قیمت اس کے ذمہ واجب ہے، اس سے لی جاوے اور گوشت

(بدست خاص ص ۹)

اس کو دیا جاوے۔ (۱)

(نور)

(۱) یعنی یہ اس کا حق ہے اس تک پہنچایا جائے، لیکن اگر وہ اپنی خوشی سے نہ لے تو اس کا بھی اسے اختیار ہے۔

(۳۸۹) اگر قربانی کرنے والا قربانی میں غرباء اسلام کی نیت کر لے؟ سوال: آنحضرت سے

اپنے غرباء امت کی طرف سے قربانی کی تو آیا اب مروی حدیث میں اس وقت قربانی سے مراد  
کندہ کا نیک حصہ غرباء میں اسلام یا موتی میں اسلام کی طرف سے ہے تو ان وقت قربانی کرنے کا ثواب ملے گا یا جو قربانی  
کرنے سے ثواب ملے گا۔

جواب: کسی کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے، خواہ کوئی ہو مگر اگر کسی کی طرف سے کرے تو ایک کے  
ساتھ ایک دم ہو اور جو ثواب پہنچے وہ، تو ایک ہجری کا ثواب خواہ تمام مسلمانوں کو پہنچے دیوے، درست ہے۔

(بدست خاص سوال ۷۷)

(۳۹۰) اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی مگر اس نے غرباء اسلام کی طرف سے قربانی کی نیت کی، تو کیا حکم ہے؟ سوال: ایک شخص نے ایک ذبیحہ قربانی

کیا اور کہا کہ یہ ذبیحہ غرباء میں اسلام کی طرف سے ہے تو قربانی اس کے ذمہ سے ادا ہوئی یا وہ اور قربانی کرے؟

جواب: اس حالت میں قربانی اس شخص کی ادا ہوئی اور غرباء کو ثواب مل جاوے گا۔ (بدست خاص سوال ۷۸)

(۳۹۱) اگر قربانی کا گوشت لینے والا کوئی نہ ہو تو اس کا ذبح کرنا؟ سوال: اگر فرض کیا جاوے

آدمی جس اور ہر ایک نے جدا گانہ قربانی کی، اور بعد مروجہ شیخ اشخاص لینے والوں کے، گوشت قربانی عید الاضحیٰ (۱۰ ذی الحجہ) میں  
ذبح کیا گیا، اور کھال بیت المال میں داخل ہوئی۔ پس بصورت مذکور قربانی کرنی جائز ہے، یا نہیں؟ اور ہیئت نہ کرنے قربانی  
کے حج ہو سکتا ہے، یا نہیں، اور کھال ذبیحہ قربانی کی بیت المال میں داخل ہونی چاہئے، یا نہیں؟

جواب: اوپر جواب میں واضح ہو گیا کہ قربانی اراقت دم کا نام ہے، گوشت سے کچھ علاقہ نہیں، اگر گوشت کو بلا ذبح

ذبح کر دیں گے، جب بھی اضحیہ میں کچھ نقصان نہیں ہوتا، البتہ مال ضائع کرنے کی ہر ایک ہودے گی، اور جو کوئی (گوشت)  
کھائے، پیئے، والا نہیں، تو ذبح کرنا ضرور ہے تا کہ انھیں سے ضلع کو اذیت نہ ہووے، اور کھال بھی ملک مالک کے ہے، خواہ  
خود اپنے کام میں لاوے، خواہ بیت المال میں دیر ہوے، کیا حرج ہے جس کو چاہے دیوے، جہاں چاہے صرف کرے۔

اور حج دوسری عبادت ہے اور قربانی دوسری حج کو قربانی سے کیا علاقہ ہے، اگر حج کرنے کو چاہوے اور قربانی نہ کرے تو  
حج میں کچھ کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا، اگر قربانی نہ کی اور حج پر بسبب سفر کے قربانی واجب نہ ہو تو ظاہر ہے کہ نہ ہوتا، ہا  
تھا، کندہ اور قربانی واجب تھی، پھر بھی اگر حج نہ قربانی نہ کی، تو قربانی نہ کرنے کا گناہ اس پر ہووے گا، مگر حج میں کچھ نقصان  
نہیں ہوتا، البتہ جو حج کے متعلق ہے، اگر اس کو نہ کرے گا تو حج میں قصور ہے گا۔ فقط کھال کو بیت المال میں سب ذبح کی

یعنی درست ہے، خواہ اضحیہ ہو خواہ روز متعلق نہ کا ہو، فقہاء واللہ تعالیٰ اعلم

کتابخانه ابرائی رفته رفته به رشید احمد ننگوئی مفتی و

$$(10^3, 10^2, 10^1)$$

(۳۹۲) اگر قربانی کا گوشت لینے والا کوئی نہ ہو تو؟

جے تو بس قربانی کرنے والا ہو جہ ذہن کرنے و شہت قربانی کے، شہکار ہو یا مصیب یہ ثواب؟

جواب: اگر کوئی گوشت لینے والا نہ ہو تو دفن کرنا موجب ثواب کا ہے اگر خلافت کو تکرار نہ ہو۔ یہ ممکن ہے۔

ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(1932-1933)

نوٹ: ایک اور مسئلہ: قربانی کا گوشت کا فراہم ہونے پر، چھار کو دینا، کیسا ہے؟ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔

(۳۹۳) خسی جانور کی قربانی درست ہے: سوال: خسی جانور کی قربانی درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: درست ہے۔

(مجموعہ رسائل ۱۰)

(۳۹۴) نادینیل کی قربانی کا حکم؟ سوال: نادینیل اس کو کہتے ہیں جس کے کہیں بدن میں ایک کھرا

گوشت کا زائد ہو جاوے، مثل جیبِ زمان میں اکے، یا کم ہو جائے اور منہ اور کھوکھو جانا کہ کوئی (۱۱۰)۔

ہاں، اس کا خریدنا، یا قیمت سے خرید کر قربانی کرنا جائز ہے، ہا نہیں؟

جواب: ہاں یہ کی قربانی درست ہے، اس کو کفار معیوب و منحوس جانتے ہیں، اس میں کوئی عیب شرعی نہیں۔

(بدست نصاب سوال ۹۴)

(۳۹۵) اگر جانور کا کان چڑھوا ہوا تو اس جانور کی قربانی کا حکم؟ سوال: جس جانور کا کان طویل

میں یا عرض میں چڑا ہوا ہو، یعنی شکاف ہے زائد از تہائی، لیکن جدا نہیں ہوا، تو اس کی قربانی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: شگاف کوش میں کان سے اچھٹ نہیں ہوتا بلکہ اسکی قربانی درست ہے، مگر اولی نہیں۔

(بدست خاص سوال ۵۵)

(۳۹۶) جس جانور کے کچھ دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی کا حکم؟ سوال: جس جانور

کے ادانت نوٹ گئے ہوں تو اس کی بھی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ یا چھ دانٹوں کے نوٹ جانے کی تعداد ہے؟

جواب: اگر چارہ وغیرہ کھانے کے بقدر دانت موجود ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (بدست نامہ ص ۵۴)

[illegible]

۱۱۔ اوت ایک ہندو قوم کا جو روپ کی طرف سے برہمن اور ماس کی طرف سے گوالے ہوتے ہیں، روادار عقائد کے حاملوں اور سن کی بنیاد پر ماس (۱۸۸۹ء)۔

اُس کے لئے دعا ہے کہ وہ اپنی رسوائی کے لئے اور عروج و حرکت کے لئے نوروں سے مالا مال ہو اور ان فرشتوں سے کام لے کر (نور)



(۳۹۷) نادیہ بیل کی اگر اکثر آنکھ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی؟ سوال: جس نادیہ بیل کے آنکھ

میں سیب یعنی گوشت زندہ ہو جاوے وہ بھی قربانی کرنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر آنکھیں گوشت آنے سے نظر آتا ہے تو درست ہے، اور جو اکثر نظر آنکھ کی جاتی رہی ہو تو درست نہیں۔

(بدست خاص سوال ۸۳)

(۳۹۸) جس جانور کو ہندوؤں نے دیوتا کے نام کر دیا سوال: ہندو بعض جانور کو کسی دیوتا وغیرہ کے نام کا کر دیتے ہیں اور اس کو ذبح کر کے کھاتے ہیں،

ہو، مگر اپنی ملکیت میں رکھا، اس کی قربانی کا حکم؟ جواب: اگر مالک متصرف اس پر خود ہی رہتے ہیں فقط

اس کے دودھ کو بھرا کر گھی نہیں نکالتے ہیں باقی دودھ بھی خود ہی پیتے ہیں اور اس کو فروخت بھی کر دیتے ہیں، تو ایسے جانور کا خرید کرنا خواہ قربانی کرنا، حرام نہیں ہے، یا نہیں؟

جواب: ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

(بدست خاص سوال ۱۳۳)

(۳۹۹) فاسق کی ہونی قربانی کا گوشت لینے کا حکم؟ سوال: جو شخص قربانی نکالے، یا قربانی

میں بھراؤں کرے یا گائے کرے، تو اس میں یہ گوشت اپنے بھائی کو دے، کچھ اقرباء کو دے، کچھ مسکین کو دے، ایسے ہی شخص مسکین کو دے اور اقرباء مسکین کو دے، تو ایسے شخص فاسق و فاجر کا مال مسکین مسلمان کو، قربانی کا گوشت لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: فاجر و فاسق سے دینی اور محبت کرنا تو اچھا نہیں، مگر اس کی عیادت کرنا اس لحاظ سے کہ شاید اس کو عبرت

ہو، یا اپنے اوپر سے رفع شر کا کرنا، یا کوئی نفع دین کا ہو تو درست ہے۔ اور مال جو دودھ کرے یا گوشت قربانی کا کسی کو

دے، اس کے مال کی حرمت کا یقین ہو، و حلال مال ہونے کا غالب گمان ہے، تو لینا اس کا مسلمان کو درست ہے، کچھ

حرج نہیں، مگر دینی محبت ایسے سے نہ کرے، بلکہ اس کو بوجہ اللہ تعالیٰ ہو سکے تو نصیحت کرے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلام ص ۲۱۲-۲۱۱)

کتبہ الامام رشید احمد رشتوی عفی عنہ

(۴۰۰) کیا قربانی کی کھال سادات کو دینا جائز ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس

مسئلہ میں: کہ کھال ان قربانی کی مسجدوں میں مؤذنوں کو اور اماموں کو صدقہ کر دیتے ہیں، اور بعض ان میں سید بھی ہوتے ہیں تو

عند الشریعہ سیدوں کو دینا جائز ہے، کہ نہیں؟ بیوقوفو جروا۔

جواب: سید اور غنی کو گوشت و کھال قربانی دینا کچھ حرج نہیں۔ جو کچھ سید کو دیا جاتا ہے یا غنی کو دودھ صدقہ نہیں،

بلکہ ہدیہ ہے، جیسا گوشت سب کو دینا درست ہے، کھال بھی درست ہے۔ اگر کھال کو فروخت کر کے قیمت اس کی



دیوے تو پھر غنی اور سید کو درست نہیں، کہ قیمت کا صدقہ ہوتا ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رحمہ اللہ مگنوی

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۲)

(۴۰۱) قربانی کی کھال چاہے خود رکھے چاہے غنی کو دیدے: مسئلہ: قربانی کی کھال کا مختار ہے۔

چاہے خود استعمال کرے، چاہے صدقہ فقیر کو دیوے، چاہے بیہوش کو کر دیوے، واجب ہے نہیں، اختیار ہے۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۳۲)

(۴۰۲) قربانی کی کھالوں کا مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا کیسا ہے؟ سوال: کیا قربانی میں خرچ کرنا درست ہے؟

دین اندریں باب: کہ قیمت قربانی کی کھالوں کی تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: قیمت جلد انھیہ کا صدقہ کر کے فقیر کو مالک کرنا واجب ہے، مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست نہیں ہے، مگر کسی فقیر کو مالک کر دیوے اور فقیر اس کو اپنی طرف سے تعمیر مسجد میں صرف کرے، تو درست ہے۔ فقط

(تحقیق المسائل، تالیف مولانا سید وہاب الدینی ص ۱۸-۱۹)

(۴۰۳) قیمت چرم مسجد میں لگانا درست نہیں: سوال: زید کہتا ہے کہ چرم قربانی مسجد میں لگانا اور عمر بہت

ہے کہ چرم قربانی مؤذن کو یا کسی یتیم کو دینا چاہئے، یہاں پر ہمیشہ چرم قربانی کا مؤذن کو دیا جاتا تھا، امسال بعض لوگوں نے اس کو فروخت کیا اور مسجد بنانے میں صرف کرنے کا خیال ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ کس کا حق ہے؟

الجواب: چرم قربانی مؤذن کو اس کی اجرت اذان و خدمت مسجد میں دینا اور مسجد کی تعمیر و ضروریات میں لگانا درست نہیں ہے، بلکہ جب کھال کو فروخت کیا گیا، تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہو گیا، اور اس کو انہی مصارف میں صرف کرنا ہوگا جو صدقات واجبہ کے مصارف ہیں اور تمسک متحقق ہو جائے۔ پس مؤذن کو..... مسجد و اجرت اذان کے طور پر دینا درست نہیں ہے، اگر وہ غریب آدمی ہو اور مالک نہ ہو تو اس کو بطور صدقہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ سید نہ ہو۔

قال فی الدر المختار: لا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ(۱) قال فی الشامی: قوله نحو مسجد کبناء القناطر و السقايات، و اصلاح الطرقات و کرى الانهار الی أن قال و کل ما لا تملیک فیہ(۲) پس صورت مسئلہ میں نہ قول زید کا درست ہے نہ عمر کا، البتہ اگر مسجد میں ضرورت ہے تو اس قیمت چرم قربانی کو کسی غریب کو جو سید نہ ہو دے کر اور مالک بنا کر، پھر ضرورت مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، بغیر اس طریق کے درست نہیں۔

کتبہ رشید احمد غفری عنہ      الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن غفری عنہ

مندرجہ ذیل دارالعلوم (دیوبند) مرتبہ مولانا مفتی کلیم الدین صاحب ص ۲۹۹-۶ (دیوبند ۱۳۹۲ھ)

(۱) الدر المختار، کتاب الزکاة، باب المصروف (۱۳۰-۱۳۱) جس کتاب میں دیوبند ۱۳۳۲ھ

(۲) الدر المختار، کتاب الزکاة، باب المصروف (۱۳۲-۱۳۳) (انجمن اسلامی ص ۲۹۸-۲۹۹) باب مذکور ج ۲ ص ۳۳۳، مطبع دار الفکر بیروت لبنان.

طبعہ اولی ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء [نور]

مفتی امجدی دہلی دکنی دارالعلوم

(۴۰۴)

چرم قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے: سوال: کیا فرائض میں عامہ دین کے ایک شخص نے قربانی کی کھال کی قیمت سے توبہ خریدیں، اور بعد خرید کھال عدم اجازت معلوم ہو جائے اور کتاب مذکور فقہاء کو دینی تو شخص مذکور ضمانت سے بری ہو جائے گا، یا نہیں؟ اور کھال قربانی سے ان کتب کو بدلنا جائز ہے، یا نہیں؟ مینوا تو جروا!

جواب: کھال سے کتاب کا بدلہ درست ہے مگر قیمت کھال کا صدقہ کرنا واجب ہے، اس سے جو کتاب خریدی، اس کو آپ ضمانت میں چاہئے کہ قدر قیمت کے فقراء و یتیموں سے، اور کتاب کے صدقہ کرنے سے ضمانت ساقط نہ ہووے گی۔ (۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کھال ص ۱۳۲-۱۳۳)

(۴۰۵)

قربانی کی کھالوں کی قیمت کا صدقہ واجب ہے: سوال: قربانی کی کھال فروخت کر کے اس کی قیمت سے مدرسوں کی تنخواہ اور یتیم خانے کا کچھ دیا جائے، یا نہیں؟

جواب: قربانی کی کھال کو فروخت کر کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، تنخواہ و مدرسہ اس سے درست نہیں، بلکہ طالب علمان مفلس و یتیموں سے۔

(مجموعہ نفع آباہ ص ۳۳-۳۴-۳۵)

(۴۰۶)

قربانی کے جانور کے سامان کا شرعاً کیا کیا استعمال درست ہے؟ کیا ختم ہے نماز دین کا ان مسائل میں:

کھال، جھول، باغ و غیرہ و غیرہ قربانی کو مسجد میں دینا، کہ متولی مسجد فروخت کر کے فرش وغیرہ ضروریات مسجد میں خرچ کر لے جائز ہے، یا کیسا؟

کھال و رسن و باغ کو قربانی واسطے استعمال مصلیٰ و ڈوال کے اور رسن کو پانی کھینچنے کے لئے، مسجد میں وقف کر دیوے آیا جائز ہوگا، یا نہیں؟

کھال و جھول و باغ وغیرہ جن کو ختم تصدق کا ہے، آیا شخص نئی ذی نصاب کو بھی دینا درست ہے جیسا کہ نمونہ پائے وغیرہ کافی کو دینا، یا خود نئی صاحب قربانی کو کھانا اور کھال کا استعمال کرنا درست ہے۔

(۱) قربانی کرنے والا کھال بھی استعمال کر سکتا ہے اور کسی ایسی چیز سے جو باقی رہے وہی ہوا، بدل بھی ہو سکتا ہے جیسے کھال کے بدلے میں کتاب سے، یا قنادی استعمال درست ہے، مگر جب کھال حج ذی قواب قیمت صدقہ کرنا واجب ہے، اس میں کوئی تعارف جائز نہیں۔ پس اس سے کتاب خرید کر کسی حد سے جان و دولت بڑھانا اور کتاب کا لکھ دینا ہوگا۔ (پاٹن پری)

تو پھر تصدق کے معنی خاص تصدق بمعنی تملیک فقراء کے ہوں گے، یا عام تصدق بمعنی ہبہ، چاہے غنی ذی نصاب کو دے، چاہے فقیر کو، یا تملیک ہی شرط نہیں ہے، جس جگہ چاہے خرچ کر دیوے۔

سہارنپور میں یہ تعامل ہو رہا ہے کہ امام یا مؤذن یا دوسرے خدمت گزار مسجد کو جب مقرر کرتے ہیں، کہہ دیا جاتا ہے کہ جو آمدنی بعد ختم قرآن مجید ماہ رمضان میں ہوگی، یا جو آمدنی بعد عید الاضحیٰ کے کھا لہائے قربانی کی، اہل محلہ سے آوے گی، وہ تم کو ملے گی، اور اگر بالفرض کسی جگہ نہ کہا جاوے، تو بسبب عرف کے ان خدمت گزاران کو خود معلوم ہے، کہ آمدنی معمولہ ملے گی اور عام لوگ موافق تعامل کے برابر خدمت گزاران مسجد کو، خواہ مخواہ وہ ذی نصاب ہوں، یا نہ ہوں، دیتے چلے جاتے ہیں، آیا یہ دینا جائز ہوگا اور قربانی میں کچھ خلل واقع نہ ہوگا، یا کیا حکم ہے، یا کچھ تفصیل ہے؟

اور اگر قربانی والا اس خیال سے کہ یہ خدمت گزار مسجد مذکور الصدر بھی، صاحب حاجت ہے، اور مجھ کو حاجت مذکور [میں] دینا ہے، خدمت گزار مسجد بہ نسبت دوسرے حاجت مند کے بہتر ہے، بلا لحاظ ان کے اجرت خدمت کی، خواہ ذی نصاب ہوں، خواہ فقیر دیوے، یہ امر موجب خرابی قربانی کا تو نہ ہوگا، یا کیسا؟

اور خرید کتب و وقفیہ مدارس میں، خواہ ان کی جلد وغیرہ میں بھی یہ کھال وغیرہ صرف ہو سکتی ہیں، یا نہیں، ظاہراً کارکن مدرسہ کے متولی ہوں گے، تملیک کسی خاص شخص کی نہ ہوگی، مینو اتو جروا!

اگر کوئی روایت فقہ کی کسی کتاب میں ہو، اس کتاب کا حوالہ مع نشان باب کے درج فرماویں۔

**الجواب:** قربانی کے کھال و لحم کا اگر کسی کو مالک کر دیوے اور وہ موہوب لہ اپنی ملک کو بیع کر کے، مسجد میں یا جہاں خرچ کرے درست ہے، اور صاحب قربانی کو یہ سب امور ناجائز ہیں۔ فقط

کھال ورن کو مسجد میں رکھنا درست ہے اور ملک دینے والے کی پرہ کر، مستعمل ہووے گا، بطور وقف کے، یہ درست ہے۔ کھال وغیرہ غنی کو دینا درست ہے، تصدق کرنا فقیر کو ہوتا ہے اور آپ استعمال کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور ہدیہ بھی اس کا درست ہے۔ تصدق واجب نہیں علی التخییر ہے۔

اول تو اجرت امامت اور تاذین کی مکروہ ہے، پھر اگر فتویٰ متاخرین پر جائز کہا جاوے، تو یہ تعارف سہارنپور کا مجہول، ایسی اجرت ناجائز، ہاں بطور وعدہ کہہ دیوے تو مضائقہ نہیں۔ اور تصریح وعدہ کی کر دیویں ورنہ المعروف کالمشروط سے کراہت آ جاوے گی، مگر قربانی میں اس سے کوئی خلل نہیں، جیسا اوپر سے واضح ہو گیا۔

اور مدارس میں اگر کو کھال مہتمم یا کسی کو دیویں، کہ وہ فروخت کر کے صرف کرے تو کوئی قید نہیں، مالک جس طرح چاہے صرف کرے، ورنہ رعایت قاعدہ کی رہے گی کہ کھال سے استبدال کتاب کا درست ہے، مگر فروخت کرنا روپے سے اور پھر





جواب: تکبیر و تسمیہ بان سے کہے، ایسا کہ آپ سے فقط دل کے کہنے سے حلال نہیں ہے۔

(بدست خاص سوال ۱۰۷)

(۴۰) ذبح کے وقت تکبیر و تسمیہ پڑھنا بھول گیا تو؟ سوال: وقت ذبح کرنے جانور کے اگر تکبیر

پڑھنا یاد نہ رہے اور بلا تسمیہ ذبح کر دی ہے تو جائز ہے، یا ناجائز؟

جواب: نسیان سے تکبیر کا نہ ہونا معاف ہے، ذبح درست ہو جاتا ہے۔ فقط

(بدست خاص سوال ۱۰۸)

(۴۱) ذبح فوق العقدہ کا حکم؟ سوال: مذکورہ فوق العقدہ و ظاہر باشد یا غیر ظاہر، حلال است یا نہ؟

ہرچہ باشد جواب تحریر فرمائید، اجر یا بید۔

ترجمہ: وہ جانور جو عقدہ (گلے پر بھری ہوئی ہڈی) کے اوپر ذبح کیا گیا ہو، پاک ہے یا ناپاک؟ حلال ہے یا نہیں؟ جو صورت بھی ہو جواب تحریر فرمائیں، اجر پائیں گے۔

جواب: در مذکورہ فوق العقدہ اگر مرئی قطع شود حلال است، و اگر مرئی ہم قطع نہی شود حرام مائیں صاحب

در مختار مرجع کردہ و جمع روایات نمودہ و ہمیں ارجح باشد۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: عقدہ سے اوپر ذبح جانور کی، اگر مرئی (خاص رگ) کٹ گئی تو حلال ہے اور اگر یہ رگ نہیں کٹی تو حرام ہے۔ کویں مختار کے مصنف نے ترجیح دی ہے اور سب روایات جمع کی ہیں، یہی سب سے بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ کلاں ص ۸۷) کتبہ المراجعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۴۲) ذبح کے وقت گردن کی گرہ سے اوپر کٹ جائے تو؟ سوال: گردن میں جو ایک گرہ ہوتی

ہے جانور کے ذبح کرنے میں، اگر اس گرہ سے اوپر ذبح ہو جائے تو درست رہتا ہے، یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اگر نیکی اور دونوں رگیں کٹ جاویں تو حلال ہے ورنہ

حرام۔ پس یہ تحقیق کر لینا چاہئے، کہ گرہ کے کٹنے سے یہ تینوں کٹتے ہیں، یا نہیں؟ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۴۹)

رشید احمد گنگوہی

السلام علیکم و علی من اللہیکم۔ حامداً و مصلياً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں:

سوال: ایک شخص نے، کسی جانور پر ندیا برن وغیرہ کا

(۴۳) ذبح کرنے کے بعد اگر جانور نے حرکت

کی ہو، چاہے خون نہ نکلے تو وہ حلال ہے:

مذکورہ سے شکار کیا اور زخمی ہو کر وہ جانور گر گیا، اور اس کو ذبح کیا، ذبیحہ میں کچھ خون نہیں رہا اور بعد ذبح وہ جانور تر ہوتا بھی رہا،



اس حالت میں بغیر نکلے خون کے، اس کا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بعد ذبح کرنے کے ہر گاہ کہ جانور نے حرکت کی ہے، تو اگرچہ خون نہیں نکلا، وہ جانور حلال ہو گیا،

اس کا کھانا درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ۱۹)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۴۴) کافر کا قول کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، کب معتبر ہے؟ سوال: ترجمہ کنز میں لکھا

ہے کہ اگر کافر کہے، کہ یہ گوشت مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، تو اس کا قول مانا جاوے گا۔ اور ایک فتویٰ میں لکھا ہوا ہے، کہ جب تک مسلمان کے سامنے کہ جس کے رو برو وہ گوشت ہوا ہے رہا، تب تک پاک ہے، اور اگر کچھ دیر بھی اس مسلمان کی نظر سے وہ گوشت غائب ہوا، تو وہ ناپاک ہے، پھر اس کافر بیچنے والے کا کہنا نہ مانا جاوے گا، ان میں کون سا قول معتبر ہے۔

جواب: یہ قول دونوں درست ہیں، مگر تمہاری سمجھ میں ان کا فرق نہیں آیا۔ (۱) (بدست خاص ص ۵۰)

(۴۵) اگر جانور کا گوشت اور کھال ذبح کرنے سوال: بعض جگہ ایسا کرتے ہیں کہ گائے کی کھال اور

سے پہلے، الگ الگ بیچ دے تو کیا حکم ہے؟ پینا، قبل از ذبح قصاب کو قیمت کر دیتے ہیں، کہ اتنے میں

کھال اور پینا اور اتنے میں گوشت۔ تو یہ تو معلوم ہے کہ یہ بیع کرنا منع ہے، مگر اور خریداروں کو وہ گوشت کھانا خرید کر، جائز ہے یا نہیں، یا فقط قیمت کھال کی ٹھہرائی اور گوشت بعد ذبح بیچا تب بھی وہ گوشت کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: گوشت کھانا جائز ہے، خریداروں کو بیع صحیح کے ساتھ، کہ گوشت کو بیع صحیح خریدیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۵)

(۴۶) ذبح سے پہلے جانور کی کھال فروخت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ؟ سوال: گائے وغیرہ کا

چمڑا قبل از ذبح قیمت ٹھہرانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، اگر اسی جلسہ میں نکال کر قبضہ کرادیں، ورنہ منع ہے اور بیع فاسد ہے۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۴۷)

(۱) معاملات میں فاسق، کافر، اور غلام کا قول معتبر ہے کیونکہ معاملات بکثرت پیش آتے ہیں، اور روایات میں عدالت شرط ہے پس فاسق اور کافر کا قول معتبر نہیں اور پھر ذبح کہ یہ گوشت مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا ہے از قبیل معاملات ہے اور ان میں کافر کا قول معتبر ہے اور کسی گوشت کا حلال یا حرام ہونا از قبیل روایات ہے اور ان میں کافر کا قول معتبر نہیں، پس اگر کوئی کافر کہے کہ یہ گوشت حلال ہے تو اس کا یہ قول معتبر نہیں۔ یہ مسئلہ درمیان شامی میں کتاب البطلان والایمان کے شروع میں ہے، کہ کافر کا قول کہیں مانا جائے گا اور کہاں نہیں مانا جائے گا۔ (پان پوری)



## حقیقہ اور متعلقہ مسائل

(۳۷) عقیقہ امر مستحب ہے، مگر ہر سال کی نذر ماننے سے؟ مسئلہ: عقیقہ امر مستحب ہے اور

ایک بار مستحب ہے، سو جس نے نذر کی ہے ہر سال ذبح کرنے کی ہاں نے نذر کی ایک امر کی کہ شکل اس کے شرع میں واجب ہے، معنی الضحیٰ! تو اب ہر سال کا عقیقہ نذر کے سبب واجب ہوا، اور منذور میں سے کھانا، نذر کو نہیں چاہئے، اگر اس میں سے کچھ کھایا تو قدر اس کے صدقہ کر دیوے۔ فقط (مکتوب عام دارالافتاء میں احمدی مکتوب ۱۸)

(۳۸) قربانی میں عقیقہ کا حصہ کرنا؟ سوال: ایک گائے میں چھ شریک قربانی کی نیت رکھتے ہیں

اور ساتواں شریک عقیقہ کی نیت رکھتا ہے، تو اس طور سے قربانی اور عقیقہ ایک جانور میں درست ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ شرکت درست ہے۔ واللہ اعلم (بہت خاص ص ۹)

(۳۹) عقیقہ کے جانور کی ہڈی توڑنی درست ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و

مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ جو اکثر کتب میں مندرج ہے، کہ ذبیحہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑی جائے، اس کی کیا اصلیت ہے اور اگر صحیح ہے، تو کون سی ہڈی مراد ہے؟

جواب: عقیقہ کے ذبیحہ کی ہڈی توڑنی درست ہے سب ہڈیں توڑنی جائز ہیں، مثل قربانی کے۔ یہ امر کہ

عقیقہ کی ہڈی نہ توڑے، کوئی روایت نہیں، محض اقوال ہے اور بس۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کہنا الاحقر شیخ احمد گنگوہی

(نہجۂ کھاس ص ۱۸)

(۴۰) ختنہ کے لئے شرعاً کوئی وقت مقرر نہیں ہے؟ سوال: بعض آدمی غور سے یہاں ہونے لڑکے

کے، یا دو چار روز بعد ختنہ کرا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس سے مسلمان کا غفلت بچے کو نہیں ہوتا، آیا یہ فعل ہمارے شریعت یا حکمت کی بات ہے اور بطور مستحسن ختنہ کرنا، کتنی عمر میں چاہئے؟

جواب: بطور علمائے درست ہے، شرع سے ممانعت نہیں اور ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بہت خاص ص ۳۰)

(۴۱) ختنہ کے موقع پر زبردستی پیسے وصول کرنا، ناجائز ہے؟ سوال: ایک رسم ختنہ کی ہے اس

میں مبلغ دو پینے ہادی (اس سے) لیتی ہے، چاہے غریب ہو، چاہے غنی ہو، جب تک اس سے اس روپے نہ لے جائے۔



تب تک اس کی ختنہ نہیں ہونے دیتے، بلکہ جبراً مبلغان مذکور لیتے ہیں، یہ دس روپیہ مذکور لینے جائز ہیں، یا نہیں؟ یہ رسم توڑ ڈالنے (کے) قابل ہے، یا نہیں؟

**جواب:** ختنہ بدون روپیہ لئے برادری نہ ہونے دیوے یہ ظلم ہے، ایسا روپیہ لینا حرام ہے اور اس رسم ظلم کا ترک کرنا واجب ہے، خصوصاً یتیم سے روپیہ لینا سخت حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی غفرلہ عنہ (فیوض رشیدیہ ص ۸)

(۴۲۲) بچے اور بچی دونوں کے کانوں میں اذان مستحب ہے: سوال: لکھا ہے کہ پسر کے کان میں اذان کہنا، بعد پیدائش کے مستحب ہے، تو دختر کے کان میں اذان کہنے کا بھی یہی حکم ہے، یا یہ حکم فقط لڑکے کے واسطے ہی ہے؟

**جواب:** اذان گوش دختر میں بھی مستحب ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم

(بدست خاص، ص ۱۰)

(۴۲۳) اذان ولادت کے فوراً بعد ہونی چاہئے: سوال: بعد پیدائش کے اذان کان میں کہنے کی [بعد] تولد کے کیا حد ہے، آیا فوراً بعد وضع حمل کے کہی جاوے، یا کئی روز بعد؟

**جواب:** بعد تولد کے فوراً اذان کہنی چاہئے، تا کہ اول اس کے کان میں خدا کا نام پڑے، مگر بعد غسل ہونا چاہئے۔

واللہ (تعالیٰ) اعلم

(بدست خاص، ص ۱۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

## ساتواں باب

## کتاب الحج

## حج اور اس کے مسائل و متعلقات

(۳۳۳) جائیداد کی فروخت کی صورت میں کب حج فرض ہے؟ سوال: ایک شخص قرض دار

ہے، اور ایسی جائیداد رکھتا ہے، اگر اس کو فروخت کرے، تو قرض بھی ادا ہو جاوے اور مبلغ تین سو روپے بچ بھی جاوے، تو اس پر حج کرنا فرض ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر سوائے خانہ سکونت کے جائیداد ہے، کہ اس کی قیمت سے قرض ادا کر کے اور آنے تک کا نفقہ عیال کا دیکر، اس قدر باقی رہے کہ حج کر لیوے، تو حج فرض ہوگا اور اب دوسروں میں حج ہو سکتا ہے۔

(بدست خاص ص ۱۳۳)

(۳۳۵) رمضان المبارک کے عمروں سے حج افضل ہے: مسئلہ: رمضان (مبارک) کے عمروں

سے حج افضل ہے، عمرہ رمضان کا انعام مراد ہے کہ حج نفل کے اصلی ثواب کے برابر، انعام عمرہ رمضان کا ملتا ہے، انعام حج نفل بہت ہے، جیسا یسین کے جواب میں گذرا۔ (۱) بعد نماز فجر کے اشراق پڑھ کر جانا بھی حج عمرہ کے برابر ہے، پھر کاہے کو کوئی حج کو جاوے اور تکلیف اٹھاوے۔ (۲) فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۲۰)

(۳۳۶) مدینہ منورہ حج سے پہلے جانا افضل ہے، یا بعد میں؟ سوال: حج سے پہلے مدینہ شریف

جانا افضل ہے، یا بعد میں، یا برابر ہے؟

[تور]

(۱) ہے جواب زیر نظر مجموعہ فتاویٰ میں دوسرے مقام پر درج ہے۔

(۲) یہ دلیل ہے حدیث میں ہے کہ نماز فجر کے بعد اگر کوئی اشراق تک ای جگہ ہے، اشراق پڑھ کر گھر لوٹے تو اس کو ایک حج کا اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے، یہ اصلی ثواب ہے اور حج اور عمرہ کا انعامی ثواب ہے، حساب ہے، ورنہ لوگ حج اور عمرہ کیوں کرتے۔

(پانچویں)

جواب: بہتر بعد حج کے جانا ہے، پہلے جاوے تو جب بھی کچھ حرج نہیں۔ فقط

(بدست خاص سوال ۱۲۶)

(۳۲۷) طواف خانہ کعبہ، حجر اسود کے بوسہ کی

مسئلہ: طواف خانہ کعبہ کا اور بوسہ حجر اسود کا، حکم حق

تعالیٰ عبادت ہوا ہے اور زم زم کا لانا بھی، حکم شرع درست

ہوا ہے، مگر طواف سوائے بیت اللہ کے دوسری شے کا

وجہ اور زم زم کے لانے کا جواز اور شرعی حدود؟

حرام ہے، اور بوسہ بھی قبور وغیرہ اشیاء کو دینا حرام ہے، لیکن جس شے کا بوسہ شرع نے جائز کر دیا، وہ درست ہے، جیسا استاد، پیر

حق کے ہاتھ کو، قرآن شریف کو، مگر قبر کو بوسہ دینا گناہ ہے۔ زم زم کو بصورت گنگا کے پانی کے لانا بھی منع ہے اور بدون اس

صورت کے لانا، جیسا کہ لوگ لاتے ہیں درست ہے، جیسا کنویں کا پانی لاتے ہیں، اسی طرح زم زم کا لاوے تو کیا حرج ہے،

دور سے لانے میں گرنے اور خشک ہونے کا اندیشہ ہے، اس واسطے ٹین کے برتن میں منہ بند کر کے لاتے ہیں، اگر شیشہ میں یا

بوہیہ میں رکھ کر، گنگا کے لوگوں کی طرح لاوے گا تو بیشک حرام ہے۔ یہ سب مسائل کتابوں میں مفصل لکھے ہیں۔ فقط والسلام

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۶-۲۲۷)

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)



## آٹھواں باب

## کتاب النکاح والطلاق

[ نکاح، مہر، طلاق، رضاعت وغیرہ کے مسائل ]

(۳۳۸) باپ کی مزنہ سے بیٹے کا نکاح؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

زید، اپنی ایک منکوحہ رکھتا ہے اور اس منکوحہ سے ایک لڑکا باغ ہے۔ زید ایک عورت غیر سے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتا ہے اور برتاؤ منکوحہ جیسا، اس عورت غیر سے رکھتا ہے، اور دوسرے طور کا بھی مرتکب ہے۔ چند ایام زید کو اسی طرف سے گذرے، بعد چند ایام کے عورت غیر، زید کے قابو سے نکل گئی، اب اس عورت مذکورہ بالا سے زید کا فرزند، اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے، کہ جس سے زید مانوس تھا، نکاح ہو سکتا ہے، یا نہیں، اور اگر نکاح کر لیا ہے تو جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا!

جواب: زید کے فرزند کا نکاح اس عورت سے ہرگز نہیں ہو سکتا، یہ عورت پسر زید پر حرام ہے، اگر نکاح کر لیا ہے، تاہم نکاح صحیح نہیں ہوا، تفریق کرنا واجب ہے، کذا فی کتب الشریعہ۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں ص: ۲۰۹-۲۱۰)

(۳۳۹) منکوحہ کے پہلے شوہر کی بیٹی سے نکاح؟ سوال: زینب بیوہ کا نکاح زید سے ہوا، اور زید

نے بعد کی روز کے زینب کو طلاق دیدی، تو پھر زید کا نکاح زینب کے پہلے خاوند کی بیٹی بندہ سے ہو سکتا ہے، یا نہیں، یا اس کا بالعکس۔ یعنی اگر پہلے بندہ سے نکاح ہوا تو بعد میں زینب سے (نکاح) ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر بندہ (۱) اس منکوحہ سے ہو، تو دونوں صورتوں میں ناجائز (۲) ورنہ دونوں صورتوں میں جائز

ہے۔ واللہ اعلم  
(بدست خاص ص: ۱)

(۱) اصل میں زینب نکھا ہوا ہے، جو کہ سبقت قلم ہے۔

(۲) منکوحہ کی بیٹی سے نکاح ۱۶ ہونے کے لئے منکوحہ سے ولی یا غلوت مجتہد شرط ہے۔ (فغنی المرو المعتمد، سنت و وجہ الموطو، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳

(۳۰) بیوی کے لڑکے کی مطلقہ ہے، نکاح؟ سوال: ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاندان سے تھا، اس لڑکے کا نکاح اس شخص نے ایک عورت سے کر دیا، اس لڑکے نے اس عورت سے طلاق دیدی، پھر اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا، اس نے بھی اسے طلاق دے دی، اب اگر یہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو درست ہے، یا نہیں؟ فقط، مینو تو جروا!

الجواب: اگر شخص مذکور اس عورت سے نکاح کرے تو درست ہے، یعنی اپنی عورت کے اس لڑکے کی بیوی سے، جو شوہر اول سے ہے نکاح درست ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَأَحْلِلْ لَكُمْ مَا وَزَّاءَ ذَلِكُمْ (۱)۔  
و دلیلہ ما قال فی الشامی: ولا تحرم بنت زوج الأم ولا أمہ (الیٰ ان قال) ولا زوجة الربیب ولا زوجة الرباب (۲)

کتبہ رشید احمد  
الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مجموعہ فتاویٰ مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب۔ مرتبہ مولانا مفتی ظہیر الدین صاحب، ص ۳۰۵-۳۰۶ ج ۷ (دوبند، ۱۳۸۰ھ))  
(۳۱) ایسی غیر مطلقہ عورت سے نکاح کرنا، جس کا شوہر زندہ ہو؟ سوال: زید نے ایک عورت سے جس کا شوہر زندہ ہے اور نہ اس کو اس کے شوہر نے طلاق دی ہے، اس سے نکاح کیا ہے، اور کل برادری نے جب زید مذکور سے کہا یہ نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ شوہر اس عورت کا ابھی تک زندہ موجود ہے، زید نے در جواب اس کے کہا، مجھ کو کون ہے اور کو حرام ہے۔ اس بات پر زید کو کل اہل برادری نے ذات سے علیحدہ کر دیا، ان کا مقولہ ہے کہ اگر اس کام سے توبہ نہ کرے تو برادر ہی میں شامل کریں گے، فقط۔ یہ نکاح کرنا اور برادری کا یہ کہنا کیسا ہے اور زید فاسق ہے، یا کافر ہے؟

جواب: یہ نکاح حرام ہے اور زید نے جو جواب دیئے ہیں، اس میں اندیشہ کفر کا ہے، غرض زید سخت فاسق ہے، اس کا نکاح ہرگز نہیں ہوا۔ فقط اور اس کو ذات سے ڈالنا عمدہ بات ہے۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(۳۲) اہل سنت اور شیعوں میں باہمی نکاح؟ سوال: درمیان اہل سنن وروافض مناکحت ہوا ہے، کہ نہیں؟ مینو تو جروا!

جواب: مناکحت وروافض سے اہل سنت کو جائز نہیں، بلکہ ممنوع ہے شرعاً، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اہل طلاق میں جو کتب مرتب ہیں ان سے سوائے (تہذیب الفقہ) کے ہر جگہ

(۲) شامی فصل فی المنکحات ص ۴۷۹ ج ۲ (مطبع مجبائی دہلی ۱۲۸۸ھ)

نیز ص ۳۰۳ جلد ۱۰۰ مکتبہ دارالعلوم دیوبند (۱۳۸۰ھ)

نیز ص ۳۱ ج ۳ دارالعلوم دیوبند (۱۳۸۶ھ) ۱۰۹۶ھ (نور)

ہوا۔ سے مکتوت و محاطت کو منع فرمایا ہے، اور منکحت میں یہ امر موجود ہے، لہذا منکحت باہم اہل سنت اور روافض کی جائز نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ ۱۵ ص ۱۳۲)

(۳۳۳) نکاح بیوگان کو حق جان کر، اس کی مخالفت کرنے والا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں

حائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نکاح ثانی کو باوجود ہم اس امر کے کہ یہ قرآن شریف سے ثابت اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، عیب اور بے عزتی سمجھتا ہے، اور اس کے کرنے والے کو بے غیرت اور مینہ کہتا ہو، یا یوں کہتا ہو کہ ہم اس کو حق جانتے ہیں، اور حضرت کی سنت سمجھتے ہیں، مگر چونکہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں، اس واسطے ہم اس کو عار اور تنگ جانتے ہیں، اور اس کے مرتکب کو حسب رواج اپنی قوم کے نامہ رکھتے ہیں، اور کم ذات کہتے ہیں۔

اب ان دونوں صورتوں میں مطابق شرع شریف کے ایسے شخص کا کیا حکم ہے، اس شخص کے ساتھ معاملہ رشتہ ناٹ کا کرنا، یا شادی غمی میں اس کے شامل ہونا، یا اس کے جنازہ میں جنازہ کی نماز پڑھنا، کیسا ہے؟ فقط بینوا تو جروا!

**الجواب:** حکم حق تعالیٰ کو (۱) یا کسی طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، جو سبب یا موجب بے عزتی کا جانے، یا اس کے کرنے والے کو بے غیرت کہے، وہ ملعون کا فر ہے، اور مخالف حق تعالیٰ کا اور جہنمی اور مرتد ہے، اور باوجود اعتراف اس امر کے، یہ حکم حق تعالیٰ کا اور سنت ہے، اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب تنگ و عار کا سبب جانتا ہے، یہ زیادہ تر موجب اس کے کفر اور مخالفت حق تعالیٰ کا ہے۔ وہ شقی ملعون، اپنے رواج کفر کو، خدا تعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے، پس ایسے شخص سے ترک ملاقات و معاملات کرنا عین حق ہے، اور اس سے رشتہ رکھنا ہرگز جائز نہیں ہے، بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاوے، اور اس کو مبغوض ترین حق تعالیٰ کا جان کر اس کا دشمن ہو جاوے اور اس کے جنازہ کی نماز ہرگز نہ پڑھے، کہ وہ کافر ہے۔ کذا فی کتب الحدیث والفقه والعقائد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۲)

میرے والد ماجد، تالیف مولانا مفتی محمد شفیع دہلوی ص ۳۹ ص ۵۱ تک (دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۵ء)

(۳۳۳) کیا بیچوے اور فحشی مشکل کا باہم نکاح ہو سکتا ہے؟ سوال: فحشی مشکل جس کو حیض

بھی ہوتا ہو اور نشان رجولیت بھی ہو، اگر اس کو شہوت مردانہ اور زنانہ دونوں ہوتی ہوں، تو اس کا کیا حکم ہے، کیونکہ اس کو مرد

(۱) اصل میں "کوپا کے" لکھا ہے۔ مگر بظاہر اس میں تقاریر کی غلطی ہے اس لئے درست کر دیا۔ (نور)

(۲) یہ قوی ہندوستان کے ممتاز علماء اور اہل فتویٰ کی تصدیقات کے ساتھ حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں، اشہد بہی صورت میں وضع کجانی دہلی سے سنہ

۱۳۰۶ھ (۸۹-۱۸۸۸ء) میں چھاپا تھا۔ یہ قوی مولانا مفتی محمد شفیع عثمینی کی تالیف "میرے والد ماجد" میں درج ہے ص ۳۹ ص ۵۱ (طبع ناول، نوابی ۱۹۷۵ء)

مگر یہ قوی قادی رشید یہ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی ص ۷۷ ص ۷۸ اور قادی رشید یہ شائع کردہ محمد علی تاجران کتب مراچی میں شامل ہے ص ۱۸۳ ص ۱۸۵ مگر کتبہ

تالیفات رشید (۱۰ نور ۱۳۴۱ھ) میں درج نہیں، اسی لئے یہاں شامل کرنا گیا۔ (نور)

عورت دونوں کی خواہش ہے۔ اس کا نکاح کسی طرح ہو سکتا ہے، یا نہیں، اور خنثی مشکل، جو یہاں نیچر۔ یہاں سے ہیں، یا کوئی اور ہوتا ہے۔

جواب: یہ نیچر۔ جو یہاں پھرتے ہیں مرد ہیں، اور خنثی مشکل وہ ہے، جس میں دونوں حالتیں ہوں اور وہی جانب متحقق نہ ہو، اور ایسا خنثی جس میں دونوں شہوتیں متحقق ہوں، موجود نہیں۔ (۱)

(بدست خاص ص ۳۶)

(۳۳۵) مخنثوں سے نکاح کا ایک اور پہلو؟ سوال: ایک مخنث بروئے شہوت مردانہ ہے اور ایک مخنث بروئے شہوت زنانہ ہے، تو ان کا با یک دیگر یا کسی اور عورت یا مرد سے نکاح ہو سکتا ہے، یا نہیں؟  
جواب: یہ مخنث نہیں ہے مرد یا عورت ہے، ان کا نکاح با ہم بھی درست ہے اور غیر سے بھی، واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۳۶)

(۳۳۶) اپنے باپ کے تائے یا چچا کی لڑکی سوال: اپنے باپ کی تائی یا چچی کی لڑکی سے نکاح سے نکاح اور شیعہ عورت سے نکاح کا حکم؟ درست ہے، یا نہیں؟ کیونکہ رشتہ میں اس کی پھوپھی ہوئی ہے۔ دیگر زید کے ایک لڑکی ہے، زید اُس اپنے تائے یا چچا حقیقی کے بیٹے سے نکاح کر دے، درست ہے، یا نہیں؟ کیونکہ رشتہ میں وہ لڑکا لڑکی کا چچا ہوتا ہے۔

دگر عورت (اہل سنت و الجماعت (۲) کو شیعہ سے نکاح کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور اولاد اس کی کیسی ہے؟ اور وہ عورت اپنے شیعہ خاوند کے مال سے، حج زکوٰۃ ادا کرے، جو کہ اس کے خاوند نے اس کو دیا ہے، اس کا ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ عورت خاوند شیعہ کے مال سے، کسی عالم وغیرہ کی دعوت کرے، درست ہے، یا نہیں؟

جواب: باپ کے تائے یا چچا کی دختر لڑکی اسے نکاح درست ہے، زید کی لڑکی کا نکاح زید کے تائے چچا کے لڑکے سے درست ہے۔ دگر (اہل سنت و جماعت زن کو شیعہ مرد سے نکاح حرام ہے، جو ہو گیا تو اولاد حلال ہوگی۔ شیعہ خاوند کے مال سے حج کرنا اور کسی کو دینا بھی حلال ہے، کیونکہ بعض علماء، شیعہ کو کافر نہیں کہتے، اور نکاح اس واسطے ہو جاتا ہے، اگرچہ برا ہے۔

(فیوض رشید ص ۳۳-۳۴)

(۱) خلقی مشکل، جس میں مردانہ زنانہ دونوں علامتیں موجود ہوں، معدوم نہیں، تسمیر بن محمد بن حنیف حنفی، اس کے برابری نے اپنی کتاب میں کہاں کتاب نسو مصلحت قہمی خود نہ وہ نصیحتا میں احسان دانش نے اپنی آپ جی "جہان دانش" میں اپنے اپنے دور میں ان سے موجود ہونے اور ان کے کیسے کا ذکر کیا ہے۔ نور  
(۲) اصل نسخہ میں بجائے کے لفظ ہے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ انور





**جواب:** نکاح اول صحیح ہو گیا، اس کو کوئی منہ نہیں کر سکتا، نہ والدین زوجہ کے منہ کر سکتے ہیں، اور نہ خود زوجہ۔ جواب بالغ ہوئی، منہ کرنے کی مختار ہے۔ قال فی رد المحتار و رد المحتار:

ولزم النکاح، ای بلا توقف علی اجازة احد و بلا ثبوت خيار فی تزویج الأب و

الجد، و ان كان الولی أباً أو جداً (۱) انتھی

پس اب چرغا نے [جو کریمہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا ہے، یہ نکاح باطل ہے۔ ہرگز درست نہیں، اور یہ نکاح اس سے منہ نہیں ہوا، اور یہ نکاح حرام محض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

والمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ الْآیة (۲)

حرام کیا گیا خاوند والی عورتوں کا نکاح، فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۷۵ سے ص ۱۷۷ تک)

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ

**(۳۳۸) نکاح میں اجازت بالدلالہ کے معنی؟ سوال:** اجازت بالدلالہ جو ہم نے دریافت

کی ہے، اس کی تصریح مع عبارت کتب ارشاد ہو۔

**جواب:** سوال میں صراحت مذکور ہے، کہ باپ نے نسبت کو بخوشی قبول کیا تھا، اور نکاح کی سب رسوم کی اور چیز

دے کر حوالہ نوشہ کے کیا تھا، پس یہ افعال تو خود اجازت نکاح کی بصراحت موجود ہیں، اور اجازت کیا خود نکاح کر دینا ظاہر

ہے۔ پھر دلالت اجازت کی کیا ضرورت ہے، اثبات ہے۔ یہ نکاح خود پدر کا کیا ہوا ہے، مگر چوں کہ مسائل کو دلالت رضا کی

ضرورت ہے، لہذا روایت اس کی نقل کرتا ہوں:

قال فی الدر المختار: وقبضه ای ولی له حق الاعتراض، المهر و نحوه، مما یدل

علی الرضی رضا دلالة. (قال فی رد المحتار فی شرح) قوله: و نحوه کالتجهیز و

نحوه. انتھی (۳)

الحاصل! اس صورت مذکورہ سوال میں، خود پدر نے نکاح کر لیا کا کرایا ہے، اس میں اثبات رضا کی ضرورت نہیں،

یہ نکاح پدر کا کیا ہوا ہے، کہ اب ہرگز منہ نہیں ہو سکتا۔ دختر کی طرف سے اور نہ خود پدر کی طرف سے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۷۷)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۱) الف در مختار کتاب النکاح، باب الولی ص ۱۹۲ ج ۱۔ مکتبہ مجتہبی ۱۳۳۱ھ۔ شامی ص ۳۰۳ ج ۳۔ باب الولی (مطبع مجتہبی دبی ۱۳۸۸ھ) نیز شامی ج ۲

ص ۳۳۰۔ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ۔ نیز رد المحتار باب الولی ص ۶۶ ج ۳ (دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ) [نور]

(۲) سورہ نساء آیت نمبر ۲۴۔

(۳) در مختار باب الولی ص ۱۹۱ ج ۱۔ مکتبہ مجتہبی ۱۳۳۱ھ۔ نیز شامی ص ۲۹۸ ج ۲ (مطبع مجتہبی دبی ۱۳۸۸ھ) شامی ص ۵۸ ج ۳ (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ) نیز شامی ج ۲

نیز شامی ج ۲ ص ۳۳۰۔ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ [نور]

(۲۳۹) باپ مجنون تھا، بچانے بچتی کا نکاح کر دیا تو؟ سوال: ایک صغیر لڑکی کا نکاح اس

کے بچانے زید سے کر دیا اور اس لڑکی کا باپ یا مادر مجنون ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کے باپ یا مادر کو ذہن سے آرام ہو گیا، اور وہ اس نکاح سے ناخوش ہے، تو اب دوبارہ اس کا نکاح کسی اور سے، اس کا باپ یا مادر کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

جواب: نکاح اس کا درست ہو گیا، باپ یا مادر کو بعد افاقہ مجازہ اخلاص نہیں، مگر لڑکی بعد بلوغ کے فسخ کر سکتی ہے، بشرط فسخ۔ واللہ اعلم  
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص ص ۲)

(۲۴۰) گونگا بہرا اور صغیر ایجاب قبول کس طرح کرے گا؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین

اس مسئلہ میں: کہ ایک لڑکا تو گونگا اور بہرا، دوسرا لڑکا صغیر بن، پھر آٹھ سال کے ہے، اور ان پر دونوں کا نکاح ہونے والا ہے، ایجاب قبول ان کی طرف سے، ان کے ولی باپ یا دیگر رشتہ دار کی طرف سے جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو ولی اس کا کس طور پر ایجاب قبول کرے؟

جواب: گونگا بہرا جو بالغ ہووے، تو اشارہ سے قبول کر لیوے اور اشارہ ہی سے ایجاب کر لیا جائے، اور صغیر کی

طرف سے اس کا ولی قبول کرے، اس طرح کہ اس منکوحہ کو اپنے فلاں صغیر سے قبول کرتا ہوں۔ فقط

اور بہرے گوئے کی طرف سے اس کا ولی قبول کر لیوے درست ہے، پھر جب وہ اس کے پاس بہ رضا جاوے گا۔

اجازت و تمامی نکاح کی ہو جاوے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ المراجعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ نکاح ص ۲۳۱-۲۳۲)

(۲۴۱) برادری سے باہر نکاح کرنے والے کا مقلعہ، گناہ ہے؟ سوال: ایک قصائی مسلمان کی

عورت شوہر دار کی، ایک مہاجن ہندو، بننے سے ملاقات ہے اور چند مرتبہ ان دونوں کو پکڑ لیا ہے، برادری سب اس کو جانتی

ہے اور ذات سے علیحدہ نہیں کرتی، بلکہ اسی قوم میں سے ایک بیوہ نے ایک نور باف مسلمان سے اپنا نکاح کر لیا ہے، تو اس کو اس

بات پر ذات سے نکال دی ہے۔ ان میں سے کون سی عورت قابل، ذات سے ڈالنے کی ہے؟

جواب: جس عورت نے مسلمان سے نکاح کر لیا ہے، اس کا ذات سے ڈالنے والا گنہگار ہے۔ اور جو عورت کسی

سے خراب ہے، اس کو برادری میں رکھنا نہیں چاہئے اور جو رکھتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(فیوض رشید ص ۲۲)

(۲۳۲) بت پرست کو مسلمان بنا کر شادی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ سوال: ایک عورت بت

پرست اپنے شوہر کو چھوڑ کر، ایک مسلمان شخص کے ساتھ چلی گئی، اور اس مسلمان نے اس عورت کو مسلمان کیا، اور بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے نکاح کیا۔ اب یہ عورت اس حالت میں مسلمان ہوئی یا نہیں، اور اس عورت کا نکاح مرد مسلمان سے درست ہوا، یا نہیں؟

الجواب: عورت مسلمانہ میں وہ عورت مسلمان ہوئی، اور نکاح اس کا مرد مسلمان سے درست ہے۔ جب کہ اس کو تین حیض آجائیں، اور بصورت نہ آنے حیض کے تین ماہ گزارنا شرط ہے، پس نکاح اس مدت سے قبل درست نہیں ہے۔ اگر تین حیض یا تین ماہ، بصورت عدم حیض گزرنے سے قبل مسلمان نے اس عورت سے نکاح کیا، تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا، بعد آنے تین حیض کے اور بصورت عدم حیض، بعد گزرنے تین ماہ کے، نکاح کیا جاوے۔ قال الشامی:

فإذا مضت هذه المدة صار مضيتها بمنزلة تفریق القاضی الخ (۱) ص ۳۹۰ ج ۲۔

الجواب صحیح عزیز الرحمن غفری عنہ

فتویٰ دارالعلوم دیوبند۔ مرتبہ مولانا مفتی ظفر الدین احمد صاحب

ص: ۲۸۹۔ ۲۹۰، ج: ۷ (طبع اول ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)

(۲۳۳) چار سے زائد باندیاں رکھنے اور ان سے مباشرت کرنے کا حکم؟ سوال: ایک شخص

کو چار سے زیادہ باندیوں سے، جو جہاد میں سے ملی ہوں نکاح کرنا، یا بدون نکاح مباشرت جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جو باندیاں شرعاً باندیاں ہیں، ان سے ہزار سے بھی مباشرت جائز ہے اور اپنی باندی سے نکاح ناجائز ہے۔ واللہ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی غفری عنہ

(بدست نام میں)

(۲۳۴) شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا؟ مسئلہ: درمیان عیدین کے نکاح کرنا سنت اور موجب

برکت ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں ہوا، اور حضرت عائشہ صدیقہ اپنے عزیزوں کا نکاح شوال میں کیا کرتی تھیں۔ پس اس نکاح کو منحوس جاننا، جہل و فسق ہے اور سنت نبویؐ سے مخالفت اور عداوت ہے، ایسے اقوال بے ہودہ سے توبہ پر ضرور (۲) ہے۔ ورنہ فعل سنت کے برا جاننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اور ایسی

(۱) شامی کتاب النکاح الکافر، مطلب الصبی والمجنون لبسا ماہل لایطاق الطلاق ص ۳۹۰ ج ۲، مطبع محسنی دہلی ۱۳۸۸ھ۔

سیر شامی ص ۱۹۰، دار الفکر بیروت ۱۴۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء، سیر شامی ج ۴ ص ۲۴۳، مکتبہ ماحدہ

[نور]

کوئلہ: ۱۳۹۹ھ]

[نور]

(۲) پر ضرور نہایت ضروری۔



رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۴۲)

(۳۳۵) نکاح کے وقت، اگر بعض ولی راضی نہ ہوں تو؟ سوال: لکھا ہے کہ تھوڑے سے

ولیوں کا راضی ہونا، ایسا ہے جیسا سب کا راضی ہونا، اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا اور صورت موجودگی ایک ولی مقدم کے دوسرے ولیوں کو بھی اختیار ہوتا ہے اور بحالت موجودگی کل ولیوں کے، اگر ایک یا دو ولی ایک جگہ رضا مند ہو کر نکاح کر دیں، اور سب کے سب ولی ناراض ہوں، تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو کچھ مطلب ہو تحریر فرمادیں۔

جواب: یہ اس صورت میں ہے کہ جب اور اولیاء موجود نہ ہوں، اور اگر سب اولیاء موجود ہوں اور پھر بعض راضی ہوں، بعض ناراض، تو اس وقت میں بعض کی رضا معتبر نہ ہوگی، بلکہ اور کسی صورت سے ترجیح دی جاسکے گی، حاکم وغیرہ کے ہاں پیش کر کے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۵۱)

(۳۳۶) شادی کیلئے داماد سے رقم طے کر لینا کیسا ہے؟ سوال: بعض آدمی اگر اپنی لڑکی کا کسی

سے نکاح کرتے ہیں، تو اس سے یعنی داماد سے کچھ روپے لینے مقرر کر لیتے ہیں، اور تا وقتیکہ وہ مبلغان معہودہ ادا نہ کئے جادیں، تو نکاح نہیں کرتے۔ تو شرعاً اپنی دختر پر کچھ لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ روپیہ لینا حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۵)

(۳۳۷) نکاح کے وقت تجدید ایمان، اور کلمہ پڑھانے کا معمول؟ سوال: کلمہ پڑھنا اور خطبہ

پڑھنا بروقت نکاح، باوجود عیاں ہونے اسلام کے، کون سی حدیث سے ثابت ہے۔

جواب از انبالوی: کلمہ پڑھنا اور خطبہ پڑھنا نکاح میں بہت خوب اور مرغوب ہے، کلمہ پڑھنا مستحب ہے،

احتیاطاً، بموجب حدیث شریف:

جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ (۱) اپنے ایمان لا الہ الا اللہ کے ذریعہ تازہ کرتے رہا کرو۔

اور خطبہ پڑھنا مناسب ہے، چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، وقت نکاح حضرت فاطمہؓ کا خطبہ پڑھا، کتب میں مسطور ہے۔ فقط..... جواب انبالوی تمام شد

جواب از حضرت گنگوہی تردید جواب بالا: خطبہ وقت نکاح لاریب مسنون ہے، مگر مسلمان کو کلمہ پڑھانا

(۱) ولفظہ عبد الامام الاحمد: جددوا ایمانکم، قبل یا رسول اللہ و کیف نجدوا ایماننا؟ قال (۲) اکثر و امن قول لا الہ الا اللہ، مستند الامام احمد، مستند ابی ہریرہ، ص: ۳۵۹، ج: ۲ [دار الفکر بیروت: ۱۹۷۸/۱۳۹۸ھ] نیز ص: ۳۹۵، ج: ۸ [النسخہ محمد شاہ محمد ابی ہریرہ، رقم الحدیث: ۸۶۹۵ [دار الحدیث، القاہرہ ۱۹۹۵ء] [نور]

کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوا، اور نہ کچھ حاجت و ضرورت مسلمانوں کو کلمہ پڑھانے کی ہے، نہ نکاح اس پر موقوف ہے۔ سو کلمہ پڑھانے کو مستحب لکھتا، عجب بات ہے، کیونکہ اصطلاح فقہ اور اصول فقہ میں مستحب اس امر کو کہتے ہیں، کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو بار اس کو کیا ہو، سو چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نکاح گاہ، اس کا کرنا تو نا فعا ثابت نہیں ہوا، تو پھر مستحب کے کیا معنی؟ شاید مجیب علم فقہ اور اصول فقہ سے واقف نہیں ہیں، سنے سنائے مسئلوں میں لفظ مستحب کا یاد کر لیا ہے۔

رسائل میں پوچھتا ہے کہ قبل نکاح، بوجہ نکاح کلمہ پڑھانا، کس کتاب سے ثابت ہے، اور: جدد و الخ جو مجیب نے نقل کی ہے، مجیب پر واجب ہے کہ تصحیح سند اس حدیث کی، اور نقل اس کی کتب معتبرہ حدیث سے، موافق قواعد محدثین اور فقہاء اور علماء کے کریں، یا سند اس کی معتبر ہو کہ اس میں کلام کیا جائے، ورنہ پھر ایسے دعویٰ کی باتیں نہ فرماویں، اور حوالہ رسائل اپنے اجداد کا نہ دیں، کہ اجداد مجیب کے اقوال ان پر ہی حجت ہوں گے، علماء کے نزدیک حدیث کے باب میں بہ جز محدثین معتبرین، کسی کا قول معتبر نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ نکاح ص ۶۲-۶۳)

(۴۳۸) نکاح میں چھوڑے لٹانے کی روایت صحیح نہیں: مسئلہ: خرافات لٹانے کی حدیث صحیح نہیں

اور اس میں اندیشہ تکلیف حاضرین کا ہے، لہذا نہ کرے۔

(مجموعہ فرغ آیہ ص ۴۳)

(۴۳۹) محفل نکاح میں کس قسم کا دف بجانے کی اجازت ہے؟ مسئلہ: اعلان نکاح کے

واستے دف کا بجانا درست ہے، بشرطیکہ جماعت نہ دار نہ ہو، قال فی مسند الإمام من السراجی:

نہر حمہ: رخصتی کی رات اعلان نکاح کے خیال سے

”مضاقتہ نیست بہ شب عروسی ز دون دف بنا بر

دف بجانے میں حرج نہیں ہے جب تک اس میں

اعلان نکاح، و تکیہ جلاجل دار نہ باشد“ انتہی (۱)

گھوگر و جماعت نہیں انہ ہوں۔

(۱) اصل میں ای طرح ہے مگر اس عبارت اور اس میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ اگر اس مسئلہ میں مسند الامام سے فتویٰ سراجیہ میں نقل کیا گیا ہے تو دو احوال حرج ہو گا۔ ۱۔ مسند امام حدیث کی کتاب ہے اور کتابی سراجیہ فقہ و مسائل کی۔ اگر سراجیہ نے اس سے کچھ نقل کیا ہے تو دو روایت ہوگی مسند میں۔

آخری بات یہ ہے کہ دونوں کی مہارت قاری میں نہیں ہو سکتی اس کو حرجی میں ہونا چاہئے قاری قاری قاری سے ایسا لگتا ہے کہ یہ مٹا ضرور کے کسی ہندوستانی۔ مہر تو یہ کہ قاری سے غلطی سے اس پر مسند الامام اور سراجیہ لکھا گیا۔ لفظ واہدہ

(نور)

ملفوظات امیر اہل سنت



باقی جملہ آلات معازف و مزامیر، خورد و کلاں، خواہ ہاتھ سے بجائے جائیں، یا منہ سے حرام، اور اس کی اجرت بھی حرام ہے، اور ایسی مجلس میں جانا بھی حرام ہے، یہی مذہب تمام فقہاء کا ہے۔ قال فی الہدایۃ:

”ولا یحوز الاستنجار علی الغناء والنوح و کذا سائر الملاہی، لانہ استیجار علی المعصیۃ، و المعصیۃ لا تستحق بالعقد“ انتہی (۱)

”وقال سیدنا قطب الأقطاب الشیخ عبد القادر جیلانی فی غنیۃ الطالبین: هذا إذا كان خالیاً عن منکر كالطبل و الزمار، و العود، و النای، و الذبائب، و المعازف، و الطنابیر، و الشین، و الشباب، و الذی یلعب بہ الترق۔ فان حضر منکم لا یجلس هناك لان جمیع ذالک حرام“ (۲) انتہی

قال فی الحمادیۃ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”ان اللہ کرہ لکم الخمر و المیسر و المزمار و المعازف و الکوبۃ“ (۳) الحدیث

فقہ رشید احمد گنگوہی رضی اللہ عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۸۳-۸۵)

(۳۵۰) کیا دف صرف نکاح کیلئے مباح ہے؟ سوال: دف کی اباحت خاص نکاح کے وقت

ہے، یا ہر وقت؟

جواب: خصوصیت نکاح کی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(مجموعہ رسالہ پورس ۸)

(۳۵۱) شادیوں کی چند رسومات کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین صحیح ان مسائل کے:

سوال اول: ایک قوم نے باہم ایسا اتفاق کر رکھا ہے، کہ ہماری برادری میں جب کسی کے یہاں کوئی تقریب شادی وغیرہ کی ہو کرے، تو خواہ وہ یتیم ہو یا غریب ہو، یا مالدار ہو، کیسا ہی ہو، اس کو برادری کی چند بھائی مقررہ پختایت، جس جس قدر جس جس چیز کی مقدار مقرر ہے، ادا کرنی ہوگی۔ اگر ان اشیاء مقررہ میں سے کسی چیز کی کمی ہو، تو اس کو منظور نہیں کرتے اور نہیں لیتے، اگر اس میں مقدور نہیں ہو، تو بھی بغیر اداء کئے، ان رسومات کے یعنی بھائی مقررہ کے، کوئی تقریب شادی وغیرہ کی کر لیوے تو برادری سے، اس کا حصہ بھائی وغیرہ کا سب بند کر دیتے ہیں، تاوقتیکہ وہ بھائی مقررہ کو، جو بمنزلہ فرض متصور ہے، اپنے ذمہ سے ادا نہ کر لیوے۔

(۱) الہدایۃ باب الاجارۃ الفاسدہ ص ۳۰۱ ج ۳، الصحیح الطائغ (تجزیات الاجارۃ الفاسدہ ص ۳۰۳ ج ۳۔

(۲) غنیۃ الطالبین

(۳) فتاویٰ حمادیہ ص ۵۵

ملفوظ الہامی ج ۱ ص ۱۰۲

اور یہ بھی دستور رکھا ہے، جب کوئی شخص شادی کرنے والوں کے گھر آتا ہے تو اس سے چالیس روپیہ نقد برادری لیتی ہے اور چار روپیہ نقد تم مستورات برادری کی لیتی ہیں، اور اس روپیہ کا کھانا پکا کر سب برادری کے آدمی کھاتے ہیں اور اس چار روپیہ کو عورتیں یا تم تقسیم کر لیتی ہیں، اور جب تک یہ روپیہ دولہا کی جانب سے ادا نہ کیا جاوے، تب تک دولہن کو ودا یعنی رخصت نہیں کرتے۔

ان وجوہات مرقومہ بالا کو ایک شخص برادری کا منع کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ان رسومات کو بند کر دینا چاہئے، بلکہ یوں چاہئے کہ جس بھائی کو جو میسر آوے، وہ برادری کو کھلاوے، یتیم و غریب سے کچھ نہ لیا جاوے، بلکہ وہ قابل معافی از روئے حکم شرع شریف کے ہے اس پر برادری کے لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ ان امور مرقومہ بالا میں شرعاً کوئی قباحت (نہیں) ہے، یہ برادری کا دستور ہے، دینا اور لینا اس میں سب برابر ہیں، جواب مفصل تحریر فرمائیں۔ جینا تو جو روا! فقط

**جواب (۱)** یہ دستور بالضرر قابل مقوف کرنے سے ہے، جو کوئی بلا قید برادری کو دیتا ہے، وہ بوجہ فرحت و سرور کے نہیفت کرتا ہے، یہ قرض نہیں اور جو قرض جان کر دیتا ہے، تو حلال نہیں۔ کیونکہ قرض میں مٹا لینی برابری شرط ہے، اور یہاں کبھی زیادہ لیا اور کبھی کم دیا یا بالعکس اس کے ہو گیا، اور پھر یتیم کا مال اس طرح کھانا حرام ہے، اور وہ مٹل قرض لینے کا، اور نہ دینے کا، پس بے شک یہ رسم حرام ہے اور اس پر مؤکد ہونا بھی سخت نازیبا ہے اس کو ترک کرنا واجب ہے۔ فقط، واللہ اعلم

رشید احمد

**جواب (۲)** انسداد رسوم مذکور کا جب تک نہ ہوگا، رخت دین شرعی میں سخت رہے گا، جلد ان رسوم کو بند کرنا چاہئے، ورنہ سب برادری قیامت میں مآخوذ ہوگی۔

قال الله تعالى: ما اتاكم الرسول فخذوه و  
ما نهاكم عنه فانتهوا الخ (الحشر: ۵)  
اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔ (ترمذی شیعہ)

واقعی ایسی رسم نہ شروع نہ کرنا اور مقوف کرنا، بڑے ثواب کا کام ہے۔ فقط

سید محمد نیر حسین دہلوی ۱۳۸۱ھ

حبیب احمد سہارنپوری

فقیر محمد حسین دہلوی

حفظہ اللہ

محمد رحمت اللہ

رحیم بخش خاں پانی پتی

اصحاب من اجاب محمد مراد علی عنہ، مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ مظفرنگر۔

یہ رسم بوجوہات مذکورہ سابقہ قابل مقوف کرنے کے ہے، اور اگر دکھلاوے اور نام آوری کے سبب سے ہے تو بھی حرام ہے، واللہ اعلم حررہ محمد راغب اللہ علی عنہ پانی پتی ۱۳۹۳ھ

مفتی امین اعلیٰ دہلی

ہے شک یہ رسوم کہ جو فی زمانہ مروج ہیں اور ان کو جہاں نے لازم پکڑا ہے، عام اس سے کہ شادیوں میں ہوں یا غمی میں، قابل موقوفی کے ہیں۔ خصوصاً مالِ تیمم کا کھانا خواہ کسی طرح ہو حرام ہے، اس کے واسطے سخت وعید ہے۔ فقط

**عبدالسلام پانی پتی** **عبدالرشید رام پوری**

فی الواقع ایسے امور خلاف شریعت کا چھوڑنا ضرور ہے۔ ہذا ہوا حق محمد عبد الحق

**اجساد من افساد ابومیل غمی عنہ** و جدتہ صحیحۃ **العبد فیاض الدین**

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني. (۱)  
اس حدیث سے صاف جانا چاہئے کہ نکاح امور شریعت سے، اور امور شریعت میں تابعداری شریعت کی شرط ہے۔ پس جو امر اس میں خلاف شرع واقع ہو، خواہ بطریق زیادتی یا بطریق کمی وہ بدعت ہے اور جب بدعت امور شرعیہ میں آ جاتی ہے، تو خواہ خواہ سنت میں فرق آ جاتا ہے۔ پس اس بدعت کا کھوکھارا اور مٹانا فرض ہو جاتا ہے۔

حررہ العبد الذلیل محمد اسماعیل غمی عنہ مدرسہ فقہی پوری العبد محمد سعید

قال الله تعالى: إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَ سَيُضْلَوْنَ سَعِيرًا  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کے ظلم سے، سوا اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں بیچ بیٹوں اپنے کے آگ، اور البتہ جاویں گے وہ آگ میں۔ (النساء ۱۰۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مالِ یتیم کا غمی شادی وغیرہ میں، کسی طرح کھانا حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔ فقط،  
عبدالکریم واعظ سرگ، کیرانوی۔

الجواب صحیح حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: کہ جو کوئی شخص کھانا یا اور کوئی کام کرے اس نیت سے کہ میرا نام ہو، یا اللہ تو اس کو قیامت میں ذلیل کیجئے غرض شہرت اور نام کیلئے جو کام کوئی آدمی کرے، وہ سب حرام ہے۔ یہ کل رعیم فقط واسطے دکھلاوے کے ہیں، حرام ہیں۔ راقم عبدالکریم واعظ سرگ (کیرانوی)

(فیوض رشیدیہ ص ۳۰۳)

(۱) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النكاح من سنتي، فمن لم يعمل بسنتي فليس مني. و تزوجوا فاني مكاتر  
مكة الأهم و من كان ذا طول فليتكح و من لم يجد فعليه بالصيام، فإن الصوم له وجاء. ابن ماجه اثواب النكاح باب ما جاء في فصل  
النكاح ص ۱۳۳ ح ۱ مطبع دار و في دہلی۔ پیر اس ماجہ باب مذکور ح ۳ ص ۵۴ رقم ۱۸۳۶ بحقیق علامہ شعب  
الارنوط (دارالرسالة العالمية دمشق ۱۳۳۰ھ۔ ۲۰۰۹ء)

۱۰۰۰ھ حدیث شریف اسی مضمون کے متعلق یہ ہے  
من أحمد بسنتي فهو مني و من رغب عن سنتي فليس مني (ابن عساکر عن ابن عمر)  
تحریر اسماء رحمہ اللہ حدیث ۹۳۳ ص ۱۸۳ (موسسة الرسالة بیروت ۱۳۵۵ھ)

(نور)

مفتی ابی ہاشم عیسیٰ قادری

(۲۵۲) جس مجلس نکاح میں ناچ رینگ ہو، اس میں شرکت؟ سوال: (الف) ناچ رینگنے

محفل میں ناچ رینگ بند کرنا، نکاح خوانی کے واسطے جانا درست ہے، یا نہیں؟ فتویٰ کیا ہے اور تقویٰ کیا ہے؟ جس شادی میں وصول وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں، اس میں عورتوں کو شریک ہونا، اور دوسرے مکان میں رہنا، کہ وہاں سے وصول وغیرہ کی آواز کرتی ہو، جائز ہے، یا نہیں؟

(ب) بعض دیار میں بعد نکاح زوج کے، زوجہ کا دوبارہ نکاح پڑھاتے ہیں، درست ہے، یا نہیں۔ اجرت نکاح خواہ طلب یا بغیر طلب، درست ہے، یا نہیں؟

جواب: محفل فسق و فجور میں جانا حرام ہے، اگر اس وقت وہ معصیت موجود ہو، اور ایسی صورت میں کہ اس کے جانے سے بند ہو جاوے، یا اس حیلہ جانا کہ میرے رہنے تک بد کام سے بچیں گے، مباح ہو تو عجب نہیں۔ ورنہ یہ بھی کراہت سے خالی نہیں، اگر منائی کی جگہ جاوے، تو واجب ہے کہ منع کرے، جو نہ مانے، آپ اُن سے جدا ہو جاوے:

فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِینَ۔  
(الانعام: ۸)  
تومت پیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ  
(ترجمہ شاہنہ)

تقویٰ کا کیا عمل ہے، فتویٰ سے بھی مجلس فسق میں جانا درست نہیں، مگر حیلہ مذکورہ بالا! عورتوں کو بھی مجلس منائی میں جانا حرام ہے، مگر چاروں طرف سے۔

ایجاب وقبول زوجین میں ہوتا ہے، پھر عمر عورتوں میں اس کی نقل کرنی یہ بوجہ حرکت ہے، اور غیر مشروع امر ہے۔  
قاضی کو برضا نکاح خوانی یعنی درست ہے، اور اتحاد کے موقع پر برضا زیادہ مانگنا بھی درست ہے۔ (۱)

(مجموعہ چند پانوی ص: ۳۰۴)

(۲۵۳) جس مجلس میں ناچ گانا ہو، اس کے شرکاء اور اس نکاح کا حکم؟ بعد سلام مسنون مطالعہ

فرماید: جس مجلس میں ناچ وغیرہ فسق کے امور ہوں، اس کے سب شرکاء فاسق و گنہ گار ہوتے ہیں اور نکاح اس جلسہ کا درست ہوتا ہے، اگرچہ وہ لوگ فاسق ہیں۔ پس اس نکاح سے قربت حرام نہیں ہوئی، بلکہ حلال ہے۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں، اگر احتیاطاً دوبارہ نکاح کر لیوے، بہتر ہے، ورنہ ضرورت نہیں، اور سب اولاد حلال ہوئی ہے، اور اوپر لکھا گیا کہ ایسی مجلس کے شرکاء سب فاسق ہوتے ہیں۔ فقط والسلام (ممبر) از بندہ رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص: ۲۰۶)

(۱) اصل میں یہ طے نہ تھا، یہاں تک کہ اصل میں سوال کا کچھ حصہ نقل ہونے سے رہ گیا۔ (نور)

(۳۵۴) جس شادی میں خلاف شرع کام ہوں، اس میں شریک ہونا؟ سوال: جس

شادی میں محفل رقص وغیرہ ہووے، یا ہتھوڑہ وغیرہ بجاتے ہوں، جاوے اس محفل کے اس کی شادی میں، جیسے طعام یا نیوٹ وغیرہ دینے میں شریک ہونا جائز ہے، یا نہیں؟ اور کھانا اس کی شادی کا تناول کرنا درست ہے، یا غیر درست؟ اور کچھائیوں میں میوہ وغیرہ لے جانا کیسا ہے، آیا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جس شادی میں خلاف شرع (۱) امور (۲) ہوویں اس میں شریک ہونا منع ہے، مگر مجلس خاص میں نہ ہو کہ فساق سے بعد اہت ملنا اور ان کا معاون ہونا، خود حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۰، ۱۰۱)

(۳۵۵) سہرا خواص، ہنود کا طریقہ ہے، اس لئے منع ہے: سوال: بعض اشخاص کہتے ہیں کہ

شادی میں سہرا باندھنا، ہندوستان میں مسلمانوں کا دستور ہے، ہند (و) وں کا دستور کچھ اور ہے، وہ سہرا نہیں باندھتے ہیں۔ اس صورت میں سہرا باندھنے کی حرمت پر کیا دلیل ہے؟

جواب: جو سہرا خواص کفار کا تھا، ہنود سے مسلمانوں نے لیا (ہے) تنقیہ حرام ہے۔

(مجموعہ طرغ ۲ ص ۳۲)

(۳۵۶) دلہن کی منہ دکھائی لینے کا حکم؟ سوال: ملک بنگال میں دستور ہے کہ جب دلہن کو اپنے

گھر میں لاتے ہیں، دو چار عورتیں مثل نانی، دادی وغیرہ، ایک برتن میں شیرینی ہر دو کو قہل خلوت چھو کھاتی ہیں، اور دولہا سے بعض شیرینی دو چار روپیہ منہ دکھائی لیتی ہیں، یہ فعل جائز ہے، یا نہ؟ اور وہ دلہن مالک روپیہ ہوئی، یا نہیں؟

جواب: یہ سب رسوم اور ان کا ضروری جاننا بدعت ہے، اس کا ترک کرنا ایسی حالت میں ضروری ہے، فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۷۳، ۷۴، ۷۵)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۳۵۷) شادی کے وقت مسجد کیلئے زبردستی پیسے لینا؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین: کہ

ایک قوم نے اپنی برادری میں یہ رسم مقرر کی ہے، ہر شخص کی شادی میں خواہ وہ امیر ہو یا غریب یا یتیم، دولہا سے دس روپیہ اور دلہن سے چار روپیہ لیتے ہیں، اور اس روپیہ کو مسجد میں صرف کرتے ہیں۔ سو اس طرح لینا اور لے کر مسجد میں صرف کرنا، از روئے شریعت درست ہے، یا نہیں؟ اور جب تک روپیہ نہیں لیتے، جب تک دولہا دلہن کی شادی میں شامل نہیں ہوتے، اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے، آٹھ آنہ لیتے ہیں، وہ بھی مسجد میں صرف ہوتا ہے۔ مینا تو جروا۔ فقط

(۱) اصل میں سولہ سے شرعاً مکمل ہوا ہے، جو بے معنی دے لکھ ہے، اس لئے درست کر دیا۔ (نور)

مفتی امین اہل سنت دینی کراچہ



## جواب

آمر کوئی خوشی سے روپیہ شادی میں یا لڑکاپیدہ ہونے میں دے۔ تو مسجد میں انکا ناس روپیہ کا درست ہے، اور جو ناخوشی سے دے۔ تو وہ بیجا بھی حرام ہے اور مسجد میں صرف کرنا بھی درست نہیں۔ اور جہر اُلینا دیا، برادری ذال کر، شرع میں حرام ہے۔ فقط  
رشید احمد غفری عنہ

(لیٹرس رشیدیہ ص ۵)

## (۲۵۸) شادی کے موقع پر رت جگا کرنا؟ سوال:

ہماری برادری میں ایک رسم رت جلے کی ہے، کہ شادی سے ایک دن پیشتر رات بھر ایک مکان میں جمع ہو کر رات بھر جمع و ہولناکیاں کرتے، رات بھر باوازاں بلند گاتی ہیں، جس کا مضمون فحش ہے۔ اس کا نام رت جگا کرنا ہے۔ اس رت جگا کرنا اور عورتوں کا جمع ہونا اور گانا اور گونا درست ہے یا حرام یا مکروہ اور مسلمانوں کو ایسے رت جگا میں اپنی عورتوں کو بھیجنا، جائز ہے یا نہیں اور جو کوئی اپنی عورتوں کو ایسے رت جگہ میں جانے کی اجازت دے، شوکارہ داتا ہے یا نہیں؟

اور ایک آدمی برادری کا اس رسم رت جگا کو منع کرتا ہے اور نہ اس میں اپنی عورت کو بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ رسم موقوف کر دینے کے قابل ہے، چونکہ جب کہ عورتوں کو اذان پر بھیجنا جائز نہیں تو گانا کیسے درست ہے؟ یہ رت جگا قابل موقوف کر دینے کے ہے یا نہیں؟ اور برادری میں سے جو کوئی اپنی عورت کو رت جگہ میں نہیں آنے دیتا، اس کو لوگ طعن کرتے ہیں اور برادری سے خارج کرتے ہیں، ایسی برادری کو چھوڑنا مناسب ہے یا اپنی عورت کو رت جگہ میں بھیج کر شامل ہونا جائز ہے؟

جواب: یہ رت جگا حرام ہے، واللہ اعلم، جو نا حرام ہے، پھر راک گانا، جس میں فحش کا اندیشہ ہے اور پھر اس رسم کو ایسا بنانا کہ اس سے منع کرنے والے کو ذوات سے اٹھائیں تو گویا واجب جانتے ہیں، لہذا اس رسم کا ترک کرنا واجب ہے اور کسی کو درست نہیں کہ اپنی عورت کو وہاں جانے دے، اور جو لوگ اس کو واجب جیسا جانتے ہیں، ان کو فہمائش کر کے اس کو ترک کرادے، نہ مانیں تو خود بخود نہ جہاد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(کتبہ الاحقر رشید احمد غفری عنہ)

(لیٹرس رشیدیہ ص ۵)

## (۲۵۹) طوائف کی آمدنی سے نکاح خوانی لینا؟ سوال:

قاضی کو طوائف سے ایسی صورت میں آمدنی کے پاس بچہ مال حرام کے اور کچھ نہ ہو۔ حق نکاح خوانی لینا جائز یا نہ؟

جواب: حرام مال سے حق نکاح خوانی لینا بھی حرام ہے۔ فقط

(مجموعہ احادیث ص ۵)

(۱) من لیس رشیدیہ ص ۵، شادی کے موقع پر رت جگا کرنا، طوائف سے نکاح لینا، حرام ہے، اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ اس سے نکاح لینا جائز ہے، اور

(۴۶۰) ولیمہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ سوال: العلماء: یہاں سے ایسا واجب یا سنت یا

مستحب اور یہ حاکم ان لوگوں کو حکمانا پڑتا ہے۔ کھانے سے بدلتے نظر روپیہ سے مراد کام میں لگانا چاہتا ہے، یا کسی  
بعض لوگ اس سے چھڑاتے ہیں اور قریبی اور غائب میں صرف کرتے ہیں، اور کوئی غریب طاقت ولیمہ نہ دیتا  
ہو تو روپے ایذا دیتے ہیں اور مکمل مصرف نہ کر سکتا چاہتا ہے، یہ نہیں چاہیے کہ جو روپہ

جواب: العلماء: ولیمہ مستحب ہے، نہ فرض نہ واجب، قبول النہی

الأصح (عند اصحابنا) انہا سہ مستحبہ، ۱۔ مخرجہ: یہاں تک کہ یہ واجب نہ ہو، یہ مستحب ہے۔

اور یہ طعام و تنول اور قریبیوں کو کھاتے ہیں، واجب نہ ہونے کے باوجود، اور فقرائے ان میں سب پر واجب ہے اور فقرائے  
غیر قریب بھی آجائیں، تو ان کو روپہ نانا دینا چاہئے، لقولہ علیہ السلام

شر الطعام طعام الولیمۃ بدعی لہا الاعشاء و ترک لہا الصغراء، او کما قال ابیہی، ۲۔

مخرجہ: ولیمہ کھانا سب سے برا کھانا ہے، جس میں صرف نوش مال لوگوں کو دیا جائے اور غریب لوگوں کو  
بھالایا جائے۔ ات نور ۱

اور یہ طعام اس وقت تک مستحب ہے، کہ اس کو محض شکر یہ اور مستحب جانے اور کسی قسم کا فقر اور غم اس میں نہ ہو۔  
ورنہ پھر یہ طعام برا اور مذہبہ ہو گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے

لا تقبلوا دعوة المساکین لا تقبلوا دعوة المساکین یعنی فقر کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کرو۔

پس ایسے کھانے کا پکانا اور دعوت کرنا، دونوں حرام ہو گئے، علیٰ ہذا، جب اس کو شہری جانے لگے، اور نہ رہنے پر  
آیت اور لعن کی نوبت پہنچے، جب بھی یہ حرام ہو جاتا ہے اور بدعت سب سے بدین چاہتا ہے۔ لقولہ تعالیٰ

و من یسعد حدود اللہ فأولئک ہم الظالمون (البقرہ ۲۶۶)

اور منسوب کو واجب جاننا، یا واجب جیسا معاند کرنا حرام اور ظلم ہوا، اور آیت دینا کسی کا، ترک منسوب پر حرام  
ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ ولیمہ مستحب نہیں، بلکہ طعام فقر اور حرام ہے، اور یہ قید کہ کھانے والوں سے روپیہ لیا جائے اور

(۱) نووی رحمہ اللہ، کتاب النکاح ص ۵۵۹ (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱) (۱۱۱)

(۲) نقل ماہ: رواہ البخاری فی کتاب النکاح، باب من ترک الدعوة فقد عصی اللہ ورسولہ، ص ۲۲ ح ۳ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم، شر الطعام طعام الولیمۃ بدعی لہا الاعشاء و ترک لہا الصغراء، او کما قال ابیہی، ۲۔

الرماض ۱۰۲۰۲، مشکوٰۃ، شرع، کتاب النکاح ص ۲۵۹ ح ۲۰۲، باب الولیمۃ الفصل الاول، ۱۰، اصح المطابع، رحمہ اللہ،

نیز مشکوٰۃ، شرع، ولیمہ الحدیث ص ۳۲۱، باب رمضان من احسن علی ص ۲۳۹ ح ۳، مشکوٰۃ المومنین دار ابن جریر، ۱۴۲۳ھ، (۱۱۱)

س و خردی چا چا دے، یہ بھی بدعت ہے۔ اگر اس روپیہ سے تعزیہ دلہو لے لیا، تو سخت حرام کیا، کہ حکم حدیث کا ہے۔  
 کل لہو باطل (۱)

اور جو مسجد بنائی وہ بھی مسجد نہیں ہوئی، کہ رسم کے روپے سے رسم کا مکان بنایا ہے، مسجد اس روپے سے درست ہوتی ہے، کہ حلال خالص حق تعالیٰ کے واسطے ہو:

لقلولہ تعالیٰ وَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ  
 اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں۔  
 (سورہ جن آیت نمبر ۱۸)

(ترجمہ شائع)

یہ مسجد برادری کے دباؤ کی ہے، نہ کہ حق تعالیٰ کے واسطے خالصاً۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مجموعہ کلاں ص ۲۳۹)  
 (۳۶۱) ولیمہ واجب نہیں، مسنون ہے، اس کیلئے خاص دن کی تعیین نہیں: ولیمہ واجب کی روز نہیں، بلکہ حق ہے پہلے اور دوسرے دن، دونوں دن، اور تیسرے روز اگر نیت ریاء ہو حرام ہے اور جو لہجہ اللہ مثل پہلے روز کے ہو، مہاج ہے۔ اور جو ریاء سے پہلے دن ہو وہ بھی حرام ہے، تیسرے روز کو، ریاء کا طعام فرمانا یا اعتبار عادیہ اکثر الناس کے ہے، ورنہ اچھی نیت سے جب تک چاہے کرے اور جس قدر مقدور ہو وہی کر دیوے۔ سب دوستوں کو اور اقارب کو جمع کرنا ضروری ہی نہیں، اور شہر میر کرتا بھی ضروری نہیں، جو کچھ میسر آوے وہی کافی ہے، اور جب تک بشارت نکاح ہے، اس وقت تک ولیمہ مہاج ہے، پھر ولیمہ نہیں ہوتا فقط۔ ضیافت بھی مہاج ہے، ثواب ولیمہ کا نہ ہوگا۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۳۳)

(۳۶۲) نابالغ لڑکی اور لڑکے کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار کب تک ہے؟ مسئلہ: دادا مثل

باپ کے ہے، اس کا نکاح کیا ہو فسخ نہیں ہو سکتا، سوائے اس کے چچا ماموں وغیرہ مانے اگر نکاح دختر صغیرہ کا کر دیا، تو بغور بالغ ہونے کے اگر دختر نے کہہ دیا، کہ میں نکاح سے راضی نہیں فسخ کرتی ہوں، تو قاضی نکاح اس کا فسخ کر سکتا ہے، اور جو ذی راسی دیر سکوت کیا، تو پھر فسخ نہیں ہو سکتا۔ اور پسر مختار ہے، جب چاہے طلاق دیوے اس میں حاجت فسخ نہیں ہے۔ اور جب لڑکا لڑکی بعد بلوغ کے چند روز چپ رہے، تو دختر تو فسخ سے عاجز ہے، مرد جب چاہے طلاق دیوے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۹)

رشید احمد گنگوہی

(۱) بخاری علیہ رحمۃ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ باب تو قائم کیا ہے، لیکن حدیث پیش نہیں کی۔ بخاری شریف کتاب الاستئذان باب کل لہو باطل اذا شعلہ عن طاعة الله ص ۹۳۲ ج ۲ باب ۵۲۰، مکتبۃ الإصلاح مراد آباد، ۱۴۱۵ھ، نیز بخاری ج ۳: ص ۵۵، حدیث: ۳۶۰۱، رصاص ۱۰۰۳ھ۔ سیر قال الحافظ فی المنہج: أخرجه أحمد والأربعة وصححه ابن خزيمة والحاكم. فتح الباری ص ۹۱/۲، مکتبۃ دار الفیحاء دمشق: [نور]

## (۴۶۳) کسی عورت کے متعلق بیوی ہونے کے دعویٰ کا حکم؟

اگر شہدین عدلیہ کے بیان سے مقدم ثابت نہ ہو تو یہ دعویٰ تو لغو ہوا، اب قبضہ موجب حکم ہو گا۔ سو جب وہ کہتے ہیں کہ تصرف عدلی میں اس عورت و لے گیا ہوں، تو قبض کا متر ہوا، مگر یہ کہنا کہ یہ میری منکوحہ تھی قید ..... لگاتا ہے، کہ وہ یہ قبضہ مطلق قبض کے خلاف۔ کیونکہ مطلق قبض سے قبض صحیح ہی سمجھا جاتا ہے، تو بعد ازاں قبض عدلی کے، اپنی منکوحہ ہونا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا ثبوت نہیں۔ لہذا قبض عدلی میں عورت کا رہنا چاہئے، اس کی نظر اس کتب فقہ میں دیکھو، معلوم ہو جائیگی۔

مثلاً کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص سے یہ شے میں نے لی ہے، مگر میری اس کے پاس امانت تھی، اگرا مانیت ہوئے تو مبرہن نہ کریں، تو یہ قول زائد اس کا رد ہوتا ہے، اور شے واپس دلائی جاتی ہے، فقط

(مکتوب: حضرت گلگلی، امام مولانا طیل احمد سہارنپوری مکتوب: ۳)

## (۴۶۴) عورتوں کو فروخت کرنے کی، ایک ناجائز بری رسم اور اس کا گناہ؟ سوال: کل

ہندوستان کے نور بانوں میں دستور ہے کہ جب بعض نور بان جگ دست ہوتا ہے، یا اس کی عورت اس کا کہنا نہیں مانتی، تو وہ نور بان اپنی زوجہ کو، مبلغ سو یا اتنی روپیہ کو کل برادری کے سامنے دوسرے شخص کو فروخت کر دیتا ہے، برادری اسی وقت اس کی عورت سے جبراً مہر معاف کر کے، طلاق نامہ لکھوا کر، اسی وقت دوسرے نور بان سے نکاح کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں روپیہ خاندان کو لینا درست ہے، یا نہیں؟ اور نکاح اس وقت ہو جاتا ہے یا بعد تین حیض کے، اور برادری روپیہ دلوانے والے دوسرے خاندان کو، اور نکاح اس وقت پڑھوانے والے اور پڑھنے والے لگندہ کر دیتا ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ عورت کا بیچ کر ناجاہل اور حماقت ہے، یہ تو اختیار شوہر کو ہے کہ زوجہ کو طلاق دیوے، مگر طلاق کا عوض دوسرے شخص سے لیوے، یہ درست نہیں کہ روپیہ لے کر عورت اس کو دیوے، یہ بالکل معاملہ باطل ہے۔ لہذا یہ روپیہ لینا درست نہیں اور نہ اس وقت نکاح دوسرے شخص سے ہو سکتا ہے، جب تک عدت نہ تمام ہو جاوے، عدت میں نکاح حرام و باطل ہے، اس میں جو لوگ شریک ہوتے ہیں فاسق و گندہ گار ہوتے ہیں، اور یہ معاملہ ہرگز درست نہیں ہے۔ اس سے باز آنا واجب ہے۔ کذا فی کتب الفقہ! واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیفات میں حدیث روایت کی ہے، کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخصوں پر میری امت سے جنت حرام ہے، ان میں سے ایک وہ شخص ہے، جو نہ کوئی آزار کو غلام بنائے، اور بیٹیاں اور عورتیں مسلمانوں کی یہ سب خرچ ہیں، پس جو کوئی ان کو فروخت کرے گا، بموجب حدیث شریف کے اس پر جنت بیچک حرام ہوگی۔ اور سوائے عذاب اخروی کے۔ اگر دنیا میں حاکم مجازی کو اس بات کی خبر ہو، کہ نور بانان مسلمان عورتیں اور بیٹیاں کو، اس طرح





(۳۶۹) اپنی بیوی کو کسی آلہ وغیرہ کے ذریعہ انزال کرنا صحیح نہیں: سوال

انزال است و نشیطی انزال است، و مرد خاص شد و زن باؤز، حال خود است، و ثبوت نسیب دارد و مرد و بدست یا ہائیکہ منزل کردن زن، روا است، یا نہ؟

جواب: ایہ ہم جائز نیست۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۶۶)

(۳۷۰) اگر عورت کی خلقت عام مزاج و معمول کے خلاف: سوال

ہو تو بھی، اس سے خلاف وضع فطری تعلق صحیح نہیں: طور پر واقع ہوئی ہو کہ مقام قبل میں

ممکن نہ ہو، بلکہ ثبوت جماع دوسرے مقام میں ظاہر کرے، تو اس مجبوری کی حالت میں شوہر کو اس سے ولایت جائز ہے، یا نہیں؟ بر تقدیر ثانی ایسی عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لواطت کسی حال درست نہ ہووے گی، اور بیان عورت کا اگر صحیح مانا جاوے، تو مرض ایہ ہے، اس

کے دفع کو بھی لواطت حرام ہے۔ فقط، واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ فتاویٰ آپس ص ۳۰۷)

(۳۷۱) اگر عورت کو پاک ہونے کی غلط فہمی ہوگئی، سوال

کہ میں پاک ہوئی، بہ باعث نہ آنے خون کے کئی روز شوہر نے قربت کی، بعد میں خون آ گیا تو؟

تک اور مرد نے قربت کی، تو بعد میں خون آیا تو وہ دونوں گنہگار ہوئے، یا نہیں؟

جواب: مسائل حیض [و انفاص] کے بالغ عورت کو یا دکرنا فرض ہے، پس اس جہل مسئلہ پر گنہگار ہے۔ اور خطا،

سے قربت کرنا مرد کا معاف ہے، مگر مرد کو بھی واجب ہے کہ اپنی عورت کو یہ مسائل تعلیم کرے، خود نہ جانتا ہو تو علماء سے پوچھ

کر بتا دے، اس کے ترک پر وہ بھی ماخوذ ہے۔

(بدست خاص ص ۶۶)

(۳۷۲) حائضہ یا نفاس والی عورت کو اگر خاص: سوال

دنوں میں کچھ وقفہ ہو جائے، اس وقت صحبت؟ حائض اور نفاس، کو، اگر درمیان میں حیض

خفگ ہو جاوے، تو جماع جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں، کہ وہ حکماً حائض و نفاس ہے۔ فقط

(بدست خاص ص ۶۶)

(۳۷۳) مردوں کے لئے ہاتھ سے شہوت دور کرنی: سوال

زنا، جلق نمودہ شہوت برانداز است، یا نہ؟ و چھان زن بے مرد و امضا حلقہ جائز است، یا نہ؟

مستحب علیٰ بن ابی حمزہ

سوال ترجمہ: مرد جس کے بیوی نہ ہو، اگر شہوت کے غلبہ میں زنا کے ڈر سے، جلق کے ذریعہ سے اپنی شہوت کو نکال لے، جائز ہے یا نہیں اور اسی طرح بلا شوہر کی عورت کو خوش چھٹی آجائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مرد و عورت دونوں کو جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: جواب: دونوں کو جائز نہیں ہے۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، مجدد فتون)

## والد اور شوہر کے شرعی حق کس کو اولیت ہے، اس کی تحقیق

آئندہ صفحات میں جو تو سے درج کئے جا رہے ہیں، وہ ایک طویل مضمون کا حصہ ہیں، جو شوہر اور بیوی کے والد کے حقوق شرعی کے درمیان توازن اور ایک کی دوسرے پر ترجیح کی تحقیق پر مشتمل ہیں۔ یہ مسئلہ جوابات مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بنالوی کے علمی رسالہ ماہنامہ اشاعت السنہ کی بہار ہوئی جلد کے ہانچو میں شائع ہو چکے تھے جس میں ایک مفصل جواب حضرت مولانا گنگوہی کا بھی ہے۔ یہ بحث اہم علمی مباحث و نکات پر مشتمل ایک اہم یادگار ہے، اس لئے اس کے تمام مشغلات یہاں شامل کئے جا رہے ہیں مگر اشاعت السنہ میں شائع جوابات اور پیش نظر مجموعہ کی ترتیب میں کسی قدر تبدیلی کی گئی ہے۔ اشاعت السنہ میں شائع تحریرات کی ترتیب اس طرح ہے:

۱۔ سوالات ۱۴۰ سے ۱۴۳ تک۔ ۲۔ جواب مولانا محمد حسین بنالوی ص ۱۳۲-۱۳۶۔

۳۔ جوابات علمائے دہلی ص ۱۳۶ سے ۱۳۸ تک۔ ۴۔ جواب علمائے دیوبند ص ۱۳۸ سے ۱۳۹ تک۔

۵۔ جواب اول حضرت مولانا گنگوہی ص ۱۳۹ سے ۱۵۲ تک۔ ۶۔ جواب دوم حضرت مولانا گنگوہی ص ۱۵۳ سے ۱۵۴ تک۔

راقم سطور نے زیر نظر مجموعہ فتاویٰ کی ضرورت کے مطابق اس میں کچھ ترمیم کی ہے، حضرت مولانا گنگوہی کے جواب کو دوسرے جوابات سے مقدم کر دیا ہے، باقی مباحث جن کے کتب ہیں۔ مگر راقم سطور کا اشاعت السنہ کے جو صفحات طے ہوئے مکمل نہیں تھے، اس میں غالباً آئندہ صفحات میں علماء کی تحریرات و فتاویٰ کے علاوہ متعدد علماء کے جوابات بھی شائع ہوئے تھے جو میرے سامنے موجود اور راقم سے غائب ہیں، دریافت صفحات کا مولانا ارشد امجد بن محمد بنام لہری کے جوابات پر اختتام ہوا ہے، یہ جواب بھی آخر سے ناقص ہے۔ بہر حال جو کچھ موجود ہے وہ حاضر ہے۔ (نور)

## (۴۷۳-الف) شوہر اور والد کے حقوق میں موازنہ: (۱) ایک مقتدر رئیس نے اپنی دختر نیک اختر کا نکاح،

ایک شخص کے ساتھ اس شرط سے کر دیا، کہ وہ خاندان لہاری کی رسم کے مطابق، اُسی کے گھر میں اوقات عمری بسر کرے، اور اپنی

(۱) شوہر اور والد کے حقوق میں موازنہ کا مسئلہ بہت وسیع و بڑا ہے، حضرت نے اس کے جواب لکھے ہیں، مگر مضمون آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ شاید پہلا جواب طویل ہو گیا ہوگا، اس لئے دوسرا مختصر و مفید لکھا ہوگا۔ فرض دونوں جوابوں میں کوئی اختلاف نہیں اور جواب اول میں جواب ۱۰۰ نمبر قائم کئے ہیں۔ دوسوال کے نمبر نہیں بلکہ مسئلہ کی تحقیق کی ہے، یعنی صورتیں الگ الگ کی ہیں۔

قرآن وحدیث سے والدین کے ساتھ بڑ (حسن سلوک) مطلوب ہے اور شوہر کی اطاعت بھی ضروری ہے، ان دونوں باتوں کو ایک ساتھ لیکر کیسے چلا جائے؟ یہ بات عام حالات میں کچھ مشکل نہیں لیکن اگر کسی حد تک، ان حقوق میں تضاد ہو جائے تو والدین کا حق زیادہ موزون کر دیا جائے گا۔ البتہ شوہر کی حق تلفی بھی جائز نہیں۔ پس ایسی صورت نکالی جائے گی کہ سب کی صورتیں مر جائیں اور کوئی بھی نہ نہ۔

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

زوجہ کو دوسری جگہ منتقل نہ کرے۔ اس شخص (شوہر) سے اس شرط کا ایسا نہیں ہو سکتا، وہ اپنی سسرال سے علیحدہ رہتا ہے، اور اپنی زوجہ کو ای جگہ رکھنا چاہتا ہے۔

اس کی زوجہ کو اس شرط کو پورا کرنے پر اصرار نہیں ہے، اور وہ شوہر کے پاس جہاں وہ چاہے جا کر رہنے پر راضی ہے، ہمس کا والد اس کو شوہر کے پاس جا کر رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس سے ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ در صورت مذکور بالا، زوجہ پر شوہر کی اطاعت حکم لازم ہے، اور بلا اجازت والد، شوہر کے پاس چلا جاتا ضروری ہے، یا اپنے والد کی اطاعت فرض ہے اور بلا اجازت والد کے شوہر کے پاس جا رہنا، ناجائز و معصیت ہے؟

لڑکی کے والد اور اس کے صاحب مخلصوں نے، اس ایک سوال کو چند سوالات بنا کر، بہت سے علمائے وقت سے مختلف ازمائش میں پیش کر کے استفتا کیا، جس کے جواب میں جو کچھ کسی کے خیال میں آیا، اُس کے موافق اس نے فتویٰ دیا، کسی نے والد کی اطاعت کو لڑکی پر واجب ٹھہرا کر، اس کو شوہر کے پاس جانے سے روکا، کسی نے شوہر کی اطاعت واجب بتا کر، اس کا شوہر کے پاس بلا اجازت والد چلا جانا، جائز یا واجب ٹھہرایا۔

اسی مسئلہ میں خاکسار سے ان سوالات کے متعلق استفتا کیا گیا، پس جو کچھ فکر ناقص میں آیا، وہ قلمبند کر کے مستفتی کے پاس بھیجا گیا، مگر حضرت مستفتی نے جو اشاعت السنہ کے ایک معاون ہیں، عرصہ تقریباً ایک سال سے اس امر کا تقاضا جاری رکھا، کہ ان علماء کے جوابات کو ہم اشاعت السنہ میں درج کر کے، ان پر مناسب ردیاد کر دیں، اور جو امر ان جوابات میں ہمارے جواب کے مخالف ہے، اس کی توجیہ کریں یا اس کا جواب دیں۔

یہ امر ہم پر شاق گذرا، اس وجہ سے ہم نے اس کو اس عرصہ تک ٹلایا، آخر انھوں نے ہم کو اس سوال کی اجابت سے معذرت

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

اس فتویٰ میں یہ بات بھی زیر بحث آتی ہے کہ اگر کوئی باپ اپنے لڑکے یا لڑکی کو فرائض کی وجہ سے ماق کرے تو شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں، وہ ہر شے کی ۱۱۴ ہے۔ جس میراث بھی پائے گی، احکام شرعیہ پر عاقل کرنے کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ ۱۱۵ لڑکے اگر فرائض نہ پائے تو وہ اس کی مراد عاقل سے پائے گی۔ طحاوی شوہر و والدین کے حقوق کا مسئلہ ہمارے معارف میں پیچیدہ اس لئے جو یہاں مذکور شادی کے بعد عورت بالکل شہرہ کی ہو کر رہ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کے مانی امید پر بھی شوہر کا فیض ہو جاتا ہے، بلکہ ضرورت ہو تو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ عاقل چاہے عاقل ہو اور عاقل کا عاقل وہاں نہیں ہے، وہاں عورت کا مانی امید کا ہوتا ہے۔ چنانچہ عاقل و عاقل والدین کا عقد مستطیع اور عاقل ہوتا ہے لڑکی پر بھی اگر وہ مستطیع ہے بقدر میراث نقد واجب ہوتا ہے مگر ہمارے دیش عورتوں کے پاس کچھ بچہ جاتی نہیں، سر شوہر استعمال کر لیتا ہے، چنانچہ یہ لوگ مسئلہ جانتے ہی نہیں۔ لڑکی پر بھی ماں باپ کا عقد واجب ہے، اسی طرح لڑکیوں کا عقد میں لڑکوں کے عقد میں دیتے میراث ذہنک سے دیتے ہیں، کیونکہ وراثت و طر و عمل ہے، باپ کی میراث لڑکی کو ملتی ہے تو لڑکی کے مرنے پر ماں باپ کو ہی کی میراث ملتی ہے، اس کی تریہ ۱۱۴ ہے ہو تو بدنی جنوں کو بھی ملتی ہے، اور ہمارے معارف کی صورت حال یہ ہے کہ لڑکی سے ماں چھوڑ جاتی نہیں، جو میراث میں ملے۔ (پانچویں)

سبھی اور معروف نہ رکھ، تو ہم نے ان جوابات کی نقل بتوجہ کارادہ کیا۔ پس پہلے اس مقام میں اپنے فتویٰ کو نقل کرتے ہیں، اس کے بعد دوسرے کے فتویٰ کو نقل کیا جائے گا، اس کے بعد ان فتویٰ پر مناسب ردیمارک کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۷۴-ب) چند اہم سوالات: کیا فرماتے ہیں علماء دین جواب میں سوالات مفصلہ ذیل کے:

سوال اول: اطاعت والدین کی بیٹا و بیٹی شوہر دار ہو، یا غیر شوہر دار، دونوں پر برابر بلا فرق فرض ہے، یا واجب یا مستحب؟

سوال دوم: بیٹوں پر بعد شوہر دار ہوجانے ان کے، فریضہ اطاعت والدین کی ان پر سے، بہ سبب فریضہ اطاعت شوہر رانے، بالکل ساقط ہوجاتی ہے، یا بعض باقی رہتی ہیں، اور بعض ساقط؟ صورت مسئلہ کی کیا ہوگی، اس کو تفصیل مع دلائل بیان فرماتا۔

سوال سوم: در صورت فریضہ اطاعت والدین اور اطاعت زوج، عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے، یا کم و بیش۔ اور باپ اور شوہر کے درمیان کیا تفاوت ہے، اور اہلی درجہ کس کا ہے؟

سوال چہارم: عاق کرتا والدین کا بیٹا اور بیٹی دونوں پر مؤثر ہے، یا صرف بیٹائی پر، اور عاق کرنے کا اس پر جو عاق کیا گیا، کیا اثر مستحب ہوتا ہے؟

سوال پنجم: مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ بندہ کو، ایک امر جائز کی تعمیل پر چاہتا کہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ، اگر تو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے گی، تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگی، میں تجھ کو طلاق دیدوں گا۔ اور باپ مسماۃ کو عدول کا تعمیل کہہ شوہر سے، اس طور پر روکتا اور منع کرتا ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی، تو بسبب اس تیرے حقوق کے، کہ موجب ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگا، میں تجھ سے نہایت ناراض ہوں گا، اور قیامت میں تیرا واسنہ ہوگا، یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکورہ حکم کرتا ہو، اور شوہر بطور مسطورہ مانع ہوتا ہو، تو اس صورت میں عورت کو عقوق باپ اختیار کرنا ہوگا، یا طلاق شوہر اختیار کرنا ہوگا۔

سوال ششم: بعد نکاح کر دینے دختر کے، باپ چاہتا ہے کہ لڑکی کے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر! اور باپ کسی طرح محتاج اس سے خدمت لینے کا نہیں ہے، اور باپ نے اسباب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہ شرط بھی کرالیا تھا، کہ دختر ہمارے گھر میں رہے گی اور تم کو بھی یہیں رہنا ہوگا، تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین، والدین کے گھر میں رہنا چاہئے، یا باطاعت شوہر، شوہر کے مکان میں، اور یہ شرط مذکورہ باپ کی اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں؟

## نقل جواب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی اولاد پر مطلقاً فرض ہے خواہ وہ عیب دار ہو یا صاحب عیب۔ اور مباح میں نہ ضرورت میں لایطاعتی قولہ تعالیٰ:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ الْآيَةُ قَالَ فِي جَلَالَيْنِ: اِي بَرَاءِ، انْتَهَى (۱) وَفِي الْبَيْضَاوِيِّ (۲) الْبِرُّ كُلُّ فِعْلٍ مَرَضِيٍّ انْتَهَى.

قال في المجمع (۳) فيه حديث نهى عن عقوق الأهل من عق والد، إذا أذاه وعصاه في حديث الاعتكاف، البر: دون الطاعة و بر الوالدین ضد العقوق و فی القاموس، البر (بالکسر)، الصلة و الصدق و الطاعة. (۴)

الحاصل اطاعت امر مشروع کی بڑا احسان ہے اور یہی فرض اولاد پر ہے، اور احادیث و آیات اس میں کشیدہ ہیں اور بدون اطاعت کے بر تمام نہیں ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(۲) زوجہ پر زوج کی اطاعت بھی امور زوجیت میں فرض ہے، اور سوائے اس کے مؤکد ہے نہ فرض، لقولہ علیہ السلام:

و لو امرها ان تنقل من جبل اصفر الى جبل اسود الخ (۵)

و لقولہ علیہ السلام: إذا دعا الرجل امرأته الى فراشه، الحديث وغيرهما من الأحاديث (۶)

(۱) جلالین تفسیر سورہ و (۸۳) ص ۱۳۔ (مطبوعہ مکتب خانہ رشیدیہ دہلی جس نور محمد دہلی ۶ ص ۱۳۷)

(۲) تفسیر بیضاوی (سورہ بقرہ ۱۷۷) ص ۱۷۷: (۱) (مطبوعہ مکتبہ مصر) [نور]

(۳) مجمع بحوالہ الاثر، علامہ محمد طایب رحمہ اللہ ص ۶۳۳: (۳) (دار الفکر، بیروت ۱۳۹۱ھ) [نور]

(۴) القاموس المحيط محمد الدین قرطبی دہلی ص ۳۷۰ جلد اول، (باب الرءاء، فصل الباء، (مطبوعہ مکتبہ مصر ۱۳۳۰ھ) نیز القاموس المحيط ص ۱۱۳

دارالحدیث القاہرہ، ۱۳۳۹ھ ص ۳۰۸، [نور]

(۵) مس حیل اسودالی حیل ابیض کان یفعل لہا ان تفعلہ رواہ احمد عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکوٰۃ کتاب النکاح باب عشرة النساء

ومسائل واحدة من الحقوق الفصل الثالث ص: ۲۸۳ [کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۷۵ھ ۱۳۵۵ھ] نیز مشکوٰۃ باب عشرة النساء رقم الحديث ۳۴۷۰

ت: رمضان بن احمد بن علی ص: ۱۲۵ ج: ۳ [مکتبہ الطوبہ، ۱۴۰۳ھ] [نور]

(۶) مشکوٰۃ علیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکوٰۃ ص: ۲۸۰ کتاب النکاح: باب عشرة النساء الفصل الاول اصح المطابع رشیدیہ

دہلی ت: رمضان بن احمد بن علی ص: ۱۲۳ ج: ۳، رقم الحديث ۳۴۳۶، [مکتبہ الطوبہ]





میں الف لام واخل کر کے عام بنایا ہے، جو زوج کو بھی شامل ہے، اسی واسطے نووی شرح مسلم میں تحت اس حدیث کے لکھتے ہیں:

اجمعوا علی أن الأم و الأب اکد حرمة فی البر من سواهما (۱)

ترجمہ: ائمہ کرام اور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ماں اور باپ کی حرمت اور احسان جیسوں میں سب سے زیادہ ہے۔ [ت: نور]

و ایضاً فیہ: و الحقوا الزوج و الزوجة بالمحارم انھی (۲)

اور اسی (نووی) میں یہ بھی ہے کہ، زوج اور زوجہ کے معاملات کو محارم کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ [ت: نور]

اور آیت: أن اشکولی ولوالدیک الآیہ (۳) کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا

اور دیگر آیات و احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حق والدین زوج سے مقدم ہے، اور عقل کا بھی یہی حکم ہے کہ والدین نے، خصوصاً والدہ نے کسی قدر خدمت مشقت اٹھائی ہے، اور زوج کو سوائے حق تو ام علی النساء ہونے اور ذمہ داری لفظ وغیرہ کے اور کچھ نہیں ہے اور اسباب اختیاری ہے، سوائے ابوین کے۔ مع بند والدین کا حق صلہ رحم نہایت اؤکد ہے، پس اقدم وارح عند التعارض، امر بروصلہ میں والدین ہی ہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔

(۵) عقوق، ایذا و نا فرمانی کا نام ہے، پس اگر کوئی والدین کو ایذا دیوے اور نا فرمانی کرے غیر مشروع، تو خود بختم شارع عاق ہے، والدین کے عاق کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کیا اس کا اثر ہے، اور جو وہ امر معصیت یا کسی کے ائتلاف حق کا امر کرتے ہیں اور اولاد نہیں مانتی، تو اس میں حق بجانب اولاد کے ہے: لاطاعة الخ نص شارع کی ہے، اس پر اگر عاق کرتے ہیں تو شخص بیہودگی اور لغو ہے، بلکہ خود والدین ہی گنہگار ہیں، ہرگز ولد عاق نہیں، پس در صورت ثانی تو عاق کا کوئی اثر بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اگر زوج کسی امر جائز کو زوجہ سے کراتا ہے، جس میں بر شرعی والدین کا فوت نہیں ہوتا، تو زوجہ کو اس کو کرتا چاہئے، اور والدین کے منع کو نہ مانے کہ امر والدین کا معصیت ہے اور علی ہذا اگر والدین امر جائز کرادیں اور زوج کے کسی امر کو مانع نہیں تو کرنا چاہئے، اور زوج کے منع کو نہ مانے (علی ہذا انکس اس کا) کہ منع زوج کا معصیت ہے: لاطاعة الخ، اور جو امر زوج کا ایسا ہے کہ بر شرعی والدین کے خلاف ہے، تو بھی نہ کرنا چاہئے۔

(۱) نووی، علی ہامش صحیح مسلم، باب بر الوالدین وانہما حق ص: ۳۱۳ ج: ۲، [مجتہبی دہلی، ۱۳۱۹ھ] [نور]

(۲) نووی، علی ہامش صحیح مسلم، باب بر الوالدین وانہما حق ص: ۳۱۳ ج: ۲، [مجتہبی دہلی، ۱۳۱۹ھ] [نور]

(۳) سورہ لقمان: ۱۳،

غرض خدشہ شروع اور اختلاف حق میں کسی کا قول نہ مانے، البتہ اگر ایسا امر دائر ہو کہ دونوں کی خدمت (مثلاً ایک وقت میں وارد ہے اور ایک دوسرے سے عاجز ہے، تو ترجیح خدمت والدین کی ہے، بسبب اقدم ہونے بزر والدین کے حاجت زوج پر، چنانچہ جواب سوم میں مذکور ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اس صورت میں زوجہ کو بخند زوج رہنا چاہئے، کیونکہ یہ امر حقوق زوجیت میں ہے، کہ زوج جہاں چاہے رکھے، اپنے گھر بچھونے میں نفع ازدواج حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے کے گھر رہنے سے اس کو ضرر یا انفقاع، بوجہ اتم نہیں یا دوسری مصلحت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: الْرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (۱) ترجمہ: مرد حاکم ہیں عورتوں پر (ترجمہ شفاء البند)  
وَأَسْكَنْهُمْ مِنْ حَيْثُ سَكَنَتْهُ لَيْ (۲) ترجمہ: ان کو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو (ترجمہ شفاء البند)  
کہ بدایہ النہض مثبت مدعی ہے، پس والدین کا خاندان زوج سے منع کرنا، جو حق زوج میں ہے اور معصیت ہے، اس امر کا مانع عورت کو برزخ نہیں، ہے تاں زوج کا امر قبول کرے اور اس سے ہرگز معذور، بجانب زوجہ عائد نہیں ہو سکتا، اور والدین کا اس وجہ سے عاق کرنا لغو اور زیوں، یہودیوں خلاف شرع کے اور یہ شرط بھی ان کی غیر مشروع ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ اشْتَرَطَ مَالَةً شَرْطَ الْخِ (۳) پس اس شرط کا کچھ اعتبار نہیں، فقط واللہ اعلم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کوئی ایسی شرط کی، جو کتاب اللہ میں موجود نہیں، وہ باطل [بے حقیقت] ہے۔

نووی نے شرع مسلم میں لکھا ہے:

قال الشافعی و اکثر العلماء، هذا محمول علی شروط لاتنافی مقتضى النکاح (۱)  
اور حنفی بھی مسافرت کے مسئلہ میں ایسی ہی لکھتے ہیں، مگر جو سفر میں ضرر اور فتنہ ہو، تو وفا شرط کو لازم کرتے ہیں نہ بوجہ شرط، بلکہ بوجہ ضرر و فتنہ کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

(۱) سورة النساء: ۳۴

(۲) سورة الطلاق: ۱۰

(۳) البخاری، کتاب الشروط، باب المکتوب وما یبطل من الشروط، صفحہ ۳۸۱، ۳۸۲ ج ۱، امر ۱۵۱۵۵

نیز: ۱۳۵-۱۳۶ ج ۱، جلد اول، جزء سوم، رقم الحديث: ۴۳۵۵ (الرباع: ۱۳۰۴)

(۲) نووی علی صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الوفاء بالشروط ص: ۳۵۵، ج ۲، مطبع مجاہد، دہلی، ۱۳۱۴ھ

(۸) روایات فقہاء اس باب میں مختلف ہیں مگر اس زمانہ میں جو کچھ حق رائے اساتذہ کا ہے یہ ہے کہ اگر عورت

میں سے ہیں تو زوجہ بدون اذن کے نہ جاوے۔ البتہ اگر نوبت قطع رحم پہنچے گئے تو اس وقت بدون اذن شوہر چاہا جائے دست ہے کہ قطع رحم حرام ہے اور معصیت میں اطاعت درست نہیں۔ واللہ اعلم

(۹) اوپر معصوم ہو کہ اس وقت فساد میں خروج زوجہ بدون اذن درست نہیں اور اطاعت زوج کی ایسے امر میں

ضرور ہے:

و قطعہ اذا امر (۱) نرحمہ اور اس شوہر کی اطاعت کرے جب وہ اس کا حکم دے۔ ات اور

حکم حدیث کا ہے البتہ در صورت لزوم قطع رحم امثال امر نہیں چاہئے اور ابوین اُمر غے کو آویں تو نہ شوہر میں دخول اُن کا بدون اذن شوہر کے درست نہیں۔ قال علیہ السلام:

ولا تاذن فی بیته الا باذنه | شوہر کے گھر میں کسی کو شوہر کی اجازت کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے۔ ات اور

البتہ باہر سے بات کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں اور زوج اس ملاقات سے منع نہیں کر سکتا۔ قطع رحم اور حرام اور معصیت کا ماننا زوج کو ممنوع ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰) اس صورت میں خدمت والدین کی مقدم ہے، خدمت زوج کو مؤخر رکھے، اور والدین کی خدمت کرے، اُن کا

حق مقدم ہے، چنانچہ جواب رابع سے واضح ہو گیا، فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاقر رشید احمد شٹوی

### جواب دیگر از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی امور مباحہ میں، جن میں کسی کے حق میں جو نہ ہو اور معصیت نہ ہو، سب پر فرض ہے، خواہ

مرد ہو خواہ عورت، منکوحہ یا غیر منکوحہ، لقولہ تعالیٰ:

ان اشکرو لی و لبوالذینک الآیۃ

اور جس میں حق تلفی زوج کی ناحق ہو وہ حرام ہے، لقولہ علیہ السلام:

لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق (۲) خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

(۱) امشکوۃ کتاب النکاح، ص ۱۰۸۳، الفصول الثالث، ص ۲۸۳، اصح المطابع رشیدیہ دہلی امشکوۃ ص ۱۰۸۳

مذکور ص ۱۲۵۸، ج ۳، رقم الحدیث ۳۴۶۲، رقمان ابن العربی ص ۱۰۸۳، ص ۲۰۰۳،

(۲) شرح السنۃ للبعوی عن الواسع بن سیمان کتاب الامارۃ والقضاء، ص ۱۰۸، ص ۱۰، المكتب

الاسلامی بیروت ۱۳۹۶ھ، ۱۹۷۶ء، امشکوۃ کتاب الامارۃ والقضاء، الفصول الثاني، ص ۳۲۱، عن الواسع بن سیمان، کتاب حلیہ

رشیدیہ دہلی ۱۳۷۵ھ، ۱۹۵۵ء

اور ظلم کرنا حق ذی حق میں بھی معصیت ہے۔ پس بعد نکاح کے دختر کو شوہر کی اطاعت بھی کرنا لازم ہے مگر حق والدین اور کہہ ہے۔ سو جس صورت میں زوج محتاج اپنی حاجت کا ہو، اور والدین عاجز کسی حال مستغنی خدمت دختر سے نہ ہوں، تو خدمت والدین مقدم ہوئے گی، ورنہ شوہر کی خدمت میں حاضر رہے۔

اور عاق کرنا کوئی امر شرعی نہیں لہذا عوام میں ہے، اگر اطاعت موافق حکم شرع کے کرتی ہے اور نافرمانی والدین کی غیر مشروع میں کرتی ہے اور زوج کی خدمت شرعیہ کرتی ہے اور اس سے والدین ناراض ہو کر عاق کریں، تو کچھ اصل اس کی نہیں، والدین خود عاصی بیویں گے اور دختر بڑا عاق عند اللہ تعالیٰ نہ ہوئے گی، بلکہ رضا والدین سے ایسا کام کرنا، موجب معصیت و نافرمانی حق تعالیٰ کا ہوئے گا، البتہ اگر نافرمانی والدین کی مباحات، وغیرہ جو حق زوج میں کرے تو عاق ہے من اللہ تعالیٰ، نہ والدین کے کرنے سے، کہ اثر اس کا عذاب کا ہونا اور دنیا میں سزا کا ملنا ہے، نہ حرمان میراث، جیسا عوام میں مشہور ہے۔

پس اگر زوج اپنی زوجہ و امر مشروع و مباح کرنے کو کہتا ہے تو اس کو اطاعت واجب ہے، لقولہ علیہ السلام: و لو امرها أن تنفل من جبل أصفر إلى جبل أسود و من جبل أسود إلى جبل أبيض كان ينبغي لها أن تفعله. الحديث، كذا في المشكوة. (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اگر شوہر نے بیوی کو حکم دیا کہ وہ فلاں چیز یا سامان کو اکالے پہاڑ سے چلے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر منتقل کرے تو اس [عورت] اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔

و لقولہ علیہ السلام: و لا تتخالفه فی نفسها و لا مالها بما یکره، الحديث (۲) اور والدین اگر ایسے کام سے منع کریں تو نہ مانے، کیونکہ منع والدین کا معصیت ہے اور جو حق زوج میں ہے، اور والدین کے اس امر کو ماننا گناہ ہے اور نہ ماننا عقوبت نہیں، بلکہ والدین خود عاصی ایسے منع سے ہیں۔ علیٰ ہذا، اگر بعد نکاح کے شوہر اپنے گھر لے جاتا ہے، تو عورت پر شوہر کے گھر جانا واجب ہے، اور باپ کے منع کو بر گز نہ مانے، کہ امر باپ کا خلاف حکم حق تعالیٰ کے ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: أَسْكُنُوا هُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ الْآيَةَ ان کو گھر دور بننے کے واسطے جہاں تم آ رہو۔ (ترجمہ شہاب)

(۱) رواہ احمد عن عائشة. مشکوة المصابيح والفصل الثالث باب عشرة النساء رقم الحديث: ۳۲۷۰ ج ۳ ص ۱۲۵۷ نیز مشکوة باب والفصل مذکور ص: ۳۸۳.

(۲) رواہ السنن والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ. مشکوة ص: ۳۸۳ کتاب النکاح الفصل الثالث اصح المطابع رشیدیہ دہلی ۱۳۷۵ھ نیز مشکوة شریف رقم الحديث: ۳۲۷۰ ت: رمضان بن احمد بن علی ص: ۱۲۵۸ ج ۳



وقال عليه السلام :

ولا تخالفه في نفسها و مالها. (۱) الحديث

پس اس صورت سوال میں کہ والد کسی طرح محتاج خدمت نہیں، اور دختر کو خانہ زوج سے منع کرتا ہے، قلم کرتا ہے، عورت کو واجب ہے کہ نہ مانے اور زوج کے گھر جاوے۔ باقی شرط کر لینا پدر کا، کہ دختر ہر روز میرے گھر رہے گی، یہ شرط خلاف مقتضائے عقد نکاح کے ہے، قال عليه السلام: كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل الحديث (۲) البذا اس کا وفا کرنا زوج پر ضروری [ی] نہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔  
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

### نقل جواب استفتاء از علمائے دیوبند

بعد غور کرنے عبارت سوال موجودہ سوال اول و دوم و سوم و پنجم و ششم کا ایک معلوم ہوتا ہے اور چہارم کا جدا، اس لئے دو جواب کافی ہیں۔ جب عورت کا باپ اس کو شوہر کے گھر جانے سے منع کرے، اس میں اطاعت ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی شرائط بروقت نکاح کچھ مؤثر ہیں۔

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ حقوق والدین بڑا سخت گناہ ہے، لیکن اس کے اندر یہ شرط ہے کہ خلاف شرع پر والدین کا اصرار نہ ہو، اس پر اطاعت کرنی ضرور نہیں ہے۔ پس عورت پر جو حقوق شرعاً شوہر کے ہیں، اس میں ماں باپ کی اطاعت ضرور نہیں ہے اور کچھ حقوق والدین ہیں، اس میں شوہر کی اطاعت ضروری نہیں۔ مثلاً شوہر یوں کہے کہ تو اپنے ماں باپ سے مت مل اور مت کلام کر، اس میں شوہر کی اگر نہ مانے درست ہے۔ اور اگر ماں باپ یوں کہیں کہ تو شوہر کے یہاں مت جا، اس میں ماں باپ کی نہ مانے تو درست ہے۔ کیونکہ اصل حق شوہر کا تو یہی ہے کہ اس کے گھر میں بلا حائل دیگر رہے۔ پس جہاں تک کہ خلاف شرع نہ ہو، وہ نیک اطاعت درست ہے، ورنہ وہ اطاعت درست نہیں ہے۔

(۲) عاق کرنے کا اثر بیٹا بیٹی پر کچھ نہیں ہے، یعنی وہ بیٹا بیٹی ہی رہتے ہیں، اور جائداد سے حصہ برابر پائیں گے، اور رسم عوام جہلاء ہے یا ہنود کی ہے، اور شرع شریف میں جیسے کہ دوسرے کی اولاد اپنی نہیں ہوتی ہے، جس کو متبہی کہتے ہیں، ایسے ہی اپنی اولاد سے رشتہ نہیں قطع ہوتا۔

صحیح بندہ محمود عفی عنہ

محمد منفع علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند

(۱) حوالہ نمبر ۳ پر گذر گیا ہے۔

(۲) البخاری. ولفظه كل شرط خالف كتاب الله فهو باطل. وفي رواية من اشترط شرطاً ليس في الكتاب فليس له. كتاب

الشروط، باب المكاتب ومالايحل من الشروط، صفحة: ۳۸۱/۳۸۲. ج: ۱، باب: ۱، حديث: ۲۶۵۳، مرقا آباد: ۱۳۱۵ھ

نیز ص: ۱۷۳ جلد سوم رقم الحديث: ۲۷۳۵ | الرياض: ۱۴۰۳ھ

## نقل جواب استفتاء از علمائے دہلی

جواب سوال اول: واضح ہو کہ والدین کی اطاعت فرض نہیں ہے، اطاعت والدین کی فرض ہونے پر بنی اس لیے نہیں۔ نہ کوئی آیت۔ نہ اولاد پر احسان و سوگ والدین کے ساتھ البتہ فرض ہے اور اس پر۔ میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقَصَىٰ رَبُّكَ أَنَّىٰ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ  
وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

اور ہم کر چکا تھے ارب کہ نہ پوجو اس کے سوائے

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (ترجمہ: اللہ)

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

وَأَذِّنْ لَنَا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَاءَ اللَّهُ ۚ  
وَاللَّهُ بِأَلْوَدَيْنِ إِحْسَانًا

اور جب ہم نے لیا اقرار اپنی اسرا کیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر

اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا۔ (ترجمہ: اللہ)

اور حدیث شریف میں آئے ہے قال ابانک (اور دوسری حدیث میں آئے ہے۔

رضا الرب فی رضا الوالد و سحق الرب فی سحق الوالد (۲) رواهما الترمذی۔

اور سوان کے اور آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں، جہاں سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے، کہ اولاد پر احسان و سلوک و

صلہ رحمی و رضا جوئی والدین کے ساتھ فرض ہے، نہ کہ اولاد پر اطاعت والدین فرض ہے، اور جس طرح احسان و سلوک

فرض ہے، ایسے ہی والدین کو ستانا اور تکلیف دینا اور قطع رحمی حرام و اکبر الکبائر ہے، اور اسی کو شرع میں مخلوق کہتے ہیں۔

اور جو حق کرنا والدین کا اولاد کو مشہور ہے، اس کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ مخلوق تو فعل اولاد کا ہے، نہ والدین کا، تو والدین

کا حق کرنا کوئی چیز نہیں ہے، اور مخلوق کے حرام ہونے اور اکبر الکبائر ہونے میں بہت حدیثیں آئی ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الا

أحدثکم بأکبر الکبائر، قالوا بلی یا رسول

اللہ، قال الا شرک باللہ و عقوق الوالدین

فرمائیں، فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شرک کرنا

والحدیث: (۳)

(۱) الترمذی۔ اسب البر والصلة باب ما جاء فی من الوالدین صفحہ ۱۱ ج ۲ کتاب حانہ و شیعہ دہلی بیروت ترمذی ت کمال یوسف

الحوت کتاب البر والصلة۔ باب فی من الوالدین باب النجفة، رقم الحدیث ۱۸۹ ص ۲۷۳ ج ۲

(۲) الترمذی۔ اسب البر والصلة صفحہ ۱۱ الفصل فی رضا الوالدین، ص ۱۲ ج ۲ کمال یوسف الحوت کتاب

البر والصلة باب ما جاء فی الفصل فی رضا الوالدین باب النجفة، رقم الحدیث ۱۸۹ ص ۲۷۳ ج ۲

(۳) الترمذی اسب البر والصلة باب ما جاء فی الفصل فی رضا الوالدین صفحہ ۱۲ جلد ۲ حوالہ بالا، ت: کمال یوسف

الحوت کتاب البر والصلة باب ما جاء فی عقوق الوالدین باب النجفة، رقم الحدیث ۱۹۱ ص ۲۷۵ ج ۲

پس اگر وہ ایسا نہ ہو تو فرض ہے کہ اگر وہ روزوں کو ادا کرے تو ادا کرے، اگر نہ کرے تو ادا کرے۔  
 ایسے متعلق بھی حرام ہے، اور بات مزید پر احکامات زہنی فرض ہے

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت امر احدا ان یسجد لاحد  
 لامرت الصرافۃ ان تسجد لروحہا رواہ الترمذی (۱)

اور اس نے اور حدیثیں آتی ہیں جن سے وضاحت ثابت ہوتی ہے، جس زمیہ پر اس نے شہ (فرض ہے) (۲)  
 اور احکامات باپ فرض نہیں، تو در صورت حکم کرنے دونوں۔ کسی امر کو پس حکم شہ مقدم اور نہ دینی۔ فقہ

اور اسی جواب سوال اول سے جواب سوال دوم و سوم و چہرہ و تجملہ و غرضی طہارہ و غیرہ۔ فقہاء و ائمہ صاحب  
**جواب سوال ششم:** جب قبل ناک کے باپ نے یہ شرط مقرر کی تھی، آخرت ہمارے حق میں رہے اور نہ

اس شرط کو قبول و منظور فرمایا، تو اب اس شرط کا ایفہ بندہ دینی ہے۔ البتہ فی ماتہ  
 ان العهد کان مسؤولا (اسراء آیت ۳۴) بیٹک عبد کی پوچھو تو (۱) (۲) (۳)

اور حدیث شریف میں آیا ہے: عن عقبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أحق ما أوفیتم من الشروط  
 ان توفوا به ما استحللتم به الفروج. رواہ البحاری (۳) اور یہی رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی ہے، چنانچہ فرماتے  
 ہیں: ان مقاطع الحقوق عند الشروط ولک ما شترطت النہی. واللہ اعلم بالصواب (۴)

حررہ محمد عبدالرحمن مفتی عنہ | غالب مولانا مبارک پوری |

سید محمد عبدالسلام مفتی عنہ | سید محمد ابوالحسن | محمد یوسف | تاملت حسین | سید محمد نذیر حسین

### نقل فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی

الجواب جملہ سوالات میں جواب و تنقیح طلب ایک یہی امر ہے، کہ عورت کو شوہر کے پاس حاضر ہو جانا، جہاں وہ چاہتا  
 ہے ضروری ہے، یا باپ کے حکم سے اس کے گھر میں رہنا، اور اس کی عدم رضامندی سے، وہ ناجائز ہو سکتی ہے؟

- (۱) الترمذی، الوصیۃ، کتاب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، سفرہ ۲۱۹، حدیث ۱۱۵۹، رقم الحديث: ۱۱۵۹، ج: ۳
- (۲) قرآن کی مہارت اصل میں موجود نہیں لیکن اس کی وضاحت کے بغیر بات نہ چلی سکتی، اور بھی ہوئی رہتی ہے، اس لئے اس فقرہ کا اضافہ کیا گیا (نوٹ)
- (۳) البحاری، کتاب النکاح، کتاب الشروط فی النکاح، صفحہ ۷۷، جلد ۴، حدیث ۳۹۵، مکتبۃ الإصلاح مراۃ آباد، ۱۴۱۵ھ، بر
- بھاری شریف جلد: ۳، ص: ۱۹، جزء ۷، رقم الحديث: ۵۱۵۱ (والفاظ: ۱۳۰۳)
- (۴) البحاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی المہر عند عقد النکاح، صفحہ ۷۷، جلد ۳، ص: ۱۹، حوالہ بالا، بر بھاری شریف
- ص: ۱۶۶، جلد: ۱، جزء ۳، (والفاظ: ۱۳۰۳)

اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر کے پاس حاضر ہونا ضروری ہے، نہ باپ کے حکم سے اس کے گھر میں رہنا، اور شوہر ہی کی خدمت میں سے وہ جگہ بگڑتی ہے، اس امر میں وہ باپ کی نافرمانی سے عاقب نہیں ہوتی۔

اس پر دلیل جس میں شک و اختلاف کی گنجائش نہیں، یہ ہے کہ حاضر باشی میں باپ کی اطاعت مطلق فرض نہیں ہے، بلکہ شرائط و قید کے ساتھ ہے۔ اس حاضر باشی میں خدا کا عہدہ ہو، جس پر دلیل یہ حدیث نبوی ہے: لا طاعة لمخلوق فی

معصية الخالق رواه محی السلف فی شرح المسألة (۱)

اور اسی کی طرف آیت قرآنی مشعر ہے:

و صاحبہما فی الدنیا مغروران (ای علی

وجہ یعرف شرعاً و لا ینکر) (احزاب: ۵۱)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

”بالوالدین احساناً“ یعنی پدر و مادر را احسان کردن عظیم کہ جامع انواع آں باشد، و آں سے نوع است:

(اول) آنکہ ترک ایذا و افعال (دوم) خدمت ایشان بہدن و مال۔ (سوم) حاضر بودن در وقتیکہ استدعا

حضور فرماید۔ اول نوع واجب مطلق است، لہذا در ترک آں عتوق شمع لازم می آید، و نوع دوم مشروط است

باحتیاج آنہ۔ و قدرت این کس۔ پس اگر آنہا محتاج نباشند، یا ای کس قدرت ندارد، واجب نیست۔ و نوع

سوم نیز مشروط است، تا آنکہ در حضور مفسدہ شرعی تحقیق نگردد، و الا واجب نیست۔

و اگر والدین یا یکے از ایشان بفرمایند: نوافل طاعات را بگذارد، و پیش حاضر باش، امتثال ایشان نمودن مقدم

ست، و اگر فرمایند: واجبات را ترک کن یا برائے حج فرض، مرد قبول نکند، و اگر سنن مؤکدہ مثل جماعت و

روزہ عرفہ را ترک بکنند، صحیح است کہ اگر یک دو بار ترک بکنند اطاعت ایشان نماید، و اگر معتاد بکنند بایں

ترک حکم شان را قبول نکند۔“

یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا ایسا احسان اور معاملہ اجوا احسان کی تمام قسموں کا احاطہ کرتا ہے، اور اس

احسان ان تین قسمیں میں، اول: ان کو کسی بات یا زبان سے تکلیف نہ پہنچانا۔ دوم: جان و مال سے ان کی

خدمت کرنا۔ سوم: ان کے پاس حاضر ہونا، جب وہ آنے کی خواہش ظاہر کریں۔

(۱) شرح المسألة للمعری عن الثواس بن سمعان کتاب الامارة والقضاء باب الطاعة فی المعروف صفحہ ۴۳، ج: ۱۰ (المکتب الاسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء)

پہلی قسم مطلق واجب ہے، لہذا اس کے چھوڑنے | خلاف ورزی کرنے | میں نہایت نا فہمی لازم آتی ہے۔  
دوسری قسم کی شرط یہ ہے کہ ان کو ضرورت ہو اور یہ شخص اس کی طاقت و صلاحیت رکھتا ہو، پس اگر وہ وقتاً بہ وقت  
ہوں یا یہ شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو یہ واجب نہیں ہے۔ تیسرے: بھی شرط ہے اس سے کہ ان  
کے پاس حاضر ہونے میں شرعی طور پر کوئی نقصان نہ ہو، ورنہ واجب نہیں۔

اگر والدین یا ان میں سے ایک، اس سے فرمائے کہ نفی عبادتوں کو چھوڑ دو، اور ان کے سامنے حاضر رہو، ان  
کی بات ماننا مقدم ہے اور اگر فرمائیں کہ واجبات کو ترک کر دو، یا حج فرض نہ کرو، مرد قبول نہ کرے اور اگر  
سنان مؤکدہ، جیسے جماعت، روزہ اور (وقوف) عرفہ کو ترک کر ان میں زیادتی صحیح یہ ہے کہ اگر ایک دو بار ترک  
کر ان میں، ان کی بات مان لیں اور اگر متواتر یہی کہیں تو ان کے حکم کو قبول نہ کرے۔ (ت نور)  
اور شوہر کی اطاعت حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر مطلق فرض ہے، اس میں نہ اجازت والدین کی قید ہے  
اور نہ کوئی شرط نصوص صریحہ صحیحہ، اس اطلاق کی مثبت ہیں، از آں جملہ یہ حدیث:

اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان، لعنتها الملائكة حتى تصبح، (متفق  
عليه) وفي رواية لهما قال: والذى نفسى بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتأبى  
عليه، إلا كان الذى فى السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها مشكوة (ص ۴۷۲) وازان  
جملہ یہ حدیث اذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتاته و ان كانت على التور رواه الترمذی (مشكوة  
ص ۴۷۳) وازان جملہ یہ حدیث ای النساء خیر قال: التى تسره إذا نظر و تطيعه إذا أمر و  
لاتخالقه فى نفسها و مالها بما يكره رواه النسائی (مشكوة ص ۴۷۵) (۳)

اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں یہ قید دیکھی نہیں گئی، کہ عورت کا یہ فرض حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر، اجازت  
باپ کی قید سے مفید ہے، باپ نے نکان کر دیا تو ملک بضع کا مالک شوہر کو بنادیا، اس میں سرموئے اس کا تملک و اختیار باقی  
نہیں رہا۔ اور جب شوہر کی اطاعت حاضر باشی بلا قید فرض ہوئی اور اس حکم خاص میں اس کی تاخر مانی معصیت ٹھہری، تو اس

(۱) کتاب النکاح، باب عشرة النکاح الفصل الاول، ص: ۲۸۰، نیز مشکوة رقم الحديث: ۳۴۳۶: ت: رمضان بن احمد بن علی  
ص: ۱۴۴۸، ج: ۳، ت: رمضان بن احمد بن علی آل عوف ۱۴۴۳ھ/ ۲۴۰۳ء.

(۲) کتاب النکاح، باب عشرة النکاح الفصل الثانی، ص: ۲۸۱، حوالہ بالا، نیز مشکوة شریف رقم الحديث: ۳۴۵۷ ص: ۴۵۲  
ج: ۳، ت: رمضان بن احمد بن علی.

(۳) مشکوة کتاب النکاح، باب عشرة النکاح الفصل الثالث ص: ۲۸۳، حوالہ بالا، نیز مشکوة رقم الحديث: ۳۴۷۲ ص: ۴۵۸  
ج: ۳، ت: رمضان بن احمد بن علی مکیة الطوبة ۲۴۰۳ء



سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس امر میں باپ کی اطاعت فرض نہیں ہے، بلکہ معصیت ہے۔ لہذا اس اطاعت کے ترک سے عورت باپ کی عاق نہیں ہو سکتی، شوہر کی اطاعت نہ کرنے سے خدا سے عاق و نافرمان و ملعون بنتی ہے۔

اس جواب میں جہد سوالات کے جوابات ادا ہوئے، تاہم تسکین سائل کی نظر سے، ان سوالات کے جوابات دو حرفی صیغہ و عیدہ دیئے جاتے ہیں، جن کے دایکل جوابات مذکور سے مستفاد ہو سکتے ہیں۔ جواب سوال اول فرق، جو جواب سوال دوم سے ظاہر ہوتا ہے۔

جواب سوال دوم: شوہر باپ کی اطاعت شوہر کی رضا سے مشروط ہو جاتی ہے۔ شوہر اجازت نہ دیوے تو ساقط۔

جواب سوال سوم: شوہر کی اطاعت حکم خدا پر باپ کی اطاعت سے مقدم ہے۔

جواب سوال چہارم: عاق کرنا والدین کا فعل نہیں ہے اور جو مشہور ہے کہ باپ نے بیٹے کو عاق کر دیا، محض لغو اور جہلانہ بات ہے، عاق ہونا اولاد کا فعل ہے، یعنی امر حق میں والدین کی اطاعت نہ کرنا، اس میں بیانیہ دونوں برابر ہیں اور جس امر میں بیانیہ پر، اطاعت والدین فرض نہیں ہے (جیسے شوہر کے پاس نہ جانے کا حکم) اس میں نافرمانی سے، شرعاً متعلق ثابت نہیں ہوتا۔

جواب سوال پنجم: عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور باپ کے حقوق سے نہ ڈرے، وہ اس حکم عدولی سے عاق نہیں ہو سکتی۔

جواب سوال ششم: عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہے باپ کی اطاعت نہ کرے، گو شوہر کو لازم کہ وہ اپنی شرط کا ایضاً کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو وہ تنہا رہے گا۔ عورت کو نہیں پہنچتا کہ وہ خود کی تنہا گری اور وعدہ خلافی کے بدلے، اس کی نافرمانی کرے اور اس کے گھر میں نہ جائے، ہاں! عورت نکاح کے وقت شوہر سے شرط کر چکی ہو، کہ میں اپنے باپ کے گھر رہوں گی، شوہر کے گھر نہ جاؤں گی۔ تو اب اس کو اختیار ہے کہ خداوند کے نہ جاوے، باپ کے گھر میں اس کی ضرورت پوری کرنے کو ضرر ہے، مگر یہ امر شافعی اور حنبلی مذہب کی رو سے جائز ہے، جو ایسی شرط کو جائز کہتے ہیں، حنفی مذہب میں یہ شرط لغو ہے، اس کا ایضاً شوہر کے ذمہ لازم نہیں آتا۔ لہذا حنفی مذہب میں ایسی شرط پر ہی عورت شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کر سکتی، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۰ وغیرہ میں ہے۔

نقد ابوسعید محمد حسین لاہوری۔ مؤلف اشاعت السنۃ

## الطلاق

(۴۷۵) الفاظ کنایہ سے، نیت کئے بغیر طلاق کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین

اس مقدمہ میں: کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، کہ ”جا تو اپنے میکے کو، تو ہمارے کام کی نہیں، اور ہمیں تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے“ اور عرصہ دو ماہ تک منھ سے نہ بولا، بعدہ باہر کو نکل گیا۔ عرصہ قریب آٹھ سال کے گزرتا ہے، اس شخص کی کچھ خبر نہیں، یعنی مفقود الخبر ہو گیا۔ اس صورت میں آیا اس عورت کو نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ بیٹو! تو جزو!

**جواب:** یہ دونوں کلمہ کنایہ طلاق کے لفظ ہیں، اور کنایہ میں جب تک طلاق کی نیت نہ ہو، طلاق واقع نہیں

ہو سکتی۔ پس چونکہ زوج بعد تکلم ان کلمات کے گم ہو گیا ہے، نیت پر اس کی اطلاع و شواہد ہے اور وقوع طلاق میں شک ہے، لہذا نکاح جو بالیقین ثابت ہے، شک سے مفتی رفع نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراہی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۳-۱۱۵)

(۴۷۶) طلاق میں الفاظ کنایہ کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ زید

نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا، کہ تو میرے گھر سے نکل جا، میں تجھ کو نہیں رکھتا، بالکل القط کردی، جہاں چاہے اور شوہر کرے، مگر یہاں مت کرنا۔ ہندہ مذکورہ بارہ برس تک اسی جگہ رہ کر، دوسری جگہ چلی گئی، بعد اس کے جانے کے بکرو خالد نے زید کو فہمائش کی، کہ ہندہ کو تو لے آ، زید نے کہا کہ اس کو چھوڑ دی اور القط کردی۔ ہندہ مذکورہ مطلقہ ہو گئی اور دوسرا نکاح کرنا اس کو جائز ہے، یا نہیں؟ بیٹو! تو جزو!

**جواب:** اگرچہ الفاظ طلاق صریح کے نہیں، بلکہ کنایات طلاق ہیں، مگر ظاہر حال اور متبادر کلام سے طلاق ہی

[معلوم] ہوتا ہے، پس ایسی حالت میں اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراہی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶-۱۳۷)

(۴۷۷) الفاظ کنایہ سے بغیر نیت کے، طلاق کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین

مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مدت تک نان و نفقہ سے تنگ رکھا، جب وہ مجبور ہوئی اپنے باپ کے چلی آئی، اس شخص مذکور کو اکثر آدمیوں نے فہمائش کی کہ ایسا امر نہ چاہئے، تو اس شخص نے چند شرائط پیش کی اور یہ کہا، کہ اگر یہ منظور کرے تو میں لے جاتا ہوں، اور اس کے نان و نفقہ کا کفیل ہوتا ہوں۔ اگر منظور نہ کرے تو اس کی یہ



راہ میری یہ راہ، نہ میں اس کا، اور نہ یہ میری۔ چنانچہ شرائط زوجہ نے منظور نہ کیں، اب اس باہمی گفتگو سے عورت نکاح سے خارج ہوگی، یا نہیں؟ اور اس عورت کا نکاح بعد عدت کے دوسرے شخص سے جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

**جواب:** اگر یہ کلام کہ اس کا یہ راہ، میرا یہ راہ، نہ میں اس کا اور نہ یہ میری، شوہر نے طلاق کی نیت سے بولے ہیں، تو طلاق واقع ہوگی، کیونکہ اس نے شرائط نہ قبول کرنے پر یہ تعلیق کی تھی، پس بعد عدت دوسرے سے نکاح جائز ہے، اور جو زوج طلاق کی نیت سے انکار کرتا ہے، تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۰) کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۲۷۸) طلاق دہی یعنی چھوڑ دیا طلاق صریح ہے: طلاق کے باب میں، جس کے عرف میں چھوڑا بمعنی طلاق شائع و ذائع ہو گیا، تو البتہ صریح ہووے گا، ورنہ غلبہ معنی کا و قلیل الاستعمال معنی کو ترک نہیں کر سکتا اور کتنا یہ سے نہیں نکال سکتا۔ اعتدی کو ہی دیکھو کہ اعتدی کے معنی عدت کے کثیر الوقوع ہیں اور اعتداد نعمۃ اللہ ایک ضعیف معنی ہیں۔ فقط

(مکتوب بنام مولانا خلیل احمد انیسٹھوی، قلمی مکتوب ۱۷)

(۲۷۹) طلاق صریح کس کو کہتے ہیں؟ مسئلہ: طلاق صریح اس کو کہتے ہیں کہ ایسے لفظ سے ایقاع کیا جاوے جو عرف میں سوائے طلاق کے دوسرے معنی پر مستعمل نہ ہووے۔ سو لفظ چھوڑا کا، ہمارے عرف میں ترک نکاح اور ترک خبر گیری نان و نفقہ دونوں پر استعمال کیا جاتا ہے، سو اس سے معلوم ہو کہ بائن ہو محتاج نیت پر، پھر اگر نیت طلاق ہووی تو طلاق بائن واقع ہووے۔

(مکتوب بنام خلیل احمد انیسٹھوی ص ۳۱)

(۲۸۰) ڈھائی یا پونے تین طلاق کے الفاظ سے کونسی طلاق ہوتی ہے؟ سوال: طلاق اگر یوں کہا، کہ ڈھائی طلاق یا پونے تین طلاق، تو نکاح رہا یا نہیں، اور تین طلاق ہوئی یا دو؟

**جواب:** ڈھائی اور پونے تین پوری سہ طلاق ہوتی ہے، مغلطہ طلاق ہو گئی اور ہمیشہ کو جدا ہو گئی۔

(بدست خاص سوال ۶۱)

(۲۸۱) اگر دو طلاق، تین طلاق اور پچاس طلاق کہا تو کتنی طلاقیں واقع ہوگی؟ سوال: اگر یوں کہا کہ دو طلاق، یا یوں کہا تین طلاق، یا پچاس طلاق، تو دو طلاق پڑی یا تین، یا ایک؟

**جواب:** دو میں دو طلاق، اور تین اور پچاس میں تین طلاق پڑیں گی۔

(بدست خاص سوال ۶۶)



(لکھنؤ میں میر تقی میر کی قبر پر)

[illegible][illegible]

(۷۷) انا لله وانا اليه راجعون

[illegible]

دستبرآوردی که در این کتاب است به دستبرد رسیدن به این کتاب است

تذکرہ: ۱۰۱۔ ذمہ داران و خیرین کا شریعتی و دنیاوی تہ (۷۷)

(۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

سَمْعًا

۱- در این کتاب که در کتابخانه ایست که در این شهر است، در این کتابخانه است.

[illegible]

وہ کہیں نہ کہیں لکھ جائے گا۔

မိမိတို့အား နာခံစားရအောင် နာခံစားရအောင် နာခံစားရအောင် နာခံစားရအောင် နာခံစားရအောင်

[illegible]

...

[illegible][illegible]

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

[illegible]

(24)  $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$   $\frac{d}{dx} x^{-2} = -2x^{-3} = -\frac{2}{x^3}$

(۲۸۵) جس وجہ کی طلاق؟ مسئلہ طلاق میں روایت حنفیہ کی بندہ کی نظر میں اس وقت نہیں، مگر واقعہ ضروری ہے، اگر یہ جس وجہ طلاق دلا دی، تو چونکہ زوج مہتر اور محض ہے، چنانچہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

(مکتوب بنام مولانا ظلیل احمد، مکتوب ۳۲)

(۲۸۶) طلاق سے بغیر گواہوں کے رجوع؟ سوال: اگر کسی شخص نے طلاق کے بعد رجوع کیا، اور رجوع پر گواہ نہ کئے، تو وہ رجوع ہو صحیح ہوا، یا نہیں، اور وہ شخص گنہگار بھی ہوا، یا نہیں؟

جواب: رجوع قبل گزرنے عدت کے درست ہے، مگر بدون گواہ محل تہمت ہے اور سنت کو ترک کرنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بدست خاص ص ۱۰)

(۲۸۷) حلالہ میں شرط لگانا اور دوسرے شوہر سے قربت کے بغیر، پہلے سے نکاح؟ سوال: اگر

زید اپنی عورت کا نکاح بکر سے مراد اس شرط پر، کہ بعد چند روز کے طلاق دیدینا اور بکر منظور کر لے، تو زید بعد عدت بکر نکاح کر سکتا ہے، یا نہیں؟ اور یہ وعدہ شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ یا بکر قبل صحبت کے طلاق دیدے گا، تو زید کو حلال ہو جائے گا، یا بکر سے صحبت کرنے کے بعد درست ہوگی۔ بینا تو جروا!

جواب: تین حیض عدت ہوئے ہیں اور جو حاملہ ہو تو وضع حمل، مدت عدت ہے، اس سے پہلے یہ عورت حلال نہیں ہو سکتی۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۲۱-۱۲۲)

(۲۸۸) ظہار کا کفارہ؟ از بندہ رشید احمد غنی عنہ ششوی بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند، آپ کا خط آیا۔

بسیب تم فرصتی کے جواب میں دیے ہوئے۔

مسئلہ: جس نے اپنی عورت کو کہا، کہ اگر تجھ سے جماع کروں تو اپنی والدہ سے کروں، تو اس کلمہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ قسم ہوئی، سو اگر اس نے جماع کر لیا تو کفارہ قسم کا دینا ہوگا، اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس آدمی فقیر کو فیروزہ فیروزہ دینا، یا دس آدمی فقیر کو بیج و شام دس روز تک شکم سے کھلاوے، مگر جن کو بیج و کھلاوے، شام کو انکس و کھلاوے۔ خواہ فیروزہ فیروزہ یا بیج و شام کی قیمت دیدے، بہر حال اس کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا، اور فیروزہ یا بیج و شام روزانہ سہارہ پور ہوتے ہیں، شاید ان کا وزن کم ہو، فقط۔

کتبہ امین رشتہ بہ رشید احمد ششوی غنی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۱)

(۱) یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا، لہذا یہ جواب اصل سے غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔ (نور)





ترامے بعد اچانک فرماتے ہیں، پس جس شخص نے بوجہ ضرورت کے کہ وقوع زنا کا خدشہ ہے، ہم مذہب شافعی صاحب فتویٰ دیا ہے، اس کو برا کہنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی نہیں چاہئے (۱)

مسائل مختلفہ اندر میں تشدد کرنا مناسب نہیں، خصوصاً ایسی ضرورت میں۔ البتہ اگر نفسانیت اور خواہش نفسانی کی قید امر بیجا میں اور خلاف میں پڑے وہ برا کام ہے۔ الیٰ اصل: اذن مفقود کا نکاح ایک مذہب ہے، اس کے عمل در آمد پر بوجہ ضرورت نزاع اور طعن نہیں چاہئے، اگرچہ خود عمل اپنے مذہب پر کرتا رہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی غنی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۸)

مسئلہ: مفقود کی عورت نے اگر بختوی کسی عالم

کے نکاح کیا، تو جب اس کا خاوند رجوع کرے گا، تو

زوج اول کو وہ عورت ملے گی، ثانی زوج سے لی

جاوے گی، البتہ اگر حاکم نے تفریق وعدت کرائے نکاح کرایا ہو، تو اب اول کو نہ ملے گی، کہ تطلق حاکم سے افتراق

ہو گیا ہے۔ خفیہ نے موت اقراران کو عدت شمار کیا ہے اس کی شرح میں اپنے اپنے زمانہ کے موافق، عمر اقراران کو لکھ دیا ہے،

کبھی نوے کبھی ستر کبھی چھ اور شافع نے چار سال ٹھہرائے ہیں، اگر خفیہ بضرورت شافعی کے مذہب پر عمل کر لے، تو

عجب نہیں، درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۳-۱۲۴)

سوال: جو شخص مرجاؤے اور

پھر بعد کچھ دیر کے زندہ ہو جاوے، تو

اس کی زوجہ سے اس کا نکاح رہا یا

(۲۹۳) جس شخص کے متعلق یہ شبہ ہو جائے کہ وہ مر گیا، لیکن

پھر ٹھیک ہو جائے، تو اس کا نکاح اور ملکیت قائم رہتی ہے:

نہیں؟ اسی طرح اور چیزیں جو اس کی ملک تھیں، ان کا کیا حال ہے؟

جواب: مر کر کوئی زندہ نہیں ہو سکتا، یہ امر محال ہے، بلکہ سکتا یا غشی ایسی ہو جاتی ہے کہ حیات بالکل معدوم نہیں

ہوتی، لہذا نکاح بھی باقی ہے اور ملک بھی قائم ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی غنی عنہ

(بدست خاص ص ۴۰)

## مہر

(۴۹۴) مہر مؤجل کی صورت میں، عورت کا شوہر کو خود سے روک دینا؟ سوال۔ یہ فرمات

میں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ ایک عورت کا دین مہر سارا مؤجل قرار پایا ہے، اس صورت میں، عورت بغیر اللہ و رسول علی خاوند پر ناش طلب مہر کی کر سکتی ہے، یا نہیں، اور اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، یا نہیں؟ جہیز تو جہیز۔

جواب: ہر گاہ کہ تمام مہر مؤجل ٹھہر چکا ہے، تو ہر ملک میں باوجود مہر مؤجل ہونے کے، دخول و نفوس ہونا مقرر ہوتا ہے، لہذا گویا دخول و نفوس کرنا عورت کا اپنے نفس کو شرط ہو گیا۔ لأن المعروف كالمشروط۔ پس اس عورت کو جس اپنے نفس کا مصاحبت سے اور مطالبہ مہر قبل حصول اجل معروف یا مقرر نہ کے، جہیز درست نہیں ہے۔ قال فی رد المحتار:

هذا كله إذا لم يشرط الدخول قبل حلول الأجل، فلو شرطه ورضيت به لبس بها الامتناع اتفاقاً انتهى (۱)

الحاصل اس صورت میں عورت کا مطالبہ مہر کرنا اور اپنے نفس کو روکنا، جہیز شرعاً درست نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں ص ۱۳۳)

(۴۹۵) مہر معلوم نہ ہونے کی صورت میں کس طرح ترتیب ہوگی؟ سوال: عورت متوفی

و عورت موجودہ کے، مہر نہ معلوم ہونے کی صورت میں، کیا حکم ہے؟

الجواب: عورتوں کا مہر اگر معلوم نہ ہو تو مہر مشاعتار پر فیملہ ہووے گا، کہ عرف میں یہ قوس کا ایک مہر مقرر ہے کہ اس میں کم زیادہ نہیں سیاجاتا المعروف كالمشروط فقط، واللہ تعالیٰ اعلم  
(مجموعہ راجہ ص ۲)

(۴۹۶) اگر بیوی نے تنہائی میں مہر معاف کر دیا تو؟ سوال: جب زید کا نکاح ہوا تھا تو مہر پانچ

سورویہ کا مقرر ہوا تھا، مگر زید کی حیثیت اس قدر ادا کرنے میں نہیں تھی، زید نے تنہائی میں عورت سے کہا کہ ادا کرنے مہر کا مجھ میں مقدور نہیں، معاف کر دے، منکوحہ زید نے کہا، کہ معاف کیا۔ پھر ایک عرصہ بعد دو عورتوں اور دو مردوں کے سامنے کہا

(۱) رد المحتار (فی البحر عن الفتح و هذا كله) باب مطلق فی مع التروحة نفسها لقص المهر فیما بینہ یس ۳۵۹ ق ۳ "تنہائی ہی

(۱۳۸۸ھ) تیز شری ق ۳ ص ۱۳۵ ۱۳۸۶ھ ۱۳۹۶ھ (طوبہ دار الفکر ج ۱ ص ۱۳۸۶) تیز شری ق ۳ ص ۳۹۹ کتبہ جدیدہ ۱۳۹۹ھ (۲)

کہ مہر معاف کر دے، اس نے کہا کہ معاف کیا، جب منکوحہ نے معاف کرنے کو کہا، تو نکاح کو تین چار برس گزر چکے تھے۔  
زید مہر سے بری ہو گیا، یا نہیں؟

جواب: مہر اس صورت میں معاف ہو گیا، اگرچہ زید کے کہنے سے معاف کیا تھا۔

(مجموعہ کلام ص ۴۰-۴۱)

(۳۹۷) نکاح کے وقت بیوی کو دیا گیا زیور، مہر میں شامل نہیں؟ سوال: اور جو زیور نہ

النکاح زوجہ کو دیتے ہیں، وہ مہر میں داخل ہے، یا احساناً وہیہ دیتے ہیں، اگر مہر میں داخل نہیں اور بطور احسان اور ہیبت تو  
زوجہ مالک ہوتی ہے، یا نہ؟ اور زوج کو لونگے کا اختیار ہے، یا نہ؟ بیٹو تو جروا۔

الجواب: اور مہر وہ ہے جو وقت نکاح کے مقرر ہوتا ہے، اگر اس زیور کو مہر میں تصریح کر کے دیوے، تو مہر  
میں بھرا ہووے گا، ورنہ حسب عرف اپنے دیار کے، یہ زیور خارج مہر سے ہو کر، یا ملک زوج کی اور عاریت ٹھہرے گا۔  
اگر ایسا عرف وہاں کا ہے: المعروف کا المشروط کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۳۹۸) جو زیور بیوی کی ملکیت نہیں کیا تھا، وہ شوہر کا ہے؟ سوال: زید نے اپنے باپ کی

مرضی سے اپنی عورت کو دو سو روپیہ کا زیور بنا دیا تھا، مگر ملک عورت نہیں کیا تھا، ہاں بنوایا اس کے نام سے اور زید اپنے باپ  
کے شامل رہتا تھا، ملحدہ نہیں ہوا تھا، اور زید اور اس کے باپ کی کمائی سے تیار ہوا تھا، پس اس زیور میں سچھی عورت کو حصہ  
پہنچے گا، یا نہیں۔ زیور شادی زید کے تین چار برس بعد تیار ہوا؟

جواب: زیور اگرچہ عورت کے پہننے کو بنا یا مگر چونکہ ملک عورت کی نہ کیا تھا، تو زیور و اس زید کو ملے گا۔

البتہ زید پر نفقہ مدت کا دینا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۳۹۹) مہر کی ادائیگی، ترکہ کی تقسیم سے مقدم ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس

صورت میں کہ محمد جعفر غفوت ہوئے مسماۃ نازیہ، بیگم زوجہ، مسماۃ نازبہ دختر، و مسماۃ ستارہ بیگم والدہ، ہمایان حاجی بیگم و فضل  
النساء، و حیدری بیگم بشیر گان زندہ و چھوڑیں، نادری بیگم زوجہ خواستگار دین مہر ہے، اور بقیدہ دیگر وراثہ خواستگار حقوق شرعیہ بروئے  
وراثت شرعی کے ہیں ماوراء سالان وارثوں کے دو برادر عم زاد بھی چھوڑے، پس ادائے دین مہر مقدم ہے، یا توریث، اور مدعیہ مہر  
نے مہر اپنا نہیں بخشا۔ بیٹو تو جروا!





مالک اور قابض نہیں ہو سکتا۔

پس اگر وہ عورت متروکہ شوہر کے قبضہ کر لینے سے حقیقتاً اور شرعاً مالک ہو سکتی ہے، تو مثلاً جائیداد متروکہ شوہری ہزار یا آٹھ سو روپیہ کی ہے اور دین مہر دو ہزار روپیہ کا تو ایسی کم قیمت جائیداد پر، اس عورت کے قابض ہو جانے سے، تمامی دین مہر ڈنگی شوہر (سے) ادا ہو جاتا ہے، یا نہیں۔ اور شرع میں وارثان شوہر کے لئے اداوائے دین مہر کی بابت کوئی میعاد مقرر ہے، یا نہیں؟

مثلاً، کوئی عورت بعد مرنے اپنے شوہر کے بیس برس تک، ایسی جائیداد متروکہ شوہری پر قابض رہی، کہ جس کی آمدنی پچاس روپیہ یا سو روپیہ، سالانہ اس کو وصول ہوئے، اور اس قدر مدت کے بعد وارثان شوہر دین مہر اس کا جو ہوا ادا کرنا اور جائیداد مقبوضہ کا واپس لینا چاہیں، تو ان ورثاء کو اداء دین مہر مذکور کا مجاز اور اس عورت کو عند الشرع لے لینے زر مہر اور واپس کر دینے جائیداد مقبوضہ کا، استحقاق حاصل ہے، یا نہیں؟ اور بعد اس قدر مدت کے اگر عورت منکوحہ مستحق لینے دین مہر کی، وارثان شوہر سے ہو سکتی ہے، تو مدت قبضہ جائیداد کی آمدنی زر مہر میں مجر اور محسوب ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ اگر وہ آمدنی لائق مجراء دین مہر کے نہیں ہے، تو وہ محاصل جائیداد شوہری بعد وصول ہو جانے کل زر مہر کے کس حق میں محسوب اور شمار ہوگی؟

**جواب:** اگر عورت ترکہ شوہر پر بوجہ اپنے دین مہر کے قبضہ کرے، نیت معاوضہ اور ملک سے، تو بھوتخی متاخرین مالک ہو جاتی ہے، اگر اس کی نیت یہ ہے کہ بعوض کل دین مہر کے اس کو لیتی ہوں، تو تمام مہر ادا ہو گیا، اب اس کا کچھ دعویٰ زوج پر ثابت مہر کا نہیں رہا۔

اور جو یہ نیت ہے کہ قدر قیمت مثل کے، جو اس نے کوئی قدر معین کر دی ہے، اس میں لیتی ہوں، تو باقی مہر جو زائد قدر قیمت مثل سے ہے، ذمہ زوج کے باقی رہتا ہے، پس بعد اس کے کہ اس نے اپنے مہر میں اس ترکہ کو لیا، خواہ تمام مہر میں یا بعض میں، تو بعد اس کے ورثہ زوج اگر مہر ادا کر کے ترکہ کو واپس لے لیں، تو عورت پر جبر نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر عورت برضا، خود یدیدے، مختار ہے، کہ عورت اس کو یا بیع کرتی ہے یا اقالہ بیع سابق کا کرتی ہے، تو اس صورت میں آمدنی جو عورت نے اس ترکہ سے حاصل کی ہے، مجر نہیں ہو سکتی، کہ وہ محصول اپنی ملک کا اس نے حاصل کیا ہے۔ کذا یفہم من کتب الفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۳-۲۲۴)

## حرمت مصاہرت

(۵۰۲) مس سے حرمت مصاہرت کب ثابت ہوتی ہے؟ سوال: یہ فہمات ہیں۔

دین ان مسئلوں میں:

زید نے اپنی عورت کو ایک عرصہ کے واسطے اپنی والدہ کے پاس بھیج دیا تھا، جس جگہ اس کا باپ نہ تو کرتا اور خود اپنے مکان پر ہر عرصہ دو ماہ بعد زید کی خوشدامن بیوہ، اس گاؤں میں کہ زید اپنے مکان میں علیحدہ رہتا تھا، آئی اور رہی ایک روز بارادوبد، زید اپنے پٹنگ سے اٹھ کر، جس پٹنگ پر خوشدامن سوری تھی آلیٹا، اور دونوں رضائی میں باہم کرتے رہے، تھوڑی دیر بعد زید نے اس کے شتم و سب سے پر ہاتھ پھیر اور اس کراغوش میں پکڑا، لیکن اس وقت دونوں اپنے اپنے کپڑے پہنے ہوئے تھے، یعنی برہنہ نہیں ہوئے تھے، اور نہ بوسہ لیا، صرف حرکات مندرجہ بالا صادر ہوئیں، اس وقت میں زید کو خوف خدا آیا کہ تم بھت کیا کرتے ہو، اس کا مرتبہ بجائے ماں کے ہے، یہ تصور کر کے اس کے پٹنگ سے علیحدہ ہوا اور باہر کوچلا گیا اور صبح کو اپنی خوشدامن کو رخصت کر دیا، یا کہ ایک دور و ز بعد، لیکن اس سے کچھ گفتگو نہ کی۔

اس بات کو عرصہ پانچ سال کا ہو گیا، یا چھ کم، یا زیادہ ہوا ہوگا، اس عرصہ کے بعد آج بروز بدھ و فروری ۱۸۸۷ء (جمادی الاول ۱۳۰۴ھ) کو زید نے نصیمہ ”مراۃ النساء“ میں صفحہ ۹ پر لکھا دیکھا، کہ جو شخص اپنی خوشدامن کو ازراہ شہوت کے ہاتھ لگا دے گا، تو عورت اس کی اس پر حرام ہو جاوے گی، جب زید نے یہ حرکات کی تھیں، اس کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا، بعد پانچ برس کے آج جو یہ مسئلہ دیکھا، تو وہ فعل بد اپنا زید کو یاد آیا، اس واسطے یہ بات من و عن لکھ کر، دریافت کرتا ہے، کہ عورت منکوحہ زید کی، زید پر حلال رہی یا کہ نہیں، یا کہ بوجہ تاواقیفیت کے زید کو کفارہ دینا آوے گا۔ مع دلائل فتویٰ تحریر فرماویں۔

اگر عورت منکوحہ زید کی قابل زید کے نہ رہی، تو عورت پر عدت کے ایام کب واجب ہوں گے، زید سے ایک دختر تین سالہ اور فرزند گیارہ ماہ کا ہے، اگر عورت زید لائق زید نہ رہی، ہنگام شرع شریف یہ دختر و فرزند کس کو ملیں گے، زید کو یا عورت کو؟

جواب: سینہ و شکم پر اگر شہوت سے ہاتھ پھیرا تھا اور پینٹ پر کچھ پڑا تھا، یا کپڑا ہار ایک تھا کہ گرمی شہوتی ہاتھ کو محسوس ہوتی تھی اور ایسی آغوش میں دبانے میں، گرمی بدن کی بدن کو لگی، تو حرمت ثابت ہوئی، اور منکوحہ حرام ہوئی، اور جو گرمی بدن کی محسوس نہیں ہوئی، یا شہوت سے یہ کام نہیں کیا، تو کچھ حرج نہیں ہوا۔ بہر حال شہوت اگر بدن حائل یا ہار ایک حائل سے مس ہوا، تو منکوحہ حرام ہوئی، خواہ تاواقیفیت سے ہو، یا کسی طرح۔



## رضاعت

(۵۰۵) حرمت رضاعت، صرف دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ زید جس روز پیدا ہوا بندہ نے اسی روز، گو دوسرے کرائچی چھاتی منہ میں دیدی، اور بندہ اس روز شیردار نہ تھی۔ بلکہ اس کو وضع (حمل) کئے ہوئے چار برس گزرے تھے اور یہ ہی بیان بندہ کا ہے، اور یہی بیان دوسری دودھ مرصعہ اور ہیں وہ بھی بیان کرتی ہیں، اور بعد گزرنے عرصہ اس سال بندہ کی لڑکی پیدا ہوئی، اس کے ساتھ اس نے سعیدہ و دودھ پلایا، پس اب سعیدہ اور زید میں اخوت رضاعی ثابت ہوئی، یا نہیں؟ اور نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ جینو اتو جروا!

جواب: حرمت رضاعیہ شیر لینے سے ثابت ہوتی ہے، فقط پستان منہ میں لینے سے ثابت نہیں ہوتی۔ پس جس صورت میں کہ بندہ کے دودھ نہیں، تو زید کی حرمت رضاعیہ ثابت نہیں ہوگی، اور نکاح زید کا سعیدہ سے شرعاً جائز ہووے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ المراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کتب ص ۱۰۲)

(۵۰۶) ثبوت حرمت رضاعت کی ایک صورت: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ مسماۃ رحیمہ کے دو لڑکیاں مسماۃ کریما و فہیمہ، کریما کے ایک لڑکا مسکی خالد تھا اپانچ، چھ مہینے اس کو دودھ پلا کر بقضاء الہی انتقال کیا، مسماۃ رحیمہ، خالد کی نانی سے اس وقت کوئی لڑکا شیر خوار اس کی گود میں نہ تھا، اور دودھ اس کا بالکل تودس برس سے خشک ہو گیا تھا، ہر گاہ کہ خالد کو دودھ پلانا شروع کیا، خدا کی قدرت سے دودھ اس کے اُتر آیا، اچھی طرح سے دوبرس تک پلایا، اور مسماۃ رحیمہ خالد کی نانی یہ چاہتی ہے، کہ نکاح خالد کا فہیمہ کی لڑکی کے ساتھ کر دوں۔ پس از روئے شرع شریف کے نکاح خالد کا فہیمہ کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ جینو اتو جروا!

جواب: نکاح خالد اولاد فہیمہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا، کیونکہ خالد بھائی رضاعی فہیمہ کا ہو گیا، تو سب اولاد فہیمہ کی

اولاد اخت خالد کی ہوئی اور نسب رضاعی حرام ہے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ

اور شیر میں کوئی قید ولادت کی نہیں، جس طرح شیر عورت کے نازل ہو جائے گا، اس پر ہر حرمت کا ہووے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی (مہر)

الجواب والی اللہ۔ حررہ محمد رحمت علی غفرلہ اللہ الوافی۔

صحیح جواب و هو الحق و الصواب اللہ سبحانہ اعلم حررہ ابو القاسم تجاوزہ اللہ عن سبائہ

(یہ اصل سوال و جواب مرقع کا فتاویٰ خاندانی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدنی رحمہ اللہ میں محفوظ ہیں۔)





کرنے سے حد نہ آتی ہو تو اس میں خدا کا کلمہ رائج ہوگا ہے یا نہیں، مٹلے ان کو کوئی کسی کی ذمہ سے قرار دیا کہ مٹلے ہو اور نہ کرے تو اس پر حد تو نہیں، مگر وہ شخص نہ رائج ہوگا ہے یا نہیں؟

**جواب:** یہ روایت ملتی ہے کہ نہیں، حد آتی ہے اور خدا تر چہ نہ ہو مگر کلمہ ہوتا ہے۔ کلمہ ہونا دوسری بات ہے اور خدا کا نام دوسرا امر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(بوسیدہ نمبر ۱۵۵)

## میراث

**(۵۱۱)** تقسیم میراث ذکوۃ کی ادائیگی پر مقدم ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ یہ نے اپنی زندگی میں اپنے دل کی ذکوۃ سدا لیا ہے، دل سے جدا کر کے رکھی، تاکہ مستحقین ذکوۃ پر تقسیم کرے، بلکہ یہ مذکور کو عرض وغیرہ نے اتنی فرصت نہ دی کہ ذکوۃ مستحقین پر تقسیم کرے، اور نہ ذکوۃ اپنے دل کی بھلا دے گئے ہوئے چھوڑ کر، انکس کر گئے۔ اب آپا اور وہ چہ ہو بھلا دے رکھا ہے، مستحقین ذکوۃ پر تقسیم کر دے یا وارث کے حصہ میں آوے گا۔ جیسے کہ ختم شرع شریک ہو، اور اگر مفرمایاے اور اگر تقسیم اللہ سے پائے؟

**الجواب:** روپیہ مذکور اب وارثوں کو بطور وارث کے لئے گامبدہ پینہ ذکوۃ میں تقسیم نہ ہوگا، یہاں اگر نہ یہ مرحوم وصیت کر چکا کہ اس روپیہ کو مستحقین ذکوۃ پر تقسیم کر دے، اب ذکوۃ کے طور پر تقسیم ہو جائے، یہاں ذریعہ وصیت نہیں کی۔ وہ جانے اور اس کا نہ جانے، اب یہاں تو وارث مقدم ہوئی ذکوۃ پر، اور اس ذکوۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتب المراثی وحمولہ وپیشہ احمد گنگوہی علیہ رحمۃ اللہ  
(بوسیدہ نمبر ۱۵۵)

**(۵۱۲)** بیوی کو شوہر کے ترکہ میں سے صرف اپنا حصہ لینے کی اجازت ہے: سوال: یہ مرحوم ہو اور اس نے بکرا یا لڑکا صغیر بن اور اپنی بیوی وارث چھوڑی، تو اگر یہ کی بیوی اپنے خداوند کے ترکہ میں سے کچھ کھائے یا نہیں وغیرہ، یا خدا کا لے اور اس کا ثواب ذریعہ مرد کو بخشے تو چاہے یا نہیں؟

**جواب:** اپنے حصہ کے بقدر کھان چاہئے اور تھیلے کے حصہ میں تصرف بہ نذر اللہ (بوسیدہ نمبر ۱۵۵)

**(۵۱۳)** اگر بیوی شوہر سے پہلے مر جائے تو اس کا باقی ماندہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ سوال: اگر کوئی عورت قبل اپنے شوہر کے وفات پا جائے تو اس کے شوہر بڑے شوہر ہو گئے یا نہیں؟

**الجواب:** عورت فوت ہوئی اس کا شوہر جو زام (شوہر) کے ہے اور ترکہ ہے میراث اس میں جاری

۱۵۵ نمبر ۱۵۵، غرض کہ عورت کو اپنی طرف سے کچھ نہ دے، اور صرف کچھ نہ دے، اس سے نہ جھگڑا نہ کلام نہ ہو، نہ کلام (اپنا ہونا)

ہوئی۔ نصف پانچ میر کا زونہ کوٹے کا، باقی دیگر گھروں کے ورثہ کا، کھلی دیکھ کر اس کے ورثہ میں لیزہ زونہ پر اس قدر ہے کہ  
ورثہ کر کے۔ فقط۔ (مجموعہ رسالہ ص ۱)

(۵۱۳) والد کا قرض اور کتا و لاد کے ذمہ واجب ہے: سوال: اگر کسی کو اپنے والد کے ذمہ  
قرض، بعد وفات والد کے چھ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: والد کا قرض میر پر واجب ہے اور ترکہ چھوڑے (تو اولی ترکہ کے دین و اگر نہ واجب ہو گا اور  
جو ترکہ نہیں چھوڑا اور واجب نہیں انھیں اس کا والد پر ہے اگر نہ سداغ نہ۔ فقط۔ (مستند ص ۱۵۱)

(۵۱۵) اگر باپ کے متروک مال کے متعلق یقین  
سوال: مافوق لکم دام فضلکم کہ باپ  
نے بذریعہ حلال یا حرام کچھ مال پیدا کیا یا نہیں؟  
ہے کہ وہ حرام آمدنی کا ہے تو اس کا ورثہ کو لینا؟

پہلی صورت میں یقیناً کو لینا اور مال حرام ہے یا حلال مگر باپ یہ بات معلوم نہیں کہ باپ نے کون سے اسباب حرام سے  
مال پیدا کیا ہے یا نہیں۔ کھلی اور معلومات شرعی لیا ہے صرف ہی قدر معلوم ہے کہ حرام سے حاصل کیا ہے۔ مگر اگر حرام؟

جواب: اگر ورثہ کو حقیق ہے کہ جو مال حرام میں سے حاصل ہوا ہے تو یہ مال ورثہ کے حق میں بھی حرام  
ہے اور چاہے باپ حقوقی مصوم نہ ہو، اور نہ وہ خاص حرمت کی تحقیق ہو۔ اس ایک حالت میں اس مال کو خیراً پر  
صرف اگر اس نسبت سے کہ قریبی متروک مال حقوق کو اور باپ کے اور بعض روایات میں جو چہ نہ لکھنا چاہیے۔ اور روایت کے  
نہیں ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الاحقر رشید احمد ٹنگوئی علی حد

(۵۱۶) جس مال کے والد کا ترکہ ہونے  
کا یقین نہیں اس میں وارثوں کا حق نہیں:  
سوال: مافوق لکم دام فضلکم۔ نہ دیکھا اور مشہور ہے۔  
ان دونوں سے ذریعہ سے وراثت کا کوئی کیا ذریعہ ہے کہ اس سے

کہا کہ والد اس امر کے ثبوت میں کہ جو مال میرے پاس  
موجود ہے یا میری ملک میں ہے یا وہ باپ کا مال ہے۔ اور اول گواہانے سے عاجز ہیں، اور ذریعہ سے انکار کیا اور نصف  
نیا کہ جو مال میرے قبضہ میں ہے۔ میرے پاس ہے یا نہیں کا نہیں ہے اگر تم کو کوئی ہوتو عدالت میں پانچوں چہ ہو سکتا ہے۔  
اس نصف کے ساتھ آخر میں بعد ذریعہ سے انکار کیا۔ باپ ورثہ نہ دیکھا اس مال کا ورثہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: گواہ کو ورثہ نہ دیکھا یقیناً یہ ہے کہ یہ شے میرے ہمارے مورث کی ہے، اور خود مورث کی پیدا کی  
ہوئی ہے تو حصہ نہ اس پر واجب نہیں۔ البتہ اگر جنت سے ثابت ہو چکا ہے کہ ذریعہ کو اپنے مورث سے ملتی تھی اور حصہ شرکاء۔



نہیں ہوا، یہ کہ فریق ثانی اقرار کریں۔ پس چونکہ فریق ثانی منکر ہیں، تو اب اثبات کے واسطے دوسری نکتہ کی ضرورت ہے، اس قبائلیہ سے ثبوت حق کا شرعاً نہیں ہو سکتا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۱۸) اگر بھائی بہن کا حق نہیں دیتا تو بہن کو سوال: بہن کا حق بھائی نہیں دیتا ہے اور بہن نے اپنے حق کے بقدر چوری سے لینا کیسا ہے؟ بھائی کی ایک ایسی چیز چرائی، جو اس کے حق کے موافق

ہے تو بہن کو وہ چیز جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر بھائی سے حق مانگی ہے اور نہیں دیتا تو اپنے حق کے قدر لینا درست ہے، جو زیادہ لیا تو حرام ہے اور جو شرم سے حسب دستور مانگی نہیں اور پھر اپنے حق میں چوری کرے گی تو حرام ہے، اس کو یہ مال حلال نہ ہوگا۔ (ہفت خاص سال ۹۶)

نوٹ: ایک اور ضروری مسئلہ اگر متوفی نے جائیداد سے بہن یا والدہ کو حصہ نہیں دیا، تو اولاد کو لازم ہے کہ ان کو حصہ دے۔

حضرت کا ایک اور فتویٰ جو یہاں درج نہیں، ضخیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ [نور]

نوٹ: ایک اور ضروری مسئلہ اگر باپ کے ترکہ میں سے بہنوں کو محروم کر دیا تو اگر یہ قابض اس جائیداد کو رہن کریں، تو کیا حکم ہے؟ یہاں رہ گیا ہے، ضخیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ [نور]

(۵۱۹) بہنوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کی وجہ سے ترکہ کا حق ختم نہیں ہو سکتا:

سوال: زید کی بہنوں نے زید سے دعویٰ وراثت کیا، زید نے کہا کہ تمہاری شادی بیاہ، تمہارے لڑکے کی شادی بیاہ، تمہارا سدا کا ترکہ بیت و تعلیم تمہاری مخلصی اور محسوس

وغیرہ امور میں علاوہ خوش و خوش کے، تمہاری آمدنی سے کسی قدر میرا زیادہ صرف ہوا ہے، وہ تم دید و اور اپنا ترکہ لے لو۔ ان بہنوں نے یہ بات کہی کہ ہم تمہارے شریک تھے، گومیرے واسطے ہزار و ہزار خرچ کیوں نہ ہوا ہو، مگر ہم نہیں دیں گے۔ از روئے شرع زید ان خرچوں کو پا سکتا ہے، یا نہیں؟ مینا تو جروا۔

جواب: ترکہ کا حصہ بہنوں کا واجب ہے اور جو کچھ بھائی نے احسان و سلوک کیا ہے، وہ حصہ ہے، پس اس صلہ و سبک کرنے سے، ترکہ کا حصہ ساقط نہیں ہو سکتا اور نہ صلہ کا حساب ترکہ میں کیا جاوے، ترکہ کا حصہ دینا زید کو واجب ہے، اور عذر صلہ کا بالکل لغو ہے و فضول ہے فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۴۱۴)

کتبہ الاحقر رشید احمد گشتوبی غفری عنہ

(۵۲۰) ترکہ کی تقسیم کی ایک خاص صورت کی وضاحت: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین: زید و عمر، و سہ ہمیشہ حقیقی ہیں، زید و غیرہ کے پرنے اپنی حیات میں اپنا ترکہ میراث اسی صورت پر تقسیم کر دیا، و سہ سہام پسران کو اور ایک ایک سہام دختران کو دئے اور تقسیم کا مدع مہر و گواہی کے تحریر کر دی، پس بعد فوت ہو جانے پر مذکور کے زید و عمر نے ہمیشہ ان کے سہام کی آمدنی نہیں دی، اپنے قبضہ و تصرف میں رکھی، اور عرصہ تک یہی عمل درآ رہا، اور

کاغذ سرکاری میں بھی لکھ کر ترکہ پر مع سہام ہائے بمشیرہ کے نام زید، عمرو کا درج رہا۔ بعد ازاں عمرو خود اور برادران زید بقضائے الہی فوت ہو گیا، زید نے ہر دو سہام عمرو کے اور کچھ سہام منجملہ سہام بمشیرہ ہائے سے، بنام اہلیہ عمر کے کاغذ سرکاری میں درج کر دیا۔ [اہلیہ] عمرو قریب عرصہ شش یا زیادہ سال کے قاضی رہی اور آمدنی لیتی رہی، اور زید بھی اسی عرصہ میں مر گیا، اور زید نے دوپہر اور دو فتر چھوڑا، اب عرصہ دو سال کا ہوا، اہلیہ عمر کی اولاد مرئی، کوئی برادر حقیقی اہلیہ عمر کے نہیں ہے، ایک برادر اور ایک بمشیرہ عموی زاد اور چار پسر دیگر برادر عموی زاد کی ہیں، سو یہ ترکہ جو کہ بنام اہلیہ عمر کا کاغذ سرکاری میں درج ہے برادر عموی زاد کو، بموجب حکم فرائض اللہ کے پہنچا، سو برادر مذکور کو یہ ترکہ لینا درست ہے، یا نہیں؟ اگر یہ ترکہ لیا تو بدمذکور برادر مذکور کے عند اللہ وعند الناس پہنچو ضمان تو نہیں آتا، اور لینے میں کچھ مبتلا معصیت تو نہیں ہوتا ہے؟ بینوا تو جرو!

**جواب:** زید عمرو کے ورثا، جو چاہی کی اولاد ہیں، ان کو اس قدر ترکہ لینا کہ اس کے خاندان کا حق تھا، اور زید عمرو نے بوجہ دین مہر اس کو لیا تھا درست ہے، اور جو حق بمشیرہ عمر وظلم اس کے قبضہ میں تھا، اس کا لینا حرام ہے، اگر لیوں گے تو غاصب اور ظالم ہوویں گے اور آخرت میں وبال میں اس ظلم کے ماخوذ ہوویں گے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کتب ص ۲۲۲)

کتبہ الاحقر رشید احمد غنی عنہ گنگوہی

**(۵۲۱) تقسیم میراث کی ایک ترتیب کی وضاحت؟ سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ مصداق آمنہ فوت ہوئی، اس نے دوپہر انور علی و شفاعت و دختر جنت النساء و زوج سلطان علی چھوڑے۔ ترکہ آمنہ متوفیہ کا علی فرائض اللہ تقسیم ہوا، مگر سلطان علی کے پاس آمدنی کل آتی رہی، سلطان علی انور علی کو حسب حصہ دیتا رہا، باقیہ اپنے اور شفاعت علی کے خرچ میں لاتا رہا، اور دست برداشت بہت قلیل چھوڑا، جنت النساء کو بھی دیا۔

بعدہ جنت النساء نے انتقال کیا، اس نے ایک پسر سر فر از علی چھوڑا، سلطان سر فر از کو بھی اسی طرح قلت کے ساتھ دیتا رہا، زان بعد سلطان فوت ہوا اور اس نے انور و شفاعت چھوڑے، حق جنت النساء و سر فر از کا بابت عدم وصولی بدمذ سلطان و شفاعت چاہتا ہے، اگر سر فر از کسی طور سے شفاعت علی ورثہ سے لے لے، تو عند الشریعہ درست ہے، یا غیر درست ہے؟ بینوا تو جرو!

**جواب:** جو کچھ ترکہ و حصہ جنت النساء کا ہے، اس کو سر فر از لے سکتا ہے، مگر جو کچھ حاصل بلا حساب سلطان نے ترکہ و حصہ جنت النساء کا کھایا، اور جنت النساء نے نکھار نہ کیا، قبول رکھا، وہ شفاعت علی سے نہیں لے سکتا، اور نہ ورثہ شفاعت سے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کتب ص ۱۱۹-۱۱۸)

کتبہ الاحقر رشید احمد غنی عنہ

**(۵۲۲) جس چیز کیلئے کوئی جائز وصیت موجود ہے، اس کا فروخت کرنا؟ مسئلہ:** موصی کا فروخت کرنا و ثناء موصی کی طرف سے حرام و غصب و ظلم ہے اور اس کی قیمت کا لینا غیروں کو بھی ظلم ہے اور خالو بھی ظالم ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کتب ص ۲۳۰)



(۵۲۳) کتابوں کی وراثت میں عالم جاہل کا فرق نہیں: سوال: اگر کوئی شخص اپنے بعد کتابیں

چھوڑے اور اس کی اولاد میں سے بعض خواندہ ہیں بعض ناخواندہ، کوئی پسر کوئی دختر، تقسیم کتب سب پر ہوگی یا بعض پر، در صورت ثانیہ اس پر؟ اگر مورث کا اپنی زندگی میں یہ برتاؤ ہو کہ بعض کو اپنے پاس رکھے ہوئے نسخے اور اسی قسم کے نسخہ دوسرے کو خرید کر دیدے یا اس کا وعدہ کر دے تو صورت اولیٰ میں دونوں فریق کی کتابوں کی قیمت کر کے تقسیم کی جاوے گی، یا بحال سابق ویسے ہی چھوڑیں گے صورت ثانیہ میں بعد ممات مورث ہاں کے جملہ مال متروکہ میں سے خرچ کتب موعودہ کا نکالا جاوے گا، یا نہیں؟

جواب: کتب بھی ترکہ ہیں، اس میں پسر و دختر خواندہ و ناخواندہ سب حصہ میں برابر ہیں، اور جو کتاب صحت میں پسر کو بہ کر دی ہے، وہ اس کی ہے، اس میں میراث نہ ہووے گی اور وعدہ کا کوئی اعتبار نہیں، باطل ہو جاوے گا۔ فقط۔

(مجموعہ راہ پور ص ۲)

واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۲۴) جو پنشن مورث نے وصول کر لی صرف اسی میں میراث سوال: ایک حوالدار نے سرکار

جاری ہوگی، بعد میں جو ملے وہ اسی کا حق ہے، جس کو ملے: کا کچھ کارناما کیا، سرکار نے اس کے ساتھ یہ خاص رعایت کی، کہ پنشن کے وقت اس سے وعدہ کیا کہ اس کے انتقال کے بعد اس کے لڑکوں کو نسل در نسل اور لڑکیوں کو حین حیات اس پنشن کا حق ملتا رہے گا۔ اب اس حوالدار کا انتقال ہو گیا اور حسب قرار اداس کی تین لڑکیوں کو سات روپے تقسیم ہو کر ملتے رہے متوفی کی ہمشیرہ نے یہ کہا کہ شرع کی رو سے میرا بھی حق ہے، ہر کار سے مجھے بھی ملنا چاہئے، ہر کار نے پنشن دینی موقوف کر دی اور کہا کہ شرع کی رو سے اس میں بہن کا بھی حق ہے تو ہم سب کو حصہ رسد دیں گے ورنہ نہیں اور جب تک شرع کا کوئی فیصلہ نہیں معلوم ہوگا، اس وقت تک پنشن دینا متوفی رکھا جائے گا، اور روپے جمع ہوتے رہیں گے۔ اب عرض یہ ہے کہ اس کا حکم مع دلیل معلوم ہو جائے۔

جواب: میراث ترکہ مملوکہ میں ہوتی ہے، کہ وقت موت، مورث کے ملک مورث میں موجود ہو، اور پنشن محض مدۂ عطا ہے، جس قدر پنشن لے چکا اس میں ملک ہوئی اور جس کو ہنوز قبض نہیں کیا، اس میں ملک مورث کی نہیں ہوئی۔ پس بعد موت مورث کے مال موجودہ میں تو سب ورثہ، قدر حصہ شرعیہ کے میراث پادیں گے اور پنشن موعودہ میں، جس سے وعدہ سرکار نے کیا ہے، وہ ہی مستحق ہے نہ غیر اس کا..... مثلاً اس میں حین حیات دختران کے دختران سے وعدہ ہے، لہذا اس کی مستحق دختران ہیں نہ دیگر وارث۔ پس بوجہ وارث نہ دختران کو یہ پنشن ملتی ہے نہ کسی دوسرے کو، ہاں بوجہ وعدہ کے حق دختران کا ہے اور کسی کا نہیں ہے۔ پس دعویٰ میراث کا ہمشیرہ متوفی کا باطل ہے، کہ پنشن کوئی ورثہ ترکہ مورث متوفی کا

نہیں..... اس میں روایت کی ضرورت نہیں کہ ترکہ خود کافی ہے۔ فقط

مکتوب حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ عن عبد الرحمن صدیقی امرہ بولی۔

مشمولہ بقول نمبر ۷۰ داتا نظام کانپور ۱۳۹۳ھ = ۱۹۷۳ء ص ۱۱۶

(۵۲۵) ترکہ کی تقسیم میں شیعوں کے مسلک پر عمل اور فتویٰ؟ سوال: اگر زید مدعی اثبات حق

فرائض کے لئے عالم باعمل کو عدالت میں طلب کرے، پس اس شخص کو تائید حقیقت مذہب کا چاہئے یا موافق فرائض باطلہ مذہب مورث شیعہ کی تائید کرے اور اثبات حق مدعی باطل کرے، اور تو یہ نہ کرے یا تو یہ نہ کرے اس کا حق عدالت سے دلانے، جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ جواب: بہت جلد رحمت ہو کیونکہ عدالت میں داخل ہو گئے۔

جواب: یہ ہے کہ در صورت مورث کے شیعہ اور وارث کے سنی ہونے میں، اگر حسب روایت دیگر علماء کے کوئی عالم

میراث جاری کرے تو بموجب علم شرع شریف اور مذہب حق کے جواب لکھے، اگر حسب مذہب روافض کے لکھے گا تو مورد

ومن لم یحکمکم بما أنزل اللہ فاولئک ہم

الفاسفون. (المائدہ ۴۷) اتار اللہ نے سو ہی لوگ ہیں تا فرماں (ترجمہ شاہیند)

کا ہووے گا اور ضال مضل بنے گا۔ افسوا بغیر علم فصلوا و اضلوا. (۱)

ایہ فتویٰ اور ایہ حکم مردود ہووے گا اور مفتی اور حکم فائق ضمیر کے گا اور حکم اس کا رد کیا جوے گا، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلام ص ۱۷۰-۱۷۱)

(۵۲۶) اس زمانہ کے روافض کا فرہیں، نہ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع

ان کی میراث سنی کو ملے گی، نہ سنی کی ان کو: متین مسئلہائے مفصلہ ذیل میں۔

(ایک) شخص سنی المذہب ترکہ مورث شیعہ میں وارث ہو سکتا ہے، یا نہیں، اور عکس بھی ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

جواب: روافض اس زمانہ کے جو مکرر قطعیات نصوص کے ہیں، کافر ہیں، حسب فتویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب قدس

سرہ کے۔ پس سنی کو میراث شیعہ کی نہیں ملے گی اور علی بذات شیعہ کو میراث سنی کی نہیں ملے گی، کہ تو ارث مسلمان و کافر میں درست

نہیں ہوتا، لاخوارث بین المسلم والکافر (۲) یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلام ص ۱۶۹-۱۷۰)

نوٹ: اس مسئلہ پر حضرت گنگوہی کا ایک اہم مفصل فتویٰ درج ذیل ہے، یہ فیض دہ کے آغا محمد اعظمی نے لکھا۔

(۱) صحیح مسلم کتاب العلم ص ۳۳۰ ج ۲۔ (۲) بیروتی دبی ۱۳۸۱ھ = ۱۹۶۱ء۔ (۳) کتاب العلم رقم الحديث ۲۶۹-۲۷۳

ج ۱۳، اربعہ، بیروت ۱۳۴۷ھ = ۱۹۲۷ء۔ (۴) بیروتی دبی ۱۳۳۳ھ = ۱۹۱۳ء۔ (۵) لا تشاء والظافر لاسن الحیہ ص ۱۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۸۰ھ = ۱۹۶۰ء۔ (۶) لا تشاء والظافر لاسن الحیہ ص ۱۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۸۰ھ = ۱۹۶۰ء۔

تولید

## كتاب البيوع والمعاملات

(۵۴) اقرباءہ کہنے سے پہلے معاملہ شرعی کا ہونا ضروری ہے۔ سوال: اس مسئلہ میں کیا فرماتے

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ ایک شخص نے ایک قرار نامہ کی جس کی نقل مجھے کی جاتی ہے۔ سو اس قسم کا قرار نامہ

دروغہ شرعاً حرام ہے تو کیا نہیں کہ شرعاً حرام کے خلاف، اگر قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟

[illegible]

موروثی غیر موردی جائزہ خراج و غیرہ منسلک ذیلی وفاقہ مسطورہ آداب و احتیاط مطلق سہا نہیں بشمول دیگر برادری

مسنوں کی یہ باتیں دلچسپ سمجھیں اور غور و خیر کی گنجی ہے، اور اس میں صرف ایک نام میں مقرر کیا کاغذات اشعار میں مندرج

ہو جائے بلوریت غریب کے ہر رسول بخش دلی بخش و عبد الزق برادران محضی و برادران علی امام احمد بن حنبلہ کا سبب ہے

سوچو! کیا یہ سچ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو گمراہ کر لیا ہے؟

اب میں مقررے، باسٹرخ، دھوئی اپنی گل جانیہ اور حقیقت مہرولی خرید حال، کہ جو آئی تک قبلہ میں مقرر کے دی، نا۔

یہاں غلطی دینی غلطی و عہد ازدواجی بہرہ و برادری مذکور کا کل حقیقت عقیدہ میں دیکھو ان مذکور ہوا کو حصہ مسدودی سکیم شریک

مقرر کردہ پانچ برسوں میں ختم شدہ پانچ سو تیرہ فیصد ترقی حاصل ہوئی ہے۔

انھیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے، وہ ان کے لئے ہے، نہ کہ ان کے لئے کہ ان کے پاس ہو۔

اپنی طبیعت میں تھا جس سے انھیں ہر معاملہ میں بہت دور پہنچا کر دیکھنا چاہیے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کے دل میں

[illegible]

میں نے جو حقیقت غور کی وہ یہ ہے کہ مصلحتی مصلحت کے مقابلے میں اس کو کچھ مصلحت اور نقصان

کے لئے جو کہ اس میں چند کل طریق قرار دئے گئے ہیں اور ان کے لئے عملی کام ہے۔ پکارا یہ ہے کہ - شیخ الاسلام

الجواب : یہ اقرا مرد درست ہے اور شرعاً جایز ہے، کیونکہ غلامہ مضمون اس کا یہ ہے کہ مقرر نے اپنی غلامہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک آدمی اس قدر دلچسپی اور شوق سے کام کرے۔

لکھ دیا مگر اس اقرار نامہ کی صحت کے واسطے پہلے یہ ہونا ضرور ہے، کہ مقرر اپنے ہر سرہ برادران کو یہ کہے، کہ میں نے اپنے تمام کو اس حصہ پر شریک کیا اور ہر سرہ برادران اس کو قبول کر لیں، اور قدر جائیداد اور اس کی قیمت خود معلوم ہے، کہ اس قدر ہے۔ پس بعد اس ایجاب و قبول کے یہ وثیقہ لکھ دیا ہو، جیسا تمام عقود میں بیع اور من اور اجارہ وغیرہ میں ہے، یہ ہی ضرور ہوتا ہے، کہ اول عقد شرعی ہو، پھر اس کا اقرار نامہ لکھا جائے تو معتبر ہووے گا، اور یہ شریک کرنا حکم بیع میں ہوتا ہے، چنانچہ کتب فقہ میں مصرح ہے۔ اور یہ لکھنا مقرر کا کہ آئندہ کو بھی یہی عمل درآدر ہے گا، وعدہ ہے، سو وعدہ کا تحریر کرنا بھی درست ہے۔ بہر حال یہ اقرار نامہ شرعاً درست ہے اور ہر سرہ برادر شریک مقرر کے، بوجہ بیع کے ہو گئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۹ تا ص ۱۵۱)

### (۵۸) زمین کی خریداری اور ملکیت کے معاملہ میں اصل مالک اور وکیل شراء کے اختلاف کا فیصلہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل میں: کہ زید نے کہا کہ میری فلاں فلاں جائیداد کو جو بیلا مرہوئی ہے، اس

کو میرے واسطے اپنے نام سے خرید کر لو، تو اس صورت میں زید زینب کا وکیل بالشراء کہا جائیگا، یا نہیں، اور یہ خریداری زید کی ہے، یا زینب کی؟

زید نے حسب سوال اول، انہیں جائیداد معینہ مذکورہ کو، جو زینب کا مترکہ شوہر ہی تھا، خریداران بیلا مرہوئی سے اپنے نام سے خرید کیا، اور بعض کی قیمت بھی اپنے پاس سے ادا کی اور زینب سے کہا، کہ وہ جائیداد اقبطارے واسطے میں نے خرید کر لی ہے، جب قیمت دو گئے، لے لینا۔ بعد چندے حسب اجازت زینب، خالد پر زینب کے نام، اس کا بیع نامہ بعد وصول کرنے زہر شمن کے لکھ دیا مگر ایک قطعہ راضی کہ جس کا زہر شمن زینب کے ذمہ بیوز باقی تھا، اس کی نسبت یہ کہا، کہ بوجہ اطاعت اپنے بڑے بھائی کے، کہ وہ مجھ کو منع کرتے ہیں اور میں مجبورانہ، ان کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، مصلحتاً اس وقت بیع نامہ میں نہ لکھواؤ، آئندہ کسی موقع سے، میں لکھ دوں گا، چنانچہ بعد چند روز کے اپنی بھانجی کے چہیز کے حید سے، خالد پر زینب کو، جو زوج اس کی بھانجی کا تھا، دینا چاہا، اس وقت میں بھی وہی برادر بزرگ اس کا خارج ہوا، تب زید کے کہنے سے خالد نے باجائز اپنی والدہ کے، زید کے بڑے بھائی سے گفتگو کی۔ آخر کار اسی وقت زید کے بڑے بھائی مع چھوٹے بھائی محمود و خالد پر زینب کے اسی زمین پر آئے اور زید کو بھی بلایا اور چند اشخاص معتبرین اور بھی وہاں اتفاقاً آ گئے تھے زید نے ان سب کے سامنے خالد پر زینب سے کہا، کہ یہ زمین ہم نے دیا، مگر ہم کو قیمت لینا منظور نہیں اور دستاویزات پر زینب کے حوالہ کرنے لگا، برادر بزرگ زید نے، جو کہ پہلے خارج ہوا تھا اور اب راضی ہوا، دستاویزات زید سے لے کر اپنے چھوٹے بھائی محمود کو دیں، کہ دستاویزات کی پشت پر لکھ کر دیدینا، وہ پر زینب نے باعتبار ان کے دیانت داری اور راست بازی و قربت کے، ان سے

کھانے کو غنیمت کی اور راضی ہو کر پہنچا دجو سولہ ستر برس سے قابض ہے اور آٹھ نو برس جوئے زہید نے انتقال کیا۔

پس جگہ شریف پید زمین زید کا ..... زرخشن وصول کرنے سے انکار کرنا، مہذبہ زمین قرار پایا، عجب

میں کے کردار نے اس..... نسیب اس واسطے خرید کیا تھا کہ مجھ کو زمین کا پورا نسیب کے لئے تھا صورت میں

یہ جواز بہہ زرخشن نسبت سے ازرخشن  
 زید متوفی کو پاتا چہئے یا نہیں۔ بالہچاس کے کہ..... جائیداد کا بیع نامہ

خدا کے نام پر اجازت فرمائی گئی ہے کہ

رشدن قرآن را - بنوا بعمیق النظر فی السؤال - توجروا من الرب المتعال .

**جواب:** اس صورت میں کہ زینب نے زیرِ کواچی بنید اونیلا مشدوق خرید کو کہا، اور زید نے خرید کیا تو زید ویل

اشراء مے اور جمع ملک زینب کی ہے، نذیرین۔ قال فی الدر المختار:

والملك يثبت للموكل ابتداءً في الأصح (٢) انتهى

جس جس قطع (زمین) میں بیج نامہ وکیل نے، بنامہ وکلہ کے لکھ دیا، اس میں تو کچھ زراعت نہیں، اور جس کا بیج نامہ نہیں

کھیں اور باسقاطِ ثمن، قبضہ موکلہ کا راوی، وہ بھی ملک موکلہ کی ہی ہے، اور یہ اسقاطِ ثمن کا ہوا ہے، جو ویل نے اپنے پاس سے |

کی تحقیق اور دستاویزات کے دینے نہ دینے پر، چھ موقوفہ نہیں۔

قال في الدر المختار: و للوكيل حبس المبيع بثمن دفعه الوكيل من ماله انتهى (٣)



(۵۲۹) اگر غصب کی ہوئی جائیداد کو غاصب بیچ دے اور اصل مالکان میں سے کوئی اس کو خرید لے تو وہ کس کی ملکیت ہوگی؟

ایک مدت کے اس کو بھی کامعزز مین و ملکہ نیلام کیا۔ مالکان آراضی میں سے ایک شخص کو یا پیش بورہ اور دوسرے کو بھی کامعزز مین و ملکہ خرید کر لیا، کہ جس میں اس دوسرے شخص کی زمین بھی نیلام میں آئی تو یہ وہ جب شیعہ شیعہ شیعہ نیلام کو وہ جائز ہوا، یا نہیں؟

جواب: جب انگریز حاکم نے زمین چھین کر اپنا مکان بنایا، تو وہ انگریز مالک زمین کا دوا کیا، جب وہ نیلام خرید کر لے گا، وہ یہی اس کا مالک ہو جائے گا، کسی دوسرے کا اس میں سوائے مشتہ فی نیلام کے حق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۵۳۰) مسلمانوں کی جو زمینیں قرض کی وجہ سے نیلام ہوئی ہوں، ان کا خریدنا؟ سوال: غیہ منقولہ و غیر منقولہ مسلمانوں کی جو بلا رضا مندی ان کی پابندی قوانین نہ کرنا انگریزی قرق ہو کر، نیلام ہوتی ہیں تو دوسرے مسلمانوں کو ان کا خرید کرنا، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ اور یہ اشیاء مجبور مسلمانوں کی ملک سے، بذریعہ اس نیلام کے شرعاً خارج سمجھی جائیں گی، یا نہیں؟ بیٹا تو جروا۔

جواب: علیٰ ہذا! جو اشیاء منقولہ یا غیر منقولہ بلا رضا مندی مدیون، ذین میں نیلام ہوتی ہیں، یہ حقوق مشرورہ میں، وہ بھی نیلام درست ہے، اور خریدنا اس کا جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد شکاری غفرلہ عنہ  
(مجموعہ نکاح ص ۱۹۵-۱۹۶)  
(۵۳۱) جس چیز کو حاکم جبراً نیلام کرے، اس کا خریدنا کیسا ہے؟ سوال: دیگر اس ملک میں بکھر و بادریے اور جھلی مارجن کا پیشہ ہمیشہ چوری وغیرہ کا ہے، اور وہ لوگ لوٹ مار بھی کیا کرتے ہیں اور مسلمان بھی نہیں ہیں، اور عیسائی حاکم نے ان کو پکڑا اور مال ان کا نیلام کروا دیا تو مسلمان کو اس مال کا خریدنا، جائز ہے، یا نہیں؟  
جواب: جس چیز کو حاکم جبراً نیلام کروا دے گا، وہ چیز مسلمانوں کو خریدنی جائز ہو دے گی، خریدنا اس کا درست ہے۔ فقط۔

رشید احمد شکاری غفرلہ عنہ  
(فیض رشیدی ص ۶۰ ص ۱۰۱)  
(۵۳۲) اپنے آدمی کو مناسب قیمت دلوانے سوال: ایک بھائی اپنا گھوڑا فروخت کرتا ہے، یا سرکار کے لئے، نیلام میں برائے نام حصہ لینا؟ نے نیلام کر لیا، اور دوسرا بھائی کہ جس کو خریدنا تو منظور نہیں ہے، مگر چاہتا ہے کہ بھائی کا مال زیادہ قیمت کو بکے، و ارازا نہ جائے، وہ اس کو بطور مشتری یا نہ ہوا، قیمت میں

بڑھائے، تو جائز ہے، یا نہیں، یا حرام ہے۔

جواب: اگر قیمت بدل تک پہنچا دے، محض خیر خواہی اور ظلم سے بچانے کو، تو درست ہے، ورنہ منع ہے کہ یہ

(بدست خاص ص ۱۲۰)

دھوکہ اور خبیثیت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۳۳) اپنے مال کا عیب چھپا کر فروخت کرنا حرام ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء

دین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص مال تجارت عیب اس کا پوشیدہ کر کے فروخت کرتا ہے، اس طور (پر) مال فروخت کرنا درست ہے، یا نہیں، حرام ہے یا حلال؟ اور اس شخص کا بھائی مفتی پرہیزگار ہے، اور اس کا شریک مال تجارت میں نہیں ہے، مگر بھائی اپنا

خیال کرے، وصولیت مبلغ مال تجارت میں مدد دے رہا ہے، اس کو مدد دینا چاہئے، یا نہیں؟

جواب: اس طرح تجارت کرنا حرام ہے، مگر جو روپیہ اس تاجر کا کسی کے ذمہ پر ہے، اگر اس کا بھائی وصول

کر دیوے، درست ہے، ہاں عیب تک مال اگر ظاہر ہو گیا، اور وہ شخص اس کو رد کرنا چاہے، تو اس وقت قیمت یعنی جبراً

قیمت یعنی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۸)

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ

(۵۳۴) ادھار اور نقد کی قیمت میں فرق جائز ہے، یا نہیں؟ سوال: کسی چیز کا نقد مثلاً دس روپیہ

کو، اور نیسہ (ادھار) بارہ روپیہ کو پہنچنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں محقق ہو جاوے کہ یہ نیسہ (ادھار) خرید ہوا ہے، یا نقد، تاکہ مجلس میں

جہالت شمن نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۳)

(۵۳۵) قرض میں کوئی چیز زیادہ قیمت پر پہنچنا بے مروتی ہے: اگر کوئی شخص قرض یعنی ادھار میں

کوئی شے زیادہ قیمت کو دے، تو جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں اور نہ سود ہے، البتہ بے مروتی ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۱۷۷)

(۵۳۶) ادھار کی وجہ سے بازار کے بھاؤ سے زیادہ قیمت پر مال پہنچنا خریدنا، کیسا ہے؟ سوال: ایک

شخص نے ایک روپیہ نقد کا اناج بازار سے خریدا، ایک من، اور دوسرے کو ادھار دے دیا ۳۵ سیر، یا نقد بھاؤ اناج کا ۳۵ سیر ہے

اور ادھار ایک شخص دیتا ہے تو اس سے، یہ جائز ہے، یا نہیں؟ (۱)

(۱) یہ اس وقت کی بات ہے جب اناج ایک روپیہ جتنی چاہیے نہ ہوتا تھا۔ آج کل جب اناج کا بھاؤ بارہ سو روپیہ پینل ۱۰۰ روگوگرام ہے، اس وقت ایک

روپے کے معاملہ کا خیال بھی عجیب معلوم ہے۔ (تور)

**جواب:** بقدر ادھار کے نقد سے منرخ پر اٹھ کر با جائز ہے، اگرچہ مروت کے خلاف اور نہ وہی ہے۔  
محرر حرام اور سود کے حکم میں نہیں۔

(بدست خاص سوال ۱۹)

**(۵۳۷) قرض لینے دینے میں مکیلات و موزونات کا فرق؟ سوال:** بیع مکیلات و موزونات

جو کہ نسیئہ (ادھار) ممنوع ہے، اس میں ذین بھی شامل ہے۔ اٹنی کوئی اناج کا بیع کے طور پر لین دین نہ کرے، بلکہ قرض کے طور پر لیویں دیویں اور یوں کہے کہ اسی قدر پھر جمعہ کو دیدیں گے، یا قرض لے لیویں گے، یا مچا کرے، یا نہیں۔ اگرچہ نہ ہے تو با بالفرق دونوں کا کیا ہے، حالانکہ علت ربوہ دونوں میں علی السواء معلوم ہوتی ہے؟

**الجواب:** قرض تملیل و موزون میں درست ہے باتفاق، کہ قرض بیع نہیں ہوتا بلکہ عاریتہ ہی ہے، اور بیع

میں ربوہ ہے، نہ قرض میں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گشتوی (مجموعہ پارہ ۳)

**(۵۳۸) گےہوں قرض لینے میں، اس کی ادائیگی کی صحیح صورت؟ سوال:** ایک نے فصل ربیع

کے وعدہ پر گندم ادھار لئے اور فصل ربیع میں وعدہ پر نہ دیئے، یہاں تک کہ فصل خریف بھی آگئی، اب اگر گندم کی قیمت لے لے تو منرخ جو ربیع میں تھا وہ لگاوے، یا حال میں جو منرخ ہے وہ لگاوے، یا گندم ہی لیوے؟

**جواب:** جس نے قرض لیا گندم اور وعدہ پر نہ دیا، تو دوسرے وقت وہی مقدار دینی واجب ہے، مگر

رضا مندی کے ساتھ منرخ موجود پر قیمت کر کے، قیمت یعنی بھی درست ہے، اور قیمت ربیع کی درست نہیں۔

(بدست خاص سوال ۱۴)

**(۵۳۹) اناج کی بدھنی جائز ہے، یا نہیں؟ سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

کہ بدھنی (۱) اناج کی جائز ہے، یا نہیں۔ در صورت جائز ہونے کے، زید نے عمرو کو چار روپے دیئے، کہ فصل ساونی میں فصل اسارھی میں منرخ سوا من گےہوں، یعنی گندم پانچ من لوں گا، عمرو نے اقرار کیا کہ ادا کروں گا۔ جب موسم اسارھی کی آئی تو زید نے عمرو سے موافق وعدہ کے تقاضا کیا۔ عمرو نے یوں کہا کہ میرے پاس (۱) اناج گندم موجود نہیں ہے، آج (۱) اناج گندم کا منرخ میں سیر کا ہے، میں [روپے نی] سیر کے اعتبار سے، پانچ روپے تمہارے ہوتے ہیں، پانچ روپے لے لو، زید نے چار روپے دیئے تھے، اب پانچ روپے لینا جائز ہے، یا نہیں؟

در صورت جائز ہونے کے عمرو نے زید سے یوں کہا کہ میرے پاس روپیہ بھی نقد نہیں ہے، فصل ساونی میں منرخ تمیں

سیر کے (۱) اناج زیری (۱) پانچ روپیہ کی ادا کروں گا، روپیہ میرے پاس رہے دو، آیا (یہ) جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) اناج زیری، گھیا سم کا وہ اناج جو موچا نوروں کو کھانے کے کام آتا ہے۔ (نور)

ہوتی ہے۔ فقط

**جواب:** بیج پھل کی اس وقت کرے کہ بالکل بڑھ چکے اور نہایت کوپنچ چکے۔ اور اس سے پہلے بیج نہ سم

(مجموعہ خاص ص ۲۳۳-۲۳۴)

**(۵۴۳) بہار آنے سے پہلے باغوں کا فروخت کرنا؟ سوال:** بہار باغ قبل از آمد بہار فروخت

کرنا، اس وعدہ پر کہ اگر موسم بہار میں تھوڑے انب بھی مل جائیں گے، تو یہ روپیہ جو قیمت کا ٹھہرا ہے، سب مالک باغ دے رہا، اور اگر کچھ بھی وصول نہ ہوا، تو روپیہ مشتری بہار کو واپس ہو جاوے گا یا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** اس طرح بیع حرام ہے۔

(بدست خاص ص ۱۵۶)

**(۵۴۵) پھل ظاہر ہونے سے پہلے باغوں کی فروخت؟ سوال:** باغوں کی فصل کا درخت پر بیج

فقد کی کتابوں سے ناجائز ہے، خصوصاً جب بیج پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہو، کیوں کہ بیع معدوم ہے اور منازعت کا احتمال ہے، مگر اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فرصت نہیں کہ اپنی باغوں کی حفاظت کریں، اور معتبر نوکر بھی نہیں ملتے ہیں، جس کو نوکر رکھتے ہیں، وہ پوری حفاظت بھی نہیں کرتا، بلکہ خیانت کرتا ہے، ہمارا بہت نقصان ہوتا ہے، اور فصل کے بیچنے میں جھگڑا عین ہوتا، بلکہ ہم اپنے نقصان سے بچتے ہیں اور مول لینے والا اپنی خوشی سے لیتا ہے، لہذا بیع جائز ہو چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں، فصل کا درختوں پر بیچنا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** برائے بیع درست نہیں، اور ایسے عذرات سے حکم شرع کا بدل نہیں سکتا۔ فقط

(مجموعہ فرغ آداب ص ۳۰)

رشید احمد غنی عنہ

**(۵۴۶) باغ کی فصل فروخت کرتے وقت جن متعین کرنا، کب صحیح ہے؟ سوال:** فروخت کرنا

درختان باردار کا اس طرح پر، کہ اس کی قیمت کے ساتھ کچھ جنس اپنے واسطے بھی ٹھہرا لے، مثلاً ایک صد روپیہ و یک صد ٹھہرا لے وغیرہ ٹھہرایے، جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** جس باغ میں بہت بارانہ ہو، کہ قطعاً اس میں سے سوانہ استثناء کر کے، بار باقی رہے، تو ایسا استثناء درست

ہے، ہاں ایسا استثناء مجہول کہ بعد اخراج مستثنیٰ کے، بقاء محقق نہ ہو، درست نہیں فقط۔ کذا فی کتب الفقہ

(الفتاویٰ مجددہ بدست خاص)

رشید احمد گندوبی غنی عنہ

**(۵۴۷) نوکروں صندوقوں میں رکھے ہوئے سامان کو، بغیر دیکھے خریدنا؟ سوال:** خریدنا نیلام

کہ اکثر شے نوکروں اور صندوقوں میں نیلام ہوتی ہیں، اور پوری حقیقت ان کی معلوم نہیں ہوتی، کہ ان کے اندر کس قدر مال ہے، اور کیا چیز ہے، اور کہاں کہیں کھونا یا کھڑا ہے۔

**جواب:** بیع پھل کی اس وقت کرے کہ باطل بڑھ چکے اور نہایت کوتاہی جاوے اور اس سے پہلے بیع فی سہ ہوتی ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳-۲۳۴)

(۵۲۳) بہار آنے سے پہلے باغوں کا فروخت کرنا؟ سوال: بہار باغ قبل از آمد بہار فروخت

کرنا، اس وعدہ پر کہ اگر موسم بہار میں تھوڑے انب بھی مل جاویں گے، تو یہ روپیہ جو قیمت کا ٹھہرا ہے، سب مالک باغ کا رہا، اور اگر کچھ بھی وصول نہ ہوا، تو روپیہ مشتری بہار کو واپس ہو جاوے گا جائز ہے، یا نہیں؟

(بدست خاص، سوال ۵۶)

**جواب:** اس طرح بیع حرام ہے۔

(۵۲۵) پھل ظاہر ہونے سے پہلے باغوں کی فروخت؟ سوال: باغوں کی فصل کا درخت پر بیچنا

فقد کی کتابوں سے ناجائز ہے، خصوصاً جب کہ بیع پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہو، کیوں کہ بیع معدوم ہے اور منازعت کا احتمال ہے، مگر اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فرصت نہیں کہ اپنی باغوں کی حفاظت کریں، اور معتبر نوکر بھی نہیں ملتے ہیں، جس کو نوکر رکھتے ہیں، وہ پوری حفاظت بھی نہیں کرتا، بلکہ خیانت کرتا ہے، ہمارا بہت نقصان ہوتا ہے، اور فصل کے بیچنے میں جھگڑا عین ہوتا، بلکہ ہم اپنے نقصان سے بچتے ہیں اور مول لینے والا اپنی خوشی سے لیتا ہے، لہذا بیع جائز ہوتا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں، فصل کا درختوں پر بیچنا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** ہرگز بیع درست نہیں، اور ایسے عذرات سے حکم شرع کا بدل نہیں سکتا۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۰)

رشید احمد غنی عنہ لکھوی

(۵۲۶) باغ کی فصل فروخت کرتے وقت جس متعین کرنا، کس صحیح ہے؟ سوال: فروخت کرنا

درختان باردار کا اس طرح پر، کہ اس کی قیمت کے ساتھ کچھ جنس اپنے واسطے بھی ٹھہرا لے، مثلاً ایک صد روپیہ و یک صد مرثبانہ وغیرہ ٹھہرا لے، جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** جس باغ میں بہت بارانہ ہو، کہ قطعاً اس میں سے سوانہ استثناء کر کے، بار باقی رہے، تو ایسا استثناء درست

ہے، ہاں ایسا استثناء مجہول کہ بعد اخراج مستثنیٰ کے، بقاہ محقق نہ ہو، درست نہیں فقط۔ کذا فی کتب الفقہ

(فتاویٰ مجددہ، بدست خاص)

رشید احمد لکھوی عنہ

(۵۲۷) نوکروں صندوقوں میں رکھے ہوئے سامان کو، بغیر دیکھے خریدنا؟ سوال: خریدنا نیلام

کہ اکثر شے نوکروں اور صندوقوں میں نیلام ہوتی ہیں، اور پوری حقیقت ان کی معلوم نہیں ہوتی، کہ ان کے اندر کس قدر مال ہے، اور کیا چیز ہے، اور کہاں کہیں کھونا یا کھرا ہے۔



جواب: جب تک کسی چیز کی کیفیت معلوم نہ ہو اس کا خریدنا اچھا نہیں، دلیل اس کی علما جانتے ہیں، فقط تم کو اس قدر کافی ہے کہ بیع فاسد ہے، جب تک اس کی کیفیت نہ معلوم ہو۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (فیوض رشیدیہ ص ۲۵-۲۶ طبع اول)

(۵۸۸) عام خریداروں کے لئے کشمیر و کابل کے پھلوں اور میوہ جات کی شرعی بیع کی تحقیق؟

سوال: عائدین شرع تین سے سائل کا سوال ہے: کہ کسی مسلمان کو جس چیز کا علم نہ ہو اور نہ جانتا ہو اس کے حال کو دریافت کرے، بہار ہمارے کہ چھپے ہوئے حال کو کہ، یہ گندم یا گڑ کہاں سے لایا تھا اور جس سے لیا تھا، وہ شخص بہتر تھا یا بدتر تھا، اور شرع کی خرید و فروخت کو جانتا تھا، یا نہیں جانتا تھا۔ کسی کے پوشیدہ حال کو کھوکھو کر، دریافت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ کوئی شخص انہی فروخت کرتا ہو بازار میں، ایسے شخص سے خرید کرنا بے تحقیق جائز ہے، یا نہیں؟ خریدار کو اس کا علم نہیں ہے، کہ اس نے بیع شرع کے موافق کی ہے، یا نہیں؟

اور دوسرے کابل سے آتا آئے، اب حال اس کا کچھ معلوم نہیں کہ اس نے شرع کے موافق خرید کئے، یا نہیں۔ تیسرے کشمیر سے سیب آئے، اب معلوم نہیں کہ کشمیر میں جو ایک خریدار خرید کے لایا، اس نے شرع کے موافق خرید کئے، یا نہیں کئے اور خریدار یہ کہتے ہیں کہ جو چیز کہ غائب ہے اس کو میں کھوکھو کر دریافت نہیں کرتا۔

جواب: کشمیر و کابل کے میوہ کی کچھ دکانیں ضرور (ہی) نہیں ہے، ہلی ہذا، جو انہی بازار میں فروخت ہوتے ہیں، اگر کوئی شہر ہو تو پوچھ لیو۔ ورنہ کچھ ضرورت تحقیق کی نہیں۔ اور اسی طرح اگر حال ظاہر مسلمان کا اچھا ہے، تو خواہو تو اس کے حال کی تحقیق کرنا، کچھ ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شہر حرمت کا ہو تو مضائقہ نہیں ہے، یا کوئی آمدنی حرام کی غلط ہونے کا قرینہ ہو یا فاسق آدمی ہونے کی وجہ سے کوئی احتمال غالب ہو تو تحقیق کر لینا اولیٰ ہے، ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی مفتی عہدہ (مجموعہ کتاہ ص ۲۰۹)

(۵۳۹) بیع سلم کی شرائط اور اس کے احکام؟ رواج بیع سلم کا یہاں پر چند قسم ہوتا ہے:

اول: یہ کہ زید عمرو سے کہے، کہ ایک من گندم دیتا ہوں، فصل میں اس قدر لوں گا، اور حال یہ ہے کہ بوقت ویش گھن کھایا ہو دیتے ہیں اور اچھا لیتے ہیں۔

دوم: یہ کہ عبد اقرار قصد یک من دیتے ہیں اور سو امن لیتے ہیں۔

سوم: یہ کہ نحو یا شہیر دیتے ہیں اور گندم لیتے ہیں، خواہ وزن میں برابر ہوں، یا کم۔

چہارم: یہ کہ نقد دیتے ہیں یا بایں اقرار، کہ فصل میں ۲۰ عار مثالیس گے، اگر وقت ٹھہرانے کے بہت کم نرخ ہو۔

**چشم:** یہ کہ غلہ جو اربا بکھڑ دیتے ہیں، اور فصل ربیع میں گندم یا غنم، برابریا یا وہ، بحسب قرار، ادا بھی لیتے ہیں۔  
**ششم:** یہ کہ خراب گزیلات (۱) یارب دیتے ہیں اور کوہو کے موسم میں مدہ لیتے ہیں۔

اور کتاب نافع خریداران میں یہ سات شرطیں لکھی ہیں

**اول:** بیان جنس، کہ گندم لئے جائیں گے یا جو، سو یہ ضرور ہوتا ہے۔

**دوم:** بیان نوع مثلاً بارانی ہو نکلے یا چابی، سو یہ طرفین میں سے کوئی نہیں کرتا، بلکہ بجائے اس سے یہ لہو دیتے ہیں کہ جیسے تیرے یہاں ہوں، ویسے ہی دیدینا۔

**سوم:** بیان صفت، کہ اچھے ہوں یا برے، سو بجائے اس کے یہ اقرار ہوتا ہے کہ نئے لیں گے۔

**چہارم:** بیان مقدار، کہ ناپ تول میں اس قدر ہوں۔

**پنجم:** مدت، کہ اتنے دنوں کے بعد لیں گے اور اس کی کمتر مدت یک ماہ ہے، زیادہ کا اختیار ہے کہ بھی بیان ایک ماہ وغیرہ کا کر دیتے ہیں اور گا ہے یہ ٹھہرا دیتے ہیں کہ فصل میں لے لیں گے۔

**ششم:** راس المال کی مقدار، کہ تدار یا جاوے گا، سو یہ ضرور مقرر ہوتا ہے۔

**ہفتم:** اس جگہ کا تاہم کہ جہاں مسلم فی ادا کی جائے، بشرطیکہ لیجانے میں کچھ بار برداری پڑتی ہو، ورنہ کچھ حاجت نہیں۔ جہاں معاملہ ہوا ہے وہاں ہی مسلم فی ادا کی جائے۔ (۲)

یہاں یہ دستور ہے کہ جب غلہ تیار ہوتا ہے، پیر (۳) میں یا اپنے یا اس کے آنگن امین میں، تو ادا دیتے ہیں، فقط۔  
 تفصیل ہر شرط کی مفصل ارشاد ہو اور بدھنی فساق اور کفار سے بھی درست ہے، یا نہیں؟

دوسرا مسئلہ نافع خریداران میں مذکور ہے، کہ نقد کے عوض میں کم کر دینا اور ادھار کے عوض زیادہ کو فروخت کرنا درست ہے، اس کی کیا مراد ہے، جائز ہے، یا نہیں؟ انتہی ملخصاً

**الجواب:** پہلی صورت سوال کی کہ من بھر گندم دے کر، فصل میں لینا چاہا، قرض کی صورت ہے، اگر دینے والے نے مثلاً خراب جنس دی اور اچھی لینا شرط کرتا ہے، تو یہ حرام اور سود ہو جائے گا، کیوں کہ قرض میں جیسا یوں دیا ہی دینا واجب ہوتا ہے۔ ہاں اگر شرط کچھ نہیں کی اور یہ کہا کہ من بھر کے بدلہ من بھر دیدینا، یا یہ کہا کہ جیسی دیتا ہوں دیدینا، تو قرض درست ہو گیا، دیتے وقت اگر اچھی جنس اپنی خوشی سے، بدلہ شرط دے دیوے تو کچھ حرج نہیں۔

(۱) مختلف چیزوں یا کسی ایک چیز کا ہیر یا نقد وغیرہ۔ (نور)

(۲) جلع فریہ ایران، ص ۱۱۱، محمد حسن نانوتوی ص ۷۱، ۱۸، مطبع بیہائی پشاور۔ نول مشورہ، ص ۱۳۰۰، اگرچہ یہ تمام شقیں تاہم فریہ ایران میں درج ہیں مگر بعد اس کے یہ الفاظ نہیں ہیں، اس میں فرق ہے۔ (نور)

(۳) پیر (روزن پیر) کا نام صاف کرنے کی جگہ، تعلیم، اہل قدر جس کو صاف کیا گیا ہو۔ نور اللغات۔ مولوی نور الحسن نے کادری ص ۱۹۸، جلد دوم (دلی ۱۹۸۹ء)۔ (نور)

دوسری صورت کہ من بخر کے عوض سوا من لوگیا، صریح سود و حرام ہے۔

تیسری قسم: یہ خدم کے بدلہ دوسری جنس مقرر کر دیوے، یہ بھی سود و حرام ہے، اسباب نسینہ۔

چوتھی صورت سمجھ کر خریدنے اور لینے کی تاریخ مقرر کر دیوے، یوں نہ کہے کہ فصل میں اوں

کا فصل زمانہ متعین نہیں ہے، بلکہ دن مقرر کر دیوے اور سب شرط جو کہ نافع خریداران میں لکھی ہیں، مذکور ہونا ضرور ہے۔

پانچویں صورت بھی ناجائز ہے، کیونکہ بیع نسینہ اشیا درہو یہ کی ہے۔

ششم صورت قدسیہ و غیرہ کی اس کا حال بھی پہلی صورت کا سا ہے، اگر خراب گڑے کر عمدہ ٹھہرا لیا، تو قرض

ناجائز ہوگا، اور مطلق گڑ دیا اور پینے والے نے اپنی رضا سے عمدہ دیا، تو درست رہا۔

اور دوسری شرط چاہی بارانی سے یہ غرض ہے، کہ چاہی عمدہ قسم اور مونا خوش رنگ وزنی ہوتا ہے، اور بارانی ضعیف

سب امور میں۔ سو اگر بارانی و چاہی کی قید نہ ہووے، مگر قسم اول جو عمدہ مونا ہونا بیان کیا جاوے، تو بھی مسلم درست

ہو جاتی ہے۔ مگر یہ شرط کہ جسکی پیدا ہو جاوے وہی دیدن، یہ شرط مفسد مسلم کی ہے، کہ تعین حق اور تقریر بیع کا نہیں ہوتا، تو یہ

شرط نہ کرنی چاہئے۔

اور دوسری بات یہ کہ حیت اور قریہ کی بھی شرط مفسد مسلم کی ہے، یوں کہے کہ اس قسم کی ان گندملوں گا، نہ یہ کہ تیرے

حیت، یا اس گاؤں کے، یوں نہ کہنا چاہئے۔

اور اگر چاہی یا بارانی میں کوئی اور فرق ہے، جو اصل زراعت کو معلوم ہے تو اس شرط کو مصرح کرنا چاہئے۔ اور جدید و قدیم کی

صفت بھی ضرور ہے، کہ اس میں بھی فرق ہوتا ہے، اور سرخ و زرد کا بھی ذکر ہونا چاہئے۔ حاصل ان سب کا یہ ہے کہ جنس مسلم کی

ایسی بیان ہو جائے، کہ پھر اس میں نزاع نہ رہے، اور ہر طرح متعین ہو جائے، تو یاد رکھ رہا ہے، اور وزن سے بھی مسلم کرنا

درست ہے اور تین ماہ چار ماہ یا زیادہ مدت بھی روا ہے، مگر مدت جو کچھ ہوتا تاریخ سے مقرر کی جاوے، اور ایک ماہ سے کم نہ ہو زیادہ کا

اختیار ہے، اور جہد لینے میں یہ ہے کہ اگر کسی قریہ میں سلم کی اور لینے کے وقت لینے والے نے کہا، کہ میرے گھر پہنچاؤ تو بار

بردار کی شے سلم الیہ کا صریح ہوگا، اس میں تکرار ہوگا، لہذا لینے کی جگہ بار برداری کی شے میں مقرر کر دیوے، تاکہ تکرار نہ ہو۔ یہ

جواب غالباً ناقص ہے اس کے آخری صفحات میں جو نہیں۔ نور

(مجموعہ رام پور ص ۲۷-۲۸)

(۵۵۰) گھٹی میں بیع مسلم؟ سوال: گھٹی کی بدھنی یعنی بیع مسلم جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: گھٹی کی سلم بشرط انکار خود جائز ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۳)

(۵۵۱) ہندو سے ایک معاملہ میں شرکت طے

ہوئی تھی، وہ مر گیا اور اس کا کوئی وارث نہیں؟ تو؟

عرض رکھتا ہے، کہ ایک ہندو نے ایک چھتری نصف

حصہ پر ایک مسلمان کو پالنے کو دی تھی، کہ جب یہ بچا جاوے گا اس کی نصف قیمت تجھ سے لے لو گا، یاد ہے، وہ لگا۔ اب وہ ہندو مالک مر گیا ہے اور اس کا کوئی وارث قریبی بھی نہیں ہے تو بروئے شرع شریف اس گائے کا، واسطے قربانی کے یہ وارث کھانے کے خرید کرنا، اس مسلمان سے چار تڑے، یا نہیں۔ فقط

دیگر عرض آن کہ غلام زادہ کو اب بفضل الہی صحت ہے، لیکن ایک تعویذ مرحمت ہو جائے۔ والسلام

نیازمند: نظر محمد عفی عنہ از آئندہ

جواب: از ہندو رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم

وہ گائے تو اس بقال کی ہے اس کے وارثوں کو دینا چاہئے، خواہ کوئی ہو، اور اجرت اس کی پرورش کی اس مسلمان کو ملے گی، وہ مالک نہیں، نہ نصف کا نہ کل [کا اس کی پرورش کی اجرت کی تخمین کرو، اور اگر کوئی وارث نہ دیوے، تو گائے سے وصول کریں، مگر ایسی مشتبہ شے کو قربانی کے واسطے خرید مت کرو، فقط عزیز کی صحت سے طمانیت ہوئی، تعویذ مفوف ہے۔ فقط والسلام

(کتوب بیحدہ بدست خاص)

(۵۵۲) قرض خواہ مجبوری میں، قرضدار سے عدالت و ڈگری کا خرچ لے سکتا ہے؟ سوال: کیا

فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ عدالت انگریزی میں اسٹامپ و طلبانہ و محتانہ وغیرہ کا خرچہ، جس میں سود بھی شامل ہوتا ہے، ڈگری دار کو محض یہ پابندی قانون، بلا لحاظ شرع شریف کے دلایا جاتا ہے، وہ شرعاً مسلمان کو لینا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر اس خرچہ میں جائیداد کسی مسلمان کی نیلام کی جاوے، تو دوسرے مسلمان کو اس جائیداد کا خرید کرنا، شرعاً درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر کسی مدیون نے دائن کو مجبور کیا اور دائن نے یہ ناجاری تاش کی، تو جو کچھ خرچہ وغیرہ عدالت انصاری کا دیا، اگرچہ وہ ظلم اور خلاف شرع ہے، مگر دائن مدیون سے اسے لے سکتا ہے، البتہ سود کا لینا درست نہیں۔ اور پھر اس خرچہ میں سوائے سود کے، جو جائیداد مدیون کی نیلام ہو جاوے گی، اس کا دوسرے مسلمان کو بھی خریدنا درست ہووے گا۔ قال (فی) نور الأنوار:

أفتى المتأخرون بضمائه لفساد الزمان بالسعي الباطل وكثرة الساء فيه انتهى.

اور چونکہ سود محض ہا قبہ رہا ہے اس کا لینا اور اس کے لینا میں خریدنا اور اگر کوئی کیو سے تو مالک کو اس کو رد

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۵-۱۹۶)

مرد واجب ہے۔ فقط

نوٹ: ایک دوسرے بیع اور ربح کا وعدہ کرنا کہ قرض روزوں کا ضروری ہے یا نہیں؟ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور ۱

(۵۵۳) ڈگری دار کا مقدمہ کی پیروی کا بالائی خرچ لینا؟ سوال: ڈگری دار کو خرچہ بالائی لینا، جو

کہ بابت پیروی مقدمہ دکھلا وغیرہ میں صرف ہوتا ہے، درست ہے، یا نہیں؟

(مجموعہ رام پور ص ۳-۶)

جواب: مظلوم اگر محکمہ سے اپنا خرچ لے لیں، تو درست ہے، فقط

(۵۵۴) پرچی کے ذریعہ سامان کی خرید و فروخت؟ سوال: چھٹیاں (۱) ذوال سرکسی چیز کا

خرید و فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

(بدست خاص سوال ۵۹)

جواب: حرام ہے، کہ اس کو قرار اور جو کہتے ہیں۔

(۵۵۵) فاسق کا قول تجارت میں معتبر ہے؟ سوال: علمائے دین سے سائل کا سوال ہے، کہ:

بعض اشخاص تجارت آرتھ وغیرہ کی کرتا ہے اور اڑھی منڈاتا ہے اور لوگوں سے بیان کرتا ہے کہ، کم نہیں تو لیتا ہوں، یعنی وزن کم

نہیں دیتے ہوں، ایسے اشخاص کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

اور بعض شخص ایسا ہے کہ وہ تجارت باطنی کی کرتا ہے اور لوگوں سے بیان کرتا ہے کہ میری کوٹھی (۲) دس ہزار روپے کی

ہے اور اس کے یہاں بنگل یعنی انگریزی باج اور شطرنج اور خفہ بکت ہے۔ اور بہت چیز حلال بھی فروخت ہوئی ہے اور وہ کہتے

ہیں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا ہوں، ایسے شخص کا قول قابل اعتبار ہے، یا نہیں؟

اور بعض شخص ایسا ہے کہ وہ فوٹری سرکاری کرتا ہے اور شرع کے خلاف لکھتا پڑھتا ہے اور کفاروں کو تعظیم دیتا ہے

اور سودی تمسک پر وائی لکھتا ہے، یا برائے تحریر دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے عہد کیا ہے، کہ رشوت نہ لوں گا اور

جھوٹ نہ بولوں گا۔ ایسے شخص کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

اور بعض شخص یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے پیشہ بہتر اختیار کیا ہے، عطر وغیرہ کا اور پھر فروخت کرتا ہے ہرنڈی دوم وغیرہ

تو اور پھر کہتے ہیں میں جھوٹ نہیں بولتا ہوں، ایسے شخص کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں۔ یا کوئی فاسق و فاجر ہو اور گناہ کبیرہ

کرتا ہو اس کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں۔

بعض شخص ایسا ہے کہ وہ کسی اپنے نوکر فاسق و فاجر کو پیچھ روپیہ تحویل خرچ میں اس کے سپرد کر دے، کہ میرے کام میں

صرف کرو و ایسے فاسق و فاجر کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ اور مالک کہتا ہے کچھ حساب تم سے لینا ضروری نہیں، تمہارے

(۱) چھٹیاں ان کے ہمارے حلقہ میں آن کلین معروف صحابہ میں آتی ہیں کہ ہوا کسی قسم کے اضافہ اور کسی نفع کا واسطہ نہ ہو کرتے رہنا۔ (نور)

(۲) کوٹھی جس میں مختلف ٹوکوں۔ (شمیر Share) ہوں۔ (نور)



اور پر اعتبار ہے۔ ایسے شخص فاسق و فاجر پر اعتبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اور کوئی شخص دوسرے فاسق و فاجر سے کہتا ہے یہ حد ہے شر تو دیتا ہوں، پھر اپنے میں اس کا شمار کرتی ہے، اور جو

کہہ دے اس کا اعتبار ہے۔ ایسے فاسق و فاجر کا قول لائق اعتبار کے ہے یا نہیں؟ فقط

**جواب :** ڈاڑھی منڈانے والا، اور نگل پاجے ممنوعات کا غرہ کھاتے والے اور نوکری نصاریٰ کی خلاف

شرع کرنے والے، اور سودی تمسک لگھنے والے، اور خٹا کبیرہ کرنے والے، ذمہ نشین کا مال کھانے والا، فاسق ہوتا ہے۔ یہ

سب کا مفسق ہے، اور فاسق کا قول معتبر ہے، اگر نفع غالب صادق ہونے کا اس کے قول میں ہو۔ اور فاسق کی بات کا

قبول کر لینا درست ہے، اگر غالب نفع اس کے جھوٹ بولنے کا نہ ہو، مذہبی کتب الفقہ - فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد شکوہی عفی عنہ

(مجموعہ: ج ۱ ص ۲۱۰-۲۱۱)

**(۵۵۶) جانور کو حصہ پروینا؟ سوال :** مرغ یا بیل وغیرہ یا بھینسا اور درخت، کسی کو حفاظت کے واسطے

دینا، اس طرح پر کہ تو حفاظت کر اور بیل وغیرہ کو حاس وغیرہ دے، تیرا اتنا حصہ اور میرا اتنا حصہ، یہ جائز ہے یا نہیں؟

**جواب :** جانور کو حصہ پروینا درست نہیں ہے، درخت کا پھل محافظت کے واسطے حصہ پر دینا جائز ہے۔ فقط،

واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۶۹)

**(۵۵۷) چوری کے سامان کا خریدنا؟ سوال :** اگر یوں معلوم ہو کہ یہ شے چوری کا ہے تو اس کا خرید

کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب :** چوری کے مال کا خریدنا حرام ہے۔ فقط، واللہ اعلم

(بدست خاص سوال ۱۳۹)

**(۵۵۸) ہنڈی لفافہ اور اسٹامپ کی کمی زیادتی کے ساتھ فروخت اور منی آرڈر کا حکم؟ سوال :** ہنڈوی

کی زیادتی سے لینا دینا، اور لفافہ اور اسٹامپ کی زیادتی سے فروخت کرنا، درست ہے یا نہیں، مگر سرکاری دستور لفافہ اور اسٹامپ

پر یہ ہے کہ فیصدی تین روپیہ سے، کمیشن خریدار کو دیا جاتا ہے، اور در صورت عدم فروختی، سرکار واپس بھی کر لیتی ہے۔ ان کا

فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور منی آرڈر کا کیا درست ہے یا نہیں؟

**جواب :** ہنڈوی کی کمی زیادتی درست نہیں، علیٰ ہذا لفافہ اسٹامپ کی زیادتی سے فروخت کرنا، درست نہیں،

اسٹامپ کی بیع کی اجازت لینا جائز ہے۔ منی آرڈر کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

(فیوض رشیدیہ ص ۲۱)

(۱) یہ فقیہ اس وقت کا ہے جب منی آرڈر (MONEY ORDER) کا سہارا نہ شروع ہوا تھا، اس کی صحیح نوعیت اور طریق کار، وضع در محکمہ نہیں

تھا۔ معادنی صحیح نوعیت بعد میں وضع ہوئی، اب اس سے جائز ہونے میں کوئی حائل نہیں۔ (نور)

منشی امجد علی کاشانی کاندھلہ

(۵۵۹) روپے کے نرخ سے کم یا زیادہ پیسے لینے کا حکم؟ (۱) سوال: روپیہ کے ساتھ سولہ آنہ لینے یا ساتھ سولہ آنہ دینے، جائز ہیں، یا نہیں؟  
 جواب: روپیہ کے نرخ سے پیسے کم یا زیادہ لینا دینا جائز ہے۔ فقط (۲)  
 (فیوض شید یہ ۲۱)

## اجارہ

(۵۶۰) کرایہ کے ایک مکان کے معاملہ میں فسخ اجارہ کا حکم؟ سوال: جو زید نے مکان کرایہ پر خالد کو دیا ہے، وہ پردہ کا جدا مکان ہے، اس مکان کے بہت لینے والے آدمی ہیں، اور یہ مکان دوسرا زید کا ملحق مکان زمانہ کے نشست گاہ ہے، اس کا کوئی لینے والا نہیں ہے، کیونکہ اس مکان میں زمانہ سکونت نہیں کر سکتی، جو لیتا ہے واسطے سکونت عیال و اطفال کے لیتا ہے اور خالد تیار ہوتا ہے، کوئی عورت اس کی نہیں ہے، وہ اس مکان نشست گاہ میں سکونت کر سکتا ہے۔ اس واسطے زید چاہتا ہے کہ مکان کا تبادلہ خالد سے کر لے، خالد منظور نہیں کرتا ہے اور کرایہ مکان کا جو خالد کے پاس ہے، وہ ایک روپیہ سو کے تین روپے آٹھ آنے ہوتے ہیں، تو ایک روپیہ سو میں بحر ابو گیا، باقی دو روپے آٹھ آنے کا دائن کی طرف سے احسان ہے، اور احسان کی یہ صورت ہے کہ جس کا قرض دیتا ہے، وہی اپنی ضرورت میں لیکر، دو روپیہ آٹھ آنے سو معاف کرتا ہے، اور ایک روپیہ پر راضی ہوتا ہے، یعنی بمقابلہ ایک روپیہ کے تین روپیہ آٹھ آنے چھوڑتا ہے اور اس مکان کے سوا اور کوئی مکان زید کے پاس نہیں ہے، کہ قرض دہندہ کو اسے کر سوسے بچے، تو اس صورت میں فسخ اجارہ ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ اور یہ مکان جدا نہیں ہے، ایک مکان کے تین ٹکڑے کر کے دو زمانہ کیا مراد نہ بنائے گئے ہیں اس واسطے کہ زید کے دو بیٹے ہیں، تاکہ بعد مرنے زید کے باہر دونوں پسر کے نزاع نہ ہووے، اس واسطے زید اس مکان کو فروخت نہیں کر سکتا، اور نہ فروخت کر کے ادا قرض کا کرتا، لاچار ضرورت رہن کی ہے۔ فقط

جواب: جبراً فسخ کرنا اجارہ کا اس صورت میں صاحب مکان کو درست نہیں، البتہ اگر رضا سے فسخ کر دیوے تو  
 (۱) یہ مسئلہ اس وقت قدس دہلی میں تھی، رہنہ زید مستحق رہا تھا، دینا یعنی پیسہ نہ دینا تھی، اور فیوض میں جو زمانہ اور میں جوشن تھے اس وقت کی تھی  
 (۲) یہ بھی کہ جب قرض مستحق کر لیں، اسے جلد دے کر ادا کر لے گئے تھے تو اب روپیہ نہ کارنی کے عوض دینا چاہا نہیں۔ (پان پوری)  
 (۳) یہاں یہ طاعت شریعت کی ہے کہ اس وقت کہیں وہاں میں ہونٹو پیسے ہوتے تھے یعنی اگر ایک روپیہ ملتا تو وہاں ہے تو جہاں میں چاہے چاہے پیسے دینے  
 ضروری تھے، یہ روپیہ بھی مہاروہ اور تو یہ مع دینا کی طرف اس طرح آتی یہ روپیہ میں سو پیسے ہوتے ہیں، مگر اب قانوناً تمام پچھوٹے سکون کا چلن بند ہو گیا ہے، آن  
 مل بازار میں یہ پیسہ نہ ملتا ہے، نہ وہاں دینا چاہیے، نہ اس طرح اس کی پیسہ تک تمام کے خلاف قانون قرار پائے ہیں اور بازار سے غائب ہیں۔ اس وقت  
 صرف چلن پیسہ کا استعمال ہے، دوسری طرف تمام چھوٹے چھوٹے اس کے ایک روپے میں سو پیسے بات صرف روپہاں دہانے کی بجائے ختم۔ (نور)

مروہ ہے متاجر کی۔ کذا فی کتب الفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۲-۲۲۳)

(۵۶۱) کرایہ کا مکان خالی کرانے کے لئے جبر کرنا؟ سوال: اگر اس فتویٰ شرعی سے مخبر ہو اور

قبول نہ کرے، تو زید پر یہ امر جائز ہوگا یا نہیں، کہ کرایہ نامہ کو چاک کر ڈالے اور معاہدہ باہمی سے انکار کر دے، کہ خالد نے حکم شرع کو قبول نہیں کیا۔

جواب: ایسے شخص کا یہ ہی علاج ہے، کہ اس نے فتویٰ شرعی کو نہیں مانا اور زید کو گناہ سود میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ فقط،

محمد مراد عفی عنہ (۱)

[جواب] ہرگز کرایہ نامہ کو چاک کر کے، خالد کو نکال دینا درست نہیں، کہ منہج اجارہ کا یہاں کوئی عذر شرعی موجود نہیں۔

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۰)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنک، جواب مسئلہ مولوی مراد صاحب نے بدون کتاب دیکھے لکھ دیا تھا، چونکہ بندہ کی فہم میں نہ آیا، جو کچھ معلوم تھا لکھ دیا، معاف فرماویں۔ آپ کی بیماری سے رنج ہے، حق تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرماوے۔

السلام علیکم

مولوی مراد صاحب

اس مسئلہ کو کتاب الاجارہ کے، باب منہج الاجارہ میں دیکھنا چاہئے، کہ منہج اجارہ کے مؤجر اور مستاجر کی طرف سے جو ہیں، ان کو کہتے ہیں، کہ اگر مالک پر دین ہو جاوے، کہ اندیشہ قید کا ہو اور سوائے اس شے کے اور کوئی دوسرا مال نہ ہو، جس کی بیع سے ادائے دین کر سکے، اس وقت منہج کا اختیار ہوتا ہے، فقط سوا آپ نے دین میں رہن کرنا عذر قرار دیا ہے۔

اس مسئلہ کو دیکھو اور آئندہ کو احتیاط رہے، کہ جواب [صحیح] ہو۔ ظاہری نفع و نقصان اور ظن و تخمین کو کام نہ ہو، کتاب کو خوب غور سے دیکھ کر جواب لکھو، اور عبارت کتاب کی نقل کیا کرو، تاکہ دوسروں کو پھر گنجائش نہ ہو اور جب خوب ماہر ہو جاوے، اس وقت نقل عبارت کی ضرورت نہیں۔ یہ کلمات اپنا دوست جان کر بطور نصیحت لکھے ہیں، بہر خدا تعالیٰ ملال نہ فرمانا، اپنوں کو نصیحت کرتے ہیں، غیروں سے کام نہیں، فقط، سب کو سلام پہنچے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۰-۲۲۱)

(۵۶۲) سود سے بچنے کے لئے مقررہ مدت سے پہلے مکان خالی کرالینا؟ سوال: کیا فرماتے

ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم در باب مسئلہ ذیل کے، کہ زید نے مکان اپنا میعاد معین کر کے خالد کو کرایہ پر دیا، بعد اس کے زید کو کہ مدیون ہے، بکرا دکن نے کہا کہ مکان میرے پاس رہن کر دے، تجھ کو سود سے

(۱) مولانا محمد مراد، فاروقی، مفتی، شاہ گرو رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی و حضرت مولانا گنگوہی، وہابی مدرسہ مراویہ، [حوض ولی مسجد مظفر نگر]

[نور]

سبکدوشی موجود تھی، مگر ایہ مکان کا معاف کرنا ہوں، عذابِ دین سے مجھ کو چھڑا دے۔ خالد اس بات کو قبول نہیں کرتا، حالانکہ اس کا چھوٹا نقصان نہیں ہے، بلکہ فائدہ ہے کہ گرائی نہیں دینا پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں زید کو اختیار خالی کرانے مکان کا، اور دوسرا مکان خالی کرانے کا ہے، یا نہیں، اور صورتِ نہ خالی ہونے کے زید عذابِ دین میں رہتا ہے۔ عند الحق (یا نہیں؟)

**جواب:** جواب یہ ہے کہ خالد کو مناسب ہے کہ مکان زید کا خالی کر دے، تاکہ وہ سود سے بچے، جو بہت بڑا گناہ ہے، جس کے لینے اور دینے پر میرٹھی مرتب ہوتی ہے، اور سود کے گناہ سے بچنا اور دوسرے مسلمان کو بچانا، ہر مسلمان کو ضروری اور واجب ہے۔ اور صورتِ نہ خالی کرنے مکان کے زید کے، سود دینے کا گناہ خالد کے ذمہ مرتب ہوگا، جب اپنے آپ گناہ میں مرتب ہوا، تو اس گناہ سے اس کو نجات دینی ضروری ہوگی، وہ یہ ہے کہ اس سے مکان خالی کر دیا جاوے اور جو کہ اس سے معاہدہ ظہر لیا تھا، اس کے بدلہ جو زید اپنا دوسرا مکان دیتا ہے، وہ کافی اور کافی ہے۔ فقط محمد مراد غنی عنہ (از مولانا ملامحمد مراد فاروقی جینی ثم مظفر نگری)

**[جواب از حضرت مولانا گنگوئی:]** اس صورت میں زید سود مقررہ سے تو خلاصی ہوتا ہے، مگر دین کے سود میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ انقطاعِ رہن بھی سود ہے اور فسخِ اجارہ کا عذر نہیں ہے، پس اگر خالد رضاء سے فسخِ اجارہ یا تبدیلی کر لے درست ہے، مگر جبر اس پر زید نہیں کر سکتا، اور چونکہ زید کے پاس اور گھر بھی ہے، لہذا اس مکان کے ترک کا عذر اور جبر شرعاً درست نہیں۔ کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ المراجعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوئی غنی عنہ  
(مجموعہ مکالمات ص ۲۱۹-۲۲۰)  
(۵۲۳) کیا اپنے جائز حق کی وصولی کے لئے، کذب و توری کی گنجائش ہے؟ سوال: ماقولکم  
دام فصلکم اندر اس مسئلہ کے کہ جو کوئی واسطہ فظلم اور احقاقِ حق کے فریبِ صوری کرے، جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً زید کا جبراً روپیہ بکر کے پاس واجب ہے، جس کو اب زمانہ تین برس سے زیادہ کا گزر گیا ہے اب بکر روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہاری بیوی، اب تمہارا روپیہ کیسا؟ اب اگر زید کوئی کاغذ جعلی، نسبت اسی روپیہ واقعی کے، اندر اپنی میعاد کے بتائے تو اس پر مواخذہ شرعی ہے یا نہیں؟

یا مثلاً کوئی معاملہ واقعی تھا، درمیان زید و بکر کے ہوا، اور بکر کاغذ بھی لکھ دیا گیا، مگر اس کاغذ میں کوئی لفظ ایسا ہے کہ از روئے قانون انگریزی وہ لفظ خلافِ شرع ہے، اور وہ جب حرام ہے، اور بکر از روئے بدیانتی ادا حقوقِ زید سے انکار کرتا ہے، یا اس پر اور کوئی ظلم سخت تجویز کرتا ہے، جس کا زید تحمل نہیں کر سکتا ہے۔ اب اگر زید واسطہ احقاقِ حق و رفعِ اس ظلم سخت کے، اسی مضمون کو حذف کرے، ایک دو لفظ موافقِ قاعدہ و قانون انگریزی لکھ کر، مقدمہ سپرد کرے، یا وقتِ دورانِ مقدمہ



کے کوئی کلمہ جھوٹ، واسطے احقاق حق و رفع ظلم کے، اظہار میں بیان کرے تو اس پر مواخذہ شرعی ہے، یا نہیں؟

اور اب اس زمانہ میں کوئی مقدمہ کیسے ہی سچے سے سچا کیوں نہ ہو، بوجہ پابندی انگریزی قانون، بلا آمیزش جھوٹ ممکن نہیں ہے، کہ درست ہو جاوے اور اس میں احقاق حق ہو جاوے تو اب کیا کرنا چاہئے؟ بینوا بسند الکتاب من الفقه و السنة و الكتاب، توجروا عند الله الوهاب.

**جواب:** محض اپنا حق وصول کرنے کے واسطے، کہ کسی کو اس میں مضرت جان و مال کی دینا نہیں، کوئی صورت پیدا کرنا اور کذب و تور یہ سے اپنا حق حاصل کرنا، درست ہے۔ شرعاً اس میں کچھ اثم و ملامت نہیں، کتاب و سنت و فقہ سے سب سے ثابت ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۳۱۶-۳۱۷)

(۵۶۳) ڈبل پیسے کا منصوری پیسے سے تبادلو؟ سوال: پیسہ ڈبل کو بھنانا، بایں طور کہ ایک

منصوری لے لیا اور باقی کوڑی لے لی، یہ بھنانا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** فلوس ڈبل کے بدلہ میں، فلوس منصوری (۱) اور کوڑیاں لینی، درست ہے، علی الاصح فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۰-۱۰۴)

## رہن

(۵۶۵) رہن کی زمین سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں؟ سوال: رہن کی زمین کی

پیدوار میں سے، جو خرچ بل یا ہتی وغیرہ کی لکڑی کا اور لوہے کا اور مزدور کا، اور بیلوں کا اور حاکی کا ہوتا ہے، مجرا ہونا چاہئے، یا نہیں؟

**جواب:** رہن کی زمین کا تصرف ہی درست نہیں، تو مجرا کیا ہوگا، اور باقی کیا ہوگا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۳)

(۱) نوے، سو، سال پہلے پیسے کی بڑی قیمت تھی، تانبہ کے پیسے ہوتے تھے، ایک روپیہ میں پونسھ پیسے آتے تھے، اور ہر اک پیسہ میں خود کی رقمیں بھی ہوتی رہتی

تھیں، ہر اک پیسہ کے دو منصوری پیسے آتے تھے، اور ہر اک منصوری پیسہ میں دھڑیاں ہوتی تھیں، اور ہر اک دھڑی میں پانچ کوڑیاں، اور ہر اک کوڑی میں بھی کچھ نہ

کچھ آ جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پیسہ میں سولہ عدد متفرق چیزیں (سامان) خریدی جاسکتی تھیں، دوسری صورت یہ تھی کہ ایک پیسے میں سولہ گندے ہوتے تھے ہر اک

گندے اور پانی کے برابر ہوتا تھا، پھر اس میں اسی طرح دھڑی اور دھڑی کے بعد کوڑیاں آتی تھیں۔ آج حال یہ ہے کہ بجیک مانگنے والے فقیر بھی ایک اور روپے کا سکہ

[اور]

دیکھ کر، واپس کر دیتے ہیں کہ اس کا کیا آئے گا۔



(۵۶۶) شی مرہونہ سے نفع لینے کا حکم؟ اور مسئلہ شاة مرہونہ میں یہ کہنا ہے، کہ جو مرتبن نے اذن

راہن سے شیر بیا، اس کا ضمان نہیں، عام ہے کہ بشرط انتفاع راہن رکھا تھا اور نفع لینا حرام تھا، یا بلا شرط و عرف راہن رکھا تھا اور پھر اذن انتفاع دیا۔ اس میں حلت و حرمت سے کچھ بحث نہیں۔ فقط (مجموعہ کماں ص ۱۲)

(۵۶۷) راہن سے نفع کے لئے ہدایہ کے ایک مسئلہ کی وضاحت: مسئلہ: ہدایہ میں کچھ خلاف

نہیں۔ اصل یہ ہے کہ نفع جو قرض کے عوض میں بشرط اضافہ یا نفع آٹے حرام ہے؟ اور اس کو زیور اور سود کہتے ہیں اور اگر بلا شرط ملے تو وہ درست ہے۔ اور یہ قاعدہ بھی محقق ہے کہ: المعروف کالمشروط۔ پس اب سنو! کہ حاصل اس مسئلہ کا کہ انتفاع باذن درست ہے، یہ ہوا کہ اگر کسی نے راہن کیا اور انتفاع راہن نہ مشروط ہوا اور نہ عرف میں ٹھہرا ہوا تھا، پس بقدر راہن کے اگر

بلا وجہ بخوشی خود راہن مرتبن کو اذن، انتفاع کا دیوے، تو درست ہے۔ پس اس سے جواز انتفاع راہن، جو اس زمانہ میں جاری ہے، برگز جائز نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں انتفاع معروف و مقرر ہے، سودہ مثل مشروط کے ہو کر حرام ہے، اور یہ اذن خود مشروط ہے، اذن مباح۔ فقط (مجموعہ کماں ص ۱۲)

(۵۶۸) کیا راہن رکھی گئی چیز کو مرتبن فروخت کر سکتا ہے؟ سوال: اگر کسی شخص نے اپنا زیور

گمرو (ی) رکھا اور پچھ دنوں کے بعد مرتبن نے راہن سے کہا کہ اپنا زیور چھڑا لے، اور اس نے کہا کہ میرے پاس تو ابھی چھڑانے کا بندہ دست نہیں ہے اور مرتبن کہتا ہے کہ میں تنگ ہو رہا ہوں، مجھ کو روپیہ کی ضرورت ہے (ہے) تو اس زیور کو فروخت کر دو، اور راہن زیور فروخت کرنے سے انکار کرتا ہے تو اس صورت میں مرتبن، اس زیور کو فروخت کر کے، اپنا روپیہ وصول کرے تو جائز ہے یا نہیں۔ یا کسی جلد دوسرے (کو) راہن کر کے، اپنا روپیہ وصول کر لے، تو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مرتبن بلا راہن یا حکم نامہ اس شے کے بیچنے یا راہن رکھنے کا سبب نہیں، مگر جب بالکل مجبور ہو جاوے اور کوئی صورت حصول کی نہ ہو تو اس وقت تک کہ بقدر اپنے دین کے کچھ کر باقی مالک کو دیدے۔ وائند فلم (ہدست خاص ص ۵)

## ہبہ

(۵۶۹) ہبہ کے ایک معاملہ کی شرعی تحقیق؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین

اس مسئلہ میں کہ ہندو! والد نے زیور بخشی کر کے کل جائداد اپنی بیٹا مزید ہبہ بلا عوض لکھ دیا، اور ایک اقرار نامہ شرعی زیور سے لکھوایا کہ میں مقرر۔ ہمیشہ اطاعت میں رہوں گا، کبھی بد چلتی و بد اطواری نہ کروں گا۔ اگر تاحیات ہندو کی کبھی قصد انتقال جائداد ہو تو بچہ مرے تو ہندو اور ہبہ جائداد ہو جائے مجھ سے واپس کر لے، البتہ ہد و فوات ہندو واجب جائیداد ہو جائے مجھ سے اختیار ہے۔

بندہ نے جائیداد موبوبہ پر قبضہ نہیں دیا، بلکہ ڈیزہ برس کے بعد ایک درخواست دی، کہ میں نے بیہ نامہ بنامہ زیرہ نقد یا ہے، مگر داخل خارج نام کا بعد میرے موبوبہ کو اختیار حاصل ہے، اور موبوبہ نے بھی عرصہ دو برس گیارہ ماہ کے بعد ایک درخواست دی، کہ میں نے بوجہ دل شکنی بندہ کے داخل خارج نہیں کرایا، نہ انہی قصد ہے۔ بعد اس کے کئی برس بعد داخل خارج کی کارروائی ہوئی۔ مگر قابض داخل متصرف بندہ رہی، اور واقعی بندہ نے قبضہ موبوبہ کو کبھی نہیں دیا، جب مرض الموت میں بندہ ہوا، بندہ نے اپنا بیہ ہوش و حواس میں زید سے واپس کر لیا، اور زید نے بلاخبر بیہ نامہ واپس دے کر، ابراہام نامہ نقد یا۔ سوائے تحریر واپسی کے ابراہام نامہ میں یہ بھی لکھ دیا، کہ آج تک نام میرا جسر سرکار میں برائے نام رہا، مگر مالک و قابض جائیداد موبوبہ کی بندہ رہیں، تاریخ بیہ نامہ اور اقرار نامہ سے، وقت واپسی بہت دور ابراہام نامہ تک کوئی شے جائیداد موبوبہ میں تغیر و تبدل نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں بیہ نامہ جائز اور رجوع من الہیہ، جائز ہے، یا دونوں، یا کون نامہ جائز ہے۔ بیسوا بسند الکتاب توجروا بیوم الحساب۔

جواب: یہ بیہ اولیٰ ہی نامہ تھا، کیونکہ موبوبہ لہ کا قبضہ موبوبہ شے پر نہیں ہوا، لہذا رجوع بھی درست ہوگا: قال فی الدر المختار: وتتم الہیۃ بالقبض الکامل فی یدہ محرز مفرغ مقسوم۔ انتہی (۱) چوں کہ بیہ تمام نہیں ہوا، لہذا رجوع میں اس کے معصیت نہیں ہوئی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی حنفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۵۱-۱۵۲)

(۵۷۰) موبوبہ زمین کے ایک معاملہ کی تحقیق؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان

شرع متین اس مسئلہ میں: کہ زید نے ایک جائیداد زنب کی، جو گنگوہی الت انگریزی نیلام ہوئی تھی، خریدار نیلام سے خرید۔ زنب کے واسطے بطور اسم فرضی اپنے نام سے خریدی، اور زنب سے کہا میں تمہارے واسطے خریدی ہے، قیمت اس کی تمہاری اولاد وقتاً فوقتاً ادا کر دے۔ بعد چند روز کے زید نے بمقام بلہ چند اشخاص معتبرین کے، عبد اللہ پسر زنب سے اسی زمین پر کھڑے ہو کر کہا، کہ اس زمین کو کس طرح پر لوگے، عبد اللہ نے کہا کہ جس طرح چاہو گے، تب زید نے کہا، کہ زمین اس میں دی اور مگر قیمت میں نہ لوں گا، یا یہ کہا کہ قیمت مجھ کو لینا منظور نہیں، پس اس صورت میں زمین کی بیہ سمجھی جائے گی، یا زمین کی۔ بیسوا بسند الکتاب توجروا بیوم الحساب۔

جواب: زید اس خرید نیلام میں فضولی ہے اور خرید فضولی کی فضولی پر قائم ہو جاتی ہے۔ قال (فی) الدر المختار

(۱) اصل میں اسی طرح ہے مگر درمختار اور شامی نے مضبوطی کی عبارت میں کئی فرق سے اور یہ عبارت کئی نے جو اصل میں ہے جس عبارت سے لفظ خطہ درمختار کتاب الہدیہ ص ۱۵۹ ج ۲ میں لکھا ہے نیز شامی ج ۲ ص ۱۵۹ لکھا ہے، و فی الدر المختار کتاب الہدیہ ص ۱۶۰ ج ۲ ص ۱۶۰ ج ۲ (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ) نور

لو اشتری لغیرہ نغذ علیہ) پس قول زید کا زمین میں نے دی ہیبہ ہے، کہہ دینا ہیبہ کا لفظ ہے، مگر قیمت نہ لوں گا، موقع احتمال بیع کا ہے، لہذا یہ عقد ہیبہ زمین کا ہے، نہ ہیبہ شمن کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں ص ۱۵۲-۱۵۳)

(۵۷۱) مرض الموت میں ہیبہ کی گنتی جائیداد کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین  
اندرین باب: کہ کوئی شخص بحالت صحت یا مرض الموت میں، اپنی جائیداد کو، باوجود موجودگی دیگر ورثاء کے، خاص ایک شخص،  
ذوی القربی یا عصب یا ذوالرحم یا اجنبی کے نام ہیبہ یا بیع کر دے تو یہ نافذ ہوگا، یا نہیں؟ بلکہ جملہ ورثاء پر بطور فرائض (تقسیم) کیا  
جاوے گا۔ بیٹا تو حرجور۔

الجواب: اگر کسی نے حالت صحت میں اپنی جائیداد کسی وارث کو دے کر، تقسیم کر کر، قابض کرادیا، ہیبہ صحیح  
ہو گیا، اب بعد فوت اس شخص کے ورثاء کا کوئی دعویٰ اس میں نہیں ہو سکتا اور جو صحت میں کہا مگر مشاع ہے، یا قبض ہو ہو ب۔  
نہیں ہوا تو ہیبہ فاسد ہے۔ بعد موت و اہب کے یہ بیع صحیح ہو کر، سب ورثاء پر تقسیم ہوگا اور جو بیع کر دی ہے تو کسی حال میں بھی  
بیع صحیح نہ ہو سکے گا، اگرچہ مرض الموت میں کی ہو، بشرطیکہ محابات نہ ہو بلکہ شمن مثل کو بیع کی ہو، اور ہیبہ شمن نہیں تو شمن میں وہی  
حال ہوگا، جو متصل ہے، جو اہب ہے، اہنی صحت میں تام اور مرض میں باطل ہے۔ اور جو یہ ہیبہ مرض الموت میں کیا ہے تو  
باطل باطل ہے، ہیبہ وارث کو مرض الموت میں باطل ہوتا ہے۔ اس میں سب ورثاء برابر میراث پاویں گے۔ فقط بلکہ ذاتی سائر  
کتب فقط فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔  
(مجموعہ رام پور ص ۱)

(۵۷۲) ہیبہ کی ہوئی چیز کو و اہب کے ورثاء واپس لے سکتے ہیں؟ سوال: ورثاء و اہب کو،  
شے موزون ہو چکا ورثاء موزون ہونے سے، بہتر لے لینا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت عدم جواز ان کی شان میں کیا وعید ہے۔ جیسا تو حرجور۔  
جواب: بعد موت موزون ہونے کے حق است و ادا ساقط ہو گیا، اب ہرگز ورثاء و اہب ورثہ موزون ہونے سے،  
موزون ہونے و واپس نہیں لے سکتے۔ اگرچہ انہیں گئے تو غاصب، ظالم، فاسق شرعاً ہو کر، مافوق ذہاب ظلم و غصب ہو دیں گے۔  
فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۵۷۳) اگر ورثاء موزون ہو چکے چیز کو زبردستی واپس لے لیں تو؟ سوال: اگر ورثاء و اہب شے  
موزون ہو چکا ورثاء موزون ہونے سے جبراً چھیننا چاہیں اور ورثاء موزون نہ ہو دیں اور مزاحمت کریں، اور ان لوگوں کو مار کر

۱۔ در مختار کتاب البیوع (فصل فی البیوع) ص ۳۱۸ ج ۱ شامی ہیبہ مذکور ص ۱۰۸ ج ۵ (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ) ۲۔ تالیف  
ذیل مذکور ص ۱۰۸ ج ۱ (مجمع مکتوبی علی بابا) ۳۔ انوار

نکال دیں، تو ان ورثاء مہوہوب لہ، پر کوئی ملامت شرعی ہے یا نہیں؟ اثر ہے تو ان کو کیا کرنا چاہئے، اور اگر نہیں ہے تو مزاحمت کیوں کر کی جاوے؟ بیوقوف تو جروا۔

**الجواب:** ہرگز ورثاء مہوہوب لہ پر شرعاً واجب نہیں، بلکہ ظالموں کا مار مار نکال دینا اور اپنا مال ہی نہ، درست ہے، ایسی حالت میں اگر ظالم کے ضرب آوے تو بھی کچھ ضمان و تاوان نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الاحقر رشید احمد شکیونی ملکی عہد  
(جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ)

**(۵۷۴) ہیہ مشاع میں واہب کے وارث کا رجوع کرنا؟ سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین: اس مسئلہ میں کہ محمد واحد و محمود تین بھائی تھے اور ان کے خاندان میں یہ رواج ہے کہ جو بھائی جس قطعہ زمین پر قابض ہو گیا، دوسرے بھائی نے کچھ تعارض نہیں کیا، اور تینوں بھائیوں کی اولاد میں اب تک یہی دستور چلا آتا ہے۔ حامد نے ایک قطعہ زمین پر باغ لگایا اور ایک زہد نضب اور دو پسر ایک دختر کو اس پر وارث چھوڑ کر، حامد نے وفات کی، اس کا حق موافق باغ میں نیلام ہو گیا، زید ایک شخص خدا ترس نے مسماقہ نضب کے واسطے خرید لیا، نیلام، پس اس شخص نے اپنے نام سے بطور فرضی رسم خرید کیا، جب نضب اور اس کے پسر نے زرخین دیکر، اپنے نام سے کما قصداً زید کے زید بھائی نے زید کو لکھنے سے ممانعت کی، اس وقت میں یہ معاملہ ملوث ہو گیا۔

عبداللہ پسر نضب کی شادی، آمنہ خواہر زید کے ساتھ ہوئی، تب زید نے بطور حمیزہ دینے کا اس کو قصداً کیا، تب بھی برادر زید نے اس کو باز رکھا، بعد اس خصوصیت کے بغیر انش زید عبداللہ نے برادر زید سے گفتگو، اور بعد رد او کد پس زید اور ان کے دونوں بھائی اور بعض اشخاص معتبرین اہل برادری، اسی موقع زمین پر آئے اور زید نے عبداللہ سے کہا، یہ زمین ہم نے بہت سی زرخین لینا، ہم کو منظور نہیں، عبداللہ نے اس کو قبول کر لیا اور اسی وقت سے عبداللہ کا بقصد داخل زمین مذکور پر چلا آ رہا ہے۔

اب بعد فوت زید چند سال کے بعد، مسکن خالد پسر زید کو، بعض معاندین عبداللہ نے ورغلا کر، اس زمین کا دعویٰ کر لیا۔ خالد کہتا ہے کہ یہ زمین مشترک ہے اور ہیہ مشاع جائز نہیں، عبداللہ کہتا ہے کہ یہ خریداری زید کی فرضی تھی، اس نے ہمارے واسطے خرید کیا تھا، اب بوجہ خصوصیت شادی کے زید نے اپنی بہن کی مرادت سے، زرخین ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ معاند ہیہ مشاع کا ہے نہ اہبہ از مین کا، پس اس باب میں از روئے شرع شریف، جو اہل حق ہو، پسند تحریر فرمادیں۔ بیوقوف تو جروا۔

**جواب:** زید نے نیلام، اگرچہ نضب کے ہی واسطے خرید کیا ہو، مگر چونکہ اس میں نضب کا نام لے کر نہیں خرید کیا، بلکہ ایجاب و قبول ہر دو بنام زید ہوئے، تو نیلام بنام زید ہی ہوا، نضب کا اس میں کچھ حق نہیں۔ اس واسطے کہ

زید اس صورت میں فضولی ٹھہرتا ہے، اس لئے کہ توکیل زنب کی یہاں..... نہیں معلوم ہوئی، لہذا یہ نیلام ملک زید کا ہوا۔ قال فی الدر المختار: فید بالبیع لانه لو اشترى لغيره نفذ عليه. انتهى (۱)

پس بعد اس کے کہ یہ نیلام ملک زید کا ہوا تو زید کا، یہ کہتا کہ یہ زمین ہم نے عبد اللہ کو دیا، بیہ ہوا، اور یہ قول زید کا کہ زرغن لین منظور نہیں، دفع اس احتمال کا ہے کہ عبد اللہ بیع نہ سمجھ جاوے، جیسا کہ پہلے ثمن دے کر لکھایا جا رہی تھی۔ بہر حال ظاہر متبادر لفظ دیا سے یہ ہے کہ اور احتمال بیع کو دفع کرنا، دوسرے کلام سے [پس ہر گاہ کہ یہ بیہ ہوا، تو بیہ مشاع قاسد ہوتا ہے، اور اس میں وارث کو بھی رجوع کرنا درست ہے، علی الاصح! اگرچہ قبض موہوب لہ کا ہو گیا ہو، چنانچہ صاحب رد المحتار نے تصریح ان کی کی ہے:

وفيه و كما يكون للواهب الرجوع فيها يكون لو ائنه بعد موته لكونها مستحقة الرد، و

يضمن بعد الهلاك كالبیع الفاسخ (۲)

اور قول عبد اللہ کا کہ اس نے ہمارے واسطے خرید کیا ہے، قابل التفات نہیں شرعاً۔ جیسا اوپر واضح ہو چکا فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مکتبہ امراہی رحمۃ ربہ رشید احمد گشتوی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۵۵، ۱۵۴)

(۵۷۵) بیہ مشاع بیع کی تفصیل میں اختلاف کے ایک معاملہ کی تحقیق: سوال: کیا فرماتے

ہیں عہدے دین اس صورت میں کہ ایک قطعہ زمین میں حصہ زنب کا بحکم عدالت انگریزی، بلا لحاظ شرع شریف نیلام ہو گیا، ایک شخص غیر نے خرید کیا، جب زنب نے احمد کی معرفت خریدار نیلام سے خرید کیا، مگر احمد نے زرغن اپنے پاس سے ادا کیا اور بیع نام بھی احمد کا نام لکھی گیا۔ احمد نے زنب سے کہا کہ میں نے تمہاری زمین تمہارے واسطے خرید کر لی، جب قیمت دینا لے لینا، بعد چندے باجرت زنب کے احمد نے، پس زنب عبد اللہ کو جو احمد کی بہن کا داماد بھی ہے، اس زمین پر قبضہ دیا اور زرغن نے اسے انکار کیا۔ اب احمد کا انتقال ہو گیا، سہمی خالد پسر احمد اس بیان سے دعویدار ہے کہ زمین مشترک ہے اور یہ دینا احمد (کا) بیہ ہے اور یہ مشاع ناجز ہے اور فیصد اس نزاع کا بوجہ گزر جانے، میعاد قانون انگریزی کے، خالد چاہتا ہے کہ از روئے شرع شریف قطعہ حقیقہ کے کیا جاوے۔

عبد اللہ پر زنب کہتا ہے کہ یہ معاملہ بیہ مشاع نہیں ہے، یہ زمین شرعاً احمد کی ملک نہیں ہوئی، کیونکہ اسے زنب کے

(۱) الدر المختار، کتاب البیوع، فصل فی الفصولی (۳۱۴) [نہجائی دہلی ۱۳۳۳ھ] نیز رد المحتار علی هامش الدر المختار ج ۳ ص ۱۳۷، نہجائی دہلی ۱۳۳۳ھ۔

(۲) رد المحتار کتاب الفہم ص ۶۸۶ ج ۵ دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ۔ نیز شامی در باب مذکور ج ۳ ص ۵۱۱ [نہجائی دہلی ۱۳۸۷ھ۔] نور



واسطے خرید کی تھی، احمد کو سوائے زر شمن پاسنے کے اور کوئی استحقاق نہ تھی اور وہ حق احمد نے عبد اللہ کو دے دیا۔ اور نیزہ انتقال جائیداد زینب کا، جوابدہا، بحکم عدالت انگریزی، بلا لحاظ احکام شریعت کے ذریعہ نیامہ ہوا تھا، وہ بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔

پس صورت مسئلہ میں، از روئے شرع شریف مذہب حنفیہ کے زمین مذکور عبد اللہ پر زینب کو مانا جائے، یا نہ زینب کو۔ اور خالد پر احمد کو زر شمن پاسنے کا استحقاق ہے، یا بوجہ ہبہ احمد کے زر شمن زینب سے، عبد اللہ پر زینب کو ملے گا اور حسب قول عبد اللہ انتقال، ابتداً جائیداد زینب کا، جو بحکم عدالت انگریزی ہوا تھا وہ اس صورت میں قائم رہ سکتا ہے، یا نہیں۔ مینا تو جروا۔

**جواب:** ہر گاہ کہ زینب نے یوسلہ احمد کے نیلام شدہ جائیداد کو خرید کیا ہے، تو احمد وکیل زینب کا ہوا اور یہ صحیح ملک زینب کی ہوئی، اگرچہ ایچ نامہ احمد کے نام لکھا گیا اور زر شمن بھی احمد نے اپنے پاس سے دیا ہو۔

ولو وکله بشراء شیء لایشتريہ لنفسه (۱) انتھی در مختار

پس احمد نے بعد خرید کے بھی زینب سے اقرار کر لیا ہے، کہ یہ شے تمہارے واسطے خرید کی ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ مالک اس بیع کی زینب ہوئی، اور جس رکھنا بیع کا بوجہ زر شمن کے تھا، کہ جب زر شمن زینب سے وصول ہو گیا، اس وقت قبضہ زینب کا کر دیا جائیگا اور یہ امر جائز ہے۔ قال فی الدر المختار:

ولو کیل حبس المبیع بضمن دفعه الوکیل من ماله (۲)

اس سے بھی معلوم ہو گیا، کہ وکیل اگر اپنے پاس سے شمن دیکر خرید کرے، تو ملک موکل کی ہی ہوتی ہے، پھر جب احمد نے پھر زینب کا قبضہ بیع پر کر دیا اور شمن معاف کر دیا، تو ہبہ و اسقاط شمن کا ہوا، الیٰ صل یہ ہبہ زر شمن بیع کا نہیں، کیونکہ بیع خود ملک زینب کی ہے، یہ دعویٰ پھر احمد کا خلاف حکم شرع کے ہے اور یہ زمین ملک زینب کی ہے۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد

اس مسئلہ کا جواب پہلے بھی یہاں سے لکھا گیا ہے، مگر اس میں خرید نامہ شتری کا باذن زینب نہیں لکھا تھا، بلکہ بدون امر بطور فضولی خرید نامہ لکھا تھا، لہذا اس کے جواب میں یہ لکھا گیا تھا کہ مالک بیع کا شتری ہے اور بعد قبضہ پھر زینب وہ ہبہ مشاع ہوتا ہے، پس اس جواب کو اس جواب کے مخالف نہ جانا چاہئے، کیونکہ ہر دو سوال میں مخالفت ہے۔ جواب حسب سوال لکھا جاتا ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنہوی غفری عنہ

(مجموعہ کلام میں ۲۰۰ ج ۲۰۲)

[نوٹ: ایک اور مسئلہ: مشاع کا ہبہ جب کہ اپنے شریک کو، کرے جائز ہے، یا نہیں۔ فیہر دوم میں ملاحظہ ہو۔ ذرا]

(۱) (۲)

(۱) الدر المختار، باب الوکالة (۱۰۵/۲) (کتبائی دہلی، ۱۳۳۳ھ۔)

(۲)

(۲) الدر المختار، باب الوکالة بالبیع والشراء (۱۰۵/۲) (کتبائی دہلی، ۱۳۳۳ھ۔)

(۵۷۶) باپ نے اگر اپنی زندگی میں اپنا مال کسی کو ہبہ

کر کے قبضہ کر دیا تو اس میں کسی اور کا کچھ حصہ نہیں رہا:

کے دواڑ کے جو بکرو خالد ہیں، ان دونوں کو اپنا اسباب و مال ہبہ کر دیا، اب وہ مال و اسباب خاص ان دونوں کا ہو چکا ہے، یا غیر کو بھی تقسیم ہو سکتا ہے۔ بیوقوفو! حرو!

جواب: اگر عمر و نے سب اشیاء و دونوں پوتوں کو بیعت صحیح کر دیا اور قبضہ و دونوں کا بھی درست ہو گیا ہے، تو اب وہ

سب ان دونوں پوتوں کا ہے، کسی غیر کا اس میں حصہ نہیں، نہ حیاۃ عمر و میں نہ بعد موت عمر و کے۔ فقط کذا فی کتب الفقہ،

و ابند اعلم کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۱۳)

(۵۷۷) اولاد کے حق میں ہبہ کے معتبر ہونے کی تفصیل: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ ایک شخص نے اپنی کل جائیداد موروثی و سکوبہ، اپنی اولاد میں سے دواڑ کو، کہ مطیع اور

فرمان بردار تھے، بنام ایک کے دولٹ اور بنام دوسرے کے ایک شلت، ہبہ نامہ لکھ کر قبضہ اور دخل دیدیا، دواڑ کوں کو بچہ ان کی

ہر چنی اور نامی اور ایذا و رسانی کے اس جائیداد سے محروم کیا، اور وہ شخص و اہل قرب آنکھ سال تک زندہ رہا اور اشیاء مہو بہ

سے چٹھوں اور سر و کار نہیں رکھا کل جائیداد مہو بہ لہما کے قبضہ میں رہی اور اب تک ہے۔ اب عرصہ تین برس کا ہوا کہ و اہل

قبضہ کر گیا، اس صورت میں وہ ہبہ نامہ بموجب شرع شریف جائز ہے، یا نہیں؟ یا کسی صورت میں محروم الارث اولاد کو، اس

جائیداد مہو بہ پر قبضہ مہو بہ لہما سے، بموجب استحقاق شرعی چٹھل سکتا ہے؟

اور ہبہ مشاع کی تعریف شرعاً ہبہ ہے، کہ کسی جائیداد کا ہبہ کرنا جو غیر منقسم ہو، کیوں کر بچہ نہ ہوئے تقسیم کے قبضہ اس

جائیداد پر نہیں ہو سکتا اور ہبہ میں قبضہ شرط ہے، پس جائیداد مواضع میں قبضہ از روئے تحصیل وصول کے ہوتا ہے، اور تفریق

حصص کی ایک شلت اور دولٹ سے ہو چکی، اور بموجب اس تقسیم کے جائیداد مہو بہ پر، قبضہ مہو بہ لہما کا ہے، اس صورت

میں ہبہ مشاع سمجھا جوتے گا، یا نہیں، باقی مکانات مسکونہ پر قبضہ از روئے سکونت کے ہے اور جواز سکونت سے ہے و حمام

وغیرہ کے حکم میں سمجھی جاوے گی، یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ بعد از ہبہ نامہ کے، کل جائیداد مہو بہ لہما نے برضا مندی اپنی تقسیم کر لی، بلکہ اکثر مکانات جو

مخالفوں نے بکھرے تھے، از سر نو بنا کر، مع ان مکانوں کے جو گرنے سے محفوظ رہے تھے، تقسیم کر لئے، اب حکم مشاع

مطلقاً ہی نہیں آتی، کا دوسرے

میں سمجھے جاویں گے، یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک جز کے ناجائز ہونے سے، کل ناجائز سمجھا جائیگا، یا جز۔ مینوا تو جروا!

**جواب:** اگر شخص مذکور نے اپنی جائیداد جو کسی میں مشترک نہ تھی، خالص اس کی تھی اور منقسمہ اپنے بیٹوں کو دیدی، اس طرح کہ دونوں کو مثلاً ٹانگا مالک کیا اور دونوں بیٹوں نے اس پر قبضہ و تصرف کیا، تو یہ ہر دو پر حسب حصص مالک اس کے ہو گئے، اب کسی وارث کو بعد انتقال واہب کے اس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جواب حسب روایت صاحبین کے ہے، جس پر بعض کتب میں فتویٰ دیا گیا ہے: قال فی العالمگیریہ:

ذكر الصدر الشهيد إذا وهب من رجلين ما يحتمل القسمة حتى فسدت الهبة عنده، ثم

قبضها يثبت الملك ملكاً فاسداً، قال وبه يفتي كذا في الفتاوى العنابية (۱)

اور اگر خود واہب کی جائیداد اوروں میں مشترک ہے اور واہب نے اس میں کے اپنے مملوک حصے بنام ہر دو پر ہبہ کئے ہیں، تو یہ ہبہ فاسد ہے اور مفید ملک نہیں ہے، بعد انتقال زید کے وارثان زید اس میں شریک ہو گئے، اور اپنا اپنا حصہ لیویں گے۔ فی الدر المختار:

ولو سلمه شائعاً لا يملكه فلا ينفذ تصرفه فيه انتهى. (۲)

اور اس صورت میں قبضہ تحصیل وصول کافی نہیں ہو سکتا اور جز میں فساد آنے سے کل میں فساد نہ آوے گا۔ فقط واللہ اعلم

(مجموعہ فرغ آباد ص ۵۹-۶۰) بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مہر)

**(۵۷۸) زکوٰۃ ساقط کرنے کیلئے ہبہ کے حیلہ کی تحقیق اور حکم؟** ہبہ کے حیلہ میں، اگرچہ ہبہ کا مسئلہ

کتب فقہ میں نہیں، مگر یہ مسئلہ لکھا ہے کہ بعد حوالان حول کے صدقہ کرنے سے زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے، پس جب کسی نے کسی کو ہبہ کیا تو ملک واجب سے نکل گیا، اس پر زکوٰۃ نہ آوے گی۔ جب دو تین سال بعد اس نے رجوع چاہی اور مہوب لہ نے دیدیا تو فقط طلب واہب سے، اس پر ادا ضروری نہیں ہوتا، مگر بقضاء، اگر بیان قضا کی نوبت نہ آئی، اس نے دیدیا تو یہ دینا اپنی ملک سے اخراج ہے، بحکم صدقہ ہوتا ہے، جب اس نے سب اپنی ملک سے اخراج کر دیا، تو زکوٰۃ ساقط ہو گئی، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حیلہ کے موقع میں مہوب لہ سے قرار ہو جاتا ہے، سو اگر مہوب لہ بہ نیت تصدق دیدیوے، حسب قرار داد، تو زیادہ تر واضح ہو جاوے گا۔ فقط۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری فصل فيما يجوز من الهبة و مالا يجوز ص ۵۲۶ ج ۳ (مطبوعہ ہندو بنگالی کلکتہ: ۱۳۳۸ھ) [نور]

(۲) در مختار مع كشف الاستار كتاب الهبة ص ۱۵۹ ج ۲ [عکس بنگالی ۱۳۳۳ھ] [نور]

نیز الدر المختار مع الشامی کتاب الهبة ص ۶۹۲ ج ۵ (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ) نیز الدر المختار مع الشامی کتاب مذکور ص ۵۱۱ ج ۳ [مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ] [نور]



تیسرا خدشہ جو بہ صغیر کا ہے، جو ظاہر معنی اس کے ہیں کہ مشتری اپنے صغیر کو بہہ کر دیوے، تو یہ خفیہ کا مذہب نہیں اور ان کے قواعد کے موافق نہیں، سو یا تو کسی دوسرے شخص پر اعتراض ہے، یا اس کی یہ توجیہ ہے کہ بائع ابن صغیر مشتری کو بہہ کر دیوے، اب شفیع دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بیع ہوئی ہے، مگر حیلہ اسقاط میرے حق کے واسطے صورت بہہ کی بنائی ہے، تو اس میں خلف صغیر پر آنا چاہیے کہ مہبوب لہ ہے، کہ یہ دار تیرے پاس آیا، واقعی بطور بہہ ہے اور دعویٰ شفیع کا غلط ہے، تو یہ ممکن نہیں، مگر یہ نصب مقسوم میں ہو سکتا ہے، نہ مشاع میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کی توجیہ سوائے اس کے کبھی بندہ سے نہیں ہو سکتی، اگرچہ عقلاً فی دیکھی، مگر بجز اس کے کچھ فہم میں نہیں آیا ہے اور اس وقت اس کے دیکھنے کی حاجت نہیں ہوئی۔

(مکتوبات حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد سہارنپوری مکتوب: ۵)

## امانت

(۵۷۹) اگر امانت احتیاط کے باوجود ضائع ہو گئی، تو اس کا تاوان؟ سوال: کیا فرماتے ہیں

علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نے ایک چیز مرمت کے واسطے اس طرح سے زید کو دی، کہ تم اس کو اپنے باپ بکر کو دیدینا، کہ وہ مرمت کرا کے بھیج دیں گے۔ اس کے بعد جب بکر سے وہ چیز طلب کی، تو یہ جواب دیا کہ اول تو مجھ کو صحیح طور سے یہ یاد نہیں، کہ زید نے مجھے دی ہو، اور شاید دے دی ہو، تو گم ہو گئی۔ اس صورت میں اس کی قیمت یا معاوضہ اسی قسم کا لینا درست ہے، یا نہیں؟ اور یہ امانت ہے یا نہیں، اور اگر امانت گم ہو جاوے، اس کا عوض لینا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟

جواب: زید امان ہے، اس کے پاس سے اگر باوجود احتیاط کے وہ شے گم ہو گئی، تو ضمان نہ آوے گا اور جو بے پروائی سے تلف ہوئی، تو ضمان نہ آوے گا، اگر اثبات اس امر کا مالک کے ذمہ پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۸-۱۶۹) رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۵۸۰) مال عاریت کے گم ہونے پر ضمان؟ سوال: اگر زید از عمر و چیزے بطور عاریت بوعده

دو روز یا سہ روز گرفت، پس آں چیز بعد از سہ روز گم شد، زید ضامن گردو، یا نہ؟

ترجمہ: اگر زید نے عمر و سے کوئی چیز عاریت کے طور پر، دو یا تین دن کے لئے لی، پھر وہ چیز تین دن کے بعد گم ہو گئی، زید اس کا ذمہ دار ہوگا، یا نہیں؟

جواب: ضمان بر مستغیر نیست، اگر باوجود احتیاط تم شد:

ترجمہ: اگر احتیاط کے باوجود مستعار چیز گم ہو جائے تو لینے والے پر اس کا بدلہ نہیں ہے۔ لانضمن  
بإهلاك من غیر تعدد بخار

مگر دریں صورت اگر موقت سے روز عاریت ہو، پس بلا وجہ در او بر مرد فوت شد، بہت اس تعدی موجب ضمان  
خواہ شد، اگر تاخیر بلا ضرورت و تاخیر فاحش است، و اگر بعد از سال ہو، کہ بلا تعدی فوت شد ضمان نیست۔

فلو كانت مؤقتة فأمسكها بعده فهلكك ضمنها . انتهى فقط والله اعلم

ترجمہ: مگر اس صورت میں اگر [وہ چیز] تین دن مقرر وقت کے لئے عاریت تھی، مگر بغیر کسی خاص وجہ کے،  
اس کے واپس کرنے میں دیر کی، تو اس غفلت کی وجہ سے بدلہ [ضمان] ہو جائے گا، اگر دیر کرنا بغیر ضرورت کے اور  
فضول تھا اور اگر بھیج دینے کا پکا ارادہ تھا اور وہ سامان بغیر دیر کے ضائع ہو گیا، تو اس میں بدلہ نہیں ہے۔ (ات نوہ)

(مجموعہ کلاں ص ۷۷-۷۸)

(۵۸۱) امین اگر امانت کو رکھ کر بھول جائے، تو یہ عذر نہیں! اگر امین امانت کو رکھ کر بھول کر کہے:

ہو جائے، تو یہ لسان عذر نہیں، فقط

(نسخہ رام پور ص ۱۶)

## سود

(۵۸۲) رشوت دینا اور سود کا رو بار؟ سوال: جو لوگ سود لے کر کھاتے ہیں اور جو پیسہ کاروبار

ان کو پڑتا ہے، اس میں رشوت دے کر، اپنا کاروبار جاری کراتے ہیں، اور جو صاحب صوم و صومو کے پابند ہیں، وہ تمسک  
لکھتے ہیں، اور گواہی سود کی بھی دیتے ہیں، ان کا کیا حال ہے، اور ان کے مال کا، کیا حکم ہے؟

الجواب: رشوت دے کر اپنے اوپر سے ظلم ٹھاننا درست ہے، اگر آدمی جانتا ہے کہ رشوت نہ دے گا، تو ستر  
اہل کاران میں مبتلا ہوگا، یا اگر رشوت نہ دے گا تو مقدمہ جو حق ہے، بگڑ جائے گا، ایسی حالت میں رشوت دے کر، اگر اپنے  
کام درست کرالیں، یا ظلم کو رفع کرادیں جائز ہے، اس میں کچھ حنا نہیں۔

اور جو روپیہ بلا سود نہ ملے اور ناجار ہو جاوے کہ کچھ کام نہیں چل سکتا، تو ناجار بقدر ضرورت سود دے کر پیسے، تو  
توقع ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ معاف کر دے، کہ ناجاری میں مجبور ہو کر سود دیتا ہے۔ اور شادی غمی کی رسموں کے واسطے سودی



روپیہ نکالے گا، تو اہل محل لغت بنے گا، اور جو رشوت بلا ضرورت دے گا، یا کسی جھوٹے مقدمہ میں دے کر، کسی پر زیادتی کرے گا، تو اہل سخت منہ و کبیرہ میں مبتلا ہوگا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ رام پور ص ۲۶، ۲۷)

**سوال: حامدا و مصلیا و مسلما، اما بعد! عرض یہ ہے کہ**

**(۵۸۳) حیلہ سود کے جواز کا فتویٰ؟**

ان چند مسائل کا جواب تحریر فرمائیے۔

ایک زمین دار کہتا ہے کہ ہمارے کاشتکاروں اور سامیوں پر جو روپیہ واجب الادا ہوتا ہے، وہ اس روپیہ کے دینے میں اس قدر توقف و تاخیر کرتے ہیں، کہ ہم کو عدالت میں ناش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور ناش فریاد میں ہمارا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے، پھر ان کاشتکاروں سے اگرچہ روپیہ مع خرچ کے دلویا جاتا ہے، لیکن عدالت کی کارروائی میں بہت اصرار و خرچ ایسے ہوتے ہیں، جس کا مطالبہ ہم نہیں کر سکتے، مثلاً کاشتکار پر ہمارے پندرہ روپے تھے، عدالت کی کارروائی میں دس روپے خرچ کرنا پڑے، عدالت کے قاعدہ سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارے پانچ روپے خرچ ہوئے، تو ہم کو ہمیں روپیہ دلائے جاویں گے، پانچ روپے کا، رانقصان ہوا، ایسے واقعات ہم کو بہت کثرت سے پیش آتے ہیں۔

اس صورت میں اگر ہم عدالت میں یوں ظاہر کریں، کہ ہم اپنا قرض مع سود کے لینا چاہیں، تو پندرہ کی جگہ مثلاً انھار کا دعویٰ ہوگا، مع خرچ کے، مثلاً ہم وصول ہو جائیں گے۔ اس صورت میں فقط دو روپیہ کا نقصان ہوگا، مگر بعض اشخاص کہتے ہیں کہ اس صورت میں سود خواری کا گنہ بہت بڑا ہے، اور دوزخ میں دار کہتا ہے کہ دنیا میں سود خواری کا الزام تو بے شک ثابت ہوتا ہے، مگر آخرت میں غالباً اس کا مواخذہ نہ ہوگا، کیونکہ ہم سود نہیں لیتے ہیں، بلکہ کاشتکاروں کی شرارت سے جو روپیہ برابر ہوتا ہے اس میں سے ہم کسی قدر سود کے بہانہ سے وصول کرنا چاہتے ہیں، سود خواری ہم کو ہرگز مقصود نہیں، بغیر اس بہانہ کے ہمارا بہت کثرت سے نقصان ہوتا ہے، لہذا یہ مجبوری سود کے بہانہ سے، کچھ وصول کرنا چاہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے ایسی مجبوری اور نقصان کی حالت میں سود کے بہانہ سے، اپنا وہ روپیہ وصول کرنا، جو مقروض کی شرارت سے برابر ہوا ہے، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ اور قانون شرع کے موافق یہ بہانہ معاف ہے، یا نہیں؟

**جواب:** لہذا یہ حیلہ سود کے جواز کا فتویٰ نہیں دیتا۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۲۸، ۲۹)

رشید احمد عثمانی عنہ فتویٰ

**(۵۸۴) سود کے لئے حیلہ کرنا بھی گناہ سے خالی نہیں: سوال:** اگر ساہوکار سود پر اناج دیتا ہو اور قرض خواہ اسی سود کے حساب سے خرچ مقرر کر کے لے، مثلاً زید ایک روپیہ کا چھ مہینہ کے وعدہ پر، ایک من اناج دو آنہ سود کے مقرر کر کے دیتا ہے، تو اگر زید دس آنہ کا پانچ سیر اناج کاٹ کر، زید سے کہے کہ سود تو میں دینے کا نہیں مگر

[illegible]

جواب: یہ جیواں کی خالی کھانا ہے۔ فقط، اور فقط ہی ہم

مجلس شورای اسلامی

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

(۵۸۵) کافر کی موت کے ذریعہ حاصل کی ہوئی رقم کا مسلمان کے لئے حکم مسئلہ: کفار پر

یہ ہے وہ اس کا ایک یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو درج کے ایک مسلمان کے حق میں وہاں جلا ہے، تو وہاں ہے،  
خود جلا ہے۔

دوسری صورت (میں) طعام، گوشت، جنور کے ٹھہر کا ٹکڑا اور ست ہے۔ فقط والسلام

*Journal of Management Inquiry*

177, 183, 184, 185, 186, 187, 188, 189, 190, 191, 192, 193, 194, 195, 196, 197, 198, 199, 200, 201, 202, 203, 204, 205, 206, 207, 208, 209, 210, 211, 212, 213, 214, 215, 216, 217, 218, 219, 220, 221, 222, 223, 224, 225, 226, 227, 228, 229, 230, 231, 232, 233, 234, 235, 236, 237, 238, 239, 240, 241, 242, 243, 244, 245, 246, 247, 248, 249, 250, 251, 252, 253, 254, 255, 256, 257, 258, 259, 260, 261, 262, 263, 264, 265, 266, 267, 268, 269, 270, 271, 272, 273, 274, 275, 276, 277, 278, 279, 280, 281, 282, 283, 284, 285, 286, 287, 288, 289, 290, 291, 292, 293, 294, 295, 296, 297, 298, 299, 300, 301, 302, 303, 304, 305, 306, 307, 308, 309, 310, 311, 312, 313, 314, 315, 316, 317, 318, 319, 320, 321, 322, 323, 324, 325, 326, 327, 328, 329, 330, 331, 332, 333, 334, 335, 336, 337, 338, 339, 340, 341, 342, 343, 344, 345, 346, 347, 348, 349, 350, 351, 352, 353, 354, 355, 356, 357, 358, 359, 360, 361, 362, 363, 364, 365, 366, 367, 368, 369, 370, 371, 372, 373, 374, 375, 376, 377, 378, 379, 380, 381, 382, 383, 384, 385, 386, 387, 388, 389, 390, 391, 392, 393, 394, 395, 396, 397, 398, 399, 400, 401, 402, 403, 404, 405, 406, 407, 408, 409, 410, 411, 412, 413, 414, 415, 416, 417, 418, 419, 420, 421, 422, 423, 424, 425, 426, 427, 428, 429, 430, 431, 432, 433, 434, 435, 436, 437, 438, 439, 440, 441, 442, 443, 444, 445, 446, 447, 448, 449, 450, 451, 452, 453, 454, 455, 456, 457, 458, 459, 460, 461, 462, 463, 464, 465, 466, 467, 468, 469, 470, 471, 472, 473, 474, 475, 476, 477, 478, 479, 480, 481, 482, 483, 484, 485, 486, 487, 488, 489, 490, 491, 492, 493, 494, 495, 496, 497, 498, 499, 500, 501, 502, 503, 504, 505, 506, 507, 508, 509, 510, 511, 512, 513, 514, 515, 516, 517, 518, 519, 520, 521, 522, 523, 524, 525, 526, 527, 528, 529, 530, 531, 532, 533, 534, 535, 536, 537, 538, 539, 540, 541, 542, 543, 544, 545, 546, 547, 548, 549, 550, 551, 552, 553, 554, 555, 556, 557, 558, 559, 560, 561, 562, 563, 564, 565, 566, 567, 568, 569, 570, 571, 572, 573, 574, 575, 576, 577, 578, 579, 580, 581, 582, 583, 584, 585, 586, 587, 588, 589, 590, 591, 592, 593, 594, 595, 596, 597, 598, 599, 600, 601, 602, 603, 604, 605, 606, 607, 608, 609, 610, 611, 612, 613, 614, 615, 616, 617, 618, 619, 620, 621, 622, 623, 624, 625, 626, 627, 628, 629, 630, 631, 632, 633, 634, 635, 636, 637, 638, 639, 640, 641, 642, 643, 644, 645, 646, 647, 648, 649, 650, 651, 652, 653, 654, 655, 656, 657, 658, 659, 660, 661, 662, 663, 664, 665, 666, 667, 668, 669, 670, 671, 672, 673, 674, 675, 676, 677, 678, 679, 680, 681, 682, 683, 684, 685, 686, 687, 688, 689, 690, 691, 692, 693, 694, 695, 696, 697, 698, 699, 700, 701, 702, 703, 704, 705, 706, 707, 708, 709, 710, 711, 712, 713, 714, 715, 716, 717, 718, 719, 720, 721, 722, 723, 724, 725, 726, 727, 728, 729, 730, 731, 732, 733, 734, 735, 736, 737, 738, 739, 740, 741, 742, 743, 744, 745, 746, 747, 748, 749, 750, 751, 752, 753, 754, 755, 756, 757, 758, 759, 760, 761, 762, 763, 764, 765, 766, 767, 768, 769, 770, 771, 772, 773, 774, 775, 776, 777, 778, 779, 780, 781, 782, 783, 784, 785, 786, 787, 788, 789, 790, 791, 792, 793, 794, 795, 796, 797, 798, 799, 800, 801, 802, 803, 804, 805, 806, 807, 808, 809, 810, 811, 812, 813, 814, 815, 816, 817, 818, 819, 820, 821, 822, 823, 824, 825, 826, 827, 828, 829, 830, 831, 832, 833, 834, 835, 836, 837, 838, 839, 840, 841, 842, 843, 844, 845, 846, 847, 848, 849, 850, 851, 852, 853, 854, 855, 856, 857, 858, 859, 860, 861, 862, 863, 864, 865, 866, 867, 868, 869, 870, 871, 872, 873, 874, 875, 876, 877, 878, 879, 880, 881, 882, 883, 884, 885, 886, 887, 888, 889, 890, 891, 892, 893, 894, 895, 896, 897, 898, 899, 900, 901, 902, 903, 904, 905, 906, 907, 908, 909, 910, 911, 912, 913, 914, 915, 916, 917, 918, 919, 920, 921, 922, 923, 924, 925, 926, 927, 928, 929, 930, 931, 932, 933, 934, 935, 936, 937, 938, 939, 940, 941, 942, 943, 944, 945, 946, 947, 948, 949, 950, 951, 952, 953, 954, 955, 956, 957, 958, 959, 960, 961, 962, 963, 964, 965, 966, 967, 968, 969, 970, 971, 972, 973, 974, 975, 976, 977, 978, 979, 980, 981, 982, 983, 984, 985, 986, 987, 988, 989, 990, 991, 992, 993, 994, 995, 996, 997, 998, 999, 1000

(۵۸۶) نیرودار کے قلم سے بچنے کے لئے نہایت مجبوری میں صوفی رقم سے مطالبہ کیا گیا:

سوال: فیروز علی مرگاہ سے تہمت لکھوانے پر دھمکیاں دیا گیا، اس پر سب سے پہلے اس نے اس کے والد پر چھینکی اور چکا اور

حاکم ہے عرضی کرتا ہے، چنانچہ ان خبردار کے ہاں کھیتوں، اداری قرقی کرتا ہے، اور حوالا دے گئی بھیجتے ہے، اور چنانچہ اس صورت میں اگر خبردار اور یہ صاحبکار سے مجبور کی کو قرض لے کر ہر کار کی رہا یہ کھیتوں دار کے عوض کاوا کرے گا، اور پھر جب اس کے پاس ہو جاوے گا تو مع سوار کے کو قرض کرے گا، کیونکہ اگر ایسا نہ کرے تو نقصان (حقوق) سے غریبی جاوے گا، اور چنانچہ اگر قرقی ہو جاوے تو یہ جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب :** اگر فیروز دارا ہے جس سے دے سکتے ہو اور پھر بھی اسے سواری کے گرو یا پتا نہ ملے گا اور نہ سواری

اب عمر و کہتا ہے کہ میں ہرگز کسی سے سود لینا پسند نہیں کرتا، مگر ضرورت یا مجبوری کی حالت میں، ظاہر میں سود کا بیانہ کر کے، اپنا مال مغصوب وصول کرنا چاہتا ہے، جب دفع ظلم کے واسطے جھوٹ کا بولنا بضرورت جائز ہے، تو اسی طرح یہ صورت بھی جائز ہونا چاہئے، یا کوئی فرق دونوں صورتوں میں معلوم ہو۔

جواب: اگر کوئی شخص اپنے مال مغصوب کے عوض بنام نہاد سود کے، روپیہ وصول کر لیوے، تو درست ہے۔ فقط (مجموعہ فرخ آباد ص ۳۶، ۳۷)

(۵۸۸) مسلمانوں کیلئے شراب کی قیمت حرام ہے: سوال: شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ مسلمان اگر

شراب بیچ کر، اس کی قیمت سے دوسرے مسلمان کا قرض ادا کرے، تو قرض خواہ کو اس مال کا لینا درست نہیں۔

یہاں ایک سوال تو یہ ہے کہ اگر قرض خواہ کو اس کے سوا اور مال نہ ملے، تو وہی مال لے لے، یا صبر کرے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جس کا اکثر مال یا کل مال کسب حرام سے حاصل ہوا ہے، اس سے اپنے مال کی قیمت، یا مزدوری کی اجرت یا نوکری کی تنخواہ لینا جائز ہے، یا نہیں؟ شراب کے مسئلہ سے یہ صورتیں بھی ناجائز معلوم ہوتی ہیں، مگر ان صورتوں کے ناجائز ہونے میں حرج عظیم ہے۔

جواب: شراب کی قیمت مسلمان کے حق میں حرام ہے، اگر وصول نہ ہو..... سے لینا درست نہیں، صبر کرے، اور مال حرام والے کی غیافت و اجرت درست نہیں، اگر حرج ہے تو ہو، مسئلہ نہیں بدلتا۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۵، ۳۷)

(۵۸۹) طوائف اور سود خور کی دعوت قبول کرنی، ان سے اجرت لینی: دعوت کا کھانا رٹڈی اور سود

خوار کا حرام ہے، اور اجرت تعلیم حرام مال سے جائز نہیں، خواہ رٹڈی ہو یا کوئی ہو، البتہ اگر حلال مال سے دیوے، درست ہے۔ (مجموعہ کلاں ص ۲۹)

# احکام الاراضی

[عشر اور متعلقہ مباحث و مسائل]

(۵۹۰) عشر کیا ہے اور یہ فرض ہے یا واجب؟ عشر کس کو آتے ہیں شرع شریف میں، یہ فرض ہے یا

واجب ہے، یا مستحب؟

جواب: عشر کھیتی اور پھل کی پیداوار سے دسواں حصہ یا مسموایا حصہ دینا ہے اور وہ فرض ہے، مثل زکوٰۃ۔

واللہ اعلم

(فتویٰ د. قادی عشر مشمول فیض رشید، طبع اول میرٹھ۔ ۱۳۱۰ھ میں ۲۰۰)

(۵۹۱) عشری زمین کون سی ہے جس پر عشر واجب ہوتا ہے؟ سوال: زمین عشری کون سی ہوتی

ہے، جس پر عشر واجب ہوتا ہے، جو زمین وراثت قبضہ میں آئی اور اس کی کیفیت سابقہ معلوم نہیں، کہ عشری تھی یا خراجی، اب اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو زمین مسلمان کے قبضہ میں چلی آتی ہے، وہ عشری ہوتی، جب تک تحقیق نہ ہو کہ اول میں خراجی

تھی۔ لہذا سب ملکات مسلمانوں کے عشری ہیں۔ فقط، واللہ اعلم

(فتویٰ ۲۔ قادی عشر۔ مشمول فیض رشید یہ ص ۲)

(۵۹۲) ہندوستان کی زمین عشری ہیں؟ سوال: اس زمانہ میں جو زمین مسلمانوں کی ہے، وہ بھی

عشری ہے، یا نہیں، اور عشری زمین کی کیا صفت ہے؟

جواب: مسلمانوں کی ملک زمین عشری ہوتی ہیں، عشری وہ زمین ہے، جس میں دسواں حصہ بارانی میں اور

مسموایا حصہ پہنچ کی پیداوار سے دیا جاوے، اور بیان اس کا کہ عشری کس طرح ہو، ہر ایک کے سمجھ کا مسئلہ نہیں۔ اس کی تحریر کی حاجت نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی غفری عنہ

(فتویٰ متحدہ بہت خاص)

(۵۹۳) ہندوستان کی زمین عشری ہیں یا خراجی، نیز غلہ میں سوال: کھیت کٹوانے میں ہر دوری کٹوائی

اسی غلہ میں سے دینا، اور بعد دماہی وغیرہ کے اسی غلہ کا عشر دینا اور جس قدر مزدور کو دیا ہے،

سے عشر کا حساب کئے بغیر مزدوروں کو غلہ دینا، کیسا ہے؟ اور اراضی ہندوستان عشری ہیں یا خراجی، مینواتو جروا!

جواب: کائناتی کی مزدوری اس سے دینا بھی عادت ہے، تاہنا نثر ہے۔ البتہ اگر اجرت مقرر ہو جائے۔

اور اراضی بعد ازیں کی بعض خوراجی اور بعض مشنری ہیں مگر جو اراضی قدیم سے اہل اسلام کے پاس ہیں، وہ مشنری قرار دی جا رہی ہیں اور جو ایسی ہیں کہ کسی کافر سے مسلمانوں نے خرید لی ہیں، وہ خوراجی ہوں گی، دوسرے حال جس کا کچھ حال معلوم نہیں ہے، مسلمانوں کا، کتبہ مشنری ہوں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ اعلم

کتب الراجعی دینت برہہ رشید احمد گنگوہی عظمیٰ مدنی

(۵۹۳) ہندوستان کی دہمیں عشری ہیں یا ختمی؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و محدثین؟

۔ کہ راضی بنندو حجاب فیہ کا بعض معاف ہیں، اور بعض پر سرکاری محصول ہے تو اس میں سے کون ادا کرتے ہوئے نہ ہوں

عشری، دسب فراہمی؟ دسب صورت فراہمی حصول سرکاری دینا، قائم مقام فراہمی کے ساتھ دسب گاہ کیا ہیں؟

جواب : ہندوستان کی نہ تین یوں مقید اہل اسلام ہیں، جس حال میں معلوم ہے کہ کس طرح مسلمان کے قبضہ میں آئی، اس پر تو اس قسم کا حکم ہوگا، مثلاً اگر عطاہ سلطانی ہے تو عسری ہے اور اگر کسی کافر سے خریدی ہے تو خراجی ہے۔ مسند نبی ص ۱۰۸ و صفحہ ۱۰۹۔

عمرائے مہم کا حال معلوم نہیں تھا، وہ عشری ہو گئی، یہی امر وہ عشری ہے جو محمولہ ہر کاری سے عشری ہو گئی ہے۔ کیونکہ ہر کاری

اس پہلے مشرق میں رہے ہیں، ابداء، کائنات زمین کو پھوہ اس کا مشرق اور کرنا ہے۔ اور اگر غلامی ہے تو سرکار اگر اس کو غلام

کے لوگ یہ غرض کرتے ہیں تو خراج ادا ہو جاتا ہے اور نہ مالکان پر بھروسہ خراج دینا آوے گا مگر میں نے سنا ہے کہ اس محصول کو

اشریخ فوق پر فرق کرتے ہیں، اُتر یہ دعویٰ بھی ہے کہ قرآن سے مالک پر ہی ہویہ ہے گا۔ فقط، اور اللہ تعالیٰ اعلم

رشیو احمد مکتوبی تعلیمی (نسخہ اسرار) ۱۳۲۵ھ

1

(۵۹۵) بھائی کی صحبت میں عشاء تک کھڑے رہنا چاہیے یا لے کر؟ سوال: زمیندار۔

اپنے کا اس بار بھی ٹھنڈ کا ٹھیکہ کسی شخص کو دے دیا، اس نے کاشمیر سے بنائی ہوئی محالہ کیا تو اس صورت میں عشرہ فیر

کس سے؟ اور کون؟ اور کیا انھیں اور کیا کا شکوک ہے؟



**جواب:** جو زمین کہ مالک نے دوسرے شخص کو زراعت پر دی، اس طرح کہ زمین اس شخص کی اور باقی خرچ دوسرے شخص کا، اور جو کچھ پیدا ہوئے، باہم تقسیم ہو کسی حصہ معینہ پر، اس کو زراعت بولتے ہیں، ٹھیکہ نہیں کہتے۔ اس صورت میں عشر و خراج حسب حصہ ہوگا۔

اگر اجارہ پر دی ہے اور اس کو بندی میں ٹھیکہ کہتے ہیں تو اس کی یہ صورت ہے کہ مالک زمین نے دوسرے شخص کو زمین دیدی، اور اس کا محصول مقرر کر دیا، کہ ہم تجھ سے اس قدر لیں گے، خواہ نقد روپیہ ہو، خواہ غلہ۔ تو بس اس زمین کے منافع ملک اس شخص کے ہو گئے، اور مالک زمین یہ محصول معین اس سے لے لے گا، خواہ اس میں کاشت کرے، یا نہ کرے، اس میں کچھ پیدا ہو یا نہ ہو۔ ایسی صورت میں اختلاف ہے کہ عشر کون دے گا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک مالک زمین کا دے گا، اس اجرت کا حصہ کہ اس نے دوسرے شخص سے عوض زمین کے لی ہے، اور صاحبین کے نزدیک دوسرا شخص۔ اور اکثر کتابوں میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ رام پور ص ۵۰۴)

**(۵۹۶) مشترک زمین کا عشر کون دے گا؟ سوال:** زید و عمرو کی ملکیت میں سچھ مشترک زمین تھی،

زید نے اپنے حصہ کا ٹھیکہ عمر کو دے دیا، یا عمرو نے اپنے حصہ (کا) اور نیز اس کے حصہ میں، خود زراعت کی، تو ان دونوں کا عشر وغیرہ دونوں پر واجب ہوگا، یا صرف عمرو پر؟

**جواب:** تیسرے مسئلہ کا جواب، اوپر کے مسئلہ کے جواب سے ظاہر ہے، کہ ایک شریک اپنے حصہ کا تمام عشر دے گا اور دوسرے شریک کے زمین کا اگر اجارہ لیا ہے، تو اختلافی مسئلہ ہے اور جو زراعت پر دیا ہے، تو شریک کے حصہ میں حصہ رسد دے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

**(۵۹۷) کیا کافروں سے خریدی گئی زمین خرابی ہے؟ سوال:** جو زمین کفار سے خریدی

جاوے، اس پر بھی عشر آتا ہے، یا نہیں؟

**جواب:** جو زمین کفار سے خریدی کی، وہ خرابی ہوگی، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک فقط

(جوابات سوالات عشر جواب سوال ۳ مشمولہ فیوض رشیدیہ طبع اول)

**(۵۹۸) عشر کی ادائیگی کس کے ذمہ ہے؟ سوال:** عشر مذکور مالک زمین کے ہے یا مزارع پر یا دونوں پر؟

**جواب:** جو مالک پیداوار کا ہے وہ عشر دے گا خواہ کوئی ہو، اگر مالک نے بنائی کی، تو اپنے حصہ سے دیوے گا۔

کاشتکار اگر مسلمان ہے، وہ اپنے حصہ سے دیوے گا۔ (جواب سوالات عشر، جواب سوال ۵، مشمولہ فیوض رشیدیہ ص ۵۰۷)

(۵۹۹) عشر کل پیداوار پر ہے یا خرچہ نکال کر باقی ماندہ پر؟  
جو شخص زمین کو کاشت کرے اور اس کے پونے پر جو صرف ہو، مثل قہر ری کے ممالکوں کو یا جو عشر زمین اس شخص کے کل پیداوار پر آئے گا، یہ بعد منہ سے غری قہر ری یا غیرہ کے ساتھ ہوگا؟

جواب: عشر کل پیداوار پر ہوگا صرف نکالنے سے پہلے۔ فقط  
(حوالہ دار، جواب سوال نمبر ۵۹۸)  
(۶۰۰) عشر کے مصارف کیا ہیں اور اس کا کدہ سے کدہ زمین کی تنخواہ میں خرچ کرنا، کیسا ہے؟  
سوال: مصارف عشر کے کون ہیں، اگر عشر درہم یا ساسہ میں دیا چاہے اور منقسم اس کو چھو اوروں زمین میں صرف کر لے جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: عشر کا مصرف عمل زکوٰۃ ہے فقراء اور مساکین، مگر تنخواہ زمین میں صرف درست نہیں، سادہ طلبہ اور غریب خوراک کے واسطے نہ کرے، کدہ زمین پر تو درست ہے۔  
(حوالہ دار، جواب سوال نمبر ۵۹۹)  
(۶۰۱) مقروض اور شائع کدہ بھی عشر ہے یا نہیں؟ سوال: مقروض یا شائع کے اور عشر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: مقروض اور شائع پر عشر واجب ہے۔ فقط  
(حوالہ دار، جواب سوال نمبر ۵۹۸)  
(۶۰۲) کیا کافر مالکوں کو لگان دینے سے عشر ساقط ہو جاتا ہے؟ سوال: اگر کفار تمام اہل لگان بلو عشر کے وصول کرے، یعنی کل پیداوار میں سے نہ لگے وصول کرے، اس صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا یا نہیں؟  
جواب: کدہ کے لینے سے عشر ساقط نہیں ہوتا۔ فقط  
(حوالہ دار، جواب سوال نمبر ۶۰۱)

(۶۰۳) کیل لگائی گئی اور کدہ لگائی گئی؟ سوال: حکام کفار یا اہل اسلام جو مال کدہ لگائی کے طور سے وصول کرتے ہیں، تو ان کے کدہ سے عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر ساقط نہیں ہوتا تو جسے زمین پر ہذا منہ فی مال کدہ لگائی کے ساتھ عشر ہوتا ہے یا کل پیداوار پر؟  
جواب: کدہ کے مال کدہ لگائی لینے سے عشر ساقط نہیں ہوتا، مجموعہ پیداوار سے عشر یا نصف عشر دینا ہوگا۔  
(حوالہ دار، جواب سوال نمبر ۶۰۲)

(۶۰۴) باش اور کنویں سے سنبھالی کی جانے والی زمین پر عشر ہے یا نہیں؟ سوال: زمین ہوائی، چھری پر عشر مسابہ یا غیر مسابہ، اور کنویں زمین پر عشر معاف ہے؟

جواب : بارہوی پر کمال عشر ہوگا جس میں پانی دینے کا شرف و نعمت ہوتی ہے اس میں نصف شکر ہے اور سب کا واسطہ عام۔

رشد و نمو نکلوی مر

### مسائل عشر کے مذکورہ جوابات پر علماء کرام کی تصدیق

یہ جواب درست ہے۔ احمدی علی غفرلہ درود میں یہ ہے۔

الحب مصیب الحمد عشر الحمد الحمد من۔ جوابات صحیحہ طبعیہ احمدی من۔

الحب من صحیحہ وندہ محمد علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

یہ جوابات مسائل (عشر) درست ہیں۔ محمد علی علی غفرلہ درود میں یہ ہے۔

جواب صحیحہ من صحیحہ احمدی علی من۔ جواب صحیحہ احمدی علی من۔

الحب مصیب الحمد عشر الحمد الحمد من۔ جوابات صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

یہ جواب صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

الأحویة کلها صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

(محمد اسماعیل قصاری ۱۳ شوال ۱۳۹۹ھ)

الأحویة کلها صحیحہ معتبرہ فقیر محمد حسین کریم آباد ۱۹۹۹ھ

الآن هذا الجواب هو الصحيح والصواب والله اعلم والله الموفق والمصاب الحمد لله

محمد عبد الحمید پانی پتی۔ ۱۹۹۰ھ هذه الأحویة کلها صحیحہ لاشک فیها الحمد مراد علی من صحیحہ احمدی علی من صحیحہ احمدی علی من۔

الجواب صحیح والمحب مصیب الحمد عشر الحمد الحمد من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

أصاب من أحاب الحمد مراد علی من الجواب صحیح والمراد صحیح، بقوله العاشر الحمد مراد جواب

۱۳۰۰ھ عشر عشریت رسول ۱۳۰۰ھ۔ الحمد فی التکلیف ثم قتی۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

الجواب صحیح الحمد مراد مراد علی من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

درود مراد مراد جواب صحیح ہے سید محمد تقی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

هذا الجواب صحیح، فقیر محمد علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

أرض الإجازة ففی وحبها علی المأجور والمستاجر، قولان، الأول قول الإمام، والثانی قولهما وقد فیّی بهما، والله تعالی اعلم.

کتاب الحمد مراد مراد علی من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔

الأحویة حق المقبح بدل لادراک علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔ من صحیحہ احمدی علی من۔



(۶۰۹) حکام کے ظلم کی وجہ سے عشر ساقط نہیں ہوتا؟ سوال: یہ تو مصر میں مسلمانوں

ملک زمین عشری ہوتی ہیں انہیں یہ معلوم نہیں کہ اس ملک میں جو زمین مسلمانوں ملک میں ہیں اور مسلمان اپنی ملک جانتے ہیں اور حاکمی حاکم وقت کو دیتے ہیں، ایسی زمینوں میں بھی عشر فرض ہے، یا نہیں؟

اور یہ سوال حصہ جو بیخجائی پیداوار میں دیا جاتا ہے، بیخجائی سے کیا مراد ہے، مثلاً جو پانی بہت سے دیوانوں یا حبسوں سے دیا جاتا ہے، وہ مراد ہے، یہ جو نمبر سے دیا جاتا ہے بارانی سے مل (۱) کہو، اگر دیا جاتا ہے، وہ بھی بیخجائی میں ہے؟

جواب: مسلمانوں کی زمین یہاں کے لئے عشری ہیں، اور حاکمی ظلم کرتا رہا ہے، اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا۔ رست میں بھی قس، مزدور کا خرچ پڑتا ہے، رستہ میں بھی دینا پڑتا ہے، محض باران میں عشر ساقط ہے۔

(۱) انہی زمینوں سے مراد ہے

## اراضی کے متفرق احکام و مسائل

(۶۱۰) کسی والی ریاست کی دی ہوئی زمین کی شرعی حیثیت؟ جواب مسئلہ: اگر وہ ان میں سے ہو، اور ان

قابض و متملك متغلب ہو گیا تھا، تو سب زمین افق و غیر منموک اس کی ہیں، مثلاً امریکہ، وہ متغلب ملک ہے، تو جب اس ارض موات کے انبیاء کی اجازت اس نے کسی کو دی، خواہ کسی کے نام سے دی، مگر جو حقیقی ارض ہے، وہی مالک ہے، کوئی بھی شریک اس کا نہیں، اگرچہ دفتر میں کسی کا نام درج ہو، مگر یہ صورت بیان ملک میں ہو، پھر کی معلوم نہیں ہوتی، بلکہ نواب جو بیورو کی سلطان سے جائے، اس ملک محدود کی ملی ہے، تو اس صورت میں نواب مالک تمام ارض متعلقہ کا ہو، نواب درخواست دینے والا طالب حتمک نواب سے ہے، پس یہ تجویز بہت بدو ہے گا۔ پس اگر وہ برادر نے اجازت دی تھی اور اس نے حسب اجازت ان کے طلب کیا اور اس نے ہر سہ کے نام پر دیا، تو ہر سہ کے نام پر بہ ہوا، اور وکیل اپنا فیصل اور وکیل تھا، اس نے قبول قبض کیا، تو بسبب مشاع ہونے کے، فساد و بہت تو عندالزمانہ ہے، مگر ملک فی سہ بھی ہے۔

پس جب دونوں برادر نے ترک کیا اور کہہ دیا کہ ہم کو جنت نہیں، اور ایک کے پاس چھوڑ دیا، یہ بھی ان کی طرف سے بہت ہی ہے۔ لفظ بہت کا ضرور نہیں، جیسب قہر تھو، ویسے ہی ملک اس واحد کی ہے، اور ان دونوں کی ملک سے خارج ہو گیا۔ یہ بھی دونوں لفظ کے تعاطی سے ہو جاتا ہے، پس اب بعد موت دو برادر کے، اولاد کا دعویٰ باقی ہے، اور جو بہت ان احداث و برادر کے

(۱) انہی زمینوں سے مراد ہے وہاں جو زمینیں ملی ہیں، ان سے مستقل ہیں، ان سے مل جاتی ہے، ان سے مل جاتی ہے



(1970-1980)

(۶۱۱) ایک دہائی حکومت کی طرف سے عطا کی ہوئی زمین کا حکم؟ سوال: فریڈ کو ایک دہ پارے

[illegible]

بعد اس کے اس سرکاری حادثہ کا وجہ بات چیل کی رہی، کہ وہ چار برس کے لئے وہاں ٹین چھوڑ دیا کرتے، اور نہ ہی ٹین کو سنبھالنے کے لئے کسی بھی شخص کو اجازت دیتے۔ آخر کار یہ بات ہوئی کہ ان دنوں یہ ٹینوں میں سے بعد اقبال ایک چھٹی لگا کر اس کے آگے اور پیچھے سے ٹکراتے ہیں۔

[illegible]

مجلس شورای اسلامی

1992, 1993, 1994, 1995, 1996, 1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 26

(۶۴) ہندوستان میں ذمین کے مالک مان رہے بعض مغلوں ہیں: سوال: مسلمان یا کافر و مشرک

۱۰۔ بطور مسخرہ جواب دے رہے تھے جس کا مطلب کوہِ نر جو کہ کھڑے ہوئے تھے۔



یادہ خرچ جو اس ناش میں درج ہوا اور ہر وہ چیز جو انعام کی طرح، بیادوں یا دوسرے سرکاری کام کرنے والوں کو ادا کیے جاتے ہیں، اس حکم میں درج نہیں ہونے والے ہیں۔ اگر فقط خزانہ کی ناش کی جائے، دو آئینہ کا معمولی نقصان ہوتا ہے اور جب سود کے لفظ کے ساتھ ناش کی جاتی ہے، تو اس کی ڈگری دلا دی جاتی ہے۔

اس صورت میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں، اس رقم کی ناش کرنے اور اس کو سود کے نام سے وصول کرنے کے سلسلہ میں کیوں کہ اگر یہ سود نہ لیا جائے، تو ظاہری نقصان ہوتا ہے، تو اس رقم کے لینے کے متعلق، کیا حکم ہوتا ہے؟

ایوب (۱) جو کہ حکم وقت باوجود معاہدے ہونے کے نہیں دلاتے اور دوسرے اس کو خوشامد کے طور پر، زمین لینے یا کسی اور کام کے لئے، یا زمین کے مالک کو خوش کرنے کے لئے، ایک روپیہ یا دو آئینہ کی رعایا کے کسی شخص یا کسی حکم کو دیتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

معلوم ہوا اس ضلع میں وہاں بکثرت پھیل چکا ہوا ہے، اس واسطے جواز پر فتویٰ کیا جاتا ہے۔ ہو اہل التقویٰ و اہل المعصرة تو اور چیز اس دیار میں ظاہر ہو کہ چھوڑ دیں، تو بڑے ذہبے نصیب تیں؟

الجواب: بعد سلام مسنون مطابق کریں، مالک زمین نے کا شکار کو اپنی زمین کرایہ پر دی اور ایک روپیہ فی بیٹھ مقرر کیا، اور دو آئینہ کا ہر بیٹھ خرچ کے فی بیٹھ مقرر کئے، اور ایک آئینہ بوجہ ایوب کے مثلاً مقرر کیا، فی بیٹھ پر، تو یہ سب جمع ہو کر فی بیٹھ ایک روپیہ تین آئینہ ہوا، اگرچہ تفریق کر کے جدا جدا نام لکھا گیا، مگر یہ مجموعہ کرایہ کہا جائیگا۔

سو جب کا شکار کرنے یہ قبول کر لیا، تو فی بیٹھ ایک روپیہ تین آئینہ مثلاً اس پر کرایہ مقرر ہوا، اور اس کا لینا مالک زمین کو جائز ہوا اور حق اس کا ٹھہرایا، اگرچہ کاغذ میں ایک روپیہ ہی لکھا گیا۔ پس ہر گاؤں کا شکار نے ایک روپیہ دیا اور تین آئینہ یا دو آئینہ دیا، تو اس نے غلط کر لیا اور حق مالک کا غصب کیا، اب مالک اس سے اپنی فیمائش کر کے لیوے، اگر نہ دے تو ناش کر کے لیوے۔

سود کے نام سے ناش کرنا، اپنے حق شرعی کے وصول کے واسطے، ناجاری کو درست ہے، یہ واقع میں سود نہیں اور سود کے نام رکھنے سے سود نہیں ہوتا، پس سود کے نام سے ناش کر کے لینا درست ہے، اور جو خرچہ پڑے گا وہ بھی کا شکار سے مینا درست ہے۔ کہ کا شکار نے ہی نہ دے کر، ناش کی طرف مالک کو مضطر کیا ہے اور زیر بار خرچہ کا کیا۔ مالک اس کے تاوان کو کا شکار سے لے گا، تاہم یہ درست ہے اگرچہ حکم اس دو آئینہ کو اور ایوب کے خرچ کو منع کرے، تاہم مالک مقرر کر سکتا ہے

(۱) یادہ: اور یہ بیٹھ، مالک کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ زمینداروں سے وصول کیا جائے۔ نورالافتاح مولوی نور الحسن نے کا شکار میں ۳۳۰ جلد ۱، (۱) ص ۱۰۹۹، (۲) ص ۱۰۹۹

اور لے سکتا ہے۔ مالک کو اختیار ہے جس قدر کرایہ چاہے لیوے، اس میں حاکم کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ ہکدا استفاد میں الکتب، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۷۴ تا ۱۷۵)

(۶۱۵) رعایا کے لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اس کی سوال: رعایا لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اور اور زمیندار کے بعض نذرانوں کی شرعی حیثیت؟ اس کی مزدوری نہیں دی جاتی، اور اسی طرح جو

ان کے یہاں لڑکے کی شادی ہو، تو مبلغ دو روپیہ زمیندار لیتا ہے، گویا کرایہ مکان ہی سمجھا جاتا ہے، یہ جائز ہے، یا نہیں؟ جواب: اس کو بحساب کرایہ اگر بحرالیوے تو درست ہے، اگرچہ مجہول ہے، مگر بحسب عرف، بمذہب بعض

علماء کے درست ہے۔ فقط

(بدست خاص سوال ۸۵)

(۶۱۶) کھیتی کے شرکاء نے اگر کسی زیادتی طے کر لی تو کیا یہ شرکت صحیح ہے؟ سوال: کھیتی میں

دو شریک ہیں، ایک کے تین حصہ اور ایک ایک حصہ کا، اور یہ بھی اقرار ٹھہرا لیا کہ گھاس مثلاً چری و خود یعنی ہرے جو یا گیہوں میں حصہ والا، اپنے حصہ سے زائد لے گا اور ایک حصہ والا کم، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: اگر کسی زیادتی معین ہو تو جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۷)

(۶۱۷) خود رو گھاس پر پابندی یا محصول لگانا صحیح نہیں: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و

مفتیان شرع متین، اندر اس مسئلہ کے: کہ گھاس اور پولہ اور سوختہ اندر جنگلات کے خود رو جو پیدا ہوتے ہیں، حاکم وقت یا زمین دار، چرانا نرگاوان اور سوختہ اور پولہ (۱) اور بیٹہ (۲) کا جو محصول لیتے ہیں، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ مفصل جواب مع حوالہ کتاب شریف ارقام فرماویں۔ اور بر تقدیر اگر کوئی جنگلات خود رو سے، ڈڈ دی [چوری] کر لاوے، شرعاً ماخوذ ہوگا، یا نہیں؟ بینو اتو جروا!!

جواب: گھاس اور پولہ وغیرہ جنگل غیر مملوک کا، سب لوگوں کی ملک ہے، جس کو حاجت ہووے لیوے۔

پس اس کو روکنا اور اس پر محصول لینا شرعاً درست نہیں، البتہ مملوک زمین کا درخت اور بیٹہ (۲) ملک مالک کی ہوتی ہے اور گھاس اور پولہ جس کو جانور کھاتے ہیں، مملوک زمین کا بھی، ملک میں مالک زمین کے نہیں ہوتا۔ قال فی

الدر المختار:

[نور]

(۱) گھاس کا منہا۔ کانس یا چھپر کے پھوس کا گندا۔ نور اللغات ص: ۱۳۵ جلد: دوم۔

[نور]

(۲) بیٹہ (باکسر) یا بے معروف۔ سبھوں یا نرگوں کا منہا۔ نور اللغات ص: ۷۸۱ جلد: اول۔

واریع) المصر علی ای الکلاء، وإحارنہا، أما بطلان بیعہا فلعدہ الملک لحدیث: الناس شرکاء فی ثلاث فی الماء، و الکلاء و النار. (۱)  
و فی رد المحتار و الحنفی فی ملک رجل لیس لاحد، ان یحتطبہ بعبیر ادنہ و ان کان فی عبیر ملک فلا بأس بہ (۲)

پس اگر کوئی جنگل غیر مملوک سے، بغیر اذن کے یوں تو شرعاً سناؤ نہیں، مگر ایسا کام نہ کرے، کہ خواہ مخواہ قاعدہ حکام میں مداخلت ہو کر ذیل ہو۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ ۱ ص ۱۵۹)

نہجہ انسانی رحمتہ رب رشیدہ ہمدرد گویا علیٰ عند

(۶۱۸) خور و گھاس، خشک لکڑی اور بینڈ کس کی ملکیت ہے؟ سوال: مولانا مولوی محمد قاسم

صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں: ”یہ وہ بیعہ مخرور و نیدہ ملک سے نیست“ اس میں لکڑی و درخت جو خور و نیدہ اور بینڈ سرچو لکھی شامل ہیں، یا وہ خشکی ہیں، یعنی وہ بھی ملک زمین و آب ہوتے ہیں، یا نہیں؟

جواب: ”یہ وہ (۳۱) (حکاس) خور و نیدہ کسی کی ملک نہیں، مگر بیعہ مخرور و نیدہ مملوک زمین کی، مملوک زمین واسطی ہوتی ہے اور بینڈ بھی ملک زمین کی ہوتی ہے، فقط

(بدست ناس ص ۲۴)

(۶۱۹) موروثی کاشتکاری کے ناجائز ہونے کی تحقیق: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاکم ان وقت نے ایک حق کاشت کار کا قانونی قائم کر رکھا ہے، و حق یہ ہے کہ جس کاشتکار نے زمین ملکیت کسی زمین دار کی، حصہ بارہ برس تک، بتواتر کسی لگان پر کاشت کر لی، وہ کاشتکار موروثی مقرر ہو گیا، اس کو جو بھی کسی قانونی فعل کے بغیر اس اراضی سے بے دخل نہیں کر سکتا، اور نہ بلا تائید عدالت پانچ لگان کا اضافہ کر سکتا ہے، اگرچہ وہ زمین ایسی کامل ہو کہ اگر وہ کاشتکار اس زمین و چھوڑے، تو وہ زمین اور کاشتکار غیر موروثی، اس لگان مقررہ موروثی سے وہ چند جگہ سے چند پر بخوشی زمیندار سے یوں، اور اس کاشتکار کو قانوناً یہ استحقاق بھی حاصل ہے، کہ اپنی طرف سے بلا رضا مندی، ملک زمین، دوم اس کاشتکار کو اس لگان سے جو زمیندار کو خود دیتا ہے، دو چند اور سہ چند لگان دیکر، وہ منافع جو زیادہ لگان پر زمین دی ہے، اپنے قبضہ تصرف میں لاوے، اور زمیندار کو بچہ حکم وقت و پابندی قانون، پانچ و مزنی نہیں کر سکتا، اور دل سے اس کاشت کار کی کاشت اور منافع اس کا بخت اسے نا عوار ہے۔

ترجمہ: مظہر فی مسئلہ الحصل ص ۲۵ ح ۲۰ عکس مجاہد ۱۳۳۳ھ، نیز الدر المختار مع الشامی ص ۶۶ جلد ۱۰، والفکر بیروت ۱۳۹۶ھ، نیز الدر المختار مع الشامی ح ۳ ص ۱۱۰ مظہر فی مسئلہ الحصل (۱۰)

(۲) شامی نسخہ ہندی ص ۲۸۳ ح ۵۰ مجاہد دہلی ۱۳۵۳ھ، نیز رد المحتار و فصل التبرع، ص ۴۴۰ ح ۶، والفکر بیروت ۱۳۸۹ھ (۱۰)

۱۰۰۰ سال آتش کا دھماکہ لکھنؤ میں جس کی تصویر



Figure 1. The effect of the concentration of the  $\text{H}_2\text{O}_2$  solution on the amount of the released  $\text{H}_2\text{O}_2$  from the  $\text{H}_2\text{O}_2$ -loaded hydrogel.

**الاجواب :** حق مورثه ميراثي وافي ششمايي نيست و بعد از تقاضي بايد به صاحبخانه برگرداند

ان کے لئے یہ سب باتیں چھوڑ کر، ان کے پاس جاکر ان کے دل میں رہیں، ان کے دل سے بات کریں۔

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث في جامعة القاهرة

*Journal of Management Education* 30(6)p.789-804

...the ...

1. *Chlorophyll a* (Chl *a*) is the primary photosynthetic pigment in most plants and algae. It is a green pigment that absorbs light energy in the blue and red regions of the visible spectrum.

بسم الله الرحمن الرحيم

فإن العلامة الشافعي يقول: من المصلحة ما هو من مصلحة الدين، أو من مصلحة الدنيا، أو من مصلحة الآخرة.

الأرض هي قشرة الأرض والغطاء المحيط بها من المياه والغازات.

مزارعة فذلك على المزارعة ولصاحب الأرض أن يقاتل المزارعة بملكه المملوك في

هو معارف أهل المدينة. الصف أو الرابع أو ما شهد ذلك من فروع العلوم.

طریقہ شافعی کے فقہاء نے بھی کہہ دیا ہے کہ وہاں کیا امر نہ ہو تو اس وقت تک کہ وہاں کوئی ایسا حکم نہ آئے جس سے ان کے خلاف ہو۔

پایانِ محرم و جشنِ ایامِ کربلا

ان کو وہی مکتبہ کتب خانہ اور پرائمری اسکول کے ذریعے فراہم کیا جائے گا۔

ہرگز یہ قرار نہیں ہے کہ ان کے پاس کوئی خاص فن ہو۔ ان کے پاس صرف ایک فن ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے آپ سے زیادہ سمجھیں۔

پہلے سے مشہور ہوا یہ نئی فلم ان کی پہلی میں ترقی پاتی ہے۔

وهو نظير الدار المعدة للإحارة إذا سكنها إنسان فإنه يحمل على الإحارة، وكذا منها

وعلیٰ هذا أدركت مشایخ زمانی

والله الذي تظنون عبادي، وهرست علي من الله ان الارض ان كانت معدة للزراعة لتكون.

هذه عبارة فلسفية، إذ ليس فيها بيان المدة فيجب أن يكون الجواب كله لمعارض.

... ..

تاریخ: ۱۳۹۷/۰۵/۰۵



الجواب صواب بلا ارتیاب محمد اشرف علی عفی عنہ

الجواب صحیح علام رسول علی عفی عنہ

[حکیم امت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی]

[استاذ الکمل مولانا علام رسول صاحب ہزاروی]

هذا هو الحق و الحق أحق أن يتبع نور محمد عفی عنہ

السوال صحیح والجواب صحیح محمد عمر دراز عفی عنہ فتح پوری

مہتمم مدرسہ حقانی لدھیانوی [مؤلف نورانی قاعدہ]

جناب الحبیب العلام محمد حسن عفی عنہ

الجواب صحیح و التحقیق نقیح منیث الدین ساڈھوری

[نقل از رسالہ زمیندارہ بل۔ مرتبہ [مولانا] محمد متین خطیب، نائب ناظم جمعیت علماء اسلام دیوبند۔]

(کمال پرنٹنگ پریس دہلی ربیع الثانی ۱۳۶۶)

از ص ۱۹ تا ۲۲۳ تصدیقات ص ۲۴

(۶۲۰) موروٹی کاشت کاری شرعاً بے اصل ہے: سوال: جو کاشت کار بارہ سال زمین کو

کاشت کر کے، مزارعہ موروٹی ہو جاتے ہیں، تو ان کو بلا رضا زمیندار مالک کے، اس زمین کو کاشت کرنا اور وہی محصول مقررہ سابق دینا اور اس وقت جو مالک کو دوسرے مزارعہ، اس محصول سے زیادہ دیتے ہیں، اس کے موافق نہ دینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: کاشت کار موروٹی شرع میں کوئی شے نہیں، یہ سب امور ظلم ہیں۔ ہرگز بدون رضا مالک کے

کاشت کرنا، اور کم محصول دینا حلال نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس رسالہ زمیندارہ بل کے صفحہ ۱۱ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ فتویٰ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے زمانہ میں بصورت اشتہار شائع ہوا تھا، یہ مطبوعہ اشتہار دفتر جمعیت اسلام

میں محفوظ ہے۔ نیز یہ فتویٰ جواہر الفقہ تالیف مولانا مفتی محمد شفیع ص ۳۲۳ جلد دوم [مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند ۱۳۹۰ھ] میں بھی شامل ہے۔

حضرت مولانا کا یہ فتویٰ، فتاویٰ خلیلیہ (فتاویٰ مظاہر علوم) مرتبہ مولوی محمد خالد صاحب ص ۳۹۲-۳۹۳ (سبار پور ۱۴۱۷ھ) میں بھی درج ہے۔ [نور]

## دسواں باب

## کتاب الوقف

(وقف مساجد اور ان کے متعلقہ مسائل)

(۶۴۱) کیا دارالحرب میں بھی مسجد بنانے کا ثواب ملے گا؟ سوال: دارالحرب میں زید نے مسجد بنائی ہے، جس اس کو ثواب مسجد بنانے کا ہوگا، یا کہ بسبب بنانے مسجد دارالحرب میں، ثواب بنانے مسجد کا نہ ہوگا؟

جواب: ثواب مسجد کا ہوگا، اگرچہ دارالحرب میں مسجد بنائی ہو۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(نقل بقلم مولانا محمد ابراہیم عجلوہ، محفوظہ ذخیرہ خود)  
العبد رشید احمد شوبہی حنفی عنہ

(۶۴۲) جوئے میں جتنی ہوئی رقم سے مسجد بنانے کا حکم؟ سوال: زید جو اٹھیا کرتا تھا، ایک مرتبہ زید نے پانچ سو روپیہ جیت لیا، پھر جوئے سے توپکی، اور اس پانچ سو روپیہ سے زید نے تمباکو کی دوکان کرائی، اس دوکان مذکورہ سے بہت نفع ہوا، زید نے اس روپیہ کے نفع سے ایک مسجد تیار کروائی، اب اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز (ہے) یا حرام ہے، یا مکروہ ہے۔ مکروہ ہے تو کس وجہ کا ہے، جو حکم خدا، رسول کا تو تحریر فرما دیں۔

جواب: تمنا کے روپیہ سے جو نفع حاصل کیا ہے، اچھے اس سے مسجد بنائی، وہ بھی مسجد نہیں، اس میں بھی نماز مکروہ تحریمہ ہوئے، جیسا کہ پارچہ میں اے ایب درہم! بھی حرام کامل کیا تو نماز اس کی قبول نہیں ہوئی، اسی طرح جس زمین میں روپیہ حرام کا ہوگا، اس زمین میں نماز قبول نہ ہوئے گی، چنانچہ روایت پارچہ کی مشکوٰۃ سے نقل ہو چکی اور تفسیر مدارک میں لکھا ہے تحت آیات:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا ۖ  
اور جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد ضارہ۔  
(ترجمہ فتح البند)

وقبل كل مسجد بى بصال غير ذى طيب  
فهو لاحق بمسجد الضرار انتهى  
ملخصا، واللہ اعلم (۱)

اور کیا ہے جو مسجد جو مال سے تعمیر کی  
ہو وہ مسجد ضرار کے ساتھ شامل ہے۔ (ابن باز)  
(فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۳)

(۶۲۳) جس مسجد میں حرام مال خرچ ہوا ہو اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ سوال: جس مسجد

کی تعمیر میں اکثر مال حرام صرف ہوا ہو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا مکروہ اور اس مسجد کو باقی رہ جانے یا اس مسجد میں  
جائے؟ سوالات مکروہ کا جواب شافعی تحریر فرمائیں اور اپنی خیر و عافیت سے اطلاع دیں۔ حریفہ، اب نذیر حسن۔

جواب: جس مسجد میں اکثر مال حرام لگاتے ہیں اس میں نماز مکروہ تحریمیہ ہوگی۔ اس کو تو ترک کرنا چاہیے۔  
یاد دے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

(جمہور فتاویٰ ص ۳۰۳-۳۰۴)

(۶۲۴) شیعہ یا ہندو کی وقف کی ہوئی جائ نماز پر نماز پڑھنے، ان  
کے بنوائے ہوئے سائبان اور مسجد کے لیے ان کے چندہ کا حکم؟  
سوال: الف: ایک شیعہ

نے جائے نماز جامع مسجد میں وقف کر دی، اس پر نماز جائز ہے یا نہیں اور اس پر نماز پڑھنے سے ثواب نماز مسجد کا ملے گا، یا نہیں؟

اسی طرح اگر ہندو نے جائے نماز مسجد میں وقف کر دی، تو اس کا کیا حکم ہے؟

ب: اگر شیعہ یا ہندو مسجد میں سائبان بنوادے، تو اس کے سایہ میں نماز بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں، اگر شیعہ یا  
ہندو بنائے مسجد کے واسطے چندہ دیوے، تو اس کا فرش اور دوسری تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے، یا نہیں۔ دوسرے تعمیر  
سے مراد ستون و سقف مسجد ہے، جو مسجد میں داخل ہے۔ در صورت عدم جواز، حیلہ جواز ارشاد ہو۔ فقط۔

جواب: شیعہ کی جائ نماز پر جو مسجد میں اس نے دی ہے، نماز پڑھنا درست ہے، اور ثواب مسجد کا ملتا ہے۔ علی ہذا،  
اس کا روپیہ لے کر تعمیر مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور اس مسجد میں ثواب مسجد کا ملتا ہے۔ علی ہذا، کافر کا روپیہ لگاتا  
مسجد کی تعمیر میں اور اس کے فرش پر نماز پڑھنا اور اس کے سائبان کے نیچے نماز پڑھنا درست ہے، اور منقص ثواب  
مسجد کا نہیں۔ بدلیل اس کے کہ قریش کفار نے مسجد حرام کو تعمیر کیا اور فرش لگایا اور اس پر پھر عالم علیہ السلام نے نماز پڑھی

(۱) وقبل كل مسجد بى صاهاة او رياء او سعة او غرض، سوى ابتغاء وجه الله، او بصال غير ذى طيب، فهو لاحق بمسجد  
الضرار۔ (تفسیر مدارک ص ۲۶۲ ج ۱)



اور بعض اس کا فرمایا اور حنفی قریش کی بناء کے سایہ میں نماز ادا فرمائی، لہذا یہ سب امور درست ہوئے اور چھ برتن مسجد میں نہیں آئے گا۔ فقط

(فیوض رشیدیہ ص ۲۰-۲۱)

(۶۲۵) اگر ہندو اپنی زمین مسجد کیلئے دے، یا اپنے پیسے سے مسجد بنوادے؟ سوال: اگر ہندو

زمین دار اپنی زمین میں رعایا مسلمان کو اجازت بنا کر مسجد کی دیوے، یا خود اپنے روپے سے بنوادے؟ تو وہ حکم مسجد کا رکھتی ہے، یا نہیں، مینو اتوجروا فقط

**جواب:** اگر زمیندار کافر، رعایا مسلمان کو اپنی زمین میں مسجد بنانے کی اجازت دے، تو یہ معنی ہیں کہ یہ زمین تم کو دی، تم مسجد بناؤ، یا یہ بسبب اس کے کہ ہندو ہند کے، مسجد کو ثواب کا کام جانتے ہیں، خود مسجد بنا کر مسلمانوں کو دیدے، یا وقف کر دے، سب صورت میں مسجد ہو جاتی ہے اور ثواب مسجد کا اس میں ملتا ہے۔ قال فی الدر المختار:

لانه مباح بدلیل صحته من الکافر. (۱)

اس سے دریافت ہوتا ہے کہ اگر کافر ایسی شے کا وقف کرے، کہ مسلمانوں کے نزدیک قربت ہے اور کفار بھی اس کو قربت جانتے ہیں، تو وقف صحیح ہوتا ہے۔ تو پس یہ مسجد کافر بنائی ہوئی ابھی مسجد ہوتی ہے۔ فقط، والہ تعالیٰ اعلم

(فیوض رشیدیہ ص ۲۱)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

(۶۲۶) اگر حلال آمدنی سے طوائف کا مکان خرید کر اس میں مسجد بنائی تو کیا حکم ہے؟ سوال: زیہ

نے ایک مکان اس سب سے خرید لیا، جو کہ خرقہ لے کر حرام کرتا ہے، زیہ نے اس مکان کو تروا کر ایک مسجد شاہ او میں بنوائی، تاکہ نماز کی نماز پڑھیں اور زیہ کو ثواب ہو، تو مسجد مذکور میں ہم لوگوں کو نماز پڑھنا جائز ہے، یا حرام، یا مکروہ؟ جو مکروہ ہے تو اس وجہ کا ہے؟ اس صاف صاف تحریر فرمائیے، کیونکہ بعض ماہر فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنا مسجد مذکورہ میں کچھ حرج نہیں، اس مسئلہ کو مع الاصل عقلی و نقلی سے تحریر فرمائیے۔ فقط

**جواب:** اگر وہ مکان کسی سب کے پاس حلال مال کا ہے، مثلاً اس کے باپ کا ترکہ، اس کا مال حلال وجہ سے

تھا، اس کی میراث کسی کسی کو ملے، اس سے مکان خرید لیا، یا وہ کسی کسی وجہ حلال سے، مکان اس کی ملک میں آیا ہے، تو اس صورت میں اس کا خریدنا اور بنانا درست ہوا، اس میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے۔ اگرچہ کسی کا خود مال مکسود حرام ہے، ایسی حالت میں وہ مسجد بنانے میں ثواب بنانے والے کو دوگا اور نہ زمین بھی ثواب مسجد کا ملے گا، کیونکہ اس میں سب ظہر سے مال حرام ہے نہ ذلت۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام:

(۱) التعلیق المحکم ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱

”لا یقبل اللہ الا الطیب“ (الحديث ۱)

اور جو وہ مکان حرام مال کسی سے خریدے یا بوا تھا، یا زمین حرام مال سے خریدے ہو کر حرام مال سے مکان بنایا تو وہ طیب مال سے خریدے ہو کر، تو زوار کو مسجد بنانے سے یہ طاب نہیں ہوا، حال ہو حرام ہی سے۔ اس میں نہ بکرو، نہ بیچی کرابت خریدو، اور مسجد بنانے والے کو کوئی ثواب مسجد بنانے کا نہ دے گا۔ قال عنہ الصلوٰۃ والسلام

مهر البغی غیبت (الحديث ۲)

بدکاری کی آمدنی یا پاک حرام اور غیبت ہے۔

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال من اشترى ثوبا معتبرا دراهمه وفيه درهم حراد لم یقبل

اللہ له صلاة ماداه علیہ الحديث: رواه فی مشکوٰۃ المصابیح (۳)

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جس شخص نے ابھی آؤنی پہن کر اس درہم میں خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک اس پر اس پٹے کا لباس ہے۔

قال فی الدر المختار: أما الخیث لعدم الملك کا الغصب فعمل فیہما البغی

یعنی غصب کے روپیہ اور مال حرام کے ذریعہ سے، جو شے خریدیں ہوئی ہو حرام ہے اس کا کچھ بھی حرام ہے، علی بن ابی

(۱) رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال من صدق بعض سرہ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب الخ کتاب الزکوٰۃ کتاب لا یقبل اللہ صدقہ من عمول ولا یقبل الا من کسب طیب للحکمۃ ۱۰۱۰ ص ۹۳ ح ۹۳ درم مکتبہ الریاض الحدیثۃ ۱۹۸۹ بیروت ۱۸۹ جلد اول رقم الحدیث ۱۳۹۲ نسخہ ہدیہ ۱۲۵۵ھ: ورواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ ما تصدق احد صدقۃ من طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب الا احمد الراحمین سے وہ کتاب سرہ الخ ص ۳۲۲ ح ۱ مطبع معنائی ۱۳۱۹ھ کتاب الزکوٰۃ ما تصدق من الصدقۃ من الکسب الطیب والنہی ص ۲۵۰ حدیث رقم الحدیث ۱۰۰۴ ت ابو قبیہ نظر محمد قازانی [دار طیبہ، ریاض] ص ۴۰۰۶

(۲) رواہ مسلم عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکسب حبت ومهر البغی حبت وکسب الحجاب حبت وکسب المساقاۃ رقم الحدیث ۱۰۵۹۸ ح ۶ ص ۳۷۱ ابو قبیہ نظر محمد قازانی ص ۴۰۰۶ نیز بخیر مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال الحدیث ۲۷۳ ص ۱۸۸ جلد ۳ مکتبہ التوہ بیروت ص ۴۰۰۳

(۳) رواہ احمد فی المسند ۹۸/۴ مسند ابی عمر: دار العکبر بیروت ۱۳۹۸ھ بیروت ص ۲۱۹ ح ۵ ت احمد حسن شاہ رقم الحدیث ۵۷۳۲ دار الحدیث القاہرہ ۱۹۹۵ء ۱۳۱۶ھ والبیہقی فی شعب الایمان باب فی الدلاس والارانی رقم الحدیث ۵۷۰۵ جلد ۱ ص ۱۰۶ دار السلفیہ ۱۳۱۱ھ: نیز بخیر مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۳ ح ۱ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال (مطبع اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ) نیز مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۰۹۲ جلد ۳ حدیث سر ۲۷۸۹ مکتبہ التوہ بیروت ص ۴۰۰۳ (۴) بخیر مشکوٰۃ ص ۵۷۰۵ باب بیع القاسد (دار الفکر بیروت ۱۹۶۶ء) نیز مطلب فی تعین الدراہم فی العقد القاسم ص ۱۳۵ جلد ۱ ص ۱۳۵ کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ

شے غصب و حرام کی ہے، اس کے عوض جو روپیہ کا نفع ہوگا، وہ بھی حرام ہے۔ پس جو مکان حرام مال کا خرید یا ہوا، حرام ہے، اب اس کو مال مال سے خریدنے میں صحت اور اہلیت حاصل نہ ہوگی اور مسجد بنانا اس میں درست نہ ہوگا، جی ۱۱ ص ۱۰۰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ بدائع الجواب صحیح محمد امیر بازار خان سہارنپوری محمد امجدی عن مظہر تکرری (فیوض رشیدیہ ص ۱۱۲)

**سوال:** کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی (۶۲۷) قربانی کی کھال کا صدقہ واجب ہے، کھال کی بیع کر دہ ہے، لیکن اگر بیع کی جاوے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا چاہئے، مساکین کی قید ہدایہ وغیرہ اور اس کا مسجد کی تعمیر یا تنخواہ میں استعمال؟

میں نہیں ہے۔ فقط صدقہ کا ذکر ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ قیمت مسجد کی تعمیر میں، یا پھر مدرسین کی تنخواہ میں صرف کی جاوے تو جائز ہو۔ کیونکہ یہ دونوں صورتیں بھی صدقہ کی ہیں، اور اگر یہ صدقہ نہیں ہے تو جس شخص نے اپنے مال کے صدقہ کرنے کی قسم کھائی، پھر اس کو مسجد کی تعمیر میں یا کتابوں کے وقف کرنے میں صرف کیا تو وہ کس طرح سچا ہوگا، اور اگر کھال کی قیمت کا صدقہ کرنا، خاص مساکین پر بشور تمسک کے واجب ہے، تو یہ وجوب اور تخصیص کس کتاب سے ثابت ہے؟

**جواب:** قیمت جلد اشیاء کا صدقہ واجب لکھنا ہے اور ظاہر ہے کہ صدقہ واجب مساکین و فقر اکو ہی دے سکتے ہیں، اشیاء یعنی ہاشم کو درست نہیں، لہذا اقدیم مسکین کی نہیں ضرورت ہوگی، کہ امر بدیہی ہے، اور صدقہ واجب میں تمسک شرط ہے، مثل زکوٰۃ و نذر کے، پس تعمیر مسجد و مدرسہ میں درست نہ ہوگی، اور تنخواہ اجرت و بیع کے حکم میں ہے، کس طرح درست ہوگی، تنخواہ ہرگز صدقہ نہیں، بلکہ اجرت ہے، اور مسجد کی تعمیر وغیرہ اہلیت ہے نہ تمسک، اور تمسک صدقہ واجب کی، سب کتب فقہ میں مسطور ہے، کتاب الزکوٰۃ جس کتاب کا چاہو دیکھ لو۔ فقط (مجموعہ فرغ آداب ص ۳۱-۳۲-۳۸)

**(۶۲۸) نظریات کے اختلاف کی وجہ سے، الگ مسجد بنانا صحیح نہیں:** سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسی حالت میں کہ اپنی عزت کے بچانے کے واسطے اور اپنی نماز کے، جو جہاں و ناواقفین کے پیچھے صحیح نہیں ہوئی، درست کرنے کی غرض سے نہ بخیال تعلق واقع فرما دے، اپنے محلہ میں نئی مسجد کا بنانا، عامالان بالحدیث و شریعت جائز ہے، یا نہیں؟ بیضا تو جروا!

**جواب:** تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ یہ سب نزاع و خلاف فریقین کا، سبب جبرائیل و رفع یدین وغیرہ چند امور کے جو عند قائلہم مستحب ہیں، واقع ہوا ہے، یہ بوجہ کسی امر واجب الادا کے۔ اور سب اہل دین جانتے ہیں کہ

بر مستحب کا اور اس وقت مستحب ہے کہ کوئی امر واجب فوت نہ ہو، ورنہ یہ بھی مستحب ایسی صورت میں حرام ہو، ورنہ جاتا ہے۔  
اور اتفاق مسلمانین آید ایسا امر واجب مخصوص ہے، کہ کسی عامی کو بھی اس میں خلاف نہیں، پس بخلاف آیت  
وَاعْتَصِمُوا بِحُلِّ اللَّهِ حَمِيصًا وَلَا تَنْفَرُوا  
اور ضبوط پڑھو، یعنی اللہ کی سب سے زیادہ چٹان نہ  
الایۃ (سورہ بقرہ ۱۱۲) والو۔ (ترجمہ شیخ المنجد)

اقیموا الذین ولا تنفروا فیہ الامہ (۲۳) یہ کہ قائم رکھو، زین و اور اختلاف نہ کرو اس میں۔ اور یہی ہے۔  
اس حدیث (پرو) از زمرہ واجب ہے کہ اس امر مستحب کہ جو تفرق انداز امور ہو، و ترک کرے، اتفاق مخصوص، خلاف  
حاصل کریں، اور ادا مستحب کے واسطے، جس کا ترک وقت تفرق کے واجب ہے، یعنی شرعی اور مجرم قوانین، اور اس کے سبب  
اختیار نہ کریں، اور ظاہر ہے کہ ترک ان مستحبات میں ولایت دوسرے فقیہ کی رفع ہو، اور اتفاق ہے تو اس کی تعمیل واجب  
ہے، اور در صورت نہ مسجد جدید کے، اس اختلاف و تفرق استقامت میں، اور تقویت بدیہی ہے، پس اس کا ترک واجب ہے۔  
پس محل تا مل ہے کہ حاکمین حدیث پر عمر خود اپنی آبرو کے واسطے تجدید بن مسجد کر کے تفرق یعنی قرآنی کو اختیار کرنا پسند  
کریں اور حق تعالیٰ کے مامور اتفاق کلمہ مسلمانین کی حفاظت کے واسطے، اپنے موعوب مثل مستحب و جس وغیرہ شارع ہی وقت  
میں منع فرمادیں، ترک نہ کریں، حیف صد حیف، کہ اللہ تعالیٰ فی اللہ تعالیٰ کوئی عمل کیا جاوے اور رعایت خصمہ تعالیٰ کی اس میں اور  
نگہداشت حدود اللہ تعالیٰ کی نہ ہو، اور صحیح حدیث اور آثار کرام سے سب پر ظاہر ہے کہ ترک مستحب حفاظت واجب کے  
واسطے، جبر و معمول و مامور رہا ہے، اور اسباب منہیات کے ہمیشہ ممنوع رہے ہیں، جس کے سبب میں تطویل ہے۔ فقط  
الحاصل اس حالت میں بنا مسجد جدید کی، حسب حکم شارع علیہ السلام کے درست نہیں، بلکہ ترک مستحب متنازع  
فیہ کا کرنا اور اتفاق پیدا کرنا واجب ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلام ص ۱۹۳-۱۹۵)  
(۶۲۹) برادری سے باہر نکاح کرنے والے کو مسجد آنے سے منع کرنا کیسا ہے؟ سوال: جس  
نور باف نے قصائی بیوہ سے نکاح کیا، اس نور باف کو قصائی محلہ کی مسجد میں نماز سے روکنا ہے، تو نے ہماری آبرو میں  
دھ لگایا، یا نماز سے منع کرنا ایسا قصائی مسجد میں، گنہگار ہوتا ہے، یا نہیں؟  
جواب: اس شخص کو نماز پڑھنے سے منع کرنا نہ چاہئے، کہ اس نے کام کوئی ایسا نہیں کیا کہ مسجد سے روکا جاوے،  
پس نماز سے روکنے والا گنہگار ہوگا، واللہ اعلم  
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

هذا الجواب صحیح محمد مراد مدرس مظفر عظمیٰ عبدالحق گھمرونی  
(فیوض رشیدیہ، طبع اول لدھیانہ۔ سوال ۲۷ ص ۲۴)

(۶۳۰) شادی یا خوشی کے موقع پر مسجد کے لیے جبراً پیسے لینا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے

ہیں علم دین کہ ایک قوم نے اپنی برادری میں یہ رسم مقرر کی ہے کہ ہر شخص کی شادی میں خواہ وہ امیر ہو یا غریب یا یتیم، دوپہا سے دس روپیہ اور بھین سے چار روپیہ لیتے ہیں، اور اس روپیہ کو مسجد میں صرف کرتے ہیں، اس طرح لینا اور لے کر مسجد میں صرف کرنا از روئے شریعت درست ہے یا نہیں؟ اور جب تک روپیہ نہیں لیتے تب تک دوپہا و بھین کی شادی میں شام نہیں ہوتی اور جب ترک پیچھاڑتو ہے، آنحضرتؐ لیتے ہیں، وہ بھی مسجد میں صرف ہوتا ہے۔ بیٹا تو جروا! فقط جواب: اگر کوئی خوشی سے روپیہ شادی میں یا ترک پیچھاڑنے میں دے تو مسجد میں لگا کر اس روپیہ کا درست ہے، اور جو ناخوشی سے دے، تو وہ لینا بھی حرام ہے اور مسجد میں صرف کرنا بھی درست نہیں۔ فقط اور جو الینہ و پاد برادری کا ذال کر شرع میں حرام ہے۔ فقط رشید احمد شاکسوی

(فیوض رشیدیہ طبع اول لدھیانہ۔ سوال ۳ ص ۵)

(۶۳۱) اگر نیچے دوکانیں، ان کے اوپر مسجد بنوائی، تو کیا حکم ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں

علمائے دین مسائل ذیل میں ایک شخص نے مسجد اس طور سے بنوائی کہ اس کے نیچے مکان یا دوکان وغیرہ ہیں اور اس کے اوپر مسجد ہے، اور اس مکان وغیرہ کا کرایہ وہ شخص اسی مسجد میں صرف کرتا ہے۔ ایسی مسجد کے بنوانے والے کو اس میں نماز پڑھنے کا ثواب، مثل ان مسجد کے ہے، کہ جن کے نیچے کوئی مکان یا دوکان وغیرہ نہیں، مگر یہ گناہ و عیب و عیث، اور اس مسجد کا حکم مثل مسجد نہ ہو یا دیگر مکانات کے ہے؟

جواب: اگر دوکان مسجد بھی وقف ہے تو مسجد ہوگی اور ثواب مسجد کا اس میں مثل دیگر مسجد کے ہے اور جو دوکان کو ملک اپنی رہا ہے اور اوپر مسجد کو وقف کیا ہے تو یہ مسجد نہیں ہوگی، مملوک بانی کی ہے، ثواب مسجد کا اس میں حاصل نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۱)

(۶۳۲) مسجد کے فائدے کے لئے، اس کی چھت گرانے کا حکم؟ سوال: حامد اوصلیا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس امر میں کہ ایک شخص نے مسجد کہنہ کی، جو قریب انہدام تھی تعمیر کرائی، اور کھڑی علی گڑھ و بقدور وسعت اس مسجد کی چھت میں ڈال دی اور یہ طرح کی اس کی درستی کرا دی، مگر چوبیس اور خام ہے، وہ چوبیس میں یہ بھٹا اور ہمشہ میں نہ درست دیکھ بھال کی وجہ سے ٹپکنے اور چھیلنے لگا اس پھوس کے رہا کرتی ہے، اگر



محبت پہنچ کر ادا کی جائے تو بھی ضرورتِ محبت کی رہے گی، بلکہ زیادہ خرچِ محبت میں ہو جائے گا اور فی محبت جس کو خیالِ مسجد کا ہو، نظر نہیں آتا۔ لہذا وہ شخص کہ جس نے قیام اور محبتِ مسجد کی ہے، چاہتا ہے کہ جو عمری اس مسجد میں واقف ہے، تخمینہ قیمت کا مرکب نکال لیوے۔ اور اس عمری کو اپنے مکان میں اور قیمت اس عمری کی اور اس میں نہ فی ہر خرچِ مرکب، محبت کے ان کی لگاؤ ہو، تاکہ سودہ سو برس تک محبت اور اکیچہ جمال کی ضرورت نہ پڑے۔

زید کہتا ہے کہ لکڑی جو مسجد میں پڑ چکی ہے، اب وہ بچہ عظمت کے گان میں ڈالنے کی نیت سے وہاں سے مسجد کا کچرا مسجد یا خانقاہ یا مدرسہ میں ڈالی جاوے۔ اس مسئلہ کی تحقیق بدین قوی وثبوت واثق منظور ہے۔ یہ کام نہایت معمول و معروف کیا جاتا ہے اور جب خوف عقوبت ہو تو بازار بابا و۔۔۔ حسبہ اللہ جواب تحریر ہو۔ فقط

**جواب:** اگر اس مسجد کا کوئی اور متولی ہو تو اس سے خرید لے اور اگر کوئی متولی نہ ہو تو بھی اس شخص سے لے لے۔

اور بیخ و بست ہے، اگر مسجد کے لئے یہ تصرف مفید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بند و رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

بند و رشید احمد شہودی عفی عنہ

(۶۳۳) اگر مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اور دوسری مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو تو؟

بہار روپیہ جمع بھی ہو گیا ہے، جامع مسجد پر اس کا صرف ہونا مظنون نہیں ہوتا، اور در صورت اوپر کے جمع رہنے کے، غالباً ان کے تلف ہونے کا ہے، چنانچہ اسی وجہ سے ٹکس نہ کرنا بھی اوپر لکھا گیا ہے، اور دیگر مساجد سہارنپور کو بھی حاجت نہیں ہے کہ سب مساجد کی آمدنی ان کے مصارف کو کافی ہے، پس اس حالت میں اندیشہ تلف غالب ہے، اس روپیہ کو تعمیر و مینا میں صرف کرنا کہ وہاں اشد ضرورت ہے، جائز ہے، کہ نہیں؟ مینو تو جروا!

**الجواب:** کتب فقہ میں یہ مسئلہ بندہ کی نظر سے نہیں گزرا، اس قدر توان سب سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک مسجد کا خدوقف، جب کہ وہاں حاجت نہ رہے دوسری مسجد پر صرف مرویٰ نارست ہے، خصوصاً ایسی حالت میں کہ اندیشہ تلف غالب ہو، مگر یہ کہ کسی مسجد میں بھی حاجت نہ رہے اور اندیشہ تلف ہو تو اس شق کو کسی کتاب میں نہیں دیکھا بلکہ ہر جنس کے لئے کو اسی جنس پر صرف کرنے کو لکھتے ہیں، بظاہر فقہاء کو ایسی صورت پیش نہیں آئی۔

لہذا بندہ کہتا ہے کہ ایسی صورت مذکورہ سوال میں صرف گناہ اس روپیہ کا دوسرے پر جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واللہ  
 یعلم المفسد من المصلح چونکہ نیت متوہان مسجد کی خیر محض اور محافظت مال وقف ہے اس میں کچھ حرج نہیں اور





(بدست نام ص ۴۱)

جواب: درست نہیں۔

(۶۳۹) مسجد کی دوکانوں کی رہن کی ایک صورت،

اور اس کی وجہ سے متولی کی معزولی کا حکم؟

سوال: زید نے ایک مسجد تعمیر کی اور زیر فرش مسجد

چار دوکانیں نکالیں اور مسجد کو بائیں دوکانات مذکورہ

وقف کردیا، بعد وفات زید دوکانات معلومہ اس کے

ورثہ کے قبضہ و دخل میں رہیں، انہوں نے عند الضرورت ان دوکانوں کو مہاجروں وغیرہ کے پاس رہن کر دی، پھر مدت مدید کے

بعد دوکانات معلومہ قبضہ از النفاک بنا مسجد بیع کر دیں۔ بعد اس کے متولی مسجد کو یہ اندیشہ دامن پیر ہوا کہ حسب قانون انگریزی کی

قبضہ از وقف مدت ساٹھ سال جن میں چند ہی سال باقی ہیں اس کا انفاک نہ ہوا تو دوکانات معلومہ ملک مرتب ہو جائیں گی، اور

مسجد کے انہماک وغیرہ کا ان کو اختیار حاصل ہوگا، لہذا متولی نے ان دوکانات کو کسی مہاجرین کے پاس رہن کر رکھ کر مرتبہ ان سابق کا

رہ پیہ اور کیا، اور مرتبہ ثانی سے قطعہ وار روپیہ ادا کرنے کا قرار کیا، اب آیا متولی بچہ ان مصالح کے، اس رہن رکھنے سے قابل

عزل ہے، یا نہیں؟ دراصل حالیہ متولی عائد شہر کے نزدیک، ہر طرف سے متدین، نیک نیت بالیمان ہے۔

جواب: یہ دوکانیں جو متولی سے خریدی گئیں تو وقف بنا مسجد نہیں ہوئی، بلکہ متولی کی ملک ہو گئیں ہیں، اس واسطے

کہ متولی نے ان کو مال وقف سے خرید نہیں کیا، بلکہ قطعہ وار ادا گئی اس کی، اور ادا زیر رہن جو زمین دوکانات ٹھہرا ہے، سب ان

دوکانوں سے ہے، زمین و مایہ اور کیا ہے، پس مسجد کے نام پر وقف ان دوکانات کا ہونا نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار:

اشترى المتولى بـمال الوقف داراً للوقف لا تلحق بالمنازل الموقوفة و يجوز بيعها فی

الأصح. انتهى (۱)

اس کی شرح رد المحتار میں لکھا ہے۔ فلو استدان فی ثمنه وقع الشراء له۔

الحاصل اس صورت میں یہ دوکانات وقف نہ ہوئی، کہ مال وقف مسجد سے شراہ ان کا واقع نہیں ہوا، پس جب یہ

ملک متولی ٹھہری اور اس میں متولی نے کوئی امر خلاف شرع یا مضر مسجد کا یا خیریت نہیں کی، تو اب رہن کر دینا ان کا بھی

جائز ہوا، جیسا کہ بیع کرنا ان کا جائز ہے، چنانچہ روایت بالا سے واضح ہے، پس متولی سے یہ امر خلاف نہیں ہوا، رہن کرنا

درست اور خریدنا جائز ہے اور یہ امر ہرگز وجہ عزل کی نہیں ہو سکتا۔ اب متولی آمدنی اس کی اگر مسجد پر صرف کرے مختار

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ اربعی رمتہ زید رشید احمد نقوی غفری عنہ

(مجموعہ کلام ص ۱۵۸-۱۵۹)

(۱) الدر المختار ص ۳۸۸ ج ۱، رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۳

(۲) رد المحتار (ترجمہ) ص ۳۸۹ ج ۳ بحث اشترى بـمال الوقف داراً للوقف (اصل اطلاق دہلی)

پ ص ۳۸۸-۳۸۹ ج ۳ (مجموعہ دار الفکر ص ۱۳۸۲ ج ۱ نور)

(۶۳۰) متولی وقف، ذاتی ضروریات کے لیے، کس قدر رقم خرچ کر سکتا ہے؟ سوال نمبر ۱۰۰۰

اوقاف محاصل وقف سے، با اختیار خود، کسی قدر رقم اپنے افسانے میں لے سکتا ہے۔ یہ نہیں،

**جواب :** وظیفہ متولی کا جو یہ حق واقف نہ یا افسانہ کے مترادف یا یا در صورت عدم متقرر کے اجراء نہیں ہے

قدر لینا درست ہے، اور زائد کو صرف کرنا ناجائز ہے۔ قال فی الدر المختار:

ليس للمتولي أخذ زيادة على ما قرر له الواقف أصلاً. انتهى وفيه للمتولي أجر مثل

(1) عمله.

پس زیادہ اُتر اس سے لیوے گا، یہ بھی خیانت میں شمار ہو کر قابلِ عزل ہو جائے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الانصاف رشید احمد گنگوہی غفرلہ عنہ ۱۲۸۵ھ ۱۲۸۶ھ

(۶۴۱) متولی کو معزول کرنے کا حق کس کو ہے؟ سوال: شہناز عزال متولی کے اختصار سے ماہنامہ

اہل شہر کو صلہ ہیں، یا عوام کو جو ہر طرح سے بے علم، ذلیل پیشہ، بازاری آدمی ہیں؟

**جواب :** عزال کرنا کام اہل فہم و صلاح کا ہے، بشرط وجود (و) اعلیٰ عزال کے نہ کہ کس و نا کس کا۔ چنانچہ

عالمگیریہ کی روایت سے مستفاد ہوتا ہے:

قيل هل يفرق الحال بين أن يكون المتصرف واحداً أو اثنين. قال لا يذ أن يكون

المتصرف من الأمثال رئيس المحلة و متصرفها، انتهى (٢)

علی ہذا روایت کی روایت سے معلوم ہوتا ہے:

و كذا لك إذا كان الواقف على أرباب معلومين يحصى عددهم إذا نصبوا متولياً وهم من

أهل الصلاح، انتهى (٣)

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نصب و عزل کا کام امثال و اہل اصلاح کا ہے اور ازل کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ فقط،

(مجموعہ کتب ۱۵۷-۱۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم      کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ





(۶۳۵)

مسجد کے لئے وقف سامان بڑول یا روپے کا کسی اور کے لیے استعمال؟ سوال: سپردہ روپیہ جو ائین کے پاس جمع ہے، اس میں سے ائین نے بڑول خرید کر مسجد میں رکھا، تو اس بڑول سے کونسا روپہ کھڑے واسطے پانی لیجا تا حرام ہے، یا مکروہ، یا جائز؟

جواب: جو مال وقف مسجد کا ہے، اس کو اپنی حاجت میں استعمال کرنا درست نہیں، جو کسی نے روپیہ دیا اس کی نیت کا یہ عرف کا اعتبار ہوگا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(۶۳۶)

مسجد کا سامان ذاتی استعمال میں لانا؟ مسئلہ: مسجد کی شے اگر چہ زائد ہو، متونی کو اپنے خانگی صرف میں لانا منع ہے اور خیانت۔

(۶۳۷)

مسجد کے تیل یا کسی اور چیز کا ذاتی استعمال کیسا ہے؟ سوال: مسجد کا تیل اگر زعفران لگا لیا اور اس کا عوض اور تیل مسجد میں دیدیا، اور مسجد کے روشن چراغ سے اپنا کوئی کام کیا، مثلاً کپڑا سیاہ یا دنیوی کتاب کا کسی سبق لیا، مسجد ہی میں، یا کوئی خط اس کی روشنی میں لکھا، یا مسجد کے حمام میں سے آگ لی، یا بدن سیکا مسجد کی وقف کتڑیوں کی آگ سے، یا مسجد کے بڑول سے اپنے گھر کے واسطے پانی بھرا لیا، یا مسجد کے کونے یا گھرے میں پانی بھر کر، اپنے گھر میں لایا، یا مسجد کے بورے اور صفیں مسجد یا حجرہ میں بچھ کر سبق پڑھایا سنا، یا مسجد کے کانٹے سے جو بڑول نکالنے کا ہے اور کسی غیر مسجد کا کوئی مرا ہو بڑول، یا چرس نکالا تو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب:

مسجد کا تیل اگر بدن کو لگا یا، تو اس کا بدلہ دیدیوے ادا ہو جاوے گا، مگر اول ہی لگانا جائز نہیں، اگر ایک کر عوض دیا، تو عثمان مال کا ساقط ہوا، معصیت باقی رہتی ہے، تو پھر کرے۔

اور مسجد میں چراغ روشن ہو، اس سے وہیں بیٹھ کر لکھنا، پڑھنا، سینہ بدن حرج کسی کے درست ہے۔ مسجد کے حمام کی آگ لیجا تا منع ہے اضافان آوے گا، ہاں جب پانی کی آگ روشن ہے (۱) اس سے سینک لینا درست ہے، کوئی نقصان و حرج کسی کا اس میں نہیں ہوتا۔

مسجد کے بڑول سے پانی گھر کا نہ بھرے، مگر باذن بڑول ڈالنے والے کے، اگر اس نے اس وقت یہ نیت کی ہو اور بعد مسجد میں دینے کے، اس کی نیت کا اعتبار نہیں، اور مسجد کا لونا گھر لے جانا بھی منع ہے اور مسجد کا بوریا حرج مسجد میں لیجنا بھی درست نہیں۔ علیٰ ہذا، مسجد کی کوئی شے غیر جد استعمال کرنا درست نہیں، مگر کاغذ مسجد کا اس نیت سے رکھتے ہیں کہ اور لوگ بھی نفع لیں، سو اس سے بڑول اپنا نکالنا درست ہے۔ ہاں اگر یہ نیت نہ ہو، بلکہ خاص مسجد کا ہی ہو، اس کو نہ رتے۔

(۱) اصل میں ای حرج ہے، یعنی وضو کا پانی نہ کرنے کے لئے مسجد کے حمام میں آگ لے لی ہوئی ہے۔

(۲) متونی بہت خاص جواب سوال (۶۳۶)

(۶۳۸) مسجد کا گرم پانی گھر لے جانا کیسا ہے؟ سوال: آبِ گرم مسجد کے نمازیوں کے واسطے جو ہوا

گرتا ہے، اس میں سے اگر کوئی شخص غسل یا وضو کے واسطے اپنے گھر کے آدمیوں کے لئے پانی لے جاوے۔ تو جائز ہے، یا نہیں۔

جواب: گھر لے جانا درست نہیں، مگر باجائز گرم کرانے والوں کے، اور جو وقف مال سے گرم ہوتا ہے،

تو کسی حال درست نہیں۔ فقط (بدست خاص ص ۱۹)

(۶۳۹) مسجد میں کس قسم کی گفتگو اور کون سے کام کرنے کی گنجائش ہے؟ سوال: کام

دنیاوی مثلاً یوں چچھنا کہ بھائی تم کہاں کو مریو، کیا تنخواہ ہے یا کیا کام کرتے ہو، کھیتی کرتے ہو یا سوداگری، کیا بچت

رہتی ہے، ستنے ٹھوڑے ہیں۔ مسجد میں کرنا، یا نوشت و خواند دنیاوی کتابوں کی، یا پڑھنا، یا طلبہ کو اجرت کے لئے مسجد

میں دنیاوی کتابوں کا سبق دینا، مثلاً لکھنا، و اشاء وغیرہ کا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: کلام بہت قلیل مسجد میں کرنا، اس طرح کہ کسی نمازی کو حرج نہ ہو مباح ہے۔ ایسا ہی کتاب مباح

کا لکھنا، یا پارچہ سینا درست ہے، اور مزدوری دیکر مسجد میں پڑھانا، بعض کتب میں مکروہ و لکھا ہے اور بدون اجرت بشرط

عدم توثیق مسجد کے، اور نہ حرج ہونے کسی نمازی کے، جائز ہے۔ فقط، والہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۲۵)

(۶۵۰) بچے اگر مسجد میں پیشاب کر دیں تو ان کے والدین کو گناہ ہوتا ہے، یا نہیں؟ سوال: لڑکا

چھوہ اگر مسجد میں پیشاب وغیرہ کر دے تو اس کے والد کو جس کے ساتھ وہ مسجد میں گیا تھا۔ چھوہ گناہ ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: مسجد میں لڑکوں کا لیجانا بسبب اندیشہ توثیق مسجد کے منع ہے، اس کا اندیشہ ہو اور لیجاوے تو گناہ ہوگا

اور جو طہنیت ہو تو گناہ نہیں، مگر بہتر ہر حال نہ لیجنا ہے۔ (بدست خاص ص ۳۰)

(۶۵۱) مسجد میں کپڑا وغیرہ ڈال کر جگہ گھیر لینا، کیسا ہے؟ سوال: اول: یہ کہ مسجد میں لوگ

چادر وغیرہ ڈال کر چھد روک کر، یا ہر جا کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں، اور اگر کوئی اس جگہ پر بیٹھ جاتا ہے اس سے

نہرتے ہیں۔ یہ امر جائز ہے یا نہیں، اور ایسے فعل کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

اور دوسرا یہ کہ ایک شخص مسجد میں بیٹھا ہو، کسی حاجت کے واسطے اٹھ اور اپنا کپڑا اپنی جگہ پر استحقاق باقی رکھنے کو چھوڑ چلا، تاکہ

اور نہ بیٹھے، اس کا کیا حکم ہے، اور یہ متولی اور متعم جو ایسی حکایت سے روک سکتے ہیں، منع نہ کریں، ان کا کیا حکم ہے۔ مینو اتروا!

جواب: اس طرح جگہ رکھنا مسجد میں جائز درست نہیں، اور یہ کام کرنے والا گنہگار ہے۔ اس واسطے کہ

مسجد بسبب خاص اللہ تعالیٰ کی ہیں، اس میں کسی کا استحقاق دوسرے سے زیادہ نہیں ہے، سب برابر ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں۔

(ترجمہ شیعہ اہلحد)

مفتی اعظم پاکستان



نے اس کو اپنی ذات خاص کے واسطے پسند نہیں کیا، پھر کسی کی کیا حقیقت ہے۔

دوسرے مسئلہ کا جواب یہ ہے، کہ یہ شخص اگر حاجت ضروری قریب کے واسطے گیا، جیسا وضو کرنا مثلاً تو قریب ایہ

مستحق اس جگہ کا اول ہو چکا تھا، اب بھی وہی اہم ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال:

إذا قام الرجل من مجلسه ثم رجع إليه فهو أحق به، رواہ ابو داؤد فی سننہ (۱)

ترجمہ: جب کوئی شخص کسی مجلس سے اسی ضرورت کی وجہ سے اہل مجلس کے واپس آجائے، پھر اسی مجلس میں واپس آجائے

تو واپس اپنی اہمیت کا زیادہ حق دار ہے۔ (ت: نور)

البتہ اگر وہ جگہ جو جس کر کے، اپنے دنیاوی کاروبار کو چلا آیا، تو وہ مستحق نہیں رہا، یہ مثل دیگر غیر ضرورت کے ہے۔

چنانچہ حدیث معنی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پس بعد اس کے جانا چاہئے کہ جب یہ امور منکرہ مسجد میں سرزد ہوتے ہیں، اگر

متوں مسجد یا دیگر کوئی شخص جو قادر اس کے اوپر ہے، جان کر اس کا ازالہ نہ کرے گا، وہ بھی گنہگار ہوگا، اور ناخوذ ہوگا۔

بقولہ علیہ السلام:

ما من رجل یكون فی قوم یعمل فیہم بالمعاصی یقدر ان ینصروا علی ان ینصروا علیہ ولا یغیروا الا

أصابہم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا۔ (رواہ ابو داؤد) (۲)

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی قوم میں (موجود) ہو اور کسی خاص گنہ (یا گنہوں) کا ارتکاب کرتا ہو، اور قوم اس کی

صلاحیت رکھتی ہو کہ اس ماحول اور گناہ کے معاملہ کو بدل دے، مگر (اپنی صلاحیت و طاقت کے باوجود) نہ

بدلیں، تو اللہ کی جانب سے ان پر منہ سے پسے اس کی سزا مقرر کی جاتی ہے۔ (ت: نور)

پس ہر ہر قادر پر اصلات اس کی اور ازالہ اس کا واجب ہے، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الرائی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۶۵۲) مسجد میں تھوکنے کے لئے برتن رکھنے کا حکم؟ اگر مسجد میں تلویٹ اور بدیونہ نہ تو نظر تھوک کا

رکھنا درست ہے ورنہ مکروہ اور ذلیل یا نہیں، جو نکھوں۔

(مجموعہ کائنات ص ۲۳۷-۲۳۸)

(۱) ابو داؤد عن اسی ہر ہر، کتاب الادب باب من فلام من مجلسہ ص ۲۶۶، ج ۲ دار الاشاعت کلکتہ ۱۴۰۰ھ، نیز ابو داؤد کتاب الادب باب

من فلام من مجلسہ ثم رجع ص ۲۶۴، رقم الحديث ۳۸۱۸، ج ۵، ت: شرح محمد سعید، مکتبہ الیوم بیروت ۱۴۲۵ھ ص ۲۰۰،

(۲) ابو داؤد ابو داؤد عن جریر بن عبد اللہ، کتاب الملاحہ، باب فی الامر والہیئ ص ۵۵، ج ۵، ت: محمد بن عبد اللہ، مکتبہ الیوم بیروت ۱۴۲۵ھ ص ۲۰۰،

و من صحیحہ محمد سعید، نیز ابو داؤد باب مذکور ج ۲ ص ۵۶۶ دار الاشاعت کلکتہ ۱۴۰۰ھ، نیز مشکوٰۃ کتاب الادب، باب الامر

بالمعروف الفصل الثانی ص ۳۳، ج ۳، ت: کتب خانہ شامیہ، بیروت ص ۳۵، ج ۳، ت: مشکوٰۃ، نیز بدیع (ج ۱ ص ۱۰۰) و بدیع (ج ۲ ص ۱۰۰)۔



(۶۵۳) مسجد میں تھوکنے، ناک صاف کرنے کا حکم؟ سوال: حدیث میں جو آیا ہے کہ سخت

گناہ ہے یہ کہ، مسجد میں تھو کے اور اس کا بدلہ یہ ہے کہ صاف کرے، آیا یہ حکم تھوک کا ہے یا بلغم کا، یا دونوں کا، اور تھوک اور بلغم پاک ہیں یا ناپاک، اور اگر پاک ہیں، تو گناہ کیوں ہوا؟

جواب: تھوک بلغم اور رینٹ سب پاک ہیں، گھن کی شے کا یہ حکم ہے، گناہ گھن کے سبب سے ہے۔ (بدست خاص، ص ۸)

(۶۵۴) مسجد کی دیوار سے جوتا صاف کرنا؟ سوال: مسجد کے فرش کی دیوار سے یا مسجد کی

دیوار سے جوتا جھاڑنا، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مسجد کی دیوار کا باہر سے بھی ادب رکھنا چاہئے، اس پر جوتا پونچھنا جھاڑنا نہیں چاہئے۔ (بدست خاص، ص ۹)

(۶۵۵) مسجد کی دیوار یا فرش کے ڈھیلے سے استنجا؟ سوال: مسجد کی دیوار یا فرش میں کا

ڈھیلہ ہے، تو اس سے استنجا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ہرگز درست نہیں، کہ اس کا ادب ہے۔ فقط

(۶۵۶) مسجد میں چار پائی بچھا کر سونا کیسا ہے؟ مسئلہ: چار پائی مسجد میں بچھا کر سونا درست

(مجموعہ کماں ص ۱۳۴)

ہے، بلا گراہت۔

(۶۵۷) مسجد میں وضو کرنے کا حکم؟ سوال: اندر مسجد کے بارش وغیرہ میں وضو کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مسجد میں وضو کرنا درست نہیں، بے ادبی اور گھناوت کی بات ہے۔ (بدست خاص، ص ۸)

(۶۵۸) کھوئی ہوئی چیز کے، مسجد میں تلاش کرنے اور اس کے اعلان کی حدود؟ سوال: جو چیز

مسجد میں کھوئی جاوے، تو اس کا ڈھونڈنا مسجد میں کیسا ہے؟

جواب: تلاش کرنا مفقود شے کا درست ہے، مگر مسجد میں چیخ چیخ کر پوچھنا منع ہے۔ ہاں! مسجد کے باہر کھڑا

(بدست خاص، ص ۸۶)

ہو کر پکار کے پوچھتے تو درست ہے۔ فقط

(۶۵۹) پیاز لہسن کچا کھا کر مسجد میں جانا؟ سوال: پیاز لہسن، خام کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لہسن پیاز خام (کھانا) درست ہے، مگر مسجد میں بوئے دہن سے جانا حرام ہے۔ فقط (بدست خاص، ص ۹۲)

(۶۶۰) ایسی جگہ حقہ پینا جس سے دھواں مسجد میں آئے؟ سوال: مسجد کے فرش سے جو

فرش دوسرا، ملا ہوا حجرہ کے آگے کا ہوتا ہے، اس پر بیٹھ کر حقہ پینا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں دھواں نہ آوے، تو درست ہے اور جو آوے تو حرام۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۹۷)



## گیارہواں باب

# کتاب الحظر والاباحہ

۱

حلال و حرام یا پاک اور ناپاک چیزوں کا بیان

(۶۶۱) ناک اور منہ کی رطوبت (سنگ اور بلغم) کا حکم؟ سوال: ناک یا منہ کی رطوبت رقیق یا غلیظ، یعنی سنگ و بلغم پاک ہے، یا ناپاک ہے؟

جواب: دونوں رطوبت بچہ و جوان کی پاک ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۴)

(۶۶۲) سیبہ کے بدن کے تگلوں کا کیا حکم ہے؟ سوال: سیبہ (۱) ایک جانور ہے، اس کے بدن پر تگے سے ہوتے ہیں، وہ تگے جب اس کے بدن سے جدا ہو گئے، پاک ہیں، یا ناپاک؟

جواب: تگے بدن سیبہ کے پاک ہیں، مگر تگے کی جڑ میں جو سفید رطوبت ہوتی ہے، وہ ناپاک ہے، اس کو دفع کر کے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط

(۶۶۳) سانپ کی کاغلی کا کیا حکم ہے؟ سوال: سانپ کی کاغلی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: پاک ہے۔ (بدست خاص، سوال ۹۳)

(۶۶۴) مرغی کے پروں پر لگی ہوئی رطوبت کا کیا حکم ہے؟ سوال: مرغی کے پر یا آدمی کے بال کی جڑ میں جو تہ زے رطوبت سفید لگی ہوئی ہوتی ہے، اگر معہ اس رطوبت کے پر یا بال چاہ میں گر جاوے، تو وہ پانی پاک رہا، یا ناپاک؟

جواب: اگر زندہ کا پر ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور ایسے ہی میتہ (۲) کا بھی اور اگر مردہ یوح (۳) ہو تو پاک ہے۔

ایسے ہی آدمی کے بال کے نیچے کی رطوبت نجس ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم (بدست خاص، ص ۳)

(۱) سیبہ (خارشست) ایک پندہ نما ہالہ جلاہتی سے بڑا ہوتا ہے اور اس کے پورے بدن پر بڑے بڑے خونک زہریلے کانٹے ہوتے ہیں۔ (نور)

(۲) مردار۔ (۳) زنج کیا ہوا۔ (نور)

مفتی امین اعلیٰ دہلی کا ترجمہ



(۶۶۵) مرغی بگلے وغیرہ پرندوں کی بیٹ کی ناپاکی کا حکم: سوال: پینال مرغی کی اور بگلی کی

پاک ہے یا ناپاک، اور اسی طرح اور حلال جانوروں کی، مثلاً مور کی یا چڑیا، یا کبوتر یا ڈھید [کوئے] کی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: پینال مرغی کی ناپاک ہے اور جس پرند حلال کی عادت پینال ہوا میں کرنا ہے، وہ نجس نہیں، اور

کبوتر اور کچنگشک کی بھی نجس نہیں۔

(بدست خاص سوال ۱۳۱)

(۶۶۶) چیل اور اُلو کے پر کا کیا حکم ہے؟ سوال: اُلو اور چیل کا پر پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: چیل اُلو حرام ہے، اگر ذبح تکبیر سے کرے تو پر ان کا پاک ہے، مگر کھانا حرام ہے۔ (۱)

(بدست خاص سوال ۹۵)

(۶۶۷) گھوڑے اور گدھے خچر کا پسینہ اور لعاب پاک یا ناپاک؟ سوال: گھوڑے کا اور

گدھے خچر کا پسینہ اور لعاب دہن اور رطوبت بینی کی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: گھوڑے کا لعاب اور سنک اور پسینہ پاک ہے، اور خچر گھوڑے کے ولد کا بھی، اور گدھے کا پسینہ

(بدست خاص سوال ۱۰۵)

پاک اور لعاب مشکوک ہے۔

(۶۶۸) حرام چیزوں کو دوا میں استعمال کرنا کیسا ہے؟ سوال: حرام شے دوا استعمال کرنا،

مثلاً شیر مادہ خریا شراب یا بھنگ خواہ طلا یا شراب، جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: شراب کا استعمال مطلق حرام ہے، کھانا طلا کرنا، اور شیر خراور بھنگ کو طلا میں استعمال کرنا درست

ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص مسئلہ ۱)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۶۶۹) جس نجاست خور بھینس کے دودھ میں گندگی کا اثر آ جائے اس کا پینا؟ سوال: جوگا و میش

نجاست خور ہے اور اس کا دودھ نمکین ہوتا ہے تو وہ دودھ پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: جس نجاست خور جانور کے شیر میں مزہ نجاست کا آ جاوے، وہ منع ہے، اس کو ہرگز نہ پیوے اور جو

(بدست خاص سوال ۱۰۹)

شیر میں مزہ نہ آوے، تو درست ہے۔ فقط

(۱) پرندہ کا پر پاک ہے کیونکہ اس میں حیات نہیں۔ البتہ اگر چیل، الوزندہ یا غیر مذکور ہوں تو ان کی جڑ کی رطوبت ناپاک ہے۔ درمیان میں ہے و کذا کل مال لا یحل الحیاء

ج: ۱ ص: ۳۸ عکس مجتہبی ۱۳۳۳ھ [اور شامی میں ہے: و هو مال لا یحل الحیوان یقطعہ کالزیش الخ] (۱/۱۵۱ باب المیاء) مطلب فی احکام الذبائح

المکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ [نیز شامی نسخہ قدیم ص: ۱۳۸ ج: ۱] مطبع مجتہبی دہلی: ۱۲۸ھ [نیز شامی باب مذکور ص: ۲۰۶ دار الفکر بیروت] [یاں پوری]

(۶۷۰) عورت کا دودھ دوا میں استعمال کرنا یا کان میں ڈالنا کیسا ہے: سوال: عورت کا دودھ

دوا میں استعمال کرنا، یا کان میں ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کا شیر پک ہے مگر استعمال اس کا درست نہیں، نہ دوا میں، نہ غذا میں۔ فقط

(بدست خاص سوال ۱۰۸)

(۶۷۱) شوہر کیلئے بیوی کے پستان کا منہ میں لینا درست ہے، مگر اس کا دودھ پینا؟

سوال: زون رانی وقت اجماع و مذہب شیعہ، فرض تہذیب، مگر پستان نہائے زہد خود و بدن خویش گرفتار، جائز

است یا نہ۔ اگر شیر بدن و بدن زون را مدہا شد در حائے از حلق فرود یا نروید چه حکم دارد؟ بینوا تو حروا!

سر حصہ: شوہر کو محض شعی اور شیعہ کے ناپ کے وقت، لذت کے لئے، اپنی بیوی کے پستان کو اپنے منہ

میں دینا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر عورت کا دودھ شوہر کے منہ میں آ گیا ہو، اس حال میں کہ اس کے حلق میں

اتر جائے، یا نہ اترے (دونوں صورتوں میں) اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پستان را در بدن گرفتار جائز است مگر شیر فرود در حلق حرام است۔ اگر بکلید پستان

چیز۔ در بدن آید۔ اس را بدن اندازد، اگر فرود آئے مگر چہ عاصی شد مگر در کان خصل نمی آرد۔ کذا فی

عامۃ کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم

سر حصہ: حد۔ (اپنی بیوی)۔ پستان کا منہ میں لینا جائز ہے مگر اس کا دودھ کا حلق میں لے جانا حرام ہے۔

اگر پستان چوستے سے کوئی چیز منہ میں آئے، اس کو بچھڑا کر دے، مگر حلق میں چلا جائے، اس سے اگرچہ ٹھیک رہے گا،

مگر اس سے کان میں خصل نہیں آئے گا۔ فقہی حاکماتوں میں یہی نکتہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ات۔ نور

(بدست خاص سوال ۱۰۸)

رشید احمد کشمیری مفتی مدظلہ

(۶۷۲) بعض حرام و حلال چیزوں، کھیلوں اور آداب کا تذکرہ: سوال: دوائے واٹھے

شاب پینا اور بو تر بازی وغیرہ اور لوگوں کے سانسے کو گھاسا کرنا، اور چوسنا اور شرطی بغیر بازی باندھے کھیلنا، اور راہ چلتے

میں صاف اور راہ میں چیشب کرنا اور ایسے کھیل جیسے لڑائی کھیلنا مرقی ہیں مثلاً لڑکیاں لڑکیوں اور لڑکے بوجو (۱) اور کھیل

سینہ توڑ بازی (۲) وغیرہ حرام ہیں، یا نہیں؟

(۱) بدست خاص سوال ۱۰۸۔ (۲) بدست خاص سوال ۱۰۸۔ مرقی سے مراد ہے کہ عورت مرد کی بانی کو بانی چھتے ہیں، مرقی کو بانی پت مرقی دو چھتے

سبب بنتی ہیں۔ اور حالت مرقی، وقت اور نعمت و شادی ۹۹۹ جلد ۱ (کراچی ۱۹۷۸ء) [نور]

(۳) بدست خاص سوال ۱۰۸۔ (۴) بدست خاص سوال ۱۰۸۔ (۵) بدست خاص سوال ۱۰۸۔

[نور]

جواب : شراب وانا بھی کھانا حرام ہے، مگر اگر شراب میں صبر (خمر) ہو تو اسے حرام ہی کہیں گے تو صبر سے مراد خشکی۔

کیونکہ باہری اور بیگم و شہزادہ الخاندانوں کے ہاتھوں میں یہ خطا حرام ہے، اگر باہری ہو تو قدرتی اور ہیجری درست ہے۔ اور راہ میں کھانا سمیٹا ہے اور راہ میں پیشاب، اگر سڑک پہلے پار ہو چلے گا وہاں کو تکلیف ہو تو حرام ہے۔ اور اگر راستہ گزریاں کھینچی درست، اگر انکسار نہ لگی کا سلیقہ ہوتا ہے اور دیگر کھیل جس میں سپورٹس آتی، جو درست ہے۔ یہ فیہد عربیہ ہے۔  
 میں خدا کے پاتی سب احکام ہیں۔ خطا دو وقت قبل اصر

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

کے ذرا کرنے کے بعد، جو پختہ زمانوں کے قسم میں سے تھے، ان کا اعجاز پتہ ہے، یہ نہیں؟

کے ذرا کرتے کے بعد، جو پختہ زمانوں کے قسم میں سے تھیں، ان کا تھکا ہوا ہے، یہ نہیں؟

Country	Physical	Sexual	Psychological	Economic
Argentina	~85%	~75%	~45%	~15%
Brazil	~80%	~70%	~40%	~10%
Mexico	~85%	~75%	~45%	~15%
Spain	~85%	~75%	~45%	~15%

الجواب: چکر ہے۔ فقط، وانما قبل الم

(۶۷۳) زنج شہد مرفی کے پیٹ سے کچے انڈے ٹٹکے ملان کا کیا حکم ہے؟ سوال: مرفی

لوٹا کی اور اس کے پیٹ سے چھوٹے چھوٹے پیڑ نکلے۔ وہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 277: 1039-1043.

جواب : ہاں میں حامل میں کالیجے۔ فقہ

(۶۷۵) مری ہوئی مری کے پیٹ سے نکلے ہوئے اظہ کا حکم؟ سوال: مری مری ہوئی

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

جواب: طلال ہے۔

(۶۷۶) ذبح کے بعد ذبح کے ہیٹ سے جو پتلے لگے اس کا کیا حکم ہے؟ سوال: زیچہ

حکیم میں سے بعد از جی، جو پچھڑے نمبر یا مردہ تھے، اس کا کھانا جانور ہے یا نہیں؟

1999

**جواب:** مرد کا کھانا درست نہیں ہو رہا ہے گا گڑبگڑ کر یہ تو درست ہے بعد ان بات نام نہانہ فقط جلدی م

(continued)

(۶۷۷) مچھلی کے عیٹ سے نکلی ہوئی مچھلی کیا حکم ہے؟ سوال: بھیڑ کے قسم کی مچھلی

ہوئی پھیل، اسی پھیل کی جگہ پھیل ہوئی کا کھانا ہائے ہے یا نہیں؟

15 JULY 2004

جواب: مانگے۔ لکھنا اللہ تعالیٰ اعلم



(۶۷۸) مچھلی اگر گرمی یا سردی سے مر جائے تو کیا حکم ہے؟ سوال: مچھلیاں اگر گرمی یا سردی

سے پانی میں م جاویں تو ان کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: حلال نہیں۔ (۱)

(بدست خاص ص ۳۸)

(۶۷۹) گرمی یا سردی سے مری ہوئی مچھلی کی کس طرح تعیین ہو؟ سوال: لکھا ہے کہ جو

مچھلی بدون آفت سردی و گرمی کے پانی میں م جاوے تو وہ حلال نہیں، تو یہ بات کس طرح معلوم ہو کہ گرمی یا سردی سے مری ہے یا کیسے مری ہے؟

جواب: گرمی سردی تو ایسی شے نہیں جو معلوم نہ ہو، تو ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے کہ آج گرمی زیادہ ہے یا سردی۔

(بدست خاص ص ۵۰)

(۶۸۰) طانی مچھلی کی پہچان کیا ہے؟ سوال: طانی مچھلی کوئی جلاتی ہے جس کا کھانا منع ہے؟

جواب: جو ہر کسی ہذر کے مٹا دیا جائے وہ منع ہے۔

(بدست خاص ص ۳۹)

(۶۸۱) مردہ بکری کے پستان کے دودھ کا حکم؟ سوال: بکری مردہ غیر ذبیحہ کے پستان

میں کا دودھ حلال ہے یا نہیں؟

جواب: حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۳)

(۶۸۲) اگر نامعلوم کبوتر اپنے کبوتروں میں آجائے تو اس کے پکڑنے اور کھانے کا حکم؟ سوال: اگر

کبوتر غیر معلوم کھانا اپنے کبوتروں میں آجائے تو اسکو ذبح کر کے غنی و کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس کا کھانا فقیر و غنی دونوں کو درست نہیں، مگر حد تعریف کے جب مالک کا پتہ نہ لگے تو کسی فقیر کو

دیدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۶)

(۶۸۳) نامعلوم کبوتر سے اپنے کبوتر کی نسل پیدا ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟ سوال: اگر

کبوتر جس کا مالک معلوم نہیں، اپنے کبوتروں میں آجائے اور اس کا جوڑا کسی کبوتر مادہ سے مل جائے اور اس کے بچے

نہیں، تو ان کبوتر بچوں کو ذبح کر کے غنی و کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کبوتر مادہ سے مل جائے تو اس کا جوڑا کسی کبوتر مادہ سے مل جائے اور اس کے بچے

نہیں، تو ان کبوتر بچوں کو ذبح کر کے غنی و کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کبوتر مادہ سے مل جائے تو اس کا جوڑا کسی کبوتر مادہ سے مل جائے اور اس کے بچے

نہیں، تو ان کبوتر بچوں کو ذبح کر کے غنی و کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے اور حلال۔

(بدست خاص ص ۳۰)

(۶۸۴) کانچی ہاؤس سے خریدے ہوئے جانوروں کا حکم؟ سوال: پھانک (۱) میں جو

لاوارث جانور جاتے ہیں اور بعد پندرہ یوم کے نیلام ہو جاتے ہیں، تو بعد خرید نیلام کے، اگر اس کا مالک اول آ جاوے اور معلوم ہو جاوے کہ یہ جانور فلانے کا ہے، تو مشتری نیلام کو اس کا رکھنا درست ہے، یا مالک اول کو ہی واپس کر دینا چاہئے؟

جواب: اپنی قیمت لے کر مالک پر واپس کرنا چاہئے، مگر جو وہ اجازت دیوے، تو رکھنا درست ہے۔ فقط،

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص ص ۳۳)

(۶۸۵) لاوارث بھینس کے پالنے اور اس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟ سوال: ایک غنی

شخص نے ایک لاوارث بھینس کی کٹری پالی اور خود ہی اس کا مالک بن گیا، تو اس بھینس کا دودھ اس پالنے والے کو، یا اور شخص کو جو اس کو یا اس کے دودھ کو خرید کرے، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کا دودھ پینا اور خریدنا درست ہے۔

(بدست خاص ص ۶)

(۶۸۶) ہندو جو جانور اپنے دیوتاؤں کیلئے نامزد کر کے چھوڑ دیتے ہیں، اسکی تفصیل؟ سوال: کیا

فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں: کہ اکثر ہندو گائے بیل وغیرہ، داغ دیکر کسی مردہ کے نام یا مذہبی وغیرہ کے نام سے چھوڑتے ہیں، اور ان سے اور اولاد پیدا ہو کر، جنگل میں بکثرت ہو جاتی ہیں اور زراعت کا نقصان کرتی ہیں، اور بعض آدمی ان کو پکڑ کر کھا لیتے ہیں۔ از روئے شرع شریف کے حلال ہے، یا حرام؟

دیگر بعض آدمی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ، پلی ہوئی گاؤمیش یا گاؤ کے بچے پیدا ہوتے ہیں، یہ بھی انہیں سائڈ کے

چھوڑے ہوئے نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، مینو تو جروا!

جواب: ہندو جو جانور داغ دیکر بنام کسی کے چھوڑتے ہیں، تو وہ جانور ملک اس چھوڑنے والے سے نہیں

ٹکلتا، اس کی ہی ملک میں رہتا ہے وہ نیت اس کی بیہودہ ہوتی ہے۔ ہاں! اگر اس نیت کے ساتھ اس جانور کو برہمن یا کسی کو دیکر مالک کر دے، تو نیت کا اثر ہوا اور حرام ہو گیا، پس جب تک کسی کو نہیں دیا، جیسا اب کرتے ہیں تو مالک اس کا دہی ہے۔ اب اس کو ذبح کر کے کھانے میں حرمت حق مالک کی ہے، مگر وہ حرمت جو نذر الخیر اللہ کی ہے، نہیں ہوتی۔ اگر مالک اجازت دیوے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ غصب کا مال ہے، اور جو حاکم پکڑ کر کسی کو دیدے، جب درست ہے۔

اور اس سے جو اولاد ہوئی ہے، اس کا بھی یہی حال ہے، کہ وہ ملک گائے والے کی ہیں، اس کا اذن ہو تو حلال ہے، ورنہ

(مجموعہ نکاح ص ۱۷۷-۱۷۸)

غصب کا مال ہووے گا، اور جو حاکم پکڑ کر دیدیوے، جب بھی حلال ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) پھانک، ہاڑا، احاطہ موشی خانہ۔ نور اللغات ص ۱۴۷ جلد دوم (دہلی: ۱۹۹۸ء) جس کو عام طور پر کانچی ہاؤس (Kanji House) کہا جاتا ہے۔ (نور)

1990

(۶۸۷) طوطا حلال ہے: سوال: صوط جو بے نور ہوتا ہے اور اس کو پال کر تین سال کا بھانا حلال

ہے یا مکروہ، یا حرام؟

(چوتھا باب)

جواب: حلال ہے۔ (۱)

(۶۸۸) اوجھڑی انتڑی وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟ سوال: اوجھڑی اور انتڑی اور کلیتین

(مردے) اور تلی حلال چہ نورق کھاتا چہ نزعے، یا نہیں؟

**جواب:** سب حلال و جائز ہیں، مگر روکا کھانا اولیٰ نہیں، اگرچہ درست ہے۔ (۲) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(پرست نامہ، جولائی ۱۹۵۲ء)

کتبہ الاحقر رشید احمد خٹو، عفی عنہ

(۶۸۹) کیا شوافع کے نزدیک مور کا کھانا جائز نہیں؟ سوال: طاہر مذب شافعی میں بھی

خدا سے مانگیں، اور نہیں تو اس وجہ سے حلال نہیں؟

(پرست خاص، سوالیہ ۱۴۰)

جواب: طافوس حرام ہے عند الشوافع، بعض کتب میں لکھا ہے۔

(۶۹۰) شیر جانور کا زبردستی دودھ نکال لینا؟ سوال: گاؤں میں وغیرہ سے زبردستی کر کے دودھ

ہیں، اُردو دودھ | ندے رہی | ہوا اور شوقی کرتی ہو، جائز سے پائیں۔ مثلاً اس کی دُریں پاتھ و غیرہ دے کر اور دُرا کر۔

جواب: شوق جانور سے زبردستی شیر لینا درست ہے، مگر خشکی کی حرکت نہ کرے، تو اچھا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خانم و مولیٰ ۱۳۴)

(۶۹۱) جانوروں کے بچے کو اس کی ماں سے علیحدہ کرنا؟ سوال: گھوڑی یا اور جانور کا بچہ حالت

شیرِ خوارکی میں یعنی جب کہ وہ کچھ تھوڑا آٹا بھی چرنے لگے، پانہ چرنے لگے، اس کی ماں سے عیدہ رہا جائز ہے، یا نہیں؟

(جوابتہی سوال نمبر ۱)

جواب: کئی مصلحت کے واسطے درست ہے۔

(۶۹۲) گھوڑے تیل وغیرہ کا خسی کرنا کیسا ہے؟ سوال: گھوڑے یا تیل کا خسی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(درست خاص: سوال ۷۸)

**جواب:** فحش کرنا مصلحت کے واسطے درست ہے۔

(۶۹۳) خچر کیلئے گھوڑے گدھے کو ملانا کیسا ہے؟ سوال: گھوڑی رگدھاؤ الناحازے، مانہیں؟

(۱) رونق محمد خانچہ سے شادی کرنے والی لڑکیوں میں سے ۱۰ حیات ہے جس کے حوالے سے (پاؤنڈ جرمی)

(۲) اردو میں بھی قحطی ہو جاتی ہے۔ اس کے شدید اثرات سے طبی نگاہ نگاہ سے اس کے علاج کو یومیہ اور قیامی قرار دیا ہے۔ اور یہ ہیں ان کے جو سات اجزاء اور مردہ تجربہ میں ملانے میں اردو میں نہیں۔ (پالہ جرنی)

جواب: ٹیچر لینا درست ہے، مگر اہت تنزیہ۔

(۶۹۴) گائے بھینس دودھ نکالتے وقت، اگر اس میں اپنی دم ڈال دے تو، کیا حکم ہے؟

سوال: گائے اور بھینس دودھ نکالتے وقت، جو دم گودودھ میں ڈال دیتی ہے تو وہ دودھ پاک رہتا ہے، یا نہیں؟

جواب: (اوپر کا جواب ہی اس کا جواب ہے) اس سے پہلے فتویٰ کے سوال میں یہ الفاظ تھری فرمائے ہیں۔

”پاک رہتی ہے، کیوں کہ جب دم سے اثر نجاست کا جاتا رہا، پاک ہوئی البتہ اگر دم پر نجاست

لگی ہو تو اس حالت میں پارچہ پنس ہو جاوے گا۔“

لہذا یہی حکم دودھ میں دم ڈال دینے کا ہے، اگر دم صاف ہے تو دودھ پاک ہے، لیکن اگر دم پر نجاست لگی ہوئی ہو تو دودھ

میں دم ڈال دینے سے دودھ ناپاک ہو جائے گا۔ (نور)

(۶۹۵) کچا لہسن پیاز کھانا صحیح ہے مگر اس کو کھا کر مسجد میں جانا؟ سوال: پیاز لہسن خام کھانا

جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لہسن پیاز خام درست ہے، مگر مسجد میں بوئے دہن سے جانا حرام ہے۔ (دست نام، ص ۱۰۷)

(۶۹۶) ناپاک لوگوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے

ہیں عاصی دین اس مسئلہ میں: کہ گاؤں وغیرہ میں جو راب پکتی ہے اور گڑ وغیرہ بنتا ہے، تو اس میں کام کرنے والے

چمار وغیرہ ناپاک ترین ہوتے ہیں، منکے میں راب یہی قوم بھرتی ہے اور گڑ کی بھیلی بناتی ہیں، غرض یہ ہے کہ ان کے

ہاتھ خوب طرح ڈوبتے ہیں، پس راب و گڑ وغیرہ کھانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اس راب و گڑ وغیرہ کا کھانا درست ہے شرعاً۔ اس کی دلیل شرع سے کہ اگر ان کے ہاتھ نجاست

میں ڈوبے ہوں، اور وہ کڑا ہی یا منکے وغیرہ میں آہاتھ ڈالیں، تو اب یہ ہاتھ اس کڑا ہی یا منکے میں پڑنے سے پاک

ہو گئے۔ اب جس شے میں ہاتھ ڈالیں جس نہ ہوگی، ربا وہ منکے وغیرہ جس میں نجس ہاتھ ڈالنا تھا، وہ ناپاک ہے، لیکن

چونکہ معلوم نہیں اور تیز نہیں کہ وہ کون منگی ہے، تو اب تمام منکیاں کھانی حلال و درست ہو گئیں۔ ہاں لاریب! جس کو

معلوم ہو کہ یہ وہی جی منگی ہے، تو اس کو اس کی راب و گڑ درست نہیں ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلام، ص ۱۳۵)

(۶۹۷) حرام آمدنی والے کے ہاتھ اپنا سامان بیچنا؟ سوال: تاجر کو روزی و دوزم وغیرہ کو

یعنی جس کی روزی حرام کی ہے، کوئی چیز فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس مال سے حج و زکوٰۃ و قربانی و صدقہ و نذر

نیاز کرنا جائز ہے، یا نہیں؟



**جواب :** تاجر کو حرام مال والے کے ہاتھ فروخت کرنا حرام، اس کا مال حرام ہوتا ہے، ایسے مال سے حج نہ کرے، سب کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

احقر رشید احمد گنگوہی غفری عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ طبع اول ص ۵۵)

**تصدیق جواب بالا:** فائدہ واضح کہ یہ صدقہ متقی پر ہیزگاروں کو نہ دے، ایسے شخصوں کو جو بالکل محتاج و تنگدست ہوں مثل کوڑھی و نابینا وغیرہ کو دیدے، یا مسافر کو ٹکٹ ریل یا سواری وغیرہ دلوا دے، بے نمازوں کو رضائی وغیرہ بنوا دے، عالم و طلباء کی خدمت نہ کرے۔ فقط عبدالمکریم واعظ سڑک (گیرانوی)

(۶۹۸) **نا جائز آمدنی والے کے یہاں کھانے سے نہایت احتیاط؟ سوال :** اکثر اہل کار سرکاری رشوت لیتے ہیں، بلکہ بعض اہل کار، مثلاً چوکیدار نمبر، یا ملازمان پولیس کی تو رشوت، تنخواہ سے بدرجہا زیادہ آتی ہے، اور علاوہ ازیں دیگر اہل حرفہ بھی اکثر حرام و حلال کی احتیاط نہیں رکھتے ہیں، اور قوت حلال بہت کم بلکہ منفقہ و ہے، اور ان کے یہاں کے کھانے سے بچنا نہیں ہو سکتا، پان یا الاپنگی و تمباکو وغیرہ تو ضرور ہی ان ہی لیادیا جاتا ہے، تو اس صورت میں کیا کرے؟

**جواب :** احتیاط ضرور چاہئے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۳)

(۶۹۹) **حرام مال میں ملی ہوئی حلال آمدنی سے بھی پرہیز؟ سوال :** ایک شخص کے پاس کچھ آمدنی حرام طور سے ہے، مثلاً سود وغیرہ کی، اور حلال طور کی بھی ہے، مثلاً کھیتی وغیرہ کی، تو ایسے شخص کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب :** حرام حلال سے ملا ہوا مال حرام ہوتا ہے، اس کو نہ کھاوے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۴)

(۷۰۰) **نا پاک شیرے یا تیل کی فروخت کا حکم؟ سوال :** شیرہ میں یا تیل وغیرہ میں چوباکر کر مر گیا، یا اور کوئی چیز ناپاک گر پڑی تو اس سے اور پاک چیز کا بدلنا، یا اس کو فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب :** اگر نحمد ہے، اس کو اس جگہ سے نکال کر پھینک دے، باقی پاک ہے، اور نجس شے دوسرے کو دینا نہیں چاہئے، کہ وہ اس کو استعمال کرے گا۔ البتہ جس کے مذہب میں وہ ناپاک نہیں، جیسا بھنگی اس کو اطلاع کر گئے دیوے، اور جو اندیشہ ہو کہ وہ دوسرے مسلمان کو دھوکا دے گا، تو نہ دے۔

(بدست خاص ص ۵۵)

(۷۰۱) **جند بیداستر کے دوا میں استعمال کا حکم؟ سوال :** جند بیداستر (۱) بقول اطباء خصیہ حیوان بحری ہیں، اس کا استعمال اور بغیر ذبح و تسمیہ کے قطع کئے جانے سے طاهر ہے، یا نہیں؟

(۱) جسے یا اسے ایک طرف دانت جس کا بیانی طب میں کی امراض خصوصاً دانت امراض میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ (نور)



**جواب :** استعمال اس کا جائز ہے اور وہ پاک ہے، اگرچہ وہ غیر مادی ہے مگر دیگر ائمہ کے نزدیک جائز ہے،

ضرورت احناف کے نزدیک بھی جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرغ آہاں ص ۵۰)

**(۷۰۲) دواؤں میں نشے والی چیزوں کا استعمال :** سوال : اگر کسی مرکب دوا میں بھنگ یا فیون

پڑی ہوئی ہو تو، اس کا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب :** نشہ کے قدر سے کم درست ہے، فقط

(بدست خاص ص ۴۰)

**(۷۰۳) جو ہر شراب بھی حرام ہے؟ مسئلہ :** جو ہر شراب میں حرمت و نجاست شراب کی باقی

ہے، کہ سمیت اعلیٰ درجہ کا سکر کا ہے، اس کا استعمال [حرام] ہے۔ فقط (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرغ آہاں ص ۵۰)

**(۷۰۴) شراب کے ناپاک ہونے کی وجہ؟ سوال :** شراب اگر نشہ کی باعث سے ناپاک ہے

تو فیون اور بھنگ کیوں ناپاک نہیں، اور اگر سر جانے کے سبب سے ناپاک ہے، تو پانی جو بلا آمیزش کسی ناپاک چیز کے

سر جاوے وہ بھی ناپاک ہونا چاہئے۔ غرض موجب نجاست کا تحریر فرمادیں اور اس کی وجہ بھی تحریر فرمادیں کہ جب

شراب میں نمک ملا دیں، تو وہ سرکہ بن جاتا ہے، کیوں ناپاک نہیں رہتا، کہ دراصل تو وہ ہی شراب ناپاک تھی؟

**جواب :** شراب بحکم حق تعالیٰ نجس ہوئی، جیسا کہ پانی اس کے حکم سے پاک ہوا، کہ شراب کو قرآن میں

رجس فرمایا ہے۔

جواب تو ہو چکا۔ اب سنو! کہ ایسی حجت اگر آپ کریں گے، تو کوئی شے پاک و ناپاک نہ رہے گی، مثلاً پوچھو گے

کہ پیشاب کیوں نجس ہے، اگر پتلا ہونے کے سبب تو پانی اور شیر بھی چاہئے نجس ہو، اور جو آدمی کے اندر سے نکلنے کے

سبب، تو تھوک بھی چاہئے ناپاک ہو۔ علیٰ ہذا! اگر تمہارا یہی قیاس ہے تو اس کا سلسلہ بے نہایت ہے، پس آپ کو ایسے

شبہات نہ کرنے چاہئیں، کیا ہم اور تم اور کیا ہماری قیاس اور سمجھ جو احکام میں حجت نکالیں۔

اور سرکہ شراب کا اس واسطے ناپاک نہیں، کہ اس کی حقیقت بدل گئی، دیکھو منیٰ اور علقہ نجس تھا، آدمی [بن کر] پاک

(بدست خاص ص ۳۴)

ہو گیا کہ حقیقت بدل گئی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

**(۷۰۵) حقہ پینے کا کیا حکم ہے؟ سوال :** حقہ پینا جائز ہے، یا نہیں؟

(بدست خاص سوال ۹۱)

**جواب :** حقہ مکروہ ہے، بکراہت تنزیہی۔

(۱) یہ جواب اصل نسخہ میں اسی طرح ہے، اعلیٰ درجہ کے سکر کی صراحت سے پہلے، جو ایک لفظ ہے وہ واضح نہیں ہے۔ (نور)





(۷۰۹) نمائش میں سامان رکھنا جائز ہے، اور اگر کسی چیز

سوال: ایک شخص نے بائیس فقرہ حصہ کے

پر انعام ملے، تو اس کا حقدار اس چیز کا بنانے والا ہے:

ایک چوتھی (۱) کسی شخص سے لے کر، میلہ نمائش

میں بغرض انعام رکھدی، اس پر کسی قدر انعام ہوا،

بقدر انعام کے مالک چوتھی، حصہ چاہتا ہے، اس کو حصہ دینا چاہئے، یا نہیں؟ اشیاء نمائش کا ایسی جگہ رکھنا کیسا ہے؟ بینو تو جروا!

جواب: انعام نمائش گاہ، کا بنانے والے کے واسطے ہوتا ہے، سو یہ انعام نہ حق مالک چوتھی کا ہے، نہ رکھنے والے

کا، (۲) فقط۔ اور نمائش گاہ میں اسباب رکھنا درست ہے، مگر وہاں جو کوئی معصیت ہوتی، تو شرکت اس کی درست نہیں۔

(نجوم کاں ص ۲۳۳-۲۳۴)

(۷۱۰) مشرکانہ اور غیر اسلامی کتابیں بیچنا کیسا ہے؟ سوال:

تاجر کو بیچنا کتب دین مشرکین کا

جن میں رغبت ہے عبادت غیر اللہ کی اور تعریف اس دین کی، اور قصہ سانگ ہولی دیوالی اور ان کے اوتاروں کے اور

پوتھیاں شاستر کی جائز ہیں، یا نہیں؟ اور ان کتابوں کا جو بدعتیوں کی تصنیف ہیں، جن میں بدعت کی ترغیب ہے، مثل

عرس مزامیر وغیرہ اور کتب رافضیوں کی، جن میں ان کے مذہب کی خوبیاں اور اکابر دین کی برائیاں ہوں، اور کتب نجوم

ورمل و فال و شگون اور بیچنا کتب غزلیات دیوان وغیرہ، مانند قلق، ضامن، ظفر، مؤمن، اور ان کتابوں کا جن میں

تصویریں ہوں، یعنی مثنوی میر حسن، و قصہ سپاہی زادہ جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

اگر یہ منع ہیں تو کس درجہ کی ممانعت ہے، حرام ہے، یا مکروہ تحریمی، یا تنزیہی وغیرہ، مع حوالہ کتب تحریر فرمادیں۔

جواب: کتب مشرکین کے مذہب کی اور حرام امور کی اور اہل بدعت کی بدعات رواج دینے کی کتب، اور

شیعہ مذہب کی کتب اور نجوم فال کی کتب کا بیع کرنا حرام ہے، کہ اعانت حرام کام کی ہے اور اعانت حرام کی حرام ہے، اور

قصہ کہانی کی کتب اور اشعار کے دیوان مکروہ ہیں، کہ حرام کام کی اس میں اعانت نہیں ہے، مگر عبث وقت ضائع کرنا اور لہو

کے امور ہیں اور تصویر کی بیع بھی حرام ہے، بدایہ میں لکھا ہے:

أن سبب الحرام حرام (۳) جو سبب حرام کا ہوتا ہے، وہ بھی حرام ہوتا ہے۔

(فیوض رشیدیہ، بیع اول ص ۲۲۲)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) چوتھی، ایک قسم کا سوتی بستر، جس کو چار تہہ کر کے بچھاتے ہیں۔ نور اللغات ص ۵۰۸۔ جلد دوم۔ (نور)

(۲) یہ مسئلہ عرف کے تابع ہے، اب عرف بدل گیا ہے، فرم کا مالک چیزیں، بناتا ہے، اور یہی نمائش میں بھی رکھتا ہے، پس وہی انعام کا بھی حقدار ہوگا۔ (یگان پوری)

(۳) بدایہ۔ کتاب الکراہیۃ، فصل فی الاستبراء وغیرہ ص ۳۶۶ جلد چہارم، مکتبہ فتاویٰ دہلوی پبلشرز

مفتی الہی بخش اکیڈمی، کانپور



(۷۱) مدرس کو ہندو مسلمان شاگردوں سے عیدی لینا؟ سوال : معلم کو متعلم مسلمان ماہانہ

سے عیدی یا آغاڑی، بطور نقد یا جنس لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب : عیدی اور آغازی معمولی و عرفی لینا سب سے درست ہے، مگر ہنود کے تہوار میں ایسے مضامین لکھ کر دینا، جن سے کفار کے تہوار کی تعریف ہو، حرام ہے۔ فقط

(مجموعہ اسلامیات)

(۷۱۲) فقیر کے مانگے ہوئے پیسے اور سامان کا خریدنا تبادلہ کرنا کیسا ہے؟ سوال: فقیر

لوگ جو غلامانگ کر جمع کر لیتے ہیں یا کپڑا، تو ان آج کل کے فقیروں سے وہ غلام یا کپڑا جو مانگا ہوا ہے، کسی کو خرید کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کا خریدنا درست نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم۔

(بدست خاص، ص ۸)

**toobaa-elibrary.blogspot.com**

(۱) یہ آدمی قیل کے پیشرو تھیں۔ ان کا نام اربو ہے جس کو کوچہ صدقہ دینا چاہتے تھیں۔ پس وہ اس بھیک کے تقارن ہونے کی وجہ سے مامک نہیں ہوتے اس سے ان سے اس غلام وغیرہ کا خریدنا درست نہیں لیکن اگر کسی کے بارے میں یا تحقیق معلوم ہو کہ وہ غریب ہے تو اس سے خریدنا درست ہے اگر وہ بھیک کا سامان دیں بیچنا، بیچنے والے کو یہ درست نہ کہ بھکاری ہوتے ہیں۔ (پانچ پوری)

## کتاب الحظر والاباحہ



### (مردوں اور عورتوں کے بعض مسائل)

(۷۱۳) ڈاڑھی کی کیا مقدار ضروری ہے؟ سوال: ڈاڑھی بقد یک شط، غلشت تھی، غلشت

کچھ ہے یا غیر کچھ؟

جواب: ریش یک شط غلٹ ہے، دو غلٹ زیادہ اور مشہور ہے، ایک شط سے کم کافی

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۱۴) ریش بچے کے منڈوانے کا حکم؟ سوال: اگر بزرگ مرد چاہے ریش بچے سے

منڈوانا چاہتا ہے یا نہیں؟

جواب: بچہ ریش کا منڈوانا درست نہیں (۱)

(۷۱۵) کان کے پاس بڑھے ہوئے ڈاڑھی کے بال تراشنے کا حکم؟ سوال: جس

کے جملہ بال ریش سے بڑھ جاتے ہیں، ان کو تراشنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، حافظ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۱۶) بال کٹوانا خطہ بخانا کس دن افضل ہے؟ سوال: جس

روز میں جو روز جمعہ یا جمعہ روز جمعہ سے روز جمعہ

جواب: سب چار دنوں کی کوئی روایت صحیح غلطیت کی نہیں مگر ہر روز کوئی دن بھی

یوں چاہئے۔

(۱) اگر بال بچہ کو ریش میں غلط ہے تو ۱۵ دنوں کے عرصے میں بچہ کو ریش کا منڈوانا درست ہے۔



## (۷۱۷) مونچھوں کے تراشنے کی مقدار کیا ہے؟

سوال: اندازہ و رفتن مونے لب از عرض و طول بیان فرمائید، پس اگر از حد کم یا بیش کند، چہ گناہ است؟

ترجمہ: مونچھ کاٹنے کی نہایت چوڑائی بیان فرمائیے، پس اگر اس حد سے کم یا زیادہ کرے، تو کیا گناہ ہے۔

جواب: مونے کے لب (بالا) یا شد آں را اشارت گویند، پس ہر قدر موم کہ بردہ کن و لب بالا یا شد آں را

بیمہ و قدر آں کہ نہ رہ لب ظاہر گردد، اگر کم ازین خواہد گرفت، بویہ مشابہت مجوس و بنود گناہ و تیر و خواہد شد:

ترجمہ: وہ بال جو نہایت کے اوپر ہوں، ان کو مونچھ کہتے ہیں، پس جس قدر کہ بال منہ اور اوپر کے ہونٹ کے اوپر ہوں،

ان کو کچھ ہے۔ اس قدر کہ نہایت کا کنارہ ظاہر ہو جائے، اگر اس سے کم کاٹے گا، تو مجوسیوں اور یہودیوں کی مشابہت

کی جیسے، نہ تیر و ہوگا۔ (حدیث شریف) میں ہے:

أخفوا الشوارب خالفوا المحوس۔ الحدیث فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (۱)

مونچھوں کو خفیہ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱: نور) (محمود کون سن ۱۳۸۱ھ)

## (۷۱۸) گلے کے بال منڈوانے کی حد اور وضو میں ڈاڑھی کی حد؟ سوال: گلے پر سے بال

منڈانے میں یا وضو میں بال ڈاڑھی کے جھونے میں، ڈاڑھی کہاں تک کھچی جاتی ہے، یعنی گلے کے بال منڈانا یا وضو میں نہ دھونا، کیسا ہے؟

جواب: گلے کے بال داخل ڈاڑھی میں نہیں، اس لئے ان کا منڈانا جائز اور وضو میں دھونا ضروری نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، سوال ۱)

## (۷۱۹) سر کے کچھ بال منڈوانے اور کچھ بال رکھنے کا حکم؟ سوال: سر کے بال کچھ منڈانے

اور کچھ رکھنے، مثلاً: سر کے پیچ میں سے، یا طرف سے جائز ہیں، یا حرام؟

جواب: سر کے بال کچھ رکھنے اور کچھ منڈانے ناجائز ہیں، یا سب بال رکھے یا سب منڈا دیوے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص، ص ۶)

## (۷۲۰) ابرو اور پلک کے بال کاٹنے کا حکم؟ سوال: بال ابرو کے و پلک کے اور ہڈی کے اور حلق

کے ہونڈا اور منہ کا راس نوچنا اور سینہ و پٹنڈی وغیرہ کے بال صاف کرنا، کیسا ہے؟

۱۔ ابرو و سینہ عن یحییٰ بن عمر عن اسی عنی اللہ عنہ وسلم قال: «خففوا الشوارب و اغفوا اللحی» ص ۲۹، ج ۱ کتاب الطہارۃ باب  
حسب الفہرہ: مجتہد دہلی ۱۳۱۴ھ سر مسلم کتاب الطہارۃ باب غسل الفطوۃ ص ۱۳۳ جداول رقم الحدیث ۲۵۹  
ابوفہ نظر محمد القاری ص ۱۵۱ طبع بیروت ۱۳۷۰ھ

(نور)

ملفوظات امین علیہ السلام

جواب: زائد کا کٹنا درست ہے۔ فقط

(بدعت خاص نمبر ۳۰)

(۷۱) موئے زیر ناف کا صاف کرنے کا حکم؟ سوال: موئے زیر ناف کا صاف کرنا فرض ہے،

یا واجب، یا مستنون اور کتنے روز میں صاف کرنے کا حکم ہے؟

جواب: موئے زیر ناف کا ازالہ واجب ہے، چالیس دن تک حد ہے۔ فقط

(بدعت خاص نمبر ۳۱)

(۷۲) موئے زیر ناف اگر چالیس دن تک صاف نہ کئے تو؟ سوال: موئے زیر ناف اگر

چیل روز تک صاف نہ کرے، تو گنہگار بھی ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: چیل روز تک حد ہے، بعد چیل روز کے گنہ ہوگا۔

(بدعت خاص نمبر ۳۲)

(۷۳) موئے زہار کہاں سے کہاں تک ہیں؟ سوال: موئے زہار کہاں سے کہاں تک ہیں، کہ جن

کا حکم صاف کرنے کا ہے؟

جواب: ناف سے لیکر ذریعہ صاف کرنے کا حکم ہے۔

(بدعت خاص نمبر ۳۳)

(۷۴) مرد کو بالوں کے ازالہ کے لئے نورہ کا اور عورتوں کو استرہ کا استعمال جائز ہے، مگر؟

سوال: استعمال نورہ کا مرد کو اور استرہ کا عورت کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، غرض ازالہ موئے، اگرچہ کوئی مصلحت اس کے خلاف ہو، مگر شرع کا گناہ نہیں۔

(بدعت خاص نمبر ۳۴)

(۷۵) موئے زیر ناف کا پنبی سے کاٹنا اور اس سلسلہ

میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی دی گئی خواب کی تعبیر

جواز کی دلیل کیا ہے اور اگر جائز ہے تو مولانا

شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیوں منع فرمایا ہے؟ (۱)

جواب: یہ قصہ خود غلط ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فرمانا یعنی منع کرنا غلط ہے۔ اس کی درستی مودہ

(۱) یہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے ایک مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ

”ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ یا حضرت میں نے آج شب خوب میں دیکھا کہ میری رونق سے دو کتے مر گئے ہیں، اور حضرت جب سے رات

دیکھا ہے کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ مجھ پر کیا صدمہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اس قدر دیکھ ہی بیٹھنا کہ کتے مر گئے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے، میں نے اس

منع کرو کہ پادریاں نہ کرے۔ میں جودہ پخت کیا تو واقعی ایسی ہی حالتیں آئیں کہ میں نے خوب سوچا کہ میں نے کیا کیا ہے؟“ (فتح مبینی ج ۱ ص ۱۰۹)

یہ واقعہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے احوال و ঘটناات پر اور بھی کئی کتابوں میں آ رہا ہے مگر اس میں ذرا بڑھوت کی ضرورت نہیں، لہذا صاف اس خواب کی وجہ

سے ان کو منع کیا ہوگا؟ اس طرح کے خواب کی یہی تعبیر، اللہ تعالیٰ تعزیت سے بھی مقول ہے۔ (نور)

ملفوظ ابی خلیل، بیانی، ناشر

واللہ تعالیٰ اعلم

ہے اور بالوں کا دغیر مقرر اس سے جائز ہے مگر چونکہ استیصال اچھی طرح نہیں ہوتا، اس واسطے مستحسن بھی نہیں ہے۔ فقط،  
(مجموعہ فرخ آباد، ص ۵۰-۵۱)

(۷۲۶) مونے زہار کو چھپانے کا حکم؟ سوال: مونے زہار کا صاف کر کے پوشیدہ کرنا فرض

ہے، یا کیا؟

(بدست خاص، سوال ۲۹)

جواب: شرم کی جا کے بال کو چھپانا، قریب واجب ہونا چاہئے۔ فقط

(۷۲۷) بال اور ناخن کا گندگی میں ڈالنے نیز ان کے متعلق چند احکام؟ سوال: ایک کتاب

میں لکھ ہے کہ بال اور ناخن چائے طہارت و پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے اور مورث زحمت ہے، اور ناخن و انگوٹوں سے یا  
کارو سے کاٹنا برص پیدا کرتا ہے، صحیح ہے یا غلط؟

اور ناخن یہ یعنی نیز نہ سے ناخن کترنا جائز ہے، یا مکروہ؟

جواب: ناخن اور بال کو نجاست کی جگہ ڈالنا مکروہ ہے، اور چھری مقرر اس سے، ناخن کا کاٹنا درست ہے،

دانت سے کاٹنا گناہ نہیں، مگر بہتر نہیں ہے۔ باقی ان روایات کا مجھ کو حال معلوم نہیں کہ کیا زحمت ہوتی ہے۔

(بدست خاص، سوال ۱۱۰)

(۷۲۸) مہندی اور سیاہ خضاب کا حکم؟ سوال: علمائے دین شرع متین سے سائل کا سوال ہے:

کہ مہندی لکھنی و اڑھنی اور مسلمان کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مسلمان و مہندی لکھنا درست ہے، مگر سیاہ خضاب کرنا منع ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد نقشبوتی مفتی عنہ

(مجموعہ کائنات، ص ۲۰۹)

(۷۲۹) تیل کے سیاہ خضاب کا حکم؟ سوال: اور خضاب تیل اچھا ہے، یا نہیں؟

جواب: خضاب سیاہ خواہ کسی شے کی کرے یا نہ کرے، ہوا سیاہ کے درست ہے۔ (مجموعہ نکاح، ص ۲۳۳-۲۳۴)

(۷۳۰) سرخ رنگ کے کپڑے استعمال کرنا کیسا ہے؟ سوال: سرخ مثل استعمال مردوں

کے واسطے کیسا؟ احادیث جواز و عدم جواز دونوں قسم کی موجود ہیں (ابایں بعد جواب ہر قسم کی حدیث کا ہوسکتا ہے، کاپ  
کے نزدیک مذہب محقق کیا ہے اور حدیث راجح کوئی ہے، فرد کے نیچے اگر استر کے طور پر لگالیا جاوے، تو شرعاً خرابی ہے  
یا نہیں؟ در صورت خرابی نہ تلبہ استعمال مخصوص رہے گا یا نماز میں بھی نقصان ہوگا، بیوقوفو تجروا۔

الجواب: پارچہ سرخ کے بارے میں احادیث مختلف ہیں بعض حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مطلق سرخ منع فرمایا، اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ معصفر سے منع فرمایا۔ اور بعض حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرخ خالص

آپ نے پہنا، یہ سب احادیث صحاح میں التہذیخ کے اس میں دو مذہب مخبر ہے: ایک یہ کہ مطلق سرخ ناجائز، اور آپ اصل التہذیب و سلم نے جو سرخ پہنا تھا وہ معصط تھا، دوسرا یہ کہ سرخ معصط حرام ہے، اور جہاں مطلق سرخ آیا ہے وہاں مراد معصط ہے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو سرخ پہنا وہ معصط تھا، بلکہ دوسری قسم کا سرخ تھا، پہلا مذہب مطلق سرخ اور دوسرے میں وسعت ہے۔ صاحب درمختار اور دیگر بعض فقہاء نے مذہب ثانی کو اختیار کیا ہے، پس ہمارا مذہب ثانی سرخ استر جائز ہے اور پہلے مذہب پر نادرست۔ فقط، والہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ، ج ۱ ص ۱۲۷)

(۷۳۱) مردوں کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے کا حکم؟ سوال: سرخ رنگ کا پتہ مردوں کو پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** سرین شمعصر کا تو حرام ہے اور غیر اس کے خواہ سرین ہی مہو یا پچھتہ بعض عام چیز کہتے ہیں اور بعض منع فرماتے ہیں۔ ایسی تقویٰ ترک اس کا ہے۔ اور اگر سرین پہنچتا تو مباح ہے کہ بعض عام کا فتویٰ کافی ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۱۹)

(۷۳۲) ولایتی چھینٹ کا کیا حکم ہے؟ سوال: اور آج کل بچے رنگ کی چھینٹیں، لوٹ استعمال کرتے ہیں، اس سے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** السلام علیکم جو چیفٹ (۱) ولایت سے آتی ہے وہ پاک ہوتی ہے، جب تک تحقیق نہ ہو جائے کہ کچھ نجس رنگ پڑا ہے۔  
 (از مرقہ قلی فیاض ص ۲۸۰، مشکوٰۃ ج ۳ صفحہ ۴۷۹، حاشیہ نمبر ۱)

(۷۳۳) مرد کو سونے چاندی کی بوتام اور گھڑی کی زنجیر لینی کیسی ہے؟ سوال: مرد کو چاندی سونے وغیرہ کی بوتام (۲) دینی بند اوہ گھڑی کہ جس میں اس قسم کی زنجیر ہو، زیر لباس کرنا درست ہے، یا نہیں؟

**جواب :** مرد و چاندی سونے کے بن جو کپڑے میں لگے ہوتے ہیں، جائز ہیں، اور چاندی کی گھڑی اور رنجیر گھڑی کی حرام اور یہ گھڑی اور رنجیر عورت کو بھی ناجائز، اگر عورت بغیر گھڑی کے رنجیر ڈالیں تو جائز ہے۔ (۳) فقہاء -  
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ رسائل ص ۳۷۶)

(۱) فتح برصغیر۔ جس میں ہندوؤں کا خوش معاش اور خوش حال پیدا ہوا۔ ۱۰ اگست ۱۹۴۳ء۔ جہدِ بھارت۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء۔  
(۲) جیسے، جلدی، سونے کی گھڑی یا جہیز۔ نورالافغانی مولوی نورالحسن علیا کا دورویں ص ۶۸۳ جہدِ مال (جی، ۱۹۹۹ء) قریب آئینہ ہندو سید احمد جلدی، ص ۳۱۹ ج ۱: (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷

ملفوظات امیر المومنین علیه السلام

toobaa-elibrary.blogspot.c

(۷۳۳) مردوں کے لئے گھڑی کی چاندی کی زنجیر کا حکم؟ سوال: گھڑی کو چاندی وغیرہ کی

زنجیر میں سینہ یا گھٹے میں لٹکانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ناجائز ہے، چاندی سوئے گھڑی و زنجیر سب ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۳)

(۷۳۵) عورتوں، مردوں کیلئے ایک دوسرے کی مشابہت کا حکم؟ مسئلہ: مردوں کا جو

جب دونوں میں امتیاز ہو تو درست ہے، کیونکہ شبہ بالرجال نہیں ہے۔ پانچامہ کھلا سفید یا رنگین کا بھی یہی جواب ہے، کہ طرز

پانچامہ مردوں سے جدا ہو، اور بالوں کی چوٹی گونے سے گوندھ کر، اسی طرح اگر نماز پڑھیں تو کوئی حرج نہیں، مگر چونکہ

باندھنا جیسے تو مسکھ کی عورتیں کرتی ہیں، بوجہ شعار کفار کے مکروہ ہے اور نماز میں بھی مکروہ ہوگا۔ فقط۔

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ

(۷۳۶) کسی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگٹھی پہننے کا حکم؟ سوال: بیماری میں لوہے وغیرہ کی

انگٹھی خواہ چھلا، پہننا جائز ہے، یا نہیں؟ جیسا کہ سب مرض میں مفید لکھا ہے۔

جواب: اگر کوئی اور علاج نہ ہو تو درست ہے۔ (بدست خاص ص ۱۳۰)

(۷۳۷) تعویذ کیلئے چاندی یا تانبے کے خول کا حکم؟ سوال: تعویذ کا خول چاندی تانبہ وغیرہ

کا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۹)

(۷۳۸) دانتوں میں سونے چاندی کی میخ لگانے کا حکم؟ سوال: دانتوں میں سونے اور چاندی

کی میخ لگانا کیسا ہے؟

جواب: ضرورت کے واسطے درست ہے، ورنہ ناجائز۔ فقط (بدست خاص ص ۳۸)

(۷۳۹) انگریزی بوٹ پہننے کا اور اس کی تجارت کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین:

کہ بونی منڈی یعنی بوٹ پہننا جائز ہے، یا نہیں؟ اور دوکاندار مسلمان کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

اور میں نہیں کا خطاب جس سے جلد سیاہ ہو جاوے؟

اور مسلمان عورت کو زنجیر باسجہ، اور پہننا اور جاکو جو سب نقص، جن کا پڑھنا جائز نہیں ہے، اس کی جلد کی مزدوری

جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بوٹ پہننا مسلمان کو مکروہ ہے، مشابہت نصاریٰ کی اس میں ہوتی ہے، اور دوکاندار کو اس کی بیع کرنا

مسلمانوں کے ہاتھ مکروہ ہے اور کفار کے ہاتھ بیع کرے تو جائز ہے۔



اور خضاب سیاہ بھی منع ہے اور عورت کو باجے کا زیور پہننا بھی مکروہ ہے، اور جو نامحرم اس کی آواز سنے تو حرام ہے۔ اور قصہ کہانی غیر مشروع کی جلد بھی بنانا مکروہ ہے، مگر اجرت اس کی جو ہے [وہ حلال ہے۔ فقط]

کتبہ الراہی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۸-۲۱۹)

(۷۴۰) ہر قسم کا موزہ پہننا صحیح ہے؟ مسئلہ: جراب خواہ کسی طرح کی [بے درست ہے، مگر اگر

کوئی تشبہ غیر مذہب کا ہوگا تو وہ صورت مکروہ ہو جاوے گی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳)

(۷۴۱) عورتوں کیلئے کون کون سے زیور ناجائز ہیں اور کون سے جائز؟ سوال: عورت کو

گھونگھرو پازیب گو جری وغیرہ پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: پہننے کا زیور نہ پہننا چاہئے، کہ باجا، نا جائز ہے۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۷۰)

(۷۴۲) عورتوں کے لئے کس قسم کے زیور جائز ہیں؟ سوال: آپ نے عورتوں کے واسطے

ہر قسم کا زیور جائز فرمایا ہے اور بعض کتب فقہ میں پتھر اور پیتل کا زیور حرام لکھا ہے۔ یہ مسئلہ ان کتابوں میں مردوں کے لئے

خاص ہے یا عورتوں کے لئے بھی؟

جواب: فقہ کی کتب میں خاتم [انگوٹھی] کو لکھا ہے، مگر دوسری کتب سے سب قسم کے زیور درست معلوم

ہوتے ہیں، عورتوں کے واسطے، فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۰)

(۷۴۳) عورتوں کو ناک میں زیور پہننا؟ سوال: ناک کان میں گہنا پہننا عورت کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔

(۷۴۴) عورت کیلئے مٹی لگانے کا حکم؟ سوال: عورت یا مرد کو مٹی لگانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مرد کو مٹی حرام عورت کو درست، مگر دانتوں میں جزم مٹی کا نہ جھے، اگر جھے گا تو غسل سے پاک نہ

ہوگی۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۵۵)

(۷۴۵) کا جل لگانے کا حکم؟ سوال: کا جل لگانا مردوں اور عورتوں کو آنکھ میں جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر نفع مرض کو دے تو درست ہے مرد کو، اور عورت کو ہر حال درست ہے۔ فقط

(بدست خاص ص ۳۴)

(۷۴۶) گلٹ کا زیور پہننا جائز؟ سوال: گلٹ کا زیور پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۰)

(۷۷) والدین کی عزت برادری کے اصولوں پر مقدم ہے: سوال: ایک قصائی بیوہ نے

ایک نورباف کے ساتھ نکاح کیا، اس قصائی کی پہلے خانہ سے لڑکا ہے اور برادری کے لوگ اس لڑکے کو یوں کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی والدہ سے عدلیہ یا اس کی خدمت یا تاجدار کی توجہ تھوڑا ذات سے نکال دین گے۔ اس صورت میں اگر لڑکا برادری کا کہن مان کر اپنی والدہ سے نہ ملے اور کہن اس کا اور تعظیم (و) تکریم واجب نہ آکرے، اور نہ بیوہ کی تندرستی میں اپنی والدہ کے پاس آوے، آیا وہ گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے منع کرتے ہیں، وہ گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر کہن اپنی والدہ کی تاجدار کی فرض ہے، برادری کا کہنا خلاف شرع نہ مانے اور وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔

رشید احمد (فیض رشید ص ۲۸۲)

(۷۸) بعض برادریوں کی رسومات اور ان کی شرعی حیثیت؟ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس

مسئلہ میں کہ ایک قوم میں چند چودھری مقرر ہوئے، برادری میں یہ بندہ بست کیا گیا کہ جو کوئی غیر قوم کی عورت لاوے، یا ایک عورت کے اوپر دوسرا نکاح کرے، تو اس کے اوپر روپیہ جرمانہ ہو، دیگر جو بھی جی (۱) تقسیم ہو برادرانہ، اس کو جو واپس کرے روپیہ جرمانہ دے، دیگر جو دوسرا دوسری اس کی کیا چاہے، چودھری یا اور کوئی برادری کا ۳۳ روپیہ جرمانہ دے۔

جرمانہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کھانا سب کے پاس تقسیم نہ ہونے پائے، جو پہلے سے حصے آدمی کھانا شروع کر دیں تھے تو ایک صحت کی بدترکبی تھی۔ نوکر مانگے کا کریں تھے اور حصے آدمی پہلی بیوی کو کسی رشتے کے باعث سے نہیں لے جاتے ہیں، اس باعث سے یہ قید جرمانہ کی لگائی گئی ہے۔ جب سے یہ قید لگی ہے برادری کا انتظام اچھا ہو گیا ہے اور جرمانہ کر کے بعد میں پاگلے لڑکے جرمانہ واپس بھی روپیہ ہے۔ تو اس صورت میں جرمانہ کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ جب بھی تقسیم ہوئی، چند جگہ سے واپس آنی عورتوں نے واپس کر دی، مردان کے موجود نہ تھے، بعد ازاں ایک چودھری نے مقرر بھیجی، یہ بات قائم ہو چکی تھی کہ جو بھی ۳۳ روپیہ جرمانہ دے گا، بعد ازاں ان چند آدمیوں کو چودھریوں نے چننایت کے روپیہ ملا دیا، دریافت کیا کہ تمہارے یہاں سے بھی کیوں واپس آئی، انھوں نے حلف سے بیان کیا کہ بروقت پانچیت کے ہم موجود نہیں تھے، صبح کو ہم کو خبر ہوئی، ہم باہر یا بازار چلے گئے بعد میں بھی تقسیم ہوئی، ہم میں انھوں نے لاطمی سے واپس کر دی، ہمارا کچھ قصور نہیں ہے، اور بھی اگر قصور مند تصور کرتے ہیں تو اللہ کے واسطے ہمارا قصور معاف فرماؤ، آئندہ انشا اللہ ایسا نہ ہوگا۔ اس کے اوپر چودھریوں نے کچھ غور نہ فرمایا، پھر

میں نے ان سے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے تو میری قسم ہے کہ وہ اس لڑکی کو میرے پاس سے تقسیم کیا جائے۔

اردو لکھنؤ، ۹ جولائی ۱۹۸۸ء، اردو لکھنؤ پورہ، کراچی، ۱۹۸۸ء

مفتی محمد امجد علی صاحب



نے ان کی طرف سے عرض کیا، کہ بھائیو! جب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا معاف فرمادیتے ہیں، تو بھائی بھی ان کی خطا اللہ کے واسطے معاف کر دیں، تو اس کے اوپر تمام برادری کے سامنے، ایک چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ بیشک اللہ اور رسول معاف کر دیتے ہیں، مگر بیچ معاف نہیں کرتے۔ عمر یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہا۔ اُس وقت اُن آدمیوں پر پی کس ۴ روپیہ جرمانہ کر دیا اور جس چودھری نے دوبارہ بھاجی بھیجی تھی، اس سے چشم پوشی اختیار کی، تو اس صورت میں ان کو ظالم یا نا انصاف کوئی کہہ دے، آیا جائز ہے، یا نہیں، اگر کسی نے کہہ دیا تو اس پر جرمانہ کرنا، یا اس کو جرمانہ دینا جائز ہے، یا نہیں۔ از روئے شرع شریف؟

**الجواب:** یہ چودھریوں کے قواعدی خلاف شرع ہیں، چودھری اور سب لوگ اس کے قبول کرنے والے بے انصاف اور ظالم ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم  
رشید احمد گنگوہی غفی عنہ  
الجواب صحیح۔ حکیم ابوالقاسم محمد عبدالرشید انصاری سہارنپوری غفی عنہ الجواب صحیح۔ ابوالحسن غفی عنہ۔

جواب جو حضرت مولانا مخدوم زمان، جناب مولانا رشید احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے، درست ہے، اور یہ واضح ہو کہ ایک جماعت اہل اسلام کی متفق ہو کر، قواعد خلاف شرع شریف کے تجویز کرے اور برادری کا دستور العمل اس کو قرار دے، نہایت مذموم ہے اور اس گناہ سے زاید ہے کہ ایک شخص اس حرکت کا مرتکب ہوا، اہل اسلام کا خطاوار ہونا کسی امر میں اور بات ہے اور قواعد خلاف شرع شریف ایجاد کرنا اور امر ہے۔ سرکار نے قانون خلاف اسلام ایجاد کیا، وہ جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ اسلام کی پابند نہیں، مگر اہل اسلام کی شان سے خلاف شرع قانون ایجاد کرنا بہت بعید ہے۔ احمد علی عنہ  
بارغ فیض (تالیف مولانا حشمت علی بنارس شاگرد مولانا محمد مظہر نانوتوی) [در عدم جواز سفر مزارات اولیاء] مطبع ہاشمی بنارس ۱۸۹۳ء (۱۳۱۱ھ)

**(۷۴۹) بلا نکاحی عورت رکھنے والے سے سلام و تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ سوال: زید (جو بغیر نکاح کے عورت کو رکھے ہوئے ہے) کو سلام علیک کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا، اور اس کے ساتھ کھانا پینا مسلمان جان کر کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور زید سے یہ امور یعنی سلام علیک وغیرہ خاص برادری زید کو ہی منع ہے، یا کل مسلمانوں کو۔**  
**جواب:** زید کے ساتھ سلام علیک کریں، نہ اس کے سلام کا جواب دیں۔ زید سے سب مسلمانوں کو متارکت چاہئے، زید کو مثل چار بھنگیوں کے جانیں، غرض سب مسلمانوں کو زید سے ترک کرنا چاہئے، کچھ برادری پر منحصر نہیں۔  
(فیوض رشیدیہ ص ۲۰)

رشید احمد

**(۷۵۰) شخص مذکورہ بالا کی حمایت کرنے والے گنہگار ہیں: سوال: ایک شخص نے زید مذکور کی برادری میں سے کل برادری کی دعوت کی، جس وقت کھانا کھانے گئے ایک مہتر نے زید اور اس کی بیوی کو وہاں دیکھ کر کہا، کہ بچو! یہ برادری کا چور ہے اس کو نکال دو، بعدہ برادری کے لوگوں نے پچائیت کی [کہ] مہتر کو ذات سے ڈال دینا**

چاہئے، کیونکہ اس نے زید کی بیٹہ کی، ہم نے زید کو صرف اپنے قصبہ کی برادری سے خارج کیا ہے، نہ اور کسی جگہ کی، کیونکہ جس نے ہماری دعوت کی ہے، اگرچہ ہماری برادری ہے لیکن پر دہیسی ہے، پھر مہتر نے کہا کہ اس نے جو یہ کام خلاف شرع کیا، تو ہمارے کل شہروں کی برادری سے، بلکہ کل مسلمانوں سے خارج ہو گیا۔ اس بات پر برادری نے کچھ خیال نہ کیا۔ زید کے ہم ادو کو مہتر مذکور کو ذات سے متحدہ کر دیا، اب اس میں برادری حق پر ہے، یا مہتر؟ فقط

جواب: مہتر نے جو کچھ کہا وہ حق کہا، اور جو لوگ مہتر کو ذات سے ڈالتے ہیں، وہ گنہگار ہیں۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح، محمد راجع اللہ عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ مظفر نگر۔ الجواب صحیح، سید محمد دم کا ندھلوی حال مقیم مظفر نگر، راقم المباحث مفتی عنہ۔ العبد الایسر عبد الکریم، واعظ مدرک (کیرانہ)

(۷۵۱) قبلہ رخ ناپاکی (گندگی) پھینکنے اور استنجے کا حکم؟ سوال: کعب شریف کی جانب ہاتھ سے ناپاکی پھینکنا حرام ہے، یا مکروہ، اور اسی طرح کعب شریف کی جانب پشت کر کے بیٹھنا، یا پیشاب متعجب کرنا کیسا ہے؟

جواب: مکروہ و قبیح ہے اور کعبہ کی طرف پشت کرنا درست ہے، مگر پاخانہ پیشاب میں پشت کرنا، مکروہ تحریمی ہے، مگر منہ نہ کرنے سے مٹا دیا ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۳)

(۷۵۲) ننگے کو پردہ میں گفتگو کرنا کیسا ہے؟ سوال: ننگے کو پردہ میں کلام کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ یا کچھ آیت پڑھنا ننگے بدن؟

جواب: ننگے کو مکروہ کرنا درست نہیں۔ (بدست خاص، سوال ۱۴)

(۷۵۳) استاذ سے بغیر پڑھنے کا علاج کرنا: سوال: ایک شخص نے استاد سے حکمت نہیں پڑھی، خود خود طبابت کی آیتیں دیکھ کر جو کچھ یہی فہم میں آ جاتی ہے، اس کا علاج کرتا ہے اور اگر کوئی بیماری سمجھ میں نہیں آتی، تو اس کا علاج نہیں کرتا ہے، تو ایسے شخص کو علاج کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر موافق قاعدہ کے علاج کرتا ہے، درست ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۵)

(۷۵۴) جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم؟ سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حالت جنابت میں طعام کھانا حرام ہے اور دو طعام اس شخص کو احنت کرتا ہے اور شیطان اس طعام میں بول ملا دیتا ہے، اور اس شخص کے جسم کے بال جلالت ہیں، اور جو جان کرنا پاک رہے، وہ شخص حشر میں قبر سے ناپاک اٹھے گا۔ یہ صحیح ہے، یا نہیں؟

جواب: سب خرافات غلط، جہاں کی بغوات غلط ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۶)









(۷۶۷) بی جو بار بار نقصان پہنچائے، جانوروں کو کھالے اس کا مار ڈالنا: سوال: اگر یا تو جانوروں

کی حفاظت عادت کے موافق کی چوے، باوجود اس کے بی کھا جاوے، چند بار ایسا نقصان کرے، تو اس ایذا کے سبب بی کا قتل جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بی جو جانور یا طبعاً مکرم نقصان پہنچائے تو قتل کرنا اس کا درست ہے۔ فقط (مجموعہ فرغ آبادی ص ۵۰ ع ۲۰)

(۷۶۸) جان یا مال کی حفاظت کے لئے کتابالہ؟ مسئلہ: مطلق حفاظت کے واسطے تا

پانچ روزہ ہے، جان ہو یا مال فقط، واللہ اعلم (فرغ آبادی ص ۵۰)

(۷۶۹) کتابالہ پر جو وعید ہے وہ کس کتے پر ہے؟ سوال: یہ ہے کہ جب کتابالہ لے والے کو لعین

دنیا بھی حاصل ہو اور آخر اعمال صالحہ بھی توفیق ہو تو پھر اس کا کیا مطلب ہے، کہ اس کے گھر میں فرشتہ رحمت کا نہیں آتا۔

فرشتہ رحمت سے کیا مراد ہے اور اس کے نہ آنے میں کیا نقصان ہے۔ اگر ثواب اعمال کا نقصان مراد ہے، تو بقدر

قیراط کے، وہ نقصان ہوتے ہیں، کچھ ثواب باقی رہنا بھی ظاہر ہے، تو فرشتہ رحمت کا نہ آنا، کیسے ثابت ہوگا؟

جواب: اس کتے سے وہ کتا مراد ہے، جو مؤذی اور حفاظت کا نہ ہو۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرغ آبادی ص ۵۰-۵۳)

## چوری اور حد وغیرہ کے چند مسائل

(۷۷۰) چوری کے سامان کا خریدنا جائز نہیں: سوال: اگر یوں معلوم ہو کہ یہ شے چوری کا ہے، تو

اس کا خرید کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: چوری کے مال کا خریدنا حرام ہے۔ (بدست خاص ص ۱۳۶)

(۷۷۱) چوری کی ہوئی چیز کا واپس کرنا واجب ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس

مسئلہ میں کہ کسی شخص نے سرقہ کیا اور پھر نامہ ہو کر اس سے برأت چاہتا ہے، مال سرقہ مالک تک نہیں پہنچا سکتا ہے، یا تو اس

جہ سے کہ مثل اس کے دستیاب نہیں ہو سکتا، یا اس کی سرکشی کے باعث، کہ اگر خبر ہو جاوے تو بری طرح پیش آوے گا تو کیا

کرتے، اور اگر مال سرقہ شخص تک پہنچے تو اس کے پاس متغیہ ہو گیا یا متغیر ہو ا ہوا آیا، یا اس کو پہنچا، اب اس کے دینے میں

خرم نہ تو شخص سارق (صاحب مال) کو اگر قیمت مثل دے دے، یا اس کے عوض بقدر اس کی قیمت کے کچھ دیدے، تو یہ

شخص بری الذمہ ہو سکتا ہے، یا برأت کی اور کچھ سہیل ہے؟

جواب: حق العبد سے سارق بدو ان سرقہ کے رو کرنے، معاف کرنے کے بری نہیں ہوتا، پس اگر مثل سرقہ نہیں

مفق تو قیمت دیوے، اور جو شے ذی شفعہ ہوگی نہ کہ دوسری شے لگاتی ہے، جیسا بکری اور گوشت، کہ بکری کو ذبح کر کے گوشت

نکال لیا تو بھی مثل شے یا مثل نہ ہو تو قیمت دیوے اور جو تمیز آتی ہو اسے تو دوشے ہی دیوے قیمت دینے سے بڑی نہ ہو جائے۔  
مالک قیمت پر راضی ہو جاوے تو مضائقہ نہیں بلکہ جو مسروق منہ کی اذیت کا اندیشہ ہے تو کسی حد سے اس سے مکان میں رکھ لے  
شے کو رکھو اور کہ قبضہ مالک کا اس شے پر ہو جائے یہ سارق بڑی ہو جائے گا۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۳۳-۱۳۴)

(۷۷۲) چوری کا جانور ذبح ہونے کے بعد کس کا ہے؟ سوال: اگر آپ مسروق یا نجس ہو تو

قبل از حضور مالک باز حاضر شد، پس حق سارق باشد یا مالک و خوردن او کے راجح تر است یا نہ۔

ترجمہ سوال: اگر چوری کا جانور ذبح کیا گیا، مالک کے آنے سے پہلے، بچہ مالک آیا تو اس پر مالک کا حق ہے یا چور کا، اور اس کا کھانا ان میں سے کسی کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جانور سرقہ چون ذبح شد ملک مالک است نہ سارق، خوردن مالک راجح تر است یا مالک و خوردن مالک راجح تر است۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

است۔ وهو المعتمد

ترجمہ جواب: چوری کا جانور چاہے ذبح کر دیا ہو اس وقت بھی مالک کی ملکیت ہے نہ کہ چور کی۔ مالک کو اس کا کھانا درست ہے اور مالک کی اجازت سے دوسروں کے لئے جائز ہے، اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔ است۔ نور۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علامہ ابن اسلمہ میں کہ قیمت مسروق سے کاغذات جو مسروق منہ کی

(۷۷۳) چوری کی ہوئی چیز کا مالک کے استعمال میں دیدینا بہتر ہے یا اس کا صدقہ کرنا؟ ضرورت میں آتے ہیں خرید کر اس کے وقت میں داخل

کر دیئے گئے تصدق سے بہتر ہوا یا نہیں؟ بیان فرمائیے اور اگر عظیم اللہ سے پائے؟

جواب: اگر یہ کاغذ خود کام کے کام میں صرف ہوتا ہے تو تصدق پر مقدم بلکہ واجب ہے تصدق اس وقت میں

(مجموعہ ص ۱۴۵-۱۴۶)

کرتے ہیں کہ اصل حق کو اپنا حق نہ لے سکے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی علیہ رحمۃ

(۷۷۴) صرف ایک گواہی سے قتل کا حکم؟ مسئلہ: ایک شہادت سے قتل کا ثبوت نہیں ہو سکتا، نہ قصاص نہ دیت، قسامت بھی بسبب بعد از خبر نہیں آتا، مگر ہاں اگر وہ زمین مملوک کسی کی ہووے تو مالک پر قتل مت

(مکتوب بنام مولانا فضیل احمد مکتوب ۱۵)

ہوے گا، ورنہ بدر ہوا۔ ایسے قرائن پر قتل کا ثبوت روا نہیں۔

(۷۷۵) داخلی ہییمہ کو قتر یا اور ہییمہ کا حکم: داخلی ہییمہ کو قتر یا جو مناسب چائی جاوے وہی جاوے اور

(مکتوب بنام مولانا فضیل احمد مکتوب ۱۵)

## وعظ و نصیحت کے چند احکام اور متعلقات

(۷۷۶) وعظ مسجد اور بازار دونوں جگہ درست ہے: سوال: [ایک شخص کہتا ہے] کہ مسجد میں وعظ کہنا ممنوع ہے، برسرِ بازار تخت بچھا کر، فروش مکلف سے آراستہ کر کے، اس پر وعظ کہنا فرض ہے۔

جواب: اور وعظ کہنا برسرِ بازار بھی درست اور مسجد میں بھی درست، جناب فخر عالم علیہ السلام نے مسجد میں وعظ فرمایا ہے، احادیث اس سے پر ہیں۔ غرض وعظ سب جگہ درست ہے، امر بالمعروف، نہی عن المنکر واجب ہے، خواہ کہیں ہو۔ فقط

(مجموعہ چند یا نوی ص ۸۷-۸۹)

(۷۷۷) وعظ و نصیحت کیلئے صلاحیت اور مطلوبہ قابلیت کیا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نو جوان مرد صالح، پرہیزگار متبع سنت و تابع شریعت، یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک لہ جاننے والا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تصدیق کرنے والا، نماز پنج گانہ پڑھنے والا، زکوٰۃ کا دینے والا، نیک باتوں پر دھیان نہ کرنے والا، فسق و فجور سے بچنے والا، حتیٰ الوسع مذاہب باطلہ کی تردید کرنے والا، صرف اردو کی کتابوں سے فقط صرف علم اردو بخوبی جاننے والا، احکام ممنوعہ سے بظاقت علم اجتناب کرنے والا، اگر باعث افلاس و تنگدستی کے غریب الوطن جا کر، کتب و اعظیہ تدریس: مثلاً ترجمہ اردو کنز الدقائق و مالا بدمنہ، تفسیر عزیزی و فتح العزیز، تفسیر جامع التفاسیر، تصنیف مولانا نواب قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی و دیگر تصانیف نواب صاحب مرحوم، مثل تحفۃ الزوجین، و گلزارِ جنت، و ترغیب الجماعت وغیرہ اور حدیث میں سے مظاہر الحق، مشارق الانوار و مجالس الابرار، و عقائد میں سے تقویت الایمان و صراطِ مستقیم شرح سفر السعادت، و نصیحت المسلمین، و رسالہ حج مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مکتوبات مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی و دیگر کتب اردو، مثل مجموعہ سعادت وغیرہ، ایسے موقع پر کہ جہاں لوگ رسومات بدعیہ و شرکیہ میں مبتلا ہوں۔ اس کے لئے کتب مذکورہ کا وعظ و نصیحت خالص اللہ، واسطے قائم کرنے دین کے، کہ وہ لوگ جاہل نماز روزہ وغیرہ سے، درس (و) تدریس کیلئے، دین کی ترقی روشن کرنے کے لئے، کہ وہ لوگ بوجہ جاہلیت کے دین محمدی سے بے بہرہ ہوں، درست ہے، یا نہیں؟ اور قصد اس کا صرف ترغیب و ترہیب ہو، شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور علم عربی سے ناواقف [ہے]۔

جواب مع مہر تحریر فرمادیں، اللہ تم کو اجر عظیم دے۔ بینواتو جروا۔

جواب: اس کا کچھ عیب نہیں کہ آدمی علوم دینیہ نہ پڑھتا ہو، فقط فارسی اور اردو کی استعداد رکھتا ہو اور وعظ (و) درس









سنی ہیں اور سن کر عمل بھی کرتی ہیں، چنانچہ سیکڑوں عورتیں کفر و شرک سے توبہ کرتی ہیں، اور بے نمازی عورتیں نمازی ہو جاتی ہیں۔ تو اس صورت میں وعظ کہلایا جاتا ہے، اور پانچ پانچ سات سات محلہ سے، عورتوں کو وعظ سننے جانا جائز ہے، یا نہیں؟ اور خاوندوں کو ایسے وعظ میں اجازت دینی جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر خاوندان عورتوں کو وعظ سننے کی اجازت دیں گنہگار ہوتے ہیں، یا نہیں، جو خاوند وغیرہ اس صورت کے وعظ میں عورتوں کے جانے سے منع کریں، گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں؟ اب علماء دین سے یہ عرض ہے کہ جو حکم خدا اور رسول اُس کے کا ہو، مع دلائل تحریر فرما دیں۔

**جواب :** وعظ کہنا اور کہلانا رات اور دن کو، مساجد میں سب جگہ سب اوقات میں، درست ہے، کوئی خصوصیت نہیں، قال اللہ تعالیٰ :

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ. الآية ترجمہ: اور سمجھاتا رہ، کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو۔  
(الذاریات: ۵۵)  
(ترجمہ شیخ الہند)

کچھ قید زمان و مکان کی وعظ میں حق تعالیٰ نے نہیں فرمائی اور حدیث صحیح ہے:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً الْحَدِيثِ. کہ میرے احکام کی تبلیغ کیا کرو، اگرچہ قلیل ہو۔  
(رواہ البخاری)

تبلیغ احکام کو آپ نے فرض فرمایا اور کوئی قید کسی وقت اور مکان کی نہیں فرمائی، اور اپنی رائے سے نص کو مقید کرنا منع ہے، بیش ہر وقت ہر جگہ وعظ کہنا درست ہوا۔ اور جو مفسد اس شخص نے بیان کئے ہیں، وہ دن میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی عورت کی چال و حال سے فتنہ ظاہر ہو، اس کا انتظام کرے، ورنہ خواہ مخواہ اپنے وہم فاسد سے مسلمان عورتوں پر، حکم خداوندی کا سننے سے تنگی کرنا اور منع کرنا سخت بیجا ہے۔ غرض تقریر اس شخص کی عدم جواز وعظ شب میں بیہودہ ہے۔

وعظ سننے سے مستورات کو فائدہ ہوتا ہے، ضرور سننا چاہئے، مگر جس میں کوئی مفسدہ ظاہر ہو، اس کا انتظام کر لیوے، اور بیوہ کا نکاح کرنا چاہئے، کیوں ان کو معطل کرے اور اہر خیر سے روکے۔ جو وعظ سن کر وہ اپنا چارہ آپ کرے، نکاح بیوہ کا کرنا، والیمان کو واجب تھا، جب انھوں نے سنت کام برا جانا، تو یہ بے غیرتی ان کو ہوئی کہ عورتیں خود اپنا نکاح کرنے لگیں، یہ عذر سخت بیہودہ و لغو ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
یہ جواب صحیح ہے: محمد مراد عفی عنہ

بے شک یہ وعظ میں جانا عورتوں کا جائز ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان تقدس میں، عورتیں عید گاہ میں وعظ سننے جایا کرتی تھیں اور وہیں نماز بھی پڑھتی تھیں۔  
مجیب، محمد مراد مظفر نگری



کلام مجید میں صاف آیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ  
نَاراً (التحریم: ۶)

یعنی اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے  
گھر کے لوگوں کو دوزخ سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آگ سے بچنا مردوں اور عورتوں کو سب کو چاہئے، نہ کہ مردوں کو ہی ضروری ہے، اور  
مردوں کو امر کے صیغہ سے تاکید کیا ہے، و اہلیکم فرمایا، کہ گھر کے لوگوں کو بھی بچاؤ۔ اور آگ سے بچنا خدا اور رسول کی  
تابعداری سے ہے، اور امر و نواہی میں اور امر و نواہی وعظ سننے سے معلوم ہوتے ہیں، اور سوائے اس کے، رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی جب کوئی دعوت کرتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مکان پر تشریف لے جا کر، کھانا تناول فرماتے  
تھے، تو بعد کھانے کے، اس گھر کے سب لوگ، نیز پڑوس کے سب مرد و عورت، آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر،  
مسائل دینی دریافت کرتے تھے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ مرد سنیں، عورتیں نہ سنیں، بلکہ  
یوں فرمایا ہے: کہ علم دین کل مرد و عورتوں کو سیکھنا فرض ہے: طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔

فائدہ: علمائے دین یوں فرماتے ہیں کہ اگر شوہر خود عالم ہو، تو شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کو علم، یعنی مسائل  
دینی سکھلاوے، ورنہ بیوی کو علم دین کے سیکھنے کی اجازت دیوے۔

نہ اذن دے شوہر اپنی بیوی کو مگر سات جگہ، پہلی واسطے عیادت والدین اور ان کی تعزیت کے واسطے، اور دوسری  
واسطے ملاقات محارم اور ان کی عیادت کے، اور تیسرے دودھ پلانے کے لئے، اگر عورت قابلہ اور دائی ہو، چوتھے واسطے  
غسل میت کے اگر وہ غسالہ ہو، پانچویں واسطے طلب ایک حق کے کہ دوسرے پر ہو، چھٹے واسطے ادائے حق غیر کے کہ اس  
پر ہو، ساتویں حج اور طلب علم دین ضروری کیلئے: کذا فی المصمورات فی کتاب النفقات و عین العلم

فائدہ: ان عبارات (کی رو) سے عورت کو وعظ میں جانا اور دین سیکھنا واجب ہے۔ حدیث شریف میں  
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ قرب قیامت کے ایسے وصال اور کذاب لوگ فتویٰ دیں  
گے کہ وہ نہ خود سمجھیں گے، بلکہ لوگوں کو گمراہ کریں گے، اور ایسی ایسی حدیثیں بیان کریں گے کہ جو تمہارے باپ دادوں  
نے [بھی] نہیں سنی ہوں گی۔ (رواہ مسلم)

فائدہ: جو شخص وعظ شب کے سننے کو عورتوں کو منع کرتا ہے، وہ بھی انھیں لوگوں میں ہے، جن کی خبر رسول خدا  
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی ہے، کیونکہ جتنے عالم اہل اسلام میں متقدمین سے متاخرین تک ہوئے، ناچ وغیرہ کو منع  
کرتے چلے آئے اور وعظ کے سننے سنانے کے فضائل بیان کرتے چلے آئے۔ اور یہ مولوی مانع، خدا اور رسول کا اور کل  
اجماع امت کا خلاف کرتا ہے، پس شخص ایسے کے کہنے کا خیال نہ کرے، یہ گمراہ کرنے والا ہے، جو کچھ ضرورت ہو، علماء حقانی



سے دریافت کر لیا کرے اور مرد (و) عورت کو دل و جان سے وعظ سننا چاہئے۔ یہ وعظ سننا ہدایت ہے، اس پر اجماع امت کا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَ يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَ مِنْ شَذِّ شَذِّ فِي النَّارِ. رواه الترمذی (۱)

ترجمہ: فرمایا نبی علیہ السلام نے ہرگز ہرگز اللہ پاک میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا، اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، اور جو جماعت سے جدا ہوا، آگ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

فائدہ: علماء یوں فرماتے ہیں، کہ لغت سے یہاں مراد اہل علم ہیں، یعنی اصحاب اور مجتہدین آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا یہ گمراہی کی باتوں پر اتفاق نہ کریں گے، کیونکہ اس جماعت پر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہے، وہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں رہیں گے اور جو کوئی ان سے جدا ہو کر، خلاف راستہ اختیار کرے گا، گمراہ ہو کر جہنم میں پڑے گا۔

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اصحاب (کرام رضی اللہ عنہم) اور علماء امت محمدی، سب وعظ عورتوں اور مردوں کو سناتے رہے، آج تک کسی عالم حقانی نے منع نہیں کرا، اگر یہ گمراہی ہوتا تو اس پر اجماع کیوں ہوتا اور اجماع اس پر ہے کہ گھروں میں مسجدوں میں، سب جگہ مرد اور عورتوں کو وعظ سناؤ اب جو اس کے خلاف کرتا ہے، قرآن و حدیث و اجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور رحمت کے ہاتھ سے نکل کر جہنم میں پڑتا ہے۔ یا اللہ اس مانع کو ہدایت دے اور کل امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو، کہ تیرا اور تیرے حبیب کا دل و جان سے ذکر سنا کریں اور ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین! جیسے کہ تو نے اپنے کلام [قرآن شریف] میں فرمایا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَ جِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَ إِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَ عَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. (الانفال: ۲)

بے شک وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاتا ہے اللہ ڈر جاتے ہیں دل ان کے، اور جب پڑھی جاتی ہیں او پر ان کے نشانیاں اس کی، زیادہ کرتے ہیں ان کا ایمان، اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: افسوس ہے اس مولوی پر کہ اس نے کچھ پڑھا ہے، یا جلاہوں کی طرح مومن کہلاتا ہے کہ، کہتا ہے کہ وعظ سن کر عورتیں بھاگ جاتی ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن سننے سے (عورتیں) بگڑ جاتی ہیں، اور پروردگار عالم یوں فرماتا ہے کہ شناخت ایمان والوں کی یہ ہے، کہ جب ان کے سامنے یاد کیا جاتا ہے، اللہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں،

(۱) مشکوٰۃ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی من ۱۰۳ ج ۱، رقم الحدیث ۱۷۳۳۱، رمضان بن احمد بن علی (مکتبۃ التوبۃ، دار ابن حزم ۲۰۰۳ء) نیز باب مذکور ص ۳۰ ج ۱ [کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، نقل اسح الطابع ۱۳۷۵ھ]

اور جب اس کی آیت سننے میں اللہ تعالیٰ کے ایمان بڑھتے ہیں۔ پس اس آیت سے روزِ قیامت کا قول بلی کا وہاں شیخ ہونے پر قرآن شریف کے سننے سے ایمان بڑھتا ہے ان دونوں کا۔

پس کل مرد (وہاں) مردوں کو واجب ہے کہ عطا میں جہاں کریں اور عطا کا کریں اگرچہ ایمان بڑھا کر نہ ہو۔ اپنے گمراہوں یا غیر کے گمراہوں میں سب جہاں عطا خداوند سے ہے۔ خدا آخر کتبہ عطا کرے گا یہ باخوبی۔  
الجباب بھی۔ مگر یہ ہے کہ جو شخص عطا سننے یا مستورات کا بھیج کر رہا ہے اور عطا کرنا اللہ تعالیٰ کی آیت کے تحت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ ۖ وَالْعَالَمِينَ  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
اور ان کو آگ دوڑنا ہے۔

سوائے کہ اسے چاہیے چاہیے کہ اس کو غیر ہو گا اور آگ سے تو باخوبی نصیحت سے وہ باخوبی نصیحت سے وہاں سے۔  
سید سے واضح ہے اور شب کو عطا ہونا نہ ہونا سب ہے کہ طوبیعت سے وہاں فراغت سے وہاں نصیحت سے وہاں سے۔  
وقت الیقینان کل ہے، یا نسبت دن کے کہ وقت ہے کہ تقریر سے نہ ہو کر دے دے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امر۔

محمد امیر باذل خان بہار پوری

یہ سب عبادت درست اور صحیح اور مست ہے۔ اللہ تعالیٰ علیٰ محمد و آلہ وسلم  
فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

لِيُطِيعُوهُنَّ وَأَخْبِرُوهُنَّ ۚ (النور ۳۴) کہ عبادت میں نصیحت کرو اور چھوڑ دو ان (مردوں) کو۔

یہاں اللہ نے صاف فرمایا ہے عبادت سے کہ مردوں کو عطا کرو اور چھوڑ دو عطا ہے یہاں عبادت سے  
مردوں کو عطا کرنا واجب ہے عطا کرنا عبادت کا کہ عبادت میں چھوڑ دو کی رقم کر رہی ہو عطا ہے۔ کیونکہ  
اللہ نے و اعصروہن فرمایا کہ اگر نہ دے چھوڑ دو، جو شخص عطا سے منع کرتا ہے اس آیت کا منکر ہے۔ یہ رقم عطا عبادت  
نہیں عبادت نظر نہ کریں (اللہ تعالیٰ شہید ہو)

(۷۸۲) عطا کے بعد دعا اور مصافحہ میں خرچ نہیں: مسئلہ: اب ہاں کہ عبادت کے بعد دعا  
کیونکہ مصافحہ نہیں، بعد عمل صاف کے دعا مستحب ہے، اور مصافحہ رخصت ہونے کے وقت دعا عام جو بعد عطا کے کرتے  
ہیں یہ بھی جائز ہے۔ (محمد رفیع شاہ صاحب)

## علم اور تعلیم سے متعلق چند مسائل و احکام

(۷۸۳) علم سے مراد علم دین ہے، طلب علم سے اسی کی ترغیب دی گئی ہے: علم (سے) مقصود

مراد مطلوب علم دین کا ہے فقط، نہ علم دنیا کا:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ  
الْعُلَمَاءُ. (الآية ۱۷۹) سمجھے۔  
(ترجمہ شیخ الہند)

وَقَالَ تَعَالَى: يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ  
وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. (المجادلہ ۱۱)  
اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جن  
کو ہم دیا گیا ہے، درجے بلند کرے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ان دونوں آیات میں صاف ظاہر ہے کہ علم سے علم دین مراد ہے، کیونکہ خشیت حق تعالیٰ کی علم دین سے حاصل  
ہوتی ہے، نہ علوم دنیاوی سے، اور رفع درجات عند اللہ تعالیٰ بھی دین کے علم سے حاصل ہوتی ہے، نہ تحصیل علم دنیا سے۔ بلکہ علوم  
دنیا سے غفلت اور معصیت پیدا ہوتی ہے اور موجب عذاب ہوتا ہے، کما لایخفی۔

حقیقا! جہاں کہیں تم مقرر آن شریف میں ذکر علم مطلوب کا آیا ہے، وہاں علم دین ہی مراد ہے اور بس:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ  
الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ الْحَدِيثُ (۱)  
فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ، علم کا سیکھنا ہر  
مسلمان کے لئے فرض ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۲) الْحَدِيثُ  
نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علم حاصل کرنے کے لئے  
[اپنے گھر اور وطن سے] نکلا، وہ اللہ کے راستہ میں ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں بھی مراد علم دین کا ہی ہے۔ کیونکہ طلب کا فرض ہونا اور طالب کا فی سبیل اللہ ہونا، دین

(۱) البرہان ص ۴۰، کتاب فضائل العلماء والحث علی طلب العلم (مطبع فاروقی دہلی) ج ۱: ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۲۲۴

۲ شعب الایضوط الرسالة العالمیہ ۳۳۰ ۱ھ، تہذیب مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۳، اصح المطابع رشیدیہ دہلی: ۱۳۵۵ھ، مشکوٰۃ فصل مذکور ج ۱، ص ۴۰

۳ رقم الحديث: ۲۰۸، مشکوٰۃ النورہ دار ابن حزم، ترمذی و مصنف بن ابی عوف ۲۰۰۳ھ، [نور]

۴ (۱) تہذیب تہذیب، ص ۱۵۱، مشکوٰۃ کتاب العلم، الفصل الثانی ص ۳۲، جلد: ۱، مشکوٰۃ رشیدیہ اصح المطابع دہلی: ۱۳۵۵ھ

۵ مشکوٰۃ فصل مذکور، ص ۱۵۱، مشکوٰۃ النورہ دار ابن حزم، ترمذی و مصنف بن احمد ۴۰۰۳ھ، حدیث: ۲۲۰ [پان پوری]



کی وجہ سے ہی ہوتا ہے، نہ بوجہ تحصیل متاع دنیا کے کہ جب متاع دنیا کو شارع نے: داس کلی خطیئہ فرمایا ہے۔ (۱) پس جو شے کہ سر جملہ گناہوں کا ہو، وہ کس طرح فرض اور فی سبیل اللہ بن سکتا ہے، اور علی ہذا، جس قدر احادیث فضل اور تحصیل علم میں وارد ہیں، سب میں مراد علم دینیات کا ہی ہے، اور بس! اور ہرگز کہیں اس سے علم تحصیل دنیا کا مراد نہیں، اور وہ حدیث جو زبان زد ہے:

اطلبوا العلم و لو کان فی الضمیر۔ (۲) ترجمہ: علم کو حاصل کرو، چاہے وہ چھین میں ہو۔

بشرط ثبوت کے، اس سے بھی علم دین ہی مراد ہے، کیونکہ قدر مایحتاج دنیا تو ہر بلد و قریہ میں حاصل ہے، پس اس قدر مشقت کہ تابہ چھین، اس کی تحصیل کے واسطے مشقت اٹھانا فرض ہو، ہرگز کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ دنیا کے واسطے امر ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود رگوب، بحر کو، بوجہ مشقت کے، تحصیل دنیا کے واسطے نازیبا ارشاد فرماتے ہیں: لقولہ علیہ السلام:

لا یرکب البحر الا حاج (۳) ترجمہ: حج کرنے والے کے علاوہ کوئی دریا کا سفر نہ کرے۔

پس اطلبوا کا لفظ جو فرض طلب پر دال ہے، بوجہ امر کا صیغہ ہونے کے، تحصیل متاع دنیا کے واسطے مشقت سفر کو کب فرض کر سکتا ہے، سو خلاف عقل و نقل کے ہے۔ بہر حال اس سے مراد وہ ہی علم ہے، جس کو فرمایا کہ:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم ترجمہ: علم کا حاصل کرنا ہر اک مسلمان پر فرض ہے۔

جس کو علم دین کہتے ہیں نہ کہ علم دنیہ کا، اور یہ روایت کتب طب کہ:

العلم علمان الخ اولایہ حدیث ہی نہیں۔ (۴) بعد تسلیم فرض اس کے حدیث ہونے کے، وہ خود تفرقہ کرتی ہے

(۱) یہ حدیث پہلی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری سے مسند روایت کی ہے (مشکوٰۃ کتاب الرقاق فصل ثالث ص: ۴۴۲ ج: ۲ نقل اصح المطابع دہلی: ۱۳۷۵ھ) نیز مشکوٰۃ شریف ص: ۱۹۳۸ ج: ۳۔ رقم الحدیث: ۵۲۱۳۔ ترمذی بن احمد [مکتبۃ التوبہ، دار ابن حرم ۲۰۰۳] (نور)

(۲) یہ حدیث نہیں کسی کا مقولہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو باطل کیا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور پہلی اور خطیب وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے اور مزنی نے اس کو حسن غیر قرار دیا ہے (کشف الخفاء، ص: ۱۳۸، ج: ۱) دار احیاء التراث العربی بیروت: [حدیث ۳۹] (نور)

(۳) عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرکب البحر الا حاج او معتمر او غازی فی سبیل اللہ فان تحت البحر نار الا تحت النار بحر

بذل المجہود عکس طبع قدیم ص: ۴۰۵، ج: ۳ [سہارنپور: بادل المجہود شرح ابوالؤدۃ، باب مذکور ص: ۲۹ جلد ۱۹، ت: مولانا نقی الدین الندوی المظاہری اعظم گڑھ: ۲۰۰۶ء/۱۴۲۷ھ]

ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی رکوب البحر، ص: ۲۰۵، جلد: ۳، رقم الحدیث: ۲۴۸۱، ت: شیخ محمد عوامہ [مؤسسۃ الریان، بیروت: ۲۰۰۳ء]

نیز مشکوٰۃ کتاب الجہاد ص: ۱۳۶۳ ج: ۳، رقم الحدیث: ۳۸۳۸ [مکتبۃ التوبہ بیروت: ۱۴۲۳ھ] (نور)

(۴) یہ حدیث ہی نہیں، حافظ ابن حجر نے اس کو موضوع کیا ہے اور بیہوشی نے کتاب الطب کے شروع میں اس کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ قرار دیا ہے۔ پوری عبارت ہے: العلم علمان: علم الادیان و علم الاہل (کشف الخفاء: ۶۸، حدیث ۶۵) دار احیاء التراث العربی ۱۴۵۱ھ] (نور)

مفتی امین رضا کاندھلوی کا ترجمہ

کہ ہماری دونوں میں اور علم ابدان جو فن طب ہے، علم دین سے جدا ہے۔ کیونکہ ہر نوع دوسری نوع سے متباہن اور ضد ہوتی ہے۔ بہر حال علم ابدان کا، محمد دین کا غیر اور ضد ہونا، اس سے واضح ہو گیا، اور بالاولیٰ واضح ہو گیا کہ جس علم کی تحصیل کا حکم ہے، وہ محمد دین کا ہی ہے۔ فقط

سوامہ واضح رہے کہ جہاں علم دین کا اطلاق ہووے گا، وہاں دوسرے کسی علم کا دخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر نوع متباہن دوسرے کی ہے، پس انصوص قرآن شریف اور احادیث سے واضح ہوا کہ، علم معتبر عند اللہ تعالیٰ وعند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عرف شرع شریف میں، محمد دین ہی ہے۔ اور عرف عام و خاص اہل اسلام میں قدیم و جدیداً، یہی ہی ہے کہ جب علم کا لفظ جوتے ہیں اور عام کسی کو کہتے ہیں، تو اس سے مراد علم دین اور عالم علوم دینی کا ہی مراد ہوتا ہے، نہ ریاضی و طب و فلسفہ، کہ ان علوم کو کوئی بھی علوم نہیں جانتا، کہ ان کے واقف کو عالم کہتے ہیں۔

خود واضح ہو گیا کہ جو وقف، تعلیم علم کے واسطے کسی اہل اسلام نے کیا ہے، تو غرض اس کی حسب اصطلاح شرع و عرف عام و خاص، قوم اہل اسلام کے، علوم دینیہ ہی مراد ہوتی ہے، اگرچہ صراحۃً علم دین کا نام نہ لیا ہو، چہ جائیکہ تصریح ہو، کیونکہ قاعدہ و تمام امت کا ہے: المعروف کالمشروط۔ لہذا مصرف اس وقف کا خاص علوم دینیہ کا ہونا، منصوص ہو گیا۔ قال فی الدر المختار:

شرط الواقف كنص الشارع، أى فى المفهوم و الدلالة و وجوب العمل به (۱)

پس صرف کرتا اس کا، سوائے علوم دینیہ اور مبادی علوم دینیہ کے، کسی علم دنیا میں کسی وجہ سے درست نہ ہوگا، کیونکہ علوم دنیا سے اور غیر علوم دینیہ کا ہے، اور اب ظاہر ہوا کہ نص و وقف کی، مثل نص شارع کے ہے، کہ تبدیلی اس کی ہرگز درست نہیں۔ قال (فی) رد المحتار:

فإذا قال وقتت على الأولاد الذکور يصرف إلى الذکور، بحکم المنطوق. وأما الاناث

فلا يعطى لهن، لعدم ما يدل على إعطائهن (۲)

اس سے ظاہر ہوا کہ ذکور کی قید سے دوسری نوع اولاد کا رفع ہو گیا، اور اس پر صرف اس وقف کا ناجائز ہوا، اور نیز درمختار میں ہے:

(۱) الدر مختار کتاب الوقف ج ۱ ص ۳۹۰، فصل براعی شرط الواقف فی اجارۃ "فروع مہملہ" (نور)

(۲) شامی کتاب الوقف مطلب لا یعتبر المفهوم فی الوقف ج ۳ ص ۳۱۶ (مجتہاتی دہلی) نیز شامی ج ۳ ص ۳۳۳ (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ)

(نور)



وإن اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین أو رجل مسجداً و مدرسة و وقف علیهما أوقافاً لا یجوز له ذلك (۱) و من اختلفا الوجهة ما إذا كان الوقف منزلین، أحدهما للسکنی و الآخر للاستغلال، لا یصرف احدهما للآخر (۲) الخ

ان روایات سے بھی واضح ہو گیا کہ اختلاف جہت میں صرف کرنا درست نہیں، چہ جائیکہ ایک دوسرے کی ضد ہو۔ یس ثابت ہوا کہ اوقف برائے علوم و دینیہ کو، تعلیم زبان انگریزی یا دیگر علوم دنیا میں صرف کرنا بقرآن وحدیث کے مقتضی، فحوی سے، اور فقہاء کی عبارات سے ممنوع و ناجائز ہو گیا۔ اب ایسے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ وقف علوم و دینیہ کو تعلیم زبان انگریزی پر صرف کرنا درست ہی نہیں، بلکہ بدابھنا معلوم ہوا کہ سخت زیوں اور ناجائز ہے۔ اور یہ تصور کرنا کہ علوم انگریزی پڑھ کر ترقی مسلمانوں کی ہووے گی اور پھر اس کے ذریعہ سے دین حاصل کریں گے۔

اولاً: یہی قاعدہ غلط ہے کہ ترقی دنیا سے ترقی دین کی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ دنیا و دین باہم دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ اشتغال دنیا، باعث خرابی آخرت کا ہے، اور یہ مسکد بدیہی مسلم تمام عقلاً کا ہے، کہ اور دنیا غفلت دینے والی آخرت اور علم آخرت کی ہے اور مشغول کرنے والی کمالات و علوم اخرویہ کی ہے۔

ثانیاً: خود ظاہر ہے کہ جب سرکار نے تمام ہندوستان میں مدارس انگریزی جاری کر دیئے ہیں، کہ بر شریف و رذیل، ہندو و مسلمان، مدارس میں داخل ہو کر، ہزار ہائے تجاوز کر کے لکھو کھا (لاکھوں) کو نویت پہنچی ہے، کہ پاس مدل حاصل کئے ہوئے ہیں، اور اعلیٰ درجہ کے پاس بھی قریب لاکھ آدمی حاصل کئے ہوئے موجود ہیں، چنانچہ اخبارات سے یہ امر واضح ہے اور وہ عہدہ کہ موجب ترقی کا ہو، تمام ممالک مشرق و مغرب ہندوستان میں، پانچ چھ ہزار سے زیادہ نہیں اور وہ اب سب مامور ہیں اور قریب لاکھ آدمی کے، ان کے امیدوار ہیں، اور آئندہ کو ہر سال میں دو تین ہزار آدمی دیگر تیار ہوتے جاویں گے۔

اب خیال کرنے کی جائے ہے کہ اس قدر بنود اور ارازل میں شرفاء مسلمان کس قدر ہیں، اور کیا نسبت رکھتے ہیں، اور مسلمانوں کو کس قدر عہدہ پانے کی نسبت اور امید ہے، آیا ہزار میں ایک کو امید ملے گی ہے، یا نہیں، پھر اس حال پر کیا توقع کوئی مسلمان عاقل کرتا ہے، کہ ہم کو عہدہ انگریزی دانی سے مل کر، ترقی قومی حاصل ہووے گی۔ جو کام انگریزی داں کا سابق ایام میں سو روپیہ میں ہوتا تھا اور بدقت اس کا واقف ملتا تھا، اب پانچ روپیہ میں اس کام کے ماہر صد بالتجا کر کے، لینے کو موجود ہیں، اور اعلیٰ درجہ کے پاس والے، مزدوری چھ اندروزی کو، مارے مارے پھرتے ہیں، ایک چہرہ ای پانچ روپیہ کے مشاہرہ پر، سو سمدل

(نور)

(۱) الدار المختار کتاب الوقف ج: ۱ ص: ۳۸۰ (عکس محتاجی: ۱۳۳۳ھ)

(۲) دارالمختار کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاص المسجد ج: ۳ ص: ۳۷۲، محتاجی دہلی، مبر شامی ج: ۳

(نور)

ص: ۳۶۱ دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ



(۱) تعلیم کتابت واسطے نساء کے اس زمانہ پر فساد میں، کہ قبائح اور مفاسد اس کے اہل دانش پر کالمشاہدہ ہیں، مکروہ ہے، تحریم یا نہیں؟

(۲) تعلیم و کتابت وغیرہ مراہقات اور بالغات کا، بغیر حجاب کے، غیر محرم مرد بالغ سے کیا ہے؟

(۳) منع نسوان زمان ہذا کا تعلیم کتابت سے، موافق قول محقق جلال الدین دوانی کے، کما ذکرہ فی اخلاق جلالی (۱) قرین مصلحت ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا

**جواب:** اس زمانہ میں تعلیم کتابت کا عورتوں کو مکروہ ہے تحریماً بے شک، اور مراہقہ اور بالغہ مرد نامحرم بالغ سے بے حجاب ہونا، اگرچہ تعلیم و کتابت کے واسطے ہو حرام ہے، اور منع کرنا عورتوں کو ایسے کام سے ضرور ہے، فقط۔  
واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ المراجی رحمۃ ربہ رشید احمد

درجہ بالا فتویٰ یا تصدیق جناب عبدالرحمن (غالباً مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی) کے فتویٰ کے آخر میں درج ہے، جو صواعق المملک الدیان علی من اباح الكتابة للنساء الزمان ۱۶۵-۱۶۳ تالیف مولوی نجف علی خان ابن مولوی نظام علی خان (مؤلفہ ۱۳۰۵ھ مطبوعہ مطبع احمدی بمبئی ۱۳۰۵ھ) کے حوالہ سے زیر نظر مجموعہ فتاویٰ کے ضمیمہ میں درج ہے۔

(۷۸۶) انگریزی کا سیکھنا پڑھنا اس وقت جائز ہے، جب؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ انگریزی بغیر داخل ہونے کے کسی مدرسہ میں، بقصد روزگار اور فکر معاش کے پڑھنا، یا گورنمنٹ اسکول میں کہ اس میں انجیل پڑھائی جاتی تھی، داخل ہو کر، یا مشن اسکول میں یعنی پادریوں کے مدرسہ میں، کہ اس میں ہر ایک طالب علم کو جبراً انجیل پڑھاتے ہیں، داخل ہو کر، قصد انگریزی اور تبعاً انجیل پڑھنا، ان سب صورتوں میں جائز ہے، یا حرام، یا مکروہ؟ علی التقید الثالث قید تحریمی درکار ہے۔ بینوا تو جروا

**جواب:** انگریزی زبان کا سیکھنا مباح ہے، نفس تعلیم زبان میں کوئی معصیت نہیں، مگر امر مباح اختلاط غیر مشروع سے ناجائز ہو جاتا ہے۔ بقولہم:

إذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام (۲)

پس انگریزی زبان کا خارج مدرسہ میں سیکھنا، بشرطیکہ کوئی ممنوع شرعی اس کے ساتھ نہ ہو، مباح ہے، اور اسکول میں داخل ہو کر پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ فی زمانہ داخل مدرسہ میں التزام، لباس و زینت انگریزی کا اور اختلاط کفر (و) فسق اور

(۱) علامہ دوانی نے لکھا ہے: "وہنر ہائے لائق آموخت و از خواندن و نوشتن بکل باید منع کرد اخلاق جلالی ص ۳۱۳ مطبع مثنوی نول کشور بھنوی ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۹ء

مگر یہ شرعی حکم نہیں ہے اور اس دور میں اس پر عمل کرنا بالکل غلط ہے۔ و مضدھاتین الاشیاء [نور]

(۲) الاشیاء و النظائر لابن نجیم، الفن الاول، النوع الثانی، القاعدة الثانیة ص ۱۰۹ جلد اول دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۰۰ھ/۱۹۸۰ء [نور]

بدعت فی الدین ضروری ہے، اور یہ امور شرعاً حرام ہیں۔ علیٰ ہذا! جہاں انجیل کا پڑھنا، کیونکہ کلمات کفر کا زبان سے نکلنا،  
مگر چرچہ عقیدہ نہ ہو، حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ:

فَلَا تَقْعُدُوا نِجْمَ الذِّكْرِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔ تو مت بیٹھ، یاد آ جانے کے بعد، ظالموں کے ساتھ  
(سورۃ النعام آیت: ۶۸) (ترجمہ فتح البند)

و فی الحدیث: من تشبه بقوم فهو منهم۔ (۱) الحدیث،

و من کثر سواد قوم فهو منهم۔ (۲) الحدیث

قال فی رد المحتار: و الحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ہازلاً أو لاجباً، کفر عند الكل و لا اعتبار باعتقاده، کما صرح بہ فی الخاتیة۔

و من تکلم مخطیاً أو مکراً لا یکفر عند الكل، و من تکلم بها عامداً عالماً کفر عند الكل و من تکلم بها احتیاراً جاهلاً بانہ کفر فہو اختلاف۔ (۳) الخ فیقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۶، ۱۱۷)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۷۸۷) انگریزی پڑھنا برائے روزگار؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ

انگریزی پڑھنا برائے روزگار، اس طرح کہ اس کے اسکول میں داخل نہ ہو، یہ جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر کوئی ماسٹر ایسا ہو  
کہ انجیل بھی ضرور پڑھاوے اور اپنے مذہب کی ضرورتاً کید کرتا ہو، اس ماسٹر سے پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا!

جواب: غیر زبان سیکھنا جائز ہے، تاوقتیکہ کوئی امر حرام عارض نہ ہو، مدرسہ میں اگر سیکھے تو بھی جائز ہے۔ اگر  
مدرسہ ماسٹر کا ایسا حال ہو تو جائز نہ ہوگا، اگرچہ اس کا عقیدہ ایسا نہ ہو۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

من تشبه بقوم فهو منهم۔ (۴) الحدیث جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہے۔

سو غیر زبان ایسی صورت میں کہ تہذیب ہوتا ہو، کیوں کہ جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۱) فتاویٰ کتاب اللسان، الفصل الثانی ص ۳۷۵ جلد دوم، رشید مدظلہ ۱۳۷۵ھ [نیز باب مذکور ص ۱۷۳۵ جلد چہارم۔ رقم الحدیث ۳۳۳۷، ترمذی بن  
الحسن ص ۱۱۱، مؤلف: مکتبۃ النبوة، دار ابن جریر، بیروت ۱۲۴۳ھ، ۱۴۰۳ھ] (نور)

(۲) کتاب الترمذی للرفیق، لاس المارک، بیانات الرشد لعمید بن حماد، باب استماع اللہوس ص ۱۲، ص ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱

## تقلید اور عدم تقلید کی شرعی حیثیت

(۷۸۸) عوام کیلئے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے: سوال: تقلید ائمہ اربعہ میں سے کسی

خاص کی کرنا واجب نہیں، اور قول کسی امام خاص کا ماننا، گو وہ مخالف قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے ہو اور اہل حق و راسخ اس پر، کیسا ہے۔ اینوا توجروا۔

جواب: تقلید ایک ایک امام کی درست ہے، اور عوام کو بسبب خلاف اور فساد فقہ کے ایک کی تقلید واجب ہے۔ اور یہ کہنا کہ یہ قول فلاں امام کا مخالف قرآن و حدیث کے ہے، کسی جاہل یا کم پڑھے کا ہے، نہ ماننا چاہئے۔ ائمہ نے جو کچھ فرمایا ہے، قرآن و حدیث و اقوال صحابہ سے ہی استخراج کیا ہے، اس کے فہم کو بھی عقل اور علم کامل درکار ہے۔ ایسی بات کچھ پڑھے ہوئے کہتے ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ سب ائمہ نے موافق قاعدہ شرع مسئلہ فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۶)

(۷۸۹) اس وقت ایک امام معین کی تقلید ضروری ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین

مسائل ذیل میں: کہ تقلید معین ایک امام کی، ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے درست ہے یا نادرست، بصورت اول واجب ہے یا جائز۔ بصورت ثانی شرک ہے، یا بدعت؟

جواب: تقلید ایک امام معین کی درست ہے اور جائز بلاتردد، اور مامور بہ حق تعالیٰ ہے:

ترجمہ: سو پوچھو یا دیکھنے والوں سے۔ (ترجمہ شریف)

فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ الْخ (النحل-۳۳)

اس آیت میں قید نہیں کہ ایک عالم سے معین کر کے مت پوچھو، بلکہ عام حکم ہے، خواہ ایک عالم سے پوچھا کرو، خواہ بہت سے علماء سے، مگر جب بہت [سے] علماء سے پوچھتے ہیں اور جگہ جگہ سے پوچھتے پھرتے ہیں، کوئی فساد اور فتنہ یا نقصان آوے، تو اس وقت ایک عالم سے پوچھنا واجب ہو جاتا ہے، جس کو تقلید ایک کی کہتے ہیں، اس واسطے کہ جو امر موجب فساد کا ہو، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ لقولہ تعالیٰ:

یہ کہ تم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں۔

أَنْ أَقِمْوَا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ الْآیۃ

(ترجمہ شریف)

(الشوریٰ-۱۳)



پس ایسی حالت میں جو آج کل ہوا ہے، تقلید ایک مجتہد کی واجب ہے، مگر چار اصل جائز تھیں۔ پس ایسے امر کو کہ دراصل جائز ہو، مگر وہ اور اب بغیر رفع نزاع کے واجب ہو گیا، مگر کہنا سخت بے دینی ہے، حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرماوے۔ آمین

کتبہ الاحقر رشید احمد غفرلہ عنہ سنی

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۶)

(۷۹۰) عوام کے لئے تقلید ائمہ اربعہ ضروری ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں دین آسان، اسلام

کے حامی اور سب شریعت محمدی کے فقہاء، کہ عوامی مومن جو مجتہد نہ ہو امتثال امر و نہی و تعمیل ہدایات شرعی میں، علمائے وقت سے تحقیق کرے، یا فروع و اصول مسائل میں، مذاہب مروجہ سے کسی ایک مذہب پر چلے، اور تقلید اور اتباع دونوں امر واحد ہیں، یا دو، اور ان کے کیا معنی ہیں؟ براہ عنایت چاروں دلائل اسلام میں سے، کسی دلیل سے جواب ملے۔ بیٹو! تو جروا!

جواب: حامد و مصلیٰ! عامی کو کسی عالم محقق متدین سے پوچھنا کافی اور فرض امر سوال سے ادا ہو جائے تو بس ہے، خواہ ایک ہی علم سے پوچھا کرے، خواہ متعدد علماء سے، اور خواہ ایک مذہب معین کے علماء سے، خواہ مذاہب متعدد کے، بقولہ علیہ السلام:

أولہ یکن شفاء العی السوال. الحدیث. (۱) ترجمہ: کیا بیماری کی دوا، سوال تھا۔

کہ اس میں سوال مطلق ہے کوئی قید نہیں، اور امتثال مطلق میں جس فرد مطلق پر عمل ہووے گا اداء فرض حاصل ہو جاتا ہے۔ پس اصول متاکد و اخلاق میں تو تمام علماء کا اتفاق ہے، اس میں تو سب متفق ہیں اور فروع مسائل میں جوابات مختلف ہیں، جس فروع میں ہر چند متعدد علماء مذاہب سے سوال کرنا درست ہے، خصوصاً احوط کا اختیار کرنا، مگر حسب مشاہدہ زمانہ موجود کے یہ بھی محقق ہے کہ عامی کو متعدد مذاہب کے علماء سے سوال کرنے میں، ابتلا، مرض، تسلی فی الدین کا ہو جاتا ہے اور اہل دین میں تن جاتا ہے، اور یہ منوع اور معیوب ملت غزاء میں ہے، ایک روز خرم ایک امر کا، دوسرے دن بخل اسی کا، تو مصداق قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

الیعب بکتاب اللہ. (الحدیث) (۲) ترجمہ: کیا کتاب اللہ (قرآن کریم) سے بھیل رتے ہو۔

(۱) اس محدث اس عباس ص ۳۳ باب فی المجرور نصیحة الحنابلة (فاروقی دہلی)۔ میر ابن ماجہ ج: ۱، ص: ۳۶۲، رقم نہایت ۵۰۲، شعب الاربوع و الرسالۃ العالمیہ ۱۳۳۰ھ (نور)

(۲) عن محمود بن لہید: یلعب بکتاب اللہ عزوجل و انان اظہر کم مشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق الفصل الثالث ص: ۱۲۶، ج: ۳، رقم الحدیث: ۳۲۹۴، رمضان بن احمد بن علی (مکتبۃ التوبۃ ۲۰۰۳ء) نیز باب مذکور ص: ۲۸۳، جلد دوم: زینبہ، دہلی نقل اصح المطابع ۱۳۵۵ھ و برساتی کتاب الطلاق، باب التلث المجموعۃ و ما فیہ من التغلیظ ص: ۸۱۸، ت: صدیقی جمیل الطائر (دار الفکر بیروت: ۱۳۳۵ھ) (نور)

ہن جانتا ہے۔ لہذا عامی کو مذہب معین سے سوال جملہ مسائل کا کر کے عامل یوں نا ضرور ہوگا۔ بہت اشیاء میں کئی حدائے جائز اور مباح ہیں، مگر بعض فساد سے ترک کی جاتی ہیں، جیسے۔ ترک قراءۃ فی سبعة احرف ظہر بہت فقہاء اس کے شرع میں موجود ہیں، اسی واسطے نووی شرع مسلم میں فرماتے ہیں:

وفي هذا الحديث دليل لقواعد من الأحكام، منها إذا تعارضت المصالح أو تعارضت مصلحة ومفسدة، أو تعذر الجمع بين فعل المصلحة وترك المفسدة بدئ بالأهم، لأن النبي صلى الله عليه وسلم أخبر أن نقض الكعبة وردها إلى ما كانت عليه من قواعد إبراهيم صلى الله عليه وسلم مصلحة ولكن تعارضه مفسدة أعظم منه، وهي خوف فتنه بعض من أسلم قريباً الخ (۱)

اور اسی سبب سے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ الباقی میں فرماتے ہیں:

ان هذه المذاهب الأربعة المدونة المحررة، قد اجتمعت الأمة أو من يعتد به منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا، وفي ذالك من المصالح مالا يخلو (۲)

الحاصل امر جائز کو پیچہ کسی مفسدہ کے ترک کرنا، متفق علیہ ہے اور نصوص سے ثابت ہے، اور ہر شخص عالم سے سوال کرنا اور اختلاف اجوبہ سننا، موجب مفسدہ کا ہے، لہذا ہاں جبہ ایک مذہب کے علماء سے عامی کو سوال کرنا ضرور [ی] ہوا، اور جس نے خلاف اس کے کہا ہے، تو وہ علماء کی نسبت لکھا ہے، ان علماء کی نسبت کثیر صحت و تقم کی رکھتے ہیں اور استنباط پر قادر ہیں، نہ عامی کی نسبت، کہ عامی کو تیز و علم دونوں مفقود ہیں، اور اکثر علماء ہمارے زمانہ کے بھی عامی کے حکم میں ہیں۔ اور اتباع اور تقلید کے معنی مراد ایک ہیں، کیوں کہ اتباع کے معنی کسی کے پیچھے چلنا ہے لغت میں، اور مراد اس سے کسی کے قول و فعل کو ماننا اور اس کے موافق عمل کرنا ہے، اور تقلید کے معنی گردن میں قلابہ ڈالنا اور مراد اس سے کسی کے قول و فعل کو ماننا اور اس کے موافق عمل کرنا ہے۔

سو اتباع تو جیسا فقہ میں مطلق کسی کی تابعداری ہے، ایسی ہی اصطلاح و عرف میں بھی مطلق ہے، کہ خواوہ شخص متبوع رسول ہو، یا قرآن یا اجتماع یا شخص واحد، سوائے آپ کے، (۳) پھر اس کا قول مدلل ہو یا غیر مدلل۔

(۱) نووی شرح مسلم شریف کتاب الحج باب نقض الكعبة وسائها ص ۳۲۹، جلد اول، مطبع محبائی، دہلی ۱۳۱۹ھ (نور)

(۲) حجۃ اللہ الباقی ص ۱۵۹، (طبع اول بریلی: ۱۳۸۲ھ) حجة الله البالغة نتمه فصل في المسائل التي جلت في بلادها الألهام حكم الظليل والرد على ابن حزم ص ۳۳۴-۳۳۵، جلد اول، ت مؤلف سید احمد پان پوری، مکتبہ تجارہ دیوبند (نور)

(۳) قول سوائے آپ کے یہ استثناء اس لئے کیا ہے کہ شاید مسائل غیر مقلد ہے۔ وانذا هم۔ (پان پوری)

لیکن تقلید اصطلاح علماء میں خاص ہے اس معنی میں کہ کسی ایسے شخص کے قول پر عمل کرنا کہ اس کا قول جہت نہیں، یعنی کوئی مجتہد، یا عالم ہو، پس اگرچہ تقلید بھی فقہ میں عام تھی مثل اتباع کے، مگر جب اصطلاح خاص ہو گئی ہے کہ عمل کتاب و سنت و اجماع پر اطلاق تقلید کا اصطلاح نہیں ہوتا، اگرچہ تقلید لغت عام و مطلق تھی، پس حسب اصطلاح اتباع عام ہے اور تقلید فرد خاص اس کی ہے، اور عام و خاص میں مباحثہ نہیں ہوتی، بلکہ عام اپنے فرد خاص کے ساتھ ہر روز مجتمع رہتا ہے، پس جہاں تقلید ہوگی وہاں اتباع ضرور ہوگا، اگرچہ بعض اتباع میں تقلید اصطلاحی ہوگی، اہنی اتباع (غیر؟) نص میں، مگر تقلید لغوی اور اتباع دونوں ایک ہی شے ہیں۔

پس واضح ہو گیا کہ اتباع اور تقلید اصطلاحی عام و خاص ہیں، کہ تقلید بدون اتباع کے نہیں ہو سکتی اور اتباع حدیث و اجماع پر تقلید کا لفظ نہیں بولتے، پس جس نے ان دونوں میں تناقض لکھا ہے، ہمارے معاصرین میں سے صحیح نہیں، اور یہ بھی واضح ہے کہ جو عامی کسی عالم سے مسئلہ پوچھتا ہے غرض اس کی حکم حق تعالیٰ کا اس واقعہ میں پوچھنا مراد ہوتا ہے، کہ اس مسئلہ میں کیا حکم شرع کا ہے، خواہ وہ عالم منصوص سے جواب دے، خواہ استنباط سے، اور کوئی سائل ہرگز ہرگز اس عالم کی رائے، غیر مستنبط منصوص کو نہیں پوچھتا۔ اگر عامی کو خبر ہو جائے کہ عالم نے اپنی رائے محض خلاف نص کہی ہے، تو ہرگز قبول نہیں کرتا، بلکہ اس کی رائے کو مستنبط سمجھ کر ہی، پوچھتا ہے اور مانتا ہے۔

پس یہ امر از قرن صحابہ آج تک چلا آتا ہے، کہ مسئول عنہ نے نفس حکم بتایا اور سائل نے قبول کر لیا، اگر دلیل کے ساتھ بتایا اور عمل کیا تو تقلید نہیں کہلاتی، اور جو بلا دلیل بتایا اور عمل کیا تو اس کو تقلید کہتے ہیں، اور بلا دلیل بتانا شائع و ذائع، اس وقت سے چلا آتا ہے، کتب احادیث اسی سے پڑ ہیں، اور کبھی قرن صحابہ سے لے کر آج تک ایسے جواب بلا دلیل دینے پر اور عمل کرنے پر اعتراض کسی نے نہیں کیا۔ البتہ اگر وہ جواب خلاف نص کسی کے نزدیک ہو، تو اس وجہ سے اعتراض کیا ہے، پس یہ عین تقلید ہے اصطلاحاً اور یہی اتباع بھی ہے، اس میں فرق کرنا ہرگز درست نہیں، اور نہ اس سے زیادہ تقلید درست ہے۔

اہنی رائے کسی عالم کی جو محض رائے غیر مستنبط ہو، اس کو مان لیوے، کہ یہ نہ کسی مقلد عالم نے کہا، نہ کسی عامی جاہل کا یہ مقصد ہے اور نہ کسی کتاب فقہ میں اس کو جائز لکھا ہے، بلکہ ایسی تقلید کی ذم لکھتے ہیں اور جہاں تقلید کی ذم ہے، یہی معنی ہے، ورنہ تقلید مصطلح ہرگز معیوب نہیں، بلکہ معمول قرون ثلاثہ ہے، اور قیاس کی بھی جہاں ذم ہے، اسی قیاس کی ہے کہ خلاف قواعد شرعیہ کے ہو۔ پس ظاہر ہوا کہ تقلید مذموم ہے وہ شخصی اور غیر شخصی، دونوں قسم ممنوع ہیں، نہ اکام اور شرک

ایک کے ساتھ اور سو کے ساتھ برائی ہے اور محمود علیٰ ہذا ایک اور متعدد کے ساتھ جائز ہے، اور یہ تمام قصہ خلاف و نزاع کا بسبب عدم تحقیق و تامل کے پیدا ہو گیا ہے: واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

والحمد لله رب العالمین، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و  
اتباعہ اجمعین۔ فقط

[نقل فتویٰ بدست مولانا کریم بخش<sup>(۱)</sup> پنجابی، شاگرد خاص حضرت مولانا گنگوہی]

(۷۹۱) چاروں مذاہب فقہ برحق ہیں، ان پر طعن صحیح نہیں: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے

دین: کہ زید کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں چار مصلوں کی کچھ حاجت نہیں، ایک مصلیٰ ہونا چاہئے، ان چار مصلے والوں نے فساد ڈال رکھا ہے، آیا یہ کہنا اس کا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: مذاہب اربعہ برحق ہیں، ان پر طعن کرنے والا فاسق مبتدع ہے۔ البتہ قرون ثلاثہ میں ایک جماعت مکہ معظمہ کی مسجد میں ہوتی تھی، جس طرح اب چار جماعت کرتے ہیں، یہ امر مکروہ ہے۔ اگر یہ شخص اس طرح کی چار جماعت پر طعن کرتا ہے تو یہ درست کہتا ہے اور جو اہل مذاہب پر طعن اس کا مقصد ہے، تو وہ فاسق ہے، اور یہ قول اس کا خلاف شرع اور زیوں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(مجموعہ کلاں ص ۱۲۸-۱۲۹)

(۷۹۲) کسی کو لاندہب یا غیر مقلد کہنا؟ سوال: زید نے عمرو سے کہا کہ تو لاندہب ہے، یا کہ

غیر مقلد، عمرو نے جواب دیا کہ غیر مقلد اور لاندہب سوائے اللہ تعالیٰ اور شیطان کے کوئی نہیں، ہر کوئی کسی نہ کسی کی پیروی کرتا ہے اور زید و عمرو دونوں مقلد ہیں۔ اس کلام کا بولنے والا عند الشرع شریف کیسا ہے؟ بینوا تو جروا! فقط

جواب: یہ کلمہ گستاخ بظاہر کلمہ کفر کا ہے، کیونکہ لاندہب اور غیر مقلد کلمہ اہانت کا ہے، لہذا، ایسا کلمہ منہ سے نکالنا نسبت حق تعالیٰ کی بیجا ہے، مگر چونکہ قائل نے ایک توجیہ اس کی کردی ہے (۲) لہذا اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے، مگر توبہ کرے اور آئندہ کو ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(مجموعہ کلاں ص ۲۳۱)

(۱) مولانا کریم بخش حضرت گنگوہی کے خاص شاگرد، تبحر فقیہ اور حدیث اور معقولات کے بہت بڑے اور بہت مشہور عالم تھے۔ مولانا کریم بخش نے اس تحریر کے آغاز پر لکھا ہے:

”نقل فتویٰ سلطان العلماء، مجدد زمان، حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب مدظلہ“

لہذا اس فتویٰ کا حضرت مولانا گنگوہی سے انتساب بلا شک و شبہ درست ہے۔ فتویٰ کے بعد مولانا کریم بخش صاحب نے ان الفاظ میں اپنے دستخط بھی ثبت کئے ہیں: ”تلم الخروف

بندہ کریم بخش غفرلہ“ (نور)

(۲) یعنی عمرو کا یہ قول: ہر کوئی کسی نہ کسی کی پیروی کرتا ہے۔

(۷۹۳) مقلدین کو مشرک کہنے والا فاسق ہے: سوال: اگر کوئی مقلدین کو مشرک کہتا ہے تو

یہ شخص اور حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنے والا شخص از روئے شریعت کیسا ہے (۱) بیضا تو جروا۔

جواب: مقلدین کو مشرک کہنے والا خود فاسق ہے، حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنے والا رافضی ہے، اس کو اگر کافر

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۳)

کہا جائے تو ایسا ہے۔ فقط رشید احمد گنگوہی

(۷۹۴) غیر مقلد کو مسجد یا نماز سے نکال دینا صحیح نہیں: سوال: مافولکم رحمکم اللہ

تعالیٰ اندریں باب، کہ امام مسجد جمعہ کہتا ہے کہ جب تک زید کو کہ لا مذہب ہے، نہ نکالو گے نماز جمعہ نہ پڑھاؤں گا۔ حالانکہ زید

لا مذہبوں پر تہرہ کہتا ہے، بلکہ امام مذکور بسبب تعصب یا بحث و دیوئی کے کہتا ہے اور زید عاجزی سے کہے، کہ میں تمہاری جوتیوں

میں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھ لوں گا، اور امام صاحب زید مذکور کو نکال کر جمعہ پڑھوائیں، اور جوتیوں میں بھی نہ کھڑا ہونے دیں۔

پس یہ فعل امام صاحب کا موجب ثواب ہے یا گناہ، اور نکال دینا زید کو مسجد سے درست ہے، یا غیر درست؟ اور بالفرض اگر کوئی

لا مذہب ہے اور پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو امام کی نماز میں کیا فرق آتا ہے؟

جواب: اگر زید اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میں لا مذہب نہیں ہوں، تو پھر تعصب ایسا اور زیادتی سخت گناہ

ہے اور ظلم ہے، اس سے امام کو توبہ کرنی چاہئے۔ اور جو فی الواقع وہ لا مذہب ہے ہی، (۲) تو پھر اس کے نماز میں شریک

ہونے سے کیا نقصان کسی کا ہوا ہے، یہ حرکت امام کی اچھی نہیں، اس سے باز آتا اور توبہ کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۳-۱۱۴)

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی غفرلہ

(۷۹۵) امت مقبولہ اور معتبر علماء کا اجماع ہر وقت معتبر ہے: سوال: اجماع امت صرف

صحابہ رضی اللہ عنہم پر ختم ہوا، بعد ازاں نہیں؟

جواب: اجماع امت کا ہر روز مقبول ہے، مگر امت سے مراد امت مقبولہ ہے، کہ علماء و اقلیاء ہوں اور حجت

شرعیہ کے موافق اجماع ہو، اور خلاف نص کے اور خلاف اجماع سابق کے نہ ہو۔ جب سب شرائط اجماع کے موجود ہو

چائیں گے معتبر ہوگا، اجماع کا ہونا صحابہ پر ختم نہیں ہوا۔

(۱) اصل مذہب صرف وہ ہے جو ان کے مسائل کی نقل و روایت میں سے ان کے اب و اجداد سے ملے ہوئے ہو۔ (۲) اور

(۳) یعنی ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں

ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں

ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں

ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں ان کے مذہب کے تحت جتنے مذاہب رہے ہیں

(پانچویں)



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ماراہ المؤمنون حسنا فهو عند اللہ حسن الخ (۱)  
مگر ہاں، اب جیسے علماء کا اجماع، کہ اپنی رائے ناقص پر خلاف نص کے اور مخالف ائمہ ہدی کے، کچھ نہیں لایوں،  
مردود ہے اور غیر معتبر۔ فقط  
(پنچد یا نوی ۸۸، ۹۱-۹۲)

(۷۹۶) مسائل شریعت میں کن لوگوں کا اختلاف جواب: اتفاق و اختلاف قابل لحاظ و  
اتفاق قابل اعتبار ہے اور اہل سنت کا کیا مطلب ہے؟

وہ دونوں طرف نصوص سے مستنبط ہوں اور وجہ خلاف کی یا بنظر قوت و ضعف اخبار کے ہو، یا بنظر قول و فعل صحابہ کے، یا وجہ  
علت و اسباب کے، تو مثلاً ایسی حالت میں، ہر دو فریق اہل سنت و اہل حق ہوتے ہیں، جیسا کہ مذاہب اربعہ میں، یا کسی مسئلہ  
جزئیہ میں، خلاف علماء ایک مذہب کا ہوا ہے، تو قوت فخر میں یہ بھی وجہ خلاف کی ہے، دونوں نص حدیث رکھتی ہیں۔ (۲)  
اور امور جدیدہ کا بدعت ہونا، موافق قواعد سنت و اجماع و قیاس ائمہ کے ہیں، اس کا خلاف علماء کا خلاف نہیں، بلکہ  
عوام کا خلاف ہے، مجوز ان امور کے خلاف نص و ائمہ کے کہتے ہیں، کوئی حجت جواز ان کے پاس نہیں، بلکہ مطلق و مقید کے  
عدم تفرقہ میں، جہل کے سبب یا عناد کے، مبتلا ہیں، تو اس کو قیاس خلاف سلف پر کرنا نہایت کم فہمی ہے۔ وہ اختلاف موجب  
رحمت، یہ اختلاف بسبب فساد و قہر و معصیت، پھر تعجب ہے مقیس علیہ وہ ہو۔ معاذ اللہ!

مگر ہاں! یہ کہنا ان علماء کا کہ اہل بدعت امور جدیدہ کے، داخل اہل سنت میں ہیں، یہ صحیح ہے کہ یہ اہل سنت کامل نہیں،  
عاصی ہیں، جیسا فاسق اسلام سے خارج نہیں ہوتا، ایسا ہی یہ فریق اہل سنت سے خارج نہیں، اس معنی اہل سنت سے جو  
بمقابلہ اہل اہواء کے ہے اور بمعنی اہل سنت کہ تتبع اعمال سنت کے ہیں، البتہ خارج ہیں، اور یہ کہنا کہ مثل روافض کے خارج

(۱) اخرجه البزاز والطبرانی و الطبرانی و ابو نعیم و البيهقي في الاعتقاد، عن ابن مسعود. وقال الحافظ ابن عبد الهادي مرفوعاً عن  
ابن مسعود ساقط والاصح وقفه على ابن مسعود، ورواه احمد في كتاب السنة وليس في مسنده، كما في كشف الخفا و مزيل  
الاباس للعجلوني ص ۱۸۸ ج ۲ رقم الحديث: ۲۳۱۴، [دار احیاء التراث العربی: بیروت ۱۳۵۱ھ] (نور)

(۲) یہاں تک عنوان کے پہلے جز کا بیان ہے یعنی مجتہدین کا یا ایسے علماء کا جو وجہ اجتہاد کے قریب ہوں، ان کا اختلاف معتبر ہے اور وہ رحمت ہے، بشرطیکہ دونوں راہیں کسی نص  
سے مستنبط ہوں اور وجہ اختلاف بطور مثال تین ہو سکتی ہیں: اول: حدیثوں کا قوی ضعیف ہونا دوم: صحابہ کے اقوال و افعال میں اختلاف ہونا سوم: علت حکم میں اختلاف۔ ایسی  
صورت میں دونوں فریق اہل سنت اور اہل حق ہوتے ہیں، جیسے مذاہب اربعہ کا اختلاف یا جیسے کسی مسئلہ میں ایک ہی کتب فکر کے علماء کا اختلاف۔ مسائل نے غالباً قوت فخر کا  
مسئلہ پوچھا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام احمد فخر کی نماز میں قوت راجعہ کے قائل نہیں اور امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں، پھر امام مالک مستحب کہتے ہیں اور امام شافعی سنت اور وجہ  
اختلاف نصوص کا اختلاف ہے دونوں فریقوں کے پاس حدیثیں ہیں۔ (پانچویں)



ہیں، یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ رافضی وغیرہ اہل اہواء کی بدعت، انکار ضروریات دین کے سبب سے ہے، مگر چونکہ تاویل بھی مُسَلَّم رہے، اگر بلا تاویل ہو کفر ہو جاوے، اور ان امور جدیدہ کے مبتدع، اعمال جزئیہ خلاف سنت کو جائز کہتے ہیں، ضروریات دین میں مخالف نہیں، لہذا اہل سنت سے خارج نہیں۔ الحاصل اہل سنت کے دو معنی ہیں، ایک بمقابلہ اہل اہواء، بایں معنی یہ لوگ اہل سنت میں داخل ہیں اور دوسرے بمعنی اعمال، مثل [اہل] سنت کے کرنا، بایں معنی یہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ والسلام

اور ان سوالات کو سبب گرانی لفافوں کے روانہ نہیں کیا، اور اگر طلب کرو گے مرسل کردوں گا۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۷-۵۸)

(۱) لفظ سنت چار معنی میں مستعمل ہے۔ اول: احکام میں فرض و واجب کے بعد کا درجہ..... اہل سنت میں یہ معنی مراد نہیں دوم: بدعت کے مقابل سنت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اہل سنت اہل اہواء کا مقابل ہے، اہل سنت میں یہ معنی مراد لئے جاسکتے ہیں سوم: سنت بمعنی دینی راہ (الطریقة المسلموكة فی الدین) اہل السنۃ والجماعۃ میں یہی معنی مراد ہیں۔ اور حدیث اور سنت میں عموم خصوص میں وجہ کی نسبت ہے، وہ حدیثیں جو مخصوص یا مخصوص ہیں وہ حدیثیں ہیں، سنت نہیں۔ اور ملک و ملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی خلفاء راشدین کی باتیں سنت ہیں، حدیث نہیں۔ حدیث علیکم بسنی و سنۃ الخلفاء الراشدین: میں یہی سنت مراد ہے اور جو حدیثیں معمول بہا ہیں، وہ حدیثیں بھی ہیں اور سنت بھی، چہارم: سنت بمعنی قول و فعل نبوی، پس اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اعمال سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

اس کے بعد چاہنا چاہئے کہ امور جدیدہ جیسے میلاد و مہرہ کے قائلین خود کو کئی کہتے ہیں، ان کا یہ قول کہاں تک درست ہے، حضرت رحمہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ امور جدیدہ بدعت ہیں، کیونکہ وہ قواعد سنت و اجماع و قیاس کے خلاف ہیں، ان میں عوام کا اختلاف ہے اور وہ نص اور اقوال ائمہ کے خلاف کہتے ہیں۔ ان کے پاس اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ ان امور میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں، پس اہل بدعت کا خود کو سنی کہنا درست نہیں..... اور عوام ان باتوں کے اس وجہ سے قائل ہوئے ہیں، کہ انھوں نے جمہالت کی وجہ سے یا عباد کی وجہ سے، جیسے رضا خانیوں نے مطلق و مقید کے درمیان فرق نہیں کیا، جیسے مطلق (بلا قید) ایصال ثواب ثابت ہے اور مقید جیسے سوم، چہلم وغیرہ بدعت ہیں، پس اس اختلاف کو سلف کے اختلاف پر قیاس کرنا درست نہیں، سلف کا اختلاف موجب رحمت ہے اور یہ اختلاف عوام کے بگاڑ، اللہ کے غصے اور دین اور شریعت کی نافرمانی کا سبب ہے، پس اس کو اس پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے؟۔ نہیں تفاوت راوا از کجا است تا یہ کیا!

البتہ یہ اہل بدعت اہل السنۃ والجماعہ میں داخل ہیں، البتہ وہ کامل اہل السنۃ نہیں، گنہگار ہیں، جیسے فاسق (مرتکب گنہگار) مسلمان ہے، اسلام سے خارج نہیں مگر وہ گنہگار ہے، اسی طرح یہ لوگ بھی اہل سنت سے خارج نہیں ہیں، یعنی اس اہل سنت سے جو اہل اہواء کے مقابل بولا جاتا ہے، البتہ خود تھے معنی کے اعتبار سے وہ اہل سنت سے خارج ہیں، کیونکہ وہ اعمال سنت کی پیروی کرنے والے نہیں۔

البتہ روافض کی طرح اہل السنۃ والجماعہ سے خارج نہیں، روافض ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے اہل اہواء ہیں اور اہل السنۃ سے خارج ہیں، مگر چونکہ وہ ضروریات دین کا انکار تاویل سے کرتے ہیں، اس لئے کافر نہیں، اگر بلا تاویل انکار کرتے تو کافر ہو جاتے اور بدعتی ضروریات دین کے منکر نہیں ہیں، بلکہ بعض اعمال جزئیہ جو خلاف سنت ہیں ان کو جائز کہتے ہیں، پس روافض کی طرح یہ لوگ اہل السنۃ سے خارج نہیں (حضرت رحمہ اللہ نے سنت کے دو معنی بیان کئے ہیں، ہم نے تکمیل بحث کے لئے چار معنی بیان کئے ہیں، حضرت نے دوسرے اور چوتھے معنی بیان کئے ہیں)

[پالن پوری]

## سلوک و احسان

توبہ، سلاسلِ تصوف، بیعت، ذکر کے درجات اور متعلقہ عنوانات  
(۷۹۷) توبہ کی حقیقت کیا ہے؟

سوال: مافوقِ لکم و رحمکم اللہ تعالیٰ: اس مسئلہ میں: کہ توبہ شرعاً چہ معنی دارو، و توبہ کردن بر مسلمان را، سنت است، یا فرض یا مستحب۔ و غنیمت بکسور محل (کذا؟) توبہ کرده باشد، و دیگر شخص گفت شما توبہ واپس دہ۔ پس این شخص بمطابق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کتب فقہ چہ حکم نافذ خواہد شد، و بر منکر توبہ چہ؟

ترجمہ سوال: آپ حضرات کا کیا فرمانا ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، کہ توبہ شرعاً کیا معنی رکھتی ہے، اور توبہ کرنا، ہر اک مسلمان کے لئے سنت ہے، یا فرض یا مستحب؟ ایک شخص کسی کے سامنے توبہ کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے تم توبہ واپس دید۔ پس اس شخص پر حدیث شریف اور کتب فقہ کے مطابق کیا حکم جاری ہوگا۔

جواب: توبہ در شرع شریف از گناہ باز ماندن، و نہ امت بر فعل بد کردن را گویند، و توبہ کردن بر ہم مسلمانا فرض عین است۔ قال اللہ تعالیٰ:

پس توبہ کرانند و امر توبہ کردن بر ہم فرض خواہد بود، و ہر کہ از توبہ منع کند یا بدایت توبہ شکنی نماید فاسق است کہ امر منکر را می گوید۔ حسب حکم حدیث و فقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط

ترجمہ جواب: توبہ، شریعت میں گناہ سے رک جانے اور برے کام پر شرمندی کو کہتے ہیں: توبہ کرنا، تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے، اللہ نے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً  
نُصُوحًا. (البقرہ: ۸۰)

ترجمہ: اس لئے توبہ کرنا اور توبہ کا حکم کرنا سب پر فرض ہوگا، اور جو شخص کہ توبہ سے منع کرے یا توبہ توڑنے کی ہدایت کرے، وہ فاسق ہے، کیوں کہ وہ برے کام کے لئے کہتا ہے، یہ فقہ و حدیث کے حکم کے مطابق ہے۔ (تورہ)

کتبہ الراحمی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

| جواب | خط مولوی جمال الدین صاحب | غالباً سنہ ۱۳۳۵ء |

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۳)







**جواب :** جس کام کے اولین و بختہ ہیں، اس میں ان کی تہذیب درست ہے، وہ ہم باطن ہے یہ (مجددِ حقیت کے

جو ان دوسرے جو رنگ مسکے) ملحق رہے، ایسے لوگ مبتدیان نہیں۔ لفظ اسلام (مبتدیان) سے ہی یہ چلا جاتا ہے۔ لفظ

(مبتدیان) سے ہی یہ چلا جاتا ہے۔ لفظ

**(۸۰۳) بیعت کے چاروں پہلو صحیح ہیں: سوال :** ایک شخص (چار خاندان یعنی چشتیہ

کادریہ وغیرہ کو خلاف شرع لکھا جاتا ہے، یہ خاندان خاندان والوں کو بہت برا کہتا ہے، آیا اس کا کہنا درست ہے، یا نہیں؟

**جواب :** خاندان اور بھتیجی میں اور سب اہل مذاہب و مذہبوں ان اللہ تعالیٰ ہیں، ان کا برا کہنا اور خلاف شرع

ہونے والا ضرور ہے۔ کیوں کہ مطلب ان سب خاندانوں کا تحصیل محبت حق تعالیٰ کی ہے، اور اجتماع حق کا اور تہذیب نفس

اور اصلاح دینی کا ہے۔ سو یہ سب صحیح شرع علیٰ اسلام کا ہے، یہی اس کو برا کہنا سخت نفی ہے، مگر یاں جو امر خلاف

شرع کوئی کرتا ہو، وہ برا ہے۔ سو اس میں یہ خصوصیت ان خاندان والوں کی ہے، اگر کوئی عالم محدث نے ان کا کام کر کے لکھا

بھی تو اسے۔ میری حال خاندان اور بعض اجتماعِ ملت و شریعت کرنے والے ہیں، ان کو برا کہنا شرع کے احکام کو برا کہنا

ہے۔ لفظ۔

(مبتدیان میں ۱۲۸-۱۲۹)

**(۸۰۴) جو شخص کسی بزرگ کے متعلق توہین کے کلمات کہے، اس کا حکم؟**

پیشوا صاحبزادی، امیر خاندان، صاحبزادہ صاحبزادہ

یہ وہ صنفِ اولیاء کے عوض خدمتِ شریف میں یہ ہے کہ، جو کوئی شخص کسی بزرگ خاص کی نسبت ایسے کلمات

کہا کرے یا ان سے اس بزرگ خاص کی توہین ہوتی ہو، مگر جیسے کہ کرتے ہیں، کہ لانا تو جو تے پھونکنا یا بھڑکا ہے۔

میراں سے جو جو کسی سے منع کیا تو اس نے سب بزرگوں کی نسبت یہ لکھ لکھا، کہ اسی طرح سب بزرگ جو تیار

پہنکاتے ہیں، وہ سب کہہ لیاں سے کسی نے یہ لکھا کہ یہ لکھ کر تے کیوں کہ؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ لکھ

نہیں کیا، بلکہ میرا کلامی کے لکھنے سے تم نے اس سے کہا کہ تو ایسے شخص کو کہا کرتے ہو کہ لیل اور طور ہو، تو پھر اس نے

جواب دیا کہ وہ میں نے اس کو بھی دیکھا، کہ جیسے تو یہ لکھ رہا ہے، کہ بالقرض و اگر تم نے یہ لکھ لکھی کے کہا تو اب

بھی تو بڑی چاہئے، کیونکہ بزرگوں کی شان میں یہ لکھ لکھا چھو نہیں ہے تو اس نے اس پر بھی مصرع لکھا اور کہا کہ میں نے

لکھا تو اس نے بھی یہ لکھ لکھا۔

تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے منہ پر لکھ لکھا کہ میں نے لکھا تو اس نے لکھ لکھا کہ میں نے لکھا تو اس نے

لکھا تو اس نے لکھ لکھا کہ میں نے لکھا تو اس نے لکھ لکھا کہ میں نے لکھا تو اس نے لکھ لکھا کہ میں نے

اسی طرح کوئی شخص خلاف شریعت کام کرتا ہے اور کوئی اس کو منع کرے کہ یہ کام خلاف شریعت ہے، اور وہ شخص اس پر اصرار کرے کہ یہ یونہی جائز ہے، جیسے آج کل کے فقیر، بعض بعض بندے ہیں، کہ میاں تم کیا جانو (یہ) اونچنی اور ہے۔ تو ایسے شخص کو کیا سمجھنا چاہئے؟ اور ایسے شخص سے ملاقات رکھنا، اسامہ تک کرنا کیسا ہے؟

**الجواب:** جو عام بزرگوں کی توہین کرے، خواہ حق جان کر، خواہ استہزاء و فاسق ہے۔ کیونکہ توہین عام مسلمانوں کی بھی فسق ہے، چہ جائیکہ صلحاء اور اولیاء کی۔ اور پھر اصرار کرنا اس پر گناہ کبیرہ ہے، ایسے شخص سے اگر ترک ملاقات نہ ہو تو یہ درست ہے، اور اصرار کرنا گناہ پر فسق ہوتا ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح احمد علی عفی عنہ

[مکتوب حضرت مولانا۔ بدست خود]

(۸۰۵) اپنے پیر کے علاوہ کسی اور سے تبرک بیعت ہونا؟ سوال: بلا ضرورت شرعی،

شرعاً مکرار بیعت دوسری جگہ جائز ہے، یا نہیں؟

**جواب:** دوسری جگہ بیعت کرنا فضل دوسرے سلسلہ کے حاصل کرنے کو، یا برکت دوسرے میں شریک ہونے کو درست ہے، بشرطیکہ دوسرا شخص قابل بیعت ہو، ورنہ کسی حال بیعت درست نہیں، خواہ اول ہو یا دواور۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلام ص ۲۳۳)

(۸۰۶) نسبت سلوک حاصل کئے بغیر کسی کو سوال: علمائے دین سے سائل کا سوال یہ ہے کہ:

جس شخص میں یہ صفات ہوں، تو وہ بہتر ہے، یا نہیں،

بیعت کرنا صحیح نہیں، نیز وعظ و نصیحت کے آداب:

پہلی، ایک قوت عقلی ہے، جس کے سبب سے نیک اور بد کو دریافت کرتا ہے، اور دوسری قوت شہوی یعنی خواہش کی ہے، جس کے سبب سے چیزوں کی طرف خواہش کرتا ہے اور تیسری قوت غشی ہے، جس کے سبب سے اپنے مخالف اور مزاحم کو دفع اور دور کرتا ہے۔ سو آدمی کی جب یہ دونوں قوتیں، یعنی شہوی اور غشی تیسری یعنی عقلی کی تابعدار ہو جائیں اور بے اس کی صلاح کے اور کوئی کام نہ کریں، اور جس چیز کا حکم کریں وہی کام کریں، اور جس سے منع کریں، اس سے دور رہیں، اور جس سے کہیں لڑنے کو تو لڑیں، اور جس کو منع کریں، اس کو روک دیں، اور وہ شخص اپنی قوت عقلیہ کو شرع کے طور سے روشن کرے اور انبیاء کے طریقہ پر چلاوے اور نیک کو نیک اور بد کو بد شناخت کر کے، ان دونوں قوتوں کو کام میں لگاوے، تب مرتبہ تقویٰ کا حاصل ہوتا ہے۔

اور وہ شخص اگر بات کرے فاسق و فاجر سے ساتھ منہ ترش اور ناخلفی کے، اور اگر اس کی قوم کے لوگ گناہ کبیرہ کرتے



**جواب:** جو گناہ کبیرہ جان کر کرتا ہے، اس وقت ولایتِ خاصہ سے خراج ہو جاتا ہے، تو یہ کرنے کے بعد ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مسلمان زنا کرتا ہے، کمال ایمان اس کا نکل جاتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقتِ معصیت کے، کمال ایمان نہیں رہتا اور صاحبِ نسبت ہوتا، سو یہ ایک ملاقاتِ تعالیٰ کے ساتھ ہے، اگر باوجود ملاقات کے جان کر گناہ کرتا ہے، وہ سخت شقی اور نہایت عاصی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلام ص ۲۳۲)  
**(۸۰۸) توکل حقیقی کیا ہے؟ سوال:** جو شخص کسب سے عاجز ہو، سوال کو حرام اور توکل کو واجب سمجھے، لیکن بغیر طلب اور بلا طمع جو کچھ ملے، من جانب اللہ سمجھے، کہ وہ بلحاظ اسباب ظاہر اسکی جگہ قصدِ قیام کرتے، جہاں فقراء اور مساکین کے خدمت گزار زیادہ ہوں اور ایسی جگہ اس کا قیام کرنا، توکل کے خلاف ہے، یا نہیں؟ اگر خلاف ہے تو کراہتِ تنزیہی ہے یا تحریمی؟

**جواب:** ایہ کا قیام اس جگہ خلاف (۱) ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
(مجموعہ فرغ آداب ص ۵۲)  
**(۸۰۹) توکل کی ایک حدیث کا حوالہ:** جو لوگ کہ متوکل تامل میں ہیں، کہ مستر نہیں کرتے اور دروغ نہیں دلاتے، ان کا ذکر بخاری اور سب کتب احادیث میں ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔  
(مجموعہ فرغ آداب ص ۵۲)

**(۸۱۰) تعلیم و تدربیں چھوڑ کر اور اشغال میں مصروف ہونا صحیح نہیں:** مولوی منہاج الدین صاحب مدظلہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ یہی فیت ہے۔ تمہارا خط آیا، حال معلوم ہوا۔  
مکرم! آدمی کے ایک قلب ہے اور ایک کام کو ہی بخوبی انجام دے سکتا ہے، دو کام متباہن جمع نہیں ہو سکتے۔ درس میں شغل یہ غیر ہے اور رات دن طلب اور مستفیضوں کے ساتھ اختلاط اور مضامین علمی میں تفرار اور تردد ہوتا ہے، اور شغل یکسوئی اور فراغ از غیر اور سب تخیلات کا رفع، پھر یہ دو کام کس طرح جمع ہو سکتے ہیں، کہ علم فرض اور اعلیٰ اشغال اور نیابتِ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) مناسبت، بیجا۔ اردو لغت و اردو لغت ص ۲۵۳ جلد ہفتم کریمی ۱۰۹۸ھ

(۲) ایک قول روایت کا ایک فقرہ ہے۔ ہم الدین لا یسترقون ولا یظہرون۔ وعلی رہمہ یتوکلون۔ (رواہ البخاری، رقم الحدیث ۱۳۷۴ ص: ۸۳، جز: ۸، ج: ۳) [مکتبۃ الریاض الحدیثہ ۱۹۸۳ء] نیز نسخہ ہندیہ ۱۲۱۵ھ ص: ۹۵۸ جلد دوم۔ کتاب الرقاق، باب ومن یتوکل علی اللہ فهو حبیبہ۔ مسلم (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "ہم الدین لا یسترقون ولا یظہرون ولا یکتون" کتاب الایمان، باب الدلیل علی فصول طوائف من المسلمین الحقہ بغیر حساب ص: ۱۱۸، ۱۱۹ جلد اول رقم الباب ۹۳ رقم الحدیث ۲۴۰ و ۲۴۱ ت: ابوالقاسم بقر محمد فارابی ص: ۱۰۱۲ طبعہ ۱۳۱۹ھ [مطبع محضانی دہلی] ص: ۱۱۶ جلد اول [نکات] مکتبۃ، باب التوکل والصبر ص: ۱۹۶ رقم الحدیث ۵۲۹۵ و ۵۲۹۶ [مکتبۃ التوبہ ۱۳۲۳ھ] (نور)

کی ہے مقدم اور ضروری جان کر آپ اس میں مشغول رہیں، اور اس کی تعلیم کو فرض اور وصیت، فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یقین کریں، (اس پر) کاربند رہیں اور سب اوقات اپنے اس میں صرف کرتے رہیں۔ یہ خیال استغراق کا بھی ایک وسوسہ شیطانی ہے، عہد سے روک کر آپ کو ایک کام نفل و زائد [میں] لگانا چاہتا ہے، جب تم مستغرق ہوئے، کسی کو کس طرح تعلیم و تدریس کرو گے۔ پس ”فقہہ واحداً أشدّ علی الشیطان من ألف عابد“ (۱) کو دیکھو اور اس خیال سے باز رہو۔

اس واسطے ہی شغل کرنا طالب علم کو مدرس کو، بندہ جائز نہیں جانتا، اور ہمیشہ بیعت و شغل سے انکار کرتا ہے، وہی امر آپ کو پیش کیا۔ پس اب جس قدر ذکر اور شغل بدون حرج تدریس ہو سکے کر لیا کرو، اور فکر ایسی خلوت اور استغراق کا ہرگز ہرگز مت کرنا، کہ یہ وسوسہ ہے اور کسی کے کہنے سننے سے تمام عمر کی محنت کو کہ علم ہے، رائیگاں مت کرنا۔ اور حجت اللہ اپنے اوپر قائم کر کے، معصیت میں مبتلا مت ہونا۔ اگر جو روپچہ کو چھوڑ کر بخیاں درویشی لگھو گے، تو فردا قیامت کو حقوق الہیہ کا کیا بند و بست اور جواب دو گے؟ اور جو تعلیم درس کو چھوڑ کر نفع متعدی کو ترک اور نفع لازمی کی تحصیل میں جو ہنوز مہووم ہے، مشغول ہو گے، تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دو گے، کہ فرماتے ہیں:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً . الحديث (۲)

لیبلغ الشاهد الغائب . الحديث (۳)

اور دیگر احادیث، کہ جس میں تبلیغ کو فرض اور علم کو واجب و عمدہ و شغل اور عبادت فرض اس کو فرمایا ہے، اور شغل و تصوف و ریاضت کہ ادب و مستحب ہے، اس میں منہک ہو کر فرض کو ترک کر کے، کیا نفع حاصل کرو گے، بجز مطالبہ عباد اور شارع علیہ السلام کے۔

پس زہنا زہرا کسی درویش قاطع علاق غافل از فن درس کو دیکھ کر، اور اس کے واردات کو بزعیم خود پسند مرتج بنا کر

(۱) رواہ الترمذی . کتاب العلم باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ . الحديث: ۲۶۸۱ ص ۴۷، ج ۵، ت. کمال یوسف الحوت [دار الکتب العلمیۃ بیروت] نیز نسخہ ہندیہ قدیم ص ۹۷ جلد دوم کتب خانہ رشیدیہ، دہلی [واس ماہد . الحديث: ۲۲۲ ص ۱۵۰۰، ج ۱] [دار الرسالۃ العلمیۃ بیروت ۱۴۳۰ھ] نیز: [تیسرے مشکوٰۃ کتاب العلم، الفصل الثانی ص ۳۳ ج ۱] [اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ] [حدیث نمبر ۲۱۷۰] نیز: [خروج ۳۳] [مکتبۃ التوبہ ۱۴۲۳ھ] (نور)

(۲) بخاری . کتاب احادیث الایمان باب ملائکہ عن نبی اسرائیل ص ۱۳۶ جلد دوم رقمہ الحديث: ۳۳۶۱ [مکتبۃ الریاض الحديثۃ ۱۴۰۴ھ ۹۸۳ھ] نیز نسخہ ہندی باب مذکور ص ۴۹۱، ج ۱، ۱۴۱۵ھ [تیسرے مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، ص ۳۳ ج ۱] [اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ] نیز: [مشکوٰۃ کتاب العلم، الفصل الاول ص ۳۳ ج ۱] [اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ] [حدیث نمبر ۲۱۷۰] (نور)

(۳) بخاری . کتاب العلم، باب بلغ الشاهد الغائب ص ۲۱، ج ۱، الحديث: ۲۷۷۰ [تیسرے مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، ص ۳۳ ج ۱] [اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ] [حدیث نمبر ۲۱۷۰] (نور)



اپنے فرض منصب کو ترک مت کرنا اور اپنے کام کو کسی دوسرے اختیار اور سہ جان کر، دوسرے فن کو کسی واقعہ پر اس پر تعلیم سے بے مت لینا، ہاں! جب تم اس تعلیم کے کام میں خوب مایوس ہو جاؤ، اس وقت شغل کو ترک نہ کرو گے۔

اور پھر یہ سمجھ لو کہ ہر طبع جدا ہے، کسی کو مناسبت شغل سے ہوتی ہے تو اس کو اثر کامل ہوتا ہے، اور دوسری ہوتی، تو باوجود کثرت مشغولی کے نفع معتد بہ حاصل نہیں ہوتا، تم نفع معتد بہ حاصل کو نفع موزوم کے واسطے ضائع و ترک کرتے ہو۔

بہر حال یہ سب وسوسہ ہے۔ کہ تو بہ کر اور تعلیم دین میں خوب سعی کرو اور شغل قدرے قلیل کرتے رہو، اور یہ! آئندہ مختار ہو۔ فقط

(مجموعہ کھان میں ۱۳۶-۱۳۵)

(۸۱) ہر وقت کی تسبیح میں کیا، ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟ سوال: چلتے پھرتے

ہوئے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح پڑھتا ہے، یا کلمہ شریف کی، تو ہر نام پر اللہ تعالیٰ کے جل جلالہ یا تحفہ عید الصلاۃ والسلام کے نام پر درود پڑھا کرے، یا سوچا پاس کے بعد میں ایک دفعہ کہا کرے، اور اگر کلمہ لا الہ الا اللہ یا اللہ کہا اور گیارہویں دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا، تو کہنے والے کو پورے کلمے کا ثواب ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: کبھی کبھی کہہ لیا کرے، ایسے متصل پڑھنے میں (۱)۔ فقط

(بدست خاص حامد)

(۸۲) جہری ذکر جائز ہے، اگر معتزاتوں سے خالی ہو: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے راتین و

محققان دین متین اس مسئلہ میں: کہ ذکر اللہ بالجہر کرنا خواہ اکیلا ہو یا مجمع مسر شہدین میں، شب کو یا دن کو تہما مکان میں یا جنگل میں یا مسجد میں، کہ جس سے کسی کا حرج نہ ہو، جائز ہے، یا نہیں؟ بیٹا تو جروا۔

جواب: کتب حنفیہ میں ذکر جہر کے باب میں روایات مختلفہ وارد ہیں، بعض روایات میں مکروہ لکھا ہے اور

بعض میں جائز، اگر خالی شانہ یا اذیت غیر سے ہو اور اس پر ہی عمل در آمد مشائخ کا ہے۔ پس بناء علی بندہ الروایۃ ذکر جہر میں جو خالی ہو مضار سے، کچھ حرج نہیں۔ اور یہی رائج بندہ کے نزدیک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عثمانی عنہ نقوی [مہر رشید احمد]

الجواب صحیح، وفی حاشیۃ الحموی عن الإمام الشعرانی: أجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی

استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا، إلا ان یشوش جہر ہم علی نانم أو مصل أو قارئ

انتہی۔ رد المحتار۔ (۲) کتبہ ابوالحسن مہتمم جامع مسجد مبارک پور۔

(۱) قول "ایسے متصل پڑھنے میں" یعنی جسے حال میں ذکر کرنا ہے جیسا کہ ذکر کرنا ہو تو کبھی کبھی درود شریف پڑھا کرے۔ بدست مہتمم مبارک پور۔

شریف پور صاحب منتخب ہے۔ (پان پوری)

(۲) رد المحتار علی الدر المحتار، مطلب فی دفع الصوت نالذکر، ۳۳۳ (طبع نجف، ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج ۱ ص ۲۰۰ دار الفکر بیروت، لبنان ۱۳۸۹ھ (۱) نیز شامی ج ۱ ص ۳۸۸، کتبہ جدیدہ کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ (نور)

طبع ابی طلحہ کینڈی کاغذ

الجواب صحیح، عنایت الہی مدرسہ اسلامیہ سہارنپور۔

یہ جواب صحیح ہے، محمد ادرعفا اللہ عنہ مدرسہ اسلامیہ مظفرنگر۔

صحیح الجواب، محمد صدیق احمد کاندھلوی مہتمم مدرسہ اسلامیہ کاندھلہ۔

الجواب صحیح، وقد استنبط الجہر فی الذکر من قوله تعالیٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ

يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ، (۱) الآیہ: عزیز الرحمن دیوبندی مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

احسن بہذا الجواب، محمد ناظر حسن عثمانی دیوبندی مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

الجواب صحیح، احمد علی بڑاڈوی۔

ذکر میں جبر متوسط جائز ہے اور جبر مضبوطی کے اذان کے اور ذکر میں جائز نہیں، مکروہ ہے۔ مشتاق احمد سہارنپوری۔

اگرچہ علمائے حنفیہ کثیر اللہ شوکتہم کو در باب ذکر جبر اختلاف ہے، مگر صحیح یہی ہے کہ جب ذکر جبر عوارض

مذکورہ سے خالی ہو تو بلا شک جائز ہے۔ خادم العلماء غلام محمد ہوشیار پوری مدرسہ اسلامیہ کرنال۔

ذکر جبر یا نہ حرام است، وضرر القاری والحديث والنائم والمصلي مکروہ است، والحقای عنہا بلاشبہ جائز است، خصوصاً

در مجمع بیچو اشخاص افضل است۔ محکمہ مختلف باختلاف الاشخاص بموجب حدیث: من ذکر فی الخ (۲) واللہ اعلم

بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب عبد الرحمن ہانی پتی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ وتابعیہم أجمعین الی یوم الدین

برحمتک یا أرحم الراحمین

منظوم امیریہ: تالیف: مولانا امیر بازاں سہارنپوری، ص: ۳۲ (مطبوعہ: غالباً ۱۳۳۰ھ)

(۸۱۳) فعل حرام میں مشغولیت کے وقت ذکر کرنا؟ مولوی نذیر احمد صاحب السلام علیکم

آپ کا خط آیا فی الواقع عالم کا حال ہر روز متغیر اور اہل نظر کو ایسے وقت میں اپنے خاتمہ کا اندیشہ، حق تعالیٰ سب

اہل اسلام کو ایمان اٹھاوے، آمین!

ذکر اللہ تعالیٰ عمدہ شے ہے، مگر تلبیسات محرمات سے بے تعظیسی نام الہی کی ہوتی ہے، مثلاً بسم اللہ کا کہنا ہر شے

کے شروع پر مستحب ہے مگر شراب اور حرام طعام پر کفر ہے، گویا کہ استہزاء و اہانت نام پاک ہے اور نہایت بے حیائی۔

(۱) ذکر اللہ سے اگرچہ کسی طرح کی غلطی سے ہو، مگر اگر کسی نے کسی وقت میں ذکر اللہ کی غلطی سے کی ہو، تو اس کا ذکر کرنا بھی جائز ہے، (۲) مستند احمد۔ مستند اسی طریقہ ص: ۳۰۵ جلد دوم [دار الفکر، بیروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۸ھ، ۱۹۷۸ء] نیز مستند احمد محقق۔ ت: اجروہ

احمد ابن سبک ۱۵۳۳ھ، رقم الحدیث ۱۰۲۲۶، دار الحدیث القادسیہ، ۱۳۶۶ھ، ۱۹۴۵ء

ہاں! اگر یہ بودہ کلام کرتا ہے اور وقت سکوت پہنچو ذکر زبان سے نکال، تو سکوت سے یہ ذکر فی حد ذاتہ ثابت ہے، اور اس وقت زمانہ میں ذکر کا سخت تر ہے کہ اندر سے کفر ہے، عین تبلیغ حرام میں ذکر برابر ہے، بعد مجاہدت ذکر بہ حرام کہ ذکر فی حد ذاتہ متعدّد شے ہے، مگر فی الحقیقت وہ ذکر نہیں، بلکہ استہزاء و تمسخر یہ ہے اور جب وقت امر بد سے ہو اس میں ذکر اچھا ہے، ایسا ہی دائرہ تارک اصولہ سے گزرتا ہے دار نمازی اچھا ہے، مگر عین تبلیغ نجاسات میں منکوحہ کا پڑھنا، یا پانچ نہ میں نماز پڑھنا سخت مذموم ہے، اندیشہ کفر رکھتا ہے، تو دونوں بات میں فرق عین الغرض! عین حالت حرمت میں ذکر بسبب اہانت ذکر کے زیادہ مذموم ہے اور وقت میں اچھا ہے اور دونوں میں فرق ہے۔ فقط والسلام

(مکتوبات حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ، باب مولانا غنی علیہ السلام، باب ۱۰، قلمی)

(۸۱۴) دین داری میں انگشت نما ہونا، کیوں غلط ہے؟ انگشت نما ہونا بھلائی میں موجب ریا اور

تکبر کا ہوتا ہے، اس واسطے برائی ہے، اگر اس شہرت سے اس کو تکبر نہ ہو تو کچھ اندیشہ نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے برابر اس کو شہرت ہوئی، اور یہ حدیث صحیح ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد ص ۲۱)

(۸۱۵) وحدۃ الوجود کی تحقیق؟ مسئلہ وحدۃ وجود: یہ بات ثابت ہے کہ وجود حقیقی ذات پاک حق

تعالیٰ ہی کے واسطے ہے، اور باقی جملہ موجودات فانیہ موجود بوجود ظنی ہیں اور ظنی بہ نسبت حقیقی کے کالعدم ہوتا ہے، پس مطلب ہمدوست کا یہ ہوا، کہ جملہ موجود حقیقی و اصلی وہ ذات پاک باقی ہے اور باقی جملہ موجودات معدوم و فانی ہیں۔ یہ عین توحید ہے اور حق ہے۔ نہ یہ مطلب ہے کہ جملہ موجودات ظنیہ کو اصلیہ حقیقیہ اعتقاد کر کے، سب موجودات عدمیہ فانیہ کو، موجود حقیقی و عین ذات حق تعالیٰ قرار دیں، معاذ اللہ! کہ یہ سخت شرک ہے، مطلب اول و ثانی میں فرق زمین و آسمان کا ہے، اول مراد عارفین ہے اور ثانی ملحدین جالمین۔ (۱) فقط رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلام ص ۸۴)

(۸۱۶) ہمدوست کی بحث؟ سوال: ہمدوست کے کیا معنی ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنا کیسا

ہے۔ آج کل اس بدعتی کی ایسی کیفیت ہے کہ ہر کس و ناکس کو اسی کی تعلیم کرتا ہے اور اس پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہ کے اقوال کی سند لاتا ہے، جو ضیاء القلوب میں لکھے ہیں اور فی الواقع آنحضرت نے ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ ذکر مرآۃ میں ایک موقع پر صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے:

(۱) یاد اور اس کے بعد کثرتی بہ ظاہر ایک ہی ہیں، بعد والے میں جو اضافے ہیں اور چند الفاظ کا فرق بھی ہے اس لئے دونوں نقل کر دیا گیا ہے۔ (نور)

مراقبہ وحدت و ہمدوست، ہوالاول، ہوالآخر، ہوالظاهر، ہوالباطن، ہرزبان گفت  
باملاحظہ معنی تصور کنند کہ بیچ نیست مگر دوست، و دران مستغرق شود۔ (ابن عربی) (۱)

ترجمہ: مراقبہ وحدت اور ہمدوست یہ ہے کہ: ہوالاول، ہوالآخر، ہوالظاہر، ہوالباطن زبان سے کہہ کر، کسی  
صورت کے لحاظ کے بغیر معنی کا تصور کرے، کہ کوئی نہیں ہے مگر وہ ہے، اور اس خیال میں بالکل اوجھو  
ہو جائے۔ (ت. نور)

اور بعض مواضع میں فرمایا ہے، اگر یہ مسئلہ اسی طرح سے ہے، تو یہ ثواب و عقاب حرام و حلال اور اکثر کارخانہ عالم  
فضول ہو جاوے گا، نحوذباللہ!

جواب: یہ امر حقیق ہے کہ وجود حقیقی ذات باری تعالیٰ کے واسطے ہے اور باقی جملہ موجودات فانیہ موجود ہو جو  
ظنی ہیں اور ظنی بہ نسبت اصلی حقیقی کے کالعدم ہوتا ہے، پس معنی ہمدوست کے یہ ہوئے کہ موجود حقیقی و اصلی و ذات  
پاک باقی ہے اور جملہ موجودات معدوم و فانی ہیں۔ سو یہ تو عین توحید ہے اور حق ہے، نہ یہ کہ جملہ موجودات ظنیہ کو اصل  
حقیقیہ اعتقاد کر کے، یہ کہے کہ سب موجودات عدمیہ فانیہ موجود حقیقی و ذات حق تعالیٰ ہیں، معاذ اللہ! کہ یہ معنی سخت شرک  
ہیں۔ معنی اول و ثانی میں فرق بین ہے، اول مراد عارفین کی ہے اور ثانی فہم ملحدین کا ہے۔

ربا حال مراقبات شیخ کا، سو سنو! کہ اصل مقصد ان کا یہ ہے کہ، قلب انسان کا چونکہ اپنے وجود کے اور تمام  
مشاہدات کے تصور سے..... پُر ہو رہا ہے، اسی واسطے علم حق تعالیٰ کے قرب و عظمت کا اس کے قلب میں قیام پذیر نہیں  
ہوتا اور غفلت میں رہتا ہے۔ جب مرآۃ قلب نقوش غیر سے خالی و صاف ہو جائے، اس وقت نقش..... اس میں  
جائزین ہو، لہذا اس کی تدبیرات فرمائیے۔

از ان جملہ یہ بھی ہے کہ سالک اپنے ذہن کو اپنی ہستی اور تمام عالم کی ہستی سے خالی کر کے، سب کو فنا و فراموش  
کرے، جس کا خلاصہ بیچ و نیست ہوا، اور بجائے اس کے نقش ہستی حق تعالیٰ کو قائم کر دے، جس کا حاصل ہمدوست ہوا۔  
سو یہ دونوں تصور، افناء غیر و ابقاء حق اس قدر کرے کہ محو ہو جاوے، تا اصل مطلب حاصل ہووے، یہ نہیں فرمایا کہ یہ عقیدہ  
کر لیتے کہ سب مشاہدات عین خدا کے ہیں، جو شرک ہو، بلکہ سب کو خبر عدم میں دیتے ہیں، حالانکہ اس کے افناء سے کوئی  
شے بھی فنا نہیں ہوتی۔ سب اشیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، ہاں اس کے ذہن سے خارج ہوتی ہیں: السرب رب و  
العبد عبد، جہاں ازمانہ کوشیہ نشان نے دام میں لیکر مشرک بنایا، مشائخ علیہ الرحمہ ایسے وہابیات سے بری ہیں۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۸۰، ۹۰)

(نور)

(۱) شفاء القلوب حضرت حاجی احمد عارفہ۔ قاری ص ۲۳ بیان مراقبہ (طبع اول، مطبع مجتہدی دہلی، ۱۳۸۴ھ)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی

(۸۱۷) فی زمانہ تصور شیخ، غیر مشروع ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مسئلہ تصور شیخ معمولہ صوفیہ میں: کہ مرید صورت پیر خواہ وہ پیر زندہ ہو یا مردہ، تصور میں حاضر کرتے ہیں اور اس سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ آیا یہ تصور اور حصول فیض شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

دوم اگر کوئی شخص حضرت غوث اعظم کو تصور میں حاضر کر کے: یا شیخ عبد القادر جیلانی شینا اللہ کا تکرار کرے، تو یہ تصور اور پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ لیکن قائل اگر اس کلمہ کو بغرض حصول فیض باطنی پڑھتا ہے، تو شینا اللہ سے: اعطنی شینا اکراما للہ تعالیٰ مما اعطاک من الفیوض الباطن ہے، اور اگر اور کسی حاجت کے واسطے پڑھتا ہے تو شینا اللہ سے امددنی شینا اکراما للہ بالدعاء من اللہ تعالیٰ غرض ہے۔

جواب: تصور شیخ جو معمول صوفیہ کا ہے، کسی وقت میں صوفیہ نے اس کو اختیار کیا تھا، کسی مصلحت کی وجہ سے، اور اس میں کوئی خدشہ نہیں جانا گیا تھا، مگر اب اس وقت میں اس کی اجازت شرعی نہیں معلوم ہوتی، کہ شائبہ بت پرستی ہو گیا ہے اور اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں، ہاں! اگر کوئی مغلوب محبت معذور ہو (تو وہ) معذور ہے، اور فیض من اللہ ہوتا ہے اور بس! فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[دوم] کسی بزرگ کو ذہن میں حاضر کر کے اس سے اپنا مطلب مانگنا شرک ہی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ہر وقت حاضر ہونے والا حق تعالیٰ ہے، اس سے [طلب] مرادات چاہئے اور احضار صورت شیخ سے شیخ حاضر نہیں ہوتا، پھر اس صورت و تماثل ذہن سے، کچھ حاجت دینی و دنیوی طلب کرنا خود وہی امر ہوا جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا۔ اگرچہ سبب تاویل کے اس کو شرک نہ کہا جاوے، مگر بظاہر صورت شرک کی ہے، لہذا ترک اس کا واجب ہے۔ جو امر مؤہم معصیت کا ہو، اس کو بھی ترک کرنا لازم دینی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراحمی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلام - ص ۱۰۲-۱۰۳)

(۸۱۸) من اللہ ومن مشائخی کہنا صحیح نہیں: سوال: زید نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ: ما کان منہ صواباً فمن اللہ ومن مشائخی، و ما کان خطاً فمنی۔ اس کا بولنا عند الشرع جائز ہے، یا ناجائز، اس کو لکھوانے والے اور بولنے والے کا کیا حکم ہے، ایسے شخص کو کیا کہنا چاہئے؟

جواب: من اللہ تعالیٰ ومن مشائخی بظاہر کلمہ شرک کا ہے، چنانچہ حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے شاء اللہ و شئت (۱) رد فرمایا لہذا ایسا کلمہ مؤہم بولنا و لکھنا نہ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلام ص ۲۳۱-۲۳۲)

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تقولوا: ما شاء اللہ و شاء فلان، ولكن قولوا: ما شاء اللہ ثم شاء فلان، رواہ احمد و ابو داؤد و فیروانیہ قال: لا تقولوا: ما شاء اللہ و شاء محمد و قولوا ما شاء اللہ و حده، رواہ فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب الاسامی، فصل ثانی) ج: ۲ ص: ۸۰ [رشیدیہ دہلی ۳۷۵ھ نیز مشکوٰۃ باب مذکور ص: ۷۸۳ جلد چہارم رقم الحدیث: ۳۷۷۸ ت: رمضان بن احمد بن علی مکتبۃ التوبۃ دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء]



(۸۱۹) صوفیاء کے بعض اشعار و اقوال میں نامناسب الفاظ و کلمات کی شرعی تحقیق؟ سوال: اگر

کوئی اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو، اشعار میں صنم یا بت یا اور ایسے الفاظ کہے، تو آپ! مولانا گنگوہی! نے اس کو کافر اور قاتل قتل تحریر فرمایا ہے۔

پس اللہ جل شانہ کے واسطے ایسے الفاظ کہنا، آپ کے نزدیک بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا، مگر اس صورت میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ ایک برصوفیہ میں سے بعض مشائخ نے اشعار میں ایسی باتیں فرمائیں ہیں، جو اس فتویٰ کے موافق کفر ہیں، اور بعض مشائخ نے اگرچہ خود ایسی باتیں نہ کہی ہوں، مگر سماع میں بلا انکار ایسے اشعار سنے ہیں، اور ان مضامین کو جو ظاہر میں کفر ہیں، باطن میں عمد و مطلب ہے، حمد و نعت خیال کر کے گویا ذکر اور درود میں خیال کیا ہے:

خوشتر آں باشد کہ ہر دل براں گفتہ آید در حدیث دیگران

جب یہ حال ہے تو ایسے کلمات کے کہنے والے کی نیت پر اور ظاہری قرائن پر کفر اور ایمان کا پہچانا موقوف ہونا چاہئے، اور اگر فقط ظاہری الفاظ پر کفر کا فتویٰ ہوگا تو یہ لازم آتا ہے کہ ان صوفیوں کی ولایت، بلکہ ان کے ایمان سے انکار کیا جاوے، جن کا حال غرض کیا گیا۔

حضرات صابریہ میں تو بہت مشائخ ایسا مذاق رکھتے ہیں، قطب عالم گنگوہی (۱) اور حضرت مخدوم صابر صاحب (۲) کے اشعار مثال میں پیش ہو سکتے ہیں، بلکہ بعض مشائخ نقشبندیہ بھی اس مذاق سے خالی نہیں ہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالقدوس بن اسماعیل درویشی شملوی، راوی میں پیدا ہوئے نحو وصف کی ابتدائی کتابیں کا فتح اللہ سے پاچیس۔ بے عمدتک شاہ احمد بن ابوالحسن کی خدمت میں رہے، مگر یہ بات دل میں آئی کہ تعلیم کے بغیر تصوف بے کار ہے، مگر بے وقت اور بارہ تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ احمد عبدالقدوس کے بیٹے شیخ محمد سے بیعت ہوئے، اور استفادہ کیا حضرت شیخ عبدالقدوس کو شیخ احمد عبدالقدوس سے بعد حقیقت تھی، ان سے فیض حاصل ہوا۔ شیخ محمد نے اہواز سے تھوڑے دن بعد راہ میں کھڑے ہوئے اور اسو اسلو اسوں کی بے رحمی عام ہوئی، اس وقت (۱۹۶۶ء بموافق ۱۳۹۰ھ) میں شیخ عبدالقدوس درویشی سے شواہد (مذہب) کہنا آئے تھے، وہیں ان کے فیضان کا دریا جاری ہوا۔ پروفیسر ضیق احمد نقاشی سے الفاظ ہیں

”جو بہت وقعت ان کو حاصل ہوئی، وہ اس سے پہلے صابریہ سلسلہ کے کسی بزرگ کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔“

تاریخ نشاۃ ثانیہ ج ۳ ص ۲۱۸ (مطبع اول، دہلی ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء)

شیخ عبدالقدوس نے سلسلہ رشیدیہ و بیعت کو فی معمولی اختصار و شہرت حاصل ہوئی اور سلسلہ نقشبندیہ صابریہ سے فیضان بہت دور دور تک پہنچ گیا اور یہ سلسلہ اس کا قوت اور ترقی عراق و کمال ہو گیا تھا کہ اس کے (۱) بعضی تلامذہ ان کا عقیدہ سمجھ گئی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس اس کی وجہ سے اس کے اثرات بہت دور دور تک پہنچے اور بعد کے لئے ایک روش شاہراہ واصل کا نام ہو گئی، جس پر مسافر تہ اسب بھی اظہار ہے۔

شیخ عبدالقدوس نے تو جیسا کہ اس میں رشیدیہ و نقشبندیہ کا بیگانہ نہ رہا، مگر فرخ عمر میں شواہد اسے شکوہ آ گئے تھے، وفات تک نہیں رہے، سن ۹۴۳ھ (۱۵۳۷ء) میں وفات ہوئی، اہل حق صرف تھے۔ شیخ عبدالقدوس کی متعدد اہم اور نہایت عالمانہ تصانیف اور مجموعہ مکتوبات یادگار و معروف ہیں۔ شیخ صاحب کے صاحبزادے بھی ہمہ معرفت میں بیگانہ نہ رہے، روزگار تھے۔ مزید معلومات کیلئے ملاحظہ ہوں

..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

مفتی امجدی مفتی اعظمی پاکستان

اگر یہ کہا جاوے کہ اہل سکر معذور ہیں، تو سکر سے کیا مراد ہے، اگر فی الجملہ ذوق اور شوق مراد ہے، تو اپنے مرتبہ کے موافق اکثر مومنین میں یہ بات پیدا ہو سکتی ہے، اور اگر بے اختیاری اور بے ہوشی مراد ہے، تو جو شخص دین و دنیا کی خیر و شر میں نظم و نثر میں عمدہ تمیز رکھتا ہو، سماع کی جائز محفلوں میں قصداً شریک ہو، بہت ادا مر کو اختیار کرے اور بہت منہائی سے بچے، ایسے شخص کو بے اختیار اور بے ہوش کہنا، ظاہر میں کسی طرح درست نہیں ہوتا؟

**جواب:** حق تعالیٰ کی ذات مقدس پر اطلاق الفاظ مکروہہ کا، مثل بت وغیرہ کے حرام و موجب کفر کا ہو سکتا ہے، خواہ کوئی بولے۔ مشائخ کے فعل کی تاویل کرنا چاہئے، اگرچہ بعید ہو، نہ یہ کہ حکم شرع کا ان کے فعل کے سبب بدلنا۔ حق تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں، مثلاً جو اد حق تعالیٰ پر بولنا درست اور نخی کہنا منع، حکیم درست اور طبیب غیر جائز، پس ایسے مکروہ لفظ کس طرح درست ہو سکتے ہیں، کسی شیخ کے فعل کے سبب۔

پس مسئلہ عقائد کا مجمع علیہ امت کا، اپنے حال پر رکھو، مشائخ کے قول (و) فعل کی کوئی تاویل کرو، یہ ہے حکم ادب شریعت کا۔ نہ یہ کہ مشائخ معدودہ کے فعل کو اصل ٹھہرا کر، حکم شریعت کو منسوخ بناؤ، کہ قواعد شرع کسی شیخ سے رد و رنج نہیں ہو سکتے۔ فقط (مجموعہ فرخ آباد ص ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹



## جنات، خواب اور ان کے متعلقات

**سوال:** سنا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۸۲۱) ہڈی کو دانتوں سے توڑنے اور اس سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی تحقیق؟

ہے کہ ہڈی پر کے گوشت کو منھ لگا کر دانتوں سے نہ توڑا کرو، کہ وہ خوراک ہے تمہارے بھائی جنوں کی۔ یہ بات صحیح ہے، یا نہیں؟ اور اگر صحیح ہے تو منھ لگانے سے کیا نقصان ہو جاتا ہے، جو وہ پھر نہیں کھاتے؟

**جواب:** یہ غلط ہے، بلکہ دانتوں سے توڑنے کو فرمایا ہے اور استنجاء کرنے کو ہڈی سے منع کیا ہے کہ مسلمان جنات کی غذا ہوتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

**سوال:** (۸۲۲) جنات کیا کیا کھاتے ہیں؟ علاوہ ہڈیوں کے جنات غلبہ و مٹھائی وغیرہ بھی کھاتے ہیں، یا نہیں؟ اور اگر کھاتے ہیں، تو ہڈیوں ہی کی کیا خصوصیت ہے؟

**جواب:** سب کچھ کھاتے ہیں، مثل انسان کے۔ فقط، واللہ اعلم

**سوال:** (۸۲۳) جنات کی چوری سے حفاظت کی تدبیر: خرمن میں سے یا گھر میں رکھے ہوئے غلہ میں سے، جنات بھی چرا لیتے ہیں، یا نہیں؟

اور اگر چرا لیتے ہیں ان کے دفعیہ کی اور غلہ کی حفاظت کی بھی کوئی سبیل ہے، اگر ہو تو وہ بھی تحریر فرماویں۔

**جواب:** چور سب جگہ سے چراتا ہے، سبیل محافظت کی یہ ہے کہ وہاں ذکر کرے قرآن پڑھے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۷۱)

**سوال:** (۸۲۴) شیاطین گمراہ کرنے کیلئے دائیں جانب سے آتے ہیں: مولانا مولوی محمد

قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، کہ قلب کے داہنی جانب فرشتہ رہتا ہے اور جانب چپ (بائیں) شیطان، اور سورہ والصفات میں ہے گنہگار لوگ شیطانوں کو کہیں گے، کہ تم ہم پر آتے تھے دہنے سے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے، تحریر فرماویں۔

**جواب:** داہنی جانب خیرات کی ہے، اور شیاطین داہنی جانب سے آتے ہیں، تاکہ لوگ جانیں کہ بھلے لوگ خیر بات بتاتے ہیں، دھوکہ دہی کے واسطے۔ فقط، واللہ اعلم

(بدست خاص، ص ۷۵)



(۸۲۵) جنات آسیب وغیرہ کا اثر اور ان کا علاج برحق ہے: سوال: آسیب جن و شیاطین کا

آدمی کو ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اور کلام الہی دم کرنے سے، خواہ تعویذ وغیرہ باندھنے سے رفع ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اور جن و شیاطین گھر میں رہنے لگتے ہیں، یا نہیں؟

جواب: یہ سب امور حق ہیں۔

(بدست خاص، سوال ۵۰)

(۸۲۶) جناب رسول اکرمؐ کی خواب میں، زیارت کے ایک پہلو کی تحقیق؟ سوال: آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم، جو خواب میں یا مراقبہ و مکاشفہ میں، مخلوق کو مشرف بزیارت فرماتے ہیں، تو خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی خاص اسی جسم اطہر سے رونق افروز ہوتے ہیں، یا کیا ہوتا ہے؟

جواب: آپ کہیں تشریف نہیں لے جاتے، بلکہ آپ کی شکل مبارک کی مثال، پیش نظر دیکھنے والے کے

ہو جاتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۱۹)

(۸۲۷) خواب میں جو مردے نظر آتے ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے؟ سوال: مردگان جو

رویاء میں نظر آتے ہیں، ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے، وہ بھی خود ہی آتے ہیں، یا کیا ہوتا ہے؟

جواب: اس خواب کی بھی یہی کیفیت ہے، جو اوپر لکھی گئی۔ فقط واللہ اعلم۔

(بدست خاص، ص ۱۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

## گانے بجانے اور آتش بازی وغیرہ کے احکام

(۸۲۸) راگ بلا مزامیر کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین: کہ راگ بلا مزامیر، مذہب امام اعظم ابوحنیفہ میں حرام ہے، یا مباح؟ یا اختلاف ہے؟ اگر اختلاف ہے تو پھر فحشی پر روایت کون سی ہے، اور نیز راگ مع مزامیر کا کیا حکم ہے؟ جو بعض لوگ باوجود اذعان اتباع مذہب امام اعظم، و اتباع سنت عرس مروجہ، متضمن غنی مزامیر کے ترویج دیتے ہیں اور شامل ہوتے ہیں، وودائرۃ تقلید امام اعظم سے باہر ہیں، یا نہیں؟

جواب: راگ بلا مزامیر مجمع میں ہونا، مذہب امام صاحب میں حرام ہے، علی الراس، جیسا اب متعارف ہے، اور مزامیر کے ساتھ بالافتاق حرام ہے۔

قال فی الہدایۃ: ولا من ینفی للناس لأنه یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ (۱) انتہی  
و فی الدر المختار: دلت المسئلۃ علی أن المالاہی کلہا حرام (۲) انتہی  
و فی رد المحتار و فی التاتارخانیۃ عن العیون إن کان السماع سماع القرآن و الموعظۃ  
یجوز، و إن کان سماع غناء فهو حرام، یا جماع العلماء، و من أباحہ من الصوفیۃ، فلمن  
تخلی عن اللہو و تحلی بالتقوی و احتاج الی ذالک احتیاج المریض الی الذواء و لہ شرائط  
ستۃ: أن لا یكون فیہم أمرد و أن تكون جماعتہم من جنسہم و أن تكون نیۃ القوال  
الاحلاص، لا أخذ الاجر و الطعام، و أن لا یجتمعوا لاجل طعام او فحش و أن لا یقوموا إلا  
مغلوبین، و أن لا یظہروا و جذاً إلا صادقین (۳) انتہی

اس عبارت میں غناء، بالمزامیر کے حرمت کو بھی جمع علیہ لکھا ہے، اور صوفیہ زمان کی مجالس کی حرمت خوب صاف بیان کر دی ہے۔ چہ جائیکہ مزامیر بھی وہاں موجود ہوں، پھر تو کچھ بھی شبہ اس کی حرمت میں نہیں۔ کہ احادیث کثیرہ حرمت معارف و مزامیر میں، وارد ہیں۔ پس ایسا شخص تقلید حنفی سے کیا، بلکہ کمال اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

(۱) الہدایۃ کتاب شہادات، باب من یقل شہادۃ و من لا یقل ص ۱۶۲ جلد سوم (مکتبہ تہذیبی دیوبند) [نور]

(۲) الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحۃ (۲/۲۸۸) [نکس تجہانی ۱۳۳۳ھ] [۱] الدر المختار مع الشامی کتاب الحظر و الاباحۃ ص ۲۲۲ جلد چہارم [نکس تجہانی ۱/۱۳۹] [۲] الدر المختار مع الشامی ج ۲ ص ۳۳۹ [دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] [نور]

(۳) رد المحتار، کتاب الحظر و الاباحۃ (۲/۲۸۵) [تجہانی ۱/۲۸۵] [نیر شامی ج ۲ ص ۳۳۹] [دار الفکر بیروت ۱۳۸۲ھ] (نور)



قال فی الدر المختار: و فی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب و جود حرام، لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصية و الجلوس علیها فسق و التلذذ بها کفر أى بالنعمة. (۱) انتهى

الحاصل یہ فعل گناہ کبیرہ ہے کہ جس کو فاسق بنادیتا ہے، اور گویا حق تعالیٰ سے بے پرواہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رسالة فتاوی العلماء البحاری فی اثبات حرمة المزمار ص ۲۳-۲۲

تالیف: مولانا مشتاق احمد خان بامہدوی؟۔ مطبع حقانی لدھیانہ ص ۱۳۰

(۸۲۹) ہر قسم کی تصویر بنانے کا ایک ہی حکم ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کسی

تصویر کا کھینچنا، اور اس کا گھر میں رکھنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: عکس اور غیر عکس مثل قلمی و نقش کے طور پر، ہر قسم کی تصویر کھینچنی اور لگانی سب نا درست ہے۔ حدیث

صریح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی ممانعت اور اس کے ضائع پر، زجر و توبیخ اخروی مبین و مصرح ہے اور اسی طرح ہر قسم کی تصویر گھر میں رکھنا حرام ہے اور جس گھر میں تصویر ہوتی ہے فرشتہ کا وہاں گزر نہیں ہوتا: کذا فی کتب الحدیث و الفقہ فقط

کتبہ الراعی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۸۳۰) آتش بازی وغیرہ کا تماشا دیکھنا حرام ہے: سوال: امور ممنوعہ مثل آتش بازی وغیرہ کا

تماشا دیکھنا، مکروہ تحریمہ ہے، یا کیا؟

جواب: حرام ہے۔

(بدست خاص ص ۳۷)

(۸۳۱) آتش بازی کے حرام ہونے اور عمدہ سوال: آتش بازی کی حرمت کی وجہ، یہ آپ نے

تحریر فرمائی ہے کہ مال کا ضائع کرنا حدیث میں ممنوع لباس اور کھانوں کے حرام نہ ہونے کی وجہ؟ ہے، مگر معرض کا شبہ یہ ہے کہ آنکھ اور کان جلد دل کو

بھی فرحت حاصل ہوتی ہے، لہذا یہ مال کا ضائع کرنا نہیں ہے بشرطیکہ حد اعتدال سے خارج نہ ہو۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کریں کہ مال کا ضائع کرنا ہے، تو لباس اور طعام جو بیش قیمت اور غیر ضروری ہووے، وہ بھی ایسا ہی ہے۔ آتش بازی کا

(۱) الدر المختار ج ۲: ص ۲۸۸ عکس محبتانی ۱۳۴۳ھ نیز الدر المختار علی ہاشم الرد المختار ج ۵ ص ۲۴۳ محبتانی دہلی: ۱۲۸۷ھ (نور)

اور ان چیزوں کا، ایک ہی حکم ہونا چاہئے؟

**جواب:** شراب سے بھی فرحت ہوتی ہے اور زنا سے بھی۔ اور پھر آمدنی ضائع کرنا ہے، نہ لباس واکل کے جزو بدن بنانا ہے، ایسی فیاضی جہل پر افسوس ہے۔

رشید احمد غنی عنہ

(مجموعہ فرخ آباد ص: ۳۱-۳۲)

**(۸۳۲) زمین کے سات طبقوں کی کیوں وضاحت نہیں؟ مسئلہ:** ہم کو ہفت آسمان سے

نفع ہے، شمس چہارم آسمان میں، اور زحل ہفتم میں، نزول احکام ہفت آسمان سے ہوتے ہیں، زمین سوائے طبقہ اعلیٰ کے نہ کچھ ہمارے نفع میں ہے نہ وہاں سے کوئی احکام منافع ہم کو ملتے ہیں، نہ کوئی امر محسوس ہوتا ہے، جس سے ہفت طبقہ کا اشارہ ہوتا، سوائے آسمانوں کے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص: ۲۰-۲۱)

**سوال:** حکماء لوگ [سائنس دان] کہتے ہیں کہ جو بخارات زمین سے اٹھتے ہیں، ان ہی بخارات سے بادل اور بجلی اور کڑک اور مینہ اور اولہ پالا اور شبنم

**(۸۳۳) بادل بجلی اور کڑک وغیرہ کے متعلق سائنس دانوں کے اقوال خلاف شریعت نہیں ہیں:**

ہو جاتی ہیں، تو از روئے شرع شریف ان چیزوں کا جو کچھ حال ثابت ہوا ہو، تحریر فرماویں؟

**جواب:** شریعت ان امور کا انکار نہیں کرتی، ان میں کوئی بات خلاف قواعد شریعت نہیں۔ فقط

(بدست خاص، ص: ۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

## قبر، قیامت اور احوال آخرت وغیرہ

(۸۳۳) امت محمدیہ کا حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا: سوال: حشر کا اول حسب اس امت

کا ہوگا یا اور کا؟

جواب: اس امت کا پہلے ہوگا۔

(بدست خاص، سوال ۶۳)

(۸۳۵) جنت میں داخلہ حساب کے بعد ہوگا: سوال: مومن اور کافر بعد مرنے کے اسی وقت

بہشت و دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں، یا بعد حشر کے ہوں گے؟

جواب: قبر میں درجہ دوزخ و جنت کا کھول دیتے ہیں، جس سے راحت و کلفت آتی رہتی ہے، اور دخول

بعد حساب حشر کے ہوگا۔

(بدست خاص، سوال ۱۳۸)

(۸۳۶) کیا جنت میں اپنے لواحقین کو پہچان لیں گے؟ سوال: جنت میں لوگ اپنے

لواحقین کو پہچانیں گے، یا نہیں؟

جواب: پہچانیں گے۔

(بدست خاص، سوال ۱۶۵)

(۸۳۷) حضرت مہدی کا عاشورا کدن ظاہر ہونے کی روایت کی تحقیق: سوال: امام موعود

کاشب عاشورا میں ظاہر ہوتا اور اس عاشورا کا شنبہ کے دن واقع ہونا، ثابت ہے، یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو وہ حدیث صحیح ہے، یا ضعیف؟

جواب: امام مہدی کا روز عاشورا ظاہر ہونا، کسی روایت صحیحہ میں بندہ نے نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرغ آباء، ص ۲۵-۲۷)

(۸۳۸) امت نوح سے آج تک دجال سے ڈرانے کی وجہ: از بندہ و رشید احمد غنی عنہ سلام علیکم

آپ کا خط آیا، جواب خدشہ کے لکھنے سے اس واسطے کارہ ہوں کہ آپ کو علم نہیں، اگر مولید میں ہوتے تو تقریر

کبہ دیتا، تحریر میں طول ہے، اور اس قدر فرصت و ہمت نہیں، لہذا، اس کے جواب سے اعراض کر کے، آپ کے سوالات

کا جواب لکھتا ہوں۔ فقط۔

مستحق ہے سلام سے آج تک وہاں کا ذرا سا نشان بقیہ نہیں رہا ہے کہ باوجود یہ کہ یہی وقت سے اس کا کھنکھارہ مٹا رہا ہے، جیسے بڑے ختم ہونے کا سامان، ہرگز پیسے سے شروع کر دیتے ہیں۔ لفظ (محمود غازی ص ۱۶)

(۸۳۹) گناہوں کی معافی اور چیز ہے حساب و کتاب اور! سوال: قصہ ایک بزرگ

کا کہ نے کو بعد وفات کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑتے ہیں کہ میں دوستوں کی دعا سے بخش گیا اور دوسرے بزرگ کا قصہ ہے کہ انھوں نے فرما کر ایک شے خاک میں نے ایک قبر پر ڈالی تھی ماس کے جب بخش گیا بن کر یوں معصوم ہوتا ہے کہ قیامت سے خوشتر بننے لگے، پھر یہ قیامت صاب کا ہوا اور ان قصوں کا گچا ہوا، کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: قصوں کا حال معصوم نہیں، گناہوں کی معافی اور چیز ہے حساب و کتاب اور چیز ہے۔ ایک لوگوں کا حساب بیکر ہوگا جیسے قرآن شریف میں طوطہ گور ہے۔ (اللہ تعالیٰ اعلم)

(۸۴۰) قیامت میں دو جیسے ملا ہو کر دوبارہ زندہ ہوگی: سوال: قیامت میں ارواحیں بھی نہ

ہو جائیں گی یا نہیں؟ یا بعد قیامت زندہ ہو جائیں گی؟ جواب: قیامت کو زندہ ہو جائیں گی۔ لفظ (بوسہ غامی ص ۱۶)

(۸۴۱) روحوں کا قیام ہونا ثابت ہے مگر تعزیت گچ نہیں: سوال: بعد مرنے کے مرد کے

خداوند کے قیام قیامت میں مرد سے قیامت کا بدلہ شب گھٹا کسی کہتے ہیں یا نہیں، یا اس مقام میں ملتے ہیں، جہاں مردان دفن ہیں، یا نہیں نہیں ملتے؟

جواب: قیامت ہونا مردان کا ثابت ہے، اور یہ کہ قبر میں آتی قیامت کو اس میں گچ نہیں آیا اور قیامت کے قیامت بھی پھر نہ تو قیامت میں چیز کی تعزیت کرنے کے اس کو تعزیت کی فرصت ہے، اور وہ زلی سے کوئی ملتی نہیں۔ (بوسہ غامی ص ۱۶)

(۸۴۲) مسلمانوں کی روحوں کا چھوٹی مسئلہ: ارواح مسلمانوں کا [شب بعد طہیرہ کو اپنے گھر

شب میں اپنے گھروں پر آتا ہے یا نہیں؟ آنا نہیں ثابت نہیں ہوا، سب روایات کا قیام واپس ہیں، مگر یہ عقیدہ آتا ہے کہ وہ زندہ رہتے ہیں۔ لفظ (اللہ تعالیٰ اعلم)

رشید احمد شہرہ علی علیہ السلام نے صحیح احمدیہ کے مطابق جواب دیا تو یہ (محمود غازی ص ۱۶)



(۸۴۳) مردوں کی روحوں گھروں پر نہیں آتیں: سوال: ارواح مردگان اپنے گھروں میں،

بعد وفات، جیسا کہ امام محمد بن محمد الغزالی نے لکھا ہے دقاق الاخبار میں، آتی ہیں، یا نہیں؟

جواب: نہیں آتی، اور یہ روایات قابل اعتبار نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، علیحدہ)

(۸۴۴) ایسے واقعات صحیح نہیں، جس میں کسی شخص

سوال: بعض آدمی جو بظاہر مر جاتے ہیں اور پھر ہوش (میں) آ جاتے ہیں تو ایسا قصہ کہتے ہیں، کہ یوں دو شخص آئے اور ایسے ایسے مکانوں

میں کو لے جا کر، ایسی جگہ لے گئے، جہاں دفتر تھا اور منشی لکھ رہا تھا، اور بعض کہتے ہیں کہ جہاں خدا تھا، پھر اس منشی نے سر اٹھا کر اور نظر کر کے کہا، کہ یہ وہ شخص نہیں ہے، اس کو کیوں لائے ہو، بلکہ وہ شخص اسی نام کا فلاں جگہ ہے، اسکو لاؤ پھر وہ دونوں شخص

لیجانے والے دھکے دیکر یہاں چھوڑ گئے۔ یہ بات کیا ہو جاتی ہے اور کیا ہوتا ہے، کہ جتنے شخصوں کو ایسا حال ہوتا ہے، وہ ایسی ہی بات دیکھی ہوئی بیان کرتے ہیں، کیا سب کو یہی ایک خیال ہو جاتا ہے، یا کوئی شیطان کا دخل ہے، یا کیا بات ہے؟

جواب: یہ سب تخیلات ہیں، ان کا اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم

(بدست خاص، ص ۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com



## عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ملازمت، ان کے ساتھ کاروبار اور ملک کی سیاست میں تعاون اور شرکت

(۸۴۵) یہود و نصاریٰ کی ملازمت صحیح ہے مگر اس کی سوال: علمائے دین شرع متین کیا فرماتے ہیں: اس صورت میں کہ کوئی نوکری نصاریٰ یا یہود کی اور محکمہ اس کا خلاف شرع ہو اور سپرد

کرے، کسی کو پیشہ ڈاکٹری کا اور کہے، اس کو کہ تو حکمت کا علم تحصیل کر، اور تحصیل کرنے والا ڈاکٹری کا مسلمان ہو، اور کہے اس سے کہ اپنی قوم کی لاش کو چیر، اور دیکھ کہ اس کے پیچھے پڑے پر خون جمع ہوا ہے، یا نہیں؟ یا کون سی رگ کون سے مقام پر ہے، یا توڑ اس کی کھوپڑی کو، کہ اس میں غبار گرمی کا یا سردی کا، یا کون کون رنگیں ہیں، تو اس قدر سے دوسرے مسلمان کی لاش کے ٹکڑے کرے، واسطے طبع نوکری کے، تو اس قدر ٹکڑے کرنے والے لاش کو، کسی قدر گناہ ہوتا ہے، یا نہیں؟

اور اکثر دواؤں میں شراب ڈالی جائے اور یقین (ہے) لوگ مسلمان اور اس کے افسر بالا کا، کہ فائدہ پہنچاتی ہے، ہر بیمار کو اور پلاوے وہ ڈاکٹر مسلمان سب مسلمانوں کو، اور کہے کہ ہماری ڈاکٹری میں ادویات مقرر ہیں، اسی کا استعمال کرایا جاوے گا۔ تو اس مسلمان کو گناہ ہوگا یا نہیں؟ اور یہ بیان کرے کہ دوا کا کرنا سنت طریق ہے، نام سنت کا لینا اور یہ نہ جاننا کہ کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام ہے، اور حاکم اس کا جو کچھ حکم دیوے حلال اور حرام، دونوں کو حکم دیوے اور بجالاوے تو اس کے ذمہ کسی قدر گناہ ہے، یا نہیں؟

اور غیر مذہب حاکم کو سلام کرنا اور باادب پیچھے چلنا اور حاکم بنانا، کس قدر گناہ ہوتا ہے؟ فقط

**الجواب:** نوکری یہود و نصاریٰ اور کفار کی سب کی درست ہے، بشرطیکہ کوئی خلاف شرع اس میں نہ کرنا ہو، اور ڈاکٹری کی بھی درست ہے، مگر مسلمان کے مردے چیرنے اور شراب کی دوا کا استعمال کرنا گناہ ہے، پس ایسے کام کرنے سے نوکری ڈاکٹری میں کراہیت آ جاتی ہے۔ اور دوا کا کرنا سنت اس وقت ہے، کہ دوا میں کوئی محرم و ممنوع سے مخلوط نہ ہو ورنہ منع ہو جاتا ہے۔

علیٰ بن ابی! ایسی تعظیم کرنا کہ ذلت اسلام کی لازم آ جاوے اور خلاف شرع کام کرنا حرام ہے، کسی نوکر کو ایسا نہ کرنا

چاہئے۔ ایسی صورت میں جو انعاماً ایسا کام کرتا رہے گا، فاسق ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ ۲۱۴-۲۱۳)

(۸۴۶) انگریزوں کی، ہندو رئیسوں کی اور عدالتوں کی ملازمت کا حکم؟ سوال: عدالت کی

ملازمت درست ہے، یا نہیں؟ انگریزی و روجاڑے (۱) کی ملازمت کون سی درست ہے اور کون سی نہیں، اگر ملازم سرکاری سودی کاغذات کا خلاصہ، یا صرف نقل یا دوسری قسم کی معاونت کریں، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نوکری کفار کی وہ درست ہے کہ اس میں خلاف شرع کام نہ ہو، اور جو خلاف شرع کام نہ کرنا ہوگا، خواہ کافر کی ملازمت میں، یا مسلمان کی، وہ سب ناجائز ہیں۔ آپ جس نوکری کا مقصد عدلیہ نکھیں گے، اس کا جواب نکھوں گا، سب کا حاصل یہ تھا، نکھتا ہوں۔ فقط

(مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ ۹)

سوال: یہ ملک ہندوستان، جو سو برس سے زیادہ سے

(۸۴۷) انگریزوں کی حکومت کی شرعی حیثیت

مملوکہ و مقبوضہ حکام سمجھی ہے اور ان کی رعایا میں ہندو اوران کے ماتحت مسلمانوں کی ذمہ داری: وغیرہ مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور ہر لوگ مسلمان بھی زیر حکومت آباد ہیں، تو مسلمانوں کو اس ملک میں رعایا حکام بن کر رہنا چاہئے یا نہیں، اور ہم مسلمانوں کو ان حکام کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور نیز ہندو وغیرہ رعایا حکام کے ساتھ، کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

الجواب: چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ، کسی کی ملت اور مذہب سے پر خاش اور مخالفت نہیں کرتے، اور نہ کسی مذہبی آزادی میں دست اندازی کرتے ہیں، اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن و حفاظت میں رکھتے ہیں، لہذا مسلمانوں کو یہاں ہندوستان میں جو کہ مملوکہ و مقبوضہ اہل مسیحی ہے رہنا، اور ان کا رعیت بننا درست ہے۔ چنانچہ جب مشرکین مکہ معظمہ نے، مسلمانوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ملک حبشہ میں جو مقبوضہ نصاریٰ تھا، بھیج دیا، اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتے تھے۔

۲:- اور جب مسلمان رعایا بن کر ہندوستان میں رہے اور اور حکام سے عہد و پیمان کر چکے، کہ کسی حاکم یا رعایا حکام کے جان اور مال میں دست اندازی نہ کریں گے، اور کوئی امر خلاف اطاعت نہ کریں گے، تو مسلمانوں کو خلاف عہد و پیمان کرنا، یا کسی قسم کی خیانت و مخالفت حکام کرنا ہرگز درست نہیں، اور نہ کسی قسم کی خیانت اور خلاف عہد کرنا، رعایا

(۱۰۰)

(۱) ہندو راجاؤں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں۔ جو اس وقت نیم آزاد اور نو مسلم حکومتیں تھیں۔

ملفوظات امیر اہل سنت دین محمد





مت دو۔ یہی مسلمانوں کو ہر حال اپنے عہد کی رعایت کرنی چاہئے، نہ خود مخالفت کریں، نہ کسی مخالف کی اعانت کریں۔

الف: روود مؤتمراً الانصار - اجلاس مراد آباد: ۳۲۹ھ ص ۳۵۰ (مطبع قاسمی، دیوبند)  
 ب: (نیز الطراف و الظائف ص ۳۵، ۳۶، ۳۷ - اشرف المطالع تحت المجون: ۱۹۲۹)۔



اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا، شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں، یا نہیں؟ (علی محمد لدھیانوی، متوطن بمبئی)

**جواب :** اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع و شراء و تجارت میں کرلیوں، اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین

میں، یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔

مگر سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہئے، اگرچہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے، یا واقع میں خیر خواہ ہو، مگر اس کی شرکت

مال کار مسلمان و اسلام کو سم قاتل ہے، ایسا بیٹھا ہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا، اور ہندو سے

شرکت معاملہ کر لینا، اور اگر ہندو کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو، یا مسلمانوں کی ذلت یا

اہانت یا ترقی ہندو ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا، اسی طرح برا ہے اور بس۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نصرۃ الابرار مولوی محمد صاحب لدھیانوی ص ۱۳-۱۵-۱۹ (مرتبہ ۱۳۰۶ طبع اول، لاہور: ۱۳۰۶ھ)  
فتاویٰ قادریہ (مجموعہ فتاویٰ مولوی محمد لدھیانوی) ص ۳۷-۳۸-۵۲ (طبع اول، لاہور: ۱۳۱۹ھ)

**(۸۵۱) کافروں کے گھر کا اور ان کا پکا یا ہوا، کھانا کھانا؟ سوال :** کیا فرماتے ہیں علمائے

دین، در باب کھانا کھانے اہل ہندو کے ہاتھ کا: کیا اس کے اہل خانہ کے ہاتھ کا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھر کا کھانا

پکا ہوا، یا ان کے مردوں کے ہاتھ کا کھایا، یا نہیں؟ اور یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، یا تابعین، یا تبع تابعین رضی اللہ عنہم نے

کھایا یا نہیں؟ بینوا تو جروا!

**جواب :** کفار کے گھر کا کھانا کھانا اور کافر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا درست ہے، بشرطیکہ کوئی امر غیر مشروع اس

میں نہ ملا ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے گھر کا گوشت پکا ہوا کھایا ہے، اور ہندو عرب میں نہیں تھے، جو اس

کا کوئی جواب دیوے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۳۸)

**(۸۵۲) ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر، ان سے کچھ لینے دینے کا حکم؟ سوال :** ہندو

لوگ جو رعایا ہیں، ان سے کچھ ان کے تہواروں میں، مثلاً دیوالی وغیرہ میں کھیل بتا شہ خواہ پکا ہوا کھانا، پکوان وغیرہ جو ان

کے تہواروں میں پکتا ہے، یا کسی ہندو کے مرے پیچھے جو مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، لینا، بطور حق و رسوم زمینداری، یا بطور راہ

ورسم بدلہ کے، تو جائز ہے، یا نہیں؟





واسطے وعظ کے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین واسطے خرید و فروخت کے گئے ہیں، تو ہم کو بھی ایسے ہنگامہ ہنود میں جانا جائز ہے۔ اب جیسا ارشاد ہو ویسا کیا جاوے، اگر جائز ہو تو ہم لوگ جاویں، ورنہ نہ جاویں اور جو لوگ محض واسطے فاتحہ بزرگان کے، یا سیر تماشا ایسے میلوں میں جاتے ہیں، وہ اچھا ہے، یا نہیں؟

**الجواب:** عرس مسلمانان اور نوچندی میں اگر وہ کوئی عرس یا تیر تھ ہے اور سب میلہ ہنود میں، جا کر فروخت کرنا حرام ہے۔ اگرچہ سیر کی نیت نہ ہو فقط فروخت ہی کی نیت ہو، کیونکہ وہ مجمع معصیت کا ہے، اس کی شرکت بھی معصیت اور حرام ہے۔

من کثر سواد قوم فهو منهم

حدیث ہے۔ البتہ پیٹھ کی خرید و شراء میں جانا درست ہے، اور اسواق جاہلیت بیع و شراء کے جامع تھے، کوئی معصیت کا ہنگامہ نہ تھا، جس نے ان میلوں کو میلہ معصیت جانا، محض غلط اور خلاف سمجھا، اس کے قول کا ہرگز اعتبار نہیں۔ احادیث میں مصرح ہے کہ وہ مجمع بیع و شراء تھے، نہ مجمع معصیت کے، پس نفع دنیاوی کے واسطے معصیت کے میلوں میں جانا حرام ہے، نص قرآنی و حدیث سے اور بیع و شراء کی پیٹھ اور مجمع میں مباح ہے اور خلاف اس کے قول مردود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۷-۲۰۸)

**(۸۵۵) غیر مسلموں کے تہواروں کے موقع پر، ان سے ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟ مسئلہ:** اگر

ہنود اپنے تہوار میں، بوجہ ملاقات اہل اسلام کو کھیل (۱) بتا شہ، شرینی وغیرہ لا کر دیں، تو اس کا لینا اور کھانا درست ہے۔

(مجموعہ چندیا نئی ص ۷۲)

**(۸۵۶) ہندوؤں کے مذہبی میلوں کی سیر کرنا اور اس کو اچھا سمجھنا: سوال:** جو مسلمان میلہ

ہنود میں پاکی یا گھوڑی یا بگھی پر سوار ہو کر، میلے کی رونق زیادہ کرے وہ مردود مصداق: من کثر سواد قوم فهو منهم ہوا یا مقبول رہا، اور اس حدیث کا حوالہ تحریر فرمائے۔

**جواب:** لاریب! تماشائی میلہ عبارت ہنود کا فاسق دائرہ قبولیت سے خارج ہے۔ اگر صرف سیر ہی کرتا

ہے، اور اگر استحسان اس فعل کا کرے اور ملوث بافعال کفار بھی ہووے، تو کافر ہوگا۔ بہر حال مصداق حدیث شریف کا بنتا ہے، خواہ وہ محض و ملوث بافعال اشرار ہو، خواہ محض تماشائی ہو، اور حدیث مذکور کو ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں، اور علی بن

معبد نے کتاب الطاعة و المعصية میں، عمرو بن الحارث سے روایت کیا ہے، بایں الفاظ:

(۱) کھیل: بھٹے ہوئے چاول یا جوار یا کئی، دو بھٹنا ہوا نان جو پھول گیا ہو۔ (نور اللغات ص ۲۱۶/۲، ج ۱، ۱۹۹۸ء)

”ان رجلاً دعا عبد اللہ بن مسعود الیٰ ولیمۃ، فلما جاء لیدخل سمع لہواً، فلم یدخل، فقیل لہ رجعت، قال: انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من کثر سواد فہو فہو منہم، و من رضى عمل قوم فکانہ شریک من عمل بہ“ (الحديث)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک ولیمہ میں مدعو کیا، جب وہاں پہنچے، تو لہو و لعب کی آواز سنی، تو وہاں داخل نہیں ہوئے، اس وقت عرض کیا گیا، کیوں لوٹ گئے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا: جس شخص نے جس قوم کی تعداد بڑھائی وہ انہیں میں شمار ہوگا۔ (ت: نور)

اور فردوس میں دیشی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اور عبداللہ بن مبارکؓ نے کتاب الزہد والرقائق میں، ابو ذرؓ سے روایت کیا ہے۔ کذا فی امداد الاقتساب۔

اور مطلب حدیث مذکور کا یہ ہے کہ جو کوئی کسی قوم کی تکثیر کسی فعل میں کرتا ہے، تو وہ اُس قوم میں بحیثیت اس فعل کے دنیا و آخرت میں شمار اور محشور ہوتا ہے، مثلاً بولی کے میسے میں، جس نے شرکت و تکثیر کی، تو اگر نفس فعل میں ملوث ہوا کہ مکفر فعل کفر کا ہے، وہ کفر ہے اور اگر امتحان اس فعل کا کیا تو بھی کافر ہوا، کہ تحسین کفر بھی کفر ہوتی ہے، اور ان دونوں صورتوں میں عقیدہ اسلام یا اُٹھیا کہ اعتبار نہ ہوگا، بلکہ عند اللہ بھی کافر ہوگا، جیسے زکاؤ النبا و صف صحت و عقیدہ کے کفر لکھا ہے، آتب عقائد و قیومی فقہ میں یہ روایت موجود ہے، اور جو محض تماشا ہی دیکھا اور تحسین اور تلوٹ بافعال اشرار، اس سے سرزد نہیں ہوا، تو تکثیر فقط نجوم کی ہے، تو ایش نجوم میں داخل ہوا، اور مکفر ان لوگوں کا بنا فاسق و فاجر ہوا:

فلا تغذ بعد الذخری مع القوم  
تومت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ  
(الانعام: ۶۸) (ترجمہ شیخ الہند)

کے خلاف کیا ہے، اور مکفر ان لوگوں کا ہوا ہے نہ کہ فعل کفر کا، بہر حال جس قوم میں تکثیر کیا ہے، اُس ہی قوم کا بعض بنا اور اُس ہی قوم میں داخل ہوا، تماشا ہی مکفر اہل تماشا ہے، نہ فعل کفر کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جو ام الکلم ہوتا ہے، ہر قسم کی رعایت اور معافی اس میں مجتمع ہوتے ہیں، اب چھو حاجت نہیں کہ تغلیظ پر حمل کریں، بلکہ معنی حقیقی سب شقوں پر موجود ہیں۔

قال فی الفسائی العالمگیریۃ ناقلاً عن البحر: و (یکفر) بخروجہ الیٰ نیروز المجوس

(۱) کتاب الزہد والرفیق، ابواب زیادات الزہد، لعموم بس حماد، باب استماع اللہ ص ۳۲، ”طبع طبعی پریس، دہلی، ۱۳۸۵ھ، ۱۹۶۶ء“ نیز

”نقد: مصب الزاہد فی تخریج احادیث الہدایہ ج ۳ ص ۳۲۶، ”طبع طبعی پریس، دہلی، ۱۳۸۵ھ، ۱۹۶۶ء“



لموافقته معهم، فيما يفعلون في ذالك اليوم) انتھی۔ فقط محصلہ واللہ تعالیٰ اعلم  
اسی طرح محرم کی بھیڑ بھاڑ میں جو حائیکین جاتے ہیں، وہ بھی تحت مصداق حدیث مذکور داخل ہیں۔ فقط  
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں ص ۵۸-۵۹)

(۸۵۷) غیر مسلموں کے مجمع میں، سیر و تفریح کے سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں : کہ مذہبی مجمع کفار میں اگر کوئی مسلمان بہ نظر سیر و تماشا، یا بغرض خرید و فروخت چلا جائے، اور

اس کو برائہ جانے، یا برا جان کر جائے، تو ان تمام صورتوں میں اس کو کس درجہ کا گناہ ہے، اس کا نکاح باقی رہتا ہے، یا نہیں۔ سیر (تماشا) اور خرید و فروخت کو جانا دونوں گناہ میں برابر ہیں، یا کچھ فرق ہے، جواب تفصیل تمام عنایت ہو۔ فقط

الجواب : مجمع کفار میں کہ اس کا انعقاد علی المعصیت ہو، شریک ہونا ہر حال حرام ہے، خواہ بوجہ سیر و تماشا جاوے یا بغرض خرید و فروخت کے۔ لقولہ تعالیٰ :

فَلَا تَقْعُدُوا مَعَ الْكُفَرِیِّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ. (الانعام: ۶۸)  
تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ  
(ترجمہ شیخ الہند)  
ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

من كثر سواد قوم فهو منهم (الحديث) (۲)

پھر اگر اس فعل کو برا اور ممنوع جان کر کرتا ہے، تو فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کافر نہیں ہوا، اگرچہ قریب کفر کے پہنچا اور نکاح بھی نہیں گیا، اور جو اچھا اور بڑا جان کر کرتا ہے، تو کافر مرتد ہو گیا۔ لقولہ تعالیٰ

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ. (البقرہ: ۸۱)  
کیوں نہیں، جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے سو وہی لوگ ہیں دوزخ کے رہنے والے، وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

(۱) فتاویٰ عالمگیری۔ کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین منہما ما یعلق بتلقین الکفر بالارتداد والنشہ بالکفار۔ ص: ۹۵ جلد دوم

[مطبع احمدی، امواخاں ۱۲۸۷ھ] نیز باب مذکورہ ۳۸ جلد دوم [مطبع طبعی، ہندو گلی ۱۲۵۸ھ] نیز باب مذکور ج: ۳ ص: ۲۷۶-۲۷۷ [نورانی کتب خانہ بلاستانہ]

(۲) کتاب الزہد والرفاق، ابواب زیادات الزہد، لعیم بن حماد، باب استماع اللہو ص: ۱۲ [مطبع علمی پریس، مارگاؤں ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء] نیز

ملاحظہ ہو نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ ج: ۳ ص: ۳۷۶ [مجلس علمی و ہائیل۔ دارالماحول، القاہرہ ۱۳۵۷ھ]



قال فی العالمگیریۃ، عن البحر: و (یکفر) بخروجه الی نیروز المجوس لموافقته معهم فیما یفعلون فی ذالک الیوم. انتهى (۱)

پس ظاہر ہو گیا کہ اتباع و شرکت کفار کی کفر ہے، پس جب کافر ہو تو نکاح بھی جاتا رہا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(مجموعہ کلاں ص ۵۷۔ مجموعہ چندینوی ص ۱۹)

(۸۵۸) رام لیلا وغیرہ میں چندہ دینا گناہ کبیرہ ہے: سوال: رام لیلا کے ہونے میں اپنی رضا مندی ظاہر کرے، یا چندہ دے، تو اس شخص کے لئے شرع میں کیا حکم ہے، وہ شخص آثم ہوگا، یا نہیں؟ اور کس قسم کے آثم کا سزاوار ہوگا اور کوئی حکم شرع اس پر نافذ ہوگا، یا نہیں؟

جواب: ایسا شخص از روئے شرع شریف کے مرتکب سخت کبیرہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:  
وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ اِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ. (المائدہ: ۲)  
اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر، اور ڈرتے رہو اللہ سے  
بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)  
فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی مع مہر (بدست خاص، علیحدہ)

(۸۵۹) غیر مسلم کے گھر میں بیوہ عورت رکھنے کے معاملہ میں گواہی اور شرکت کا حکم؟ سوال: ایک چہار نے اپنی بھانج بیوہ کو، دوسرے چہار کے گھر میں زوجہ کر کے بٹھادی، اور اس دوسرے سے کچھ روپے بھی لئے، اور پھر زمیندار کے پاس آیا کہ تم ایک کاغذ اپنی گواہی سے لکھ دو، کہ فلاں عورت فلاں چہار کے گھر میں بٹھادی، اور اس کا سوائے میرے اور کوئی وارث نہیں ہے کہ جھگڑا کرے، اور مبلغ اس قدر میں نے اس سے خرچ کے لئے لئے ہیں، تو یہ کاغذ لکھنا اور اس کی اجرت تحریر لینا، زمیندار کو جائز ہے، یا نہیں؟

یا اگر روپیوں کا حوالہ نہ لکھا بلکہ صرف یہی لکھا جاوے، کہ اس کا وارث میں ہوں اور میں نے اپنی اور عورت کی رضا مندی سے، فلاں کس کے گھر میں بٹھادی ہے، تو اس تحریر کی اجرت لینی بھی جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہاں اگر کافر اپنے مذہب میں کریں تو خیر، مگر مسلمان کو ایسے خلاف کاغذ کا لکھنا نہیں چاہئے، اس طرح روپیہ لینا حرام ہے، اگر فقط نکاح کر دینے کو لکھے اور لکھائی لیوے، تو بظاہر جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
(بدست خاص، سوال ۸۶)

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین، منها ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد والتشبه بالکفار ص: ۹۵ جلد دوم، [طبع احمدی، موصوفان و ملی: ۱۲۷۸ھ] نیز عالمگیری باب مذکور ص: ۲۸۰ جلد دوم [طبع طبعی، بندرہ کوئٹہ ۱۳۳۸ھ] نیز عالمگیری باب مذکور ج: ۲ ص: ۲۷۶، ۲۷۷ [نورانی کتب خانہ بلا سٹور]

(۸۶۰) سفید مرغ اور سیاہ گائے کو، ہندوؤں کے ہاتھ چننا کیسا ہے؟ سوال: سفید مرغ

اور گائے رنگ کی گائے، ہندوؤں کو اس قیمت کو خرید کر لینے ہیں اس وجہ سے کہ وہ غیرانہ کے ہے۔ چھ حالت ہیں تو مسلمانوں کو ایسے چاندوروں کو، ہندوؤں کے ہاتھ چننا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر معلوم ہو جائے کہ اس فرض سے لینا ہے تو بیخبر کرے۔ فقہاء (بہشتی مسائل ص ۱۱۰)

(۸۶۱) ہندو اگر کسی مسلمان سے عطریہ غیر کوئی چیز وصولی پر چڑھانے کیلئے خریدے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ہندو اگر مسلمانوں سے کوئی چیز مثلاً عطریہ لے کر مسلمان کو لے کر جان کو انہیں چڑھانے کا اور واقعی یہی بات ہوا اور مسلمان عطریہ لے تو کچھ ٹھیکہ لگتی ہوتی ہے، یا نہیں؟

جواب: ایسی ہی عطریہ کا حال ہے کہ مذکور ہے۔ (بہشتی مسائل ص ۱۱۰)

(۸۶۲) اگر کسی مسلمان سے ہندو کوئی چیز خریدنا ہے اور اس

رنگ کی گائے سے یا سفید رنگ کا مرغ ہے اور اس کو ہندو خرید کر لے کر ہے

اور یہ یہ چاہتا ہے کہ ہندو اس کی چیز کو وصولی پر چڑھانے میں دیا کرتے ہیں مگر چونکہ وہ گائے یا مرغ اس قیمت کو لیتا ہے، اور مال سے زیادہ اور ہندو چاہتا ہے اس واسطے یہ نہ ملے اس شخص کو وہ گائے یا مرغ خرید کر دیا تو یہ کٹہار ہوا یا نہیں اور یہ بیخبر چاندروں کی یا نہیں؟

جواب: بیخبر چاندروں اور بیخبر کرنے والوں کا نہیں بلکہ اس شخص کے نزدیک مگر معاملہ میں جمع کرتے ہیں کہ احکامات معصیت کی ہے۔ لہذا اگر بیخبر ہے کہ خود ایسا کام نہ کرے اور جس نے کر لیا اس کو طہین نہ کرے۔ فقہاء (بہشتی مسائل ص ۱۱۰)

(۸۶۳) غیر مسلمی خد کا چاندو مال کا نام لے کر ذبح کرنا اس کی اجازت لینا؟ سوال: ہندو اگر

غیرانہ کے نام کا چاندو مسلمانوں سے ذبح کر لے تو مسلمان کو ذبح کرنے کی اجازت لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ہندو کا بکرا اسمانہ سے ذبح کرنا درست ہے اور اجازت لینا بھی درست ہے۔ (بہشتی مسائل ص ۱۱۰)

(۸۶۴) ہندوؤں کے ساتھ شرکت معاملات و سیاست کا کیا حکم ہے؟ اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیخبر و اجازت میں کر لیں اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور بیخبر و اجازت سے ہندو کا قصہ چلی نہ آئے چاہئے اور یہاں ہے۔

اگر بیخبر کی شرکت سے ہندو معاملہ سے کسی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذلت، اہانت یا ترقی یا ضرر

ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا، اسی طرح پر ہے اور بس فقط۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نیچری لوگ شریعت کی رو سے مرتد ہیں، معاملہ دنیاوی ان کے ساتھ کرنا، شرعاً مسلمانوں کو حرام ہے۔ مدد کرنی ان کی کسی امر میں ہرگز جائز نہیں، بلکہ مددگار، اُن کا بھی ان میں شرعاً گنا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ یعنی جو کوئی محبت کرے گا، تم میں سے ساتھ ان کے، پس تحقیق وہ انھیں میں سے ہے۔ اور بنود سے معاملہ دنیاوی کرنا، بشرط حفاظت دین اپنے کے، منع نہیں، فقط اسماعیل عفی عنہ لودھیانوی۔ لاشک فی صحیحہ الاحویۃ، عبدالواحد لدھیانوی

یہ سب تحریر میری نظر سے گذری، اس میں کچھ شک و شبہ نہیں، کہ نیچریوں سے ارتباط و اختلاط موجب مضرت دین ہے، اور بنود سے معاملہ بیع و شراء یا اور معاملہ دنیا کا کرنا، بشرط عدم نقصان دین، موافق جواب مذکور کے جائز ہے، فقط ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر امپوری

یہ تمام تحریر جناب مولوی صاحبان کی، بموجب شریعت احمدی نہایت مدلل ہے۔ نظام الدین عفی عنہ لدھیانوی۔ حسب الفہم جوابات کو دریافت کیا، بہت صحیح اور عمدہ موافق قرآن اور حدیث کے پائے۔ الرافق بندہ رکن الدین عفی عنہ سکنہ لدھیانہ۔ کل اجوبہ کو بخوبی نظر غور سے دیکھا صحیح پایا۔ الرافق بندہ محمد اسحاق لدھیانوی، مہوایہ انبالہ۔ الجواب صحیح، عبدالقادر عفی عنہ جو جواب سوالات مذکورہ کے دیئے گئے ہیں، صحیح، اور درست ہیں۔ بندہ توکل شاہ۔ (۱) جوابات مذکورہ صحیح ہیں کچھ شک و شبہ نہیں۔ بندہ عبدالرحیم خان امام مسجد میاں توکل شاہ۔

بنودوں کا شمول معاملات میں، بشرط عدم نقصان دین و ترقی مخالفین دین، جائز ہے۔ بندہ ظہور الدین مدرس گورنمنٹ اسکول شاگرد جناب مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری، سہارنپور

[نصرت الابراہیم: ۱۹-۲۰ مطبع صفائی، لاہور، طبع اول: ۱۳۰۶ھ]

حامداً و مصلیاً۔ بندہ رشید احمد گنگوہی (۲) عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ لدھیانہ سے، ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا کہ جو شخص بنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے، وہ کیسا ہے۔ بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ فاسق ہے، یہ خلاصہ سوال و جواب کا ہے۔

اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا۔ اور اس کے اول تین صفحے لکھے دیکھے، جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز

(۱) یہ حضرت مہم باطنی میں کمال درجے کے مشہور ہیں ہزاروں لکھ لاکھوں مسلمان ان کے معتقدین ہیں۔ [حاشیہ مندرجہ نصرت الابراہیم] [نور]

(۲) آپ کی شہرت مہم ظاہری اور باطنی میں کمال درجہ کی ہے اکثر عالم ان کے مرید ہیں۔ [حاشیہ نصرت الابراہیم] [نور]

صاحب لدھیانوی کی نسبت ہے، اور وہ وجہ اعانت و اضرار اس میں مصرح لکھے ہیں۔ لہذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے، کہ مولوی عبدالعزیز صاحب، ہرگز ہرگز مصداق اس فتویٰ کے نہیں ہیں۔ اور جو امور ان کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں، ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو مکمل، اس جواب و فتویٰ کا نہیں جانتا، اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا، جو چھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے۔ اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں، اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے، وہ سخت نازیبا ہے۔

بندہ کے نزدیک علماء کی شان میں ایسے کلام، موجب ہتک اسلام و علم ہے، پس جو صاحب اس بندہ کو صادق جانتے ہیں اور جو بندہ کی تحریر کی وجہ سے، مولوی عبدالعزیز صاحب سے بدعقیدہ ہوئے ہیں، ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتویٰ بندہ کے نہیں، ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد و محبت کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالیٰ عنہ مہر رشید احمد

تحریر جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے، احمد علی عفی عنہ

جو تحریر جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب نے فرمائی ہے درست ہے۔ پیر محمد عفی عنہ مہر تحریر مولانا صاحب۔

درست ہے عنایت الہی عفی عنہ۔ تحریر مولوی صاحب ممدوح کی درست ہے۔ ثابت علی عفی عنہ۔ الحق ماقال مولانا رشید احمد۔ بندہ محمود عفی عنہ۔ تحریر مولانا صاحب راست و درست ہے، بندہ کے نزدیک مولوی عبدالعزیز صاحب و دیگر حضرات لدھیانوی ہرگز مغرب اسلام نہیں ہیں، بلکہ معاون اسلام ہیں۔ محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔ انا ایضاً احمق، بندہ عبداللہ خان۔

جو کچھ حضرت مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے، وہ راست اور بے کم و کاست ہے، جناب مولوی عبدالعزیز صاحب ہرگز اس قابل نہیں کہ جیسے ان کی نسبت طبع ہوا ہے، بندہ احمد عفی عنہ

یہ تحریر مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے، اور میں مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی عبداللہ صاحبان کو بخوبی جانتا ہوں، نہایت متقی اور ذی علم ہیں، ان سے بہتر عالم ملک و خباب میں نہیں ہیں۔ جو ایسے عالموں کو ناحق تہمت لگاوے اور جھوٹی تحریر ان کی نسبت طبع کراوے وہ اس وعید کا مکمل ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا تَكْتَسِبُوا فَقَدْ اِخْتَلَوْا بُهْتَانًا وَاِنَّمَا مُبِينًا. (سورۃ احزاب: ۵۸)



ترجمہ: اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں، مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کئے، تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ایسے شخص کو جلد تائب ہونا چاہئے، ایسے گناہ کا وبال بہت برا ہے اور عذاب آخرت سخت ہے۔ حررہ الراجی غفور بہ المکریم محمد فضل عظیم خطیب دیوبندی عفی عنہ اللہ الرحیم۔

عبارت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سلمہ درست ہے اور فتویٰ سابق جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کے حق میں نہیں ہے، اور نہ وہ اس کے محل ہرگز ہو سکتے ہیں۔ بندہ عبدالقدیر عفی عنہ

تحریر مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی صحیح اور درست ہے۔ محمد مراد عفی عنہ ساکن..... مظفرنگر

تحریر مولانا رشید احمد صاحب سے میں اتفاق کرتا ہوں، فقیر کے پاس بھی لدھیانہ سے ایک استفتاء آیا تھا اور اُس پر فقیر نے کچھ عبارت لکھی تھی، جس کو سائل نے مولوی عبدالعزیز و مولوی عبداللہ و مولوی محمد صاحب کی نسبت چسپاں کر دیا، میں تینوں صاحبان سے خوب واقف ہوں، حقیقت میں وہ دیندار ذی علم ہیں، وہ ایسے نہیں کہ خلاف اسلام کوشش کریں۔ واللہ اعلم

نصرۃ الابرار ص: ۶-۵ (مطبع صحافی لاہور: ۱۳۰۶-۱۸۸۸ء)

فتاویٰ قادریہ ص: (طبع اول، لاہور: ۱۳۱۹ھ)

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)



# حضرت مولانا گنگوہی کا ایک مشہور تاریخی فتویٰ ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فتوائے دارالحرب

اس فتوے کا پس منظر، اس کے محرکات، اس سوال کرنے والے، اس فتوے کے قلمی نسخے، نئی پرانی طباعتیں اور ان کے متعلقات۔ نیز مکمل فتویٰ کا قدیم اور صحیح ترین متن، فتویٰ کا مفصل سوالنامہ، جو اس تحریر کا محرک بنا تھا۔

مفصل مقدمہ، پس منظر و پیش منظر، اصل فارسی متن اور فتوے کا اردو ترجمہ

ترتیب و تحقیق اور حواشی و تصحیح

نور الحسن راشد کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

## حضرت مولانا گنگوہی کا تاریخی فتویٰ

[ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے.....؟]

پس منظر، محرکات، اس فتوے کے مستفتی، قلمی نسخے، طباعتیں متعلقات

نیز اس موضوع پر حضرت مولانا گنگوہی کے اور فتاویٰ

ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے، اس کو فقہائے اسلام کی اصطلاح میں دارالاسلام کہا جائے گا یا دارالحرب، یا ایک نسبہ متاخر اصطلاح کے مطابق دارالامن! اس کے دارالاسلام سے دارالحرب تک اور دارالحرب سے دارالحاضر کی روایات تک پہنچنے میں، کیا حالات و محرکات کا فرما رہے اور کس کس دور میں کون کون سے علماء نے کیا رائے ظاہر فرمائی۔ نیز حضرت مولانا گنگوہی کے، اس موضوع پر مشہور فتوے اور رائے کا پس منظر کیا ہے، اس اہم فتوے کے محرک کون صاحب ہوئے تھے، اس فتوے اور اس موضوع پر، حضرت مولانا گنگوہی کی بعض اور تحریرات میں کیا مناسبت و اختلاف ہے، اس سے واقفیت کے لئے، چند معروضات ضروری ہیں۔

**برصغیر ہند میں اسلامی حکومت کا قیام:** برصغیر ہند میں پہلی اسلامی حکومت محمد بن قاسم (۱) کی فتوحات کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی، جس کی حدود و ریائے سندھ کے کناروں یا پنجاب کے، بعض سرحدی علاقوں تک محدود تھیں۔ چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی کے آغاز میں، محمود غزنوی کی ملک گیر فتوحات سے اس کا دائرہ وسیع ہوتا ہوا، برصغیر کے اکثر حصوں تک جا پہنچا، مگر اس کے نتیجے میں برصغیر میں باقاعدہ مسلم حکومت یا ایسا نظام مملکت قائم نہیں ہو سکا تھا، جس کو باقاعدہ حکومت یا اسلامی نظام کہا جاسکے۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری پہلے حکمران ہیں، جن کی تراوڑی (کرناٹ، ہریانہ) کے میدان میں تاریخ ساز جنگ اور فتوحات سے، اس ملک میں اسلامی مملکت اور نظام حکومت کی بنیاد استوار ہوئی، غوری کے مشق حہ علاقہ کو غوری کے برگزیدہ نمائندے [قطب الدین] ایک نے بہت شان اور وقار کے ساتھ سنبھالا اور غوری کی قائم مقامی کا فرض پوری طرح ادا کیا، غوری کی ٹھہرنے کے ہاتھوں (۷۱۷ھ / ۱۳۱۶ء) کو شہادت کے بعد ایک باقاعدہ تخت نشین ہوا، اس وقت سے برصغیر میں مسلم حکومتوں کا جو آغاز ہوا تھا، وہ مختلف قسم کے حالات،

(۱) شہاب الدین نے سندھ میں قیامت کے وقت محمد بن قاسم صرف ستر سال کے تھے مگر یہ روایت و اطلاع صحیح نہیں، محمد بن قاسم سنہ ۶۴ھ (۶۸۱ء) میں تولد ہوئے۔ سندھ سنہ ۹۳ھ میں فتح ہوا، اس طرح فتح سندھ کے وقت محمد بن قاسم کی عمر تقریباً اسی سال ہوئی جاتے۔



اور حرکاتِ سراسر اسلام دشمنی پر مبنی اور عملاً غیر اسلامی حکومتیں ہیں، ان دونوں کے عہد میں اہل اسلام اور مذہب اسلام دونوں پر، جو برا وقت آیا تھا وہ عالمِ شکار، اور ہماری تاریخ کا ایک ایسا المناک باب ہے، جس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

**چراغِ آخرب، اور رنگِ زیب عالمگیر:** بکری موت کے بعد خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی کی کوششوں اور شرفیہ بخاری کی دانش مندانہ حکمتِ عملی سے آفضل خاندان کے اربابِ حکومت واقعہً ارکو، ہدایت نصیب ہوئی، انہوں نے ایک مرتبہ پھر ہندوستان کے پچھلے حکمرانوں اور اجداد کی روایت کے مطابق، اسلام سے وابستگی اختیار کی اور متعدد کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود، صراطِ مستقیم اور تعلیماتِ دین سے ایک حد تک وابستہ رہے۔ اس کیفیت کو عملی استحکام اس وقت حاصل ہوا، جب اورنگ زیب عالمگیر نے زمامِ سلطنت سنبھالی، اور اپنی مملکت میں نظامِ شریعت نافذ کرنے اور مملکت کو پوری طرح، اسلام کے راستے پر لانے کی تدبیر کی، ہر چند کہ اورنگ زیب کے دور میں یہ ملک گویا گہوارۃِ اسلام بن گیا تھا، اور خود بادشاہ بھی اتنی بڑی مملکت و حکومت کا تاجدار ہونے کے باوجود، سادگی کا مرقع اور اسلامی احکام و نظام کا ایک نمونہ تھا، مگر اورنگ زیب کے تقریباً تیس سال تک، اپنے پایہ تختِ دہلی سے دور رہنے کے سبب، اس علاقہ پر اس کے وہ اثرات نہیں پڑے، جس کی توقع کی جاسکتی تھی۔

اورنگ زیب کے اخلاص، سادہ دینی مزاج و حکومت کے پورے اعتراف کے باوجود، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں، کہ اگر اورنگ زیب نے ان ریاستوں کی بیج کنی کرنے کے بجائے، دہلی اور اطرافِ دہلی میں اپنی حکومت کو مستحکم کیا ہوتا، دشمنوں سے حفاظت کی تدبیر کی ہوتی، ملک کو فوجی لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنانے کا اجتہاد، اور مستقبل کی طویل منصوبہ بندی کی ہوتی، نیز اپنے خاندان اور اولاد کی صحیح تربیت پر توجہ کی ہوتی، تو اس کا فائدہ اس سے کہیں زیادہ اور دیرپا ہوتا، جو ان ریاستوں کو فتح کرنے سے ہوا۔

**مغلیہ تختِ سلطنت کے نااہل وارث اور ان کا عہدِ ابتلاء:** اورنگ زیب کے دہلی سے مسلسل دور رہنے کی وجہ سے، اطرافِ دہلی اور شمالی ہندوستان میں موجود، ان طاقتوں اور قوتوں کو پھر اکٹھے ہونے اور پھر اکٹھے ہونے کا موقع مل گیا، جو طاقتور مسلم دورِ حکومت میں، بدست و پا اور ناقابلِ تذکرہ ہو گئی تھیں، ان برادریوں اور گروہوں نے، شاید اورنگ زیب کی زندگی میں ہی اپنے ہتھیار تیز کرنے اور اپنے اپنے علاقوں سے قدم باہر نکالنے کے ارادے کر لئے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا، اورنگ زیب کے وارث، اپنے باپ کی صلاحیتوں سے عاری اور ان کمالات سے محروم تھے، جو اقتدار و جہاں بانی کا حرفِ آغاز ہوتی ہیں۔ حکومت و فرمانروائی کی تمام صلاحیتوں سے محرومی اور تو قعات و خواہشات کی زیادتی نے ان کو ایسے اقدامات پر اکسایا، جو نہ صرف ان کی ذات، بلکہ اس خاندان کی شہرانی کے لئے برا شگون اور زوال کا نشان ثابت ہوئے۔

اور ملک مذہب کے فکیر کی وفات (ذاتی قصور کے علاوہ فہرشی منہ عامہ) کے بعد ان کے خوں میں قتل گئی اور راجت کی جنگ ہوا۔ کئی ملک ان کی قہمی مٹا دیا ان میں شہید و انقلابات اور نظریہ پیدا ہوا انکس کی آزادی اور تھتے حکومت کی طرف سے ہم ہوئی اور ان لوگوں کو اپنی سر زمین پر آکر رہنے کا موقع ہوا کیا، جو ان دنوں مغرب کا زویل اور مسلم حکومت کی جیہ دینہم ہے تھے۔ یہ تمام افراد اپنے حیرت انگیز فکر میدان میں آئے تھے جو ذرا توڑی اور علم و حکمت کے شہر حکومت و حکومت کو بے بس کر دینا چاہتے تھے۔ ایسے تمام سازشوں نے اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے عقل حکومت اور ان کے علاقوں پر جیسے اثرات کئے۔ اپنے علاقوں میں اپنے اپنے لہزوں کی تیزی آنے کے بعد ان کا دوسرے علاقوں کی سمجھا باریں اور شہیدوں کی جانب ہوا اور جن علاقوں شہیدوں میں ان کے بڑا قدم پہنچے، وہیں وہاں سے انسانیت وراثت و تہذیب و تہذیب ہوئی۔ ان کے اصولوں اور طریقہ زندگی کی وجہ سے، ہر مسلم اپنی ایک مقصد میں تبدیل ہو گئی تھی، اور خط سے خون کے غورے بند ہو رہے تھے اور ہر اک گلی کوچہ میں موجودا کسٹھ حکومت و حکمرانوں کی ایک جمہوریت بن رہے تھے۔ ہر طبقے کے مسلمانوں نے اپنے گھروں علاقوں میں اپنی اپنی فردائی اور حبسیت کا یہ عمل شروع کیا تھا۔

یہ کسی ایک جماعت یا گروہ کے علم و تہذیب کی بات نہیں تھی، بلکہ اس وقت موجودہ کی اسلام اور مسلمہ خوں تو ان سے گروہوں نے، ایک ہی انداز سے سوچا تھا، ایک ہی انداز سے اقدام کیا۔ یہ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا ہے، ان کے گھروں کو تاخت و تاراج کرنے کی، ایک ایسی بھیج تک انکس قہمی، جس نے ثانی بعد کے داخلہ حصوں کو بے دریغ حصوں، لوٹ مار، قتل و غارتگری، ظلم و جبر، بربریت و سفاکی سے، جنہم کا تصور نہ ہوا تھا۔ اس وقت عقل حکومت بے حس تھی، اس کی طاقت مفلوہ و استقامت محض تھا اور وہ اس طاقت و ماضی کی طاقت مان بھی تھی۔

حال یہ تھا کہ جس کا بھی چاہتا وہی بڑے جہاد و زحمت، جو چاہتا اس کے اطراف میں لوٹ مار کرنا اور غصت ہو چکا ہے۔ جو بتا توں مسلم کی ہوئی حکمت، ان کی بے کسی کا تماشا کرنا، ان کی آزادیوں کو پامال کرنا اور ان کو گرفتار کر کے سبوتاژ کرنا، اس مسیحیت کا دور کرنے والا تھا، ان طاقتوں کا مقابلہ کرنے والا۔ یہ ایسے حالات تھے جس میں حاکم نظر رہا تھا کہ اگر کوئی خاص طاقت پیش نہ آئی، اور ایسے عرصہ میں ان مائنے نہ آیا، ان کا ظلم و جبر دست تو ان سے بڑھ کر آسانی کر کے، ان کو بے دست و پا کر کے تھو اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کا وجود خطرے میں ہے۔ اگر ان اسلام و خوں تو ان کو تاخت و تاراج، قتل و غارتگری اور خاک و خون کا مشق جاری رکھنے کی، ایسی ہی آزادی دینی ہے (یہی اس وقت تھی) کہ اس ملک میں مسلمانوں کی آمد و رفت ازبیت کا تصور بھی باقی نہ رہے گا۔ جس ملک میں مسلمانوں کے لئے ایسے حالات ہوں، جہاں اس ایساں کے لئے زندگی اور ترقی و کامرانی کے سب راستے بند ہو جائیں اور جہاں کی بر قوت آزاد و بے مہار ہوں، اس ملک اور خطہ کو دارالحرب کے طور پر دیکھا جائیگا ہے۔ ۲۴۲



حضرت شاہ ولی اللہ کا ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فیصلہ یا فتویٰ اور دور رس تدبیریں:

حالات کی یہ گرفت، یقیناً تمام مسلمانوں خصوصاً علمائے کرام اور اہل دانش و ارشاد کو بے چین کئے ہوئے تھی، مگر زمانہ کاران کے ہاتھ میں نہیں تھی، اس لئے یہ حضرات دن رات کی بے چینی، اضطراب اور کڑھن کے علاوہ غالباً زیادہ کچھ نہ کر سکے۔ اس کشمکش اور سخت انتلاء کے دور میں، حضرت شاہ ولی اللہ پہلے عالم اور مقتدائے عصر تھے، جنہوں نے قلمتِ ایام کی اس سیاہ چادر کو چاک کر کے، روشنی اور امید کا آفتاب طلوع کرنے کی کوشش فرمائی تھی، سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب نے، اس ملک کو دارالحرب قرار دیا، یہاں جہاد کی ضرورت اور مسلمانوں کی آبرومندانہ زندگی گزارنے کے لئے، ہر طرح کی کوششوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی، بلکہ اس کی بڑی دور رس، ہمہ جہت اور نتیجہ خیز منصوبہ بندی بھی فرمائی۔

حضرت شاہ صاحب، پایہ تختِ دہلی میں جلوہ افروز تھے اور دہلی کے چاروں طرف مختلف سیاسی، علاقائی، مذہبی تنظیموں گروپوں کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو حملے اور یلغار ہو رہی تھی، اور اس کے نتیجہ میں ہر لمحہ جو آفت و بربادی آرہی تھی، اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، معتبر بلکہ ان حوادث کے شکار افراد سے اس کی تفصیل بھی سن رہے تھے، اور اس کی وجہ سے نہایت آزرده خاطر اور پریشان بھی تھے۔ اگرچہ حضرت شاہ صاحب ان افراد میں سے تھے، جن کے لئے عملی اقدام بہت مشکل نہیں تھا، اگر حضرت شاہ صاحب چاہتے تو خود میدانِ حرب و ضرب میں اتر سکتے تھے، لیکن اس وقت مغل خاندان میں بے دانشی اور نفسا نفسی کی جو کیفیت عام تھی، اس میں امید نہیں تھی کہ اس اقدام سے کچھ بڑا فائدہ ہوگا، اس لئے حضرت شاہ صاحب نے اس کا ارادہ نہیں کیا۔ تہیماتِ الہیہ کی ایک تہمیں میں (ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب اس سے اپنی ذات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) فرماتے ہیں:

"فلسوف فرض أن یکون هذا الرجل فی زمان واقترضت الأسباب أن یکون إصلاح الناس بإقامة الحروب، ونفث فی قلبه إصلاحهم، لقام هذا الرجل بأمر الحرب أتم قیام وکان إماما فی الحرب" (۱)

تاہم حضرت شاہ صاحب نے خود کوئی جنگی تنظیم قائم نہیں فرمائی، لیکن ہندی ملتِ اسلامیہ کو، حوادث کی اس چٹکی سے سلامت نکالنے کے لئے اپنی پہلوؤں سے نہایت مفید اور نتیجہ خیز اقدامات کئے۔

حضرت شاہ صاحب نے سب سے پہلے اپنے مکتوبات کے ذریعہ، اس فساد و ہنگام اور ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی، حضرت شاہ صاحب کے متعدد کرامی نامے اس کی تصدیق کر رہے ہیں، کہ ان حالات سے حضرت شاہ صاحب کس

دہلی کے گورنر اور نگران تھے، اس کے لئے کسی طرح سوچا جاتا ہے تھے اور تدبیریں فرما رہے تھے۔

اگرچہ اس وقت بھی بھارتی حکومت کا نام موجود تھا، مگر اس کے بارے میں پتہ نہ تھا۔ مگر قندھار سے باہر کی دنیا میں یہ ہو رہا تھا، اس پر بادشاہ کی گرفت تھی، نہ قندھار کے ارباب اقتدار کی۔ بادشاہ خود ایسے کسی اور پریشان تھے کہ وہ مشورہ اور تسکین قلب کے لئے، حضرت شاہ صاحب اور دوسرے علماء اور بزرگوں کی خدمات میں حاضر فرمادیتے اور دعائیں مانگتے اور خواست کرتے تھے۔ حالات کی حتم ضروری دیکھتے، کہ بادشاہ وقت، شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ بے تحاشہ کفر و تفریق و عداوت بددعا سیدہ است، کہ معلوم است، چنانچہ خواب و خود پر میں کچھ شہادت است، اور یہ باب دعا مطلوب است۔

کفر کا غلبہ اور رعایا کا اختلاف اس حد کو پہنچ گیا ہے، کہ معلوم ہے، جس کی وجہ سے لئے کچھ کچھ نارام ہوئے ہیں۔ اس کے لئے وہ کی ضرورت ہے۔

بادشاہ وقت خود کہہ رہا ہے، کہ کفر کا غلبہ ہو گیا ہے مگر میں ٹھکانے میں ہوں، اس وقت غور و محنت سے وہ صاحب کی یہ کیفیت تھی، مگر وہ مسلمانوں کو اس عذاب و آفت سے نکلانے کے لئے، کس قدر بے چین و مضطرب تھے، اس کا حضرت شاہ صاحب کے انکوائری سے گرا می سے اندازہ ہو جاتا ہے، ان میں حضرت شاہ صاحب، اس ملک کو نہ صرف دارالحرب، بلکہ دارالکفر لکھ رہے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کی اس رائے یا قوت کا نفاذ و ضابطہ ہے، حضرت احمد شاہ ابدالی کے نام خط سے اظہار ہوتا ہے۔ اس خط میں شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

”اور ملک ہندوستان غلبہ کفار باہر صورت است کہ در میان آید و صاحب مسلمانان باہر ملت، اور یہ زمانہ بادشاہ ہے کہ صاحب اقتدار و شوکت بادشاہ و قوریر شکست ظفر کفار، اور اندیش جنگ آزمائی و غیرہ طرز دینی آنحضرت موجود نیست“

نور محمد ملک ہندوستان میں کافروں کا غلبہ اس حد تک ہے، جو سامنے آتا ہے اور مسلمانوں کی کمرہ کی یہ حالت اس زمانہ میں کوئی سیرا بادشاہ، جو شوکت و اقتدار والا بھی ہو کافروں کے لشکر کو شکست بھی دے سکا ہو اور اندیش بھی ہو۔ جناب والا کے خط اور (موجودہ) نہیں ہے۔

اسی خط میں مزید فرماتے ہیں: ”نہت بانہت را جناب جہاد کفار دین لوائی معارف فرماید“ (۱)

ترجمہ: اپنی عالی اقتدار دینی ہمت کو اس علاقہ کے کافروں سے جہاد کی طرف مشغول فرمائیں۔

اور یہ بالکل واضح ہے، کہ جہاد یا مسلم حکومت و مملکت سے جس کو ممکنہ جہاد کے لئے اس ملک کا دارالحرب و دارالکفر ہوتا

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ کے باب فتاویٰ، ص ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴،

ضروری ہے۔ اس مکتوب کے ابتدائی سطور بھی اہم اور بڑی معنی خیز ہیں، تحریر ہے:

”جب بادشاہان اسلام نفع است بغایت عظیم، و موجب نصیب بادشاہان (دو چیز است، یکے سر شوکت کفار و ظہور ملت اسلام۔ تا وقتے کہ بادشاہان اسلام جہاد تکلف و بجنود اسلام دولت کفار بر ہم نہ زند، زمین خدائے تعالیٰ دارالاسلام نگردد، کفار برضعفائے مسلمین تاخت، جان و مال ایشان بر باد فدا بند“ (۱)

ترجمہ: عالی مرتبت بادشاہوں کی موجودگی بہت بڑی، نہایت عظیم نفع ہے اور بادشاہوں کا مرتبہ بلند کرنے والی دو چیزیں ہیں، کافروں کی شوکت و قوت کو توڑنا اور ملت اسلام کو نمایاں کرنا، جب کہ سلاطین اسلام جہاد نہ کریں اور اسلامی لشکروں کے ذریعہ سے کافروں کا غلبہ ختم نہ کریں، اللہ کی زمین و دارالاسلام نہیں ہو سکتی۔ ہر کفر و مسلمانوں پر حملے کر کے، ان کے جان و مال فنا کی نذر کر رہے ہیں۔

راقم سطور کا خیال ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا یہ گرامی نامہ سنہ ۱۷۷۲ء تا ۱۷۷۸ء (۱۷۵۸ء) کا لکھا ہوا ہے، کیوں کہ ۱۷۵۹ء تا ۱۷۷۲ء (کے نصف یعنی) میں، احمد شاہ ابدالی ہندوستان آ گیا تھا۔ اسی سے ضمنیہ بھی معلوم ہو گیا، کہ حضرت شاہ ولی اللہ سنہ ۱۷۵۷ء سے، سو سال پہلے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فیصلہ فرما چکے تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے نواب عبید اللہ خاں کشمیری کے نام، گرامی نامہ میں بھی (جو بظاہر، مذکورہ بالا خط کے بعد لکھا گیا ہے) اس وقت کے ہندوستان، کو صاف دارالکفر لکھا ہے۔ تحریر ہے:

”رقیمہ سامیہ رسید، و استفسار سے کہ از اقامت در دیار جٹ کردہ بودند، معلوم شد

عزیز القدر! از غیب بر دل جمع مکر و ادعیہ دعا باستیصال ہر دو فریق فروئی آید۔ ز۔ نہار در میان ایشان نہاید بود، خبر شرط است، اگر دریں ایام عزم حج کنند از ہم بہتر، ہم در دنیا و ہم در آخرت، اگر میسر نشود، انتقال از دارالکفر خود ضرور است“ (۲)

ترجمہ: گرامی نامہ پہنچا اور سوال جس میں جانوں کے علاقہ میں قیام کے متعلق دریافت کیا ہے، معلوم ہوا۔ میرے عزیز! غیب سے ان دونوں فریقوں کے خاتمہ کی، اہتمام سے دعا کا دل پر بار بار تقاضہ ہوتا ہے، اس لئے اگر تم جٹوں کے بیچ میں نہ رہنا چاہئے، اطلاع ضروری ہے۔ اگر ان دونوں میں حج کا ارادہ کر لیں، تو سب سے بہتر ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اگر حج کے لئے جانے کا موقع نہ ہو، تو دارالکفر سے نکل جانا خود بھی ضروری ہے۔

(۱) یہ خط حضرت شاہ صاحب کے مکتوب نامہ ابتدائی قادیان سطور میں ملتا ہے جو مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ حصہ دوم، نسخہ مؤلف مرتبہ و مکتوبہ شاہ محمد علی نقی، کتب خانہ، لاہور، ص ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳،

حضرت شاہ صاحب اور ہندوستان کے چند، اور بڑے علماء کی گذارشات پر، احمد شاہ ابدالی نے خاطر خواہ توجہ کی اور حضرت شاہ صاحب کے متوسلین نے بھی، ان ہدایات و خطوط کی تعمیل میں فخر و مسرت محسوس کی، احمد شاہ ابدالی حضرت شاہ صاحب کے مکتوب نیز علمائے ہند کے چند اور مکتوبات اور دعوت ناموں کی وجہ سے ہندوستان آیا، اور پانی پت کے میدان میں، ایک طاقتور اور بھرپور حملہ کر کے، ان قوتوں کے ہندوستان پر قبضہ اور حکومت کے منصوبہ پر ایسی کاری بھرپور ضرب لگائی اور ان طالع آزمائوں کو ایسا کمزور اور بے دست و پا کر دیا، کہ وہ مراٹھانے کے لائق نہ رہے۔

ابدالی ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ (یکم نومبر ۱۷۵۹ء) کو پانی پت کے میدان میں پہنچا اور تقریباً ڈھائی مہینہ تک جنگ کے بعد، اواخر جمادی الاول (۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء) مرہٹوں کو شکست فاش دی۔

حضرت شاہ صاحب کی، یہ تدبیر بلاشبہ نہایت کارگر ثابت ہوئی، اگر ابدالی کی تاریخی کامیابی کے بعد، ہندوستان کی سیاسی قیادت اور وزارت عظمیٰ، حضرت شاہ صاحب کے معتمد افراد میں سے، نواب نجیب الدولہ (جو اپنے جنگی تجربہ، دورانہدیشی، بے مثال دانش مندی اور حوصلہ کی وجہ سے، احمد شاہ ابدالی کے لئے بھی ایک دریافت کی حیثیت رکھتے تھے) کے سپرد کر دی جاتی، تو بعد کے حالات اس سے بہت مختلف ہوتے، جو سامنے آئے، ممکن تھا کہ اس سے مغل خاندان اور حکومت کی عمر میں بھی، خاصا اضافہ ہو جاتا، ابدالی کی بھی یہی رائے تھی، لیکن درباری سازشوں، مغل خاندان اور امراء کے باہمی سخت اختلافات اور عہدہ و منصب کے خواہشمندوں کی، شاطرانہ چالوں نے، اس انتظام کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ نجیب الدولہ کی جگہ ایک اور، وزیر اعظم منتخب کر لیا گیا، جس کا انجام معلوم ہے۔ مغل خانوادہ کے ارباب اقتدار کی بے دانشی اور صبر و اعتماد کے فقدان کی وجہ سے، بات پھر وہیں آ گئی جہاں سے چلی تھی، کہ نہ حاکم کو استحکام حاصل تھا، نہ حکومت کو۔ جو دیانت و انصاف، دورانہدیشی و استحکام کی بات کرتا، اس کو خود غرض و مطلب پرست کہا جاتا، اہل غرض اور خوشامدیوں کو حکومت و امراء کا مخلص و مددگار سمجھا جاتا تھا۔ اس خود غرضی اور افراتفری کی وجہ سے، بادشاہ اور سربراہان حکومت ایک تماشہ بن کر رہ گئے تھے، کبھی کسی کو حکومت سپرد کی جاتی، کبھی کسی اور کو! آج ایک شہزادہ تخت پر بیٹھا کل دوسرا، اس کی جگہ لے لیتا، یوں حکومت کا اعتبار اور مغل خاندان کی رہی سہی سا کھ بھی خاک میں مل گئی تھی۔

انگریز بہت دنوں سے اس کھیل کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا، اور اس سے صحیح وقت پر پھر پورا فائدہ اٹھانے کی فکر میں تھا۔ اپنی شطرنج کی بہت عیاری کے ساتھ بساط بچھا چکا تھا، اس کے مہرے حرکت میں تھے، لال قلعہ پر قبضہ ان کی بنیادی ترجیحات میں شامل تھا، بالآخر، انگریزوں نے سنہ ۱۸۰۳ء میں دہلی پر باقاعدہ قبضہ کر لیا۔ اکبر، جہاں گیر اور شاہ جہاں کی عظمتوں کے نام لیوا اور تخت سلطنت کے دعویدار، انگریزوں کی ماہانہ پنشن پر گزارہ کرنے لگے اور ان کے اشارہ چشم واپروہ کے محتاج ہو کر رہ گئے۔ وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ!



**شاہ ولی اللہ کے معاصر بڑے علماء اور ان کے وابستگان کے فتاویٰ:** حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے دور کے حالات دیکھ کر، اس ملک کی مذہبی شرعی حیثیت کے متعلق، جو رائے ظاہر فرمائی تھی، تقریباً وہی رائے حضرت شاہ صاحب کے نامور معاصر، حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی بھی تھی۔ ان دونوں کی وجہ سے، بلکہ حالات کی اس گرفت کی وجہ سے، جس کے اثرات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے، ان دونوں کے بڑے طاقتور جانشینوں اور نمائندوں کی بھی، یہی رائے اور فتویٰ تھا کہ موجودہ حالات کی وجہ سے، ہندوستان قطعی طور پر دارالحرب ہے۔ ان حضرات میں سے جو اس رائے کے قائل علم و بردار تھے، ان میں حضرت مرزا مظہر کے نمائندہ اور علمی جانشین، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت شاہ ولی اللہ کے برگزیدہ اختلاف کرام شامل تھے۔ جس میں حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ رفیع الدین، نیز اس خاندان کے مہر منیر، حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید، مولانا عبدالحی بدھ خانوی اور مولانا شاہ محمد اسحاق کے علاوہ، حضرت مفتی الہی بخش کاندھلوی، مفتی شرف الدین رام پوری (۱) وغیرہ کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔ ان ہی فتاویٰ اور نظریات کی وجہ سے اور خاندان ولی الہی سے وابستہ مختلف خطوں میں مقیم درجنوں علماء اور اہل ارشاد و معرفت نے بھی ماسی قسم کے فتاویٰ تحریر فرما کر، اپنے اکابر کی راہ پر چلنے کا عہد کیا اور اپنے عملی اقدامات سے، ان فتاویٰ کی توثیق و تصدیق کی۔ ایسے فتاویٰ کی خاصی تعداد ہے، جن کے فوائد و اثرات مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے رہے۔

**کیا یہ فتوے صرف انگریز کے لئے تھے؟** یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے، کہ جب علماء کے ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کے، ابتدائی فتاویٰ کا تذکرہ آتا ہے اور برصغیر ہند کی دینی علمی سیاسی تاریخ پر، ان کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، تو عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ، ان حضرات کی یہ جدوجہد اور کوشش، انگریزوں اور صرف انگریزوں کے خلاف تھی، اور یہی ان حضرات کے سیاسی نظریات کا بنیادی نقطہ اور مقصد تھا، مگر اس خیال کے لئے کوئی علمی بنیاد موجود نہیں۔ ان حضرات کے فتاویٰ دراصل ان تمام طالع آزمائے قوتوں، اور ظلم و جبر کی ایسی تمام طاقتوں کے بڑھتے اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے تھے، جنہوں نے انگریز کے اس خطے میں آنے سے پہلے، یہاں مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا، جن کی وجہ سے مسلمانوں کی آبرو اور جان مال کو ہر وقت خطرہ رہتا تھا، جب جس کا جی چاہتا ان کے مردوں کو قتل کرتا، ان کی عورتوں کو بے آبرو کر کے، ان کے مکانات کو نذر آتش کر دیتا تھا، ان حضرات کے پہلے اور بنیادی فتوے، ان ہی لوگوں کی وجہ سے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی تحریروں میں اس کی صراحت ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز کے فتاویٰ میں بھی، اس کے اشارات مل جاتے ہیں، اس لئے ان تمام فتاویٰ کو صرف انگریزوں کے حکومت و اقتدار سے وابستہ کرنا، دیانت و انصاف نہیں، لیکن صحیح ہے کہ شمالی ہندوستان، خصوصاً دہلی پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد، ان فتاویٰ کا رخ انگریز کی جانب ہو گیا تھا، کیوں کہ وہ



لہذا مزاج میں ان قوتوں سے کسی طرح اظہار نہیں تھے جنہوں نے انگریزوں کے آنے سے پہلے مسلمانوں پر مروجہ تھے کیا ہوا تھا، انگریزوں کے بھی ملک گیری کے وہی منصوبے تھے جو بھی مسلمانوں کو زیر کر کے جکڑنے آ رہا تھا۔ پتہ تھے جس کا انگریزوں سے پہلے یہاں موجود مسلمانوں سے معرکہ آرا تھا تھا، مگر وہ تو یہ کہ ان کی تھیں۔ مگر ان جگہ پر پہلے سے مسلمان اور ملکیت ہندو جن مسائل و مشکلات کا شکار تھے اس کا حل صرف تو ہے لیکن یہ تھے کہ ان کی تھیں۔ مگر ان جگہ پر پہلے سے مسلمان میدان میں آ کر ٹکلی جہاد کریں، یہی وہ خیال اور منصوبہ تھا، جو انگریزوں کے سید احمد شہید کی صورت میں ۱۸۵۷ء کی جہاد جہاد میں چرخی شعلہ سے ظاہر ہوا۔

اگرچہ ان دونوں تحریکات کے جنگی میدان میں منصوبے کا سہرا ہوا ہے اور ان سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہوئے جن کے لئے ان کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن ان کے معنوی فوائد بے شمار ہیں۔ اس وقت سے آج تک ان تحریکات کے رجحان اور مقاصد سے دو ٹوٹی برقرار ہے۔ اور ان کے اظہار رجحان و مقاصد کے لئے نشان و راہ کی حیثیت سے وہ نے پہچانے جاتے ہیں۔ مگر یہ بھی ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ اس جہاد جہاد خصوصاً ۱۸۵۷ء کی تحریک سے، جو مختلف اور ناقابل امتیاز ہی رہا۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک سے بھی قوتوں کا استحکام تو کیا بلکہ ان کی شکست مسلمانوں پر بغیر سبب ان حقوق و مراعات سے بھی محروم ہو گئے، جو ان کو انگریزوں کے ۱۸۵۷ء سے پہلے کے حکام میں حاصل تھیں۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک کے بعد مضمون کا برائے نام اقتدار اور قلعہ معلیٰ کی تحریکی بھی گزرے وقت کی داستان اور ملک کی تاریخ کا ایک اہم باب بن گیا۔ ملک و ملت کی جہاد ویر پڑی جو تکلیف دہ تھی وہ تاریخ بیان نہیں۔ لاکھوں لاکھ غلام و کمزائے موت ہوئی، چھاپاں لگی گئیں، یہاں سے ہزاروں لاکھوں افراد کو ہجرت کرنی پڑی، ہجرت، جلا وطنی، نکالے پانی کی سڑائیں برداشت تھیں، تاحیات قیدی کی ذلت ہو گئے والی افیت ان کے علاوہ تھی۔ اور

مگر میرا جو جہاد تھا، کچھ لوگ یہ کہتے تھے کیا آگ منبری ہے، کیا آگ سہانی ہے ۱۸۵۷ء کے بعد کے دورا استبداد کے تحریکات: ۱۸۵۷ء کی تحریک کے بعد بالآخر اس جہاد سے رجوع ہوا باطل ہو گئے تھے۔ ان کی حکومت ہر سیاہ و سفید کی مالک اور جبر استبداد کے احمیادوں سے مسلح ایک ایسی جہاد اور قابض قوت تھی، کہ اس کے خلاف آواز نہ نکالنا، بلکہ دم مارنا بھی آسان نہیں تھا، اس لئے اس جہاد معرکہ ملک و ملت کے ہاتھوں اطرا دی جانوں کی قربانی اور بے شمار آہام و مصائب برداشت کرنے کے باوجود بھی، احتجاج باقی رہا اور اس ملک کی شریعت میں یکجہاد ہی نہیں آئی، برصغیر ہند ۱۸۵۷ء کی تحریک سے پہلے جس طرح دارالحرب تھا اب بھی

اسی طرح رہا، بلکہ ان حالات و حوادث نے، اس کی شدت اور قہر تا کی میں کچھ اضافہ ہی کر دیا تھا۔

### فکر و عمل کا ایک اور میدان:

یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ۱۸۵۷ء کی مسلح جدوجہد کے بعد علماء و عوام، اس لائق نہیں رہ گئے تھے، کہ حکومت کے سامنے دوبارہ اڑ سکیں، اور اپنے حقوق اور معاملات کے لئے، کوئی بڑا میدان منسوبہ عمل میں لائیں، لیکن جہاں تک رائے اور نظریہ کی بات تھی، اس میں کچھ تبدیلی نہیں آئی تھی، اس لئے اکثر علمائے ہند، خصوصاً خاندان حضرت شاہ ولی اللہ سے وابستہ اور اس دینی علمی اصلاحی کارواں سے منسلک، علماء کی وہی رائے رہی، جو ۱۸۵۷ء سے پہلے تھی۔ حضرت شاہ محمد اسحاق کے متعدد شاگردوں، مولانا نواب قطب الدین دہلوی، مولانا عبدالقیوم بڑھانوی، مولانا مفتی محمد ایوب پھلتی اور اس خانوادہ علم و عمل کے بڑے دینی علمی نمائندوں میں سے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ اکابر علماء کا، اس پر اتفاق تھا کہ یہ ملک اب بھی اسی طرح دارالحرب ہے، جس طرح اس سے پہلے دور میں تھا۔ لیکن ان حضرات کو ۱۸۵۷ء کے تجربہ نے بتا دیا تھا، کہ اب جدوجہد کا میدان بدل گیا ہے، موجودہ حالات میں جتھیا رٹھانا، ملک میں مسلمانوں کے نوٹے پھوٹے بکھرے وجود، اور ان کے رہے سہے دینی کام، علماء اور مذہداران کو ختم کرنے، اور اجتماعی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اس لئے جتھیا ر، جنگ کے نظام اور ارادہ کو، وقتی طور پر فراموش کر کے، ملی تعمیر و ترقی کے اور کاموں کو اولیت دینی چاہئے، اس کے لئے پہلی بنیادی ضرورت، عوام کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے، ایک مرتب و مسلسل نظام اور ایک متعین فکر و مزاج کی تشکیل کی تھی، جس کی روشنی میں آئندہ نسلیں بہترین دینی تعلیم و تربیت، معاملات و معاشرت کی درستی و رہنمائی، مستقبل کی بہتر نشوونما اور اعلیٰ ترین منصوبوں اور دماغوں کی تشکیل کر سکیں، اس مقصد کے لئے ان علماء کرام نے جو طریقہ اپنایا، واقعہ یہ ہے کہ ان حالات میں، مسلمانوں کی سرفرازی کے لئے، اس سے بہتر تجویز و انتخاب ممکن نہیں تھا۔

یہ اسلامی دینی تعلیم کے لئے، ایسے مدرسوں کا آغاز تھا، جو حکمرانوں اور ارباب دولت و ثروت کی نگاہ کرم کے منتظر و پرورد نہ ہوں، بلکہ ان کی اساس حق تعالیٰ کے اعتماد اور توکل علی اللہ پر رکھی جائے، ان کا سفر عام مسلمانوں کے تعاون سے آگے بڑھے، اور منزل مقصود تک پہنچے۔ یہ کوشش جتھیا ر کی کامیاب ہوئی، کہ اس کے جلو میں دو چار نہیں، پچاسوں سینکڑوں مدرسوں کا جال بچھ گیا، اور یہ مدارس نہ صرف اس خطہ، بلکہ پورے برصغیر اور بعد میں پوری دنیا کے لئے، ایک نمونہ اور ایسی مثال ثابت ہوئے، جس کی اسلامی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں تھی۔

اگرچہ یہ مدرسے اپنے قائم کرنے والوں کی زندگی میں ہی، تناور درخت بن کر سایہ دینے لگے تھے، اور اہل دین کا ایک بڑا طبقہ، ان کی ٹھنڈی چھاؤں میں، دنیا و آخرت کی نعمتوں سے ہمکنار ہونے لگا تھا، مگر اس سب کے باوجود، ان

دار اس کے منصوبہ ساز، اپنے بنیادی مقاصد سے کبھی بھی (کسی) پہلو یا نکتہ نہیں ہونے، انہوں نے اس مسئلے کی حالی اور مستقبل کے نقشہ میں رنگ بھرنے، اس کے دارالحرب ہونے اور سکھ کے حقوق کی سی جہاد کے منصوبہ، یعنی، یہ کہ تہذیبہ جاری رکھا، وہ اس کو اسی طرح دارالحرب کہتے ہو گئے تھے، اس طرح اس سے پہلے سچے تھے، ان جہاد میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بعد، سب سے ممتاز امام حضرت مولانا مکتوبی کا ہے۔

انگریز کے دور میں ملک کی شرعی حیثیت اور سیاسی تحریکات پر حضرت مغلوشی کے فتاویٰ:

[illegible]

وزیر نظریاتی اور اس کے متعلق چند مباحث:

زیر نظر فتویٰ اور اس کے متعلق چند مباحث:۔ تکرید و تفسیر میں اس فتوے کا سوال نمبر اور اس فتوے کا مکمل قدیم ترین معلوم متن قریشی کی چار باب ہے مگر اس فتوے اور اس کے مفصل سوال نمبر کے معاوضے پر جسے وہ مضمون پر حضرت مولانا گنگوہی کے تینوں معلوم فتوؤں کے متعلق ضروری معلومات اور ان کے حوالے سے نقل بعض خود اور سب اصل معلومات کی تحقیق و تصحیح ضروری ہے متعلقہ علماء اہل بیت و اہل حق پر آمید و صلوات میں ہوا شکوہ ہو

- (۱) اس فتوے کا زیادہ تر جوہر اس کی ترکیب کے ۱۸۵۰ء سے ۱۹۱۰ء کی درمیان میں لکھے گئے ہیں۔
- (۲) حضرت مولانا گنگوہی سے پہلے کی بددیانت کرنے والے علماء انہوں نے جسے ان کے اصول اور حقیقی طواعت پر نظر
- (۳) اس فتوے کے قلمی نسخے ان کے کاتب اور ان کے مندرجہ
- (۴) اس فتویٰ کی پہلی طباعت اس کا ترجمہ حاشیہ اور توضیحات نگاروں کا حق و

(۵) حضرت مولانا گنگوہی کے اس موضوع ہندوستان کی انگریزوں کے دور میں شرعی حیثیت پر معلوم چند اور فتوے۔

(۶) زیر نظر نسخہ اور اس کی ترتیب

آئندہ صفحات اسی اجمال کی تفصیل پر مشتمل ہیں۔

اس فتوے کے سنہ تحریر اور اس کے ۱۸۵۷ء سے وابستہ ہونے کی اطلاعات پر ایک نظر: حضرت مولانا گنگوہی کا یہ فتویٰ، انگریزوں کے دور حکومت میں، ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے موضوع پر، برصغیر کے معروف ترین، چند فتوؤں میں سے ایک ہے۔ بعض اہل قلم اور مورخین نے اس کا سنہ ۱۸۵۷ء کے واقعات اور تحریک کے مباحث اور اس کے تاخیر میں بھی شمار کیا ہے۔ مثلاً مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے لکھا ہے۔

”مگر یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا گنگوہی کا پہلا فتویٰ بڑبان فارسی، و شائع کردہ مفتی محمد شفیع صاحب، یا تو ۱۸۵۷ء کی

جنگ آزادی سے پہلے کا ہے، یا اس کے فوراً بعد کا، جب کہ چلاو حکمران بڑے پیمانہ پر جاری تھی“ (۱)

لیکن یہ خیال اور اطلاعات صحیح نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی غالباً اس وجہ سے ہوئی، کہ اب تک اس فتوے کا سوال نامہ اور اس کی تاریخ تحریر و سوال معلوم نہیں تھی، صرف یہ معلوم تھا کہ اس کے مصنف مفتی حضرت مولانا گنگوہی، ۱۸۵۷ء کی تحریک کے قائدین و نمائندین سے تھے، لہذا یہ خیال امرایہ کیا کہ حضرت مولانا نے، یہ فتویٰ اس تحریک کے دوران، یا اس کے بعد لکھا ہوگا، لیکن اب جب کہ اس کے سوال اور جواب دونوں کی تاریخیں اور سن تحریر صحیح طور پر معلوم ہو گئے ہیں، اس غلط فہمی کی کوئی وجہ نہیں۔

یہ فتویٰ تحریک سنہ ۱۸۵۷ء کے (سن عیسوی کے حساب سے) پورے چھتیس سال بعد، وجود میں آیا تھا، اس کے محرک مولانا سعید الدین بن وحید الدین رام پوری، رام پور منہیاران ضلع سہارنپور یوپی آتھے۔ مولانا سعید الدین نے، جو اس وقت سعید آباد، شہر امیں ملازم و مدرس تھے، حضرت مولانا کی خدمت میں، رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ میں ہندوستان کی اس وقت کی شرعی حیثیت کے متعلق، ایک مفصل سوال نامہ ارسال کیا تھا، حضرت مولانا نے اس کا مفصل جواب لکھا، جو ۷ شوال ۱۳۱۰ھ (۲۳ مارچ ۱۸۹۳ء) کو مکمل ہوا اور یہ عجب حسن توار ہے، کیوں کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک کا بھی ۲۳ مارچ کو آغاز ہوا تھا۔

لہذا اس فتوے کا سنہ ۱۸۵۷ء کی تحریک اور اس کے واقعات و دونوں سے تعلق نہیں، اس کو ۱۸۵۷ء سے وابستہ کرنا اور اس ضمن میں، اس کا تذکرہ، درست نہیں۔

(۲) اس فتوے کا مولانا سعد الدین کشمیری سے کچھ واسطہ نہیں: اس کے پہلے مرتب و ناشر، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی اور اس کا سوال نامہ ملا، نہ ہی حضرت مفتی صاحب نے اس کا کسی رخ سے کچھ تذکرہ کیا، کہ حضرت





بہر حال یہ تو طے ہے کہ اس فتوے کے مستفتی، مولانا سعد الدین کشمیری نہیں، بلکہ مولانا سعید الدین رام پوری تھے مگر کوئے سعید الدین؟ کیونکہ اس وقت رام پور میں بھی سعید الدین نام کے دو فاضل تھے، دونوں جید عالم تھے، دونوں فقہ و فتاویٰ سے وابستگی رکھتے تھے، ان میں سے ایک حضرت مولانا گنگوہی کے خاندانی عزیز، حدیث میں شاگرد، مرید و منتسب اور خاص نیاز مند تھے۔ دوسرے تھانہ بھون کے فاروقی خاندان کے فرد تھے، مولانا مفتی عبدالقیوم بڈھانوی سے بیعت اور صاحب درس و افادہ شخص تھے۔ اس لئے حتمی اور متعین طور پر یہ معلوم نہیں، کہ ان میں کس نے حضرت مولانا گنگوہی سے، ہندوستان کی شرعی حیثیت کے متعلق سوال کیا تھا، لیکن قرین قیاس یہی ہے، کہ مولانا سعید الدین خلف مولانا وحید الدین رام پوری نے دریافت کیا ہوگا؟ وہ حضرت کے معتمد اور قریبی اصحاب میں سے تھے، انہی کی حضرت سے خط و کتابت تھی اور دوسرے صاحب کا مستفتی ہونا بھی غیر متوقع نہیں، ان کو بھی دارالحرب کے موضوع سے دلچسپی تھی، اس لئے یہاں دونوں صاحبان کا مختصر تعارف تحریر ہے، ممکن ہے کہ آئندہ کسی ذریعہ سے ان میں سے کسی ایک کی تعیین ہو جائے، ہم راقم بطور کا خیال ہے کہ یہ مولانا سعید الدین بن وحید الدین رام پوری ہی تھے۔ فتویٰ دارالحرب کے سوال نامہ، یا مکتوب مولانا سعید الدین کے آغاز پر، حضرت مولانا گنگوہی کے لئے جواشعار و کلمات درج ہیں، ان سے بھی یہی تاثر ملتا ہے، کہ یہ تحریر و سوال مولانا سعید الدین (بن حافظ وحید الدین) کا ہوگا اس لئے ان کے تعارف و اولیت دی گئی ہے۔

**مولانا سعید الدین بن وحید الدین رام پوری:** رام پور منہیاران، ضلع سہارنپور (مغربی یوپی) کا ایک پرائیوٹ قصبہ ہے، یہاں ایک انصاری خاندان آبر بادشاہ کے دور میں سہارنپور سے آکر آباد ہوا تھا، جس میں علم کا سلسلہ بریک چلا اس خاندان کے ایک فرد، مولانا حافظ وحید الدین رام پوری تھے، جو حکیم ضیاء الدین رام پوری کے غالباً چچا زاد بھائی بھی تھے۔ حافظ وحید الدین ذاکر شاغل اور باخدا شخص اور حضرت حاجی امداد اللہ سے بیعت تھے، حضرت مولانا گنگوہی سے بے تکلف روابط رکھتے تھے اور حضرت سے استفادہ باطنی بھی کیا تھا، ان کے حضرت مولانا کے نام خطوط سے، حافظ صاحب کی رفعت پر داز کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک خط میں لکھا ہے:

اب سنو! کہ بندہ تم کو اپنے سے مدد جانتا ہے، خصوصاً یہ حال جو آپ نے اپنے لکھے، اس سے توصاف ظاہر ہو گیا، کیوں کہ یہ سوال نصیب بندہ نہیں ہوئے۔ حق تعالیٰ مبارک فرمائے اور بندہ کو بھی حاصل جائے۔ آمین! (۲)

(۱) اس خاندان کے چند متاثرین آئے اور سہارنپور میں آکر رہنے لگے، اس خاندان کے چند اہل علم و ارشاد کا مختصر احوال "عمرات ہمزرا" (تذکرہ مولانا محمد شفیع دہلوی) تالیف شریفیاض احمد، (بہار علی، ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۷ء) میں ہے۔

(۲) ۵۰۰ جیب، شیدہ، ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹

کہ یہ فصل گرائی ہوئی ہے۔

”گوروہ کیفیت یہ ہے کہ اپنے آپ کو بردہ مانگ معبود کے ہاتھ اور شرم میں ادا کر دی جیو ہوتے ہیں گاؤں و مظہر و اوراشت سے مای کو سامان شرم میں ادا کیا کہتے ہیں اور یہی نسبت معتبر ہے کہ جی آتی ہے۔“

جب اس کا ملک خوب ہو جائے تو یہی امر ہے کہ قاضی مہازت متعین کے جاتی ہے اور اس کو بھی نامزد کرتی ہے۔ اور اس سے پہلے سب مقدمات اس کے ہیں۔ یہاں کہ جو بلکہ یہ کہ ہوا حق تعالیٰ اس میں ترقی فرمے اور اس میں ترقی فرمے۔ بہت فکر کی وجہ سے بہت بہت فکر کہ وہاں ہے (۱۰)

پہنچے۔ ریاست میں بہت عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ہر طبقہ کے افراد میں پذیرائی حاصل تھی۔

اگرچہ ملازمت کی مصروفیات بہت رہتی تھیں مگر مولانا نے کہیں بھی قیام ہوا، اور کسی بھی ملازمت و خدمت پر فائز رہے ہر جگہ درس حدیث کا معمول بلا ناغہ جاری رکھا، طلبہ کی مالی معاشی سرپرستی فرماتے، ان کی ضروریات کا بھی بہت خیال کرتے تھے، دو چار طلبہ کو اپنے ساتھ کھانے میں شامل رکھتے تھے۔ معروف اہل قلم، محمد امین زبیری نے (جنہوں نے مولانا کو قریب سے دیکھا تھا) لکھا ہے:

”وہ دورے میں ہوں یا مقیم، صبح کے وقت دو چار طلباء کو حدیث و فقہ کا درس، ان کا لازمہ زندگی تھا، ان کے دسترخوان پر چند طلباء خصوصاً ناشتہ اور شب کے کھانے کے وقت، ضرور ہوتے تھے، وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی یہی نظام اوقات تھا“ (۱)

مولانا وحید الدین کے، حضرت مولانا گنگوہی سے جو روابط تھے، مولانا سعید الدین میں اس کا پورا اثر آیا، اور مولانا بھی ہمیشہ حضرت مولانا کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ مولانا سعید الدین کے نام حضرت مولانا کے مکتوبات سے ان روابط اور اعتماد کا اندازہ ہوتا ہے، جو حضرت مولانا کو مولانا پر تھا۔ حضرت مولانا کے گرامی ناموں سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مولانا، حضرت کو اپنے تمام حالات و مسائل سے باخبر رکھتے تھے اور حضرت مولانا حسب ضرورت ہدایت و رہنمائی بھی فرماتے رہتے تھے، حضرت مولانا کے مکتوبات کے بعض مندرجات سے، مولانا کے روحانی کمالات و مرتبہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا نے ایک خط میں تحریر فرمایا ہے:

”اگرچہ تم کو ایسی حالت میں کہ اسباب ظاہری پر نظر نہیں، کچھ لکھنا لغو ہے، مگر تاہم بحکم: الدین النصیحۃ لکھتا ہوں، کہ بار بار زیارت وطن اور بہانہ ولداری خفنی، تدبیر کے خلاف ہے، اگر حق تعالیٰ نے سامان رزق مقرر کر دیا ہے، اس کو متغیر متکثر بنانا اور پر خاش عباد کا سبب ٹھہرانا، قرین مصلحت نہیں، آئندہ جو مناسب جانو“ (۲)

دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن: مولانا سعید الدین صاحب کو، حضرت مولانا گنگوہی کی نسبت اور

خاندان حضرت مولانا قاسم نانوتوی سے قرابت کی وجہ سے، دارالعلوم دیوبند سے والہانہ متعلق تھا، دارالعلوم میں، حضرت گنگوہی کے سرپرستی کے آغاز کے وقت سے، معمول چلا آ رہا تھا کہ رامپور گنگوہ وغیرہ سے خانوادہ کا، کوئی فاضل مدرسہ کی شوریٰ کا رکن بنایا جاتا تھا، سب سے پہلے ممبر، مولانا حکیم ضیاء الدین رامپوری تھے، پھر ان کے بھتیجے، مولانا حافظ احمد رامپوری اس کے لئے نامزد کئے گئے، مولانا احمد کی رکنیت شوریٰ کے، (۳) چار سال بعد، ۱۳۲۲ھ میں مولانا سعید الدین بھی مجلس شوریٰ کے لئے

(۱) بیوپال کا ملی جائزہ مضمون از محمد امین زبیری۔ مشعل، پال نمبر۔ قند آگنی، دہلی۔ مرتبہ ضیاء حامد صاحب: ۶۹۱ (طبع اول: ۱۹۹۶ء)

(۲) مکاتیب رشیدیہ، ص: ۹۶ (۳) دارالعلوم کی صد سالہ زندگی، تالیف مولانا قاری محمد طیب صاحب ص: ۱۰۳ (طبع اول: دیوبند، ۱۳۸۵ھ)



منتخب کر لئے گئے تھے، جو اس وقت سے وفات تک، بہت دلچسپی اور اہتمام سے، مدرسہ کی بھرپور خدمت کرتے رہے۔ شوریٰ کے اجلاس کا وقت آتا، تو کئی دن پہلے دیوبند پہنچتے، مدرسہ کے معاملات کو دیکھتے، کاغذات کو جانچتے اور مجلس شوریٰ میں رکھنے کے لئے، ان کی ترتیب و تکمیل فرماتے۔ مجلس کی تجاویز لکھنا اور اس کے متعلق تحریری کام انجام دینا، اپنی سعادت سمجھتے تھے اور کئی دن تک اس میں مشغول، وقت گزارتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی روداد میں، مولانا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

”دارالعلوم کی خدمت میں شغف کا حال یہ تھا، کہ مجلس شوریٰ کے ہونے سے چند روز پیشتر، آپ تشریف لاتے تھے، اور وہ تمام کاغذات، جو شوریٰ میں پیش ہونے والے ہوتے تھے، آپ ان کو مرتب فرمایا کرتے تھے۔ جلسہ کے دوران میں، تمام روداد شوریٰ کا لکھنا، تجاویز کا مسودہ بنانا اور بعد میں ان کا صاف کرانا، یہ سب کچھ آپ نے اپنے ہی ذمہ لے رکھا تھا، آپ ان تمام کاموں کو عبادت عظمیٰ خیال فرماتے تھے اور اکثر تحدیث بالعمہ کے طور پر، اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا بیشتر وقت دارالعلوم کی ان ہی خدمات میں گزارتے تھے“ (۱)

**اخلاق و عادات و مزاج:** علم و فضل، دیانت و سچائی اور خوش خلقی میں ممتاز و معروف تھے، وسیع القلب تھے، ہر اک فکر و خیال کے افراد سے بے تکلف ملتے اور ضرورت ہوتی، تو نہایت نرمی سے بحث و گفتگو کرتے، تعصب اور شدت مزاج سے بہت دور تھے۔ نصیحت و گفتگو نہایت موثر تھی، دینی و دنیاوی وجاہت سے بہرہ ور تھے۔ محمد امین زیری صاحب نے، بھوپال کے ممتاز علماء میں مولانا کا ذکر کیا ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ لکھتے ہیں:

علماء کے زمرہ میں، مولوی سعید الدین کو بھی شامل کرنا چاہئے، جو دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ بھوپال میں ان کی پوزیشن، ایک سیویلیین افسر کی تھی، انہوں نے محرمی سے ترقی کی اور ذمہ دارانہ عہدوں پر مامور رہے۔ وہ دورے میں ہوں یا مقیم، صبح کے وقت دو چار طلباء کو حدیث و فقہ کا درس، ان کا لازماً زندگی تھا۔ ان کے دسترخوان پر چند طلباء، خصوصاً ناشتہ اور شب کے کھانے کے وقت ضرور ہوتے تھے، وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی یہی نظام اوقات تھا۔

نہایت وجہ خوش لباس اور نفیس طبع تھے۔ ایسے پیرایہ میں نصیحت کرتے تھے کہ موثر ہو جاتی تھی، وسیع القلب تھے، ہر خیال کے آدمی سے مخلصانہ و بے تکلفانہ ملتے تھے اور نرمی سے بحث کرتے تھے، متعصبانہ ذہنیت کا پتہ نہ تھا۔ شرعی پانچامہ (جس کا کمر بند گلے میں ہوتا یا اس میں پتلون کی گیش لگے ہوتے) قمیص، شیردانی اور ترکی ٹوپی پہنتے تھے، کبھی کبھی مولویانہ عمامہ اور قبا بھی، بلیرڈ اور کرو کے کھیلوں میں مشاق تھے (۲)

(۱) روداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۲۷ھ

(۲) بھوپال کا علمی جائزہ۔ مضمون از محمد امین زیری۔ مشمول بھوپال نمبر۔ فکر و آگہی، دہلی۔ مرتبہ رضیہ حامد صاحب۔ ص ۶۹۱ (طبع اول ۱۹۹۶ء)

مولانا کا مرتبہ حاشیہ مکتوبات امدادیہ: مولانا کی ایک مختصر علمی تحریری خدمت، حضرت حاجی امداد اللہ کے

مجموعہ مکتوبات (مرقومات امدادیہ) میں درج اشخاص کا تعارف ہے۔ یہ مجموعہ مکتوبات، مولانا کے والد، مولانا حافظ وحید الدین رامپوری نے مرتب کیا تھا، حضرت مولانا تھانوی نے مولانا سعید الدین سے، اس میں مذکور شخصیات و علماء وغیرہ کی تعین کراہی اور مولانا عبدالحی حیدر آبادی سے، ان مکتوبات گرامی کا ترجمہ کرا کے، مرقومات امدادیہ کے نام سے، امداد المشاق کے ساتھ شائع فرمایا۔ مولانا شبیر علی تھانوی نے اس خدمت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”ان مکتوبات میں بہت سے حضرات کے اسمائے گرامی اس طرح آئے ہیں، کہ فہم مضامین، ان کے حالات معصوم ہونے پر موقوف ہے، بناء علیہ، جناب مولانا سعید الدین صاحب ابن مولانا محمد وحید الدین صاحب، جامع مکتوبات سے، ان حضرات کے مختصر حالات تحریر فرمانے کی استدعا کی گئی، مدد و ج نے نہایت خوشی سے اس کو منظور فرمایا (۱)“

وفات: مولانا سعید الدین کی بھوپال میں ۲۲ مئی قعدہ سنہ ۱۳۳۷ھ (۲۳ مئی سنہ ۱۹۲۹ء) کو وفات ہوئی (۲) وہیں دفن کئے گئے۔ علمی و دینی حلقوں میں مولانا کی وفات کا گہرا صدمہ ہوا، مولانا سے جو ایک فیض جاری تھا، اس کے ختم ہونے پر تاسف ظاہر ہوا۔ دارالعلوم دیوبند نے، جس کی مجلس انتظامیہ کے مولانا تقرر کیا چوتھی صدی تک رکن رہے، مولانا کی کمی کو بہت محسوس کیا۔ دارالعلوم کی روداد میں مولانا کا تذکرہ ہوا، اور مولانا کی وفات سے ہمدردی کے لئے، جو خطا پیدا ہو گیا تھا، اس کا خاص اہتمام موقوف کیا گیا۔ روداد کا مفصل اقتباس درج ذیل ہے:

اس حادثہ [مولانا احمد نانوتوی، بہتم دارالعلوم دیوبند کی وفات] کے چند ماہ بعد ہی، حضرت مولانا سعید الدین صاحب مرحوم، رامپوری مشیہ امبا ریاست بھوپال کی وفات ہوئی، جس سے مجلس شوری کے کاموں میں زبردست کمی اور نقصان اہل بحیثیت سے محسوس کیا۔ مولانا سعید الدین صاحب مرحوم رامپوری، دارالعلوم کے ان قدیم مہم ان میں سے تھے، جو حضرت شگونی کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔

آپ کی تمام عمر، ہمدردی کی جان نثاری ہمدردی وغیرہ خواہی میں گزری۔ اسی کے ساتھ آپ کا علم و فضل، راستبازی، وجاہت دینی و دنیوی، خوش خلقی و مروت، ایسے اوصاف تھے، جن میں آپ یگانہ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اگرچہ آپ کا تعلق جمہور ریاست بھوپال میں ہونے کے، بظاہر شغل درس و تدریس خاطر خواہ تھا، مگر باوجود اس کے، اس

(۱) حاشیہ معصومہ مرقومات امدادیہ (مجلس اول، ۱۳۳۷ھ)

(۲) تاریخ جامعہ، (۱) فصل تاریخی، (۲) اشاعت نامہ، (۳) تاریخ تہذیب و تمدن، (۴) مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی، (۵) فتاویٰ اسلامیہ، (۶) مکتبہ دارالعلوم دیوبند



زمانہ میں بھی آپ اس مشغلہ سے خالی نہ رہے، ایک دو طالب علم آپ کے مکان پر حاضر ہو کر، حدیث و تفسیر، اصول فقہ اور فقہ وغیرہ کی، بڑی بڑی کتابیں آپ سے پڑھتے رہتے تھے۔

دارالعلوم کی خدمت میں شغف کا یہ حال تھا، کہ مجلس شوریٰ کے ہونے سے چند روز پیشتر، آپ تشریف لاتے تھے، اور وہ تمام کاغذات، جو شوریٰ میں پیش ہونے والے ہوتے تھے، آپ ان کو مرتب فرمایا کرتے تھے۔ جلسہ کے دوران میں تمام رد و ادشوری کا لکھنا، تجاویز کا مسودہ بنانا اور بعد میں ان کو صاف کرانا، یہ سب کچھ آپ نے اپنے ہی ذمہ لے رکھا تھا، آپ ان تمام کاموں کو عبادت عظمیٰ خیال فرماتے تھے، اور اکثر تحدیث بالنعمة کے طور پر اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا بیشتر وقت دارالعلوم کی ان ہی خدمات میں گزارتے تھے۔ فتنہ اختلاف ۱۳۳۲ھ میں آپ نے جس سرگرمی سے دارالعلوم کی حمایت و اعانت میں، غیر معمولی حصہ لیا، اس کے لئے القاسم والانصار شورا نے مقالہ شاہد عدل ہیں، اسی لئے مولانا کی وفات کا صدمہ، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر ارکان مدرسہ اور تمام جماعت دارالعلوم نے، غیر معمولی طور پر محسوس کیا اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی وفات سے، مدرسہ کی اور مجلس شوریٰ کی قوت انتظامیہ، وہیست ترکیبیہ کو جو نقصان عظیم پہنچا، اس کی تلافی آج تک نہ ہو سکی، فی زمانہ ایسے مخلص کارکن کہاں۔ حق تعالیٰ آپ کی مغفرت فرما کر، آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

دارالعلوم میں جب آپ کی وفات کا تاریخ ہو نچا، طلبہ و مدرسین و ملازمین نے ملکر قرآن خوانی و کلمہ طیبہ کا ختم کر کے آپ کے لئے ایصال ثواب کیا<sup>(۱)</sup>۔

**مولانا سعید الدین بن علیم الدین رامپوری:** مولانا سعید الدین کے عہد میں، رام پور میں اسی نام کے ایک

اور عالم بھی تھے، جو مولانا علیم الدین، بن شیخ احمد بخش کے فرزند، اور تھانہ بھون کے اس معروف فارقی خاندان کے فرد تھے، جس سے تھانہ بھون کے، مشہور علماء اور مشائخ وابستہ ہیں (۲) یہ خاندان سنہ ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں، تھانہ بھون کی بربادی کے بعد، رامپور آ کر آباد ہو گیا تھا۔

مولانا سعید الدین کی نسبت مولانا کی تحریروں سے چند مختصری تا تمام معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مولانا سعید الدین، مفتی عبدالقیوم بڈھانوی سے بیعت تھے (۳) غالباً کچھ دنوں بھوپال میں بھی قیام رہا تھا، مولانا سعید الدین کو ہندوستان کی

(۱) روداد دارالعلوم دیوبند، سنہ ۱۳۳۷ھ، ص ۱۷۱۔

(۲) مولانا سعید الدین فاروقی کا، دادھیال غیبی کی نسب نامہ ان اوراق پر مفصل درج ہے، جو مولانا کی مملوکہ شامی [حاشیہ و مختار] کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ نسخہ مدرسہ مظاہر علوم قدیم سہارنپور میں محفوظ ہے۔

(۳) مولانا عبدالقیوم سے بیعت کا واقعہ، اور مفتی عبدالقیوم صاحب کی عنایت کی ہوئی ایک مفصل سند بیعت بھی، مولانا سعید الدین نے اپنی تحریرات میں نقل کی ہے۔ مولانا کی مذکورہ تمام تحریروں کے فوٹو اسٹیٹ ہاؤس ڈیوبند میں موجود ہیں۔ (نور)



شرعی حیثیت کے مباحث سے دلچسپی تھی، مولانا نے مولانا قاضی محمد ایوب پھلتی کا، رسالہ دارالحرب بھی ۱۳۰۰ھ میں نقل تھا، [یہ نسخہ مظاہر علوم سہارنپور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔] ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) تک حیات تھے۔

مولانا کو فقہ حنفی سے ذوق تھا، شامی پر مولانا کے مختصر اشارات و افادات درج ہیں۔ مولانا کے تعلیم و تلمذ وغیرہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور مولانا کے حضرت مولانا گنگوہی سے کسی رابطہ کی بھی ہنوز کوئی اطلاع دستیاب نہیں، اس لئے قرین قیاس ہے کہ، حضرت مولانا گنگوہی کے نام سوال اور مکتوب، مولانا سعید الدین خلف مولانا وحید الدین کا ہے۔ بہ ظاہر موخر الذکر، مولانا سعید الدین (بن علیم الدین) کا اس فتوے سے کچھ تعلق نہیں۔

**اس فتوے کے قلمی نسخے:** اس فتوے کی اگرچہ تحریر کے فوراً بعد، نقلیں شروع ہو گئی تھیں، خود حضرت مولانا گنگوہی نے اپنے فتوے کے آخر میں تحریر فرمایا ہے: میں یہ مسودہ بھیج رہا ہوں امید کہ اس کی نقل لینے کے بعد، اصل تحریر یہاں واپس بھیج دیں گے، کیوں کہ یہاں بھی کچھ لوگ اس نقل کا ارادہ رکھتے ہیں:

”اس مسودہ رارواند می کنم، امید کہ بعد نقلش، روانہ این صوب فرمایند کہ بعض مردم این جا، ہم قصد نقلش می دارند“  
حضرت کے تلامذہ اور متوسلین کا معمول بھی یہی تھا، کہ وہ حضرت مولانا کی اکثر اہم تحریروں اور فتاویٰ کی نقل محفوظ کرنے کی کوشش کرتے تھے، بہ ظاہر اس پر بھی، متعدد حضرات نے توجہ فرمائی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ حضرت کی وفات کے ایک عرصہ بعد تک، اس کی متعدد نقلیں موجود تھیں۔ مولانا مفتی محمد شفیع نے مطبوعہ نسخہ کی تمہید میں لکھا ہے:

”حضرت کے اقارب و تلامذہ میں، دوسرے متعدد حضرات کے پاس بھی، اس کی نقلیں موجود ہیں“  
مگر افسوس کہ اب ان میں سے اکثر نقلیں معدوم اور بے نام و نشان ہو چکی ہیں، صرف دو قدیم و معتبر قلمی نسخے معلوم ہیں، پہلا حضرت مولانا گنگوہی کے ایک پرانے شاگرد اور مجاز طریقت، مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی (۱) کی باقی ماندہ

(۱) مولانا صادق الیقین خلف مولانا سراج الیقین۔ کرسی ضلع بارہ بکنل میں ولادت ہوئی، مولانا حکیم محمد حسین سے متوسلات، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے مدرسہ جامع العلوم کانپور میں درسیات کی اکثر کتابیں اور مقالات چڑھیں۔ کانپور سے کاننڈہ آئے، مولانا حکیم صدیق احمد کانڈھلوی نے یہاں ایک مدرسہ قائم کیا تھا، اس میں پڑھا، (مولانا صادق الیقین کے اپنے والد کے نام خطوط میں اس کی تفصیلات لکھی ہیں، جو راقم نے پڑھے ہیں اور ان کے نوٹو اسٹیٹ میرے پاس موجود ہیں۔) مولانا صدیق احمد کانڈھلوی کی رہنمائی میں، حضرت مولانا رشید احمد کی خدمت میں گنگوہ میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا سے حدیث شریف مکمل کی۔ حضرت مولانا گنگوہی، مولانا کی لیاقت و ذہانت کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

اول اپنے والد سے بیعت ہوئے سنہ ۱۳۱۰ھ میں حج کے لئے حاضر ہوئے حضرت حاجی امد اللہ سے شرف بیعت حاصل کیا، مکہ مکرمہ میں قرأت و تجوید میں کمال حاصل کیا۔ مدینہ منورہ میں شیخ طاہر علی وتری سے اجازت حدیث اور سندنی۔ مولانا افضل رحمان گنج مراد آبادی سے بھی اجازت و سند حاصل کی۔ حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں دو بارہ حاضر ہوئے، یہ سفر اصلاح باطن بیعت اور استفادہ کے لئے ہوا تھا، لے عرصہ تک حضرت مولانا سے استفادہ کیا اور اجازت و خلافت حاصل فرمائی، مباحث سنت میں نہایت کامل تھے۔

شمال سنہ ۱۳۳۳ھ (ستمبر ۱۹۱۵ء) میں ہجرت کے ارادے سے مکہ معظمہ پہنچے، حج کے فوراً بعد ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ (نومبر ۱۹۱۵ء) کو مکہ معظمہ میں وفات ہو گئی۔ معلومات کے لئے مولانا کے والد مولانا شاہ سراج الیقین کی وفات: شمس العارفین ۹۳-۹۵ (افضل المطابع ہردوی) ۱۳۳۳ھ اور سراج دہاج (سفر تلمذ حج، خدا بخش لاہوری جرنل (شمارہ ۵-۷) نیز مولانا پیر، رقم سطور نور الحسن راشد کانڈھلوی کا مضمون مندرجہ ذیل مای احوال و آثار کا تذکرہ۔ شمارہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ/ اگست ۱۹۹۳ء ملاحظہ ہو۔



چند کتابوں میں شامل ہے، دوسرا نسخہ جو علامہ انور شاہ کشمیری کے قلم سے ہے، خانقاہ رحمانیہ مونگیر (بہار) میں محفوظ تھا، اس نسخہ کا عکس مولانا منت اللہ مونگیری نے ”ہندوستان اور دارالحرب“ کے نام سے شائع کر دیا تھا۔ دونوں کا تعارف درج ذیل ہے:

**نسخہ کرسی، مکتوبہ ۱۳۲۲ھ:** اس فتوے کا خانقاہ نجاتیہ کرسی (ضلع بارہ بنکی) میں موجود نسخہ قدیم ترین معلوم نسخہ

ہے۔ یہ ایک مجموعہ [تحریرات و رسائل] میں شامل ہے جو تمام حضرت مولانا گنگوہی کے چند اہم ترین جوابات و مکتوبات پر مشتمل ہے، اس مجموعہ کا تصوف، اصطلاحات تصوف اور مشائخ و صوفیاء کے متعلق خلیفہ ابو محمد محی الدین کے ایک مفصل سوالنامے اور اس کے نہایت جامع جواب سے آغاز ہوا ہے، اس کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی، حضرت مولانا سے وہ اہم خط و کتابت نقل کی ہے، جو بعد میں تذکرۃ الرشید میں شائع ہوئی تھی۔ بعد ازاں یہ فتویٰ اور اس کا سوال نامہ نقل کیا گیا ہے، جو [صفحہ ۳۵ کے نصف آخر سے صفحہ ۴۶ کے اختتام تک] ساڑھے آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، آخری ڈیڑھ صفحہ میں سجدہ غیر اللہ کے سلسلہ میں، مولانا احمد حسن مراد آبادی کے ایک سوال کا جواب نقل ہے، گویا یہ مجموعہ کل سینتالیس صفحات میں ہے۔ تحریر پختہ مگر رواں ہے، ترقیمہ کاتب درج نہیں، لیکن صفحہ ۷۱ کے حاشیہ پر یعنی خلیفہ ابو محمد محی الدین۔ کے سوال کے جواب کے اختتام پر، کاتب نے اپنا نام اور سنہ کتابت لکھا ہے۔

”بقلم ناچیز محمد احمد عفی عنہ..... المرقوم، ۲۷ ذوالقعدہ ۱۳۲۲ھ یوم پنجشنبہ وقت ۷ ربیعہ صبح“

فی صفحہ سترہ سے بیس تک سطریں ہیں، پہلے سترہ صفحات کے حواشی پر، خلیفہ ابو محمد محی الدین کے سوالات کا جواب نقل ہوا ہے، درمیان سے دو تین کے علاوہ اکثر صفحات کے حاشیے سادہ ہیں۔

**نسخہ مونگیر، مکتوبہ بدست حضرت علامہ انور شاہ کشمیری:** اس فتوے یا رسالہ کا ایک عمدہ صاف نسخہ، شہرہ آفاق

جلیل القدر عالم اور محدث، علامہ انور شاہ کشمیری کے قلم سے، خانقاہ رحمانیہ مونگیر، کے ذخیرہ میں محفوظ تھا، اس ذخیرہ کا یہ نسخہ مولانا عبدالماجد صاحب (کمر اوں ضلع دربھنگہ، بہار) کی خانقاہ کی لائبریری کو عنایت کی ہوئی، کتابوں میں شامل ہے۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب نے اس نسخہ کا عکس، خانقاہ مونگیر سے سنہ ۱۳۸۳ھ (۶۴-۱۹۶۳ء) میں، عمدہ آرٹ پیپر پر شائع کر دیا تھا۔ یہ طباعت صرف آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، پہلا صفحہ سرورق کا ہے، دوسرے پر کتب خانہ رحمانیہ کا نوٹ ہے، تیسرے چوتھے صفحہ پر، مولانا منت اللہ رحمانی کے قلم سے، اس نسخہ کی وجہ اشاعت اور اس کا تعارف: ”تقریب“ کے عنوان سے درج ہے۔ تین صفحات پر حضرت شاہ صاحب کا مکتوبہ نسخہ، یا فتویٰ آیا ہے، آخری صفحہ سادہ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مولانا منت اللہ رحمانی نے اس کو، حضرت شاہ صاحب کی تالیف سمجھا ہے اور اسی حیثیت سے شائع بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت (علامہ انور شاہ کشمیری) کی ایک علمی تحریر جس کا تعلق ہندوستان کے دارالحرب

ہونے سے ہے، آپ کے ایک لائق شاگرد، جناب مولانا عبدالمجید صاحب کمرائوں ضلع دربھنگہ، کے ذریعہ حاصل ہوئی اور الحمد للہ، کہ آج اس کی اشاعت کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔  
حضرت شاہ صاحب نے اپنی اس تحریر میں، سب سے پہلے، کسی ملک کے دارالاسلام یا دارالحرب ہونے کی، اصل و بنیاد بیان کی ہے۔

مجھے میں نہیں آتا، کہ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب جیسے جید فاضل اور باخبر عالم کو، اتنا بڑا مغالطہ، کس طرح ہوا، یا تو مولانا رحمانی صاحب، حضرت مولانا گنگوہی کے اس فتوے سے واقف ہی نہیں تھے، یا اس کا مطبوعہ نسخہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا، ورنہ ایسا دعویٰ نہ فرماتے، جس کا ثابت کرنا ممکن نہیں۔ بلاشبہ یہ تحریر یا فتویٰ، حضرت علامہ انور شاہ کے قلم سے ہے، مگر یہ حضرت علامہ کی اپنی تالیف یا افادہ نہیں ہے، بلکہ حضرت علامہ نے، ان صفحات میں حضرت مولانا گنگوہی کا وہی معروف فتویٰ نقل کیا ہے، جو بعد میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے ذریعہ سے، شائع ہو کر عام ہو۔ مولانا رحمانی کی اس فریادداشت پر، مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے متوجہ اور متنبہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

”اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں، کہ یہ تحریر لکھی ہوئی حضرت الاستاد کے ہاتھ کی ہی ہے، لیکن ساتھ ہی اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت الاستاذ اس کے صرف ناقل ہیں، مصنف نہیں، کا تب ہیں، صاحب تحریر نہیں، اس بنا پر اس تحریر میں جو تہجد راج ہے، اس کو شاہ صاحب کی رائے یا فتویٰ قرار دینا، قطعاً غلط ہے (۱)“

نسخہ مونگیر اور نسخہ مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب میں، کوئی بڑا بنیادی فرق نہیں ہے، بلکہ کئی مرتبہ یہ خیال آتا ہے کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو جو نسخہ ملا تھا، وہ غالباً حضرت علامہ کے مکتوبہ نسخہ، یا ایسی کسی کا اصل پڑی ہے، جس سے دونوں نسخے نقل کئے گئے ہیں۔ بہر حال یہ نسخہ جو مولانا منت اللہ نے شائع کیا ہے، نہ حضرت علامہ کشمیری کی تالیف ہے، نہ حضرت مولانا گنگوہی کے مذکورہ فتویٰ کے علاوہ، کوئی اور یہی تحریر یا یہی فتویٰ ہے جو حضرت مولانا گنگوہی نے، مولانا سعید الدین کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ مولانا اکبر آبادی نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

”اب آپ حضرت شاہ صاحب کی تحریر کو، حضرت گنگوہی کی تحریر کے ساتھ ملا کر پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ اول الذکر مؤخر الذکر کی حرف بحرف نقل ہے، فرق اگر ہے تو صرف اس قدر، کہ فتوے کے ناقل، چوں کہ حضرت شاہ صاحب خود ہیں، اس لئے املا اور کتابت کے اغلاط سے، یہ تحریر بالکل پاک و صاف ہے“ (۲)

نسخہ مطبوعہ دیوبند اور مطبوعہ مونگیر کے مقابلہ سے، یہ حقیقت بالکل بے غبار ہو جاتی ہے کہ دونوں کی اصل ایک ہے اور

(۱) انقضاء المصذور — اور — ”ہندوستان کی شرعی حیثیت“ مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۳۲ (علی گڑھ: ۱۹۶۸ء)

(۲) ”ہندوستان کی شرعی حیثیت“ ص ۳۳



ان دونوں میں جو جزوی اختلاف ہے، وہ راقم سطور کے مرتبہ نسخہ کے حاشیہ میں درج دونوں کے اختلافات سے واضح ہو جائے گا۔ (۱)

خلاصہ یہ ہے کہ مولگیر سے شائع رسالہ: ”ہندوستان اور دارالحرب“ کا، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے کتابت کے علاوہ کسی اور پہلو سے انتساب درست نہیں، یہ حضرت مولانا گنگوہی کا وہی معروف فتویٰ ہے، اس لئے نسخہ مولگیر کو بھی اس فتوے کے بنیادی نسخوں میں شمار کیا جانا چاہئے۔

**طبع اول، دیوبند، ۱۳۵۲ھ:** اس فتویٰ کی پہلی اشاعت وہ ہے، جو مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ اول مفتی صاحب کے رسالہ، ماہ نامہ المفتی دیوبند میں مضمون کی صورت میں چھپی تھی، اس کے بعد، ”فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب و دار الاسلام..... المعروف بہ..... کیا ہندوستان دارالحرب ہے؟“ کے نام سے، دارالتبلیغ دیوبند سے ۱۳۵۲ھ (غالباً جمادی الاولیٰ، اگست و ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء) میں، کتابی صورت میں شائع ہوئی۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس فتویٰ کا اردو ترجمہ کیا، حوالوں کی مراجعت کی، چند توضیحات اور اضافے، مولانا مفتی محمد سہول بھاگلپوری (۲) صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے بھی کئے۔ یہ اس نسخہ کی اب تک کی واحد کتابی اشاعت ہے، اگرچہ اس رسالہ یا اشاعت سے نقل ہو کر، یہ فتویٰ اور جگہ بھی چھپا ہے، مگر ان متاخر اشاعتوں پر اعتماد صحیح نہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب کا چھاپا ہوا نسخہ سولہ صفحات کا ہے، پہلا صفحہ سرورق کا ہے، دوسرے پر، مولانا محمد شفیع کی مرتبہ تمہید ہے، صفحہ ۲ سے ۱۴ تک فارسی فتویٰ اور ترجمہ اور حاشیہ درج کئے گئے ہیں۔ اب اس طباعت کے نسخے بھی کم یاب ہیں، تاہم ہمارے ذخیرہ میں، اس طباعت کا صاف ستھرا ایک عمدہ نسخہ موجود ہے (۲)

**اس طباعت کے متعلق، مولانا محمد میاں صاحب کی اطلاعات درست نہیں:** مولانا محمد میاں صاحب نے اپنی کتاب، ”علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارناموں“ میں اس فتوے (مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند) کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے، وہ غلط فہمی ہی نہیں بلکہ تہمت کے زمرہ میں آ سکتا ہے۔ مولانا نے لکھا ہے:

(۱) یہ اختلافات نسخہ زیر نظر طباعت میں درج نہیں کئے گئے، ان کے وہ اشاعت ملاحظہ ہو، جو صرف اسی نسخہ اور اس کے متعلقات پر مبنی اس متن اور ترجمہ کے مجدد شائع ہوئی ہے۔ (نور)

(۲) مولانا محمد سہول عثمانی بھاگل پوری سنہ ۱۸۷۴ء (۱۲۹۲ھ) سن ولادت ہے ۱۳۶۷ھ (۱۹۴۳ء) کو وفات ہوئی، مفصل حالات کے لئے دیکھئے: حیات مولانا محمد سہول عثمانی بھاگل پوری مؤلف محمد حمید الدین فیروز (کراچی ۱۹۷۰ء)

(۳) یہ نسخہ میرے والد ماجد غلام محمد کے ایک ہم سبق اور خاص دوست، مولانا محمد عاقل الدہلوی (سابق آرمینگز، جمعیتہ علمائے ہند) کا مملوکہ ہے، مولانا عاقل صاحب کے قلم سے اس کے آخری صفحات پر مفصل حاشیہ لکھے ہوئے ہیں۔



”حضرت امام ربانی نے نہایت مبسوط اور مدلل فتویٰ فارسی زبان میں تحریر فرمایا، جس کی اشاعت کا گھر کسی وزارتوں سے پہلے ناممکن رہی، اور جیسے ہی (۱۹۳۷ء میں) کانگریس وزارت قائم ہوئی، تو بازار کے چلنے والی چیز تصور کر کے، اس کو ایسے بزرگ نے شائع فرمایا، جن کا مسلک اس فتوے کے خلاف ہے۔ پھر آخر میں شمس الہندی پٹنہ کے سابق پرنسپل نے، ایک صفحہ کا بے معنی فتویٰ لگا کر جھلم میں ناٹ کا پوند لگا دیا“ (۱)

انفسوں کو مولانا محمد میاں نے اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے، اس میں جو باتیں کہی گئی ہیں بلاشبہ وہ سب غلط ہیں:

**الف:** یہ فتویٰ کانگریس کی وزارت بننے سے چار سال پہلے، سن ۱۳۵۲ھ غالباً جمادی الاولیٰ (اواخر اگست/ستمبر ۱۹۳۳ء) میں شائع ہو چکا تھا، کانگریس کی یوپی میں پہلی وزارت، وسط سن ۱۹۳۷ء (وسط ۱۳۵۶ھ) کے بعد قائم ہوئی تھی، (۲) اس لئے مفتی صاحب کی اس خدمت و اشاعت کو کانگریسی وزارتوں سے جوڑنا ناواقفیت اور بے خبری، یا شاید مسلم لیگ اور اس کی جدوجہد سے وابستہ علماء سے کھلی نفرت اور صاف تعصب پر مبنی ہے۔

**ب:** مولانا مفتی محمد شفیع نے اس فتوے کو اس کے دینی ملی مفادات کی وجہ سے نہیں، بلکہ بازار کی چلنے والی چیز سمجھ کر شائع کیا تھا۔ حالانکہ اگر دیکھتے تو اس سولہ صفحہ کی مختصر سی، کتاب کی اشاعت سے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو (بشرطے کہ یہ کتاب بہت جلد اور تیزی سے فروخت ہوئی ہو) زیادہ سے زیادہ دس بارہ روپے کی بچت ہوئی ہوگی، جو مفتی صاحب کے لئے کوئی بات نہیں تھی، لہذا یہ بات بھی بے جا اور نامناسب ہے۔

**ج:** یہ بھی سراسر الزام ہی ہے، کہ اس فتوے کے مرتب و ناشر (مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) کا عمل اس فتوے کے خلاف تھا، بلکہ جس کسی نے حضرت مولانا گیسوئی کے اس موضوع کے فتاویٰ کو توجہ سے پڑھا ہے، وہ جانتا ہے کہ حضرت گیسوئی کا مسلک ہی وہی تھا، جس پر مفتی شفیع وغیرہ کا عمل تھا، حضرت مولانا گیسوئی، اس وقت سیاسی تحریکات کے حق میں اور ان کے ہم نوا نہیں تھے۔ بعد میں حالات نے کیا رخ اختیار کیا، اس کی کیا وجوہات و اسباب تھے، وہ ایک الگ بحث ہے۔

**د:** مولانا محمد میاں صاحب نے، مولانا مفتی محمد سہول صاحب کا تعارف بھی اس طرح کرایا ہے، جس سے مفتی صاحب کے لئے غلط تاثر پیدا ہوتا ہے، اس فتوے کا حاشیہ لکھتے وقت مولانا محمد سہول دارالعلوم کے اعلیٰ درجہ کے مدرس اور صدر مفتی تھے۔ نیز مولانا محمد سہول، مولانا الطیف اللہ علی گدھی، مولانا محمد حسن کانپوری اور محمد فاروق چڑیا کوٹی کے علاوہ، شیخ الہند مولانا محمود حسن کے بھی خاص شاگرد تھے، حضرت مولانا گیسوئی سے تلمذ کی بھی ایک روایت ہے، کثیر استفادہ تو بہر حال ثابت ہے۔ مولانا

(۱) حوالہ: حق اور ان سے پیغامِ ائمہ، ص ۹۶، صدر م...

(۲) قطعاً حوالہ دیتے ہوئے، یہاں (۱) آپ مفتی ابوبکر عبدالمعین (نواب پٹنہ) کی اس وقت یوپی کے گورنر تھے (صدر دوم) علی گڑھ جلا...

نیز مولانا مفتی ابوبکر (۱) مولانا محمد سہول، مولانا محمد حسن کانپوری اور محمد فاروق چڑیا کوٹی کے علاوہ، شیخ الہند مولانا محمود حسن کے بھی خاص شاگرد تھے، حضرت مولانا گیسوئی سے تلمذ کی بھی ایک روایت ہے، کثیر استفادہ تو بہر حال ثابت ہے۔ مولانا

دارالعلوم میں حد تک رہے، اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام کے حسبِ جاہلیت اور مختلف مقامات پر درس و پڑھانے کی شہرت کی وجہ سے، دارالعلوم کو ایک نئے رنگ و صورت ملا، لیکن اس کے لئے انتخاب ہوا، لیکن دارالعلوم کو جو رنگ دیا گیا وہ اس کے لئے ایک نئے رنگ دیا گیا تھا۔

مولانا محمد سہیل صاحب نے اس تقریر میں صرف یہ لکھا ہے کہ: "بندوستان دارالامان ہے" مولانا صاحبوں نے یہ لکھا ہی اپنی رائے لکھی تھی کہ بندوستان سے ہجرت کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ صراحت نہیں لی، مگر قرآن سے واضح ہے کہ بندوستان کی شرعی حیثیت کے متعلق حضرت مولانا گیسوی کی جس پہلی روایت کا، مولانا محمد سہیل نے ذکر کیا ہے، وہ دراصل حضرت مولانا گیسوی کے اس مفصل فتوے کا حاصل اور خلاصہ ہے جو فتویٰ مجلس الانصار (دارالعلوم دہلی) کے پچیس سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ (۱۹۴۸ء) میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ حد تک مجلس الانصار کی روایت میں بھی شائع کیا گیا تھا، اس وقت تک کہ اگرچہ اسے ہندی مفکرانے مکر یا جیسی بھی کہیں تو اسے میں درج ہے اس میں جو تبدیلی آئی وہ بعد کے حالات کا اثر تھا، اس لئے مولانا محمد سہیل کی اس رائے کا معافیہ نہ داری، اسے محلِ مہموم ہوتی ہے۔

میرے خیال میں اس اختلاف کے ساتھ ہی مولانا محمد سہیل صاحب کو یہ اعتراف بھی فرما دیا جائے کہ مولانا محمد سہیل کی ہجرت نہ کرنے کے متعلق اس کے ہاتھ دست قویٰ تحریک ہجرت سے بندوستان کے مسلموں کو، جو غیر مسلموں کی سلاطین تھیں، نقصان ہو گا اس پر مفکرانہ ہجرت کی وجہ سے اسے جہیم یافتہ فردوں، مسلمانوں کو جو اس طرح متاثر ہوئے، اس کو برصغیر کی ہی بدترین کالہک لپیٹ ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے مولانا محمد سہیل کی رائے کو ہر شیعہ پرنا گدلی ہے۔

بندوستان کی شرعی حیثیت کے حوالہ سے زیر بحث، فتوے دارالکرب میں مضمون پر حضرت مولانا گیسوی کا پہلا اور آخری فتویٰ نہیں ہے، اسی حوالہ میں حضرت مولانا کے کم سے کم دو فتوے درمجموع ہیں جنہیں اس نے دارالکرب کے بعد لکھے تھے ہیں، یہ دونوں فتوے مفصل فتوے سے خاصے مختلف ہیں، ان میں پہلا فتویٰ جو مذکورہ مختصر ہے اس میں حضرت مولانا نے اپنی سابقہ مفصل رائے سے، کسی قدر رجحان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ:

بظاہر تحقیق بندوستان کو خوب نہیں ہوئی، اور لکھا ہے کہ: "اور بندو کو بھی خوب تحقیق نہیں کر کی کیفیت ہندی ہے۔" یہ مختصر فتویٰ ملاویہ رشید بیگ کی پرانی تراجم شاعریوں میں شامل ہے۔ فتویٰ رشید بیگ کی کچھ دوسری حواصت میں صراحت ہے کہ حضرت نے یہ فتویٰ، حافظہ اللہ دیہ صاحب مقیم کی کوئلہ، ضلع بجنور، کے، تخلص "شیر" میں سولات میں سے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ سولات ایک جاتھے، حضرت نے اپنے معمول کے مطابق ان کے جوابات بھی، ایک وقت

تحریر فرمائے اس فتوے کی تحریر کی تاریخ حضرت کے قلم سے ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ (۷ اکتوبر ۱۸۹۳ء) درج ہے، اس لئے مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی کا یہ خیال درست نہیں کہ:

”قیاس کہتا ہے کہ یہ اُردو قلعہ حضرت گنگوہی کی تحریر ہے بھی، تو فتوائے ثانی پر یقیناً برسوں مقدم ہوگی (۱)

لہذا یہ کہنا ثواب درست نہیں، کہ یہ فتویٰ معروف مفصل فتوے کے بعد کا ہے۔ اس سے صرف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت نے دارالخربہ ہونے کی، اپنی رائے پر جدید نظر ثانی فرمائی تھی، اس خیال یا نظر ثانی کا آغاز اسی مختصر فتوے سے ہوا تھا۔ اس فتوے کے الفاظ یہ ہیں:

**سوال:** ہند بقول امامیہ صاحبین، کیا دارالخربہ ہے، اگر نہیں، تو مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی نے صراط مستقیم میں کس وجہ سے، عصر ماضیہ میں اکثر کی نسبت ایسا لکھا ہے اور فقہ سابقہ میں، اکثر اکابر، اعلیٰ کلمۃ اللہ کی طرف کیوں مائل تھے۔ (۲) اگر مستنہن قرار دیکر ارتقاء امان کو علت کہا جاوے، تو یہ بھی محل تامل ہے۔ بیٹو اب التفصیل۔

**الجواب:** ہند کے دارالخربہ ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ یہ ظاہر تحقیق حال ہندہ کو خوب نہیں ہوئی، حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور ہندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں، کہ کیا کیفیت ہند کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد غفری عنہ گنگوہی (۳)

(۱) ہندوستان کی شرعی حیثیت ص ۳۵

(۲) شاہ محمد اسماعیل شہید نے صراط مستقیم میں فرمایا ہے

”ہند ہندوستان، دریں جزو مان کہ نہ کہ یہ ہندوستان ہوتا ہے“

درجہ اچھا دارالخربہ گردیدہ صراط مستقیم قری ص ۱۰۵

ہندوستان کا حال اس وقت جز ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) ہے، یہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ دارالخربہ ہو گیا ہے۔

(۳) ملاحظہ ہو: فتاویٰ رشیدیہ، مرتبہ حافظ عزیز الدین مراد آبادی۔

المجلد اول صفحہ ۳۳، حصہ دوم، مطبع فضل المطابع (مراد آبادی ۱۲۳۳ھ)

ج ۱، مطبع دوم ص ۳۱ (مراد آبادی ۱۳۲۷ھ)

ج ۱، مطبع سوم ص ۱ (ہندوستانی پبلیکیشنز، دہلی، برائے مطبع قلمی دہلی ۱۳۳۳ھ)

ملاحظہ ہو: بیانات و جوابات، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کتاب اشاعت ص ۱۵۵، (کتاب خانہ رشیدیہ، دہلی ۱۳۳۸ھ)

ملاحظہ ہو: رائے فقہی ترتیب پر مرتبہ، ص ۳۵، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کتاب اشاعت ص ۱۵۵، (کتاب خانہ رشیدیہ، دہلی ۱۳۳۸ھ)

ترتیب میں ہندوستانی نگاہ، ص ۱۰۵، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کتاب اشاعت ص ۱۵۵، (کتاب خانہ رشیدیہ، دہلی ۱۳۳۸ھ)

لے دارالخربہ، یا تھا، یہ خوب سمجھو فتاویٰ سب سے پہلے کتاب خانہ رشیدیہ، دہلی، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کتاب اشاعت ص ۱۵۵، (کتاب خانہ رشیدیہ، دہلی ۱۳۳۸ھ)

اس ترتیب و اشاعت میں ملاحظہ ہو: فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۵، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کتاب اشاعت ص ۱۵۵، (کتاب خانہ رشیدیہ، دہلی ۱۳۳۸ھ)



نیز اس فتوے کی وجہ سے، حضرت مولانا گیسوی پر جلد رائے بدلنے کا اعتراض بھی بے محل ہے، یہ فتاویٰ کے تضاد یا عدم اطمینان و استقلال کی بات نہیں، بلکہ درحقیقت یہ اس وقت کے سیاسی حالات اور برطانوی حکومت کے قول و عمل کا تضاد تھا، جس کی وجہ سے متعلقہ مسائل اور احکام بھی متاثر بلکہ تبدیل ہو گئے۔

حضرت مولانا کے فتوؤں کے اس اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے، مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بھی یہاں پیش نظر رہنا چاہئے۔ مولانا کہتے ہیں:

”جب حالات ذرا بہتر ہوئے مگر مطلع بالکل صاف نہیں ہوا تھا، تو مولانا کو اب پہلی رائے پر اصرار تو نہیں رہا، لیکن ساتھ ہی کھل کر دارالحرب ہونے کی نفی بھی نہیں کر سکے اور جیسا کہ فتویٰ رشید یہ میں ہے کسی قطعی بات کے کہنے سے معذرت فرمادی۔ پھر جب حالات اور زیادہ بہتر ہوئے، امن و امان مکمل طور پر بحال ہو گیا اور مذہبی فرائض و معمولات بلا خوف و خطر ادا ہونے لگے، تو اب حضرت گیسوی نے اس کو دارالامان ہی قرار دیا“ (۱)

حضرت مولانا گیسوی کی پوری زندگی، اس کی گواہ ہے کہ حضرت مولانا مسائل شرعیہ کی تحقیق و تحریر میں، صرف اور صرف، حکمِ شریعت کو سامنے رکھتے تھے، اگر کسی مسئلہ پر کسی بھی وجہ سے رائے تبدیل ہوتی تو اس کا بھی اظہار و اعلان فرمادیتے تھے۔ اگرچہ حضرت مولانا نے برطانوی نظامِ حکومت میں، اسیرِ مملکت ہند کے دارالحرب ہونے کا مفصل فتویٰ صادر فرمادیا تھا، مگر غالباً حالات کے نسبتاً وسیع مطالعہ اور ملک میں جاری حکومت کے اعلانات و قوانین کی وجہ سے، جلد ہی یہ خیال ہو گیا تھا کہ اس ملک کی واقعی حیثیت اب وہ نہیں رہی جس کا اس فتوے میں اظہار ہوا ہے، اس لئے حضرت مولانا کو اپنی تازہ رائے کا اعلان و اظہار کرنے میں ذرا بھی تاثر نہیں ہوا، کیوں کہ نہ وہ پہلا فتویٰ کسی دنیاوی مقصد و منافع پر مبنی تھا نہ ہے۔ حضرت مولانا کا اصول یہ تھا کہ جو مسئلہ معلوم ہے اس کی وضاحت شرعی مجھ پر ضروری ہے، ایک فتوے کے ضمن میں اپنے اس نظریہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”بندہ مفتی ہے، مسئلہ حق جو اپنے نزدیک ہوتا ہے، اس کو بتانا فرض ہی جانتا ہوں“ (۲)

اس فتوے کا ذکر آیا ہے، تو یہ صراحت بھی ضروری ہے کہ، مجلس الانصار کے اجلاس، ہمدان آباد (۱۳۲۹ھ-۱۹۱۱ء) کو زیادہ وقت نہیں گذر تھا کہ ہندوستان کے سیاسی حالات میں یکفخت غیر متوقع تبدیلی آگئی، اس اجلاس کے وقت تک ہندوستان میں ایک متوازن اور گویا غیر جانبدارانہ نظامِ حکومت کا رفا تھا، جس کے تحت مذہبی معاملات میں ہر اک کے لئے کامل آزادی، تعمیرِ ملازمت اور ترقی کے موقعوں پر، سب کے لئے یکساں ضوابط اور کسی بھی قوم کے مذہبی معاملات میں، مداخلت نہ کرنے کے اصول بنیادی حیثیت رکھتے تھے، جس کی وجہ سے ہر اک طبقہ، اس وقت برطانوی حکومت کو ایک ناگزیر آفت سمجھ کر،

(۱) ہندوستان کی شرعی حیثیت ص ۴۳

(۲) رجوع ص ۱۰۰، آزادی کی جدت و ثبات، علامہ سلیمان بن عبد الرحمن (فتیہ ضلع بکھر، ج ۱) شمول فتویٰ رشید ص ۱۳۰، حصہ دوم (طبع اول ہمدان آباد، ۱۳۲۳ھ)



ہو اپنے مذہب اور سماج معاشرہ کی طرف سے ایک حد تک مطمئن نہ ہو یہی وہ حالات و مسائل تھے جو یہ شخص کو یہ تھا۔  
موقع پر موقع سرکار سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتا رہتا تھا، یہاں تک کہ صلیبیوں کے عام ہاتھوں کی ترسوں تکلیف پہنچے وہیں  
تخلیم کا گھر میں بھی اسی دلیک مسافر تھی وہ بھی یہی طرح مگر یہ حکومت کی بہت اور وفاداری تھی اور یہ موقع پر وفاداری کا کرنے  
اعلان میں پیش پیش رہتی تھی (۱)

اگرچہ کانگریس ۱۸۸۵ء (۱۳۰۳ھ) میں قائم ہوئی تھی، مگر کانگریس کے نئی اجلاس میں برطانوی حکومت نے اسے  
پرکھا، تب تو وہاں ہندوستان کے سیاسی مفادات کے لئے آزادی اور آزادی، کانگریس کے قائم ہونے کے لئے یہ بھی ملے، بعد  
۱۸۸۵ء (۱۳۱۵ھ) میں پہلی مرتبہ جنس جنس میں وقت بھی کانگریس کے ایک طاقتور ہونے، اس کے بعد وہی جس  
کرنفلت کی تھی، جس پر کانگریس دوسروں میں تقسیم ہوئی تھی (۲) کانگریس کے قیام کے بعد اس کے بعد تو یہ  
اس پر اتفاق رائے ہوا تھا کہ کانگریس کو ملک کے باشندوں کے لئے آزادی اور آزادی چاہئے۔ جب سے یہ واقعہ ہو گیا  
مذہب کے لئے قائم، تنظیم (کانگریس) کا یہ حال تھا کہ وہ بے حد تک سیاسی حقوق کے لئے کوئی آزادی نہ رکھتے تھے  
جو ان سیاسی میدان میں موجودی نہیں تھے ان سے اس وقت سے سیاسی قیادت کی امید نہیں کرتی تھے۔

اور اگرچہ شروع سے کچھ مسلمان بھی، کانگریس کے رہنما تھے اور ان مسود میں حضرت مولانا قاضی کا، ایک قاضی  
یہ کتاب بھی شائع ہو چکا تھا مگر ہندوستان کے مسلمانوں میں ۱۸۸۵ء کی دہائی دہائی دہائیوں میں اس وقت شعور نہ ہو سکا  
یہ نہیں، جب ہندوستان پر قابض تھے، چوں کہ دنیا کے مسلمانوں کی آزادی اور خلافت اسلام پر تھی تو یہ دہائی  
کرنے کے لئے بڑے بڑے اقدامات کے لئے ہندوستانی قائدین اور مسلمانوں کا گریزوں کی اسلامی دشمنی میں کوئی بڑی  
جڑی سازشوں کا چہ چلا اور برطانیہ کی حکومت نے اپنے ہاتھ معاہدوں کی کھلی خلاف ورزی شروع کی اور خلافت عثمانیہ سے  
کٹنے لگے تمام معاہدوں کو ایک طرف لٹا دیا۔

یہ بلقان کی دوسری جنگ تھی، جس کی حمایت سے مسلمانانِ عالم کے دل سوختے اور مضطرب تھے اس کی وجہ سے مسلمان  
رہنما بھی، اپنے تمام پرانے معاہدوں اور معاملات پر نظر پڑا کہ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو رہے تھے کہ اس وقت پہلی دہائی میں  
اسلام اور مسلمانوں کا رویہ کیا ہے، بڑا دشمن کوئی نہیں، جس کے یہاں نہ کسی معاہدہ کا پاس ہے نہ اپنی زبان پر کلام، مگر انہیں  
بالکل ایسے ہی حالات تھے جیسے آج کل ہیں کہ پورا عالم اسلام اور مسلمانانِ عالم کے منہ لگی جگہ میں، مسلمانانِ عالم کی یہ ہے مگر ان

(۱) کانگریس کے دور میں، مسلمانانِ عالم میں خلافت کا قیام نہیں تھا، ایک گروہ یہ بھی تھے جو اس کی تائید کرتے تھے۔

(۲) مسلمانانِ عالم کو کوئی کام نہ تھا کہ وہ اس کے لئے کوئی آزادی اور آزادی کے لئے مسلمانانِ عالم کے لئے

یہاں، جمہوری آزادی بھی کانگریس کے دور میں ہی ہوئی تھی، مگر اس کے بعد وہی مسلمانانِ عالم کے لئے

اور یہ مسلمانانِ عالم کے لئے مسلمانانِ عالم کا گروہ اس کے لئے مسلمانانِ عالم کے لئے مسلمانانِ عالم کے لئے



کا ٹکڑا جس میں شرکت کے متعلق، ہندوستان کے چند بڑے سماجی دانوں کی ہندو دھرم کی شے میں مذمت ۱۹۰۱ء انگلشی بھی شامل تھی۔ اس کے سوال نامہ میں (تقریباً) مجیم کے نام سے لکھا گیا تھا کہ اس سوال تھے، کانگریس میں شرکت اور سید احمد علی خان کے سے انگلشی کا شرعی حکم؟ حضرت مولانا انگلشی نے انہوں کا حسب معمول ساتھ ہی جواب لکھا کہ کانگریس میں شرکت سے متعلق سوال اور اس کا جواب یہ ہے

”سوال: ایک جماعت تو کسی کسی پینٹل کانگریس اور ہندو مسلمان غیر ملکانے ہند کے واسطے شی کلیف و چلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے۔ اس کا اصل سوال یہ ہے کہ بحث انبیاء میں ہو کر کل جماعت ہائے ہند پر موثر ہوئی اور ایسے امر کی بحث سے مزید کیا چاہئے، جو کسی ملت یا مذہب کا احترام یا حقوق سرکار ہو۔ تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟“

جواب: اگر ہندو مسلمان یا ہم شرکت فی شریعت و تہذیب میں کر دیں اس طرف میں کو کوئی نقصان دہی میں نہ خلاف شرع معاملہ کرنا اور سوریہ کا سدا کا قصد غرضی نہ آئے، ہرگز ہے اور یہاں ہے۔“

اس کے بعد سید احمد کے متعلق، چند سطور تحریر ہیں: ”سید احمد اور ان کی تحریک کے متعلق سوال اور جواب دونوں اپنے سورت پر مبنی ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہاں ان کے معاملہ کی ضرورت نہیں بلکہ ان کا جواب ہے۔“

”جنور سے شرکت معاملہ کر لیا بلکہ اگر جنور کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی، کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہے، یا مسلمانوں کی ذلت یا ہانت یا ترقی جنور ہوتی ہو، اور کام بھی حرام ہے، جیسے کہ اگر یہ لکھا گیا ہو اس طرح ہے اور نہیں۔ ہندو شیعہ اور انگلشی علیٰ حق (۱)“

نقطہ۔

بہر حال یہ بھی اس سلسلہ کا ایک ضمنی فتویٰ یا تحریر ہے، جس سے ہندوستان کے مذہب اور قوموں کے فروع میں مشترک مقدمات کے معاملات میں، حضرت مولانا انگلشی کی رائے ایک دید میں سامنے آجاتی ہے۔ یہی اس لئے تحریر کیے یہاں پیش کرنے کا مقصد ہے۔

نفس کی تدوین میں راقم سطوری خدمت: جیسا کہ ذکر ہوا، حضرت مولانا انگلشی کے فتوئے اور اطراف کے اس وقت تک صرف تین نسخے معلوم ہیں۔ جس میں دو جو سب سے متاخر ہیں، مثلاً، ہو چکے ہیں، جو نسخہ قدیم ترین معلوم ہے، اور اب تک شائع نہیں ہوا تھا، آئندہ صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) حضرت مولانا سید احمد علی خان کی تصانیف میں (۱) جلد ۱ ص ۱۰۰

فتویٰ جلد ۱ ص ۱۰۰

حضرت مولانا سید احمد علی خان کی تصانیف میں (۱) جلد ۱ ص ۱۰۰

(۸۶۵)

## ہندوستان دارالحرب ہے، یا دارالاسلام؟

### سوال و مکتوب مولانا سعید الدین صاحب رام پوری

### بنام محدث عصر، فقیہ جلیل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

اے بیش ازراں کہ در قلم آید ثنائے تو ☆ واجب بر اہل مشرق و مغرب دعائے تو  
اے در بقائے ذات تو، نفع جہانیاں ☆ باقی بباد ہر کہ بخوابد بقائے تو  
السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ! الحمد للہ تاحال بعافیت ہستم وعافیت سامی، از دل و جاں خواہاں می باشم۔  
بعض اعلام، فتویٰ بہ نبودن ہندوستان دارالحرب، بدلیل مسائل و روایات فقہیہ مرقومۃ الذیل، دادہ اند۔ چوں ایں  
روایات بنظر احقر گذشتہ و احقر در ایں ایام، کہ برائے تحصیل شرف قدم بوی بخد مت حاضر شدہ ہو، از زبان مبارک سامی شنیدہ  
ہو، کہ ایں بلاد مطابق رائے بندہ دارالحرب ہستند۔ آں وقت بمشاہدہ ضعف سامی، جرأت استفسار و دریافت وجہ حکم و روایت  
فقہیہ نکردم۔

لہذا حالاً عرض میدارم، کہ اگر با قدرے تفصیل روایات فقہیہ، کہ از ازل بودن ہندوستان دارالحرب مستند میشود، تحریر  
فرمایند، و از طریق استنباط نیز اطلاع بخشند، از اخلاق نبویہ سامی بعید نخواہد بود۔ ایں روایات ایست۔ خزائن المفتحن میں ہے:  
دارالاسلام لا تصیر دارالحرب إلا باجرائ احکام الشرک فیہا، وأن یکون متصلاً  
بدار الحرب، لا یکون بینہا و بین دار الحرب مصرّاً آخر للمسلمین، وأن لا یبقی فیہا مسلم  
و ذمی آمناً بالأمان الأول، فمالہم توجد هذه الشرائط، لا تصیر دار الحرب.  
و معنی قولنا: أن لا یبقی فیہا مسلم أو ذمی آمناً بالأمان الاول، أن لا یبقی فیہا مسلم  
أو ذمی آمناً علی نفسه إلا بالأمان المشرکین.

وقالوا اذا جروا فیہا احکام الشرک، فانہا تصیر دار الحرب، سواء کانت متصلة  
بدار الحرب اولم تکن، بقی فیہا مسلم أو ذمی آمناً بالأمان الاول اولم یتق.

ودار الحرب للصبر دار الاسلام باجره احكام الاسلام فيها، وإن زال عليه حال الاسلام كدهي شرح السير.... لأبي اليسر.

أن دار الاسلام للصبر دار الحرب عالم يطال جميع ماصرات به دار الاسلام، لأن الحكمة الآتية بعلة، فما بقي من العلة شيء بقي ببقائه.

وفي المنثور: دار الاسلام باجره احكام الاسلام، فما بقي علفة من علفي الاسلام، يرجح جانب الاسلام. وفي البرازية: قال السيد الامام: والبلاد التي في يدي الكفرة اليوم، لا شك انها بلاد الاسلام، بعد ان لم يظهر فيها احكام الكفرة بل القضاة مسلمون.

واما البلاد التي عليها من جهتهم، فيحوز به إقامة الجمعة والأعياد وأخذ الخراج، وتقليد القضاة وتزويج الأيتام والبلاد التي عليها ولاية كفار، فيحوز فيها أيضاً إقامة الجمعة والأعياد، والقاضي قاضي مراءىي المسلمين.

وقد تقر بأن بقاء الشيء من العلة يبقى الحكم، وقد حكينا بأن هذه الذب عن استيلاء التار كانت من ديار الاسلام، وبعد استيلائهم إعلان الجمع والجماعات، والحكم بطلان الشرع، والقوى والنفوس شاع بالانكير من ملوكهم، فالحكم بأنها من دار الحرب لاجهة له، أي حرية ورواية.

وإعلان بيع الخمور وأخذ الضرائب والمكوس، والحكم من رسم الطار (هو) كإعلان من قرينة يطلب الطاغوت، ومع ذلك كانت بلدة اسلام بالارب.

وذكر أنه إنما يصير دار الحرب باجره احكام الكفر، وأن لا يحكم فيها بحكم من الاسلام، وأن يتصل بدار الكفر وأن لا يبقى فيها مسلم أو نبي لها بالأمان الأول، وقد وجدت الشرائط كلها صارت دار الحرب. وبعد تعارض الدلائل والمشرط يبقى ما كان، أي يرجح جانب الاسلام احتياطاً.

وفي شرح البرزانيات للعلاني: دار الاسلام إنما يصير دار الحرب بثلاث شرائط، أحدها باجره احكام الكفار على سبيل الشهادة.

والثاني: أن تكون متاخمة أي متصلة بدار الحرب، لا يتخلل بينهما بلدة من بلاد الاسلام.



والثالث: أن لا یبقی فیہا مسلم أو ذمی آمنًا بالأمان الأول، فشرط هذه الشرائط لیكون علما تاما علی تمام القهر والإستیلاء، اذ دار الاسلام یحتاط لإرتباطه لہا، وعندہما یصیر دار الاسلام دار الحرب، یاجراء أحكام الکفر فیہا.

و در طحاوی، حاشیہ در مختار اینکہ:

قوله باجراء احکام الشریک ای علی الاشتہار، وأن لا یحکم فیہا بحکم اهل الإسلام. (وفی) الہندیہ وظاہرہ إن أجريت أحكام المسلمین وأحكام اهل الشریک لا یكون دار حرب. انتہی.

پس ایں بلاد نہ بمذہب امام صاحب ونہ بمذہب صاحبین رحمہم اللہ، دار الحرب توانند شد، چہ موقوف و معطل شدن، احکام اسلام بالکلیہ شرط متفق علیہ معلوم میشود، وفقدان ایں شرط ظاہر! چہ بسیارے از احکام اسلام، تا ہنوز باقی و جاری اند۔  
و اگر ایں بلاد مطابق رائے حضور دار الحرب باشند، پس در ایں بلاد حکم گرفتن سود و رہن از کفار چہ باشد، و نیز از منشأ و ماخذ ایں روایت کہ از کتاب و سنت باشد، ایمائے زیب رقم فرمایند۔

در صورت دار الحرب دار الاسلام، اگر جریان بعض احکام اسلام کافی تواند بود، پس ظاہر اتمامی روے زمین در ایں زمان دار الاسلام خواہد بود۔۔ والسلام خیر ختام۔۔ فقط

۱۷ شعبان ۱۳۱۰ھ [۷ مارچ ۱۸۹۳ء]

سعد آباد ضلع متھرا

toobaa-elibrary.blogspot.com



# جواب استفتاء مولانا سعید الدین رام پوری

از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفا عنہ

عنایت فرمائیے بندہ، مولوی سعید الدین صاحب، دام اشفاقم

بعد سلام مسنون الاسلام، مطالعہ فرمائید۔ خط ایشال بہ ماہ رمضان در باب تحقیق مسئلہ دار الحرب رسید، از آنجا کہ طبع خود مضحل از مدت شدہ، و در رمضان زیادت برآں شد، از تحریر جواب قاصر ماندم، اکنون آنچہ می توانم، ہی نگارم۔

باید شنید کہ مدار بودن، حکم بلدے و ملکہ بدار الاسلام و بدار الحرب، بر غلبہ مسلماناں و غلبہ کفار است و بس! لہذا ہر موضع کہ مقہور حکم مسلمین است، آن را بدار اسلام گفتہ خواہد شد، و ہر محل کہ مغلوب حکم کفار است، دار الحرب نامیدہ خواہد شد۔ قال فی جامع الرموز:

دار الاسلام ما یجری فیہ حکم امام المسلمین، و کانوا فیہ آمینین۔ و دار الحرب ما خافوا فیہ من الکافرین، انتہی۔

و قال فی رد المحتار:

سئل قاری الہدایۃ عن البحر الملح، أمن دار الحرب أو الاسلام؟ أجاب انه ليس من احد

القبيلتين، لأنه لا قهر لأحد علیہ انتہی (۱)

غرض از نقل این عبارت آنست، کہ مدار بودن دار کفر و اسلام، بر غلبہ کفر و اسلام است و بس! اگرچہ در برخی راجح قول بدار حرب بودن باشد بوجہ دیگر، و ہر مقامیکہ مقہور ہر دو فریق باشد۔ آن را بحکم الاسلام یعلو ولا یعلیٰ ہم دار الاسلام خواہند گفت، مگر بہ ہمیں شرطکہ غلبہ و قہر، بعض وجوہ اہل اسلام در آنجا باشد، نہ آن کہ نفس مقام مسلمین در آنجا بود، یا اظہار بعض شعائر اسلام باذن کفار، در آنجا بودہ باشد، کہ نفس کون اہل اسلام در دارے، و اظہار شعائر اسلام باذن کفار در بلدے، قابل اعتبار نیست۔ و علی ہذا بودن کفار در دار الاسلام، و اظہار شعائر کفر باذن حکام اسلام، یا بغفلت ایشال، در آنجا دار الاسلام بودن را ضرر نمی کند۔ چہ در ہر دو شق غلبہ یافتہ نمی شود، و حکم غلبہ را است، نہ نفس وجود و ظہور را۔

(۱) شامی ص ۲۳۳ ج ۳..... باب استیلاء الکفار (مطبع اکمل المطابع دہلی: ۱۲۸۰ھ) ب: مطابق نسخہ ع، ک

از نیست کہ اہل ذمہ در دارالاسلام، قیام باذن اسلام می کنند، و شعار خود را ظاہری نمایند، مگر در اسلامیت بحال خودی ماند، و مسلمین در او کفر یا سنی می روند، و شعار خود را آنجا ظاہری کنند۔ و این ہمہ در کفریت را دفع نمی کند۔

نہ بنی کہ کفر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام، جمیع کثیر در عمرۃ القضا، بمکہ شریف بر دند، و جماعت نماز و غیرہ شعار اسلام و غیرہ ہمہ باعلان بجا آور دند، و این قدر جمع داشتن کہ کفار را مقبور فرمایند، چنانچہ بہ ہمیں قدر لشکر در حدیبیہ، عزیمت تاراج کردن، مکہ می فرمودند۔ مگر چون این ہمہ اظہار، باذن کفار بود، و در این ایام مکہ دارالاسلام گشت، بلکه دارالحرب ماند۔ چرا کہ این قیام و اظہار اسلام باذن بود، نہ بغلیہ۔

الحاصل این اصل کلی قاعدہ کلیہ است، کہ در دارالحرب مقبور کفار است و دارالاسلام مقبور اہل اسلام۔ اگر چہ در یک و در تفریق دیگر ہم موجود باشند، بلاغلیہ و قہر، و آنجا کہ قہر بر دو فریق باشد و ہم دارالاسلام خواهد بود۔ [ص ۲۱] این اصل را خوب ذہن نشین باید کرد، کہ جملہ مسائل از میں اصل می بر آیند، و ہمہ جزئیات این باب، بر میں اصل وارد میستند۔

بعد از این امرے دیگر باید شنید، کہ بر موضع کہ در کفر یا شد و اہل اسلام بر آن غلبہ کردند، و حکم اسلام در آن جاری کردند، آن را جملہ علماء می فرمایند، کہ دارالاسلام گشت۔ چرا کہ غلبہ و قہر مسلمانان یافتہ شد، اگر چہ بعض وجوہ غلبہ کفار ہم در آنجا باقی باشد، مگر تا ہم حکم الاسلام یعلو و لا یعلی با اتفاق دارالاسلام شد کما وضح سابقاً۔

مگر باز واضح کرده می شود، کہ اگر این دخول و اظہار اسلام بغلبہ شدہ باشد، بیخ تغییر در در احریت نخواہد شد، و نہ جرمن و روس و فرانس جملہ ممالک نصاری، و چین و غیرہ ممالک کفار، دارالاسلام می شوند۔ و نشانی از در حرب در دنیا پدید نخواہد شد، زیرا کہ در جملہ ممالک کفار اہل اسلام باذن کفار احکام اسلام جاری می نمایند و هذا ظاهر البطلان۔

بہر حال اجرائے این احکام بغلبہ و قہر معتبر است، و بس۔ و نیز مقامے کہ دارالاسلام بود و کفار بر آن غلبہ کردند، اگر غلبہ اسلام بالکل رفع شد، آن را حکم دارالحرب شد، و اگر غلبہ کفار شد و بعض وجوہ غلبہ اہل اسلام ہم باقی ماندہ باشد، آن را دارالاسلام خواہند داشت، نہ دارالحرب، در این مسئلہ اتفاق است۔

اما اینکه غلبہ اہل اسلام بالکلیہ رفع شدن، را چہ حد است، در آن خلاف واقع شد و در میان ائمہ ما علیہم الرحمۃ۔ صاحبین می فرمایند، کہ اگر بر دو فریق احکام خود را جاری بالا اعلان کرده باشند، غلبہ اسلام ہم باقیست، و نہ در صورت اعلان احکام کفار، و نہ در قدرت اہل اسلام بر اجرائے احکام خود، و غلبہ خود را باذن الکفار غلبہ اسلام بیخ قدر باقی نمی ماند و هو القیاس۔ چرا کہ ہر گاہ کفار چنان مسلط شدند، کہ احکام کفر علی الاعلان و لغلبہ جاری کردند، و اہل اسلام آن قدر عاجز و مغلوب گشتند، کہ احکام خود جاری نکرند، نمی توانند، و در حکم کفر کہ شین و عار اسلام است، قدرت ندارند، پس کدام وجہ غلبہ اسلام باقی ماند، کہ آن را دارالاسلام گفتہ شود، بلکه تسلط و غلبہ کفار را بکمال پیدا شد، و در حرب گشت بالفعل۔ و بعد از آن ہر چہ خواہد شد، خواہد شد، مگر الحال در در حرب شدن، دقیقاً نمائند، و مثل در حرب قدیم متسلط کفار شد کما هو الظاہر۔

وامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، بنظر خفی امتحان فرمودہ، ودار اسلام را بنحکم دار کفر وادان احتیاط کردہ، کہ تاخیر سے از آثار غلبہ اسلام یافتہ شود، ویا در استیلاء کفار وحنے یافتہ شود، کہ [ص ۳] دفع آن بر مسلمانان سخت دشوار نیاید، حکم بدار کفر نباید کرد۔ پس دو شرط دیگر زائد فرمود: یکے آن کہ آن دیہ وبلد مستولی علیہ کفار، متصل بدار کفر گردد، چنانچہ در میان این قریہ مستولی ودار حرب، موضع از دار اسلام حاصل نہماند، کہ باین اتصال انقطاع، از دار الاسلام بآں پیدا می شود کہ باحرار کفار در آید، وغلبہ وقبور کفار بقوت شد، واستحکام آں از دست کفر و دشوار گردد، و مقبوریہ مسلمین سکان آنجا کمال رسید، واین بمشابه آنست کہ کفار بر مال اہل اسلام استیلاء یابند، اگر باحرار دارشان رسید بملک ایشان در آید، و اگر احرار ایشان بدار خود نشدہ، انقطاع ملک مالک مسلم نمی شود۔ کما هو مقرر فی سائر الکتاب۔

قال فی المہدایۃ: وإذا غلبوا علی أموالنا وأحرزوها بدارهم ملکوها... الخ (۱)

وقال فیہ: غیر أن الاستیلاء لا یتحقق إلا بالاحراز بالدار، لأنہ عبارة عن الاقتدار

علی المحل حالا وما لا... الخ

پس ہم چنین اگر اراض و عقار بلدے مثلاً مستولی کفار شد، اگر استیلاء تا مٹشت کہ محرز ببلد کفر گشت، و آن احرار با اتصال اوست بدار کفر، و انقطاع اواز دار الاسلام، پس مقبور اید کی کفر و گشت، ورنہ بنور استیلاء اہل اسلام باقیست، اگرچہ ضعیف باشد، پس بنحکم: الاسلام یعلو ولا یعلی دار اسلام باید کہ نہماند۔ پس حاصل این شرط ہم بمون غالبیت کفار و مغلوبیت اہل اسلام است، کہ اصل کلی اولیایان شد۔

شرط دوم آنکہ، امانے کہ حاکم اسلام بسبب غلبہ حکومت خود، مسلمانان را بسبب اسلام، و کفار را عیارا، بوجہ عقد مدادہ بود، مرتفع گردد، کہ بآں امان کسے بر نفس و مال خود مامون نہماند۔ یعنی چنانکہ بسبب امن وادان حاکم اسلام، ہمیشہ مامون شدہ بودند، کہ کسے را بسبب خوف حاکم، امن دہندہ محل نبود، کہ تعرض بجان و مال مسلم و ذمی نہماند، و این نبود مگر بسبب قوت و شوکت و غلبہ حاکم مسلم، پس این امان باقی نہماند، کہ کسے بوجہ این امان بے خدشہ از تعرض جان و مال خود نبود، بلکہ این امان بیکار محض گردد۔ و امانے کہ مشرکین مستولی وادند، آں موجب امن گردد، پس ظاہر است کہ تا بسبب امن حاکم مسلم، خوف موزی را خواہد بود، و غلبہ و شوکت امن مسلم بنوعی باقی ماندہ باشد، و ہر گاہ آں چیز نہماند، بلکہ این مشرک متسلط محل نظر اص ۳۲ گردید، امان اول رفع شد۔ پس نزد امام علیہ الرحمۃ ہر گاہ کہ بعد از اے احکام کفر علی الاشہار، و این دو شرط ہم یافتہ شد، غلبہ کفر من کل الوجوہ ثابت شد، و غلبہ اسلام من کل الوجوہ مرتفع گردید اکتون بیچ از حریت تا چار حکم کردہ خواہد شد۔

(ب) مطابق (ن) کہ

(۱) بدایہ ص ۵۸۱ ج ۳، باب استیلاء الکفار (کتبہ قحطونی و ہند ۱۳۶۶ھ)

منشی ابی خلیفہ بنی کاندھلہ

اہل و انصار ازین بمعصوم مینشود کہ مدارایں قول ہم بر قہر و غلبہ است و بس، کہ اول در اصل کی واضح کرده شد۔

بعد ازین تقریر، روایات فقہ را بایہ شنیعہ کہ بقتل بعض آنہا سند تقریرایں بندہ، حاصل خواهد شد، و بدتر بعض حال کل

روایات، ایں باب دریافت خواهد شد، قال فی العالمگیریہ :

قال محمد فی الزیادات: انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابي حنيفة بشرائط ثلاث. احدها: اجراء احكام الكفار على سبيل الاشتهار، وان لا يحكم فيها بحكم الاسلام. الثاني: ان تكون متصلة بدار الحرب، لا يتخلل بينهما بلدة، من بلاد الاسلام. الثالث: ان لا يسقى مومن ولا ذمی آمنا بالامان الاول، بامانه الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار، للمسلم باسلامه، وللذمی بعقد الذمة.

وصورة المسئلة على ثلاثة اوجه: اما ان يغلب اهل الحرب على دار من دورنا، أو ارتد اهل مصر، وغلبوا واجروا احكام الكفر، او نقض اهل الذمة العهد، وتغلبوا على دارهم، ففي كل من هذه الصور، لا تصیر دار الحرب الا بثلاث شرائط. وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى: بشرط واحد لا غير، وهو اظهار احكام الكفر وهو القياس انتهى (۱)

قال فی جامع الرموز: واما صیور ورتها دار الحرب، فعنده بشرط، احدها: اجراء احكام الكفر اشتهاراً، بان يحكم الحاكم ولايرجعون الى قضاة المسلمين كما فی البحر.

والثانی: الاتصال بدار الحرب، بحيث لا يكون بينهما بلدة من بلاد الاسلام، ما يلحقهم العدو منها..... الخ

ازین روایت جامع الرموز دو امر واضح شد:

یک آنکه: مراد از اجراء حکم اہل اسلام، اظہار حکم اسلام است، علی سبیل تغلبہ، نہ مطلق ادائے جماعت و جمعہ مثلاً، چرا کہ فی قیود بحکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاة المسلمين یعنی قضاة مسلمین را بیچ شک و وقعت نمائند، کہ باشند رجوع شود، و ہم چنان از حکم مسلمین در دار الحرب، حکم بغلبہ کردن مراد است۔ کما هو الظاهر۔ بہر حال حکم اسلام بتعمد کفر، بہر دو علی سبیل القوۃ و التغلبہ مراد است، نہ محض ادا یا اظہار۔

دوم: این کہ غرض از شرط اتصال و انقطاع، بمون قوت است، کہ در صورت اتصال بدار الحرب، مدد تقریر مفلو بہ نمی رسد۔ بخلاف صورت انقطاع از دار الحرب کہ لمحق مددی تواند، پس بنوز قوت اسلام باقی است۔

(۱) التبیان ص ۲۳۲، ۲، مطلب فیما تصیر دار الإسلام دار الحرب | مکتبہ نورانی، پشاور، پاکستان۔ (۲) شامی ص ۲۵۳، ج ۳، (۳) اکل الطالع، ص ۱۲۸



وفي خزانة المفتين: [ص] دار الاسلام لاتصير دار الحرب، إلا باجراء احكام الشرک فيها، وان يكون متصلا بدار الحرب، لا يكون بينها وبين دار الحرب مصر آخر للمسلمين، وان لا يبقى فيها مسلم أو ذمی آمن بالأمان الاول. فمالم توجد هذه الشرائط، لاتصير دار الحرب.

ومعنى قولنا: ان لا يبقى فيها مسلم أو ذمی آمن بالأمان الاول، ان لا يبقى فيما مسلم أو ذمی آمن على نفسه، إلا بامان المشرکین..... الخ

وفي البزازية، قال السيد الامام: والبلاد التي في ايدي الكفرة اليوم، لاشك انها بلاد الاسلام بعد، لانه لم يظهر فيها احكام الكفرة بل القضاة مسلمون، انتهى.

پس باید دید، کہ دلیل بودن آن دیار بلاد اسلام می آرد، بقوله: بل القضاة مسلمون کہ حکم اسلام بطور اول باقیست، نمی گوید لان الناس يصلون ويجمعون، چرا کہ مراد اجراء احکام بطور شوکت و غلبه است، نه ادائے مراسم دین خود، برضاء حاکم غالب۔  
در رد مختار (۱) گوید۔

في معراج الدراية عن المبسوط: وبلاد الاسلام التي في ايدي الكفرة، بلاد الاسلام لبلاد الحرب، لانهم لم يظهر وافيها حكم الكفر والقضاة مسلمون، والملوك الذين يطعنونهم ففساق عن ضرورة مسلمون ولو كانت عن غير ضرورة منهم أو بدونها. وكل مصرفيه وال من جهتهم، تجوز فيه اقامة الجمعة والاعیاد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج الايامی لاستيلاء المسلم عليه، وأما بلاد عليها ولاة كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمعة والاعیاد ويصير القاضي قاضياً بتراضی المسلمين فيجب عليهم أن يلتمسوا والياً مسلماً..... انتهى.

وفيه ايضاً: قلت، وبهذا يظهر ان ما في الشام من جبل تيم الله وبعض البلاد التابعة له كلها بلاد الاسلام، لانها وان كانت لها حكام ذرور او نصارى ولهم قضاة على دينهم، وبعضهم يعلنون بشتم الاسلام، لكنهم تحت حكم ولاة امورنا، وبلاد اسلام محيطة ببلادهم من كل جانب، وإذا اراد ولي الامر تنفيذ احكامنا فيهم، نفذها. انتهى.

(۱) شامی نسخہ ہندیہ ص ۳۰۸، ج ۳۲ فی کتاب القضاء مع تقدم وتأخر (مطبع مرتضوی) نیز شامی ج ۵ ص ۳۶۸-۳۶۹ دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ



ازیں ہر دو روایت واضح شد کہ، برائے بقاء دارالاسلامیت، بعد غلبہ کفار، بقاء قوت و شوکت حکام مسلمین و انفاذ امور بقوت و غلبہ مراد می شود، و ہم چنان در دار حرب، اجراء حکم اسلام، اگر بقوت باشد، رافع دار حربیت می شود، نہ ادائے محض شعائر اسلام، باذن و رضاء حاکم، مخالف دین۔

الحاصل، غرض ازیں شروط ثلاثہ، نزد امام صاحب و از شرط واحد کہ اجراء حکم اسلام است، نزد صاحبیہ ہموں وجود غلبہ و قوت اہل اسلام است، اگرچہ بعض وجوہ باشد، و بیچ اہل فقہ [ص: ۸۰] نمی گوید کہ در ملک کفار، اگر کسے باذن ایشان صراحت یا دلالت، اظہار شعائر اسلام کند، آں ملک دارالاسلام می شود، حاشا و کلا کہ ایں دور از تفقہ است۔

چوں ایں مسئلہ منقح شد، اکنون حال ہند را غور فرمایند کہ اجراء احکام کفار نصاری، دریں جا بچہ قوت و غلبہ است کہ اگر ادنی تکلیف ہم حکم دہد، کہ در مساجد نماز جماعت ادا کنند، بیچ کس از امیر و غریب قدرت ندارد، کہ ادائے آں نماید۔ و ایں ادائے جمعہ و عیدین و حکم بقواعد فقہ کہ می شود، محض بوجہ قانون ایشانست، کہ در رعایا حکم جاری کردہ اند، کہ ہر کس حسب دین خود عمل نماید، سرکار را مزاحمت بوی نیست۔ و امن سلاطین اسلام کہ بود، از اں نامے و نشانے نماندہ، کہ دام عاقل قائل خواہد شد، کہ امنے کہ شاہ عالم دادہ بود، اکنون ہموں امن، مامون نشستہ ایم، بلکہ امن جدید از کفار شدہ، و بہ ہموں امن نصاری جملہ رعایا، قیام ہندی کنند۔ و اما اتصال، پس آں در ممالک و قایلیم شرط نیست بلکہ در قریہ و بلدایں شرط کردہ اند، کہ بدر رسیدن از اں بہولت مراد است۔ و کسے می توان گفت کہ اگر مد کاہل یا شاہ روم آید، کفار را از ہند خارج کند، حاشا و کلا! بلکہ اخراج ایشان بسیار اصعب است و مستقل جہاد و جنگ با سامان کثیری خواہد۔

بہر حال تسلط کفار بر ہند بدان درجہ ہست، کہ در بیچ وقت کفار را بر دار حرب زیادہ ازیں نہ بود۔ و ادا مرا اسم اسلام از مسلمانان، محض با جازات ایشانست، و از مسلمانان عاجز ترین کسے از رعایا نیست، کہ ہنود را ہم قدرے رسوخ است مگر مسلمانان را چیزے وقعت نیست۔ البتہ در ٹونک و رامپور و بھوپال کہ حکام آنجا، با وجود مغلوب بودن کفار، احکام خود جاری دارند، و از اسلام تواناں گفت، چنانچہ از روایات و مختار و غیرہ مستفاد می شود، فقط

اکنون بعد سلام مسنون آنکہ، اگر بایں تحریر طمانینت شما حاصل شود، فہو المراد، ورنہ بندہ را معذور دارند، مگر چونکہ از تحریر طویل عاجزم، ایں مسودہ را روانہ می کنم، امید کہ بعد نقلش روانہ ایں صوب فرمایند، کہ بعض مردم ایں جا ہم قصد نقلش می دارند۔

فقط والسلام

۷ ر شوال (۱۳۱۰ھ/۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء)

آج ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ بروز پنجشنبہ، تینوں نسخوں کے مقابلہ اور اختلاف نسخ کی تحریر و ترتیب مکمل ہوئی۔

فلحمد للہ علی ذالک

نور الحسن راشد کاندھلوی

## ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

ترجمہ مکتوب واستفتاء

مولانا سعید الدین رام پوری (رام پور ضلع سہارنپور)

بنام محدث عصر، فقیہ جلیل حضرت مولانا رشید احمد گنگوٹی

اے اس سے یاد کر کہ قلم پر تیری تعریف آئے ۔ دل مشرق و مغرب ہر جہے لئے دعا دعا ہے

اسعد کہ جس کے ہاتھ میں ہے دنیا کا کلام ہے ۔ ہر شخص ہاتھ سے جو تیری دعا کا تھی ہے

اسلام و مسلمانانہ عقیدہ و پیرکھنہ دہائی تک غیر ریت سے ہوں، جو جناب عالی کی غیر واعظیت کا دل و جان سے حسب

گوارہ چاہوں۔

بعض بڑے علماء نے مسلمانوں کو دارالہدایت قلبیہ کی حد سے جو نیچے نقل کر دیا ہے، ہندوستان کے دارالحرب نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ یہ رہائشی اہل حق کی نظر سے گزرے ہیں اور ان غلوں، جنہیں یہ اہل تقدیم بھی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا، میں نے ان میں دُک سے نہ تھا کہ یہ بلادِ شہر و علاقے اسلام کی رائے کے مطابق دارالحرب ہیں۔ اس وقت جناب عالی کے ضعف کو دیکھتے ہوئے یہاں کرنے کی جھٹ کی دوسری رائے کی وجہ دوسری سے ملحق نفسی روایات مطعونہ نہیں۔

اس لئے اب گفادہ کرتا ہوں کہ اگر ان روایات قلبیہ کی کسی قدر تفصیل کہ جن سے ہندوستان کو دارالحرب ہو سمجھو ہوتا ہو تو فرمائیں بلکہ ان روایات سے اس مسئلہ حل کے طریقہ کی بھی اطلاع حاصل سے جو خلاق نبوی کا گویا ایک سمت ہیں ان غیر متوقع نہ ہوگا۔

اور وہ روایات یہ ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور اس میں شریعت کے احکام جاری ہونے سے پہلے

ہو کہ وہ شہر دارالحرب سے اس طرف مل جائے کہ اس شہر اور دارالحرب کے بیچ میں مسلمانوں کا کوئی شہر باقی نہ ہو۔

اور اس علاقہ میں کوئی مسلمان یا ذمی، پہلے معاہدہ کے مطابق، محفوظ و مامون نہ رہے۔ پس جب تک یہ شرطیں نہ پائی جائیں گی، تو یہ شہر دارالحرب نہ ہوگا۔

اور ہمارے اس قول کا، کہ اس میں کوئی مسلمان یا ذمی پہلے معاہدہ اور دستاویز امن کے مطابق، امن سے اور محفوظ نہ رہے، مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنی ذات کی حفاظت کا یقین نہ ہو مگر مشرکین کی امان سے۔

اور [صاحبین نے] کہا ہے کہ جب دارالاسلام میں شرک کے احکام جاری ہو جائیں۔ تو وہ دارالحرب ہو جاتا ہے، چاہے وہ دارالحرب سے ملا ہو یا نہ ہو، اس میں مسلمان اور ذمی پہلے امن اور امان کے معاہدہ کے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ اور دارالحرب دارالاسلام ہو جاتا ہے، اس میں اسلام کے احکامات جاری ہونے کے ذریعہ سے، اگرچہ پہلے وہاں سے اسلام کی شوکت ختم ہوگئی ہو۔ یہی شرح سیرامی الیسوی میں لکھا ہے۔

بلاشبہ دارالاسلام دارالحرب نہیں ہوتا، جب تک اس میں موجود وہ سب باتیں، جن کی وجہ سے دارالاسلام ہوا تھا، ختم نہ ہو جائیں۔ کیوں کہ حکم جب کسی غلت کی وجہ سے ثابت ہو تو جب تک یہ وجہ باقی رہے گی یہ حکم بھی باقی رہے گا۔

اور مشور میں ہے کہ: دارالاسلام، احکام اسلام جاری ہونے سے ہوتا ہے، جب تک اس میں اسلام کی علامتوں میں کوئی علامت باقی رہے گی، اس کی اسلام کی جانب نسبت و ترجیح رہے گی۔

اور بزاز یہ میں ہے: سیدالامام نے کہا کہ وہ شہر جو آج کل کافروں کے قبضے میں ہیں، اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ بلاد اسلام ہیں، کیوں کہ ان میں اہل کفر کے احکامات جاری نہیں، بلکہ مسلمان قاضی مقرر ہیں۔ اور وہ شہر جن پر غیر مسلم حکام کے نمائندے، بڑے افسر کی حیثیت سے متعین ہیں، تو ان میں بھی جمعہ کی نماز قائم کرنا، عید کی نماز پڑھنا، ٹیکس لینا، قاضیوں کی بی بی و بیوی کرنا، بیواؤں کے نکاح کرنا درست ہے، اور وہ علاقے جس میں کافر حکام مسلط ہوں، تو ان میں بھی جمعہ قائم کرنا اور عیدین کی نمازیں پڑھنا جائز ہے۔ اور مسلمانوں کی باہمی رضامندی سے قاضی مقرر کر لینے سے، قاضی ہو جاتا ہے۔

اور یہ واضح ہو گیا، کہ اگر کسی چیز کے حکم کی کوئی غلت باقی ہو تو وہ حکم بھی باقی رہے گا، اور ہمارے علماء نے [یہ بھی فیصلہ کیا ہے، کہ یہ علاقے تاتاریوں کے قبضے سے پہلے، دیا ر اسلام میں سے تھے، اور ان کے قبضہ کے بعد بھی جمعہ، جماعت کی نماز اور شریعت کے تقاضے اور فیصلے کے متعلق فتوے، کتابوں کی تعلیم ان کے کسی سربراہ کے کسی اعتراض کے بغیر چل رہی ہے، اس لئے یہ فیصلہ صادر کرنا کہ وہ دارالحرب ہیں، اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، نہ دلیلیہ نہ ردولیتہ۔



اور نشہ والی چیزوں کی بر ملا خرید و فروخت، روپیہ چنگی اور ٹکیس وصول کرنا اور تارکیوں کی قومی رسموں کے مطابق احکامات جاری ہونا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بنی قرینہ کا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی مورتی (رکنے) کی اجازت مانگنا، حالاں کہ وہ (مدینہ منورہ) اس کے باوجود بھی بلا شک و شبہ دارالاسلام تھا۔

اور کہا گیا ہے کہ (علاقے اور شہر) کفر کے احکامات جاری ہونے کی وجہ سے، دارالحرب ہو جاتے ہیں، جب کہ ان (شہروں) میں اسلام کے احکامات کے مطابق، کوئی حکم جاری نہ ہو، اور یہ کہ اس میں کوئی مسلمان اور ذمی مسلمانوں کے پہلے معاہدہ (اور اعلان) کے مطابق محفوظ نہ رہے۔ لہذا جب بھی یہ شرطیں پائی جائیں گی، تو وہ سب دارالحرب ہو جائے گا، لیکن اگر ثبوت اور شرائط میں اختلاف ہو، تو وہ دارالاسلام، اسی حکم (دارالاسلام ہونے) پر باقی رہے گا، یا اسلام کے پہلو کو احتیاطاً ترجیح دی جائے گی۔

اور عثمانی کی شرح زیادات میں ہے: دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے، تین شرطوں (کے پائے جانے) سے:

[اول] اس میں کافروں کے احکامات، علی الاعلان جاری ہو جائیں۔

[دوم] یہ ہے کہ یہ علاقہ دارالحرب سے ملا ہوا ہو، اور اس شہر اور دارالاسلام کے بیچ میں، مسلمانوں کے شہروں میں سے کوئی شہر واقع نہ ہو۔

[سوم] یہ کہ، اس میں کوئی مسلمان اور ذمی، پہلے امن (مسلمانوں کے دئے ہوئے معاہدہ کے مطابق) محفوظ اور مطمئن نہ ہو۔

پس یہ شرطیں اس لئے مقرر کی گئی ہیں، تاکہ (غیر اسلامی قوت اور غلبہ) کی مکمل اور اصل حیثیت معلوم ہو جائے۔ کیوں کہ دارالاسلام کے ان دونوں (پہلوؤں) سے جڑنے میں احتیاط کی جاتی ہے۔

طحاوی کے حاشیہ در مختار میں، یہ ہے کہ:

(فقہاء کا قول) شرک کے احکامات بر ملا جاری ہوں، اور ان میں کوئی حکم اہل اسلام (کے اصول اور شریعت) کے

مطابق، (یا اس کی روشنی میں) نہ ہو۔

ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) میں ہے:

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ، اگر اس میں مسلمانوں کے احکامات (قوانین) جاری ہوں، اور اہل شرک

کے (قوانین و ہدایات) جاری نہ ہوں، تو وہ دارالحرب نہیں ہوگا۔



پس یہ شہر امام صاحب کی رائے کے مطابق، نہ صاحبین کی رائے پر دارالحرب نہیں ہوں گے، کیوں کہ (دارالحرب ہونے کے لئے) احکام اسلام کا بالکل ختم یا بے اثر ہونا ایسی شرط ہے، جس پر سب کا اتفاق معلوم ہوتا ہے، اور اس شرط کا (اس وقت) موجود نہ ہونا، ظاہر ہے۔ کیوں کہ ان علاقوں میں (مسلمانوں بادشاہوں کی ہدایات و قانون کے مطابق) بہت سے اسلامی ہدایات و احکامات، اب بھی (قانوناً) باقی اور جاری ہیں۔

اور اگر یہ شہر جناب والا کی رائے کے مطابق دارالحرب ہوں، تو ان شہروں میں غیر مسلموں سے سود لینے اور کافروں سے رہن، لینے کا کیا حکم ہوگا؟ اور ان روایتوں کا شریعت کے قانون کے مطابق جو مقصد ہو، تحریر فرمائیں۔ اور دارالحرب کے دارالاسلام میں بدل جانے کی صورت میں، صرف چند اسلامی احکامات کا نفاذ ہونا، کافی ہو، تو یہ ظاہر اس زمانہ میں پوری دنیا دارالاسلام ہوگی؟

والسلام خیر ختام

سعد آباد ضلع متھرا

۱۷ شعبان ۱۴۱۰ھ (۷ مارچ ۱۸۹۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

# ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے.....؟

## ترجمہ فتویٰ [یا مکتوب گرامی] حضرت مولانا رشید احمد ننگوئی

ترجمہ از نور الحسن راشد کاندھلوی

بندہ رشید احمد ننگوئی کی جانب سے

میر سے کرم فرمایا ہوئی سعید الدین صاحب آپ کی منیت ہمیشہ باقی رہیں۔ بعد میں مسلمان  
مطالعہ فرمایا کہ کیا ہندوستان الہدایہ میں آپ کا نام مسلمان اور عرب کی تحقیق کے لئے پہنچا تھا۔ کیوں کہ یہی نصرت  
نیک عرصہ سے کفر و پلٹ رہی ہے، اور ہندوستان الہدایہ میں اس میں اضافہ ہوئے تھے اس لئے جو آپ نے اپنے سے خاص رہا  
وقت جیسے بھی بن چکے ہیں جواب لکھتا ہوں۔

مکتوبہ: انہی شری (یا کسی مکتوب) کے دارالاسلام یا دارالحرب ہونے کا ارادہ، مسلمانوں کے غلبہ (تحت قیاد) یا  
کافروں کے غلبہ پر ہے اور اس الہدایہ دو قسم کے مسلمانوں کے ملکات کے ساتھ ہے اس کو دارالاسلام کہا جاتا ہے اور دار  
تہ۔ جو کافروں کے ملکات کی پادشہ ہے اس کو دارالحرب کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس میں کوئی شک نہیں ہے  
دارالاسلام وہ ہے جس میں امام مسلمین کے ملکات چلیں ہوں۔ اور وہاں مسلمان امن کے ساتھ رہتے  
ہوں۔ اور دارالحرب وہ ہے جس میں مسلمان غیر مسلموں سے خوفزدہ رہتے ہوں۔

دارالحرب اور شاہی میں ہے۔

”تو دینی الہدایہ سے دیئے گئے امور کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ جواب: دارالحرب  
دونوں سے جہاں اس لئے کہ اس میں کسی کو بھی غلبہ حاصل نہیں ہے۔  
اس عہد کے تقاضے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی مقام کے دارالاسلام یا دارالحرب ہونے کا قیاس نہ لیا جائے، نہ کفر و اسلام  
کے غلبہ پر ہے اور اس امر پر دیکھو جو ہدایت کی بنا پر دیئے گئے امور کے متعلق، دارالحرب اس کے دارالحرب ہونے کا  
ہوگا۔ اور جو وہ تہہ دونوں فرقہ کی مقبول ہوگا۔

اسلام کا لہجہ جتنا ہے مطلوب نہیں ہوگا۔

(الاسلام بعلو ولا یعلیٰ)

کے اصول کے مطابق، دارالاسلام نہیں ہے مگر اسی شرط پر کہ یہاں بعض پہلوؤں سے اہل اسلام کا غلبہ اور تسلط ہو، نہ صرف یہ کہ وہاں مسلمان رہتے ہوں، یا بعض شعائر اسلام کی کفاری اجازت سے، بجا آوری کی اجازت ہو، اس لئے کہ کسی خطے میں مسلمانوں کا آباد ہونا، یہاں غیر مسلموں کی اجازت سے شعائر اسلام کی بجا آوری کی اجازت ہونا، لائق اعتبار نہیں ہے۔ اسی طرح غیر مسلموں کا دارالاسلام میں (موجود) ہونا، اور وہاں کفریہ رسومات پر، اہل اسلام کی اجازت، یا ان کی کوتاہی و غفلت کی وجہ سے عمل پیرا ہونا، اس جگہ کے دارالاسلام ہونے کو، کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ کیوں کہ دونوں میں سے کسی صورت میں بھی (دوسرے فریق کا) غلبہ نہیں ہوا، اور (دارالاسلام یا دارالحرب کا) فیصد، غلبہ کی وجہ سے ہے، نہ صرف موجود رہنے اور احکام اسلام یا کفر ظاہر کرنے کی وجہ سے۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ، ذمی، دارالاسلام میں مسلمانوں کی اجازت سے قیام پذیر رہتے ہیں اور اپنے مذہبی طور طریق کو برقرار انجام دیتے ہیں۔ اس کے باوجود (اس خطے کا) دارالاسلام ہونا، جوں کا توں باقی رہتا ہے، اور مسلمان دارالکفر میں کافروں سے، معاہدہ امن کی وجہ سے اطمینان سے آتے جاتے ہیں، اور اپنے اسلامی شعائر کو دارالکفر میں بے تحجک سرانجام دیتے ہیں، (مگر یا من) اس علاقے کے دارالکفر ہونے کو ختم نہیں کرتا۔

کیا آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، کہ فخر عالم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ، عمرہ القضاء کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے، اور جماعت نماز وغیرہ جملہ شعائر اسلام کو وہاں مکمل کراد فرماتے تھے، اور باوجود اس قدر وسیع جماعت کی موجودگی کے، کہ اس کے ذریعے مکہ میں کافروں کو خوف زدہ فرما سکیں، چنانچہ حدیبیہ میں رفقاء کی کثیر تعداد کی بنا پر، مکہ معظمہ پر غلبہ کا ارادہ فرمایا تھا، مگر کیوں کہ یہ سب کافروں کی اجازت کی وجہ سے تھا، اس لئے ان تینوں دنوں کے لئے مکہ دارالاسلام نہیں ہوا، بلکہ دارالحرب باقی رہا۔ اس لئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں یہ قیام اور اظہار شعائر اسلام، کا فرمان مکہ کی اجازت سے تھا، مسلمانوں کے اپنے غلبہ اور طوق کی وجہ سے نہیں۔

بہر حال یہ طریقہ محمولہ بالائیک قاعدہ کلی ہے، کہ دارالحرب، کافروں کے زیر تسلط علاقہ ہے اور دارالاسلام مسلمانوں کے تابع فرمان مملکت!۔ اگرچہ ایک کے علاقے میں دوسرے فریق کے افراد بھی، بلا کسی ظلم و زیادتی کے، آزادی سے رہتے ہوں، اور جس مقام پر دونوں فریقوں کو یکساں اختیارات اور قوت حاکمہ حاصل ہو، وہ بھی دارالاسلام سمجھا جائے گا۔

اس اصول و خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے، اس لئے کہ اس موضوع کے جملہ مسائل اسی سے نکلتے ہیں، اور اس باب کی تمام جزئیات اسی اصول کے تابع ہیں۔ اس کے بعد ایک بات اور سن لیجئے، کہ بروہ جگہ جو دارالکفر ہو اور اہل اسلام اس پر اقتدار حاصل کریں، اور وہاں احکام اسلام جاری فرمادیں، اس کے متعلق علمائے اسلام ہی فرماتے ہیں، کہ وہ دارالاسلام

ہو گیا، کیوں کہ مسلمانوں کا اقتدار اور تسلط نافذ ہو گیا ہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں وہاں کافروں کا عروج و افکار باقی ہو رہا ہے۔  
 بھی اسلام بعلو و لاغلی اسلام غالب رہا ہے، مطلب نہیں ہوا کہ اصول کے مطابق وہ تہذیب باطنی صورت اسلام  
 دارالاسلام ہو گئی ہے، جیسا کہ وہ وضاحت کر دی گئی۔

مکر و وضاحت کی جاتی ہے کہ اگر اس غلطی میں مسلمانوں کا دارالاسلام کا نظیر مسلمانوں کے تسلط اور اقتدار کے  
 کے ذریعے نہ ہوا ہو تو اس علاقے کے دارالغرب ہونے کے حکم میں، کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ وہ اس طرف صرف  
 (مسلمانوں کی موجودگی سے) تو جبر میں رہاں (۱) فرانس وغیرہ جیسا انہوں کی تمام حکومتیں، اور چین وغیرہ کافروں کے ملک  
 دارالاسلام ہو چکے ہیں۔ اور یہاں تک کہ دارالغرب کا یہ منہ نہیں رہا کہ اس لئے تمام غیر مسلم ممالک میں مسلمان  
 غیر مسلم حکومتوں کی اپوزٹ سے دارالاسلام پر غلبہ ہے۔ اور اس لئے ان کے دارالاسلام کی یہی صورت ہے۔

بہر صورت دارالاسلام اور دارالغیر مسلم کی تعلیم میں تسلط اور اقتدار معتبر ہے۔ اور اس اور یہ وہ تہذیب جو دارالاسلام کی ہے  
 غیر مسلموں نے وہاں تسلط حاصل کر لیا، تو شاید اسلام کا حکم اور اقتدار باطل قائم ہو گیا ہو، تو وہ علاقہ دارالغرب ہو چکا،  
 اور اگر کافروں کا تسلط ہو گیا، لیکن بعض حیثیت سے مسلمانوں کو بھی غلبہ اور اقتدار حاصل ہو اس کو دارالاسلام کہیں گے۔ نہ کہ دارالغرب  
 اس مسئلہ پر اتفاق ہے مگر غلبہ اور اقتدار باطل قائم ہونے کی یہ حد جس میں ہمارے اختلاف کے میدان اختلاف ہے۔

صاف میں فرماتے ہیں کہ اگر دونوں فریق (اہل اسلام اور غیر مسلم) اپنے انکارات اور غلطیوں کو حق اور حقائق نہی  
 کر سکتے ہوں، تو غلبہ اسلام بھی باقی ہے، اور اگر اہل اسلام اپنے انکارات کے خلاف کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اس میں  
 غیر مسلموں کی طاقت کے پابند ہوں تو چاہے کچھ بھی غلبہ اسلام باقی نہیں رہا، یعنی یہ ملک دارالغرب بن گیا۔

کیوں کہ جب کافران طرح مسلط ہو گئے، ان کا فرائض انکارات پر سے طور و حرکت سے جاری کرنے کے اور اس  
 اسلام اس قدر عاجز اور مطلوب ہو گئے، کہ اسلامی انکارات بخیر نہیں کر سکتے، اور کافران انکارات جو اہل اسلام کے لئے موجب  
 شرمندگی اور عیب ہیں، ان کو قائم کرنے اور رفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، جس اسلام کا غلبہ اس وقت میں باقی رہا، کہ اب  
 بھی اس کو دارالاسلام کہا جائے؟ بلکہ کفار کا تسلط اور اقتدار پوری طرح ظاہر ہو گیا، اس لئے (۱) اس وقت دارالغرب  
 ہو گیا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہو گا سو ہو گا، اس وقت اس کے دارالغرب ہونے میں کوئی کمی باقی نہیں رہی، اور یہ اس دارالغرب  
 کی طرح ہو گیا، جس پر پائے زمانے سے کافر مسلط ہیں، جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۱) یاد ہے کہ حضرت ہودؑ کی کہانی یہ تھی کہ وہ ایک قوم میں داخل ہوئے، اس وقت اس میں ایک قوم تھی جس کی قوم تھی اور وہ ان  
 کی عمر بڑھ گئی، اس کے کچھ سال بعد وہ اس میں کیونکہ ملک بے وقت

اور امام ابوحنیفہؒ نے باریک بینی اور احتیاط کے طور پر فرمایا ہے کہ دارالاسلام کو دارالکفر کا حکم دینے میں، اس وقت تک احتیاط کرنی چاہئے، جب تک کہ وہاں غلبہ اسلام کے نشانات میں سے، کچھ بھی اثر باقی ہو، یا کافروں کے قبضے اور تسلط میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہو، اور ان کے تسلط (واحکامات) کو رد کرنا مسلمانوں پر زیادہ مشکل نہ ہو۔ مگر اس پر دو شرطیں اور اضافہ فرمائی ہیں۔

ایک تو یہ کہ وہ شہر اور بستی، جس پر کفار قابض اور مسلط ہیں، دارالخرب سے اس طرح ملا ہوا ہو، کہ اس علاقے اور دارالخرب کے درمیان دارالاسلام کا کوئی علاقہ، اس طرح شامل نہ ہو، کہ اس علاقے اور دارالخرب سے ملنے کی وجہ سے، اس کو دارالاسلام سے دوری ہو جائے، اور کافروں کے حلقہ میں آ جائے۔ نیز کافروں کا غلبہ اس مضبوطی کے ساتھ ہو کہ اس کا کافروں کے ہاتھ سے خالی کر لینا سخت دشوار ہو جائے، اور اس مقام کے رہنے والے مسلمانوں پر کافروں کا تسلط کمال کو پہنچ جائے۔ اور اس کی مثال یہ ہے، کہ جیسے کہ کافر مسلمانوں کے مال پر قبضہ کر لیں، مگر وہ مال ان (کافروں کے ملک یا علاقے) میں پہنچ گیا ہو، ان کی ملکیت ہو گیا، اور اگر اس قبضہ کے بعد (بھی) ان کے خاص علاقے میں نہیں گیا، تو اس کو اصل مالک کی ملکیت سے نکل جانا، تسلیم نہیں کیا جاتا، جیسا کہ فقہ کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ طے شدہ (واضح) ہے۔ بدایہ میں کہا ہے:

اور جب (غیر مسلم) ہمارے مال پر قابض ہو جائیں اور اس کو اپنے علاقہ میں لے جائیں، تو وہ اس کے مالک ہو جائیں گے۔

اسی [بدایہ] میں یہ بھی ہے:

لیکن یہ قبضہ تسلیم نہیں ہوتا، جب تک وہ اس دولت کو اپنے علاقہ میں نہ لے جائیں، کیوں کہ قبضہ کا حاصل یہ ہے کہ اس چیز پر اس وقت بھی قبضہ ہو اور وہ قبضہ آئندہ بھی باقی رہ سکے، جس اسی طرح کوئی زمین یا علاقہ، مثلاً کافروں کے تسلط میں آ گیا، مگر ان کا یہ قبضہ اور تسلط ایسا مکمل ہو گیا، کہ وہ شہر یا علاقہ بلاؤ کفر میں مل گیا، اور یہ قبضہ اس زمین کے دارالخرب سے، ملاقاتی طور پر بھی ایک ہو گیا اور دارالخرب سے مل گیا اور دارالاسلام سے کٹ گیا، تو گویا یہ شہر غیر مسلموں کے ہاتھوں میں مکمل دب گیا، اور بے حیثیت ہو گیا، تو یہ دارالخرب ہے؟ ورنہ دارالاسلام باقی ہے۔ اگرچہ اس کا دارالاسلام ہونا کمزور درجہ کا ہے، لیکن الاسلام بعلو و لایعلیٰ (اسلام ہر بلند رہتا ہے، پست اور کمزور نہیں ہوتا) کی ہدایت کے مطابق یہ دارالاسلام ہونا چاہئے، اس شرط کا حاصل بھی وہی اہل کفر کا غالب ہونا اور اہل اسلام کا مغلوب ہونا ہے، جو شرط میں غلبہ دینی اصول اور کلیہ بیان کیا گیا ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے۔ وہاں جو مسلمان حاکم نے مسلمانوں کو ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے، اور غیر مسلم



یہ یا کافر یا حق کے معبود کی جہ سے دینی تھی، فتح ہو جاتے اس طرح فتح ہو جائے کسی بھی شخص کو اپنے دینی امور کی حفاظت کا اطمینان باقی نہ رہے۔ یعنی جیسے کہ مسلمان حاکم کے سامنے دینے (اور نہ کرنے) کا حق ہے۔ یہ محفوظ تھے کہ حاکم کے سامنے کچھ سے یہ نہیں نہیں کہ کسی مسلمان یا دینی چاہا یا دینی کوئی خطہ ہوگا یہ خطہ دینی وقت ہو سکتا ہے۔ جب مسلمان حاکم کو شریعت اور مذہب حاصل نہ ہو، جب یہ دینی یا دینی نہ دینی، کوئی شخص بھی اس کو دینی کی وجہ سے محفوظ نہ ہو، یعنی یہ دکان ہے وقت اور یہ اثر ہوگی اور جو دکان کے غیر مسلمان نے دینی ہے دینی کسی دینی اطمینان کا ذریعہ ہے۔

اسی خاطر ہے کہ جب تک مسلم حاکم کے دینی وجہ سے تکلیف پہنچائے، اسے کافر نہ کہے گا کہ مسلمانوں کے سامنے کی غیبت اور اس کی شرکت (کسی قدر باقی رہے گی) اور جب یہ چیز نہ ہے تو جبکہ مسلمان حاکم کا یہ ہو اس کی ضرورت ہو جائے گا، یہ سب (اسلامی) دکانیں قائم ہو جائے گا۔

لہذا حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک وجہ کی علاقہ میں کافروں کے کئی احکامات جاری ہونے سے بعد۔ یہ دونوں شرطیں پائی جائیں گی، کفر کا ہر یہو سے غائب ہونا اور جو چاہے گا، اور اس کا ہر یہو سے غائب ہو جائے گا اس وقت آزادی میں سے جو باقی نہیں رہا، بلکہ اس علاقہ کے دارالحرب ہونے کا ختم ہو جائے گا۔

اس واقعہ کو اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس بات کا دارالحرب کی ضرورت یہ ہے اور اس کے تحت شرائط میں اس کی میں واقع کر رہا ہے۔

اس تحریر کے بعد روایات فقہاء ائمہ خارج ہوتے ہیں، اس میں سے بعض کے نقل کرنے سے اس بات کی تائید ہوتی ہے جو چاہے گی، علاوہ بعض کے معصوم ہونے سے اس مسئلہ کی تمام باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

قریبی حاکمگیر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے روایات میں فرمایا ہے:

بلاشبہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تین شرطیں کے چاہے جانے سے دارالحرب اور احزاب ہو جائے گا۔

اول یہ ہے کہ عام طور سے (محل الاطلاق) کفر کے احکامات جاری ہو جائیں، اور اس میں اسلام کے مطابق کوئی قانون وضع نہ ہو اور اس کی اور کافر میں نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ وہ اس طرح دارالحرب سے ملتا ہو اور اس کو ان دونوں کے غلبہ میں، چاہا اسلام میں سے کوئی حق اور شریعت واقع نہ ہو۔

تیسرے یہ کہ اس علاقہ میں کوئی مسلمان اور دینی، پیچھے معاہدہ اور معاہدہ کے مطابق محفوظ دکانیں نہ ہوں اس



صورت میں ہر چیزوں سے مطلوب شہر کو دھنچکے۔ مخلوق اور عرب سے قطعاً نہ کرے (کونسا وقت کونسا مقام سے ہے)۔ دیکھنا ہو سکتا ہے، لیکن (گویا) کبھی قوت اسلام ہائی ہے۔

حضور فقہ المسلمین میں ہے: دارالاسلام دارالحرب میں (تجدیل) امن ہوگا، مگر اس میں شہر کے حکام پہلی ہونے کی وجہ سے دوسری وجہ سے کہ وہ (دارالاسلام) دارالحرب سے، اس طرح میں جائے، کہ اس دارالاسلام اور دارالحرب کے بیچ میں مسئلوں کا کوئی شیعہ واقع نہ ہو، دوسری میں کوئی مسلمان عورت یا لڑکی (جو پہلے نہ مسلمان سے حاصل تھا) کے ذریعہ محفوظ ہو رہی نہ ہو۔ اس وجہ تک یہ شرائط پائی جائیں۔ اس وقت تک دارالاسلام دارالحرب میں (تجدیل) نہ ہوگا۔

اور یہ روئے ان الفاظ: لا یفسی لہما مسلمہ لودعی، اعدا بالاعیان الاولیٰ کا مطلب یہ ہے، کہ اس واقعہ میں کوئی مسلمان اور ذی دینی تہہ محفوظ نہ ہو مگر شریکین کے لئے مومنین و مومنات کی بنیاد پر۔

اور یہ کہ یہ میں ہے سیدالاسلام (اسے فرمایا) اور شہر اور عورت جو کافروں کے ہاتھوں میں ہے اس میں شہر نہیں۔ دارالاسلام ہے، کیوں کہ اس میں کافروں کے احکامات نافذ نہیں، بلکہ مسلمان قاضیوں کے احکامات نافذ ہیں۔

لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ ان شہروں کے دارالاسلام ہونے کے قیوت میں یہ کہ ہیں علی القضاۃ مسعودی، لیکن وہاں ان قاضیوں کی حیثیت اور اسلام کے احکامات ہر طرح نافذ ہیں جس طرح شہروں میں تھے۔ لیکن یہ کہ وہاں کے دارالاسلام ہیں، کہ وہاں جو نماز پڑھتے ہیں اور ہجرت کی لہزہ (جماعت سے الگ کرتے ہیں۔ کہہ کہ ان کے احکام سے شوکت و غلبہ عروا ہے، نہ سرکاری طرز میں احکام کی اجازت سے مراعات دینی کی، ان کی۔

اور حکام میں کہا ہے:

معراج الدیاریہ میں بیسوط سے نقل کیا ہے کہ: اور شہر جو کافروں کے تسلط میں ہیں، دارالاسلام میں دارالحرب نہیں ہیں، کیوں کہ ان میں کفر کے احکامات ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ وہاں بدستور، آفاقی اور مسلمان حکام ہیں جو اپنی ضرورتوں اور اس کے علاوہ معاملات میں بھی، امن و امان کی لحاظ سے کرتے ہیں۔ اور یہ وہ شہر ہیں جن میں عربوں کی طرف سے حکم مقرر ہوں وہاں حاکم مسلم کے لئے بعد از مدینہ قائم کرنا اور اگر اس وقت قاضی کا مقرر نہ کرے۔ ان عربوں پر ہجرتی پڑنے کی وجہ سے۔ اس کو کہ حکم غیر مسلم بھی ہوں جو مسلمانوں کے لئے بعد از مدینہ قائم کرنا چاہئے اور قاضی مسلمانوں کے مقرر کرنے سے قاضی نہ جاتا ہے بلکہ مسلمانوں کے لئے واجب ہے، کہ وہ مسلمانوں کے لئے کوشش کریں۔

اور اسی (درخت) میں ہے۔ میں کہتا ہوں، اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ملک شام میں، جبل تیمار اور اس سے ملحق بعض علاقے، سب بلاد اسلام ہیں، کیوں کہ اگرچہ ان شہروں کے حاکم دروز اور نصاریٰ ہوتے ہیں، اور ان کے فیصلے اپنے مذہب کے مطابق ہوتے ہیں، اور ان میں سے کچھ علی الاعلان اسلام کو برا بھلا کہتے ہیں، لیکن وہ (عموماً مجموعی طور پر) ہمارے حکام کی ماتحتی میں ہیں، اور اسلامی شہران کی بستیوں کا، ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور مسلم حکام جب ان کے متعلق، اپنے احکامات نافذ کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔

ان دونوں روایتوں سے واضح ہے، کہ کسی علاقہ پر کافروں کے غلبہ کے بعد، اس کا دارالاسلام کی حیثیت سے باقی رہنا دو بال مسلمان حکام کی قوت و شوکت کا باقی رہنا، اور اسلامی قوانین اور احکامات کا غلبہ اور قوت کے ساتھ نافذ ہونا، مراد ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر دارحرب میں، اسلامی احکامات اور قوت (و طاقت) سے جاری ہوں، تو یہ اس کے دارحرب ہونے کو ختم کرنے والا ہوگا، صرف ان غیر مسلموں کے مخالف اسلام، حاکم کی اجازت اور خوشنودی سے، شعائر اسلام کے ادا کرنے کی اجازت سے، دارالاسلام نہ ہوگا۔

حاصل یہ کہ مقصد ان شروط مذکورہ بالا سے، امام صاحب کے نزدیک اور شرط واحد اجراء حکم اسلام سے، صاحبین کے نزدیک وہی اہل اسلام کا غلبہ اور قوت و شوکت ہے، اگرچہ یہ قوت و شوکت جزوی طور پر ہو۔ کوئی فقیہ نہیں فرماتے کہ کافروں کے ملک میں، اگر کوئی شخص ان (کافروں) کی صراحت یا دلالت اجازت سے، شعائر اسلام ظاہر کرتا ہے، [ان پر عمل کرتا ہے] تو اس سے وہ ملک دارالاسلام ہو جاتا ہے، ہرگز نہیں! اس لئے یہ بات فقہ و فتنہ سے دور ہے۔

جب یہ مسئلہ واضح ہو گیا، اب ہندوستان کے حال پر غور فرمائیں، کہ یہاں کافروں اور عیسائیوں کے احکامات کس قوت اور غلبہ کے ساتھ ہیں! اگر کوئی فکٹر بھی حکم دیدے، کہ مسجدوں میں جماعت کی نماز ادا نہ کریں، کوئی شخص غریب امیر اس کی ہمت نہیں رکھتا، کہ نماز ادا کر سکے۔ اور یہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا ادا ہونا اور فتنی طور پر، ان کی ادائیگی کا حکم ہو جانا، صرف ان (انگریزوں وغیرہ) کے قانون کی وجہ سے ہے، کہ انہوں نے رعایا کے لئے یہ حکم جاری کر رکھا ہے، کہ ہر شخص اپنے دین کے مطابق عمل کرے، سرکار کو اس سے کچھ لینا دینا نہیں، اور مسلمانین اسلام کا دیا ہو، جو امن تھا، اس کا تو اب نام و نشان بھی باقی نہیں۔ کون عقل مند اس کو مانتا ہوگا کہ وہ امن (اور اجازت) جو شاہ عالم نے دیا تھا، ہم اب بھی اس معاہدہ امن کے تحت آرام سے بیٹھے ہیں، بلکہ یہ (ایک) نیا ضبط امن ہے، جو کافروں سے حاصل ہوا ہے، اور اسی امن (و انتظام) کے تحت، تمام قومیں ہندوستان میں قیام پذیر ہیں۔

جہاں تک ایسے علاقے کا دارالاسلام سے ملے ہوئے ہونے کا تعلق ہے، تو یہ ملکوں اور بڑے علاقوں میں شرط نہیں۔

بلکہ چھوٹی بستیوں اور شہروں کے لئے یہ شرط کی گئی ہے۔ اور مدد ملنے سے سہولت سے مدد ماننا مراد ہے، اور کون کہہ سکتا ہے کہ اگر کابل کے حکمران کی یا خلیفہ مسلمین [ترکی] کی مدد آجائے تو مسلمان کافروں کو ہند سے نکال دیں گے، ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کا نکال دینا بہت دشوار ہے، مستقل جہاد و جنگ، اور بہت سامان (وائنظامات) کو چاہتا ہے۔ بہر حال کافروں کا ہندوستان پر تسلط اس درجہ کا ہے کہ، کسی وقت بھی کافروں کو دارحرب پر، اس سے زیادہ تسلط (اور قبضہ) نہیں ہوا جیسا یہاں ہے [اور یہاں مراسم اسلام کا ادا کرنا، صرف ان کی اجازت سے ہے، اور (ہندوستان میں) مسلمانوں سے زیادہ کمزور ہے بس، ان کی رعایا میں کوئی نہیں ہے، کہ ہندوؤں کو بھی کسی قدر اعتبار حاصل ہے، مگر مسلمانوں کی کچھ وقعت نہیں ہے، ہاں البتہ ٹونک، رامپور اور بھوپال وغیرہ میں، کہ وہاں کے حاکم [نواب] کافروں کے احکامات سے دبے ہوئے ہونے کے باوجود، اپنے احکامات جاری رکھتے ہیں۔ اس لئے ان ریاستوں اور مقامات کو، دارالاسلام کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ رہنما وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

اب بعد سلام مسنون! یہ ہے کہ، اگر اس تحریر سے آپ کو اطمینان حاصل ہو جائے، تو مراد حاصل ہے، ورنہ بندہ کو معذور سمجھیں۔ چوں کہ میں لمبی تحریر سے معذور ہوں، (اس لئے) اسی مسودہ کو (آپ کے پاس) بھیجتا ہوں، امید کہ نقل کے بعد اس کو (واپس) بھیج دیں گے، کیوں کہ بعض لوگ یہاں بھی اس کی نقل کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فقط والسلام

۷ شوال ۱۳۱۰ھ (۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com



## بارہواں باب

## کتاب العلم والتحقیق

## تجوید و قرأت اور متعلقات قرآن کریم

(۸۶۶) رَزُّهَا اللّٰهُ مَدَّہ، یا نہیں؟ (۱) رَزُّهَا کے بعد جو حمزہ اللہ کا واقع ہے، تو قاعدہ مد

کا یہاں موجود ہے، مگر بسبب وقف کے مد نہیں لکھتے۔ سو اگر یہاں وقف نہ کرے تو مد ہونا چاہئے، ورنہ نہیں۔ شاید اس ہی وجہ سے مد کا لکھنا بعض مصاحف میں ہوا ہے، ورنہ یہاں کسی محف میں بندہ نے نہیں دیکھا۔ فقط

(مکتوب ۳۲، بنام مولانا خلیل احمد صاحب۔ قلمی)

(۸۶۷) لایلف میں لام کے بعد الف کیوں نہیں لکھا گیا؟ سوال: لایلف میں جو سورہ

قربش میں دو آیت ہیں، اس لفظ میں لام کے بعد الف کیوں نہیں لکھا جاتا، اکرام و ایمان وغیرہ میں جب الف لکھا گیا، تو ایلف میں کھڑی زیر پر کیوں اکتفاء کیا؟

جواب: قرآن کی رسم خط موافق قاعدہ و مقرر کے نہیں ہے، لہذا مصحف عثمانی میں جس طرح مرقوم ہے، اس طرح لکھا جاتا ہے، اور اس کے خلاف کو ترموہ [کہا گیا ہے] پس تمام قرآن شریف کے رسم خط کو ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۰)

(۸۶۸) سورہ کہف میں شئیء شئیء کیوں لکھا جاتا ہے؟ سوال: لفظ شئیء تمام

قرآن میں بیسے تحتانی موجود ہے، سورہ کہف کے چوتھے رکوع کے اول [ولا تغولن کشائیء ائنی فاعل] میں بجائے یہ تے تحتانی کے، چند مصاحف میں الف لکھا گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی وجہ بھی اوپر معلوم ہو چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۰)

(۱) اسورۃ العنکبوت آیت ۶۰ ہے "وکیس من دابة لا تعلم رزقہا اللہ برزقہا وایاکم وهو السميع العليم" (رزقہا) پر وقف کیا جائے اور اذیت الگ پڑھا جائے تو مد نہیں ہوگا اور نہ ہوگا۔

(پان پوری)

(۸۶۹) سورہ فتح کے پہلے رکوع میں عَلَیْہِ پُرپیش کیوں ہے؟ مسئلہ: یہ کہ سورہ فتح کے

پہلے رکوع کے آخر میں، عَلَیْہِ (۱) کے ہائے ضمیر کو پیش کس واسطے پڑھا جاتا ہے، حالانکہ اور سب مثالوں میں زیر موجود ہے۔

جواب: یہ قرأت اور وَمَا أَنشَأْنِي إِلَّا الشَّيْطَانُ الخ کی قرأت حفص کی ہے قراء کے قاعدے میں کسی کو دخل

نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲)

(مجموعہ فرخ آبادی ص ۵۰)

(۸۷۰) ضاد کا صحیح مخرج اور تلفظ کیا ہے؟ سوال: ضاد مجمر مشتبہ الصوت جاء تجمہ ہے، یا

دال مہملہ، صحیح تلفظ کیا ہے؟

جواب ہر دو مسائل (۳) کا مدلل بدلائل شرعیہ ایسا ارقام فرمایا جائے، تاکہ کسی کو جانے اعتراض معقول باقی نہ

رہے۔ بینوا تو جروا۔

جواب: ضاد تجمہ نہ دال پڑ ہے اور نہ طاء ہے، بلکہ جدا حرف ہے، کہ سننے [سمجھنے] سے آتا ہے۔ پس جو لوگ اس

کو ٹا پڑھتے ہیں غلط کرتے ہیں، اور جو دال پڑھتے ہیں وہ بھی اس لفظ کے ادا کرنے میں خطا کرتے ہیں، مگر بہر حال حرف

بنسبت دال کے طاء سے قریب ہے۔ پس جو شخص استادوں [کذا] قرأت سے درست کر لیوے، بہتر ہے، اور نہ اس طرح

پڑھے کہ طاء نہ ہو جائے، اور دال بھی نہ ہو، سننے والا جان لیوے کہ ضاد پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۷-۱۹۸)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[نوٹ: ایک ضروری مسئلہ: ض، و، ظ۔ ہر سہ حروف جدا گانہ ہیں، پس؟ ضمیر وہم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

(۸۷۱) تحقیق قرأت ضاد: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کہ دو

شخص عامی ہیں، ایک حرف (ض) کو (ظ) پڑھتا ہے اور ایک (و) مخمّر پڑھتا ہے، اور جو بجائے ضاد، ظا، پڑھتا ہے، یہ کہتا

ہے کہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ [نے] کیا کیے سعادت کی چوتھی فصل میں لکھا ہے:

ترجمہ: ضاد اور ظا کے درمیان فرق ظاہر کرے،

کہ فرق میان ض و ظ بجا آورد، اگر نتواند، روا

اگر نہ کرے تب بھی جائز ہوگا۔ (ت نور)

باشد (۴)

(۱) وَغَنِ أَوْفَىٰ بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ اللّٰهُ فَيَسُوْا لِيْهِ اٰخِرًا عَظِيْمًا (الفتح: ۱۰)

(۲) ”ہو“ اور ”ہ“ ایک ضمیر ہیں اور ضمہ پڑتی ہیں، کیونکہ تمام ضمیریں مثنیٰ ہیں، مگر ”ہ“ سے پہلے زیر آئے جیسے بی سائیں آئے تو وہ پڑ پڑتا ہے، مگر اس قاعدہ

سے یہ دو آیتیں مستثنیٰ ہیں، ایک علیہ اللہ دوسری انسانیہ۔ ان دونوں جگہوں میں حفص کی قرأت میں واصل اعراب ہے۔ دونوں صورتوں میں و سے پہلے

ساکن ہے، پھر پہلی صورت میں ی سے پہلے زیر ہے اور دوسری صورت میں ی سے پہلے زیر ہے۔

(۳) میں دو مسئلے مذکور تھے، یہاں ایک مسئلہ سوال میں سے لیا گیا ہے۔ دوسرا مسئلہ اپنے موقع پر ملجود آئے گا۔ (نور)

(۴) کیا کیے سعادت میں ۵ فصل چہارم در نماز (مطبع احمدی دہلی ۱۳۶۹ھ)

اور تفسیر کبیر میں ہے:

فثبت بما ذكرنا ان المشابهة بين الضاد  
والطاء شديدة وأن التمييز عسر، وإذا ثبت  
هذا فنقول لو كان هذا الفرق معترا لوقع  
السؤال عنه في زمان رسول الله ﷺ وفي  
أزمة الصحابة، لاسيما عند دخول العجم  
في الإسلام، فلما لم يتقل وقوع السؤال عن  
هذه المسئلة البتة، علمنا أن التمييز بين  
هذين الحرفين ليس في محل التكليف انتهى  
بلفظه (۱)

ترجمہ: جو ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا، کہ ضاد  
اور طاء میں بہت زیادہ مشابہت ہے اور دونوں کا باہمی  
امتیاز دشوار ہے، اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ہم کہتے ہیں  
کہ اگر یہ فرق معتبر (اور لائق توجہ) ہوتا، تو اس کے متعلق  
عہد نبوی میں سوال کیا جاتا، خصوصاً غنیموں کے اسلام  
میں داخل ہونے کے وقت۔ پس جب ان کا اس قسم کا  
کوئی سوال آقا نہیں، اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان  
دونوں حروف میں فرق اور تمیز کرنے کا مکلف نہیں بنایا  
گیا۔ (ت۔ نور)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عاری کے واسطے ضاد کو مین ظاہر دینے کی اجازت ہے، جب نکال نہ سکے اور فرق  
نہ کر سکے، اور دال مثمہ والا، کوئی دلیل بجز روایت عام کے نہیں دے سکتا کہ جو اکثر جہلا میں واقع ہے۔ اور ظا وال کہتا ہے  
کہ دال مثمہ والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جب اس حرف کا کہ ضاد ہے اشتباہ ظا کے ساتھ ثابت ہوا، جیسا کہ  
درجی میں مقدمات الصلوٰۃ میں ہے:

الا ما يشق تمييزه كذا الضاد والطاء  
فاكثرهم لم يفسدها الخ (۲)

ترجمہ: مگر وہ جن کی پہچان اور (ان میں باہم) امتیاز  
مشکل ہو، جیسے ضاد کی ظا کے ساتھ، تو اکثر علماء کی رائے  
میں اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت۔ نور)

اور عالمگیری میں زلّۃ القاری میں ہے:

وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا  
بمشقة كالطاء مع الضاد والصاد مع السين (۳)

ترجمہ: اور اگر دونوں حروف میں فرق ممکن نہ ہو مگر مشقت  
سے ایسے ظا کا ضاد سے اور صاد کا سین سے۔ (ت۔ نور)

(۱) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱ (۲) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱ (۳) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱

(۲) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱ (۳) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱

(۳) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱ (۴) تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۱



اور اسی طرح کی عبارت فتح القدیر وغیرہ (من کتب الفقہ) میں واقع ہے، تو ان سے معلوم ہوا کہ ضاد اور ظا میں بہت مشابہت ہے، اسی واسطے ان دونوں میں فرق کرنے میں بہت مشقت ہے، ورنہ اگر دال منظمہ کہا جائے، تو فرق میں کیا مشقت ہے، بلکہ بہت سہل ہے، جیسے ج اور ص میں سہل ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز کی جلد اخیر میں لکھا ہے:

قراء این دیار چنین خوانند، کہ نہ بجائے ض، ض اس علاقہ کے قاری اس طرح پڑھتے ہیں، کہ نہ ضادی معلوم می شود و نہ بجائے ظ، ظ۔ انتہی بحاصلہ (۱)

جگہ ضاد معلوم ہوتا ہے، نہ ظ کی جگہ ظ۔ (ت۔ ن)

اور مفتی عنایت احمد صاحب نے ”البيان الجزيل“ (۲) میں لکھا ہے، کہ ایک بلائے عظیم اس زمانے میں پھیلی ہے کہ ضاد کو دال منظمہ پڑھتے ہیں، اور مولوی محمد یعقوب صاحب ابن مولوی مملوک علی صاحب نے فتویٰ دیا، اس پر کہ یہ حرف مشابہ ساتھ ظ کے ہے، نہ دال کے، تو جب اس حرف کا کمال اشتباہ ظ کے ساتھ ثابت ہوا، اور عامی کے واسطے شارع کی جانب سے اجازت و رخصت بوقت عجز کے، اداء اصل سے ظ پڑھنے کی ثابت ہوئی، جیسا کہ تفسیر کبیر سے معلوم ہوا، تو جو کوئی قصد غلط پڑھے گا، اس کی نماز نہ ہوگی! تو فرمائیے کہ حق پر کون ہے؟

**جواب:** مکرر! اس فضول بحث میں بندہ پڑنا نہیں چاہتا، مگر آپ کا اصرار ہوا، تو اپنا عندیہ ظاہر کرتا ہوں، کہ ضاد کو اپنے مخرج کے ساتھ ادا نہ کرنے سے خراب ہونے والے دو فریق ہیں ایک وہ جو بجائے ضاد کے ظا پڑھتے ہیں، تو یہ صاف ظاہر اور مسلم آپ کا ہے، کہ تبدیل حرف بجائے حرف اس میں ہوتی ہے، پس اگر یہ امر معذور سے بلا اختیار ہوتا ہے، کہ ارادہ ضاد کا اپنے مخرج سے کرتا ہے، مگر ادا نہیں ہو سکتا، تو نا تعلیم معذور ہے، اس میں بحث نہیں۔ اور جو عمد الیہا کرتا ہے تو لاریب! تحریف و تبدیل کلام اللہ کی ہے، کیونکہ ضل کے معنی مبائن ظل کے ہیں، اور ظفر کے معنی مخالف ضفر، اضماف، اس کے پس اگر تبدیل معنی سے تحریف نہ ہووے گی، تو کیا ہووے گی؟ پس نہ معلوم کہ کس طرح کوئی مجوز اس کا ہووے گا، تو لازم ہے کہ نماز فاسد ہووے۔

دوسرا فریق جو ضاد کو دال پڑھتا ہے، تو واضح ہے کلام عرب میں، دال منظم کوئی حرف نہیں، اور حرف ہجا اقیس میں، کوئی حرف دال پر نہیں، اور نہ دال پر خود حرف دال ہے، کیونکہ دال سے یہ دال پر جدا گانہ ہر طرح سے ہے، پس دال پر محض تعبیر ہے، اس ضاد سے کہ کنارہ زبان کا اضر اس سے نہ ملا، اس کے ادا میں اور زبان اطباق میں، تا لو کے ساتھ شدت لگ گئی، پس یہ فی الحقیقت دال

(۱) تفسیر عزیزی پارہ ۴۴ تحت قواعد تعالیٰ و ماہی علی الغیب، فضیلین (سورۃ التکویر آیت ۲۳) (مطبع محمدی لاہور ۱۳۹۳ھ) [نور]

(۲) مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

”ایک بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہوئی ہے کہ ضاد کو بصورت دال کے پڑھتے ہیں، مشتبہ اصوات دال کا اسے رد یا ہے کہ دال نہیں، اور ہے۔ سو یہ بات جملہ کتب قرأت اور تفسیر فقہ کے خلاف ہے۔ سب کتابوں میں غش کا مشتبہ اصوات موقظ سے ثابت ہوتا ہے نہ دال سے۔ البیان الجزیل و مقصود القاری وغیرہ (چهار مسائل قرأت) ص ۵۰۳ (مطبع بہار کشمیر، لاہور ۱۳۹۹ھ) نیز شامل دست رس مکمل قرأت

[نور]

نہیں، ضد ہے، کہ نقصان کے ساتھ ناقص خرچ سے نفی ہے، سو ضادی ہوا۔ اور دال پر محض تعبیر و بیان ہے، کیونکہ دال پر کوئی حرف نہیں، یہ تبدیل حرف و تحریف کلمہ کا طریق درست ہووے، یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی ظا کو ذال پر ہے بلا تفاوت، کیونکہ ذال پر کوئی حرف ہے نہ ذال پر محض تعبیر ہے۔ لہذا دال پر پڑنے سے ابرتر تحریف کلام اللہ کی نہیں ہوئی، البتہ نقصان ادا ہوا ہے، سو جان کر ایسا پڑھنے سے شک نازیا ہے، کہ نقصان ادا و خراب ہے مگر یہ نہیں کہ تحریف ہو اور نماز کا فساد ہو، اور تغیر معنی کا پیدا ہو کر خرابی لاوے، جیسا کہ ضاد کو ظا پڑھنے میں یہ خرابی آتی ہے۔

کیونکہ ضل کے ظل پڑھنے میں، یہ شک و سامع جانتا ہے کہ کلام بدل گئے، معنی بدل کر کلام خراب ہو گیا اور ضل کو دال پڑھنے میں بھی ایسا ہی حکم ہے، مگر ضل کو بے دال پڑھنے میں ہر سامع جانتا ہے کہ شک و ضل ہی کہا ہے مگر نقصان ادا ہوا ہے تو اس طرح فساد معنی ہوا، اور کیوں کر نماز فاسد ہوئی، اور نقصان ادا سے بھی نماز جو ہے، تو تمام حروف میں یہی حال ہوگا اور سوائے اعمال تجوید کے کسی کی نماز نہ ہووے گی، حسب تحریر آپ کے کہیں تجوی کو ایسا حکم شرع میں نہیں دیا گیا، پس کمال ادا اور سب کا دشوار، اور نفس ادا کہ جس سے اشتراک حرفین کا رفع ہو جو ہے، کہ فلاں لفظ آجیا ہے، ضروری ہے، سو یہ ضد کو دال پر پڑھنے میں موجود ہے اور برتر تبدیل حرف نہیں ہوئی، کیونکہ دال پر کوئی حرف ہی نہیں، اور ظا پڑھنے میں ہرگز یہ امر نہیں، کیوں کہ تبدیل حرف ہے اور ضاد و ظا مشترک ہو کر تغیر معنی اور اشتباہ معنی دیتا ہے۔ ہر گاہ کہ انجام کو ظا کی اجازت ہے ہر عام سائل تو دال پر کی بطریق اولیٰ اجازت ہوئی، کیونکہ تبدیل سے نقصان ادا سہل ہے، جیسے تمام حروف میں ایسا ہی ہے۔ پس یہ رائے بندہ ہے، نا ابراہیم بغور و انصاف کوئی دیکھے تو قبول فرماوے۔ اور جو خدشات اس میں پیدا ہوتے ہیں، وہ اس ہی مجمل کے غور سے رفع کر سکتا ہے۔

اب سائل کے استدلال کا جواب نہ ور (ی) نہیں، مگر تجویز اس اشارت لکھتے ہوں، کہ فرصت تطویل نہیں، اور شعب میں مفید نہیں، انصاف میں حاجت نہیں۔

کیسے سعادت میں فرق ضاد و ظا کو آتے ہیں اور عاجز و معاف کرتے ہیں، یہ درست ہے، کہ گو خرچ ضاد و ظا کا جدا ہے مگر اشتراک صفات سے تیز و دشوار ہے، خود و خود و لکھی، دال پر بھی اول تو سہل نہیں، عوام سے ادا کر کے دیکھنا چاہئے، پھر اسکی تصریح نہ کرنے سے کہ دال پر کیا حال ہے، نفی جواز سہل و در صورت دال پر لازم نہیں آتی۔ اور وجہ نہ ذکر کرنے کی یہ ہے کہ دال سے اس کو بے شک ہر طرح بعد ہے خرچ میں بھی، صفات میں بھی، اس واسطے دال پر پڑھنے کا اس وقت حدود نہ تھیں اور یہ نقصان انگہ ذہن میں نہ آیا تھا، بسبب عدم وقوع کے۔ سو یہ بھی مسلم ہے کہ دال سے ضاد کو بعد ہے اور ظا سے بسبب اشتباہ صفات کے قرب ہے، مگر نفی دال پر کی دوتے کے بسبب، بسبب نقصان ادا کے لازم نہیں آتی۔





نہیں، پھر کہا کہ وہی القراءۃ یومیا للتحسانیۃ اور اس قرأت پر اُمر فاضل ضمیر سامع کی ہو تو بھی رویت بصری ہے اور سب معنی مثل سابق کے ہوں گے، اور جو الدین ظلماً و فاضلاً بنو، تو اب رویت صحیحی کہتے ہیں، اُمر جانتے، ظالموں اور ان النّفۃ للہ کو قائم مقام و مغول کا اور اذیرون العذاب کو ظرف مثل سابق کے، بمعنی رویت بصری۔ پس معنی یہ ہوئے اُمر جانتے ظالمین، کہ قوت سب حق تعالیٰ کو ہے، وقت دیکھنے عذاب کے اور جواب مذوف۔ پس اذیرون العذاب کا ظرف ہو نا دشوار ہے اور یہی اس میں اشکال ہے۔

سواً راہ یرون العذاب کو مبدل منہ اور ان القوۃ کو اس کا بدل کر دیا جاوے، تو معنی درست ہو جاتے ہیں، اس طرح اگر جانے ظالم وقت دیکھئے عذاب کو، اس کو کہ قوت سب حق تعالیٰ کو ہے اور اس کا عذاب شدید ہے، تو اور اس کو کہ جواب محذوف ہے، اب کچھ حد نہیں اور دوسری توجہ بھی ممکن ہے، نفیم کو یہی کافی ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۷۹-۱۸۰)

[illegible]

(مجموعہ کلاں ص: ۱۸۰)

من الآيات حال اور نفلہ حال وعاملہ مافی ذلک من معنی الاشارة، الخ (۱)

(۸۷۵) عن اليمين والشمائل میں یمن مفرد اور شمال جمع کیوں ہیں؟ اور آیت یتفقوا

الغ میں وجوہ جمع شامل وافر و یحییٰ کی تفسیر کبیر میں مذکور ہیں (۲) کہیں سے طلب کر کے دیکھ لیوں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یحییٰ نے جانب مشرق کو قرار دیا ہے، سو محض غل واحد ہے اور بچہ مغرب کی طرف جانے میں، بدلتا چلا جاتا ہے، لہذا شامل کو جمع فرمایا ہے۔

اور چرنی تقریر آیت شہادۃ بینکم (۳) کی لکھ نہیں سکتا ہوں، اور حق یہ ہے کہ یہ بھی جو لکھا ہے خوب بسط اس کی زبانی جو سکتی ہے ترجمہ میں، سبب عدم فرصت نہایت قاصر ہوں، لکھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ فقط والسلام  
اور سب احباب کو سلام مسنون فرمادیں۔  
(مجموعہ کلاں، ص ۱۸۰)

(١) (آل عمران- ٥٨) الجلالين ٥٢

١٠١- تصحيح طبعته عن المصنف والشمائل لسعد الله ولحقه واحزون (٣٩٠ نكس) تميم بزي ٣٣٣ هـ ٣٩٠ ج ٣٠ (نكس طبع تقديمه وادامه)  
 لا اشراف على يد وفت (١٠١)

[illegible]

[ 103 ]

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث









**جواب:** کراہت کسی حدیث میں ثابت نہیں، بلکہ یہ ہے کہ (اکثر) ایسے پڑھنے میں فہم تام حاصل نہیں ہوتا اور پھر اس میں ثواب [نہیں] جگہ کراہت ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔  
(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۱)

**(۸۸۵) قرآن پاک پڑھاتے ہوئے تسبیح اور ذکر میں مشغول ہونا؟ سوال: قرآن پڑھاتے ہوئے تسبیح و تسبیح، اگر پڑھے جائیں جائز ہے، یا نہیں؟** مینواتو جروا

**جواب:** معلم قرآن پڑھانے میں مشغول (ہو) دوسرے کام میں نہ ہو۔ قرآن سے بہتر کوئی ذکر نہیں۔ فقط۔  
واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ المراقی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ غفرلہ

**(۸۸۶) اگر قرآن شریف ہاتھ سے گر جائے تو اس کے بدلہ میں صدقہ کرنا؟ سوال: قرآن مجید اگر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر جائے تو اس کے بدلے اس کے برابر غلہ صدقہ کرنا، کیسا ہے؟**

**جواب:** قرآن شریف کے زمین پر گر جانے کا کفارہ، غلہ مساوی دینا کہیں مذکور نہیں، جہلاء کا قاعدہ تراشیدہ ہے۔ البتہ اپنی غلطی پر توبہ کرنا، کچھ صدقہ کر دینا، بلا قید بہتر ہے۔ فقط

**(۸۸۷) قرآن کریم کی جلد کسی اور کتاب میں لگانا؟ سوال: بعض شخصوں نے قرآن مجید بوسیدہ اور دسٹی بیکار سمجھ کر، یا یوں سمجھ کر کہ شاید کوئی پڑھے، مسجد میں رکھ دیئے ہیں، اور فی الواقع وہ قرآن مجید ایسے ہی ہو گئے ہیں کہ بیکار رکھے ہوئے ہیں، اگر ان کی جلد کچھ کام کی ہو تو اس کو ان سے علیحدہ کرنا اور کسی کتاب میں لگالینا، غنی (المالدار) کو جائز ہے، یا نہیں؟**

**جواب:** قرآن شریف کی جلد کو باجائز مالک قرآن شریف میں لگا دینا جائز ہے اور کتاب میں لگانا نادرست۔  
واللہ تعالیٰ اعلم

**(۸۸۸) قرآن شریف پر سادہ ورق رکھنا؟ سوال: قرآن مجید پر کتاب یا کاغذ سادہ رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟**

**جواب:** کچھ نہ رکھے بے ادبی ہے، مگر قرآن کا ورق رکھنا درست ہے۔ بس

**(بدست خاص سوال ۵۷)**

(۱) روی عن عبد اللہ بن عمر وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یبق من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث رواہ الترمذی فی کتاب القرات رقم ۱۳ باب من جاء ان القرآن فزل علی سبعة اعراف ص ۱۹۰ حلیہم و رقم الحدیث: ۲۹۹۹ ت: کمال یوسف الحوت [ذوالکعبۃ العلمیۃ بیروت] نیز ترمذی کتاب مذکور باب مذکور ص ۱۲۳ فی ۲ کتاب ترمذیہ ۱۰۰ ج ۱۰۰ ص ۱۰۰ [نور]

(۸۸۹) اجرت دے کر ایصالِ ثواب کے

لئے یا تراویح میں قرآن شریف پڑھوانا؟

سوال: حافظ یا مولوی کا قرآن پڑھانے یا سنانے، یا پڑھوا کر مردوں کو ثواب بخشوانے کے واسطے، نوکر رکھنا یا کچھ دینا، کیسا ہے؟

جواب: قرآن شریف جو اجرت دیکر ثواب کے واسطے پڑھنا پڑھانا، جائز نہیں ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ہوگا، نہ پڑھوانے والے کو ثواب ہوگا۔ اسی طرح تراویح میں دینا، لینا، ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۹)

(۸۹۰) تراویح میں قرآن سننے میں بہر حال ثواب ہے: سوال: یہ کہ جب نماز میں

قرآن پڑھنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، تو ایسے شخص سے مقتدیوں کو قرآن سننے کا ثواب کس طرح ہوگا، کیونکہ وہ اگر اس طرح سننا مقوف کریں، تو قاری اس فعل حرام سے محفوظ رہے، پس گویا وہ لوگ اس گناہ کے کرنے میں، اس کی مدد کرتے ہیں؟

جواب: قرآن کا سننا بہر حال ثواب ہے، اس پر اجرت دینا برا ہو تو ہو، مگر اجرت لے کر پڑھنے پر ثواب نہیں،

(مجموعہ فرخ آباد ص ۲۳-۳۱)

(۸۹۱) ہندو کو آیات قرآنی کا تعویذ دینے کا حکم؟ سوال: اگر ہندو کو کوئی آیت قرآن مجید کی

لکھ کر تعویذ کر دے، تو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر بے ادبی کا اندیشہ نہیں تو درست ہے اور جو اندیشہ ہو تو درست نہیں۔

(بدست خاص، سوال ۱۵۲)

(۸۹۲) جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی

چڑھی ہوئی ہو اس کو بے وضو ہاتھ لگانا؟ سوال: جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز ہے، یا نہیں؟

(بدست خاص سوال ۳۱)

جواب: درست نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

حامداً مصلیاً و مسلماً، اما بعد!

(۸۹۳) قرآن شریف کی منسوخ اتلاوة آیتوں اور احادیث

قدسی کو جنابت کی حالت میں، یا بغیر وضو کے، چھونے کا حکم؟ عرض یہ ہے کہ احقر کے عریضہ کا جواب

تھا، یہ نہی، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرما دے۔ اب اپنی خیر وعافیت سے اطلاع دیجئے، غالباً اب تو صحت کامل ہو گئی ہوگی، میرا عریضہ اگر خدا نخواستہ کبھی زیادہ پریشانی کی حالت میں پہنچے، تو تحریر جواب کو تخفیف اور اطمینان پر مقوف فرمایا کیجئے۔ میں آپ کی اس تکلیف کا بہت ممنون اور مشکور ہوں کہ آپ میرے ہر عریضہ کا جواب بہت جلد تحریر فرمایا کرتے ہیں۔





(۹۰۲) حالات جنابت میں ذکر کی نیت سے تلاوت

کی نیت سے قرآن شریف پڑھنے میں کیا فرق ہے؟

درست نہیں، اس کا کیا مطلب ہوا؟ یعنی ذکر کی نیت کس طرح ہوتی ہے، اس کی تشریح چاہئے۔

جواب: ذکر کی نیت اُس آیت میں ہوتی ہے کہ تم کہے واسطے ہو، جیسا کہ ہم اللہ، یادِ عامہ کے واسطے پڑھتا

ہے، جیسے رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(بدست خاص سوال ۱۵۰)

(۹۰۳) فرشتوں کو قرآن پاک کے سننے کا شوق؟

سوال: یہ جو لکھا ہے کہ فرشتگان آدمیوں سے مشتاق سننے قرآن مجید کے ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں یہ صفت نہیں ہے، حالانکہ جبریل علیہ السلام دور کرتے تھے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے؟

جواب: اس مشہور کی کوئی اصل نہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ قرآن کا تلاوت کو شوق استماع ہے کہ اس کی برکات سے

وہ خوب واقف ہیں۔ فقط

(بدست خاص سوال ۳۱)

(۹۰۴) لوح محفوظ کا عرش سے اوپر ہونا ثابت نہیں! سوال: حامداً ومصلیاً ما بعد!

عرض یہ ہے کہ بہت دنوں سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہوئی، آپ اپنے مزاج کی کیفیت سے اطلاع دیجئے اور چند سوالات کا جواب تحریر فرمائیے۔ اور امیدوار ہوں کہ مرے سوالات کا جواب علیحدہ ورق پر تحریر فرمایا کیجئے، جیسے آپ پہلے تحریر فرمایا کرتے تھے، یوں کہ میں ناچینا اور مہذور ہوں، اور یہاں میں جن لوگوں سے لکھنے پڑھنے کا کام لیتا ہوں، وہ کم استعداد ہیں، طریقہ جدیدہ میں ان کو پڑھنا دشوار ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ صحیح حدیثوں میں ثابت ہے کہ لوح محفوظ عرش کے اوپر خدا کے پاس ہے (رواہ الشیخان) (۱) اور تمام قرآن کالوں محفوظ میں ہونا سورۃ بروج کی آخر آیت سے ظاہر ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ جو ام القرآن ہے اور آیت اکرسی جو آیتوں کی سردار ہے، یہ دونوں چیزیں بھی بدرجہ اولیٰ لوح محفوظ میں عرش کے اوپر ہیں، مگر آیت اکرسی کی فضیلت میں

(۱) ان لا یؤثر فیہا فیضی اللہ العلیّ کتب کتب عدہ علیہ اوفان - سبقت - رحمۃ غیبی فہو عدہ فوق العرش رواہ

لحدیث فی کتب التوحید، ص ۱۰۵ قولہ تعالیٰ علیہ قرآن مجید فی لوح محفوظ ص ۱۱۲ ح ۲ بحر حیدر

حر، ص ۹ ص ۱۲۹ ارفہ الحدیث ۵۵۳ مکتہ الریاض الحدیثیہ، الریاض ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۶ء [نور]



امام احمد نے روایت کیا ہے کہ وہ اس خزانہ میں سے نازل ہوئی ہے، جو عرش (۱) کے نیچے ہے اور اسی طرح سورہ فاتحہ اور سورہ کوثر اور خاتم سورہ بقرہ کے فضائل میں منقول ہے۔ اس فضیلت کو پہلے مضمون کے ساتھ ملانے سے، بظاہر عجیب تعارض معلوم ہوتا ہے، لہذا جواب ثانی کی ضرورت ہے۔

جواب : از بندہ رشید احمد غفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط آیا، بندہ اب بعد مدت کے صحت یاب ہوا ہے۔

جواب سوال یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ لوح محفوظ بالائے عرش ہے، (۲) نہ معلوم آپ کو کس نے یہ سنا دیا ہے۔ پس جب لوح کا بالائے عرش ہونا ثابت نہیں، تو کوئی تعارض نہیں، نہ جواب و توجیہ کی حاجت ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ۳۲-۳۶)

(۹۰۵) فرشتوں کو سہو و نسیان ممکن نہیں: سوال: فرشتوں میں سہو اور نسیان کا جائز یا ممتنع ہونا،

شریعت میں ثابت ہے، یا نہیں، اور ثابت ہے تو ثبوت کیا ہے؟

جواب: نسیان مرض ہے، مادہ ضعیف دماغ کے سبب اور ملائکہ اس سے پاک ہیں:

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ. نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور

وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔ (ترجمہ شریف)

(الآیۃ التحریم: ۶۱)

کا لفظ اس کو خود بیان کرتا ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ۳۹-۴۱)

(۱) یہ روایت مسند احمد کے حوالہ سے راقم کو نہیں ملی، مسند احمد کی روایت میں خواتم سورہ بقرہ اور دوسری آیتوں کا ذکر ہے۔ مگر مذکورہ سوال میں جس طرح چاروں آیتوں کا یکجا ذکر کیا گیا ہے وہ طبرانی اور ابوالشیخ کی روایت ہے، جس کو ضیاء نے بھی حضرت ابوامامہ سے نقل کیا ہے، کنز العمال میں ہے: اربع النزلت من کنز تحت العرش ام الكتاب وآية الكرسي وخواتم البقرة والکوثر. رواه الطبرانی وابو الشيخ والضياء عن ابی امامہ. کنز العمال ۵۵۸ ج ۱۔ رقم الحديث ۴۵۰۴۔ (بیروت: ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵م) [نور]

(۲) صحیحین کی جو روایت سائل نے ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: لما قضی اللہ المخلوق کتب کتاباً فہو عندہ فوق عرشہ: ان رحمۃی سبقت غضبی (مشکوٰۃ کتاب الدعوات ص: ۷-۲۰۶ جلد اول [عکس اصح المطابع رشیدیہ دہلی] نیز ص: ۹۳۴ جلد دوم رقم الحديث: ۲۳۶۳ ت: رمضان بن احمد بن علی، باب سعة رحمة اللہ. الفصل الاول [مکتبۃ التوبة دار ابن حزم بیروت: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ع] اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے: عندہ ای عندیة المکانة لا عندیة المکان، لتزہد عن سمات الحدثان، ج: ۵ ص: ۱۵۱، [مکتبۃ امدادیہ، ملتان مغربی پاکستان بلائسنہ] یعنی عرش کے اوپر ہونے کا مطلب بلند مرتبہ میں ہونا ہے، جگہ کے اعتبار سے عرش پر ہونا مراد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ، مخلوق کی صفات سے منزہ ہیں اور حضرت گنگوئی نے کتاب سے لوح محفوظ مراد نہیں لی، بلکہ ایک پرچہ مراد لیا ہے جس میں ان رحمۃی سبقت غضبی لکھا ہوا ہے، جیسا کہ آگے صفحہ نمبر ۳۰ پر آ رہا ہے۔ پس لوح محفوظ عرش کے نیچے ہوگی۔ (یا من پوری)

(۹۰۶) عشاء کے بعد سورہ دخان اور سورہ ملک سوال : بعد نماز عشاء سورہ سجده، دخان، (و) ملک نماز میں یا بغیر نماز کے پڑھنا، کیا بہتر ہے؟ بدست وظیفہ نوافل میں پڑھے تو افضل ہے یا نہیں؟

جواب : نوافل میں سورہ دخان و سورہ ملک کا پڑھنا بعد عشاء کے افضل ہے، خارج صلوٰۃ پڑھنے سے مگر بدیں وجہ کہ ان سورتوں کا پڑھنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج صلوٰۃ ثابت ہوا ہے، بایں وجہ خارج صلوٰۃ پڑھنا اولیٰ ہے، اتباعاً بفعله علیہ الصلوٰۃ والسلام فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱)  
(مجموعہ کلاں ص: ۱۳۳-۱۳۵)

(۹۰۷) اعراف کی حقیقت؟ سوال : سورہ اعراف میں آیت

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رَحَاٌ  
أُورِثُوا مِنْ قَبْلُ يَكُونُونَ لَهَا  
وَيُحْمَلُونَ فِيهَا الْمَوْتَىٰ  
وَهُنَّ يَتَخَفَتْنَ عَلَيْهَا  
وَهُنَّ يَضَعْنَ عَلَيْهَا الْمَوْتَ  
وَهُنَّ يَتَخَفَتْنَ عَلَيْهَا  
وَهُنَّ يَضَعْنَ عَلَيْهَا الْمَوْتَ

(الاعراف: ۴۶) نشانی سے (ترجمہ شاہنہد)

ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جب کہ اعراف ایسی جگہ ہے کہ جہاں بہشت کی بہار اور دوزخ کی نار، دونوں پہنچتی ہیں، کیونکہ دونوں کے درمیان ہے تو وہاں کے ساکنان خود تو عذاب سے مامون نہیں اور لوگوں کو کیوں کر پہنچا نہیں گئے، کہ یہ بہشتی ہے اور وہ دوزخی ہے؟

جواب : ہمارے گھر میں اور پڑوسی کے گھر میں دیوار حائل ہے، ایک گھر کا حال دوسرے کو معلوم نہیں، مگر جو دونوں گھروں کے مابین ایک ایسا اونچی مکان ہو یا دیوار ہو، کہ دونوں طرف دونوں کا حال دیکھ سکے، تو کون اشکال ہے۔ ایسا ہی مابین جنت و دوزخ کے اعراف دیوار بلند ہے۔

(۹۰۸) ساکت و ناطق میں تعارض نہیں ہوتا، مثبت و نافی میں ہوتا ہے: مسئلہ: ترمذی (۲)

نہ سورہ طلاق کی تفسیر چوتھیں تکمیلی، البتہ سورہ حدید کی تفسیر میں ذکر کیا ہے، کہ سات زمینیں آپ نے شام فرمائیں، اور ساتویں (۱) مٹی، زمینیں ہیں اور سات جہاں سے اعراف سے اعراف میں ہوتے ہیں جنت ہے، اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، دوسری اعراف جنت کی جنت ہے اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، تیسری جہاں سے اعراف میں ہوتے ہیں جنت ہے، اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، چوتھی جہاں سے اعراف میں ہوتے ہیں جنت ہے، اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، پانچویں جہاں سے اعراف میں ہوتے ہیں جنت ہے، اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، چھٹی جہاں سے اعراف میں ہوتے ہیں جنت ہے، اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، ساتویں جہاں سے اعراف میں ہوتے ہیں جنت ہے، اس جہاں سے نماز میں پڑھنا افضل ہے، (۲) ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب من سورۃ الحدید، رقم الحدیث: ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵، ۳۷۳۶، ۳۷۳۷، ۳۷۳۸، ۳۷۳۹، ۳۷۴۰، ۳۷۴۱، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، ۳۷۴۶، ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، ۳۷۵۰، ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، ۴۳۹۵، ۴۳۹۶، ۴۳۹۷، ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ۴۴۰۳، ۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ۴۴۰۶، ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، ۴۴۰۹، ۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ۴۴۱۲، ۴۴۱۳، ۴۴۱۴، ۴۴۱۵، ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، ۴۴۱۸، ۴۴۱۹، ۴۴۲۰، ۴۴۲۱، ۴۴۲۲، ۴۴۲۳، ۴۴۲۴، ۴۴۲۵، ۴۴۲۶، ۴۴۲۷، ۴۴۲۸، ۴۴۲۹، ۴۴۳۰، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۳۴، ۴۴۳۵، ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۳۸، ۴۴۳۹، ۴۴۴۰، ۴۴۴۱، ۴۴۴۲، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۴۴۴۵، ۴۴۴۶، ۴۴۴۷، ۴۴۴۸، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۴۴۵۱، ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ۴۴۵۹، ۴۴۶۰، ۴۴۶۱، ۴۴۶۲، ۴۴۶۳، ۴۴۶۴، ۴۴۶۵، ۴۴۶۶، ۴۴۶۷، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۴۷۰، ۴۴۷۱، ۴۴۷۲، ۴۴۷۳، ۴۴۷۴، ۴۴۷۵، ۴۴۷۶، ۴۴۷۷، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، ۴۴۸۱، ۴۴۸۲، ۴۴۸۳، ۴۴۸۴، ۴۴۸۵، ۴۴۸۶، ۴۴۸۷، ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۲، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۴۴۹۵، ۴۴۹۶، ۴۴۹۷، ۴۴۹۸، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، ۴۵۰۳، ۴۵۰۴، ۴۵۰۵، ۴۵۰۶، ۴۵۰۷، ۴۵۰۸، ۴۵۰۹، ۴۵۱۰، ۴۵۱۱، ۴۵۱۲، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۱۵، ۴۵۱۶، ۴۵۱۷، ۴۵۱۸، ۴۵۱۹، ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، ۴۵۲۲، ۴۵۲۳، ۴۵۲۴، ۴۵۲۵، ۴۵۲۶، ۴۵۲۷، ۴۵۲۸، ۴۵۲۹، ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ۴۵۳۲، ۴۵۳۳، ۴۵۳۴، ۴۵۳۵، ۴۵۳۶، ۴۵۳۷، ۴۵۳۸، ۴۵۳۹، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، ۴۵۴۳، ۴۵۴۴، ۴۵۴۵، ۴۵۴۶، ۴۵۴۷، ۴۵۴۸، ۴۵۴۹، ۴۵۵۰، ۴۵۵۱، ۴۵۵۲، ۴۵۵۳، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۴۵۵۶، ۴۵۵۷، ۴۵۵۸، ۴۵۵۹، ۴۵۶۰، ۴۵۶۱، ۴۵۶۲، ۴۵۶۳، ۴۵۶۴، ۴۵۶۵، ۴۵۶۶، ۴۵۶۷، ۴۵۶۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۴۵۷۳، ۴۵۷۴، ۴۵۷۵، ۴۵۷۶، ۴۵۷۷، ۴۵۷۸، ۴۵۷۹، ۴۵۸۰، ۴۵۸۱، ۴۵۸۲، ۴۵۸۳، ۴۵۸۴، ۴۵۸۵، ۴۵۸۶، ۴۵۸۷، ۴۵۸۸، ۴۵۸۹، ۴۵۹۰، ۴۵۹۱، ۴۵۹۲، ۴۵۹۳، ۴۵۹۴، ۴۵۹۵، ۴۵۹۶، ۴۵۹۷، ۴۵۹۸، ۴۵۹۹، ۴۶۰۰، ۴۶۰۱، ۴۶۰۲، ۴۶۰۳، ۴۶۰۴، ۴۶۰۵، ۴۶۰۶، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۴۶۰۹، ۴۶۱۰، ۴۶۱۱، ۴۶۱۲، ۴۶۱۳، ۴۶۱۴، ۴۶۱۵، ۴۶۱۶، ۴۶۱۷، ۴۶۱۸، ۴۶۱۹، ۴۶۲۰، ۴۶۲۱، ۴۶۲۲، ۴۶۲۳، ۴۶۲۴، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶، ۴۶۲۷، ۴۶۲۸، ۴۶۲۹، ۴۶۳۰، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۳۳، ۴۶۳۴، ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۴۶۳۷، ۴۶۳۸، ۴۶۳۹، ۴۶۴۰، ۴۶۴۱، ۴۶۴۲، ۴۶۴۳، ۴۶۴۴، ۴۶۴۵، ۴۶۴۶، ۴۶۴۷، ۴۶۴۸، ۴۶۴۹، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۴۶۵۲، ۴۶۵۳، ۴۶۵۴، ۴۶۵۵، ۴۶۵۶، ۴۶۵۷، ۴۶۵۸، ۴۶۵۹، ۴۶۶۰، ۴۶۶۱، ۴۶۶۲، ۴۶۶۳، ۴۶۶۴، ۴۶۶۵، ۴۶۶۶، ۴۶۶۷، ۴۶۶۸، ۴۶۶۹، ۴۶۷۰، ۴۶۷۱، ۴۶۷۲، ۴۶۷۳، ۴۶۷۴، ۴۶۷۵، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۴۶۷۹، ۴۶۸۰، ۴۶۸۱، ۴۶۸۲، ۴۶۸۳، ۴۶۸۴، ۴۶۸۵، ۴۶۸۶، ۴۶۸۷، ۴۶۸۸، ۴۶۸۹، ۴۶۹۰، ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ۴۶۹۳، ۴۶۹۴، ۴۶۹۵، ۴۶۹۶، ۴۶۹۷، ۴۶۹۸، ۴۶۹۹، ۴۷۰۰، ۴۷۰۱، ۴۷۰۲، ۴۷۰۳، ۴۷۰۴، ۴۷۰۵، ۴۷۰۶، ۴۷۰۷، ۴۷۰۸، ۴۷۰۹، ۴۷۱۰، ۴۷۱۱، ۴۷۱۲، ۴۷۱۳، ۴۷۱۴، ۴۷۱۵، ۴۷۱۶، ۴۷۱۷، ۴۷۱۸، ۴۷۱۹، ۴۷۲۰، ۴۷۲۱، ۴۷۲۲، ۴۷۲۳، ۴۷۲۴، ۴۷۲۵، ۴۷۲۶، ۴۷۲۷، ۴۷۲۸، ۴۷۲۹، ۴۷۳۰، ۴۷۳۱، ۴۷۳۲، ۴۷۳۳، ۴۷۳۴، ۴۷۳۵، ۴۷۳۶، ۴۷۳۷، ۴۷۳۸، ۴۷۳۹، ۴۷۴۰، ۴۷۴۱، ۴۷۴۲، ۴۷۴۳، ۴۷۴۴، ۴۷۴۵، ۴۷۴۶، ۴۷۴۷، ۴۷۴۸، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۱، ۴۷۵۲، ۴۷۵۳، ۴۷۵۴، ۴۷۵۵، ۴۷۵۶، ۴۷۵۷، ۴۷۵۸، ۴۷۵۹، ۴۷۶۰، ۴۷۶۱، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، ۴۷۶۴، ۴۷۶۵، ۴۷۶۶، ۴۷۶۷، ۴۷۶۸، ۴۷۶۹، ۴۷۷۰، ۴۷۷۱، ۴۷۷۲، ۴۷۷۳، ۴۷۷۴، ۴۷۷۵، ۴۷۷۶، ۴۷۷۷، ۴۷۷۸، ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، ۴۷۸۱، ۴۷۸۲، ۴۷۸۳، ۴۷۸۴، ۴۷۸۵، ۴۷۸۶، ۴۷۸۷، ۴۷۸۸، ۴۷۸۹، ۴۷۹۰، ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۷۹۴، ۴۷۹۵،





یہ کہ شب کو وہ خود شکی طواف کرنے میں اور اس وقت تک کہ وہ پھر بھی نہیں اٹھتا ہے ان سے کہی جاسکتا ہے اور یہاں تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

جواب : بقلم مولوی ابوالکلام عظیمی (۱) کہ فراموشی کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

الطواف والاعمال اور غیرہ میں اس کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

(۹۱۲) حدیث لا یقبل قرضی کے معنی؟ سوال : متعلق معی حدیث لا یقبل قرضی؟ جواب : بقلم مولوی ابوالکلام عظیمی (۱) کہ فراموشی کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

الطواف والاعمال اور غیرہ میں اس کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

(۹۱۳) علماء یعنی کاتبیہ بنی اسرائیل کا مفہوم؟ سوال : علماء یعنی کاتبیہ بنی اسرائیل کا مفہوم؟ جواب : بقلم مولوی ابوالکلام عظیمی (۱) کہ فراموشی کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

(۱) کاتبیہ بنی اسرائیل کا مفہوم (۱) کہ فراموشی کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

(۲) کاتبیہ بنی اسرائیل کا مفہوم (۱) کہ فراموشی کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔

(۳) کاتبیہ بنی اسرائیل کا مفہوم (۱) کہ فراموشی کے بعد اگر وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔ حق مثل الغضبہ میں اس کی اور فراموشی سے مراد کیا اس وقت تک کہ وہ اسے فراموش کر دے اور یہ بھی تھا۔









اغفر لی ان شئت کے یہ ہوتے ہیں کہ اگر تو چاہے تو بخش، اور یہ تعلیق دو معنی میں آتی ہے، یا یہ کہ میں یا کوئی اکراہ نہیں کرتا، اگر تیری خوشی ہے تو یہ امر کر دے، اور دوسرے معنی یہ کہ، مجھ کو کوئی ضرورت نہیں، تو چاہے دیدے، ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ پس فرمایا کہ اس طرح کے کلام مت بولو، کیونکہ اکراہ کا تو وہ محل ہے ہی نہیں، پس یہ شرط لغو ہے اور بے معنی، مگر موہم دوسرے معنی کی ہو کر، تیری بے رغبتی پر دال ہو جاوے گی اور تو شدت سے محتاج ہے، کہ بدون غفران کوئی چارہ ہی نہیں، تو تو جزا معرض کر، کہ بالضرور بخش!

سو حاصل یہ ہوا کہ وہاں کوئی اکراہ نہیں کر سکتا، تو ناچار یہ مشیت ہی وقوع تیری عرض کا ہوگا، تو شرط کا کہنا لغو ہوا اور تیری طلب میں وہم عدم حاجت کا پیدا ہوا، تو ایسے کلام دعاء میں کرنا اچھا نہ ہوا۔ فقط

(مکتوب حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مکتوب نمبر ۳)

(۹۲۰) حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے حجاج مراد ہے: سوال: ایک

کتاب (۱) میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے بے حرمتی کعبہ کی ہوگی، اگر یہ بات صحیح ہے، تو وہ مینڈھا کون ہے؟

جواب: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے، حجاج آیا تھا۔ فقط (بدست خاص ص ۳۵)

(۹۲۱) کیا اثر ابن عباس کی صحت پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے: اثر ابن عباس فی کل ارض آدم

کآدمکم الخ بعد تشہید آن بآیت۔

ترجمہ: جس نے بنائے سات آسمان (ترجمہ شیخ الہند) الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ الْآیَۃ (الملک-۳)

آیا قابلیت آں دارد کہ بر آن اعتقاد کردہ آید، و جمیع اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ از حشر و انبیاء و اسماء شان آمدہ محمول بایں طبقہ کردہ آید، و بمحوم آنہا لای ظن کردہ آید، یا چگونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خبر دادند از یک آدم و یک موسیٰ و یک ابراہیم و غیرہ دادہ، امتیاز و اقبال ایشان را دیدہ و بیان فرمودہ۔ اگر تعدد او آدم و غیرہ در واقع ثابت بود، سکوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے چیست؟ و نیز اعتقاد از نص قطعی حاصل می شود، و نیز ہر کہ ایں اثر حکماً مرفوع می فرماید، دلیل آں چیست؟ از ابن عباس اکثر ایں چنین اقوال در تفاسیری آیند کہ ما خود از اسرائیلیات یا از فقہ و تدبر خود می باشند، ایں ہم

(۱) یہ مسند احمد کی حدیث ہے، حضرت عثمان سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ مکہ میں قریش کا ایک مینڈھا کج روی کرے گا۔ (پان پوری) مسند احمد تحت مسند عثمان بن عفان ص ۶۳ جلد اول [دار الفکر ۱۳۹۸ھ] نیز مسند احمد ص ۳۶۳ جلد اول و رقم الحدیث ۳۶۱۱۔ شیخ احمد محمد شاہ، [دار الحدیث القاہرہ ۱۹۵۶ء] (نور)

اگر اس قبیل باشند چنانچہ۔ واز ابن کثیر نقلاً عن ابی ہریرۃ آمدہ: وهو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس، علی انہ اخذہ من الاسرائیلیات وذلك و امثاله اذالم یصح سندہ إلى المعصوم فهو مردود علی من قالہ۔

غرض اس فقیر را، در اعتقاد کردن بدین اثر یا حکما مرفوع گفتن تردد با است، و تاویل احادیث ظاہرہ عامہ بجز احتمال بعیدی بیند۔ امید کہ از تحقیق جناب رفع تردد گردد۔ و ما ذلک علی اللہ بعزیز! تو ترجمہ: اثر ابن عباس: ہر اک زمین میں آدم ہیں، تمہارے آدم (علیہ السلام) جیسے۔ اس آیت شریفہ کی گواہی کے بعد (جس نے بنائے سات آسمان)

کیا اس کی قوت و صلاحیت رکھتا ہے، کہ اس کا یقین کیا جائے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اطلاعات کو جو کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے مبارک ناموں کے متعلق آئی ہیں، صرف اسی طبقہ زمین کے لئے سمجھا جائے، اور اس (روایت) کے ہونے کا خیال نہ کیا جائے۔ یا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ خبر دی ہے، ان کے امتیاز اور بلند مرتبہ ہونے کو دیکھا جائے اور ذکر کیا جائے۔ اگر آدم (علیہ السلام) وغیرہ کا ایک سے زائد (متعدد ہوتا) ثابت تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے خاموشی (اعتیاد فرمانا) کس وجہ سے ہے۔

نیز عقیدہ نص قطعی سے متعین مقرر ہوتا ہے اور جو حضرت کہ اس اثر کو حکما مرفوع بھی فرماتے ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس سے منقول، ایسے اقوال اکثر تفسیروں میں آتے ہیں، جو کہ یا اسرائیلی روایتوں سے لئے گئے ہیں، یا اپنی سمجھا اور غور فکر سے ہوتے ہیں۔ یہ بھی اگر اسی طرح کا ہو، اس میں کیا الجھن ہے؟ (تفسیر) ابن کثیر میں حضرت ابو ہریرۃ کے حوالہ سے آیا ہے کہ: اگر اس کی نقل حضرت ابن عباس سے صحیح ہو، تو یہ کہا جائے گا کہ انہوں نے اسرائیلی روایتوں سے لیا ہے۔ نیز یہ اور اس جیسی روایتیں جب ان کی سند صحیح نہ ہوں، تو مردود (نا قابل اخذ و استفادہ) ہیں۔

غرض اس فقیر کو اس اثر کو عقیدہ دمانے، یا اس کو حکما مرفوع کہنے میں شک و شبہ ہے، اور اس کی وجہ سے عام ظاہر احادیث کو (صرف اس احتمال کی وجہ سے) (بعید ترین احتمالات سے دیکھنا ہوگا؟)۔ امید کہ جناب کی تحقیق سے شبہ دور ہو جائے گا۔

جواب: اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو رد کرنا اور موضوع اور اسرائیلی ہٹانا باوجود تاویل کے مناسب نہیں، اس









(۹۲۷) کیا "إنابفرافک" واحد میں شامل نہیں؟ سوال: لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وقت انتقال حضرت ابراہیم صاحبِ زادے اپنے کے، یہ کلمہ فرمایا اور آنسو بہائے: إنابفرافک یا ابراہیم لمحزون (تو اگر یہ کلمہ نوح میں داخل نہیں ہے، تو جو فرق نوح کرنے میں اور اس کلمہ میں ہو، وہ تحریر فرما دیں، کہ نوح میں یہ الفاظ داخل ہیں اور ایسے الفاظ نوح میں داخل نہیں۔

جواب: نوح روٹا دلانے کے الفاظ بولنے کو کہتے ہیں، اور یہ کلمہ جو منقول ہے، داخل نوح نہیں۔

(بدست خاص، ص ۹)

(۹۲۸) منافقین کے آستیوں میں بت رکھ کر نماز پڑھنے کی روایت؟ سوال: منافقوں کا

آستین میں بت رکھ کر نماز پڑھنا، اور پھر، حالت نماز میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہونا، کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھو، غلط ہے، یا صحیح؟

جواب: یہ قصہ بھی سراسر غلط ہے، جہلاً و عرفی کی گھڑت ہے۔ فقط

(۹۲۹) بخاری شریف کی حدیث میں کتاب فوق عرش کا مفہوم؟ بخاری میں جو کتاب فوق العرش

وارد ہے، وہ: إن رحمتی سبقت غضبی (۲) کی چٹھی ہے، جس میں یہ لکھا ہے کہ اس سے بخاری و مسلم وغیرہا جیسی کتاب مراد نہیں، کتاب کے معنی مکتوب کے ہیں، مکتوب پر چڑھ کر کہتے ہیں، یہاں پر چڑھا ہے۔ (۳) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۵۵)

(۹۳۰) مقاتلہ کے معنی کی تحقیق؟ مقاتلہ کے معنی لقت میں ضرب شدیدہ کے بھی آتے ہیں، یہاں ائمہ

نے مقاتلہ کے معنی ضرب شدیدہ کے لئے [تین] دوسرے نصوص قطعہ کی وجہ سے تو حدیث کے مقابلہ میں قیاس نہیں کیا، بلکہ حدیث کے معنی دوسرے نصوص کے مطابق روئے، بحکم ناس، اس کو قیاس نہیں کہتے، اس میں اجمال کی تصریح اور تاویل ہے، اگر

(۱) بخاری کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا یحییٰ لمحزون، الحدیث ۱۱۳۰۳، مکتبۃ الریاض الحدیثیہ [بخاری شریف، باب مذکور، ص ۱۱۳۰۳، باب مذکور، الحدیث ص ۲۴۔] ورواہ مسلم کتاب القضا، باب ورحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصبا والعلیاء ونواصیہ وفصل ذلک ص ۱۰۹۵، الحدیث ص ۱۰۹۵، ت. ابوالفتح قاری فی ترمذی الحدیث: ۳۳۱۵، دارطبع ۱۳۲۷ھ [بخاری شریف، ص ۲۵۴، الحدیث ص ۱۰۹۵، ت. ابوالفتح قاری فی ترمذی الحدیث: ۳۳۱۵، دارطبع ۱۳۲۷ھ]، مطبعۃ التوحید، حدیث ۱۶۲۳۔

(۲) عن امی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قضی اللہ الحلق کتب کتابا فیہ عہدہ فوق عرشہ، ان رحمتی سبقت غضبی، وہی رواۃ غلت غصی، متفق علیہ۔ مشکوٰۃ شریف، باب الفصل الاول عن امی ہریرۃ، ج ۱، ص ۳۰۶، الحدیث ص ۱۳۷، مطبعۃ المطابع

الفصل الاول ص ۹۳۳، الحدیث ص ۳۳۶۳، رمضان الثانی، مکتبۃ الوفاء، دارالمن حرم ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء [نور]

(۳) یہ مسئلہ تفصیل سے صفحہ نمبر ۱۶۰-۱۶۱ نمبر ۱۶۰ پر ہے۔



یہ تاویل نہ کرتے تو بہ سبب معارضہ دوسرے نصوص کی یہ حدیث متروک ہو جاتی، اس توجیہ سے سب نصوص اس کے موافق ہو گئے۔ (۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۵۶)

(۹۳۱) تیسرے طبقہ کی وہ احادیث، جن کے راوی

طبقہ ثالثہ کی وہ احادیث کہ جن کے راوی صحیحین کے راوی ہوں، مثل صحیحین کے ہوتی ہیں، اگرچہ صحیحین

صحیحین کے راوی ہوں، مثل صحیحین کے ہوتی ہیں:

کی روایت کو ترجیح بوجہ روایت ہو، مگر مجتہد جب اس کو ترجیح کر دیوے وہ ترجیح ہو جاوے گی اور وہ روایت کہ راوی اسکے غیر ان کے ہوں، وہ معتبر نہیں ہوتی۔ یہ قاعدہ یہ معنی رکھتا ہے۔

اور جمع اگر ہو سکیں تو بھی اس کو مخالف نہیں کر سکتے (۲) اور یہ جمع و ترجیح میرا تمہارا کام بھی نہیں (۳) بلکہ علماء اہل حدیث تمام فہم کا

کام ہے۔ اسی واسطے خود شاہ عبدالعزیز نے ہدایہ کی روایت کو غیر معتبر نہیں لکھا، کہ وہ اسکو جانتے تھے۔ فقط والسلام

اب بعد سلام مسنون کے یہ ہے، کہ بندہ مسلوب الحواس سا ہو گیا ہے، ہر کام سے دل میں گجراہٹ اور کم ہمتی ہوتی

ہے، کچھ عمر کا تقاضہ کچھ ضعف، تو اردامراض اور کچھ مصائب اموات۔ دو سال سے درس حدیث بھی بند ہے، بندہ کی یہ تحریر بھی

غیبت جانیں، زیادہ وسط کیا کر سکتا ہوں، اسی قدر توفیق ہوئی ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۳۵)

(۹۳۲) حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل کا

مولوی نظیر حسن صاحب سلمہ السلام علیہکم

آپ کا خط آیا، چونکہ بندہ کو فرصت ہرگز نہیں ہوتی،

جمعہ کو بھی ایک سبق ہے، لہذا جواب بدشواری لکھا

درجہ اور ان سے بعض بدعات پر استدلال کا حکم؟

جاتا ہے، چونکہ آپ نے تاکید لکھا تھا، لہذا چند کلمہ پر قناعت کرتا ہوں، کہ سب مسائل اس سے مستنبط ہو جائیں گے۔

حدیث ضعیف اگر سبب سوء حفظ راوی کے یا مرسل ہونے کے، یا تدلیس ہونے کے ہے، مگر راوی عادل ثقہ ہے تو اس

پر عمل کرنا درست ہے، اگرچہ اثبات حکم اس سے نہیں ہو سکتا، جب تک جبر اس ضعف کا نہ ہو جائے، اور جو بسبب فسق اور کذب

راوی کے، یا بسبب اتہام وضع کے ہو، تو اس پر فضائل اعمال [میں] بھی عمل کرنا ناجائز ہے۔

شدید الضعف، یہ قسم آخر ہے اور پہلی قسم میں ضعف ادنیٰ ہے، یہ مسئلہ منجہ وغیرہ کتب اصول حدیث میں مذکور ہے۔ پس

جو احادیث کہ اہل بدعت نے وضع کی ہیں، وہ موضوعات میں ہیں، کہ ہرگز ان پر عمل روا نہیں۔ فقط

(۱) معلوم نہیں کہ یہ کس سوال کا جواب ہے، ممکن ہے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے سلسلہ میں جو متفق علیہ روایت آئی ہے۔ فان اسی فلیقل تلہ فامہ

شیطان کے معنی دریافت کئے ہوں۔ واللہ اعلم (پاکستان پوری)

(۲) اصل میں اسی طرح ہے۔ شاید نقل میں غلطی ہوئی ہے، ممکن ہے صحیح عبارت اس طرح ہو: ”اگر جمع نہ ہو سکیں تو بھی اس کو مخالف نہیں کہہ سکتے“ (نور)

(۳) یہ بحث بھی نہ معلوم کس موقع کی گئی ہے تیسرے طبقہ سے مراد وہ طبقات ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ میں بیان کئے ہیں۔ پہلے طبقہ کی کتابیں موطا،

بخاری اور مسلم ہیں اور دوسرے طبقہ کی کتابیں ابوداؤد و ترمذی اور نسائی ہیں۔ اور تیسرے طبقہ کی کتابیں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق اور ترمذی اور حاکمی وغیرہ کی

کتابیں ہیں، تفصیل کے لئے دیکھیں: رحمۃ اللہ الولی (۲: ۲۳۳-۲۸۸) (پاکستان پوری)

مفتی امین بخش اکیڈمی، کانپور





علیٰ ہذا جس امر کے التزام سے عوام اس کو واجب جانے لگیں، تو اس کا ترک بھی ضرور [ی] ہوتا ہے، چنانچہ عالمگیری کے باب الحدیث میں ہے:

و ما یفعل عقب الصلوٰۃ مکروہ، لأن الجہال یعتقدونها سنة او واجبة، و کل مباح یؤدی الیہ فمکروہ (۱) انتہی

ترجمہ: اور جو کچھ نماز کے بعد کیا جاتا ہے وہ مکروہ ہے، اسلئے کہ جاہل لوگ اس کو سنت اور واجب سمجھ لیتے ہیں اور ہر وہ مباح چیز جس کو ضروری (یا سنت واجب) سمجھا جانے لگے، وہ مکروہ ہے۔ (ت: نور)

اس سے بھی یہ امر واضح ہے، کہ یہ سب امور اگرچہ فی حد ہا مباح و مندوب ہوں، مگر بسبب التزام کے جب عوام ان کو ضروری جانتے ہیں، کہ مانع و تارک کو برا کہتے ہیں، ملامت کرتے ہیں، تو ضروری ترک اور مکروہ ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۶، ۴۷، ۴۸)

(۹۳۳) ائمہ محدثین مروان ابن الحکم کی روایات کیوں لیتے ہیں؟ سوال: از بندہ عزیز الرحمن

بخدمت بابرکت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب

بعد سلام مسنون، بعد آداب! آں کہ اشتیاق قدم بوی و شرف صحبت شریف بار بار و باز دیادی نہد، اما بطمع آں کہ شاید برائے ایں کار و قعے دیگر مقرر باشند، و آرزوئے دیرینہ بطہور پیوند و صبر کردہ می آید!

از حال پریشانی خود چیزے گفتن رونمی بندد، و بعض اوقات بخواستم کہ چیزے اظہار کنم، بجز خاموشی چارہ ندیدم، اکنون بجز ایں کہ خواستگار دعا و توجہ کنم، چیزے دیگر مناسب نمی نماید، امید کہ آنجناب از ایں تابکار غافل نباشند۔

بعض مسائل قابل استفسار معروض ہستند، امید کہ از جوابات شان مفصلاً معزز و مطمئن فرمائند۔

قرجمہ: بندہ عزیز الرحمن کی طرف سے حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت بابرکت میں: سلام مسنون! اور آداب کے بعد عرض ہے، کہ قدم بوی کا اشتیاق اور صحبت شریف میں بار بار حاضری کی تمنا دہراتا اور یاد رکھتا ہوں، لیکن اس لالچ کی وجہ سے شاید اس کام کے لئے کوئی اور وقت مقرر ہوگا اور پرانی تمنا ظہور میں آئے گی، اس لئے صبر کرنا پڑ رہا ہے۔

(۱) عالمگیری، باب مسائل سجدة الشکر (۱۹۰/۱) مطبوعہ بندر بنگلہ ۱۲۵۸ھ (۱۳۶/۱) عالمگیری (۱۳۶/۱) الباب الثالث عشر مباحث بدالک

[نور]

مسائل سجدة الشکر [مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ: ۱۹۰۳ء]

مفتی اعظم اکیڈمی، کانراہل

اپنے پریشان حال کے متعلق کچھ عرض کرنا اچھا معصوم نہیں ہوتا۔ کسی وقت چاہتا ہوں کہ کسی بات کے لئے درخواست و اظہار آروں مگر خاموشی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں دیکھتا، اب اس کے علاوہ کہ دعا اور توجہ کی درخواست کروں کوئی اور بات مناسب نہیں دیکھتا۔ امید ہے کہ آنجناب اس تالائق کی طرف سے غافل نہ ہوں گے، چند مسائل قابل تحقیق پیش ہیں، امید کہ ان کے مفصل جوابات سے معزز اور مطمئن فرمائیں گے۔ [ت۔ نور]

سوال: مروان ابن الحکم کہ ذکر آں در کتب صحاح می آید، و در بعض مواقع از اقوال او استدلال کردہ می آید، چنانچہ امام مالک در موطا فرمودہ:

مالک اَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا أَلَى مِنْ امْرَأَتِهِ، أَنَّهَا إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرَ فَهِيَ طَلِيقَةٌ، وَلَهُ عَلَيْهَا الرِّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا. قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى ذَلِكَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ شَهَابٍ (۱)

و در ہمیں موطا بجائے دیگر پسندیدن اکابر آراء اور، در بعض مسائل بطریق نقل ساختہ۔ و جنہیں در کتب دیگر ذکر آو آید، و در تقریب ہم اور ابن شہاب، بلکہ لفظ لم یثبت له الصحبة آوردہ کہ ایں ہم در پردہ توشیح است۔ چہ کہے کہ در صحت او خلاف باشد اگرچہ اصح عدم صحت باشد، اور ابہ گفتن چگونہ صورت بند؟

بالجملہ، باوجود ہمہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در تحفہ نسبت او نیک نوشتہ، بل بالفاظ مروان شیطان یا علیہ اللعن یا سرگروہ جماعت شقاوت، بزمرہ خارجیان یا فرمودہ، و ایں ہر سلفاظ احقر یکشم خود در تحفہ دیدہ، تحقیق ایں چیست و در بارہ او چہ اعتقاد باید داشت، اور اخبار جنی گفتن صحیح است یا نہ، و آخر حال او چگونہ گذشتہ است؟

سوال: مروان ابن الحکم کہ جس کا ذکر کتب صحاح میں آیا ہے اور بعض موقعوں پر اس کے اقوال سے استدلال بھی کیا گیا ہے، چنانچہ امام مالک موطا میں فرماتے ہیں:

”ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ مروان بن الحکم ایسے معاملہ میں، جب کوئی اپنی بیوی سے ایلاء کرتا تھا تو یہ فیصلہ کرتا کہ جب چار مہینہ گزر جائیں تو وہ مطلق ہے، اور شوہر کے لئے حق رجوع اس وقت تک ہے جب تک وہ عدت میں ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہی ابن شہاب کی بھی رائے تھی، اور اسی موطا میں دوسری جگہ اکابر

(۱) رواہ الامام مالک فی موطا، فی کتاب الطلاق، باب ما لا یبین من التعلیک ص ۲۰۲ [مجتبائی دہلی: ۲۴۰]

فی کتاب الاہلاء، قالہ الحدیث ۵۲۰۶-۵۲۰۷ [تحقیق: محمود زکریا] ص ۲۰۱ [۵۰-۵۱] [نکات: ۱۳۴۳-۱۳۴۴]



کا ان (مروان) کی رائے کو پسند کرنا اور بعض دینی مسائل میں اس (فتویٰ) کا نقل کرنا بھی آیا ہے۔

دوسری کتابوں میں بھی اس کا ذکر آیا ہے اور تقریب (التہذیب) میں بھی ان (مروان) کو برا نہیں لکھا، بلکہ لفظ ان کے لئے صحبت ثابت نہیں آیا ہے یہ بھی ڈھکی چھپی توثیق ہے۔ وہ شخص جس کی توثیق میں اختلاف ہو، اگرچہ زیادہ صحیح اس کی توثیق نہ ہونا ہے، اس کو برا کہنا کس صورت میں ہوگا؟

اس سب کے باوجود شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس کے متعلق اچھے الفاظ نہیں لکھے، بلکہ بالفاظ مروان شیطان یا علیہ اللعن یا جماعت شقاوت کا سردار اور اس کو خارجیوں میں یاد کیا ہے، اور یہ تینوں الفاظ میں نے خود اپنی آنکھ سے تحفہ میں دیکھے ہیں، اس کی کیا تحقیق ہے، اس کے متعلق کیا یقین رکھنا چاہئے اس کو خارجی کہنا صحیح ہے یا نہیں، اور اس کا آخری حال کس طرح گذرا؟ (ت۔ نور)

**جواب:** از بندہ رشید احمد غنی عنہ۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیے:

آپ کا خط آیا جواب مختصر لکھتا ہوں، کہ فاسق و مبتدع کی خبر کا اعتماد اس واسطے نہیں ہوتا، کہ وہ بسبب عدم مبالغہات دین کے کذب کہہ دیوے، تو عجب نہیں، اور ہر گاہ کہ کسی مبتدع پر یہ احتمال رفع ہو جاوے، تو پھر قبول اس کی خبر میں تردد نہیں ہوتا۔ اسی واسطے مبتدع کی خبر میں اختلاف ہوا ہے، کہ بعض نے مطلقاً عدم قبول کہا اور بعض نے مطلقاً قبول، بعض نے تفصیل داعی الی البدعت کی [اور] غیر داعی کی کی [ہے] اور علیٰ ہذا۔

پس مروان بن الحکم ہر چند [کہ] مبتدع فاسق تھا، مگر ائمہ کو اس کی روایت پر اعتماد تھا، اسی واسطے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اس کو صدق [و] قبی الروایۃ فرماتے ہیں اور اسی وجہ سے بخاری نے اس کی روایت بخاری (۱) میں نقل کی اور امام مالک نے اس کے قبول کو لکھا ہے۔

مع ہذا [مولف] فتح الباری عذر کرتا ہے، کہ یہ روایات اس کی عبد اللہ بن الزبیر وغیرہ روات نے قبل ظہور ابتداء اس کی اخذ کی تھی، (۲) بعد تکمیل کے وہ بگڑا ہے، یا ظہور اس کا ہوا ہے، لہذا ان روایات میں قدح نہیں، اور فعل قبل اس کے ہوا وہ بتاویل۔ لہذا اس کا خارجی ہونا اور بد ہونا خلاف روایت کے نہیں، اسی کو اکابر بد بھی لکھتے ہیں، مع ہذا روایت اس کی

(۱) صحیح البخاری کتاب الاذان باب القراءة فی المغرب ص ۱۰۵ ج ۱ [مطبع احمدی میرٹھ ۱۳۸۲ھ] نیز بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۶ رقم الحديث: ۷۶۳ [مکتبہ ریاض ۱۴۰۳ھ]

[نور]

(۲) مقدمہ فتح الباری الفصل التاسع فی سیاق اسماء من طعن فیہ من رجال هذا الكتاب "المیم" ص ۳۳۳ [مکتبہ دار الفیحاء دمشق] قال: وهو لا (یعنی سہل بن سعد وعروہ وغیرہما) اخرج البخاری احادیثہم عند فی الصحیح، لما کان امیراً عبدہم بالمدينة قبل ان یملوہ فی الخلاف علی اس

[نور]

الزبیر ما یدا واللہ اعلم۔۔۔ اور تکمیل کے معنی ہیں اس سے حدیثیں لینا

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۱-۱۶۲)

معتبر ہیں۔ فقط

سوال: جمعہ یا جمعرات یا پیر کے روز یا رمضان

(۹۳۳) جمعہ کی شب میں جمعہ کو اور رمضان

المبارک میں جو شخص مرجاتا ہے، تو اس کو کچھ تخفیف عذاب

المبارک میں، مسلمان کو عذاب قبر نہیں ہوتا: میں یا حساب میں ہوتی ہے، یا نہیں، اور اگر ہوتی ہے، تو

کیا ہوتی ہے؟

جواب: جمعہ کی شب اور جمعہ کے روز اور رمضان میں مسلمان کو عذاب قبر نہیں ہوتا، اور پیر کی روایت کوئی

معلوم نہیں فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص ص ۲۳)

(۹۳۵) اگر مستحق عذاب ہے تو رمضان المبارک کے بعد عذاب ہوتا ہے: سوال: لکھا ہے کہ

جو کوئی رمضان میں مرجاتا ہے تو اس کو عذاب قبر نہیں ہوتا، آیا وہ شخص ہمیشہ کے لئے چھوٹ جاتا ہے یا بعد رمضان پھر

عذاب قبر ہوتا ہے؟

جواب: بعد رمضان عود کرتا ہے، اگر مستحق عذاب ہے۔ فقط

(بدست خاص ص ۳۲)

(۹۳۶) حضرت مولانا خلیل احمد انیسٹروی [شارح سنن

سوال نمبر (۱) مشکوٰۃ شریف ص: ۱۱ مطبوعہ

احمدی ان الشیطان قد یبیس أن یبعده

ابوداؤد] کے چند شبہات و اعتراضات کے جواب:

المصلون فی جزیرۃ العرب الخ بلغ وجوہ

عدم وقوع شرک پر عرب میں دلالت کرتی ہیں، کیونکہ یاں شیطان کی بنی آدم کے شرک سے، باوجود اس کے کہ وہ اصل جبلت سے

آگاہ ہے قریب حال ہے، باوجودیکہ دوسری جگہ اس کی مؤید مذکور ہے، صفحہ ۴۷۷: قال: قلت یا رسول اللہ ائتشرک

أنتک من بعدک؟ قال: نعم! أما إنہم لا یبعدون شمساً ولا قمرأ ولا حجراً ولا وثناً الخ۔ صفحہ ۵۳۸: وانی لست

أحسب علیکم أن تشرکوا بعدی صرحت عدم وقوع شرک پر دلالت کرتی ہیں، پس قولہ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۷۷: لا یقوم

الساعة حتی تضطرب ألیاٹ نساء دوس حول ذی الخصلة بظاہر روایات ساریتہ کے مخالف ہے؟

الجواب: شیطان نے جو قوت اسلام و ربوہ مسلمین کا دیکھا تو مایوس ہو گیا، کہ مسلمان ہرگز شرک نہ کریں گے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ وجوہ اس کو ثابت کیا، کہ ایمان اسلام اعلیٰ درجہ کا محقق ہو گیا، کہ شیطان جیسے طویل

اول کو یاں ہوئی، مگر کس سے یاں ہوئی؟ مصلحتیں یعنی مسامحیں سے نہ کفار سے۔ دیکھو حضرت بلغ البغاء کے کلام کو کہ

مسلمانوں سے یاں شیطان فرمائی، نہ وہ خود شرک (ست) اور شیطان کی بقا توقع کفار میں باقی رکھی۔ اول تو ظاہر ہے کہ



یاس کو عدم الوقوع لازم نہیں، سب کو یاس صحت قریب الموت ہو جاتی ہے اور پھر تندرست صحیح ہو جاتا ہے تو کیا ضرور (ی) ہے کہ شیطان کی یاس کو عدم الشرک لازم ہو، کمال قوت دیکھ کر مایوس ہوا، مگر انجام میں وہ قوت نہ رہے، رفتہ رفتہ وہ نوبت پہنچی کہ لفظ کلمہ بھی باپ دادا کے سنی سنائی پر نہیں، کوئی نہ جانے کہ کیا چیز ہے۔ کما اور دفی الحدیث تو اس وقت ظہور شرک ہو تو کیا معارض ہوا، اور شیطان اگر بقول آپ کے اصل جبلت سے واقف ہے تو اصل فطرت سے بھی واقف ہے کہ اسلام ہے، اور بالفرض جو جبلت آدمی کی شرک ہے، خود فخر عالم علیہ السلام کا بیان قوت ایمان عرب بابلغ وجہ ہوا، کہ بیان واضح آپ سے غیر جلی بھی جلی ہو گیا۔

اب رہا: حدیث انتشارک أمتک الخ خدشہ: سو اس کا بیان یہ ہے کہ امت کے دو معنی ہیں، کبھی امت دعوت مراد ہوتی ہے، جس میں یہود اور سب کفار داخل ہیں، تو یہاں یہ تو مراد ہر گز نہیں ہو سکتا، کیوں کہ شرک امت دعوت تو خود حیات میں بھی موجود تھی، اس کے سوال کا کیا محل تھا، دوسری امت اجابت کہ فقط مسلمان ہیں، صالح اور فاسق اس میں داخل ہیں، کافر خارج، یہاں یہی مقصود ہے۔

جب سائل نے قوت اسلام و وضوح دلائل اس کے دیکھے، تو پوچھا، کہ بعد آپ کے ایسا ہی حال رہے گا، یا مثل یہود اور نصرانیوں کے آپ کی امت اجابت میں شرک ہو جاوے گا، تو حضرت نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ شرک چلی تو نہ ہوگا، البتہ خفی آ جاوے گا۔ اور جو شخص مرتد ہوا، اجابت کی شان سے نکل گیا، اس کا بھی خدشہ رفع ہوا، اور جب رتج چلے گی جس سے سب مسلمان مر جاویں گے، اس کے بعد بت پرستی عرب میں شروع ہووے گی، تو وہ لوگ بھی امت اجابت نہیں، ہاں! امت دعوت ہیں کہ سوال سے خارج ہیں، ہاں اہل ابواء کا خدشہ رہا، سو یا بطور محدثین ان کو کافر کہو، یا بطور متکلمین فاسق، پس خدشہ رفع ہو گیا۔ فقط۔

اور شرک امت کی کیفیت اوپر بیان کر چکا ہوں حسب حدیث اور حدیث: لست أخشى عليكم الخ میں صحابہ خاص مخاطب مراد ہیں، سیاق و سباق حدیث کو دیکھو، نہ قیامت کے قریب کے مسلمان، پس کچھ بھی اشکال نہیں۔

[تذکرۃ الرشید۔ تالیف مولانا عاشق الہی میرٹھی۔ ص ۱۶۱۔ ۱۶۰ جلد اول عکس طبع اول، میرٹھ]

(۹۳۷) جب جانور مکلف نہیں، تو قیامت کے دن اقتصاص کیسا؟ سوال نمبر: (۲) قولہ

صلی اللہ علیہ وسلم ”حتى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجُلَحَاءُ مِنَ الشَّاةِ الْقُرْنَاءُ“ [یہاں تک کہ بغیر سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوا یا جائے گا (نور)] جب کہ بہائم مکلف نہیں، تو باہم اقتصاص کی کیا وجہ ہے، صد جانور ایک دوسرے کی خوراک ہیں، انسان پر لحوم حلال کئے گئے، تو کیا سب کا معاوضہ ہوگا (اور تخصیص جنسیت کی بظاہر کوئی وجہ نہیں؟)

جواب: اقتصاص بہائم میں بوجہ تکلیف نہیں، بلکہ بوجہ مساوات ہے۔ مکلف کو عذاب بالنار ہوتا ہے، بہائم میں

بدلہ دیکر معدوم کئے جاویں گے، اور یہ قصاص اس امر میں ہے کہ خلاف حکم کے ہو۔ گوشت کھانے کی جہاں اجازت ہے، وہ نہیں عدل و اعتدال امر ہے، وہاں یہ قلم تھا اور جس جانور کو قطعہ دوسرے جانور کا بنایا گیا، وہ بھی بر محل ہوا۔

یہ قصاص ایسے امر میں ہوگا جیسے ایک نیل نے دوسرے کو، سینک خواہ مخواہ مار دیا، یا دو جانور یا ہم نازے اور ایک کے سینک ہیں، دوسرے کے نہیں، تو بلا سینک کے زیادہ چوٹ لگ گئی۔ بہر حال یہ مقاصات بوجہ تکلیف نہیں، مکلف کی سزا دوزخ وغیرہا سے ہے، جو مضر ت انصوص ہے، فقط

(تذکرۃ الرشید ص: ۱۶۱-۱۶۰ جداول)

سوال: (۳) ولایتکلم یومئذ لا الرسول، و کلام الرسل یومئذ: اللہم سلم سلم اس کے بعد مذکور ہے صفحہ ۴۸، شعار المؤمنین یوم القیمۃ

(۹۳۸) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن رسولوں کے علاوہ کوئی نہیں بولے گا، دوسری روایت سے مؤمنین کا بولنا بھی ثابت ہے، اس تعارض کا جواب:

علی الصراط: رب سلم سلم پس ہر دو روایات بظاہر متعارض ہیں؟

جواب: وہ کلام کہ غیروں کے باب میں ہو، ہوائے رسل کے کوئی نہ کر سکے گا، کیونکہ نفسی نفسی کا قصہ ہوگا اور اپنی اپنی حالت میں مدہوش، دوسرے سے بالکل بے خبر ہوویں گے۔ خلاف رسل کے کہ امت کے لئے دعا کرتے ہوویں گے اور خود مطمئن ہوویں گے اور مؤمنین کا کلام اپنی ذات خاص میں ہے کہ عبور کے وقت اپنے حال پر ہر اس سلم سلم کہتے جاویں گے۔ غرض کلام کے ہر دو جائید معنی نہیں، مآخوذ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(تذکرۃ الرشید ص: ۱۶۳ جداول)

سوال نمبر: (۴) جلد دوم الانسان کی نجاست کی علت بدایہ، مصطفائی ص: ۲۴ پر کرامت قراردی ہے، حالانکہ یہ علت نجاست کی علت نہیں ہو سکتی،

(۹۳۹) جلد انسان کی نجاست بوجہ کرامت نہیں ہے بلکہ کرامت انسان، مانع نظمیر از دباغت ہے:

البتہ اگر بے تو حرمت کی علت ہے، اگرچہ اعلیٰ درجہ کی حرمت نجاست کو تسلزم ہے، لیکن اس کی حرمت کو حرمت لعینہ کا قائل ہونا، بحیثیت استدلال بعید ہے، کیونکہ مثل شتر یا مصلوب نہیں ہے، دار و مدار نظایات پر ہے، پس اس کی نجاست کے قائل ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بہت اشیاء ایسی ہیں کہ حرام ہیں اور نجس نہیں، یہاں اگر اس سے کیا جاوے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کرامت کے ساتھ نجاست کا قائل ہونا، اجتماع متضادین ہے، اس مقام سے ماوراء شرا کوئی جزئی کرم و نجس پائی نہیں گئی۔

غلط و مزید آگے بڑھ کر صاحب دہلی طہارت کا انسان کا کاشن ہوا ہے اور اس کی علت بیان کی ہے۔ لکن مسئلہ لدن لحم طاهر (۱) ایسی بظاہر یہ صورت آتھافت ہے، کیونکہ اول اسل سے نہایت عورت کی اور یہاں اس کی طہارت بیان فرمائی، ایسی اگر جلد و لحم نفس میں تو سور کی طہارت کی کوئی چیز نہیں، اور اس کی علت نکول فی معزقہ آردی جو دے تو سوائے خیار سب سہا میں جاری کرنا چاہئے اور وہاں بھی سور کی طہارت کا حکم یہاں ہے اور یہ ہر احوال میں ہوا کہ نیاست اپنے معدن میں فی اصل و لحم طہارت رہتی ہے تو پھر سہاں کا کھانہ کی نیاست میں لکھو کہ فی معدن عکراہ ہر ہوا تو سور بھی جائز ہوگا لکن لکنہ مسئلہ لدن لحم طاهر کا رنگ و لحم ہے، اس قضیہ حقیقی ہو گیا۔ اور اگر انسان کی طہارت و نجاست کا دار (۱) لکھو اور یہاں کی وجہ سے یہاں سے تو یہ حکم بھی وہاں سے مشتق ہو چکا ہے فرض بیچ اور چھ شہادت میں انھیں غلط قرار دیا ہے۔

(الجواب: از بندہ رشید احمد غفرلہ عن) مولوی فیض احمد صاحب مدظلہ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط آیا، شہادت دیا، آپ نے کیا لکھا، اجتہاد یا ت کی کم کا اختلاف ہے، بھلا یہ کس طرف آگے سے نیچے کی۔ اگر ہم دلت دلیہ پر غور کرنا تو اس کا جو بے اسل مگر عقلیوں کے کلام اور لکھنا کی روایات کے مل پاتھتے ہو۔ پھر غلط ترجمہ کے لئے توجہ نہ لگتے ہوں۔

جو یہ صلی ۳۴ میں کہیں تصریح نہیں کی، اگر کرامت علت نہایت ہے، آپ نے غور سے قرآن لی، اور اعتراض کے لئے جو شہادہ دیا کہ اتنے کے لئے

کئی ایجاب ذبیح فقد طہر وجوز فضلہ لہ فیہ والوضوء ایستلزم الطہور والاکم فی الحج (۲۶)

ترجمن سے درج ہے، ہوا کہ جہاں ہی دعاغت سے پاک نہیں ہوتی، اور پھر شہادت سے قرآن کی جہاں کرامت بیان کی تو آپ سمجھ گئے کہ چوں کہ جہاں اور بعد کرامت نفس حق، پاک نہ ہوئی اور شہادہ غلط کر دیا، میری انتہیت یہ ہے کہ تمہیں حدیث کی مہارت ہے مگر استناد حدیث میں نہیں۔

۱) لکھا میں مہارت، واللہ فاولہ من لحم طہر، ۲) حدیث کتاب الطہارۃ، اصل فی الاسناد وغیرہا ص ۲۸۱ جلد اول، مطبع مصطفیٰ محمد مصطفیٰ، سن ۱۳۶۵ھ

۳) لکھا یہ کتاب الطہارۃ، ص ۲۳ جلد اول، مطبع مصطفیٰ محمد مصطفیٰ، سن ۱۳۶۵ھ

سودھ ریت کی شرح میں طویل ہوتا ہے، گولطف اور علم بھی ظاہر ہوتا ہے، تو اس سے تو اعراض کرتا ہوں، اور اصل شارح کا مطلب بیان کرتا ہوں، کہ جلد آدمی جب انسان سے سلج کی جاوے گی، تو یا وہ مردہ ہوگا، یا زندہ اگر مردہ کی کھال ہے، تو بوجہ موت نجس حکمی ہوئی تھی، اور جو زندہ سے جدا ہوئی، وہ بوجہ حدیث: ما یسین عن الحی فھو میت نجس ہوئی، بوجہ میتہ ہونے کے، اور جو اتار اتارے اتارے آدمی مر گیا اور پھر جلد الگ ہوئی، وہ بھی نجس بوجہ موت ہوئی، کیونکہ انسان مردہ میتہ اور نجس ہوتا ہے مثلاً دیگر حیوانات میتہ کے پھر یہ شرافت انسان کی ہے کہ غسل سے پاک ہوتا ہے، بخلاف دیگر حیوانات کے سو یہ نجاست بوجہ موت جو (اصل) حاصل ہوئی تھی، اس کو (صاحب) ہدایہ بتاتا ہے بطہر الا جلد الا دمی فانہ لا یطہر اور اس کی وجہ کرامت بیان کر دی، کہ اگر یہ بھی حکم طہارت کا پیدا کرتی، تو لوگ اس کو استعمال کرتے مہمان بناتے، شارح نے اس کی طہارت کو منع کر دیا، سو اس میں کوئی خدشہ نہیں۔

کرامت منجس نجس موت ہے اور کرامت مانع طہارت ہے، کہ طہارت موجب بابت ہے جو کرامت کے خلاف ہے غرض شارح کرامت کو مانع طہارت سمجھاتا ہے تاکہ بچہ اس کے بابت کو رفع کرے نہ موجب نجاست، جیسا آپ کو شبہ ہو۔ اگر اس پر طہارت نہ ہو تو سنو! استہانت طہارے نہیں بلکہ طہارے جواز سے ہے، کہ مجموعہ سے جواز استعمال مستفاد ہوتا تھا، تو گویا یہ معنی ہوئے: اذا دبیح حل استعمالہ اس سے استثناء کیا، اور وجہ حرمت استعمال کی خنزیر میں نجاست اعمین اور آدمی میں کرامت بیان کر دی، سو یہ تو جیہ از سر مانع خدشہ ہے، اور عموم ہر دور روایت کے موافق رہے گی، کہ جلد آدمی کو اگر دباغت دیویں، تو بعض طہارت کے قائل ہوئے ہیں، مگر استعمال کے خرم ہیں، اور بعض طہارت کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال بدن سے جدا ہو جی نہیں سکتی، اور جو جھلی اتار دیں وہ دباغت پذیر نہیں ہوتی، بعض مسائل فقہاء کے محض بوجہ فرض ہوا کرتے ہیں، اور حدیث سے قید صلوح دباغت واضح ہے، معنی یہ ہیں۔

کل اھاب یصلح للذباۃ اذا دبیح فقد طہر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۴۷-۱۴۹ جداول)

(۹۴۰) یتیم سوتے ہوئے پانی پر سے گزرے تو یتیم ٹوٹ جاتا ہے اور پانی سامان میں بھول جائے تو یتیم سے نماز درست ہو جاتی ہے وجہ فرق کیا ہے جبکہ نائم کا عذر قوی ہے؟

ہو جاتا ہے، (بخاری ص ۳۸، مصطفائی ص ۱۹، حواشی میں) ناسی الماء فی الرحل پر لکھا کہ اعادۃ صلوٰۃ نہیں، حالانکہ عذر تاخر فوق الان ہی ہے، نوم مستلزم نسیان کو ہے من غیر عکس، تو تاخر کا عذر مقتدر بہت زیادہ ہے۔ پس باعتبار دلیل کے نائم کا انتقاض غیہ معقول ہے اور باہم ہر دو امر متعارض، اگرچہ روایت صحیحہ عدم انتقاض ہے، لیکن تعجب ہے کہ صاحب ہدایہ نے اس کو



ترک فرما کر متعارضین روایات جمع کر دی ہیں، پس اول توجیہ علت انتقاض تیمم ہونی چاہئے، کہ کس بناء پر اس روایت کا دار (و) مدار ہے، پھر تقریر رفع تعارض کی فرمائی جاوے۔

**الجواب:** فرق نسیان اور نوم کے مسئلہ میں یہ ہے کہ نسیان باختیار العبد نہیں، سو ایسی حالت میں کہ اصل عدم الماء ہے، یعنی سفر نسیان مانع قدرۃ ہوا، اور کوئی امر مذکر بھی نہیں، جیسے حالت صلوٰۃ میں معتبر نہیں ہوتا، خلاف نوم (۱) کے کہ وہاں معتبر ہو کر ناقض نہ ہوا، سو بوجہ قوت اصل کے کہ عدم ماء ہے، اور بذل سعی طلب ماء کے کہ ظن عدم الوصول ہے، تیمم درست ہوا، اور نائم میں بعد تیمم کے نوم مثل اختیاری کے ہے۔ اور حالت نوم میں امر ضروری بقاء کا جو بذل سعی ہے، اور ظن عدم الحصول دونوں مفقود، لہذا اس کو حکم قادر کا دیا، کہ اپنی غفلت سے سو یا اور قدرت کو ضائع کیا۔

اب رہا یہ کہ یہ روایت قوی ہے یا ضعیف، اس سے کیا بحث ہے، صاحب ہدایہ کو یہ روایت معلوم نہ ہو، آخر بشر تھا، یا اس کے نزدیک یہ روایت قوی ہو، بایں وجہ یا بوجہ دیگر، سو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ پچھلے لوگوں کو دوسری روایت کی قوت معلوم ہوئی۔ فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(تذکرۃ الرشید ۱۵۰/۱۵۱ جلد اول)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے اس جواب پر بھی چند شبہات کئے تھے، جس کا حضرت مولانا گنگوہی سے مفصل جواب دیا تھا، جو تذکرۃ الرشید میں بھی موجود ہے، مگر غلطی سے یہاں درج ہونے سے رہ گیا، اس لئے اس جواب کو ضمیر ثانیہ کے بالکل آخر، اختتام پر ملاحظہ فرمائیں۔ (نور)

**(۹۴۱) سند کے تفرد کے باوجود امام ترمذی کا حدیث کو "حسن" قرار دینا؟ سوال نمبر: (۷) ترمذی**

صفحہ ۲۰: حدیث حسن: یہاں اطلاق حسن خلاف اصطلاح ہے، کیونکہ شرط حسن تعدد طرق ہے اور اس روایت کی نسبت کہا ہے کہ عبد الرحمن منفرد ہوا، پس اس کا حسن کس اعتبار سے ہے؟

**الجواب:** روایت حسن اصطلاح میں وہ ہے، کہ راوی اس کا ضبط میں صحیح کے درجہ سے کم ہو، لیکن مدفوع نہ ہو، تعدد طرق اس میں شرط نہیں، کیونکہ یہ تعریف حسن لذاتہ کی ہے۔

تعدد طرق کی وہاں ضرورت ہوتی ہے کہ حسن لغیرہ ہو، یہ معنی کہ روا (ایت) ضعیف تھی، دوسرے طرق سے جو اس کو قوت ہوئی، وہ حسن لغیرہ ہو گئی، اور ترمذی کے باب العلل میں جو تعریف حسن میں تعدد طرق لیا ہے، تو حسن لغیرہ میں ہی لیا ہے، نہ حسن لذاتہ میں۔

(اس واسطے قواعد اصول حدیث نخبہ سے یا مقدمہ، شرح مشکوٰۃ سے دیکھنا ضروری (ہے) اور) اول صفحہ پر ترمذی کے

(تذکرۃ الرشید ص ۱۶۳، ج ۱)

اس خدشہ کا ذکر بھی کیا ہے، واللہ اعلم۔

(یہ سب جوابات اور تحریریں اس مجموعہ اوراق میں شامل ہیں جو نیشنل میوزیم، کراچی، پاکستان۔ میں محفوظ ہے)

(عکس بشکریہ ڈائریکٹر صاحب نیشنل میوزیم۔ کراچی، پاکستان)

(۱) اصل میں بجائے نوم کے صوم لکھا ہوا ہے جو کہ سو کا تب ہو سکتا ہے۔







## سیرت پاک اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(۹۴۸) حضرت ادریس علیہ السلام کیا آسمان پر اٹھائے گئے؟ سوال: حضرت ادریس علیہ

السلام بھی قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے، کیا نہیں؟ اگر زندہ اٹھائے گئے ہیں تو ان کی وفات کب ہوگی؟

جواب: بعد انتقال کے اٹھائے گئے اور جنت میں داخل کئے گئے، پھر زندہ کئے گئے، اب وہ یہاں نہ آویں گے۔

جنت میں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۱۹)

(۹۴۹) کیا برادران یوسف علیہ السلام نبی تھے؟ سوال: برادران یوسف علی نبینا وعلیہ السلام

نبی تھے یا نہ، اور اگر تھے تو ان کی عزائم کا کیا حکم ہے؟

جواب: اخوة یوسف اس وقت نبی نہ تھے، یس صدور ذنب کا منافی نہیں۔ فقط۔ (مجموعہ کلام ص ۴)

(۹۵۰) جملہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں: سوال: جب کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں تو

خاص آں حضرت یحییٰ اندھلیہ وسم کوئی حیات النبی (کذا) کہنے کی وجہ ہے؟

جواب: کوئی خصوصیت آپ کی نہیں ہے، اور آپ کو حیات النبی کہنے سے دوسروں کی حیات کا انکار نہیں لازم

آتا۔ اگر کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبران آج کے ہیں، ابو القاسم کاؤں کے افغانان کے پیمان ہونے اور سکونت آمد کی نفی کس

طرح کوئی سمجھے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۲۰)

(۹۵۱) انبیاء علیہم السلام کی خطا کا مقصد خیر ہوتا ہے: نبیوں سے جو خطا ہوتی ہے، اس میں ان کا

مقصد خیر ہوتا ہے، مقصد خطا کام نہ نہیں ہوتا، اس لئے اس کو زندہ، کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا مقصد بھی خیر ہی تھا،

کہ ہمیشہ جنت میں جو رضا، الٰہی ہے ان کا مقصد تھا، ارشاد جناب باری کو بھول گئے تھے، لہذا مرتکب ہو گئے۔ جلیل القدر

ہونے کی وجہ سے ان کو عادی بنی، اگرچہ یہ عادی چھوٹوں کے حق میں قابل عفو تھے، لیکن بڑوں کے حق میں قابل مواخذہ ہے۔

ترجمہ: خواص کی نیکیاں بھی مقرر ہیں بارگاہ کیلئے

حسان الابرار سینات المقرین  
خامی شامی جاتی ہیں۔ (ت و ن)



دلیل امتناع کی نہیں۔ یہ ترجمہ خلاصہ علی قاری کی شرح کا ہے (۱) اور شرح عقائد نسفی (۲) میں بھی اس کی قریب ہے۔

مگر جو یہ کہا جاوے کہ انبیاء علیہم السلام سے قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ اور کبیرہ کا صدور ہوتا ہے، تو یہ بھی عمدہ رائے ہے جیسا کہ بعض نے کہا، مگر سہو اور معصیت اس کو کہتے ہیں کہ خلاف امر کے عہد ارتکاب کرے، اور جو سہو اور نسیان یا خطا، اجتہادی سے صادر ہو تو وہ معصیت نہیں ہوتا ہے۔ خلاف رضا امر کے ہوا، کیوں کہ عاصی خلاف کرنے والے..... (۳) اور مخالف رضا امر کے مرتکب ہونے والا اور اپنے نفس کو مقابل امر کے بنانے والا..... (۴) کو مخالف کا خیال بھی نہیں، بلکہ موافقت کی ہی شب و روز فکر ہووے اور پھر خطا، قیام سے یا نسیان سے کچھ ہو جاوے، اس کو عصیاں سے کیا علاقہ۔ پس آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا وہ خطا اور نسیان سے ہوا، بقولہ:

فَنَسِیَ وَلَهُمْ نَجْدٌ لَهُ عَزْمًا۔ ترجمہ: پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ

(طہ-۱۱۵) البتہ۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس نسبت عصیان و غواہت جو وہ بلحاظ آدم کے ہے، جانب امر میں، لا ریب خلاف رضا ہے، اگرچہ آدم (علیہ السلام) نے خلاف جان کر نہیں کیا، سو بہر حال یہ نسبت عصیان بلحاظ جانب رضا و امرِ حق کے ہے، نہ بلحاظ آدم کے۔ البتہ ایسے (با) کمال کو ایسی ذلت اور خطا، اجتہادی پر سرزنش کرتے ہیں کہ حسنات الابوار و سینات المقربین مقرر ہیں، اور عوام ایسے امور سے، یک قلم معاف ہیں۔

دیکھو خطا، اجتہادی میں مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے، مع بذالہ امر قبل نبوت کے سرزد ہوا ہے، سو اہل عقائد کو کچھ مضمر نہیں کہ وہ قبل نبوت صدور کبیرہ کو بھی ممکن کہتے ہیں، ہندہ کا عقیدہ آخر کا ہے۔ اور جو افعال حضرت آدم سے صادر ہوئے مع اس کے قبل نبوت میں، نسیان اور خطا، اجتہادی ہیں، اس کو معصیت نہیں کہتے۔ علیٰ ہذا دیگر انبیاء کی نسبت بعض احوال میں کہا جاوے گا۔ فقط رشید احمدی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲، ۳)

(۹۵۴) تابوت سیکنہ کیا چیز ہے؟ سوال : تابوت سیکنہ کیا چیز تھا اور کہاں گیا؟

جواب : تابوت سیکنہ صندوق تھا، کہ اس میں تبرکات انبیاء علیہم السلام کے تھے، نعل و کلاہ وغیرہما، اس کی برکت سے فتح اور دیگر منافع ہوتے تھے، اب نہ معلوم کیا ہوا اور کہاں گیا۔ فقط (بدست خاص سوال ۲)

(۱) وہی شرح العفانہ ان الابیاء علیہم السلام معصومون عن الکذب خصوصاً فيما يتعلق بما مرّ الشریع وتبلیغ الاحکام وارشاد الامۃ، اما عمداً فالاجماع، واما سہواً للاحکام الاکثرین۔ وہی عصمتہم عن سائر الذنوب تفصیل۔ وهو انہم معصومون عن الکفر قبل الوحی وبعده بالاجماع۔ وکذا عن تعدد الکثیر عند الجمهور، خلافاً للحنویۃ، واما سہواً فحجۃ الاکثروں۔ واما الصغار فیحوز عمداً عند الجمهور، خلافاً للحنویۃ وجامعہ ویحوز سہواً بالاتفاق۔ شرح فتاویٰ رضویہ، ج ۱ ص ۱۰۲ (طبع قوی، کتان پورہ ۱۳۳۳ھ)

[نور]

[نور]

(۲) طحاوی، شرح عقائد نسفی ص ۱۰۲ (طبع قوی، کتان پورہ ۱۳۳۳ھ)

[نور]

(۳، ۴) یہ عبارت پخت کر ضائع ہو گئی ہے۔





(۹۵۷) سرور کائنات ﷺ کی اولاد مبارک کی تفصیل: سوال: آن حضرت ﷺ کے

صاحبزادوں کے نام، اور سنی صاحبزادیاں تھیں اور ان کے نام اور یہ تفصیل کہ اتنی اولاد پسر و دختر فلاں قبیلہ سے اور اتنی فلاں قبیلہ سے اولاد ہوئی، مشرح تحریر فرمائیں۔

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شکم سے، تین پسر: طیب، طاہر، قاسم اور چار دختر: زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور ماریہ قبطیہ جو حرم باندی تھیں، ان سے ایک پسر ابراہیم رضی اللہ عنہما جمعین۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص، ۵۶)

(۹۵۸) لفظ آل اور اہل کی تحقیق؟ از بندہ رشید احمد غنی عنہ السلام علیکم

خط آپ کا آیا اور حال معلوم ہوا۔ جواب آپ کے سوالات کا لکھتا ہوں:

اہل اور آل ایک لفظ ہے (۲) اس کے معنی شجرہ اور زوجہ اور اقرباء کے ہوتے ہیں اور امت مطیع کے بھی ہوتے ہیں۔ پس جس نے معنی آل کے گروہ کے کہے، وہ بھی درست کہتا ہے اور جس نے ازواج کے کہے، وہ بھی بجا ہے اور جس نے حسن و حسین و فاطمہ علی کہا، وہ بھی صحیح ہے اور ہر چہ ربی اور ہر سہ فرزند آل میں داخل ہیں، کوئی بھی خارج آل سے نہیں۔ اور اہل بیت قرآن شریف میں جو مذکور ہے اس سے ازواج مراد ہیں، مگر یہ لفظ فرزندان اور اقرباء پر بھی بولا جاتا ہے، اگرچہ قرآن میں فقط ازواج ہی مراد ہیں۔ اوپر لکھا ہے کہ اہل اور آل ایک لفظ ہے اور سب معنی اس کے درست ہیں۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص: ۲۶۸-۲۶۹)

(۹۵۹) آنحضرت ﷺ کا سایہ مبارک نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں: سوال: آنحضرت ﷺ کے

قد کا سایہ مبارک تھا، یا نہیں؟ ہوتا تو سر دست طاہر ہوتا، برہان طلب ہے۔

جواب: سایہ نہ ہونے کی روایت احادیث مشہورہ میں نہیں۔ دیگر کتب کی خبریں اور اقوال مشہورہ قابل

اعتبار نہیں ہیں، (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد ششوی غنی عنہ

(مجموعہ کلاں ص: ۱۳۷-۱۳۸)

(۱) اولادہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن اسحاق: فولدت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولده کلثم (من عذیبة) الا ابراہیم القاسم

وہ کان ہنسی صلی اللہ علیہ وسلم، و الطاهر، و الطیب، و ریب و رقیہ، و اہ کلثوم، و فاطمہ

(الروض الانف ص ۲۱۴ ج ۱، دار المعرفۃ بیروت: ۱۳۹۸ھ)

اور ازہر منی تفصیل اور اس سند میں علامہ شمس نے قول علامہ رافعی سے شرح میں اس میں اس نے کہا کہ وہ

روافعی علی المواہب ص ۱۹۳-۱۹۴ ج ۳ الفصل الثانی فی اولادہ الکرام، (نور)

(۲) تین قرینی و در سے ایک بیٹے متعلق نہ ہو، نہ محمدی روحانی پازنی (وفات) (۱) تحقیق یہ ہے کہ قرآن، دراصل، دونوں شجرہ ہیں، یہ قول کہ دونوں

ایک ہیں، کیونکہ باہر و سے نمودار ہے، کہ ان کے دونوں اولاد ہوتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے علامہ ابو لطف الفی فی الفروق بین الاہل

والاہل، (۱) انجم شمس، روحانی پازنی (۱۰۱۷ھ)

(نور)

ملفوظی اہل کربلا کا لکھنا



# ضمیمہ

## فتاوائے گنگوہی

یا

## باقیات فتاویٰ رشیدیہ

اس ضمیمہ میں وہ فتوے درج ہیں جو اگرچہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں، لیکن یہ سب فتوے، حضرت مولانا کے فتاویٰ کے ان قلمی نسخوں میں، متفرق جگہوں پر درج تھے، جن کی مدد سے زیر نظر مجموعہ مرتب ہوا ہے۔ یہ فتاویٰ مختلف علماء کے لکھے ہوئے ہیں، مگر ان سب میں ایک قدر مشترک یہ ہے، کہ یہ تمام فتاویٰ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی نظر سے گزرے ہوئے ہیں، حضرت مولانا نے ان سب کی، علیحدہ علیحدہ، تصدیق، تحسین و توثیق فرمائی ہے۔ اس وجہ سے ان کو بھی حضرت گنگوہیؒ کے ثانوی فتاویٰ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ایک دو کے علاوہ، یہ تمام فتاویٰ غیر مطبوعہ ہیں، اس لئے ان کو ضمیمہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ کے طور پر، یہاں شامل کیا جا رہا ہے۔

(نور)





جف القلم بما هو كائن، ولو جهد العباد أن ينفعوك بشئ لم يقضه الله لك، لم يقدرُوا عليه، ولو جهد العباد أن يضرّوك بشئ لم يقضه الله عليك، لم يقدرُوا الحديث

یعنی تمام بندگان الہی کا یہ مقدر نہیں، مگر خلاف تقدیر کے نفع یا نقصان کچھ کو پہنچ سکیں۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب کا بالکل بندہ ہونا، بیان فرمایا، کہ خلاف تقدیر الہی کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے، خدا تعالیٰ نے یہ قدرت تقدیر اللہ تعالیٰ کی کسی بندے کو عطا نہیں فرمائی۔ ایسے شخص سے انکار کرنا لازم ہے اور نماز اس کے پیچھے پڑھنا نہ چاہئے، کہ درست نہیں۔ اگر اس نے تقدیر الثنا مراد چاہت دعاء سے کہا ہے تو سب مسلمان تقدیر اللہ تعالیٰ والے اظہر ہے۔ کیونکہ عام مسلمانوں کی بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ من هذا الکفر

الجواب صحیح، شریعہ احمد شنبلی غفرلہ عنہ

(مجموعہ کاں ص ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵)

(۹۶۳) اولیاء اللہ یا شیخ سدو کی نذر ماننا حرام اور باطل ہے: اگر کوئی نذر اولیاء اللہ کی مانے، کہ اگر

میرا کام یہ ہو جائے تو میں ان کے نام کا یا شیخ سدو وغیرہ کا ایک کج رفتار کروں اس کفر کے وصال کہتے ہیں، کہ ذبح تو تعمیر کے ساتھ ہو، اس میں شیخ سدو وغیرہ کہاں گھس گئے بشرطہ و بکرا حرام ہے یا حلال، اور تازہ مومن ہے، یا کافر؟

جواب: جو بائبل لوگ نذر اولیاء کی یا شیخ سدو کا بکرا جو کرتے ہیں، واسطے قرب کے با اتفاق علماء باطل و

حرام ہے، اگرچہ ساتھ تکبیر کے ذبح ہو، اور نذر غیر اللہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہے:

فی التفسیر الکبیر: أجمع العلماء على أنه لو أن مسلماً ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب إلى غير الله، صار مرتداً، وذبيحته ذبيحة مرتد (۱) انتہی۔

و هكذا في البحر مع البسط، و مثل هذا في تفسیر النیشابوری وغیرہ

ہاں اگر نذر خدا لیس اللہ تعالیٰ کی قبولی، اور صرف اس کا محتاجین اور خدایان مزار اولیاء کو، گردانے تو درست ہے۔

هكذا في البحر، خا سار سید محمد والدین قادری غفرلہ عنہ

میر مولانا الجواب صحیح، شریعہ احمد شنبلی غفرلہ عنہ

(مجموعہ کاں ص ۱۸۳، ۱۸۵)

(۹۶۴) انگریزی صابن پاک ہے یا ناپاک؟ سوال: ۱- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان

شرع متین: دربارہ سوالات مندرجہ ذیل، صابون جو انگریزوں کی ولایت سے آتا ہے، اس میں ناپاک تیل اور مردار اور غیر

مذہبوت کی، چربی پڑتی ہے، اس صابون کا شراباً استعمال درست ہے، یا نہیں؟ اور وہ پاک ہے، یا ناپاک؟

(۱) التفسیر الکبیر للإمام الرازی (۵/۱۱۱)، ذوالحجۃ الفرائد العربی، مہروت

**سوال: ۲-** کپڑا اگر ناپاک رنگ میں رنگا جائے اور بعد رنگنے کے اس کو تین مرتبہ دھویا جائے اور رنگ بدستور باقی رہے، کپڑا پاک ہو جائے گا، یا نہیں؟

**جواب:** ایسا صابون پاک ہے اور استعمال اس کا شرعاً درست ہے۔ درمختار باب تطہیر انجاس میں لکھا ہے:

و يطهر زيت تنجس بحعله صابوناً به يفتي للبلوی (۱)

اور فتاویٰ شامی میں اس قول کی شرح میں لکھا ہے:

قد ذكر هذه المسئلة العلامة القاسم في فتاواه، و كذا ماسياتي متناً و شرحاً من مسائل التطهير بانقلاب العين و ذكر الأدلة على ذلك بما لا مزيد عليه، و حقق و دقق، كما هو دأبه رحمه الله تعالى فليراجع (۲)

اور طحطاوی باب انجاس میں، درمختار کے اس قول کی شرح میں لکھا ہے:

وذلك لاستحالة العين، و استحالة العین مستتبع، زوال الوصف المترتب عليها (۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ، ناپاک تیل اگر صابون میں پڑا ہو، تو وہ صابون پاک ہے، اور فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے:

جعل الدهن النجس في الصابون، يفتي بطهارته، لأنه تغير. كذا في الزاھدی (۴)

اور طحطاوی (نے) الدر المختار کے قول کی شرح میں لکھا ہے: و مثله الدهن النجس اذا جعل في

الصابون (۵) اور مجتبیٰ میں لکھا ہے:

جعل الدهن النجس في الصابون يفتي بطهارته، لأنه تغير و التغير يطهر عند محمد و يفتي به

للبلوی (۶)

اور صاحب ردالمحتار نے یہ عبارت مجتبیٰ کی نقل کر کے لکھا ہے:

و ظاهره أن دهن الميتة كذا نك لتغيره بالنجس دون المتنحس (۷)

(۱) درمختار۔ باب الانجاس ص ۵۴۰ ج ۱۔ [عکس مجتہائی دہلی نیز الدر مع الشامی ج ۱ ص ۳۱۵، دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] (نور)

(۲) شامی، ردالمحتار باب الانجاس صفحہ ۲۱۰ ج ۱ (مطبع مجتہائی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج ۱ ص ۳۱۲، دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] (نور)

(۳) حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، باب الانجاس (۱۵۹/۱) [دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م] (نور)

(۴) عالمگیری، الباب السابع فی النجاسات و احکامها (۲۰/۱) [المطبع الطبی بندرہو کلی ۱۲۳۸ھ] نیز فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۵۔

[نورانی کتب خانہ پشاور بلائٹ] (نور)

(۵) حاشیہ الطحطاوی، باب الانجاس (۱۵۹/۱) [دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م] (نور)

(۶) مجتبیٰ کی یہ عبارت ردالمحتار ج ۱ ص ۲۱۰ پر موجود ہے، نیز شامی ج ۱ ص ۳۱۲، دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] (نور)

(۷) ردالمحتار صفحہ ۲۱۰ ج ۱ باب الانجاس (مطبع مجتہائی دہلی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج ۱ ص ۳۱۲، دار الفکر بیروت] (نور)

اور شرح المنیہ کی عبارت شامی میں نقل کی ہے:

لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً ليكون ظاهراً لتبدل الحقيقة (۱)  
اور فتاویٰ شامی میں اخیر اس مقام پر لکھا ہے:

ثم اعلم: أن العلة عند محمد هي التغير و انقلاب الحقيقة، و أنه يفتى به للبلوی كما  
علم مما مر. و مقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل فيه كل ما كان فيه  
تغير و انقلاب حقيقة و كان فيه بلوی عامة. (۲)

اور واضح ہو کہ لفظ ذبح بن نجس جو ان روایات میں ہے، یہ میت اور غیر مذبوح اور غیر ماکول المہم سب کی چربی کو شامل ہے،  
اور علت بھی سب میں مسوی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اُرضائین میں مردار یا غیر مذبوح کی چربی پڑے، تو وہ صابن پاک  
ہے اور استعمال اس کا درست ہے۔ فقط

جواب سوال دوم: وہ کپڑا جو پاک رنگ میں رنگا جائے، تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ خزانة  
الروایات میں بحوالہ عمایہ لکھا ہے:

المختصوبة بالحناء النجس و الثوب المصوغ بالصبغ النجس، يطهر بالغسل ثلاثاً. (۳)  
اور فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے:

و إن كانت شيئاً لا يزول أثره إلا بمشقة بأن يحتاج في إزالته إلى شيء آخر، سوى الماء  
كالصابون لا يكلف بإزالته. هكذا في التبييض و كذا لا يكلف بالماء المغلي بالنار. هكذا  
في السراج الوهاج. (۴)

اور فتاویٰ خزانة المفتیین باب الانجاس میں لکھا ہے:

إذا صبغ الثوب بالنيل النجس و غسل ثلاث مرات، طهر.

اور در مختار باب تطہیر الانجاس میں لکھا ہے:

ولا يضر بقاء أثر كلون و ريح لازم فلا يكلف في إزالته إلى ماء حار أو صابون ونحوه بل

(۱) (۱) إسناده حسن ج ۱ ص ۲۱۰ باب الانجاس (۲) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳

یظہر ما صبیح أو خضب بنجس بغسلہ ثلاثاً، و الاولی غسلہ الی أن یصفو الماء. (۱)

اور ٹھکاناوی میں لفظ لازم کی شرح میں لکھا ہے: ای یشق زوالہ، اور لفظ بغسلہ ثلاثاً کی شرح میں لکھا ہے:

هو المذهب۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ، اگر ناپاک رنگ میں رنگ کرتین مرتبہ دھویا جائے، تو پیرا پاک ہو جائے گا مگر بہتر یہ ہے کہ اس قدر دھویا جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے۔ واللہ اعلم بالصواب  
اساتے ٹرائی ان صاحبان کے کہ ان بروز قادی پر جن کے دستخط ہیں:

مولوی محمد گل صاحب مہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد، مولوی عثمان الدین صاحب، مولوی کفایت اللہ صاحب شاہجہاں پوری، مولوی ارشد حسن صاحب رامپوری، مولوی اسماعیل صاحب مدرسہ امدادیہ مراد آباد، مولوی عبدالقادر صاحب مفتی رام پور، مولوی سراج الدین احمد صاحب رامپوری، مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی، مولوی لطف اللہ صاحب خلف مولوی سعد اللہ صاحب مفتی رامپور، مولوی احسان علی صاحب مدرسہ امدادیہ مراد آباد، مولوی سید اللہ صاحب رامپوری، مولوی عبدالہادی صاحب۔ فقط  
(مجموعہ رامپور ص ۲۰۰)

(۹۶۵) آنحضرت ﷺ کی حاضرو غائب، ہر صورت میں یکساں تعظیم واجب ہے۔ سوال: خاص  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم حاضر اور غائب برابر ہے، یا نہیں؟ اگر برابر نہیں، تو اس باب میں کوئی حدیث یا فقہی روایت  
ہو تو بیان کرنی چاہئے۔ فقط

جواب: حرمت و تعظیم تو قریب جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، درجالت حیات و بعد ممات برابر و یکساں لازم ہے، مگر حرمت و تعظیم میں وہ امور ہوں، کہ جو صحابہ کرام و سلف عظام باوجود کثرت محبت و علم، ہنھانک علیہ الصلوٰۃ والسلام و اتفاق و ہد کیا کرتے تھے، اور جن کو وہ نہ کرتے تھے، ان کا ترک پذیر ضرور [نہایت ضروری] ہے، نہ یہ کہ ان کو سنت جان کر کیا کریں، کہ مباح کو سنت جانا بھی بدعت ہے۔ فقط  
(مجموعہ کان ص ۸۹)

حسنہ مولانا رشید احمد گنگوہی  
(۹۶۶) تکبیر میں اذان کے کلمات بلا وقفہ کیوں کہے جاتے ہیں؟ سوال: اذان میں تکبیر  
تین یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر، کو ساتھ ساتھ کہنا اور سکتہ نہ کرنا، بحسب الرواج کیسا ہے، چاہئے، یا نہیں؟  
الجواب: تکبیر تین کے درمیان سکتہ نہ کرنے کی، شرعاً اصل ثابت ہے، شامی میں درمختار کے قول کی شرح

میں مرقوم ہے:

و هذه السكنة بعد كل تكبيرتين لا بينهما. كما افاده في الامداد، اخذاً من الحديث و به

صرح في الشارح خانيه. (۱)

یعنی وہ سکتہ، جو بین کلمتین ترسیل کی غرض سے کیا جاتا ہے، اور اس کا ترک مکروہ ہے اور اعادہ مستحب ہے۔ دونوں تکبیروں کے درمیان میں نہ چاہئے، جیسا کہ اس کا اعادہ امداد میں اخذاً من الحدیث اور تاتارخانیہ (۲) میں بھی، اس کی تحریر موجود ہے۔ فقط

اخرجه الرازي عبد الغفور غفر له

الجواب صحیح۔ رشید احمد ٹنڈوی غفری عنہ

(مجموعہ رسالہ ص ۱۰۱)

(۹۶۷) مسجد کے جنوبی حصے میں اذان کہنے کی کیا وجہ ہے؟ سوال: سیاف ماتے ہیں مگر

دین اندر میں باب: کہ اذان، جنوب کی طرف کھڑے ہو کر کہیں، صرف رواج کا مرتبہ ہے، یا اس کی کوئی اصل شرعاً موجود ہے، اگر ہے تو کہاں سے؟ حالانکہ احادیث مطلق معلوم ہوتی ہیں۔ بیٹا تو جروا!

الجواب: جنوب کی طرف خاص کر لینا شرعاً ثابت نہیں، ہے تو صرف اتنا ہے، کہ اذان کے واسطے مکان بلند ہونا چاہئے، اور ایسی جگہ ہو کہ پڑوسیوں کو وہاں کی آواز خوب سنائی دے، اور مؤذن کی آواز اچھی طرح بلند ہو اور اس کو مشقت نہ جھیلنی پڑے۔ قیہ میں مذکور ہے: یؤسن الأذان فی موضع عال (۳) اور سر اجید میں مرقوم ہے:

و ينبغي للمؤذن أن يؤذن في موضع يكون اسمع للجيران، و يرفع صوته ولا يجهد نفسه، لانه يتضرر.

ہاں اگر اذان کا ایسا موضع جنوب کی جانب ہو، تو مضائقہ نہیں۔ مگر فرض و واجب اس کو بھی نہ سمجھیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم و علہ اتم و اکتم۔

اخرجه عبد الغفور سيو هاروي غفر له

الجواب صحیح۔ رشید احمد غفر له

(مجموعہ رسالہ ص ۱۰۱)

(۱) شری: رد المحتار: باب اذان ص ۲۵۹ ج ۱ (طبع کجانی دہلی ۱۳۸۷ھ) نیز شامی ج ۱ ص ۳۸۷ دار الفکر بیروت ۱۳۸۲ھ (نور)

(۲) الترسل أن يقول الله اكبر، الله اكبر، ويقف ثم يقول مرة أخرى مثله، وكذلك يقف بين كلمتين إلى آخر الأذان، فتاوى عطار حنبليہ.

کتاب الصلوة الفصل الثانی بیان الأذان ص ۵۱۸ جلد اول سن الصلوة: ت. قاضی تاج حسین۔ (دائرة المعارف العثمانیہ، حیدرآباد ۱۹۸۳ء)

(۳) میں نے آخر تذکرہ میں یہ عبارت دی تھی ہے، قرآنی راوی کے اصل الفاظ یہ ہیں

”والا فصل للمؤذن ان يجعل اصبعه في اذنه و يرفع صوته ولا يجهد نفسه“

قرآنی راوی نے یہ عبارت لکھی تھی تفسیر میں، کتاب الصلوة، باب الأذان ص ۳۰ جلد اول

طبع دہلی کا پتہ ۱۳۱۰ھ





**جواب :** اس فعل کی بھی شریعت میں کچھ اصل نہیں، واردا اس قدر ہے کہ حاضرینِ آیت کریمہ : منہما

خَلَقْنَاكُمْ الْآیۃ پڑھ کر، اپنے ہاتھوں سے قبر میں مٹی ڈالیں۔ فقط، واللہ اعلم۔ کتبہ عزیر الدین دیوبندی عفی عنہ

الجواب صحیح، رشید احمد عفی عنہ

[تحقیق المسائل مولانا سید یدار علی الوری۔ ص ۳۹]

(۹۷۲) قبر کو چادر اڑھا کر اور اس پر شیرینی رکھ کر، فاتحہ پڑھنا بدعت ہے: سوال: بعد تیاری

قبر، قبر پر چادر اڑھا کر اور شیرینی اس کے اوپر رکھ کر، فاتحہ پڑھنا؟

**جواب :** چادر اور شیرینی رکھ کر، فاتحہ پڑھنا بھی خلاف سنت ہے، اس وجہ سے بدعت و منوع ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ الاحقر عزیر الدین عفی عنہ۔ الجواب صحیح، بندہ رشید احمد عفی عنہ

الجوبہ صحیحہ، محمد منفع علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ الجواب صحیح، خلیل احمد عفی عنہ (بندہ محمود عفی عنہ الجواب صحیح)

[تحقیق المسائل مولانا سید یدار علی الوری۔ ص ۳۹]

(۹۷۳) حیلہ اسقاط بے اصل اور خلاف شریعت ہے: سوال: ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ، ان

دریں کہ: در بعض امصار و اقطار این دیار، بکثرت مروج است، کہ شخصے از اولیا، میت بعضی فرائض و واجبات متروکہ میت، چند کلام مجید خریدہ، علی وجہ انصوص بہ نگاہ متنبش، چند اشخاص مخصوصہ را از حجاب و حفاظت بخواندہ می دہد، و بآں از جانبین این چنین اقوال مع عقائد قویہ، مسوع آیند کہ تا صحن حیات این متوفی، ہر چہ صوم و صلوة وغیرہا، بعد نیا سبوا، قضا و ترک کرد، آں معطل، مجرم اجز او اسقاط ہائش، آں قرآن مذکور می دہد، و آ خدا آں ہم ہاں چنان عقیدہ، عطیاش قبول نمایند۔ و بر آں ہر خاص و عام چنان معتقد و متیقن اند، کہ آں مردہ با عطا چندین کلام مجید، باروزہ و نماز ہائے خود بر گردن میرندگان آں عطیات انداختہ، بری الذمہ شد۔ و بعضے علما، ہم با عطا، ہم چنین اسقاطات مردہ، مع عقائد مذکورہ، عوام الناس را تا کید بلیغ و ترغیب تام می دہند، تا عقیدہ آخذ و معطلی بدال قوی مانند۔ پس این چنین اسقاط، حکم جواز و صحت و اجزاء دارد، یا نہ؟ مینو اتوروا۔

**ترجمہ سوال :** کیا فرمانا ہے آپ حضرات کا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے: کہ اس علاقہ کی بستیوں میں یہ بات

کثرت سے ہوتی ہے کہ مرنے والے کے ہمسایگان میں سے کوئی شخص، مردے کے ذمہ جو فرائض اور واجبات رو گئے تھے، چند قرآن مجید خرید کر، خصوصاً اس مردہ کی دفن کے وقت، حایوں اور حافظوں کو پڑھنے کے لئے دیدے، اور ان [دینے والوں] کی طرف سے، اس طرح کی باتیں، پختہ یقین کے ساتھ سننے میں آتی ہیں کہ اس مرنے والے نے، اپنی پوری زندگی میں، جو بھی روزہ نماز وغیرہ، جان کر یا بھول کر، قضا کر دی تھی، یا چھوڑ دی تھی، وہ دینے والا، اس پختہ خیال سے یہ قرآن مجید [ان لوگوں کو] دیتا ہے، کہ اس دینے کی وجہ سے، اس [مرنے والے] کے ذمہ سے وہ نماز اور روزوں وغیرہ [کا

گناہ اسقاط اور کالعدم ہو جائے گا، اور لینے والے بھی اسی نظریہ اور خیال کی وجہ سے، ان تحفوں [قرآن مجید] کو قبول کرتے ہیں، اور اس بات کو خواص اور عوام اس قدر مانتے اور اس کا یقین رکھتے ہیں کہ یہ چند قرآن مجید دینے کی وجہ سے، مرنے والا اپنے چھوٹے ہوئے نماز روزہ کا بوجھ، ان قرآن مجید دینے والوں کی گردنوں میں ڈال کر، اپنی ذمہ داری سے بری [اور محفوظ] ہو جائے گا۔ بعض علماء بھی، اس طرح کے تحفہ دینے کے معمول کی، لوگوں کو اس کی بہت تاکید و تبلیغ کرتے رہتے ہیں، تاکہ یہ دینے والوں کا خیال خوب مضبوط ہو جائے، پس اس طرح کے اسقاط کا حیلہ کی صحت ہے، اور یہ صحیح ہے، یا نہیں۔ (ت: نور)

**الجواب:** آل اسقاط حکم جواز و صحت ندارد، لما فی الدر المختار فی ذکر الفدية: ولو قضاها ورثته بأمره لم یجز، لأنها عبادة بدنية بخلاف الحج لأنه یقبل النيابة، وفيه أيضا: ولو فدى عن صلواته فی مرضه لا یصح، بخلاف الصوم، (۱) و کذا فی الشامی: أن الصلوة لا تسقط عن الميت بذلك، و کذا الصوم. نعم لو صام أو صلی و جعل ثواب ذلك للمیت صح، لأنه یصح أن یجوز ثواب عمله لغيره عندنا.

قولہ، ای الدر المختار: لأنه یقبل النيابة، لأنه عبادة مركبة من البدن و المال، فإن العبادة ثلاثة أنواع مالية و بدنية و مركبة منهما، فالعبادة المالية كالزکوة، تصح فيها النيابة حالة العجز، و القدرة. و البدنية كالصلوة و الصوم لا تصح فيها النيابة مطلقاً. و المركبة منهما كالحج ان كان نفلاً، تصح فيه النيابة مطلقاً، و ان كان فرضاً لا تصح الخ. (۲) و فيه أيضاً؛ ثم اعلم أنه إذا أوصی بفدية الصوم یحکم بالجواز قطعاً، لأنه منصوص علیه و أما إذا لم یوص فیتطوع بها الوارث، فقد قال محمد فی الزیادات، إنه یجزیه إن شاء الله تعالی، فعلق الأجزاء بالمشیة لعدم النص.

و کذا علقه المشیة فيما اذا أوصی بفدية الصلوة، لانهم الحقوها بالصوم، احتیاطاً لاحتمال کون النص فيه معلولاً بالعجز، فتشتمل العلة الصلوة، و ان لم یکن معلولاً تكون الفدية برا، مبتدأ یصلح ماحیا للسیئات، فكان فيها شبهة. کما اذا لم یوص بفدية الصوم، فلذا جزم محمد بالاول و لم یجزم بالآخرین. فعلم انه اذا لم یوص بفدية الصلوة، فالشبهة اقوی. (۳)

(۱) الدر المختار باب قضاء القوانت ج: ۱ ص: ۱۰ [مطبع مجبائی دہلی] الدر مع الشامی باب قضاء القوانت ص: ۳۹۳ ج: ۱/ [مطبع مجبائی دہلی] ۱۳۸۷ھ

نیز شامی ج: ۳ ص: ۷۴ [دار الفکر بیروت] (نور)

(۲) شامی [رد المحتار] باب قضاء القوانت ص: ۳۹۳ ج: ۱/ [مطبع مجبائی دہلی] ۱۳۸۷ھ نیز شامی ج: ۳ ص: ۷۴ [دار الفکر بیروت] (نور)

(۳) شامی [رد المحتار] باب قضاء القوانت ص: ۳۹۳ ج: ۱/ [مطبع مجبائی دہلی] ۱۳۸۷ھ نیز شامی ج: ۳ ص: ۷۴ [دار الفکر بیروت] ۱۳۸۶ھ (نور)

و فیہ ایضاً قوله ولو فدی عن صلوتہ فی مرضہ لا یصح: فی التارخانیۃ: عن التمیمۃ سنل الحسن بن علی، عن الفدیۃ عن الصلوۃ فی مرض الموت، هل تجوز فقال لا! و سنل ابو یوسف عن الشیخ الفانی، هل تجب علیہ الفدیۃ عن الصلوت، كما تجب علیہ عن الصوم و هو حی، فقال لا۔  
وفی القنیۃ: ولا فدیۃ عن الصلوۃ حالۃ الحیاۃ بخلاف الصوم و مقتضاه ان غیر الشیخ الفانی لیس لہ ان یفدی عن صومہ فی حیاتہ، لعدم النص، ومثلہ الصلوۃ بخلاف الشیخ الفانی، فانه تحقق عجزہ قبل الموت، عن اداء الصوم وقضائه، فیفدی فی حیاتہ، ولا یتحقق عجزہ عن الصلوۃ، لانه یصلی بما قدر، ولو مویا براسہ، فان عجز عن ذلک سقطت عنہ اذا کثرت

و بما قررنا، ظہر ان قول الشارح، بخلاف الصوم: ای فان لہ ان یفدی عنہ فی حیاتہ، خاص فی الشیخ الفانی تأمل (۱) او فی کتب الاصول: ان الفدیۃ فی الصوم للشیخ الفانی، لما كانت ثابتۃ بنص غیر معقول ینبغی ان تقتصر و اعلیہ، ولم تقيسوا علیہ من مات و علیہ صلوۃ۔ پس ازین اولہ کثیرہ کتب معتبرہ چون معلوم شد کہ عبادات بدنیہ، بجز شخص مخصوص باعطاء اموال سابقہ و کافی نمی شود، تا بہم بطریق اولی آنچنان اسقاطات مرجوحہ، مع خصوصیات ممنوعہ و عقیدہ مذکورہ عوام این زمان، اخذ و اعطاء اوجائز نمود ابد شد، بلکہ اولیت آن است کہ اولیاً میت روزہ داشته و نماز گزار درود، بروحش ایصال ثواب نمایند، چنانکہ عبارت ثانی ماسبق معلوم شدہ است۔

ترجمہ: لہذا، ان کثیرہ دلائل اور معتبر کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ عبادات بدنیہ کا گناہ کنی خاص شخصوں کے علاوہ، مال دینے سے سابقہ اور کافی نہیں ہوگا، اور زیادہ واضح بات یہ ہے کہ اس قسم کے مروج حیلے، اپنی خاص ممنوع باتوں اور عوام کے اس عقیدہ کی وجہ سے ہیں، کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں اس کا لینا دینا بالکل ناجائز نہ ہوگا، بلکہ بہتر یہ ہے کہ میت کے پسماندگان، روزہ رکھیں، نماز ادا کریں اور مرنے والے کو ثواب پہنچائیں، جیسا کہ شامی کی پہلی جہارت سے معلوم ہوا ہے۔

(ت: نور)

المستخرج محمد امین الدین عفی عنہ

میر محمد عبدالمطلب

میر محمد اسد علی

میر محمد وسیم الدین

میر عبد الوہاب

میر رشید احمد

میر سید محمد نذیر حسین

این شخص اسقاط حکم جواز و محنت ندارد

قیامت فی اہل رشیدیہ: ۳۹۵-۳۴۰ جلد اول، طبع اول، دہلی ۱۳۳۳ھ

(۱) شامی [رد المحتار] باب قضاء القواضات صفحہ ۳۴۹ ج ۱ (مطبوعہ: مکتبۃ مدنی، ۱۳۶۷ھ) نیز شامی ج ۳ ص ۳۳۱ و دار الفکر ج ۱ ص ۱۳۸۰

مکتبہ اہل بیت، بیروت



(۹۷۴) نفاس کے دنوں میں صحبت: نفاس کی حالت میں جماع کرنا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟ اگر جائز

ہے تو محل استدلال کیا ہے، حالانکہ جو علت ممانعت جماع حیض میں پائی جاتی ہے، وہی یہاں معلوم ہوتی ہے۔ مینواتو جروا۔

جواب: نفاس کی حالت میں جماع کرنا درست نہیں۔ درمختار میں مذکور ہے:

حکمہ کال حیض فی کل شئی إلا فی سبعة (۱) یعنی نفاس کا حکم حیض کا سا ہے، مگر سات چیزوں میں،

اور ان سات چیزوں میں جماع نہیں ہے۔ فقط، واللہ اعلم

اخرجہ عبد الغفور غفرلہ

الجواب صحیح (مہر) بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ رام پور ص ۱۱)

(۹۷۵) مقدار نصاب کی تحقیق؟ جواب: مسئلہ از مولوی عزیز الرحمن صاحب، در بارہ تحقیق نصاب

زیور و نقرہ۔ مولوی صاحب السلام علیکم، خط آپ کا تحقیق نصاب زر و نقرہ پہنچا، باعث عدیم الفرستی جواب میں تاخیر

ہوئی، جو شبہات آپ نے وزن نصاب معروف پر لکھے ہیں اور بھی بعض علماء کو پیش آتے ہیں، اور چند بار لوگوں نے

یہاں سے بھی اس کو دریافت کیا ہے، اور ایک صاحب نے ایک رسالہ اسی تحقیق میں لکھ کر بھیجا تھا، جس کا حاصل بھی یہی

تھا جو آپ نے لکھا، کہ نصاب معلوم زیادہ ہے، قرار یط و شعیرات کے حساب سے کم نکلتا ہے، اور مولوی عبدالحی صاحب

مرحوم نے بھی حواشی شرح وقایہ (۲) میں، معروف کو غلط ثابت کر کے یہی مقرر کیا ہے، جو آپ نے لکھا ہے۔

مگر اس کو کیا کیجئے، کہ علمائے ہندی خصوصاً علمائے دہلی نے، تحقیق کتب فقہ درمختار، شامی، و ہدایہ وغیرہ کو تسلیم فرما کر،

پھر نصاب چاندی ساڑھے باون تولہ و نصاب سونا ساڑھے سات تولہ قرار دیا ہے، حالانکہ اس کو بھی وہ مانتے ہیں کہ، درہم ستر

جو کا اور مثقال سو جو کا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام کی عبارت سے بھی جو آپ نے نقل کی ہے، واضح ہے۔ پس اب لامحالہ یہ کہا

جائے گا کہ رتی کو چار جو کے برابر کہنا صحیح نہیں، اہل تجربہ کو اس کے خلاف ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے انھوں نے مثقال یعنی سو

جو کو، ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کا قرار دیا ہے اور یہ امر یعنی مثقال کا مساوی ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کے ہونا، ایسا

معروف ہوا کہ سب اہل لغت وغیرہ نے یہی لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ مدار اس کا تجربہ پر ہے، جب کہ انھوں نے تجربہ سے

معلوم کیا، کہ سو جو مساوی ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کے ہیں، تو اس کی تسلیم میں تردد نہیں ہو سکتا۔

غایت یہ کہ، یہ کہا جاوے گا کہ جس وقت اور زمانہ میں فقہاء نے، مثقال کو بیس قیراط اور قیراط کو پانچ جو کا تجربہ کیا،

اُس وقت اُس جو کی مقدار و وزن اُس جو سے زیادہ تھا، جس کو ربع رتی کے برابر کہتے ہیں، بلکہ اُس جو کے حساب سے

وزن رتی تین جو سے بھی کچھ کم ہوگا۔ پس سو جو برابر ۳۶ چھتیس رتی، یعنی ساڑھے چار ماشہ (۰۴) کے ہوں گے۔

(۱) درمختار، کتاب الطہارۃ، باب الحيض ص: ۵۲ ج: ۱۱ عکس مکتبائی دہلی [نیز الدر مع الشای ج: ۱ ص: ۱۹۹ مکتبائی دہلی]

(۲) شرح وقایہ مع حاشیۃ للعلامة اللکنوی، کتاب الزکاة نصاب المہذب والقضۃ ص: ۲۸۳ حاشیہ ج: ۱ ص: ۱/۱ مطبع مکتبائی دہلی، کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۰۹ء



بناء اس تمام اشتباہ کی یہ ہے کہ آپ نے رتی کو چار جو کا قرار دیا، اس حساب سے مشغال کسی طرح ساڑھے چار ماشہ کا نہ ہوگا، بلکہ سو جو برابر چھپیس رتی کے، وہ برابر تین ماشہ ایک رتی کے ہوں گے۔

اور جب تجربہ ان حضرات کا، جنہوں نے مشغال ۴۰ ماشہ کا قرار دیا، بعد اس کے کہ مشغال کو برابر سو جو کے ہونا بھی تسلیم کر لیا، مانا جاوے اور قول ان کا اس بارے میں معتبر سمجھا جائے، تو پھر حساب نصاب معروف میں، کچھ اشتباہ نہیں اور جس وقت ان حضرات نے مشغال کو ۳۶ رتی یعنی ۴۰ ماشہ ثابت کیا تو لامحالہ ان کے تجربہ میں رتی برابر چار جو کے نہ تھی۔

اس زمانہ میں یا اس سے کچھ پہلے، اگر فرض رتی چار جو کے برابر ہو بھی جائے، تو اس سے پہلے تجربہ کو باطل نہ کہا جائے گا۔ آخر تفریق منزل ہر چیز کا ہر زمانہ میں معلوم ہے، پھر تجربہ سابقہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ اور جب یہ معلوم ہوا تو درہم کا وزن، بوزن سبھ تین ماشہ..... رتی ہوگا، کیونکہ سات مشغال برابر ساڑھے تین ماشہ، اور یہی وزن دس درہم کا۔ تو ایک درہم تین ماشہ..... رتی کا ہوا۔ اب دوسو درہم چھ تیس ماشہ کے (برابر) ہوئے۔ جس کے ساڑھے باون تولہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح (تیس) ۲۰ مشغال ۹۰ (نوے) ماشہ کے ہوئے۔ جس کے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہیں، سو اس حساب میں کوئی خطا نہیں۔ عجب ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے کیونکر اس کی تغلیظ کی ہے۔

رتی کا چار جو کے برابر ہونا، اگر انھوں نے خود تجربہ بھی کیا ہے، تو بمقابلہ تجربہ سابقہ کیونکر معتبر ہو سکتا ہے، خصوصاً جب کہ ظن غالب وقوع اختلاف بوجہ اختلاف زمان و بلد ان متحقق ہے۔ اب یہی بات کہ رتی کا بوزن چار جو ہونا، اگر ایسا ہے جیسا ایک ماشہ بوزن آٹھ رتی، اور بارہ ماشہ بوزن تولہ۔ تو پھر کیا وجہ کہ اور سب میں، تو قول ان اہل اوزان کا معتبر ہو اور رتی کی مقدار میں معتبر نہ ہو۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل اوزان صاحبان تجربہ ہی نے اس کو تسلیم نہیں کیا، کہ رتی برابر چار جو کے ہے، ورنہ مشغال، جس کو سو جو کے برابر کہتے ہیں، بوزن ساڑھے چار ماشہ کتب لغات میں نہ لکھتے۔

اب مناسب یہ ہے کہ آپ بھی خود تجربہ کر لیں، کہ آیا رتی چار جو کے برابر ہے، یا کچھ فرق ہے، اگرچہ اس وقت کا تجربہ بمقابلہ سابق قابل اطمینان و اعتبار نہیں ہو سکتا۔ بندہ کے خیال میں اس زمانہ میں بھی، ملک عرب و شام و مصر کے جو، یہوں اور ہند کے جو اور یہوں کی مقدار میں فرق ہے، وہ سو جو اگر چھتیس رتی، یعنی ساڑھے چار ماشہ ہو جائیں تو مستبعد نہیں، اور جب کہ قول علماء اور اہل لغت و اوزان ان کا مؤید ہوا تو پھر جائے انکار نہیں۔

حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ تحقیق فقہاء سب مسلم، اور درہم، جو، اور مشغال سو جو ہونا بھی مقرر، اب کلام اس میں ہے کہ سو جو کے کس قدر ماشہ ہونے چاہئیں، سو محققین ہند و علماء دہلی وغیرہ کہ تحقیق و تجربہ سے، سو جو ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہیں، اس بناء پر حساب قائم کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ التحم کتبہ عزیز الرحمن غنی عنہ (مہر)

یعنی حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

(مجموعہ رسائل جلد ۲۰)



”تَزْوُج (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ من نساہ فنشروا علی راسہا تمر عجوة“۔

ابن طاہر بخنی نے اپنے تذکرہ میں (۱) اور شوکانی نے اپنی کتاب موضوعات (۲) میں لکھا ہے کہ، یہ حدیث باطل ہے اور اس کے اسناد میں سعید بن سلام کذاب ہے اور تنزیہ الشریعہ میں (سعید بن سلام کے متعلق) مذکور ہے:

”قال احمد و ابن معین کذاب، وقال البخاری یذکر بوضع الحديث“۔ (۳)

اور حدیث لم انھکم عن نفیة الولاء بھی موضوع ہے۔ اس کے اسناد میں بشر بن ابراہیم ہے کہ روایت کرتا ہے موضوعات کو۔ ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن طاہر بخنی اور شوکانی نے (۴) اور تنزیہ الشریعہ میں مرقوم ہے:

قال ابن حبان وغیرہ، کان یضع الحديث۔ (۵) واللہ تعالیٰ اعلم

انتخاب بلاشبہ باعث فساد ہے، اُسی طرح تقسیم کرے بغیر اعتقاد سنیت تو شیوع اور قرینہ اباحت میں ہے۔

حررہ ملا قطب الدین۔

(مجموعہ کلاں ص ۹۰ تا ۱۰۱)

(۹۷۷) ایک جاہل واعظ کی بیان کی ہوئی سات بجائے باتوں کی حقیقت: سوال: از زید نے

وعظ میں بیان کیا کہ حضرت بلالؓ کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعوض حضرت امام حسینؑ کے خرید کیا، برضامندی ان کے والدین کے۔ یہ قصہ صحیح ہے یا غلط، اگر غلط ہے تو زید پر کیا حکم شرعی نافذ ہوگا اور بلال ایک ہی تھے، یا کئی، عمر و اس کو باطل کہتا ہے۔

سوال: ۲- زید نے وعظ میں بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ کا نکاح ہوا اور ان کی زوجہ نے کھانا پکا کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے، کو کہا، ابو ہریرہؓ کا نکاح ہوا یا نہیں، اور ابو ہریرہؓ ایک ہی شخص تھے، یا چند صحابیوں کا نام تھا۔

سوال: ۳- زید نے وعظ میں بیان کیا کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حور کا نور پھیلا ہوا

(۱) تذکرۃ الموضوعات، باب فضل النکاح وحہ الہیہ، ص: ۱۴۰ (المنہج: بیروت)

(۲) الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب النکاح ص: ۶۰ [فہر المطابع دہلی] تحقیق: محمدی فتحی

سید، ص: ۱۱۶، ۱۱۷ رقم الحديث: ۳۳۳ [مکتبہ التوفیقیۃ، قاہرہ بلائسہ] [نور]

(۳) تزییہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشیعۃ الموضوعۃ (فصل) فی سرد اسماء الموضوعین صفحہ ۷۳ [دار الکتب العلمیۃ

بیروت الطبعة الثالثة ۱۳۰۱ھ / ۱۹۸۱م] (نور)

(۴) تذکرۃ الموضوعات (۱۲۶) [فوائد المجموعۃ] (۷) [الطالع دہلی] ”وفی اسنادہ سعید بن سلام کذاب والحديث باطل“

(۵) تزییہ الشریعۃ للعرافی (۱۰۱) [دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۳۰۱ھ / ۱۹۸۱م] (نور)



صورت یہ ہے کہ اس مطلقہ عورت سے حقیقت ایمان کا سوال تحقیق آکرے، جودل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کا مجموعہ ہے۔ پس اگر عورت یہ بیان نہ کرے، تو پہلے شوہر کے لئے اس عورت سے بغیر طلاق کے نکاح، جائز ہے۔

پانچویں: چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں عورت سے، چوتھی کی اجازت سے نکاح۔ (ت. نور)  
عمر نے کہا کہ یہ کتاب قابلِ حجت پکڑنے کے نہیں ہے، بہت سی وجہ سے:

**اول یہ کہ:** اس میں مسائل ردائض کے درج ہیں اور ممکن ہے کہ پانچ سے بھی زیادہ ہوں، چنانچہ میں اس کتاب کو دیکھوں گا۔

**دویم یہ کہ:** اس کتاب میں چاول و دی و شہد کا کھانا شبِ برات کو لکھا ہے، مگر وہ قول صاحب کتاب کا ہے، کوئی حدیث نہیں، کوئی روایت فقہ کی مفتی یہ نہیں، چنانچہ یہ عبارت ہے۔

”شاید کہ دریں شبِ برنِ بخورد با جغرات ہمراہ کہ ثواب بسیار است، و اگر غسل بایں آمیزد یک لذت از لذات بہشت یابد“

عمر نے کہا کہ اس سے فعلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں ہوتا، زید اس کا ثبوت دے۔ ورنہ دوزخ کے بعد عمر نے کہا کہ کتاب ارشاد الطالین میں بہت سے مسائل، خلافِ اہل سنت کے ہیں، یا وہ کتاب کسی شیعہ نے بغرض اغوا سے اہل سنت لکھی ہے اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا ہے، یا یہ کتاب سنی کی ہو اور بعد میں کسی شیعہ وغیرہ نے بہت سے مسائل اس میں مہر دیئے ہوں۔

### ارشاد الطالین کی چند اور بے اصل باتیں

بہر حال یہ کتاب قابلِ تمسک اور حجت نہیں، نہ اس کتاب سے عالم کو وعظ کہنا چاہئے، نہ لوگوں کو عمل کرنا چاہئے۔  
عمر نے ۹ اشعبان المعظم ۱۳۱۲ھ کو بروز جمعہ بعد نماز جمعہ وعظ کیا، اور صبح سے عام لوگوں کو اطلاع کر دی اور زید کے پاس بھی خط اطلاع بھیج دیا، اور بعد کو تین مرتبہ کہلا کر بھیجا۔ عمر نے مجمعِ عام میں کتاب ارشاد الطالین کی عبارت پڑھ کر ہدایہ اور شامی اور کنز اور تفسیر جلالین اور ماتیہ مسائل وغیرہ کتب حنفیوں کی تردید کی، زید اس مجمع میں باوجود اطلاع نہیں آیا۔  
چند مسئلہ کتاب ارشاد الطالین کے، عمر کے بیان کئے ہوئے میں سے لکھتا ہوں:

(۱) جو شخص پہلی شبِ شعبان کو بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے تو اس کو بہت ثواب ملتا ہے اور اسی روز تک فرشتے اس کے گناہ نہیں لکھتے، حالانکہ کرنا کاتبینِ سب سے بچہ لکھتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ خداوند تعالیٰ گناہ معاف کر دے، تاہم روایت کی صحت کے واسطے کسی معتبر کتاب کی عبارت چاہئے تھی، وہ بھی نہیں لکھی۔



(۲) مسجد میں بائیس کرتے والے کی اور سو ست چھ سو وچ چاب و پاخانہ نکالنے کے اور بھی سخت دوسو وچ سو اور دھڑکے بائیس کرتے والے کی تو یہ قول نہ ہوگی۔ عموماً کہتے ہیں کہ ان اوقات دورانِ مکانات میں چلا کر نہ بنے مگر تو یہ سب کی قبول ہوتی ہے۔

(۳) مشرک کا ہاتھ بچا کر ہے مصافحہ کرنا تو اس کو دھڑا دھڑا کرنا یا اٹھنا تو اس نے بنفسا المشغولین محض عموماً کہتے ہیں مشرک سے مصافحہ نہ کر دگر یہ قول صاحب کتاب کا کہہ ہے اس وقت کے نزدیک مشرکین کے قلوب بچا کر ہیں چنانچہ خدا ہی میں ہر گز نہیں ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی جو سے روانہ ہو تو اپنی میں اس طرف نہیں ہے عموماً کہتے ہیں کہ یہ بعد ہے لو کنت علی خطہ بھر حلا و دار ہے۔

(۵) عورت کو مس کر سیکھنے کے واسطے گھر سے باہر نکل نہ کرے اور شوہر کو دھارے میں نہیں۔ عموماً کہتے ہیں کہ یہ وہ وقت کا تھا دیکھنا چاہئے یا نہ نہ گھر سے نکلے تو شوہر کو دھارے میں نہ ملے۔

(۶) یہ ترک قوت و تر ہجرت کو لازم نہ ہوتا۔ عموماً کہتے ہیں کہ یہ بھی خدا ہے کیونکہ وہ قوت واجب ہے اور ترک واجب سے ہجرت کو واجب آتا ہے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات گھنٹے گزرتے تھے۔ عموماً کہتے ہیں تھا ہے۔

(۸) ہجرت میں قرآن پڑھنا درست ہے۔ عموماً کہتے ہیں تھا ہے۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورتیں مرتب پڑھتے تھے۔ عموماً کہتے ہیں تھا ہے۔

تہجد کے وقت۔ عموماً کہتے ہیں تھا ہے۔

(۱۰) ہجرت و فات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں اختلاف ہوا اور باب تھا فوائت کے حضرت کا من

نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ چالیس برس کی نماز پڑھنا ہوتی ہے یا گزراں شخص کی نماز چالیس

برس کی تھا تو ہوگی ہو تو اس کے والدین کی تھا تو نماز پڑھنا ہوتا ہے یا چاہئے کہ جو کے دن نمبر کے بعد ہزار رکعت

نماز تین سلام سے پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۃ الفاتحہ پڑھو و مرتبہ پڑھے اس کی سب نمازیں پڑھنا ہوتا ہے

کی۔ عموماً کہتے ہیں کہ یہ بھی کچھ اصل نہیں بلکہ میں باب تھا، الفوائت میں کہیں یہ ذکر نہیں، احمد دیکھتے ہیں کہ اس نے

کوئی مبادرت نقل نہیں کی۔

(۱۱) رجبِ اُفت میں خدا کو کہتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ رجب شہرِ خدا کو کہتے ہیں، لغت میں دل چاہے غیاثِ اللغات اور قاموسِ کھول کر دیکھو۔

(۱۲) صلوة رُعباً رجب جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے بدعت ہے، شامی وغیرہ کتبِ فتاویٰ میں مصرح ہے۔

(۱۳) عبدِ مامد قبر میں رکھنا جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے جائز نہیں، شعاعِ روافض سے ہے۔

(۱۴) اس کتاب میں ایک دعا لکھ کر رکھا ہے کہ جو اس کو تین مرتبہ روزِ جمعہ پڑھے، اس کی عمر زیادہ ہوگی، اگرچہ تقدیر اجل ہو چکی ہو۔ عمرو کہتا ہے یہ یحسَن دَعْوَا ہے، صاحبِ کتاب یوں مرثیہ قرآن شریف میں ہے: اِذَا جَاءَ الْجَهَنَّمُ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (۱) باقی دعا وغیرہ کی فضائل میں جو وارد ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عمر بڑھا کرتی، تو دعا سے بڑھتی۔

(۱۵) بیس آیتیں حضرت عائشہ کی پاکی میں نازل ہوئیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گاہے گاہے یہ خیال ہوتا تھا، کہ کلام اللہ کا بیشک بڑھتا رہتا ہے اور راست ہے، لیکن ایک نامِ خدا کا ستار ہے، بیشک عائشہ کی ستاری کرتا ہے۔ عمرو کہتا ہے معاذ اللہ! یہ درپردہ حضرت عائشہ پر تہمتِ عدمِ عصمت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتِ عدمِ وثوق کلام اللہ و عدمِ اعتبارِ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ پر تہمتِ کذبِ نعوذ باللہ من الشُّرک و الکُفْرِ۔

(۱۶) حضرت عمرؓ نے وصیت کی کہ میرا گرز میری قبر میں میرے ساتھ رکھنا۔ عمرو کہتا ہے کہ ہذا بہتانِ عظیم۔

(۱۷) حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی قبر پر بعدِ دفن کے تلقین کی، عمرو کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے تلقین کی جو مگر تلقین بحالتِ نزاعِ مستون ہے نہ بعدِ مرگ، اگرچہ مندوب ہے، مسنون ضروری نہیں۔

(۱۸) حضرت علیؓ نے دیکھا کہ زمین نے حضرت عمرؓ کو بھینچا۔ عمرو کہتا ہے استغفر اللہ یہ کھلا ہوا رُفْض ہے، جب منکر نکیر نے حضرت عمرؓ سے من و یکس کہا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نہیں سنتا، قریب کو آؤ، منکر نکیر گرز کو دیکھ کر ڈر گئے اور نزدیک نہ ہوئے، حضرت عمرؓ گرز لے کر بیٹھ گئے، تاکہ فرشتوں کو ماریں، قبر چند فرخ کھل گئی اور فرشتے بھاگ گئے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ قول بدیہی البطلان ہے۔

الغرض عمرو نے بہت سے مسائل کتابِ ارشادِ الطالین کے مجمعِ عام میں رد کئے اور زید نہ آیا، مہتِ نمونہ از خود ارے! یہ مسائل تردید کئے ہوئے عمرو کے مختصر لکھ کر فتویٰ چاہتا ہوں، کہ قول زید کا موافقِ اہل سنت کے ہے، یا قول عمرو کا۔ اور مسائلِ نمبری ایک و دو تین و چار و پانچ و چھ کا جواب کتبِ حنفیہ سے روایاتِ معتبرہ لکھنے اور تحریر فرمائے

(۱) سورۃ النحل آیت ۹۰۔ جمعہ: ذب آپلئے ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴۱۰ و ۱۴۱۱ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵ و ۱۴۱۶ و ۱۴۱۷ و ۱۴۱۸ و ۱۴۱۹ و ۱۴۲۰ و ۱۴۲۱ و ۱۴۲۲ و ۱۴۲۳ و ۱۴۲۴ و ۱۴۲۵ و ۱۴۲۶ و ۱۴۲۷ و ۱۴۲۸ و ۱۴۲۹ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸ و ۱۴۳۹ و ۱۴۴۰ و ۱۴۴۱ و ۱۴۴۲ و ۱۴۴۳ و ۱۴۴۴ و ۱۴۴۵ و ۱۴۴۶ و ۱۴۴۷ و ۱۴۴۸ و ۱۴۴۹ و ۱۴۵۰ و ۱۴۵۱ و ۱۴۵۲ و ۱۴۵۳ و ۱۴۵۴ و ۱۴۵۵ و ۱۴۵۶ و ۱۴۵۷ و ۱۴۵۸ و ۱۴۵۹ و ۱۴۶۰ و ۱۴۶۱ و ۱۴۶۲ و ۱۴۶۳ و ۱۴۶۴ و ۱۴۶۵ و ۱۴۶۶ و ۱۴۶۷ و ۱۴۶۸ و ۱۴۶۹ و ۱۴۷۰ و ۱۴۷۱ و ۱۴۷۲ و ۱۴۷۳ و ۱۴۷۴ و ۱۴۷۵ و ۱۴۷۶ و ۱۴۷۷ و ۱۴۷۸ و ۱۴۷۹ و ۱۴۸۰ و ۱۴۸۱ و ۱۴۸۲ و ۱۴۸۳ و ۱۴۸۴ و ۱۴۸۵ و ۱۴۸۶ و ۱۴۸۷ و ۱۴۸۸ و ۱۴۸۹ و ۱۴۹۰ و ۱۴۹۱ و ۱۴۹۲ و ۱۴۹۳ و ۱۴۹۴ و ۱۴۹۵ و ۱۴۹۶ و ۱۴۹۷ و ۱۴۹۸ و ۱۴۹۹ و ۱۵۰۰ و ۱۵۰۱ و ۱۵۰۲ و ۱۵۰۳ و ۱۵۰۴ و ۱۵۰۵ و ۱۵۰۶ و ۱۵۰۷ و ۱۵۰۸ و ۱۵۰۹ و ۱۵۱۰ و ۱۵۱۱ و ۱۵۱۲ و ۱۵۱۳ و ۱۵۱۴ و ۱۵۱۵ و ۱۵۱۶ و ۱۵۱۷ و ۱۵۱۸ و ۱۵۱۹ و ۱۵۲۰ و ۱۵۲۱ و ۱۵۲۲ و ۱۵۲۳ و ۱۵۲۴ و ۱۵۲۵ و ۱۵۲۶ و ۱۵۲۷ و ۱۵۲۸ و ۱۵۲۹ و ۱۵۳۰ و ۱۵۳۱ و ۱۵۳۲ و ۱۵۳۳ و ۱۵۳۴ و ۱۵۳۵ و ۱۵۳۶ و ۱۵۳۷ و ۱۵۳۸ و ۱۵۳۹ و ۱۵۴۰ و ۱۵۴۱ و ۱۵۴۲ و ۱۵۴۳ و ۱۵۴۴ و ۱۵۴۵ و ۱۵۴۶ و ۱۵۴۷ و ۱۵۴۸ و ۱۵۴۹ و ۱۵۵۰ و ۱۵۵۱ و ۱۵۵۲ و ۱۵۵۳ و ۱۵۵۴ و ۱۵۵۵ و ۱۵۵۶ و ۱۵۵۷ و ۱۵۵۸ و ۱۵۵۹ و ۱۵۶۰ و ۱۵۶۱ و ۱۵۶۲ و ۱۵۶۳ و ۱۵۶۴ و ۱۵۶۵ و ۱۵۶۶ و ۱۵۶۷ و ۱۵۶۸ و ۱۵۶۹ و ۱۵۷۰ و ۱۵۷۱ و ۱۵۷۲ و ۱۵۷۳ و ۱۵۷۴ و ۱۵۷۵ و ۱۵۷۶ و ۱۵۷۷ و ۱۵۷۸ و ۱۵۷۹ و ۱۵۸۰ و ۱۵۸۱ و ۱۵۸۲ و ۱۵۸۳ و ۱۵۸۴ و ۱۵۸۵ و ۱۵۸۶ و ۱۵۸۷ و ۱۵۸۸ و ۱۵۸۹ و ۱۵۹۰ و ۱۵۹۱ و ۱۵۹۲ و ۱۵۹۳ و ۱۵۹۴ و ۱۵۹۵ و ۱۵۹۶ و ۱۵۹۷ و ۱۵۹۸ و ۱۵۹۹ و ۱۶۰۰ و ۱۶۰۱ و ۱۶۰۲ و ۱۶۰۳ و ۱۶۰۴ و ۱۶۰۵ و ۱۶۰۶ و ۱۶۰۷ و ۱۶۰۸ و ۱۶۰۹ و ۱۶۱۰ و ۱۶۱۱ و ۱۶۱۲ و ۱۶۱۳ و ۱۶۱۴ و ۱۶۱۵ و ۱۶۱۶ و ۱۶۱۷ و ۱۶۱۸ و ۱۶۱۹ و ۱۶۲۰ و ۱۶۲۱ و ۱۶۲۲ و ۱۶۲۳ و ۱۶۲۴ و ۱۶۲۵ و ۱۶۲۶ و ۱۶۲۷ و ۱۶۲۸ و ۱۶۲۹ و ۱۶۳۰ و ۱۶۳۱ و ۱۶۳۲ و ۱۶۳۳ و ۱۶۳۴ و ۱۶۳۵ و ۱۶۳۶ و ۱۶۳۷ و ۱۶۳۸ و ۱۶۳۹ و ۱۶۴۰ و ۱۶۴۱ و ۱۶۴۲ و ۱۶۴۳ و ۱۶۴۴ و ۱۶۴۵ و ۱۶۴۶ و ۱۶۴۷ و ۱۶۴۸ و ۱۶۴۹ و ۱۶۵۰ و ۱۶۵۱ و ۱۶۵۲ و ۱۶۵۳ و ۱۶۵۴ و ۱۶۵۵ و ۱۶۵۶ و ۱۶۵۷ و ۱۶۵۸ و ۱۶۵۹ و ۱۶۶۰ و ۱۶۶۱ و ۱۶۶۲ و ۱۶۶۳ و ۱۶۶۴ و ۱۶۶۵ و ۱۶۶۶ و ۱۶۶۷ و ۱۶۶۸ و ۱۶۶۹ و ۱۶۷۰ و ۱۶۷۱ و ۱۶۷۲ و ۱۶۷۳ و ۱۶۷۴ و ۱۶۷۵ و ۱۶۷۶ و ۱۶۷۷ و ۱۶۷۸ و ۱۶۷۹ و ۱۶۸۰ و ۱۶۸۱ و ۱۶۸۲ و ۱۶۸۳ و ۱۶۸۴ و ۱۶۸۵ و ۱۶۸۶ و ۱۶۸۷ و ۱۶۸۸ و ۱۶۸۹ و ۱۶۹۰ و ۱۶۹۱ و ۱۶۹۲ و ۱۶۹۳ و ۱۶۹۴ و ۱۶۹۵ و ۱۶۹۶ و ۱۶۹۷ و ۱۶۹۸ و ۱۶۹۹ و ۱۷۰۰ و ۱۷۰۱ و ۱۷۰۲ و ۱۷۰۳ و ۱۷۰۴ و ۱۷۰۵ و ۱۷۰۶ و ۱۷۰۷ و ۱۷۰۸ و ۱۷۰۹ و ۱۷۱۰ و ۱۷۱۱ و ۱۷۱۲ و ۱۷۱۳ و ۱۷۱۴ و ۱۷۱۵ و ۱۷۱۶ و ۱۷۱۷ و ۱۷۱۸ و ۱۷۱۹ و ۱۷۲۰ و ۱۷۲۱ و ۱۷۲۲ و ۱۷۲۳ و ۱۷۲۴ و ۱۷۲۵ و ۱۷۲۶ و ۱۷۲۷ و ۱۷۲۸ و ۱۷۲۹ و ۱۷۳۰ و ۱۷۳۱ و ۱۷۳۲ و ۱۷۳۳ و ۱۷۳۴ و ۱۷۳۵ و ۱۷۳۶ و ۱۷۳۷ و ۱۷۳۸ و ۱۷۳۹ و ۱۷۴۰ و ۱۷۴۱ و ۱۷

کہ زید و عمر میں کون حق پر ہے۔ عمر و کہتا ہے کہ کتاب ارشاد الطالین کو جب تک بہت سے علماء اہل سنت مل کر صحیح نہ کر دیں، قابل عمل نہیں، عوام کو اس کتاب کا دیکھنا بھی نہ چاہئے، زید نے وعظ میں کہا کہ جو کتاب ارشاد الطالین کہ نہ مانے، وہ کافر ہے۔ آیا عمر و اور وہ لوگ جواب اس کو نہیں مانتے ہیں، کافر ہو گئے، یا مسلمان ہیں۔ اگر کافر نہیں ہوئے، تو زید اس کہنے سے کس بات کا شرعاً مستحق ہے، جواب ہر بات کا صاف خط میں، جلد تحریر فرما کر بھیج دیجئے، کہ بہت سے مسلمان خلیجان میں پڑے ہوئے ہیں۔ والسلام علیکم وعلیٰ من اتبع الہدیٰ۔

جواب ذیل از جناب برکت مآب زبدۃ العارفین عمدة المحدثین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب مدنی و ضمیمہ گنگوہی و علماء دیوبند۔

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلالؓ کو، بعض حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خریدنا محض غلط ہے، ایسی باتیں بے اصل بیان کرنے والا، مستحق وعظ گوئی نہیں۔ بلالؓ اور بھی ایک صحابی کا نام تھا، پر وہ حوالہ اصل تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح، بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے، پہلے نہیں ہوا، یہ نکاح کے کھانے کا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنا لا اصل ہے۔ ابو ہریرہؓ اور کسی صحابی کا نام نہیں۔ شب معراج نور حور کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا بالکل افتراء ہے، قرآن شریف کے بالکل مخالف ہے: مَا تَكْذِبُ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (۱) صاف بیان ہے کہ آپ کو کسی قسم کی غلطی نہیں ہوئی، ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے، سخت زندیق ہے۔ شب برات کو تین غسل کرنا، یا حلو او غیرہ کا پکانا شریعت سے ثابت نہیں، یہ باتیں محض لا اصل ہیں، ان مسائل میں قول عمر و صحیح ہے اور قول زید باطل، واللہ اعلم۔

الجواب صحیح خلیل احمد غفری عنہ

الجواب صحیح حررہ محمد ناظر حسن غفری عنہ

اصاب الحبيب محمد حسن عفا اللہ عنہ الجواب صحیح حبیب الرحمن غفری عنہ دیوبندی الجواب صحیح، بندہ احمد

الجواب صحیح محمد منفع علی غفری عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند الجواب صحیح بندہ محمود غفری عنہ، مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح، عبدالمومن غفری عنہ دیوبندی الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن غفری عنہ

(سراج و ہاج تالیف: مولوی حسنت علی حسین بناری ص: ۳۷ تا ۵۲ مطبوعہ سنہ ۱۳۱۲ھ)

(۹۷۹) عورتوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے اور انگریزی اسکول میں پڑھانے کا حکم؟ سوال: نحمدہ

و نصلی کیا فرماتے ہیں ارباب علوم و عقول اور اصحاب تجربہ و شعور، ادام اللہ فیوضہم الی یوم النشور۔ مسائل مفصلہ ذیل میں:

(۱) سورۃ النجم آیت ۱۱: جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا (ترجمہ شیخ الہند)

مفتی الہی بخش کیدی کا ترجمہ

(۱) تعلیم کتابت واسے نسا کے اس زمانہ پرفساد میں، کہ قباۃ اور مفاسد اس کے اہل دانش پر، کالمشابدہ ہیں، مکروہ ہے تحریر یا نہیں؟

(۲) تعلیم کتابت وغیرہ مباحات اور باغات کا بغیر حجاب کے، غیر محرم مرد بالغ سے کیسا ہے۔

(۳) منع نسوان زمانہ ہذا کا تعلیم کتابت سے، موافق قول محقق جلال الدین دوانی کے، مکذکرہ فی اخلاق جلالی

قرین مصلحت ہے، یا نہیں؟ جینواتو جروا!

جواب: تعلیم نوشت وخواندہ فی زمانہ عورتوں و مکروہ ہے تحریر مابلاشبہ، چند وجہ سے۔

اول: تہییق وقت، کیونکہ جب کہ ان کو اس نوشت وخواندہ میں، نہ کوئی نفع آخرت ہے نہ فائدہ دنیا، مثل حاصل کرنے مال و دولت کے۔ اس لئے کہ جو چھان کے اخراجات ضرور یہ ہیں، خورش پوشش مسکن، وہ سب بدمدان کے شوہروں کے ہیں، پھر نوشت وخواندہ کا شغل، اضافت وقت نہیں تو اور کیا ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام:

من حسن اسلام المرأة تركه مالا يغنيه انتهى۔ رواہ الترمذی فی کتاب الزہد (۱)

دوسرے آوارگی طبیعت اور براہیختگی شوق اور خواندہ ہائے نفسانی، بہ سبب مطالعہ ان کتابوں کے، جن میں مضامین عشقیہ اور عورتوں کے کید و فسون بھرے ہوئے ہیں۔ جیسے ترجمہ بہار دانش، فائدہ حجاب، مثنوی میر حسن وغیرہ، نیز بیجان و اشتیاق مرداں بہ جانب ان عورتوں تعلیم یافتہ کے، بیچان کے اس کمال ظاہری، ہنر زیب و زینت ابد فریبی کے کمال جدید لذیذ۔

تیسرے اندیشہ مرسلت و مکتبت، یعنی مردوں سے، جس میں صد باقتد و شرمطلوی ہیں، ہاں تعلیم مسائل ضروریہ دین، مثل صوم و صلوٰۃ و طہارت وغیرہ کے امر ضروری ہے۔ سو وہ ان کے شوہر اور باپ بھائی وغیرہ قحامر کے ذمہ ہے۔ اگر وہ آپ جانتے ہوں تو فیہما ورتہ اور ماسدین سے حاصل کریں۔ فقط

جواب ۲۔ جواب بالا سے واضح ہو چکا کہ شغل نوشت وخواندہ عورتوں کا، خواہ کسی طرح پر ہو، اجانب سے یا محارم سے مکروہ ہے، پھر جو نوشت وخواندہ بصورت شیعہ مذکورہ، یعنی زمانہ نواختہ کا غیر محارم کے درپردہ ہو احرام یا شد حرمت ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ:

قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُوا مِنْ أَنْصَارِهِمْ۔ کہیدت ایمان والوں کو بچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں۔

الآیۃ (النور ۳۰) (ترجمہ شیخ الہند)

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَنْصَارِهِنَّ۔ کہیدت ایمان والیوں کو بچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں۔

الآیۃ (النور ۳۱) (ترجمہ شیخ الہند)

(۱) سنن ترمذی فی کتاب الزہد (۶۶۳۰) ترجمہ ۲۳۳، راجع الیہ اعلامیہ ج ۲ ص ۲۶ (تفسیر مجمع الموطا) (دہلی)

دیکھئے حضور جماعت غبار، کہ بھڑکی شہداء اسلام دشمن بدی سے بے محروم کو کھڑا ہے، ہزاروں شہداء حق تعالیٰ کے جو ذکر ہوا، اور زمانہ نبوی علیہ السلام میں جو جہیزت ہے، تو وہ آپ کے ہی زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا، دیگر دور سے قرآن مقررہاں بالغیر میں، بعد وفات اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کی ضمانت ہوئی، حضرت، ان کا قصد بقدر غرضی اللہ جنہا سے متعلق ہے، کہ جو عاداتیں محروم نے پیدا کی ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معلوم کرتے تو اہل بیت سے ان کو معلوم مسجد سے مسجد، کتب خانہ کی کتبیں، اور قسطنطنیہ اور ایشیائی

عن عائشة قالت: لو انك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحدث النساء، لصغيري المسجد، كذا فحدثت نساء بني اسرائيل. (الحديث رواه البخاري)

اب دیکھئے کہ ان دونوں یعنی حضور جماعت، پوشش خواہ ذکر، کہ ان میں کیا کچھ تفاوت ہے، تو وہ زمین و آسمان کا ہے۔ جب اہل صنوع ہوا تو جلی پڑا، پہلی صنوع ہونا چاہئے، خاص اس زمانہ پر تعلق میں۔ دو قسم و تعمیر جو حدیث اور احکام نصاریٰ میں ہے، کہ جس میں فسق و فجور دکھائی دے، یا عبادت اسلام، مسلم ہے، تب اگلی تعمیر ہے، کہ کچھ لازماً اپنے دین کے قواعد و احکام میں اور نصاریٰ کی وضع پر تعمیر پڑا، تو ویسے حق تعالیٰ ہر وقت ان کی طبیعت سادہ پر اثر ضرور پیدا کرتی ہے، مگر اب باب شعور پر روشن ہے، کہ اس کا انجام کیا ہوگا، لنگ

جواب ۳۔ جلال اللہ تعالیٰ محقق دینی رفقہ اللہ کائنات، کہ تاس میں حدیث و احکام نصاریٰ کے تھے اور نہ یہ وہی عالم کیم قوت و فراوانی، ہر کہ اس حدیث کتابت، فقط کتابت ہی کا محروم کے لئے قرآنی مصحف تھا، تو وہ قرآن اس دنیا میں تفسیر میں اہم ضروریات سے ہوگا اور تعلیم مساکین ضرور پیدا، قرآن شریف کا اس حکم سے مشکل ہونا، جواب اس سے معلوم ہو چکا۔ کہ وہ چکر کیا، بلکہ ضروری ہے، مگر طریق کوئی مرتبہ نہیں، جس سے یہ انکی دھیرہ کے اس میں نہ ہو۔ و خدا صبر و صواب۔

کتبہ عبد الرحمن غنی عن (آلہ قادری عبد الرحمن دہلوی)

ابو جہرہ صحیحہ ماہی الخیرات، مسجد احمد غنی عن احمد۔ ابو جہرہ کتب صحیحہ، ابو جہرہ دینی غرور

اس زمانہ میں تعلیم کتابت کا محروم کو کھڑا ہے، مگر یہاں تک کہ درجہ اور پختہ و کورنہ غرضی سے ہے، جب ہونا مگر چہ تعلیم و کتابت کے واسطے ہو، اگر اس سے اور صلح کن محروم کو ایسے کام سے ضرور (کی) ہے، لنگہ اللہ تعالیٰ آمین

کتبہ اہل دینی رفقہ و بہرہ شہداء

۱) اللہ تعالیٰ کہہ۔ انوار، ص ۱۰۰، ص ۱۰۱، ص ۱۰۲، ص ۱۰۳، ص ۱۰۴، ص ۱۰۵، ص ۱۰۶، ص ۱۰۷، ص ۱۰۸، ص ۱۰۹، ص ۱۱۰، ص ۱۱۱، ص ۱۱۲، ص ۱۱۳، ص ۱۱۴، ص ۱۱۵، ص ۱۱۶، ص ۱۱۷، ص ۱۱۸، ص ۱۱۹، ص ۱۲۰، ص ۱۲۱، ص ۱۲۲، ص ۱۲۳، ص ۱۲۴، ص ۱۲۵، ص ۱۲۶، ص ۱۲۷، ص ۱۲۸، ص ۱۲۹، ص ۱۳۰، ص ۱۳۱، ص ۱۳۲، ص ۱۳۳، ص ۱۳۴، ص ۱۳۵، ص ۱۳۶، ص ۱۳۷، ص ۱۳۸، ص ۱۳۹، ص ۱۴۰، ص ۱۴۱، ص ۱۴۲، ص ۱۴۳، ص ۱۴۴، ص ۱۴۵، ص ۱۴۶، ص ۱۴۷، ص ۱۴۸، ص ۱۴۹، ص ۱۵۰، ص ۱۵۱، ص ۱۵۲، ص ۱۵۳، ص ۱۵۴، ص ۱۵۵، ص ۱۵۶، ص ۱۵۷، ص ۱۵۸، ص ۱۵۹، ص ۱۶۰، ص ۱۶۱، ص ۱۶۲، ص ۱۶۳، ص ۱۶۴، ص ۱۶۵، ص ۱۶۶، ص ۱۶۷، ص ۱۶۸، ص ۱۶۹، ص ۱۷۰، ص ۱۷۱، ص ۱۷۲، ص ۱۷۳، ص ۱۷۴، ص ۱۷۵، ص ۱۷۶، ص ۱۷۷، ص ۱۷۸، ص ۱۷۹، ص ۱۸۰، ص ۱۸۱، ص ۱۸۲، ص ۱۸۳، ص ۱۸۴، ص ۱۸۵، ص ۱۸۶، ص ۱۸۷، ص ۱۸۸، ص ۱۸۹، ص ۱۹۰، ص ۱۹۱، ص ۱۹۲، ص ۱۹۳، ص ۱۹۴، ص ۱۹۵، ص ۱۹۶، ص ۱۹۷، ص ۱۹۸، ص ۱۹۹، ص ۲۰۰، ص ۲۰۱، ص ۲۰۲، ص ۲۰۳، ص ۲۰۴، ص ۲۰۵، ص ۲۰۶، ص ۲۰۷، ص ۲۰۸، ص ۲۰۹، ص ۲۱۰، ص ۲۱۱، ص ۲۱۲، ص ۲۱۳، ص ۲۱۴، ص ۲۱۵، ص ۲۱۶، ص ۲۱۷، ص ۲۱۸، ص ۲۱۹، ص ۲۲۰، ص ۲۲۱، ص ۲۲۲، ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، ص ۲۲۶، ص ۲۲۷، ص ۲۲۸، ص ۲۲۹، ص ۲۳۰، ص ۲۳۱، ص ۲۳۲، ص ۲۳۳، ص ۲۳۴، ص ۲۳۵، ص ۲۳۶، ص ۲۳۷، ص ۲۳۸، ص ۲۳۹، ص ۲۴۰، ص ۲۴۱، ص ۲۴۲، ص ۲۴۳، ص ۲۴۴، ص ۲۴۵، ص ۲۴۶، ص ۲۴۷، ص ۲۴۸، ص ۲۴۹، ص ۲۵۰، ص ۲۵۱، ص ۲۵۲، ص ۲۵۳، ص ۲۵۴، ص ۲۵۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۸، ص ۲۵۹، ص ۲۶۰، ص ۲۶۱، ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، ص ۲۶۴، ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، ص ۲۶۹، ص ۲۷۰، ص ۲۷۱، ص ۲۷۲، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸، ص ۲۷۹، ص ۲۸۰، ص ۲۸۱، ص ۲۸۲، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴، ص ۲۸۵، ص ۲۸۶، ص ۲۸۷، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶، ص ۱۲۲۷، ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، ص ۱۲۳۰، ص ۱۲۳۱، ص ۱۲۳۲، ص ۱۲۳۳، ص ۱۲۳۴، ص ۱۲۳۵، ص ۱۲۳۶، ص ۱۲۳۷، ص ۱۲۳۸، ص ۱۲۳۹، ص ۱۲۴۰، ص ۱۲۴۱، ص ۱۲۴۲، ص ۱۲۴۳، ص ۱۲۴۴، ص ۱۲۴۵، ص ۱۲۴۶، ص ۱۲۴۷، ص ۱۲۴۸، ص ۱۲۴۹، ص ۱۲۵۰، ص ۱۲۵۱، ص ۱۲۵۲، ص ۱۲۵۳، ص ۱۲۵۴، ص ۱۲۵۵، ص ۱۲۵۶، ص ۱۲۵۷، ص ۱۲۵۸، ص ۱۲۵۹، ص ۱۲۶۰، ص ۱۲۶۱، ص ۱۲۶۲، ص ۱۲۶۳، ص ۱۲۶۴، ص ۱۲۶۵، ص ۱۲۶۶، ص ۱۲۶۷، ص ۱۲۶۸، ص ۱۲۶۹، ص ۱۲۷۰، ص ۱۲۷۱، ص ۱۲۷۲، ص ۱۲۷۳، ص ۱۲۷۴، ص ۱۲۷۵، ص ۱۲۷۶، ص ۱۲۷۷، ص ۱۲۷۸، ص ۱۲۷۹، ص ۱۲۸۰، ص ۱۲۸۱، ص ۱۲۸۲، ص ۱۲۸۳، ص ۱۲۸۴، ص



اس فتویٰ پر مذکورہ بالا تصدیقات کے بعد ایک تصدیق حضرت مولانا گنگوہی کی بھی تھی، جو اس فتویٰ کے ماتخذ کے ص ۱۶۵ پر درج تھی، وہ تصدیق مذکورہ جواب کے سوال کے ساتھ یہاں سے پیچیدہ کر کے، زیر نظر مجموعہ فتاویٰ میں اس کی جگہ پر نقل کر دی ہے۔ اصل فتویٰ یہاں پیش ہے۔ (نور)

اصواق الملک الدیان علی من اراح الکتابہ لساء الزمان

مؤلفہ نجف علی خاں خف مولوی نظام علی خاں۔ مطبوعہ مطبع احمدی، بمبئی ۱۳۰۵ھ

## تحقیق انعقاد محفل مولد شریف و زکوٰۃ وغیرہ

[نقل خط جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ]

تمہید: حضرت مولانا نانوتوی کا یہ مرام نامہ غیر مطبوعہ ہے، پہلی مرتبہ اس مجموعہ فتاویٰ میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ مرام نامہ حضرت مولانا کی آخری تحریرات میں سے ہے، ممکن ہے کہ یہی سب سے آخری خط ہو۔ اس کی تحریر ۱۹ ربیع الاول کے صرف ذیحدہ مہینہ، جمعہ ۲۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ (۱۷ اپریل ۱۸۸۰ء) کو حضرت مولانا نانوتوی رحلت فرما گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ [نور]

(۹۸۰) انعقاد محفل میلاد کی شرعی حیثیت: عظیمہ الطاف و کرم نواب احمد حسین خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم زکوٰۃ میں کھانا کپڑا وغیرہ دینا بھی ایسا ہی ہے، جیسے نقد دینا، پر اتنا ہی ظاہر ہے کہ کھانے میں دعوت کا ساتھ دینا کہ جتنا پیٹ میں آئے کھا لو، لیجانے کی اجازت نہیں، بلکہ جس کو دیا جائے اسی کو اختیار رکھی دیا جائے، وہ اسی کی ملک سمجھی جائے، اس کو اختیار ہو، چاہے بیچ ڈالے یا خود کھالے۔ اور قرض میں زکوٰۃ یا قرض کی بھی دینی پڑے گی، اتنا فرق ہے کہ اگر قرض کی یہ کیفیت ہے کہ جب چاہو وصول کرو، تب تو اسی وقت واجب الاداء ہوگی، ورنہ بعد وصول واجب الاداء ہوگی، مگر دینی بھی دنوں کی پڑے گی۔

باقی رہا مولود شریف کا قصہ!!! اس میں آپ کا پوچھنا فضول معلوم ہوتا ہے اور میرا بولنا بیکار نظر آتا ہے، اس قسم کی باتوں میں زبان بلائے کا نتیجہ بجز فتنہ پردازی اور پانچھ نہیں ہوتا، مگر چونکہ آپ نے پہلی بار یہ استفسار فرمایا ہے، جواب لکھنا نہ رہا، مرام نامہ معلوم ہوتا ہے۔ سنئے:

آمرؤنی شخص ملازمان شہاشی میں سے ہے، ہر بار بادشاہ سے زیادہ کسی وزیر و مشیر کی تعظیم کرتے، تو وہ تعظیم چونکہ موجب توقین بادشاہی ہے، اس لئے بوجہ تعظیم مفرط و وزیر، یہ تعظیم کرنے والا مستوجب عقاب بادشاہی ہوگا، تعظیم وزیر پانچھ کام نہ آئے گی، بلکہ خود وزیر پانچھ مذکورہ درپے تذلیل شخص مذکور ہو جائے گا، جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی، تو اب سنئے۔

اعلیٰ درجہ کی وجہ مجلس ہے کہ جس میں قرآن وحدیث پڑھا جائے اور بیان احکام خداوندی کیا جائے، اور کیوں نہ ہو، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس غرض سے بھیجے گئے، کہ احکام خداوندی پہنچائیں، اور کتب مقدسہ اسی غرض سے نازل کی گئیں، کہ احکام خداوندی معلوم ہو جائیں اور خود خداوند کریم فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ. اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی اپنی بندگی کو۔

(ترجمہ فتح الہند)

(الذاریات ۵۶)

الآیۃ

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی تلاش

الذین. کر کے اس کے واسطے بندگی (ترجمہ فتح الہند)

(البینہ ۵)

الذین.

اور ظاہر ہے کہ عبادت اطاعت احکام کا نام ہے، اس لئے وجہ مجلس جس میں بیان احکام ہو، اعلیٰ درجہ کی مجلس ہوگی، کیونکہ غرض اصلی جو عبادت ہے، چنانچہ دونوں آیتیں اس پر شاہد ہیں، بے بیان احکام متحقق نہیں ہو سکتے۔ غرض مجلس وعظ و درس و قرآن وحدیث کے برابر ہوئی نہیں، پھر ستم یہی نہیں کہ اس محفل پہلے تو چھو اہتمام نہ ہو، اس میں اس برکت کی امید ہو، جو محفل میلاد شریف سے کہتے ہیں اور اس کے لئے فرش و فرش، روشنی و شیرینی وغیرہ ہو، جو محفل میلاد شریف کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔ علاوہ بریں میلاد شریف کی بدولت، جماعت سی واجب چیز کو ترک کیا جاوے اور جماعت کے لئے میلاد شریف ترک نہ کیا جاوے اور یہ اسی قسم کی بات نہیں تو اور کیا ہے، کہ بادشاہ سے زیادہ وزیر کی تعظیم کی جائے۔

پھر اس پر قیام معمول ہے، اگر بایں اعتقاد ہے، کہ روح پرفوت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، اس وقت رونق افروز ہوتی ہے، تو یہ اعتقاد بے سند ہے، کہ جس کا پتہ نہ قرآن میں نہ نشان حدیث میں، اگر یہ بدعت نہ ہوگا، تو اور کون سی چیز بدعت ہوگی۔ شیعوں اور خوارج کے اعتقادات، جو ان کے مبتدع اور ضال ہونے کی وجہ سمجھی گئی، تو کیوں سمجھی گئی، اسی بے سند ہونے کے باعث، اور اگر بایں خیال یہ اہتمام قیام ہے، کہ بعض اولیاء کبار اس وقت کھڑے ہوتے تھے، تو اس کے یہ معنی ہوئے، کہ ہم بھی اسی طرح مشرف بزیارت ہوتے ہیں، جیسے وہ اولیاء مشرف ہوتے تھے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے، کہ بعض اولیاء کبار یا باب حال کو، وقت ذکر ولادت شریف دولت زیارت میسر آتی تھی، اس لئے ان کے واسطے اٹھنا ضرور ہوا، اور بے شک اگر وہ اس وقت نہ اٹھتے، تو عجب نہ تھا کہ اس بے تعظیمی کے سبب، اپنے مرتبہ و مقام سے گر جاتے، مگر عوام الناس جو ان کی اقتداء کرتے ہیں، گویا زبان حال سے یوں جملہ تے ہیں، کہ ہم بھی دولت زیارت سے مشرف ہوئے ہیں، اب کہنے یہ کس درجہ کی ریاء ہے۔

بعض اولیاء کو چند بار یہ اتفاق ہوا، کہ اپنے حلقہ میں یا شیخ بہاء الدین شہنا لند کہا، ان کے ایک مرید نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا، حضرت نے فرمایا تم کیوں کہتے ہو، مرید نے کہا کہ آپ کہتے ہیں، میں بھی کہتا ہوں، حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو تو حضرت کی زیارت مسمرا آتی ہے، اس لئے یہ کہہ پڑتا ہوں، تو جو کہتا ہے، کیوں کہتا ہے۔ غرض حضرت نے اس کو منع فرمایا اور اپنی اقتداء اور اتباع کی اس امر میں اجازت نہ دی۔ ایسے ہی جن صاحبوں نے وقت مذکور پر قیام کیا ہے، وہ مشرف زیارت ہوئے تھے، عوام کو ان کا اقتداء جائز نہیں۔

باقی یہ کہنا کہ ہم بغرض تعظیم اہم مبارک کھڑے ہوتے ہیں، یہ ایسی بے ہودہ بات ہے کہ کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیا اسی وقت آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] مستحق تعظیم ہوتے ہیں، اس سے آگے پیچھے ان لوگوں کے نزدیک مستحق تعظیم نہیں ہوتے، افسوس آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ذکر نہ انوار کو ایسی ایسی دایمات سے، ناواقفوں نے خراب کر دیا۔

اس لئے اپنا یہ قول ہے کہ، ہمارے لئے تو مولود شریف اگر کریں، جائز بلکہ مستحب ہے، پر رواج کے موافق کرنے والوں کے حق میں جائز نہیں، ہاں گوشہ تنہائی میں بے قیام، کوئی کبھی تقاضائے محبت بروایات صحیحہ پڑھ لیا کرے، تو سبحان اللہ! پر ان روایات ضعیفہ موضوعہ کا پڑھنا، یوں بھی جائز نہیں۔

غرض اصل سے ذکر بابرکات، حضرت سرور عالم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتسلیمات، عمدہ حسنات میں سے تھا، گو ذکر احکام اور استماع احکام، بغرض اطاعت و تبلیغ حقیقت میں ذکر ملک علام ہے، مگر جیسے تخن و زعفران وغیرہ اطعمہ لذیذہ اصل سے عمدہ غذا ہوتی ہے، پر زہر مل جائے، تو باوجود عمدگی خراب و مہلک ہو جاتی ہیں، اور اس وقت بوجہ اختلاط زہر، باوجود لذت معلومہ اس لذت کا ترک ضروری ہے، چہ جائیکہ بوجہ لذت زہر مخلوط کا کھانا عمدہ سمجھا جائے۔ ایسے ہی ذکر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم حضمین ولادت ہو، یا مضمین وفات، عمدہ خیرات میں سے ہے، پر بالائی خرابیوں کے باعث واجب الاحتراز ہے، چہ جائیکہ خرابی ہائے مذکورہ، بوجہ عمدگی سفوفہ، واجب الارکاب ہوں۔

لیجئے نواب صاحب آپ کی خاطر یہ دو ورق سیاہ تو کر ڈالے ہیں، پر دیکھئے، اس نامہ سیاہ کے حق میں، اس تحریر کے باعث کیا کیا صلواتیں، ادھر سے پیش ہوتی ہیں۔

مولوی عبد انکریم صاحب کی خدمت میں، بعد سلام یہ عرض ہے کہ عنایت نامہ پہنچا، اس تفقہ احوال کا شکر یہ کیا اور انہوں اور اپنا حال لکھوں، تو کیا لکھوں۔ دودن کو اور دوں کی دعا سے کچھ آرام سے گزرتی ہے، تو دودن اپنی شامت اعمال سے پھر تکلیف، کوئی نہ کوئی کھڑی ہو جاتی ہے، اب آج کل اللہ کا شکر ہے، تخفیف ہے، ہر چند روز پہلے بدلت گزری، اس وجہ سے بھی جواب نامہ نواب صاحب و نیز جواب عنایت نامہ سامی میں، دیر ہوئی۔ یا دودن تھے کہ ورق

دور کی ایک بات تھی، ایسا یہاں ہیں کہ جواب خطوط بھی، شمار ہے۔ پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ کی تقریر کو میں سمجھ نہیں سکتا تھا، اور اب بعض اوقات دو چار سطروں کا جواب کرتا بھی ایک ہم عظیم ہو جاتی ہے۔ اب آپ کے شک کردوں اور جواب کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔ فقہ

العبود محمد قاسم ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ (مارچ ۱۹۹۰ء)

(گوملکان میں ۱۹۸۵ء)

(۹۸۱) محفل میلاد کا شرعی حکم: سوال: محفل مولود شریف جائز ہے یا نہیں؟ مفصل تقریر فرمائیے؟ فقہ

جواب: ذکر ولادت شریف مثل دیگر کار خیر کے ثواب افضل ہے، اگر بہت طاقتور سے خانی ہو تو اس

سے بہتر کیا ہے۔ قال اللہ عز۔

وَذَكَرَكَ لِلْعَالَمِينَ عِبْرَةً لِّمَنْ يَّرْتَدُّ

وَذَكَرَكَ لِلْعَالَمِينَ عِبْرَةً لِّمَنْ يَّرْتَدُّ

البتہ جیسے دوسرا سزا میں قبولات و شائع کیے تاکہ مردیج ہے اس طرف سے شک بدعت ہے اور بوجہ ذیل ثابت ہے۔

اولیٰ: یہ کہ اکثر مولود خواں قبل از ذکر ولادت لفظ اور موضوع بیان کرتے ہیں اور قاری اور سامعین سب سخت وغیرہ۔

من کذب علی موعداً فلیتوا مقعده من النار (۱) میں داخل ہوتے ہیں۔

دوم: اہل دین میں مضمر ولادت دین بکری یا دھارے کرتے ہیں، کہیں قاضی و قریٰ، کہیں پتی و منہ، کہیں شہادت

اور کہیں شہرتی کہیں بھلا قانون پختی مقدر لیں، کہیں لوہاں ٹٹکتا ہے اور بہت سے امور غیر ضروری کو ضروری سمجھتے ہیں اور غیر

اس سب باتوں کے مولود کرنے کو مولود تسلیم کیا جاتے ہیں اور یہ حق اسراف ہے کہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَفَّارُونَ

بِذْكَرَ الْإِسْرَافِ

الآیہ (الاسراء: ۲۷)

سوم: تعین و تقیید روز ولادت کو ضروری جانتے ہیں اور کسی روز مولود میں تعین نہیں دیکھتے (غیر متقید کو مشہد

اور غیر ضروری کو ضروری جانتا) بدعت قبیحہ سے ہے:

وَأَنْفِئْتَهُ نَافِئَةً خَاسِئَةً

الاحادیث (۲۷)

چہارم: اکثر دین محفل بدل بدعت و لائق و لہار ہوتے ہیں، اس حق ان کی بدعت کرنی پڑتی ہے، جہان کی تعظیم

کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

(۱) انصاری کتاب العزم باب التواضع علی اللہ ص ۲۱ ج ۱ (۱) ایضاً کتاب العزم باب التواضع ص ۲۱ (۲) (۳)

فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ  
الظَّالِمِينَ. (الانعام: ۶۸)  
تو مت بیٹھ، یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ۔  
(ترجمہ شیخ الہند)

و عن ابراهيم بن يسرة رضى الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام، رواه البيهقى فى شعب الإيمان مرسلًا (۱)  
چشم: اکثر اشعار تعبیہ جاہلوں کی تصنیف ہوتی ہیں، کہیں ان میں تو غل شان نبوی ہوتا ہے، اور کہیں انبیاء اور ملائکہ کی نسبت ہے ادبی ہوتی ہے، قال علیہ السلام: لانظرونی کما اطرت النصارى. الحدیث (۲)  
وقال صلى الله عليه وسلم:

لاتخبرونى على موسى، وقال وما ينبغي لعبد أن يقول إني خير من يونس بن متى، وقال لاتفضلوا بين أنبياء الله. الحدیث (۳) ای تفضیلاً یؤدی الی تحقیر بعض ششم: وقت ذکر ولادت قیام کرتے ہیں، پھر بعض کا تو یہ عقیدہ ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے ہیں، یہ عقیدہ تو بالکل شرک ہے۔ اور بعض کہتے ہیں، کہ جو ملائکہ اس وقت موجود ہیں، ان کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں، یہ بھی جہل ہے، اول تو ملائکہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتے ہیں، محض ذکر کی کیا تخصیص۔ اور اگر محفل ذکر کی تخصیص ہے، تو محفل ذکر ولادت کی کیا تخصیص، اور اگر اس کی بھی تخصیص ہے، تو خاص ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے، اور اگر اس وقت ملائکہ کی تعظیم ہو، تو دوسرے وقت کیوں نہیں ہوتی اور اگر محض تعظیم ذکر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، تو اگر سوائے اس محفل کے، دوسری جگہ کوئی ذکر کرے، کہ حضرت پیدا ہوئے، تو کیوں نہیں کھڑے ہوتے، یہیں معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک حرکت لغو ہے، ہود ہے۔

ہفتم: ان امور پر اصرار کرتے ہیں اور مانعین سے جھگڑتے ہیں اور عداوت کرتے ہیں، اور اصرار معصیت پر سخت معصیت ہے، پس جو جو مذکورہ محفل مولود نا جا کر ہے۔ اور اگر بصورت مجلس وعظ ہو تو کچھ حرج نہیں، اور حیرت ہے کہ یہ

(۱) مشکوٰۃ، باب الاعتناء بالكتاب والسنة. الفصل الثالث من: ۳۱، جلد اول (کتاب جامع نور محمد دہلی) (نور)

باب مذکور، ۱۰۹-۱۱۰ رقم الحدیث: ۱۸۹ [مکتبۃ التوحید - دارالان حرم، ص ۳۰۳]

(۲) مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب المعافاة والعصبة من: ۳۱، جلد دوم (کتاب جامع رشیدیہ دہلی) نیز باب مذکور، ۱۸۴۳، جلد چہارم رقم الحدیث: ۳۸۹۷ [مکتبۃ التوحید دارالان حرم، ص ۳۳۳] (نور)

(۳) مشکوٰۃ کتاب احوال القیامۃ، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء، ۵۷۰ رشیدیہ دہلی، نقل اصح المطابع [کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق. باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام. الفصل الاول من: ۳۱، جلد پنجم، رقم الحدیث: ۵۷۰۸-۵۷۰۹-۵۷۱۰] [مکتبۃ التوحید دارالان حرم، ص ۳۰۳] (نور)



لوگ محبت نبوی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور پھر ان بدعات کے مرتکب ہوتے ہیں! حالانکہ محبت کو اطاعت لازم ہے۔  
قال ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

تعصى الإله وأنت تظهر حبه  
هذا العمري في الفعال بعيد  
لو كان حبك صادقاً لأطعته  
إن المحب لمن يحب يطيع

ترجمہ اشعار: تم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہو اور تم اللہ سے اپنی محبت کا بھی اظہار کرتے ہو تمہارا یہ طریقہ اور عمل، بلاشبہ عجیب اور ناقابل قبول ہے، اگر تمہاری یہ محبت سچی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت اور پابندی کرتے کیونکہ جو شخص کسی سے سچی محبت کرتا ہے وہ اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ محمد یعقوب نانوتوی دیوبند

(مجموعہ نگارں ص ۷۷-۷۹)

(۹۸۲) ایک خود ساختہ اصول سے، میلاد و قیام پر استدلال کا جواب: سوال: حکم کہ

اصل آں در شرع شریف ثابت است، پس تعین آں در وقت، خاص بسبب اندراج آں وقت در اوقات ثبوت آں اصل روا گرد، زیرا کہ چون اصل شے در ہر اوقات مشروع شد۔ پس وقت معین ہم کیے از افراد اوقات آں مطلق باشد، بہ سبب تحقق مطلق در افراد و ظاہر است، کہ ہر فردے از مطلق کہ متحقق باشد، باعتبار تعین و تشخیص خارجی مانع تحقق آں مطلق نخواہد بود، والا تحقق مطلقے در فرد متمنع باشد و ہو کماتری۔

ترجمہ: ہر وہ حکم جس کی اصل شرع شریف میں ثابت ہے، پس اس کا کسی خاص وقت کے لئے معین کر لینا بھی اس وقت جب اس کا اصل کے مطابق ثبوت درست ہو، صحیح ہے۔ اس لئے کہ جب اصل چیز ہر وقت میں شریعت سے جائز ہوئی، پس اس کے لئے وقت مقرر کرنا بھی اسی مطلق کے حصول میں سے ایک حصہ ہوگا، اور ہر حصہ میں اصل کا ثابت ہونا لازم ہے۔ کیونکہ ہر اک حصہ باعتبار تعین اور تشخیص خارجی کے [اس مطلق سے جڑا ہوا ہے] اس کے شامل ہونے میں روکاؤ نہ ہوگا، اگر ایسا نہ ہو تو مطلق کے حصہ کا اس کے ہر اک میں نمایاں ہونا ممکن نہ ہوگا، اور یہ بات اسی طرح ہے، جیسی کہ تم دیکھتے ہو۔

[ت: نور]

علماء دین سے سوال ہے کہ یہ قانون، اصول کا صحیح ہے، یا غلط؟

**جواب :** بے شک جب اصل شے مطلق علی الاطلاق بدون تعین بوقت من الاوقات اور ہر لحظہ اور ہر وقت میں، بلا تعین اس کا کرنا مشروع ہے، لیکن ایک فرد یعنی ایک وقت خاص کو، افراد مطلق میں سے مرجع علی غیرہ سمجھ کر، معین کر لینا زیادہ علی (ما) تفرد فی الشرع المعلی ہے۔ اس وجہ سے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، ہر فرد اور ہر وقت کو، مساوی جان کر حکم تعین نہیں دیا تھا، پس شخص معین نفس تعین میں: "بسبب الزیادۃ الی لم یثبت أصلها فی الشرع" مرتکب فعل ممنوع کا ہوا، نہ اس حیثیت سے کہ یہ مطلق کی ایک فرد ہے، بلکہ بسبب تعین فرد من افراد المطلق و ترجیح علی غیرہ، بغیر اذن من الشارع۔

پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا، کہ افراد مطلق میں سے، ایک فرد کے معین کرنے میں دو حیثیتیں ہیں: ایک حیثیت وقوع فرد من افراد المطلق، دوسری تعین هذا الفرد من غیرہ۔ پس بسبب ہونے اس کے ایک افراد مطلق میں سے جائز ہے، اور بسبب تعین هذا الفرد و ترجیح علی غیرہ، مع عدم ورود الامر فیہ من الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

دو وجہ آخر ممنوع اور بدعت ہے، فہاندفع الاعتراض و تبین الفرق، مگر یہ معلوم نہیں کہ تقریر سوال کون سے اصول میں ہے، آیا اصول حنفیہ یا شافعیہ وغیرہا، یا اصول مجوزہ رائے عالی میں ہے:

ع چہ دلا اور است دزدے کہ بکف چراغ دارو

حسنہ مولانا رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۸۵-۸۶)

**(۹۸۳) محفل میلاد کی صفت؟ سوال: محفل میلاد؟**

**جواب :** محفل میلاد اگر خانی ہوا امور منکر غیر مشروع سے، اور یہ پابندی رسم اہل زمانہ نہ ہو، تو جائز و مستحسن ہے، مگر چونکہ اس زمانہ میں کثرت یہ مجلس امور غیر مشروع سے خالی ہوتی ہے، اور اعتقاد و لزوم و وجوب کا، عوام کے قلوب میں راسخ ہوتا ہے، اسراف اور حضور فساق، اور پڑھنا روایات موضوعہ کا، اور التزام ان امور کا جو شرع سے لازم نہیں، گویا شعار اس مجلس کا ہو گیا ہے، اس لئے بہت مروجہ، یہ محفل ممنوع اور بدعت ہے، اور مرتکب اور مجوز اس کا لاریب مبتدع اور جاہل ہے۔

واللہ اعلم کتبہ الاحقر عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی الجواب صحیح، بندہ رشید احمد عفی عنہ۔

الاجوبہ صحیحہ محمد منفع علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ الجواب صحیح: خلیل احمد عفی عنہ۔ بندہ محمود احمد عفی عنہ الجواب صحیح

[رسالہ تحقیق المسائل، مولانا سید دیدار علی الوری۔ ص ۳۹ طبع اول]

**(۹۸۴) قیام محفل میلاد کی حقیقت: سوال: قیام محفل میلاد؟**

منفی الی مجلس اربعینی کا نمبر

**جواب:** قیام مکمل میلاؤ کہ وقت مخصوص پر ضروری لکھنا یا معاملہ پیش کرنا چھوڑ کر مروی ہے اصل ہے۔ شریعت میں اپنی دامن سے کوئی چیز لگانا اور اس پر ضروری خیال کرنا، یا معاملہ پیش ضروری کے اس کے ساتھ کرنا، یہ بھی بدعت ہے، اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس حدیث شریف میں۔

من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردًا

(یہ ایک فتویٰ کا نصف اول حصہ ہے، دوسرے حصہ میں کیا ہو گیا، اس کا شرعی حکم ہے، اور جو ٹھیکہ اور کتاب ہے۔ یہ

فتویٰ مفتی عزیز الرحمن دہلوی کا لکھا ہوا ہے، حضرت کی اس پر تصدیق ہے) (نور)

المحققین مسائل عربیہ ص ۲۵۰ سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب

(۹۸۵) قیام کے بدعت ہونے کی وجوہ؟ سوال: ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا

عبد مسلم کی تعلیم کے لئے اکثران ہونا سنت ہے اور کمتر ہونا خلاف سنت ہے۔ آیا یہ عقیدہ حق ہے، یا باطل؟ اگر حق ہے تو اس کی کیا دلیل ہے، اور اگر اس باب میں کوئی حدیث آئی ہو تو بیان کریں اور حدیث: "علیکم بسنی الحج" اس کا جواب نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر اجازت سنت کو چار بار کرنے پر منحصر تھیں تو ہزاروں صحابی اور اہل بیت کا قول و فعل اور اصول مجتہدین رد ہوتے ہیں۔ خلافت راشدین سے ہم اصول اور ہم کلام اور ہم اخلاق اور ہم عقائد اور ہم معانی اور ہم صرف بنوا اور ہم سلوک اور ہم فتنہ میں کوئی کتاب تصنیف نہیں کی، اور اگر "علیکم بسنی" پر نظر کریں تو کوئی اور صورت کوئی صحابی اور کوئی مجتہد اور کوئی اہل اعتراض سے نہیں بچتا، سب نے چار بار کے خلاف کیا۔ نعوذ باللہ۔

اس لئے علماء سے سوال ہے کہ اس بات کا جواب موافق قاعدہ علم کے دیں، اور اگر حضرت امام اعظم سے کوئی

کتاب صرف بنوا سلوک یا اخلاق یا فتنہ میں تصنیف کی ہو تو اس کو بھی بتادیں؟

**جواب:** عبادات میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ تو اربع کو حکم مت دے کہ اس سے بڑی جوامع مومنین تحصیل سنت ہوگا،

وہ بھی سنت کے حکم میں ہوگا، بلکہ اس کو بدعت کہنا اور شیعین سنت کو ایمان کا ضمن دینا اور اعتراض کرنا بجا ہے، اور نہ بدعت

مناقض ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ ابتداء میں حدیث و فقہ و فیرہ "فالک من الأمور المسحوقۃ النسی" سے

موجہ لتحصیل السنۃ" حکم میں سنت کے ہیں، مگر اگر بھی اکثر علماء نے اور ائمہ اور تابعین نے اس کا انکار کیا ہے۔

حیث قال الإمام ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری، تحت قوله: وشر الأمور محدثاتها!

فمما حدثت بدویون الحدیث ثم تفسیر القرآن، ثم تدوین المسائل الفقهیۃ، ثم تدوین ما

(۱) بحاری کتاب الصلح باب اذا اضطررنا علی صلح خود خود مومنین و مسلمین ص ۳۸۱ (۲) تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۸ (۳) تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۸

یتعلق بأعمال القلوب، فاما الأول: فأنكره عمر و أبو موسى و طائفة، و رخص فيه الأكثرون، و أما الثاني: فأنكره جماعة من التابعين. و أما الثالث فأنكره أحمد و طائفة بسيرة و كذا اشتد إنكار أحمد للذي بعده.

ترجمہ: امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں وشر الامور محدثاتہا کی شرح میں کہا ہے: خیر القرون کے بعد اس سے پہلے جو علم وضع کیا گیا، علم حدیث کی تدوین ہے، پھر علم تفسیر، پھر مسائل فقہیہ، پھر ان علوم و مباحث کی، جو دل کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سب سے پہلی تدوین کا عمر و ابو موسیٰ نے اور ایک جماعت نے انکار کیا اور اکثر ائمہ و علماء نے اس میں گنجائش دی ہے، دوسرا موضوع، اس کا اکثر تابعین نے اعتقاد نہیں کیا، اور تیسرے موضوع کا امام احمد اور ایک جماعت نے انکار فرمایا ہے، اور امام احمد کی تکثیر جو تھے موضوع پر زیادہ سخت تھے۔

و مما حدث أيضاً تدوين القول في أصول الديانات، فتصدى لها المشبهة و النفاة، فبالغ الأول حتى شبه، و بالغ الثاني حتى عطل، و اشتد إنكار السلف لذلك، كآبي حنيفة و أبي يوسف و الشافعي رحمهم الله و كلامهم في ذم أهل الكلام مشهور.

ثم قال في الآخر: فالسعيد من تمسك بما كان عليه السلف و اجتنب ما أحدثه الخلف، فإن لم يكن له منه بد، فليكتف بقدر الحاجة و يجعل الاول المقصود بالأصالة. والله الموفق. (۱)

ترجمہ: اور جو کچھ عقائد و کلام کے مباحث کی تدوین کے سلسلہ میں کیا گیا، اس میں اس تدوین کے ہم نوا اور مخالف دونوں حد سے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ پہلے انھوں کے ظاہر پر رہنے کی وجہ سے تشبیہ کے قریب پہنچ گئے اور دوسروں نے اس میں یہاں تک غلو کیا، کہ اصول دین سے منحرف ہو گئے۔ اسی لئے سلف یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام شافعی جیسے اکابر سلف نے ان [بحثوں میں پڑنے سے] منع کیا ہے اور ان کے اقوال اہل کلام کی خدمت میں مشہور ہیں۔

پھر آخر میں کہا، پس بہتر وہ ہے جو اس پر قائم رہے جس پر اسلاف کرام تھے اور ان چیزوں سے بچے جو بعد والوں نے ایجاد کر لی ہیں، اور اگر اس سے پوری احتیاط ممکن نہ ہو تو اس میں سے بہت ضروری اور حاجت کے مطابق ایسے پر انکشاف سے اور پہلی قسم کو اصل اور مقصد سمجھے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔ (ت: نور)

(۱) فتح الباری کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة مع الاعتقاد بسن رسول اللہ ﷺ صفحہ ۲۵۳ ج ۱۳ (مکتبہ دار الفکر دمشق) [نور]



اگرچہ مجیب کا یہ عقیدہ نہیں کہ معاذ اللہ ان امور کو برا کہا جائے، مگر یہ عبارت فقط دو بات کے واسطے لکھی ہے، کہ جب ایسے حضرات نے ایسے امور کا کہ جو موجب و سبب تحصیل سنت ہیں، بسبب عدم وجود زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زمانہ خلفاء راشدین و صحابہ کرام میں انکار کیا، تو جو امور کہ نہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ زمانہ صحابہ کرام میں اور سلف صالحین میں تھے، کیونکر بجا اور لائق انکار نہ ہوں گے، اور ان کے کہنے والوں کو کیونکر برانہ کہا جائے گا۔

اور دوسری بات یہ کہ، امام ابن حجر موصوف نے: فالسعيد من تمسك الخ (کہا) تو معلوم ہوا کہ جو فعل زمانہ سلف صالحین میں نہ تھا، اس سے اجتناب ضروری ہے، پس امور محدثہ فی زماننا سے دور رہنا چاہئے اور برا سمجھنا چاہئے، اور جو سلف صالحین سے احادیث وغیرہ کا انکار ثابت ہوا، اس کو متمسک نہ کرنا چاہئے۔ یہاں تک جواب ہوا اعتراض سائل کا، جو در باب تدوین احادیث وغیرہ کے تھا۔

باقی رہی دلیل نہ سنت ہونے قیام کی، برائے تعظیم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، وقت ذکر میلاد شریف، سواز روئے قواعد علم منظرہ ہم کو اس کی دلیل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے، اتنا ہی کہہ دینا، ہم کو کافی ہے کہ یہ فعل قیام، کہیں حدیث شریف یا فعل صحابہ یا سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں البتہ جو مدعی ہو، اس پر اپنی حجت اور متمسک بہ بیان کرنا لازم ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ کا نام پاک سن کر، کوئی قیام تعظیمی نہ کرے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر، بھی گاہے قیام نہ ہو، اور اگر وعظ یا مجلس میں ذکر ولادت ہو، وہاں بھی قیام تعظیم نہ ہو، اور مجلس مولود میں بھی بہیشت کذائی، صد ہا بار نام پاک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذکور ہو، اس میں بھی قیام تعظیم نہ کیا جائے، مگر خاص مجلس مولود میں، ہر وقت ذکر ولادت قیام تعظیم واجب و سنت ہو، اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟

اگر سائل قیام تعظیم ثابت بھی کرے گا، تو بروقت تشریف آوری جناب رسالت مآب ثابت کرے گا، نہ بروقت ذکر نام پاک و تذاکر احوال جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام، پس اس کا اثبات بذمہ سائل ہے، اور لاریب! یہ امر کسی حدیث صحیح، بلکہ حدیث ضعیف سے بھی ثابت نہیں۔ اگر سائل کا یہ عقیدہ ہے کہ وقت ذکر ولادت، بشرط انعقاد مجلس خاص و ذکر بہیشت کذائی، روح پر فتوح جناب رسالت مآب تشریف لاتی ہے، تو سائل اپنے ایمان کی فکر کرے۔ فقط

حسنہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) (مجموعہ کھان، قہمی ص ۸۶-۸۹)

(۹۸۶) شب برأت میں حلو او غیرہ پکانا تقسیم کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا؟ بروز شب برأت حلو او

نان یا برنج با جغرات وغیرہ، بخشن و تقسیم نمودن، در برادری، و ثواب بارواح اموات رسانیدن، و از ضروریات دین شمردن، کہ ہر کس از امر او غریب یا بجا آرد، و سہ روزہ شب برأت، از تاریخ سیزدہم لغایت پانزدہم، و در ہر روزہ غسل کردن، از حدیث ثابت است یا نہ، و مذہب امام اعظم دریں باب چیست، بینوا تو جروا۔



**الجواب :** علو اور غیرہ بہ نیت شعبان بخش و تقسیم نمودن، چنانچہ رسم است ثابت نیست، و اصل معتد بہ معتقد علیہ ندارد، عوام کا انعام اس را از لوازم دین می شمارند، و اہل ہوا و مآظبت اس را ضروری سے انگازند، اس خیال کا سبب است: و ہوا و ہن من بیت العنکبوت. در کتب احادیث و فقہ دیدہ و نغذہ، بل انکار آں از علمائے کرام غنی المذہب مسوع و متیقن، چنانچہ مولانا مولوی قطب الدین خان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ مسکن بہ سراج القلوب دریں باب تصنیف فرمودہ اند۔ در ایصال ثواب بازواج اموات خلاف نیست، بہ نچہ کہ در شرع شریف حکم است، بجا آوردن احسان بر اموات است، و تخصیصات و تعینات زیادہ علی النہص قابل ترک و احتراز اند، و تخصیص عام ناجائز است، چنانچہ در کتب اصول مبرہن است، بالخصوص نزد امام اعظم تخصیصات مکروہ اند، چنانچہ علی قاریؒ برال اشعار کردہ۔ مثلاً مصافحہ کہ سنت است، بعد نماز فجر و عصر خاص کردن، یا سجدہ شکر کہ جائز است بعد نماز، عادت کردن مکروہ است۔ چنانچہ در دُر مختار کہ کتاب معتبر در فقہ است و علماء کرام عمل برال دارند، مرقوم است:

وسجدة الشکر مستحبة، بہ یفتی. لکنہا تکرہ بعد الصلوة لأن الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ أو واجبة و کل مباح یؤدی الیہ فمکروہ۔ (۱)

یعنی سجدہ شکر مستحب است، و بریں قول فتویٰ، لیکن آں مکروہ است بعد نماز، زیرا کہ جبلا اعتقاد خواہند کرد، آں را سنت یاد واجب، و ہر امر کہ رساند، تا اس حدیث آں مکروہ است۔

می گویم ہم چنین است حال دیگر مباحات، مثل ایصال ثواب وغیرہ، پس بلا تخصیصات جائز و اللہ! و سید احمد طحطاوی شارح دُر مختار، در شرح قول فمکروہ می نویسند، قولہ:

فمکروہ: الظاہر أنها التحریمة لأنہ یدخل فی الدین مالیس ہنہ (۲)

یعنی مراد از مکروہ مکروہ تحریمی است، زیرا کہ تخصیص وقت وغیرہ را شامل ست، و آں بلا حکم ناجائز است۔

و واضح باد، کہ در علو و مشابہت سے آید، از سر او کہ بشوداں برائے اموات خواہد می کنند، بدیں معنی ترک آں ہم ضروری است، زیرا کہ مشابہت بکفار ناجائز است، و اصرار بر عمل مندوب و مرتبہ مندوب، از مرتبہ اش کہ رخصت است، افزودہ، بہر تہ سنت مؤکدہ رسانیدن ناجائز است۔ چنانچہ در طبیبی شرح مشکوٰۃ وغیرہ مسطور است (۳) پس در ترک آں گناہی لازم نہ آید، و اگر بر سبیل عموم مکروہ باشند، مضائقہ ندارد، بلا تخصیصات۔

(۱) الدر المختار باب سجود الثلاث ج ۱ ص ۱۰۷ [عکس طبع محضانی ۱۳۳۴ھ] الدو علی هامش [در المختار] باب سجود الثلاث صفحہ ۵۲۳ ج ۱ [مشکوٰۃ فی دینی ۱۲۸۷ھ] [نور]

(۲) حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ص ۳۴۹ ج ۱ باب سجود الثلاث، دار المعرفۃ للطباعة و النشر بیروت ۱۳۹۵ھ

(۳) طبیبی شرح مشکوٰۃ، کتاب الصلوة باب الدعاء فی الشہدہ، الفصل الاول تحت عنوان: الاصرار علی المندوب.. ضلالہ تقدیر حدیث ۹۳۶ ص ۳۷۴ جلد دوم [ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ راپٹی ۱۳۱۳ھ] (نور)

واتخاذ برنج وجفراوات وحلوا، بحالت فقر وغریبی، کہ از فعل آں درد دیگر ضروریات نقصان افتد، یا از قرض دام یا از قرض سودی کرده شود، چونکہ دیگر کل مکروہات و محرمات باو ملتصق می شود۔ حرام باشد۔ مثلاً قرض گرفتہ کردن، یا سودی قرض گرفتہ، حلوا و کھتن حرام است، زیرا کہ سود حرام است۔

وسہ روزہ شب برات وارد نیست، بیکروزہ وارد شدہ است، چنانچہ از حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی است کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

”إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها“ (۱)

یعنی وقتیکہ آید شب پانزدہم از شعبان، پس قیام کنید در شب آں، و روزہ دارید در روز آں۔

اے بتاریخ پانزدہم شعبان، و بعض عوام کہ بتاریخ چہارہم روزہ دارند، غلط فہمیدہ اند، وسہ روزہ را یعنی سیزدہم و چہارہم و پانزدہم، را بہ شعبان علاقہ نیست، آں را روزہ ایام بیض می گویند، و در ہر ماہ مسنون و مستحب است، و غسل را ہم بر آں قیاس باید کرد، سہ روزہ ثابت نیست، غسل از کجا ثابت گردد، و باید دانست کہ غسل، بروز جمعہ و عیدین و عرفہ، و وقت احرام مستحب است، و اگر کسے نلکند و وضو بجا آورد کافی است، بچنین است حال مرجع مندوبات را، در روزہ فرض ہم غسل مشروع نشد، و نفل چرا مندوب شود، فافہم۔

و مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ ہمین ست کہ بیان کردہ شد، تمامی کتب فقہ بر آں شاہد است، و امام صاحب رحمۃ اللہ تخصیصات را مکرہ می گویند، چنانچہ بدال اشعار کردہ ام و عبارت ذر مختار نقل کردہ ام، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ فقط حررہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ الاحد الصمد، الحمد المدعوبہ سراج احمد عفی عنہ حنفی المیرٹھی، المقیم فی بلدہ بلند شہر۔  
الجواب صحیح رشید احمد عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ محمود عفی عنہ الجواب صحیح، خلیل احمد عفی عنہ

**ترجمہ:** شب برات کے دن حلوا، روٹی چاول، وغیرہ پکاتا، برادری میں تقسیم کرنا اور مردوں کی رحوں کو اس کا ثواب پہنچانا اور [اس کو] دین کے [ایسے] ضروری کاموں میں سمجھنا کہ ہر شخص چاہے وہ امیروں میں سے ہو یا غریبوں میں سے، اس کو ضرور کرے، اور شب برات تین دن، تیرہ سے پندرہ شعبان تک منانا اور ہر دن میں غسل کرنا حدیث سے ثابت

(۱) رواہ ابن ماجہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب ماجاء فی ليلة النصف من شعبان. و لفظ الحدیث: فقوموا لیلہا وصوموا نهارہا، سنن ابن ماجہ بحاشیہ وتصحیح مولانا فخر الحسن گنگوہی ص: ۱۰۰ مطبع فاروقی، دہلی بلاسنہ نیز باب مذکور ص: ۳۹۹ جلد ثانی ت: شعب الازنوط دار الرسالة العلمیہ ۱۴۳۰ھ

ہے، یا نہیں، اور اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم کا کیا مسلک ہے، بیان کیجئے، اجر پائے۔

**الجواب:** علو اشعبان کی نیت سے پکانا اور تقسیم کرنا، جیسا کہ رسم ہے، ثابت نہیں ہے کوئی معتبر اصل اور لائق اعتبار ثبوت نہیں رکھتا۔ عوام اس کو دین کا ضروری حصہ خیال کرتے ہیں، اور خواہشات کے بندے اس کو ضروری مانتے ہیں، یہ برا خیال ہے اور یہ کمزری کے چالے سے بھی کمزور ہے، حدیث و فقہ کی کتابوں میں اس کو نہیں پایا گیا، بلکہ اس کا انکار ضمنی مسلک کے علماء سے سنا گیا ہے، جو یقینی ہے، چنانچہ مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی نے رسالہ سراج القلوب اسی سلسلہ میں لکھا ہے:

مرحومین کو ایصال ثواب کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس طریقہ سے جس طرح کہ شریعت میں اس کا حکم ہے، اس کا بجالانا اور اس پر عمل کرنا مرحومین پر احسان ہے، مگر وہ چیزیں جن کی شریعت میں اصل نہیں ہے اپنی طرف سے اخلاص اور متعین کر لی گئی ہیں، چھوڑ دینے اور نظر انداز کرنے کے لائق ہیں۔ وہ چیز جو عام ہو، اس کو کسی مقصد کے لئے خاص کر لینا، جائز نہیں ہے، جیسا کہ اصول فقہ کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہوا ہے خصوصاً حضرت امام اعظم کے یہاں، ایسی چیزوں کا خاص کر لینا مکروہ ہے، جس کی ملاطفت قاری نے اس طرح وضاحت کی ہے۔ مثال کے طور پر مصافحہ سنت ہے، مگر فجر یا عصر کی نماز کے بعد کے لئے خاص کرنا، یا حجدہ شکر جو جائز ہے، نماز کے بعد اس کی عادت بنا لینی مکروہ ہے، چنانچہ درمختار میں جو فقہ کی معتبر کتاب ہے اور علمائے کرام اس پر عمل رکھتے ہیں لکھا ہے:

اور حجدہ شکر مستحب ہے، اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے، لیکن نماز کے بعد مکروہ ہے، کیوں نا واقف لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھ لیں گے اور ہر وہ مباح، جس کی سنت یا واجب سمجھ لیا جائے، اس پر عمل کرنا مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں، کہ دوسرے مباحات کا بھی یہی حال ہے، جیسے ایصال ثواب وغیرہ، پس یہ ایصال ثواب بلا کسی تخصیص (تعمین) کے جائز ہے، ورنہ نہیں۔

اور سید احمد طحاوی، درمختار کے شارح، مصنف درمختار کے قول، فمکروہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

فمکروہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے، وہ چیز دین میں داخل ہو جائے گی، جو دین میں موجود نہیں ہے۔

اور واضح ہو کہ اشب برأت کے احوط میں، بندوں کے طریقہ کی بوقت ہے، جس کو وہ اپنے مردوں کے لئے کرتے ہیں، اس لئے بھی اس کا چھوڑنا ضروری ہے، کیوں کہ کافروں کی مشابہت ناجائز ہے اور مستحب عمل کو اس کے مرتبہ اور مقام سے جو صرف رخصت ہے، بڑھا کر سنت مؤکدہ کے مرتبہ تک پہنچا دینا، ناجائز ہے، جیسا کہ مشکوٰۃ کی شریعت طہی وغیرہ میں لکھا ہے۔

لہذا اس کے چھوڑنے میں کوئی گناہ لازم نہیں آئے گا اور اگر اس کو یہ خیال کئے بغیر اور عام طریقہ کی خصوصیات کا اہتمام کے بغیر کر لیں، تو کچھ حرج نہیں ہے۔

چاول، سویوں، اور حلوے وغیرہ کا فقر وفاقہ اور غریبی کی حالت میں بنانا، کہ جس کے کرنے سے دوسری ضرورتوں میں خلل پڑے، یا قرض لیکر یا سود کے پیسے سے کیا جائے، کیوں کہ تمام مکروہ اور حرام، اس کے ساتھ مل گئے ہیں، یہ بھی حرام ہوگا کیوں کہ سود حرام ہے۔

شب برأت کے لئے احادیث شریفہ اور دین کی معتبر کتابوں میں اتین دن کا ذکر نہیں ہے، ایک دن کا تذکرہ آیا ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب پندرہ شعبان آئے، تو اس کی رات میں عبادت کرو، اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔

صرف پندرہ شعبان کی شب برأت ہے اور بعض عوام جو چودہ تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں، غلط سمجھتے ہیں اور تین دن یعنی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کے روزہ کا شعبان سے، کچھ تعلق نہیں ہے، ان تین دنوں کے روزہ کو ایسا پیش کرتے ہیں اور یہ روزے ہر مہینہ میں مسنون و مستحب ہیں، غسل کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ تین روزے جائز نہیں ہیں، غسل کہاں سے ثابت ہوگا، نہانا، جھو، عیدین، عرفہ میں اور احرام باندھنے کے وقت مستحب ہے، اگر کوئی نہ کرے، وضو کر لے کافی ہے، یہی حال ہے خاص کر تمام مستحبات کا۔ روزہ میں بھی غسل ثابت نہیں، نفل میں کس طرح مستحب ہو جائے گا۔ بس سمجھو!

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے، جو بیان کیا گیا، فقہ کی جملہ کتابیں اس کی گواہ ہیں، امام صاحب غمی کا مکتوب بے موقع خاص کرنے کو مکروہ کہتے ہیں، جیسا کہ میں نے وضاحت کی ہے اور درمختار کی عبارت نقل کی ہے۔

[ت: نور]

سراج احمد میرٹھی

(۹۸۷) فاتحہ مردہ بدعت دے اصل ہے: سوال: فاتحہ مردہ یعنی کھانا تو مردہ رکھ کر، دونوں

ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھنا، بعدہ ثواب کسی کو بخشا اور اس رسم کو لازم سمجھا، کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہنچتا، اس کو عمل خیر کہتا ہے اور جو شخص اس رسم کو بدعت کہتا ہے، اس کو کہتا ہے کہ ”مردہ گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔“ اور اس کے اس کلام کا کیا حکم ہے؟ اور منبر پر بوقت وعظ کہتا ہے کہ فلاں وہابی ہے، فلاں نجدی ہے اور مسلمانوں نے اس سے کنارہ کیا، ان کو کہتا ہے کہ فلاں وہابی مسجد سے نکالا گیا، اس کلام کا کیا حکم ہے؟ اور قرآن تلاش میں اس فاتحہ مردہ کا معمول تھا، یا نہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

اور کتاب تقویۃ الایمان تفسیف مولانا محمد اسماعیل صاحب کو بد کہتا ہے، اور اس کا رد لکھا ہے، مسلمانوں میں اس کے سبب سے نہایت اختلاف ہو گیا ہے۔ بیٹو اتو جروا۔

**جواب:** یہ کہ فاتحہ مرسومہ کو کھانا رو برد رکھ کر، دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھتے ہیں، بعدہ ثواب بخشتے ہیں، اس فاتحہ مرسومہ کی شرع میں کچھ اصل نہیں، یہ بدعت ہے، قرون ثلاثہ میں اس کا معمول نہ تھا۔ بلکہ مسنون یہ ہے، کہ اول کھانے کے بسم اللہ اور کھانے کے بعد، الحمد للہ رب العالمین کہے اور ثواب کسی کو بخشے۔

اور وہ جو اس فاتحہ کے مانعین کو کہتا ہے کہ، مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود، یہ کلام اس کا نہایت سخت ہے اور اس کی جہالت کا نشان ہے، کہ بزرگان دین تک کہ قرون ثلاثہ میں تھے، یہ کلام اس کا پہنچتا ہے۔ معاذ اللہ عن ذلک! اس شخص کو اپنے ایمان کا بھی خیال نہیں، جو منع کرنے والوں کو مردود کہے، وہ خود مردود ہے۔

اور منبر پر بیٹھ کر ناستہ دار خوری ہے، کسی کو وہابی کسی کو شیدی کہنا اور کنارہ کرنے والوں کو، کہتا ہے کہ فلاں شخص مسجد سے نکالا گیا، اور وہ شخص نہایت بد اور مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَنَزَّلَ لَكُم مِّمَّا مَنَعْتُمْ فَلْيَتَذَكَّرُوا لَعَلَّهُمْ يَحْتَفِظُوا (یعنی جنہم ہے واسطے پر عیب گو طعنہ کرنے والے کے۔)

واعظ کا کام مسلمانوں کو محبت سے سمجھانا اور تعلیم کرنا ہے، نہ یہ کہ وہابیات بکنا۔ اس کے کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دین سے محض جاہل ہے، اسی واسطے اپنے ایمان جانے کا اس کو خیال نہیں، ایسے شخص سے مسلمانوں کو کنارہ کرنا لازم ہے کہ اس کی محبت ذہر قاتل ہے۔

اور کتاب تقویۃ الایمان، آیات اور احادیث سے مستند ہے، اس کی بے ادبی کرنا، آیات اور احادیث کی بے ادبی ہے، اور بے ادب آیات و احادیث کا ایمان سے بے نصیب ہے۔

خدا تعالیٰ اس کو اور تمام مسلمانوں کو راہ راست پر رکھے، آمین یا رب العالمین! واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ اتم واکمل۔  
خاکسار سید محمد عماد الدین قادری عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۸۳-۱۸۵-۱۸۶)

الجواب صحیح رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۹۸۸) من سن سنة حسنة کا حکم خاص ہے، یا عام؟ سوال: من سن سنة حسنة

فله مثل اجرها. (۱)

اس حدیث کا حکم عام ہے یا خاص؟ اگر عام ہے تو کون سی سنت ہے جو حضرت سے باقی رہی، کہ جس کے نکالنے

(۱) کسر العمال، الکتاب الخامس، الفصل، الترغیب الاحادی من الاکمال صفحہ ۹۰ ج ۱۵ رقم الحدیث

(نور)

۳۱۲۶ مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء

مطبع اہل بیت علیہ السلام



کے واسطے یہ قاعدہ بیان فرمایا، اور اگر خاص ہے تو اس کا مخصوص لہ بتاؤ۔ اور جس صورت میں یہ حدیث مخصوص لہ ہے، تو پھر لفظ مَنْ کے کیا معنی (ہیں)۔

جواب: ہم پوچھتے ہیں کہ سنت حسنہ بمعنی عموم ہوگی، بایں معنی کہ جس کی اصل شریعت میں ثابت ہو، یا نہ ہو، یا خاص ہوگی بایں معنی، کہ اس کی اصل شریعت میں ثابت ہو، اول تو بدیہی البطلان ہے، وگرنہ تناقض لازم آئیگا، اس حدیث مذکور:

من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فہو زندقہ (۱)

اور حدیث: کل بدعة ضلالة (۲)

میں۔ کیونکہ معنی اول حدیث کے یہ ہیں، کہ جو پیدا کرے ہماری اس شریعت میں وہ شے، کہ نہیں ہے، اس سے، یعنی نہیں ہے اصل اس کی ثابت شریعت سے، پس وہ رد ہے۔

حدیث کے یہ معنی ہیں کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور معنی بدعت کے عالم یکنی اصل لہ قبل فی الشرع۔

پس ان دونوں حدیثوں میں اس امر کے احداث پر، کہ جس کی اصل شرع شریف میں ثابت نہ ہو، برا، فرمایا اور وعدہ فی النار کا کیا اور حدیث من سن سنة الخ علی تقدیر کون المعنی بالعموم اچھا فرمایا، اور مخترع کو وعدہ، فلہ مثل اجرہا کافر مایا: فلزم التناقض اور تقابل سنت حسنہ کا ساتھ سنت سیرہ کے صحیح نہ ہوگا۔ فظہر بطلانہ وثبت الشق الثانی وھو کونہ خاصاً۔

پس معلوم ہوا کہ سنت حسنہ سے وہ سنت مراد ہے، کہ جس کی اصل شریعت سے ثابت ہو، پس اس صورت میں مصداق من سن سنة الخ مخترع اور مبتدع نہ ہوگا، بلکہ مزین اور رونق دہندہ اور مروج اور مظہر ہوگا، اور مخترع کی اصل شریعت میں نہ ہوگی۔ پھر اس سے دلیل پکڑنا اور پر جواز بدعت کے خلاف علم اور موافقت جماعت و جہالت ہے اور اس پر دلالت کر رہا ہے مورد نص۔ کیونکہ جس کی شان میں ورود نص ہذا کا ہے، وہ شخص نہ نکالنے والا اعطاء صدقہ کا تھا بلکہ اس وقت میں سب سے اول عامل اور مؤتمر بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اور اسی کے موافق تفسیر حدیث ہذا کی، صاحب مجمع نے کی ہے:

(۱) مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، ص: ۸۹، رقم الحديث: ۱۶۰، ت: رمضان بن احمد بن علی آل عوف، لیل: باب مذکور

ص: ۲۷، [اصح المطابع دہلی: ۱۳۷۵ھ]

(۲) مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثاني، ص: ۳۰، [اصح المطابع دہلی: ۱۳۷۵ھ] نیز ص: ۹۰، رقم الحديث: ۱۶۱، ت: رمضان

بن احمد بن علی آل عوف [اصح المطابع دہلی: ۱۳۷۵ھ]



حيث قال من سن سنة حسنة اى اتى بطريقة مرضية يقتدى بها. (۱)

اور جو معنی کہ سائل نے سمجھے اگر وہ ہوتے تو یوں ہوتا: اى اخترع طريقة، رضىة يقتدى بها۔

پس ظاہر ہوا کہ حدیث مذکور کے یہ معنی نہیں، کہ جو شخص نکالے اپنی طرف سے طریقہ نیک: فلہ مثل اجرہا الخ چنانچہ سائل نے سمجھا اور یہ سمجھ کر تمسک باختراع بدعت کیا، بلکہ یہ معنی ہیں کہ تم میں سے جو شخص رواج دے، اور جاری کرے روش نیک: فلہ مثل اجرہا الخ اب اس سے احتجاج حدوث بدعت نہیں ہو سکتا: کمالا یخفی علی من له أدنی بصيرة

فی العلوم۔

الحاصل اگر سائل کو کتب حدیث و شروح حدیث و اصول حدیث و فقہ و کتب فقہ پر عبور ہوتا، تو ایسے مہمل سوال نہ کرتا۔

شعر: تامل و سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ان سوالات سے علم و دقیقہ شناسی سائل واضح ہو گئی۔ جاننا چاہئے کہ بسبب اختصار کے ہر سوال کے جواب میں بہت ہی اختصار کیا گیا۔ اگر اور دلائل ہمارے اور جواب دلائل اپنے معلوم کرنا منظور ہو، تو تحریر قراطیس سے کیا ہوتا ہے، ایک بار تھوڑی دیر کو رو برو ہو جائیے، آئندہ اختیار ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حسنہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص: ۹۰-۹۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضمیمہ دوم

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

حضرت مولانا گنگوہیؒ کے چند اور خودنوشت  
اور مطبوعہ نادر فتاویٰ

(۱) فتویٰ توریث سنی و شیعہ؟ (۲) بیع بالوفا کا ایک معاملہ؟

ہر دو بخط خاص حضرت مولانا قدس سرہ مع مہر

نیز چند فتاویٰ

مسئولہ، مولانا فتح الدین صاحب جالندھری

[شاگرد و خادم حضرت مولانا]

[نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com





(۹۸۹)

کیا سنی شیعہ کے اور شیعہ سنی کے وارث ہو سکتے ہیں؟

مفتیانِ شرح متین، کہ زید مذہب اہل سنت والجماعت فوت ہوا، اور ایک مذہب اہل سنت اور ایک مذہب شیعہ وارث چھوڑی، تو صورتِ مذکورہ میں ہم غصبِ وارث یا کُل ترکہ بنتِ سنی کو پہنچنے کا بغرضِ خلاصہ یہ ہے کہ اگر مورث اہل سنت سے ہو اور وارث مذہبِ شیعہ یا اس کے بالِعکس ہو تو باہم وارث ہوں گے یا نہیں، اور کتابِ شریعہ شرحِ سراجی کی عبارت، سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت والجماعت اور روافض اور خوارج اور معتزلہ باہم وارث ہوں گے:

”قال بسخلاف اهل الاهواء فانهم معترفون بالانبياء والكتب، ويختلفون في تأويل الكتاب والسنة، وذلك لا يوجب اختلاف الملة“

اور مولوی عبدالحی صاحب اسی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

وتلويح الدفع انهم متفقون في الاصول، كالوحد والاقرار بنوہ السی صلی اللہ علیہ وسلم۔  
فماختلفت لخلهم وان اختلفوا فی القروہ (۲)

اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ اہل سنت والجماعت اور شیعہ وغیرہ باہم وارث ہوں گے، اور کتابِ درمقیٰ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ، وارث نہ ہوں گے، کیونکہ سب شخصین کفر ہے اور جب سب شخصین کفر ہے، تو اہل سنت والجماعت اور شیعہ باہم مختلف ملت ہو گئے، اور جب ملت مختلف ہوئی تو باہم وارث بھی نہ ہوں گے، اسی واسطے غمیہ میں ہے کہ اختلافِ دین سے مراد اختلافِ اسلام اور کفر کا ہے، تو جو مذہب مختار اور صحیح اور مفتی بہ در باب کفر یا عدم کفر روافض اور اہل سنت اور عدم وارث ہونے کے موافق روایات کتب فقہ معتبرہ اور قاضی کا ہے، تاکہ دین میں اجر عظیم پائیں۔ فقط

(۹۹۰)

بیع بالوفا کی ایک صورت؟

سوال دیگر: بیع بالوفا بدی صورت کہ بائع کی طرف سے یہ اقرار ہو کہ، میں عرصہ دس سال تک نہ چھوڑوں گا اور بعد مرد دس سال کے، دس سال کے اندر مثلاً جب چاہوں گا، چھوڑ دوں گا۔ اگر نہ چھوڑوں تو اسی روپیہ میں بیع قطعی تصور کی جاوے، شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور مشتری کو آمدنی کی اس کی حلال ہوگی یا نہیں، اور اگر یہ اقرار نہ ہو بلکہ صرف یہ تحریر ہو کہ، عرصہ پندرہ یا بیس سال میں جب چاہوں گا، چھوڑ دوں، اگر نہ چھوڑوں تو بیع قطعی ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ بیٹا تو تیرا۔ فقط

الجواب:

قدما، علماء نے بھی کفر شیعہ میں خلاف اختلاف آیا ہے بعض اہل ابواء و افاست لکھتے ہیں اور بعض کافر، اور متاخرین جو ان کے اصول و قواعد سے واقف ہوئے، تو فتویٰ کفر کا دیتے ہیں۔ بظاہر قدامتوں کے اصول پر واقعیت نہیں ہوتی، سو ہمارے ملک کے شیعہ حسب قواعد شریعہ کافر ہیں، باہم سنی شیعہ کے تو وارث نہ ہوگا، اور شرعی وغیرہ سب میں جو

(۱) شریعتِ سراجی، علامہ سید علیہ جربانی، ص ۱۵۵، مطبعہ نجفی، دہلی ۱۳۲۷ھ۔

(۲) حاشیہ سراجی، علامہ حضرت مولانا عبدالحی عفی عنہ، ص ۱۹، مطبعہ نجفی، دہلی ۱۳۲۷ھ۔



تو ارث لکھا ہے، تو بسبب ناواقفیت اصول شیعہ کے لکھا ہے، حق یہ ہے کہ اس وقت اور اس ملک کے شیعہ کافر اور تو ارث منقطع۔  
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ب: یہ صورت بیچ بالوفا، محض رہن اور حرام اور سود خوری ہی کی وجہ سے حلال و درست نہیں، اس کے کرنے والے ربوہ خوار ہیں اور شرعاً کوئی بیچ نہ صحیح نہ فاسد اس میں منعقد ہوئی ہے، بلکہ خالص رہن ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ مہر (بدست خاص، متحدہ ورق)

### سوالات از مولانا فتح الدین صاحب جالندھری

کیا فرماتے ہیں علماء و حقانی اس مسئلہ میں: کہ رہنکار، مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف، نور الہدایہ میں ترجمہ اردو اور شرع و قیام میں لکھا ہے، اگر عورت زکوٰۃ اپنے خاوند کو دے دیوے تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے، آیا یہ مسئلہ مفتی بہ ہے، یا نہیں؟  
(۹۹۱) (۲) ایک شخص مر گیا، متوفی کے وارث ایک دختر دو بیٹے اور زوجہ ہے کہ اولاد نہ کر ہی وارث ہوتی ہے، مؤنث کو کچھ دیتے ہی نہیں، اگر اولاد نہ کر ایسی جائداد جو شرعی حیثیت سے تقسیم نہیں کی، بلکہ اپنی بہنوں کو بکھر و مرکور دیا۔ اگر یہ اولاد نہ کر اپنی جائداد کو بہن یا رہن کریں، تو شرعاً کیا حکم ہے۔ صحیح ہے یا نہیں؟ اور مشتری عند اللہ ما خوذ ہوگا، یا نہیں۔

(۹۹۲) (۳) شرعاً اگر متوفی نے جائداد سے، بہن یا والدہ کو حصہ نہیں دیا تو اولاد متوفی کو لازم ہے کہ ان کو حصہ دے دے؟

(۹۹۳) (۴) مشاع کا بہن، جب کہ اپنے شریک کو کرے جائز ہے، یا نہیں؟

(۹۹۴) (۵) عورت اگر عورتوں کی جماعت کرا دے، تو جہر یہ نماز میں خفیہ پڑھے یا بلند؟

(۹۹۵) (۶) اگر صرف دو عورتیں ہوں، تو دوسری عورت امام عورت کے محاذی کھڑی ہو، یا پیچھے؟

(۹۹۶) (۷) مسافر کو جب کہ رمضان المبارک میں وہ روزے رکھتا ہے، تراویح معاف ہے، یا ضرور پڑھے؟

(۹۹۷) (۸) بیع ادھار شمن کا وعدہ کرنا کہ فلاں روز دوں گا ضروری ہے، یا نہیں؟

الجواب: سوال اول: اس میں احوط مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے۔ کہ خاوند کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

(۲) اگر شے مشاع کو فروخت کرے تو صرف اسی کا حصہ فروخت ہوگا، دوسرے شریکوں کا حصہ ان کی اجازت سے جائز ہوگا، اور مشتری کو بیگانی شے کا خریدنا درست نہیں۔ اگر باقی شرکا نے وقت بیع انکار کیا تھا، تو مشتری بیع کر سکتا ہے۔

(۳) اس کی اولاد پر ضروری ہے کہ حصہ داروں کا حصہ الگ کرے، مآلوں کو دے دیں، فقط!

(۴) بہن مشاع کا درست نہیں، اگرچہ شریک کو بویسین شریک کے ہاتھ بیع کر کے شمن بہن کر سکتا ہے۔

(۶-۵) عورتوں کی ناکرہ ہے لیکن اگر جماعت کر لیں ماحول میں کفر ہو اور عورتوں میں کفر نہ ہو تو کفر نہ ہو۔

(۷) مسلمانوں کو اگر کفر میں نہ چلنے کی ہمت ہے۔

بندہ رشید احمد غلّی عن

سورہ النور

(اس کے لئے میں اللہ پر مولا اے علی کا پھیلنے پر ہے) کہ ماحول میں

مستحکم نہ رہاں اور عورتوں کو کفر نہ ہو تو کفر نہ ہو۔

تحریر: درنگ میں اس لئے کہ لغت میں عورتوں کو کفر نہ ہو تو کفر نہ ہو۔  
تقریب میں بھی عورتوں کے ماحول میں کفر نہ ہو تو کفر نہ ہو۔

بندہ رشید احمد غلّی عن

بندہ رشید احمد غلّی عن: درنگ میں کفر نہ ہو تو کفر نہ ہو۔  
مسئلہ میں کہ عورتوں میں کفر نہ ہو تو کفر نہ ہو۔

۱۵/شوال ۱۴۳۵ھ

(تحریر: درنگ میں)

الجواب: قربانی کا گوشت کا کڑاؤ اور نکل اور بدکردار مت ہے اور اس کا پڑاؤ اور نکل کے مسکن کو جاننا

وایب ہے اور نکل چنانکہ جان کا مسجد میں دست نہیں لگائی اور نکل چنانکہ جان کا مسجد میں دست نہیں لگائی۔

کا مالک کر دیا یہ درست ہے۔

یہ صحت جو حال میں رہنے ہے اس میں قربانی وایب نہیں اور یہ صحت کے اندر میں قربانی وایب نہیں۔

۷/ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ (۱۵/شوال ۱۴۳۵ھ)

بندہ رشید احمد غلّی عن

(تحریر: درنگ میں)

الجواب: صحت نماز جو کہ کے لئے ملک نماز صحت ہو اور مسجد کا شرعاً نہیں ہے۔ اس میں یہ صحت نماز جو کہ کے لئے مسجد میں

نہیں ہیں تب بھی اگر وہ ملک شہر ہو تو وہاں مسجد درست ہے۔ اگر وہاں مسجد درست نہیں ہے۔ اس میں یہ صحت نماز جو کہ کے لئے مسجد میں

اذن عام نہ ہوا اور کسی جہد خاص میں جماعت اذان کی جائے، جہاں ہر ایک نہ جاسکتا ہو تو نماز جمعہ درست نہیں۔ اگر شیر میں اذان عام ہو تو نماز جمعہ درست ہے۔ اگر چہ وہاں مسجد نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بند و رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

خلیفہ احمد عفی عنہ مدرس لول مظاہر علوم عنایت النبی عفی عنہ مدرس دوم ثابت عفی عنہ مدرس سوم عبد الکریم عفی عنہ مدرس چہارم

الجواب صحیح

مکتوبات بزرگاں ص: ۱۳۱

محمد اعظم عفی عنہ مدرس پنجم

متعلق فتویٰ سابقہ بعد سلام مسنون! عرض یہ کہ شہر اور گاؤں کی تعریف، الگ الگ تحریر فرمائیں؟ والسلام

اضعف العباد فتح الدین

الجواب: شہر اور گاؤں امر میں اہل عرف اس کو پہنچاتے ہیں، گاؤں اور قصبہ کا فرق سب ہستی والوں کو معلوم ہوتا ہے، اگرچہ وہ اس کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہمارے یہاں چار پانچ ہزار کی ہستی، جس میں ڈاک خانہ، شفا خانہ، وغیرہ بھی ہوتا ہے قصبہ و شہر کہلاتے ہیں۔

مگر یہ دونوں امر بھی مدار مصیبت نہیں، محلہ اور کوچہ اور بازار ہر طرح کے حوائج مستطاب ہوتا، جیسے ہوا یہ وغیرہ میں لکھا ہے، یہ علامت شہر ہیں، مگر ان پر مدار نہیں ہے، چونکہ وہ ایک امر عرفی ہے، اس لئے اس کی تعریف کی طرف توجہ نہیں کی گئی اور کثرت سے تعریفات اس کے کتب میں مذکور ہیں، کہوں کہ کسی نے کوئی علامت معرفت سمجھ کر بیان کی کسی نے کوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتوبات بزرگاں ص: ۳۲-۳۱

بند و رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب: ضاد و ال، ظہر یہ حرف جدا گانہ تھا تو ہیں، ان کو ایک جاننا یا ایک طرح پر حتم، باوجود قدرت کے درست نہیں ہے، اور جو شخص کہ اس کو ضاد کے اصلی مخرب سے ادا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، اگر بصورت وال نہ ادا کرے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی، کیونکہ وال پر کوئی مستقل حرف نہیں ہے۔ پس جو شخص کہ بصورت وال نہ ادا کرتا ہے مگر وہ اصل مخرب سے جبہ مذہوری ادا نہیں کر سکتا، پس اس کی نماز ہو جائے گی، اور جو شخص جان بوجھ کر باوجود قدرت کے ضاد کو وال محض یا تھ محض ادا کرے، نماز اس کی اکثر وں کے نزدیک ہو جائے گی۔ فقط والسلام

مکتوبات بزرگاں ص: ۳۲-۳۱

بند و رشید احمد عفی عنہ



**جواب :** اس نام کے مسئلہ میں ہندو نے دعویٰ ترجیح اس روایت کا نہیں کیا تھا، مگر چونکہ آپ نے لکھا تھا کہ توحید

عزت انتفاض کرو کہ کس بناء پر ہدایہ نے لکھا ہے کہ توحید نے اس کی توحید کی تھی، اور آخر میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ قوت وضعف روایت سے بحث نہیں، مگر تم مدعی ہو کہ اس کے خلاف کے دلائل پیش کرنے لگے، سو درست ہے، جب یہ روایت ضعیف اور مقابلہ اس کے قوی ہو تو یہ جوہر قوت دوسری روایت کے ہوویں گے، ورنہ تمام ہوں، کلام یہ تھی کہ نسیان میں بعض وجوہ سے قوت مقبوم ہوتی ہے، گو نظر دقیق مساوات نوم ہو جیسا فتح وغیرہ لکھتے ہیں، تو غرض فرق ظاہری بیان کرنا تھا نہ نظر دقیق کی طرح، اس طرح کہ نامی نقصان ہے اور مخ طلب طلب آپ اس نے طلب میں جس قدر ہو کہ سعی کی، اور نسیان اس کا مرفوع الحکم ہوا۔

اور یہ ضد ہے کہ اس کو طلب ماہ میں ذریعہ کا بھی: کیلین واجب تھا، کہ وہاں پانی ہوتا ہے عاقلہ لازماً تو اس نے کوتاہی فی الطلب کی، چاہے کہ تنیم درست نہ ہو، اس کو دفع کیا تھا کہ اصل میں پانی کا عاقلہ لازماً ہونا، حضرت میں بلاد میں ہے، نہ صحرا و سفر میں، کہ وہاں اصل عدم ہے، اور یہ امر ظاہر ہے، انکار اس کا خواہ مخواہ کلام ہے، پس کوتاہی اس سے طلب میں نہیں ہوئی اور نامہ اگرچہ مخاطب ہے مگر اس سے سعی نہیں ہوئی، کیونکہ وہ عاجز ہے سعی کی ضد میں مبتلا ہو معذرت نہ ہوا، اور نوم کو مثل اختیار کے کہا تھا نہ اختیار، سو یہ فرق ہے۔ اور اس فرق کے آثار ایک فرق میں ظاہر بھی ہیں اگرچہ وہاں دوسری وجہ بھی ہو کہ صوم میں نسیان سے کھانا ناقض صوم نہیں اور نوم میں کھانا مفسد ہے سو یہ وجہ فرق کی تھی اگرچہ اس کو مقابل روایت والے رفع مردویں، تو بس آپ کو اس قدر کج و کاؤ کر کے دلیل فرق، اٹھانے کی حجت نہیں، وہ آپ کے دلائل مساوات کے بھی ضعیف ہوں، نسیان کی نوم سے مساوات حدیث میں اور وجہ سے ہے کہ یہ دو مخاطب ہیں اور قوت و نسیان کی دلیل مذکور میں، بوجہ دیگر ہے علی بذات قوی روح نامہ کی صحت امر اللہ تعالیٰ ہونا اور وجہ ہے کہ سب اشیا، باذن اللہ موجود ہوتی ہیں اور قوت و نسیان باہر ہے کہ وہ سعی کر رہا ہے، جو اس کو حکم تھا اس کا ہمتار کیا خلاف نامہ کے کہ وہ عاجل ہے "و الساکت لا ینسب الیہ شیء" علیٰ ہذا البلیغہ عذر نامہ ہے مگر یہ بھی یہ ہے کہ جب دوسری روایت قوی تسلیم کی گئی ان سب دلائل کو توڑ کر قوی روایت کے دلائل قوی کہے جائیں گے۔ بہر حال ترجیح ظاہری بیان کرنا تھا نہ حقیقی سو، آپ کی فہم میں کیوں نہ آیا اور کیوں اس کے رفع میں ہمت لگائی، فقط زیادہ بحث ہے، یہ لہذا اسی قدر لکھ دیا ہے، وہ اس کی بھی حجت نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مندرجہ ذیل مکرر الرشیدہ ص ۱۵۴-۱۵۳، جلد اول]

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات و صلى الله على سيدنا ومولانا

محبہ و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ و اصحابہ اجمعین



# جامع و مرتب باقیات فتاویٰ رشیدیہ

نورالحسن راشد کاندھلوی

## کی چند تصانیف، ترجمے اور مرتبہ کتابیں

(۱) تذکرہ استاذ الکمل حضرت مولانا مملوک اعلیٰ نانوتوی، حضرت مولانا برصغیر کے بہت سے بڑے عالم و علماء،

اہل درس و افتادہ اصحاب اور مصنفین و اہل قلم کے استاد اور مربی تھے مگر اب تک حضرت مولانا کے مفصل احوال تو کہاں، مولانا پر کوئی چھوٹی کتاب بھی مرتب نہیں ہوئی تھی، یہ کتاب اس بڑی سی کوپوری کرتی ہے۔ اس میں حضرت مولانا کے استادوں، تعلیم، ملازمت، دہلی کالج کی پچیس سال تعلیم و ترقی کی روداد حضرت مولانا کے جلیل القدر شاگردوں، تصانیف اور دینی ملی و اصلاحی خدمات کا مستند مفصل تذکرہ ہے جس کو بڑے بڑے اہل علم اور ارباب دانش نے اعلیٰ درجہ کی نہایت عمدہ تصنیف قرار دیا ہے۔

کتابت طاعت جلد نہایت عمدہ و عمدہ صفحات۔ قیمت نصف تین سو 300 روپے

(۲) تذکرہ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی، حضرت مولانا، حضرت شاہ محمد اسحاق کے امیر شاگرد، مدرسہ مظاہر علوم

کے روح رواں، بڑی عالمانہ کتابوں احیاء علوم الدین امام غزالی، مجمع البحرین علامہ محمد طبرہنی وغیرہ کی تصانیف اور شیعہ نگار حضرت مولانا کی دینی علمی خدمات، اور تلامذہ کا جس میں حضرت مولانا محمد قاسم بھی شامل ہیں، مفصل احوال، لائق مطالعہ کتاب ہے۔ تقریباً دو سو صفحات کا رز پورڈ کی جلد، اوسط کتابت و طبع قیمت پچتر 75 روپے

(۳) قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، احوال و آثار و باقیات و متعلقات حضرت مولانا کے

احوال و کمالات و خدمات پر ایسی معلومات کا مجموعہ اور گنجینہ جو کسی اور کتاب میں دستیاب نہیں۔ برصغیر کے ممتاز ترین اور اہل نظر نے اس کتاب کو اس موضوع کا نادر تحفہ قرار دیا ہے۔ عمدہ آہستہ طبعیت، عمدہ صفحات، قیمت ساڑھے تین سو 350 روپے

(۴) تذکرہ خاتم مثنوی مولانا دردم، حضرت مفتی الہی بخش کاندھلوی حضرت مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز کے

ممتاز بلکہ لائق فخر شاگرد، شاہ رفیع الدین کے ہم سبق اور مینوں اکابرین علماء اور محدثین کے استاد و مربی، سوسے زائد کتابوں کے مصنف، حضرت سید احمد شہید کے خلیفہ، بڑے مصلح، فقیہ، شاعر اور ہمہ جہت شخصیت اور کاندھلہ کے تمام علماء کے بزرگ اور ضیاع علوم و فنون تھے، حضرت مفتی صاحب کے احوال، و خدمات، تصانیف اور شاگردوں کا اجمالی تذکرہ۔

عمدہ کمپوزنگ عمدہ کاندھلوی طبعیت، صفحات چھبیس۔ قیمت ساڑھے 60 روپے

(۵) تقویۃ الایمان اور شاہ محمد اسماعیل شہید کے خلاف برپا شورش، تاریخ و حقیقت کے آئینہ میں، تقویۃ الایمان

اردو کی دینی پہلو سے سب سے زیادہ مفید، لائق اعتماد و موثر انگریز نہایت مظلوم کتاب ہے، اس پر دین و سنت کے دانائوں نے

طرح طرح کے شبہات و اعتراضات کئے ہیں مگر واقعہ ہے کہ اس کا دامن ان الزامات سے بالکل صاف ہے۔ اس موضوع پر پہلی مرتبہ تاریخ کی روشنی میں، ناقابل تردید چشم کشا حقائق یک جا کئے گئے ہیں، اور تاریخ کے حوالہ سے ایسی مستند گفتگو کی گئی ہے جو اب تک نہیں ہوئی تھی، سنت و بدعت، اہل حق اور اصحاب بدعت کے مسائل..... سے واقفیت اور دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نہایت قابل قدر تحفہ اور ایک دستاویز ہے۔ عمدہ طباعت بڑا سا زردوسے زائد صفحات، قیمت صرف سو روپے۔

## ہماری چند اور مطبوعات

### فضیلت قرآن ترجمہ اردو، فضل القرآن

تالیف: حضرت مفتی الہی بخش کاندھلوی اردو ترجمہ و حواشی: نور الحسن راشد کاندھلوی

صفحات: ۶۱) عمدہ کیوزنگ و جماعت، خوش رنگ سرورق۔ قیمت صرف چالیس روپے 40/-

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق

تالیف: حضرت امام محمد غزالی اردو ترجمہ: مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی، تخریج روایات: نور الحسن راشد کاندھلوی

چوالیس (۴۳) صفحات خوبصورت سرورق، عمدہ کیوزنگ اور طباعت، قیمت صرف تیس روپے 30/-

### سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ اردو خلاصۃ السیر: علامہ محبت الدین طبری ترجمہ: مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی تکمیل ترجمہ: مولانا اعجاز الرحمن کاندھلوی

### اسماء بدریین

تالیف: حضرت مفتی الہی بخش کاندھلوی تعلق و حواشی: نور الحسن راشد کاندھلوی

چون (۵۴) صفحات عمدہ کتابت، نفیس کاندھلوی، جماعت، خوش رنگ سرورق، قیمت صرف پینتالیس روپے 45/-

### رسائل اصول حدیث (عربی، فارسی)

تالیف: حضرت مفتی الہی بخش کاندھلوی تمہید اور ترجمہ: نور الحسن راشد کاندھلوی

### العرف الوردی فی اخبار المہدی

تالیف: علامہ جلال الدین، محمد بن عبدالرحمن السیوطی تمہید اور تعارف: نور الحسن راشد کاندھلوی

بڑا سا زردوسے ۲۵ صفحات عمدہ ۷۷ رنگ کی جہت نفیس کاندھلوی، مکمل۔ قیمت صرف پچھتر روپے 75/-

آنحضرت کی کتابیں منتظر اشاعت اور متعدد زیر تکمیل ہیں۔

Mufti Ilahi bakhsh academe Kandhla

Distt. Muzaffar Nagar 247775 (U.P.) India Mb:09358667219





شکر و در معنی او که کوهی از کوه و کوهی از کوه است  
 کوه و کوهی از کوه و کوهی از کوه است  
 کوه و کوهی از کوه و کوهی از کوه است

(۲۲)

شکر و در معنی او که کوهی از کوه و کوهی از کوه است  
 کوه و کوهی از کوه و کوهی از کوه است  
 کوه و کوهی از کوه و کوهی از کوه است

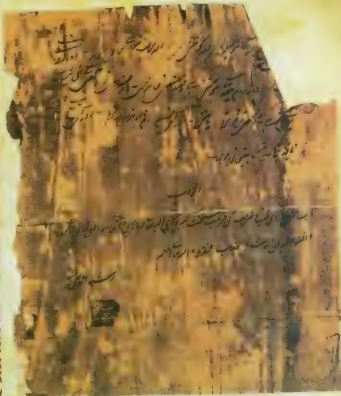
شکر و در معنی او که کوهی از کوه و کوهی از کوه است  
 کوه و کوهی از کوه و کوهی از کوه است  
 کوه و کوهی از کوه و کوهی از کوه است

حضرت مولانا کے قلم سے لکھے ہوئے مجموعی فتاویٰ ذخیرہ آجھ، دوسری کاپی کا آخری ورق



[illegible]

حضرت مولانا کا بدست خود لکھا ہوا ایک فتویٰ جس پر حضرت مولانا کی مہربانی ثبت ہے۔ (ذاتی نسخہ)



حضرت مولانا کا ایک فتویٰ جو حضرت مولانا محمد نجی کاندھلوی کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔  
اور اس پر حضرت مولانا گنگوہی مہریت ہے۔



ایک سال کا فن ہو

از صفحه ۳۲  
تا صفحه ۴۰  
در دفتر اول

مَنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ

یہ آپ شریف لکھی دفات حضرت مولانا علی قاری

الحمد لله على ما ذكره من آثاره وفضله وجماله

۱۰۷۱  
 ۱۰۷۲  
 ۱۰۷۳  
 ۱۰۷۴  
 ۱۰۷۵  
 ۱۰۷۶  
 ۱۰۷۷  
 ۱۰۷۸  
 ۱۰۷۹  
 ۱۰۸۰  
 ۱۰۸۱  
 ۱۰۸۲  
 ۱۰۸۳  
 ۱۰۸۴  
 ۱۰۸۵  
 ۱۰۸۶  
 ۱۰۸۷  
 ۱۰۸۸  
 ۱۰۸۹  
 ۱۰۹۰  
 ۱۰۹۱  
 ۱۰۹۲  
 ۱۰۹۳  
 ۱۰۹۴  
 ۱۰۹۵  
 ۱۰۹۶  
 ۱۰۹۷  
 ۱۰۹۸  
 ۱۰۹۹  
 ۱۱۰۰  
 ۱۱۰۱  
 ۱۱۰۲  
 ۱۱۰۳  
 ۱۱۰۴  
 ۱۱۰۵  
 ۱۱۰۶  
 ۱۱۰۷  
 ۱۱۰۸  
 ۱۱۰۹  
 ۱۱۱۰  
 ۱۱۱۱  
 ۱۱۱۲  
 ۱۱۱۳  
 ۱۱۱۴  
 ۱۱۱۵  
 ۱۱۱۶  
 ۱۱۱۷  
 ۱۱۱۸  
 ۱۱۱۹  
 ۱۱۲۰  
 ۱۱۲۱  
 ۱۱۲۲  
 ۱۱۲۳  
 ۱۱۲۴  
 ۱۱۲۵  
 ۱۱۲۶  
 ۱۱۲۷  
 ۱۱۲۸  
 ۱۱۲۹  
 ۱۱۳۰  
 ۱۱۳۱  
 ۱۱۳۲  
 ۱۱۳۳  
 ۱۱۳۴  
 ۱۱۳۵  
 ۱۱۳۶  
 ۱۱۳۷  
 ۱۱۳۸  
 ۱۱۳۹  
 ۱۱۴۰  
 ۱۱۴۱  
 ۱۱۴۲  
 ۱۱۴۳  
 ۱۱۴۴  
 ۱۱۴۵  
 ۱۱۴۶  
 ۱۱۴۷  
 ۱۱۴۸  
 ۱۱۴۹  
 ۱۱۵۰  
 ۱۱۵۱  
 ۱۱۵۲  
 ۱۱۵۳  
 ۱۱۵۴  
 ۱۱۵۵  
 ۱۱۵۶  
 ۱۱۵۷  
 ۱۱۵۸  
 ۱۱۵۹  
 ۱۱۶۰  
 ۱۱۶۱  
 ۱۱۶۲  
 ۱۱۶۳  
 ۱۱۶۴  
 ۱۱۶۵  
 ۱۱۶۶  
 ۱۱۶۷  
 ۱۱۶۸  
 ۱۱۶۹  
 ۱۱۷۰  
 ۱۱۷۱  
 ۱۱۷۲  
 ۱۱۷۳  
 ۱۱۷۴  
 ۱۱۷۵  
 ۱۱۷۶  
 ۱۱۷۷  
 ۱۱۷۸  
 ۱۱۷۹  
 ۱۱۸۰  
 ۱۱۸۱  
 ۱۱۸۲  
 ۱۱۸۳  
 ۱۱۸۴  
 ۱۱۸۵  
 ۱۱۸۶  
 ۱۱۸۷  
 ۱۱۸۸  
 ۱۱۸۹  
 ۱۱۹۰  
 ۱۱۹۱  
 ۱۱۹۲  
 ۱۱۹۳  
 ۱۱۹۴  
 ۱۱۹۵  
 ۱۱۹۶  
 ۱۱۹۷  
 ۱۱۹۸  
 ۱۱۹۹  
 ۱۲۰۰  
 ۱۲۰۱  
 ۱۲۰۲  
 ۱۲۰۳  
 ۱۲۰۴  
 ۱۲۰۵  
 ۱۲۰۶  
 ۱۲۰۷  
 ۱۲۰۸  
 ۱۲۰۹  
 ۱۲۱۰  
 ۱۲۱۱  
 ۱۲۱۲  
 ۱۲۱۳  
 ۱۲۱۴  
 ۱۲۱۵  
 ۱۲۱۶  
 ۱۲۱۷  
 ۱۲۱۸  
 ۱۲۱۹  
 ۱۲۲۰  
 ۱۲۲۱  
 ۱۲۲۲  
 ۱۲۲۳  
 ۱۲۲۴  
 ۱۲۲۵  
 ۱۲۲۶  
 ۱۲۲۷  
 ۱۲۲۸  
 ۱۲۲۹  
 ۱۲۳۰  
 ۱۲۳۱  
 ۱۲۳۲  
 ۱۲۳۳  
 ۱۲۳۴  
 ۱۲۳۵  
 ۱۲۳۶  
 ۱۲۳۷  
 ۱۲۳۸  
 ۱۲۳۹  
 ۱۲۴۰  
 ۱۲۴۱  
 ۱۲۴۲  
 ۱۲۴۳  
 ۱۲۴۴  
 ۱۲۴۵  
 ۱۲۴۶  
 ۱۲۴۷  
 ۱۲۴۸  
 ۱۲۴۹  
 ۱۲۵۰  
 ۱۲۵۱  
 ۱۲۵۲  
 ۱۲۵۳  
 ۱۲۵۴  
 ۱۲۵۵  
 ۱۲۵۶  
 ۱۲۵۷  
 ۱۲۵۸  
 ۱۲۵۹  
 ۱۲۶۰  
 ۱۲۶۱  
 ۱۲۶۲  
 ۱۲۶۳  
 ۱۲۶۴  
 ۱۲۶۵  
 ۱۲۶۶  
 ۱۲۶۷  
 ۱۲۶۸  
 ۱۲۶۹  
 ۱۲۷۰  
 ۱۲۷۱  
 ۱۲۷۲  
 ۱۲۷۳  
 ۱۲۷۴  
 ۱۲۷۵  
 ۱۲۷۶  
 ۱۲۷۷  
 ۱۲۷۸  
 ۱۲۷۹  
 ۱۲۸۰  
 ۱۲۸۱  
 ۱۲۸۲  
 ۱۲۸۳  
 ۱۲۸۴  
 ۱۲۸۵  
 ۱۲۸۶  
 ۱۲۸۷  
 ۱۲۸۸  
 ۱۲۸۹  
 ۱۲۹۰  
 ۱۲۹۱  
 ۱۲۹۲  
 ۱۲۹۳  
 ۱۲۹۴  
 ۱۲۹۵  
 ۱۲۹۶  
 ۱۲۹۷  
 ۱۲۹۸  
 ۱۲۹۹  
 ۱۳۰۰  
 ۱۳۰۱  
 ۱۳۰۲  
 ۱۳۰۳  
 ۱۳۰۴  
 ۱۳۰۵  
 ۱۳۰۶  
 ۱۳۰۷  
 ۱۳۰۸  
 ۱۳۰۹  
 ۱۳۱۰  
 ۱۳۱۱  
 ۱۳۱۲  
 ۱۳۱۳  
 ۱۳۱۴  
 ۱۳۱۵  
 ۱۳۱۶  
 ۱۳۱۷  
 ۱۳۱۸  
 ۱۳۱۹  
 ۱۳۲۰  
 ۱۳۲۱  
 ۱۳۲۲  
 ۱۳۲۳  
 ۱۳۲۴  
 ۱۳۲۵  
 ۱۳۲۶  
 ۱۳۲۷  
 ۱۳۲۸  
 ۱۳۲۹  
 ۱۳۳۰  
 ۱۳۳۱  
 ۱۳۳۲  
 ۱۳۳۳  
 ۱۳۳۴  
 ۱۳۳۵  
 ۱۳۳۶  
 ۱۳۳۷  
 ۱۳۳۸  
 ۱۳۳۹  
 ۱۳۴۰  
 ۱۳۴۱  
 ۱۳۴۲  
 ۱۳۴۳  
 ۱۳۴۴  
 ۱۳۴۵  
 ۱۳۴۶  
 ۱۳۴۷  
 ۱۳۴۸  
 ۱۳۴۹  
 ۱۳۵۰  
 ۱۳۵۱  
 ۱۳۵۲  
 ۱۳۵۳  
 ۱۳۵۴  
 ۱۳۵۵  
 ۱۳۵۶  
 ۱۳۵۷  
 ۱۳۵۸  
 ۱۳۵۹  
 ۱۳۶۰  
 ۱۳۶۱  
 ۱۳۶۲  
 ۱۳۶۳  
 ۱۳۶۴  
 ۱۳۶۵  
 ۱۳۶۶  
 ۱۳۶۷  
 ۱۳۶۸  
 ۱۳۶۹  
 ۱۳۷۰  
 ۱۳۷۱  
 ۱۳۷۲  
 ۱۳۷۳  
 ۱۳۷۴  
 ۱۳۷۵  
 ۱۳۷۶  
 ۱۳۷۷  
 ۱۳۷۸  
 ۱۳۷۹  
 ۱۳۸۰  
 ۱۳۸۱  
 ۱۳۸۲  
 ۱۳۸۳  
 ۱۳۸۴  
 ۱۳۸۵

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَا

سرورق فتاویٰ رشیدیہ (حصہ اول، طبع دوم) شمس المطالع، مراد آباد: ۱۳۲۳ھ

# تاریخ طبرستان

از مولف میرزا یوسف سید محمد علی مراد آبادی

بر سالہ فتاویٰ دستخط

در دست تقدیر و مرآت



جوان کتب و دل طبع

کتاب گشت - زیر عجب و غریب

پیشانی حسن برآمد

۱۳۲۳

۱۳۲۳

حق کانی را یث کتاب خانام عزیز الدین علی تفریح و طبعی با ضابطه محفوظ

## تاریخ طبرستان

بر سالہ قمار برکت با ضابطه قمار و مولیٰ کمال خالصه کانی از میرزا یوسف سید محمد علی مراد آبادی  
 سر او باورنے کھاتا - او کا حب ہے - قاتلہ مروجہ کی متعین ایسا جاس و مذاکرہ فکس  
 یہ حب و طبع مہر کو کہیں - اور کسی جملہ کانی مولیٰ صاحب مذکور کے غلامی تا لیاقت خرچ  
 رعیت کی زندگاری ہے - وہاں حب مذکور حکیم کے - قادیبی خیال پر رجوع کر کے  
 جہاں جہاں قمار سے رشیدیہ بین سمیت ہم - بر ملا صاحب کے قادیبی خیال قمار سے  
 ناظرین کہ سکھ ملا موزا بن - اور ان رسالہ کو خرچہ مذکور لطف اتیلع سنت ادب و ادین  
 ثبت صرف ہے - ملا وہ مکتوب لک مقرر ہے



آخری صفحہ قادی رشیدیہ (محمد اول طبع اول) برلاس پریس - مراد آباد: ۱۳۲۳ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ آپ سیدنا علیؑ و کتبات حضرت مولانا علیؑ رحمہ علیہ ہے

الحمد للہ علی اسانہ کردین نامہ فہرستہ تحریر فرمایا



میں نے یہ عالمی فہرست تحریر فرمائی ہے اس وقت حضرت

مولانا رشید احمد صاحب نے تصحیف فرمائی ہے اسلئے شکر ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سرورق فتاویٰ رشیدیہ (حصہ اول طبع دوم) شمس المطابع، مراد آباد: ۱۳۲۳ھ

نوشتہ سطر ہر ایک اہل علم سے جو دھرم کے سطر کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھ کر جاری کرے۔



فتاویٰ رشیدیہ (مطبوعہ دہلی - باہتمام مولانا) (جلد اول)



فتاویٰ رشیدیہ (مطبوعہ قاسمی دیوبند) بابت تمام مولانا حبیب الرحمن صاحب (مجموعہ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۲۳ھ)

فَإِنَّهُ أَهْلٌ لِّلْكَرَامِ كَيْتُمُ لَا يَعْلَمُونَ

اعوذ باللہ من ذلک ذلک منات و محبوبہ کلمات میں گنہگار

رشاد الہی میں  
فتاویٰ مبینہ

## حصہ اول

من افادای طیبیات عالم اجل فاضل اکمل مخزن اسرار شریعت  
 سعید بن مظهر طریقت حضرت مولانا المولوی الحافظ الکلیج  
 رشید احمد گنگوہی

۱۳۲۳

حسب فرامین

مالکان کتب خانہ رحیمیہ سنہری مسجد دہلی

یہ ہے کہ اگرچہ ان کی تعلیمات میں ایک دوسرے کے ساتھ

فتاویٰ رشیدیہ

(مطبوعہ کتب خانہ رحیمہ دہلی: ۱۳۴۸ھ)

طوبیٰ ریسرچ لائبریری  
اسلامی اردو، انگلش کتب،  
تاریخی، سفرنامے، لغات،  
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)